

کتابخانه جامعہ اسلامیہ

کتابخانہ اسلامیہ

ان مہرۃ کفر فہن شیاۃ اتحد الی ربیبہ

الرحمہ المطالب فی عاقبہ منہا السکال الغالب امام المشائق والمغالب

یعنی
سوانح عمری

حضرت علی ابن ابی طالب

منصور حیدر راجہ

سندہ لہحقین علامہ فطسین بنخل مدیم ربیبہ مقتدا ای ہل جناب
مولانا مولوی عبید اللہ صاحب بسمل امرت برہی نے تالیف کیا

اور

جان محمد اللہ بخش شاہراں کتب بنگلہ لاہور

مولوی محمد عبدالرشید عبدالعزیز منیجر مطبع کراچی

بہاول پور لاہور میں چھپوایا

۱۳۱۷ ۲ ۱۸۹۹

کتابخانہ جامعہ اسلامیہ

کتابخانہ جامعہ اسلامیہ

مجلد ہفتم مناقب امیر المومنین علی بن ابی طالب

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۸۵	دیباچہ فقیر مستنبد	۲۳۸	محبوب المومنین	۱	ناصر رسول اللہ
۸۶	باب اول جناب امیر کی ہمارے بارگاہ	۲۳۹	صدیق اکبر	۲	صالح المومنین
۸۷	اسد	۲۴۰	قاروق الاعظم	۳	سولی المومنین
۸۸	حیدرہ	۲۴۱	خاتم الوصیین	۴	منہج الوعد
۸۹	علی	۲۴۲	خیر الوصیین	۵	قاتل الناکثین و القاطمین المارقین
۹۰	جناب امیر کی کنیت	۲۴۳	الوصی	۶	المرقن
۹۱	ابو الحسن	۲۴۴	امام البرہہ	۷	الشاہد
۹۲	ابو حسین	۲۴۵	قاتل العجور	۸	الشہید
۹۳	ابو محمد	۲۴۶	صاحب الراۃ	۹	الراکع
۹۴	ابو الریحانین	۲۴۷	مقیم الحجہ	۱۰	الساجد
۹۵	ابو تراب	۲۴۸	حجۃ اللہ	۱۱	الصفی
۹۶	ابو السبطین	۲۴۹	راۃ الہدی	۱۲	الامین
۹۷	القاب	۲۵۰	ولی اللہ	۱۳	باب خطہ
۹۸	امیر المومنین	۲۵۱	صفۃ اللہ	۱۴	مشیل بارون
۹۹	امام المتقین	۲۵۲	شیخ المهاجرین والانصار	۱۵	نفس الرسول
۱۰۰	علی المتقین	۲۵۳	تعمیم النار والجنة	۱۶	سیت اللہ
۱۰۱	سید الصادقین	۲۵۴	وارث رسول اللہ	۱۷	ذوالاذن الواعی
۱۰۲	سید البسین	۲۵۵	خلیفہ رسول اللہ	۱۸	قاضی بن رسول اللہ
۱۰۳	سید المومنین	۲۵۶	منار الایمان	۱۹	وزیر رسول اللہ
۱۰۴	سید العرب	۲۵۷	امام الاولیاء	۲۰	خیر البشر
۱۰۵	سید فی المنا والآخرۃ	۲۵۸	المہادی	۲۱	ذوالقرنین
۱۰۶	قاتل الکفر الجہین	۲۵۹	صاحب اللوار	۲۲	خاصہ انحل

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۵۰	الطاهر	۶۷	وقنوم انهم	۸۵	واجعل لسان صدق
۵۱	الصالح	۶۸	انما انت منذر	۸۶	والعصر
۵۲	المؤمن	۶۹	ويطعمون الطعام	۸۷	والنجم اذا هوى
۵۳	الانزع والبطين	۷۰	من يطعم الله والبر	۸۸	وهو الذي خلق من الماء بشرا
۵۴	العابد	۷۱	والذي جاء بالصدق	۸۹	سلام على ال ياسين
۵۵	الزائد	۷۲	يا ايها الذين امنوا اتقوا	۹۰	اخوان على سرر متقابلين
۵۶	كاسر اسنام الكعبة	۷۳	والذين امنوا بالله	۹۱	وهو الذي ابدىك نبصرة
۵۷	الساق	۷۴	من المؤمنين رجال	۹۲	واقبوا الصلوة واتوا الزكاة
۵۸	الحبيب	۷۵	هذان خصمان	۹۳	والسابقون الاولون
۵۹	القارى	۷۶	ام حسب الذي	۹۴	فاما نذهب بك
۶۰	بغية الهدى	۷۷	افمن كان على بينة من ربه	۹۵	وجاءت عدت
۶۱	المهدي	۷۸	فاز الله هو ومولاه	۹۶	يوم لا ينجز الله النبي
۶۲	طود النسي	۷۹	وتعياها اذن واعيه	۹۷	وكفى الله المؤمنين القتال
۶۳	اليليا	۸۰	افمن كان مؤمنا	۹۸	في بيوت اخذ الله
۶۴	قياض عين الفتنة	۸۱	اجعلتم سقاية الحاج	۹۹	يا ايها الذين امنوا لا تقوا
۶۵	امير نخل	۸۲	الذين يتفقون اموالهم	۱۰۰	ام يحسدون الناس
۶۶	فد البرقة	۸۳	سأل سائل	۱۰۱	واحتجبوا بجل الله
۶۷	شيل عيني	۸۴	يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك	۱۰۲	كمشكوف فيها مصباح
۶۸	القرم	۸۵	اليوم اكملت لكم دينكم	۱۰۳	ومن تقوت حسنة
۶۹	باب دوم جلال شري شان	۸۶	ان الذين آمنوا وعملوا الصالحات	۱۰۴	افمن وعدناه
۷۰	قرآن مجيد کی آیتیں	۸۷	اولئك هم خير البرية	۱۰۵	افمن نخرج الله صدقة
۷۱	مقدمہ	۸۸	ان الذين آمنوا وعملوا الصالحات	۱۰۶	انما وليكم الله ورسوله
۷۲	انما يريد الله	۸۹	ليجعل له ما يحب	۱۰۷	يا ايها الذين امنوا الخا ناجي
۷۳	قل تالوا نذر ابتلانا	۹۰	واسوف يعطيك ربك فترحون	۱۰۸	ان الله وسلك ذليل
۷۴	قل لا اسألكم	۹۱	مرج البحرين يلتقيان	۱۰۹	والسابقون الاولون

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۱۰۰	فی مقدمہ صدق الی	۱۳۱	کفی اسے شہید سینہ بینکم	۱۳۱	جناب امیر کا سب صحابہ سے اعلم ہونا
۱۰۱	من خلقنا امۃ الی	۱۳۲	حتی ناتیہم البینۃ	۱۳۲	جناب امیر کا علم بالقرآن
۱۰۲	طوبی لہم و حسن ما ب الی	۱۳۳	ان اللہ اصطفیٰ ادم و نوحا الی	۱۳۳	جناب امیر کا علم بالتورات والانجیل
۱۰۳	اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول الی	۱۳۴	الا بکرم اللہ تطہر القلوب	۱۳۴	جناب امیر کا علم بالتفسیر
۱۰۴	واولوا الارحام بعضهم وری الی	۱۳۵	از الذین یؤذون اللہ الی	۱۳۵	جناب امیر کا علم بالقرآن
۱۰۵	و یبزی الذین امنوا الی	۱۳۶	یا ایہا النبی حسبک اللہ الی	۱۳۶	جناب امیر کا علم بالحديث
۱۰۶	من جہد بالحسنۃ الی	۱۳۷	فاستوی علی سوقہ الی	۱۳۷	جناب امیر کا علم فقہ
۱۰۷	وما کان اللہ لیعذبہم الی	۱۳۸	والشفعہ والوتر	۱۳۸	جناب امیر کا علم بالفرائض
۱۰۸	وعلی الاعراف و جبال الی	۱۳۹	ثم لنتعلن یومئذ عن النعیم	۱۳۹	جناب امیر کا علم باصول الدین سے علم کلام
۱۰۹	ولما ضرب ابن مریم مثلاً الی	۱۴۰	ام یجبل للذین امنوا الی	۱۴۰	جناب امیر کا علم بقصوف
۱۱۰	ولتقرنہم فی الحن القول الی	۱۴۱	تیسرا یا جناب امیر کے فضائل میں	۱۴۱	جناب امیر کا علم نحو
۱۱۱	ان الذین سبقت لہم الی	۱۴۲	مقدّمہ فضیلت کی بحث میں	۱۴۲	جناب امیر کا علم فضاہت
۱۱۲	فاما من اوفی کتابہ بیمینہ الی	۱۴۳	جناب امیر کا ذکر و دخل عبادت ہونا	۱۴۳	جناب امیر کا علم الشعر
۱۱۳	فاسالوا اہل الذکر ان ینصروکم	۱۴۴	جناب امیر کی شان میں جو احادیث	۱۴۴	جناب امیر کی حاضر جوابی
۱۱۴	قلوب	۱۴۵	وارد ہیں انکی نسبت محدثین کی	۱۴۵	جناب امیر کا علم کتابت
۱۱۵	اهدنا الصراط المستقیم الی	۱۴۶	جناب امیر کی مانند کسینے کتاب فضائل	۱۴۶	جناب امیر کا علم تعمیر الروایا
۱۱۶	واذان من اللہ ورسولہ الی	۱۴۷	نہیں کیا	۱۴۷	جناب امیر کا علم الجہود والجاہدہ
۱۱۷	ومن شاقوا الرسول الی	۱۴۸	جناب امیر کے فضائل سے پہلے لوگ سبقت	۱۴۸	جناب امیر کا علم حساب
۱۱۸	و یوت کل ذی فضل فضلہ	۱۴۹	لیکھے ہیں نہ پہلے ان تک پہنچ سکتے ہیں	۱۴۹	جناب امیر کا علم ہیئت
۱۱۹	ثم ادریت ان کتاب الی	۱۵۰	جناب امیر کے فضائل کا لائحہ ہونا	۱۵۰	جناب امیر کے فضائل علی کا بیان
۱۲۰	ام حسب الذین انزلک الی	۱۵۱	جناب امیر کا روحانی طریقہ	۱۵۱	جناب امیر کا ادب
۱۲۱	وقوا صواب الصبر	۱۵۲	جناب امیر کا جامع مایع فضل ہونا	۱۵۲	جناب امیر کا زہد فی اللباس
۱۲۲	محسن من اللہ والذین معہ الی	۱۵۳	جناب امیر کے فضائل فضائی کا بیان	۱۵۳	جناب امیر کا فرشتہ
۱۲۳	وانہ لعلی الساعۃ	۱۵۴	جناب امیر کے فضائل علمی کا بیان	۱۵۴	جناب امیر کا طعام

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۱۸۸	جناب امیر کا صبر	۲۱۴	جناب امیر کی سخاوت	۲۸۷	جناب امیر کی قوت
۱۹۱	جناب امیر کی تواضع	۲۱۶	جناب امیر کی مہمان نوازی	۲۸۹	جناب امیر کی قوت
۱۹۲	جناب امیر کا حسن خلق	۲۱۷	جناب امیر کی اصابت رائے	۲۹۲	جناب امیر کے فضائل کا بیان
۱۹۳	جناب امیر کا غصہ عن الکافات	۲۱۸	جناب امیر کا حسن سلوک	۲۹۳	جناب امیر کی نسبت عالی
۱۹۵	جناب امیر کی شفقت علی الخلق	۲۱۹	جناب امیر کا کرم	۲۹۴	جناب امیر کے فضائل کا بیان
۱۹۶	جناب امیر کا تفقد حال رعایا	۲۲۰	جناب امیر کی سیاست	۲۹۵	جناب امیر کی نسبت عالی
۱۹۸	جناب امیر کی رعایت قیدیوں کی	۲۲۱	جناب امیر کی نصرت دین یعنی جہاد	۲۹۶	جناب امیر کے فضائل کا بیان
۱۹۹	جناب امیر کا قریع	۲۲۲	جناب امیر کا جہاد بال نفس	۲۹۷	جناب امیر کے فضائل کا بیان
۲۰۱	جناب امیر کی رعایت حقوق الناس	۲۲۳	جناب امیر کا جہاد بالعدو	۲۹۸	جناب امیر کے فضائل کا بیان
۲۰۲	جناب امیر کا عدل	۲۲۴	جناب امیر کا جہاد بالدعوت	۲۹۹	جناب امیر کے فضائل کا بیان
۲۰۳	جناب امیر کی حیا	۲۲۵	جناب امیر کا جہاد بالسيف	۳۰۰	جناب امیر کے فضائل کا بیان
۲۰۴	جناب امیر کی غیرت قومی	۲۲۶	جناب امیر کا فردین اور پر فرج پیمان	۳۰۱	جناب امیر کے فضائل کا بیان
۲۰۵	جناب امیر کی فراست	۲۲۷	جناب امیر کا آداب الحرب	۳۰۲	جناب امیر کے فضائل کا بیان
۲۰۶	جناب امیر کا حافظہ	۲۲۸	جناب امیر کی شجاعت	۳۰۳	جناب امیر کے فضائل کا بیان
۲۰۷	جناب امیر کی سرعت فہم	۲۲۹	واقعه شب ہجرت	۳۰۴	جناب امیر کے فضائل کا بیان
۲۰۸	جناب امیر کی صداقت	۲۳۰	غزوہ بدر الکبر	۳۰۵	جناب امیر کے فضائل کا بیان
۲۰۹	جناب امیر کی مامیت	۲۳۱	غزوہ الکبیر	۳۰۶	جناب امیر کے فضائل کا بیان
۲۱۰	جناب امیر کی خلافت	۲۳۲	غزوہ احد	۳۰۷	جناب امیر کے فضائل کا بیان
۲۱۱	جناب امیر کی طہارت	۲۳۳	غزوہ خندق	۳۰۸	جناب امیر کے فضائل کا بیان
۲۱۲	جناب امیر کی عصمت	۲۳۴	غزوہ خیبر	۳۰۹	جناب امیر کے فضائل کا بیان
۲۱۳	جناب امیر کی عبادت	۲۳۵	واقعه جمل	۳۱۰	جناب امیر کے فضائل کا بیان
۲۱۴	جناب امیر کی نماز	۲۳۶	جنگ صفین	۳۱۱	جناب امیر کے فضائل کا بیان
۲۱۵	جناب امیر کی کثرت صوم	۲۳۷	جنگ نہروان	۳۱۲	جناب امیر کے فضائل کا بیان
۲۱۶	جناب امیر کے صدقات	۲۳۸	ان لوگوں کی تعداد جو ایمان لائے	۳۱۳	جناب امیر کے فضائل کا بیان

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۳۱۳	جناب فاطمہ کا بھتیجہ ہونا	۳۲۶	جناب سیدہ کی وفات کا بیان	۳۲۵	جناب حسن کا زہد
۳۱۴	آنحضرت کا فرما کہ حسن و فاطمہ کو انبیا دی مجھے انبیا دی	۳۲۷	جناب امیر کی اولاد صالح کا بیان	۳۲۶	جناب امام حسن کا جود
۳۱۵	جناب فاطمہ کا غضب غضب امیر ہوتا	۳۲۷	آنحضرت کی اولاد کا جناب امیر کی صلب سے ہونا	۳۲۷	جناب امام حسن کی تواضع
۳۱۶	جناب سیدہ کا حیف و نفاس سے ظاہر ہونا	۳۲۸	آنحضرت کی نسل کا جناب سیدہ کو سوا	۳۲۸	جناب امام حسن کا حلم
۳۱۷	حضرت جب غریب و تشریف لاؤ تو پہلو	۳۲۹	مقطع ہو جانا	۳۲۹	جناب امام حسن کی عبادت
۳۱۸	جناب سیدہ سے ملاقات فرماتے	۳۲۹	جناب سیدہ کی اولاد کی لیے آنحضرت کا ولی ہونا	۳۲۹	جناب امام حسن کی خلافت
۳۱۹	سب سے پہلے جناب سیدہ کا داخل جنت ہونا	۳۳۰	قیامت کے دن حضرت کی نسل کو سوا	۳۳۰	مناقب جناب امام حسین
۳۲۰	جناب سیدہ کے مرد و کی وقت اہل موقف کا سر جھکانا	۳۳۱	کل نسب کا منقطع ہونا	۳۳۱	آنحضرت کا جناب امام حسین کی شہادت سے خبر دینا
۳۲۱	جناب سیدہ کو جنت میں مریم سے ستر قصہ زیادہ ملے	۳۳۲	جناب سیدہ کی اولاد کا ظہر ہونا	۳۳۲	جناب امام حسین کی شہادت کا بیان
۳۲۲	جناب سیدہ کا حضرت کو ساتھ ایک مکان میں ہونا جنت میں	۳۳۳	جناب سیدہ کی اولاد کا قطع حشر ہونا	۳۳۳	جناب امام حسین کی شہادت پر جہات کا نوہ
۳۲۳	جناب سیدہ کے نکاح کا بیان	۳۳۴	جناب سیدہ کی اولاد پر دفع کا حرام ہونا	۳۳۴	جناب امام حسین کے سر اقدس کی گہر متین
۳۲۴	جناب سیدہ کا نکاح حکم پر ہو گا	۳۳۵	جناب سیدہ کی اولاد کا قیامت کو روز غیر معذب ہونا	۳۳۵	جناب امام حسین کے قاتلوں کی سزا
۳۲۵	جناب سیدہ کی اولاد کا بیان	۳۳۶	جناب سیدہ کی اولاد کے باعث جناب امیر کی اولاد کا برزخ قیامت پر آنا اور کرامت	۳۳۶	جناب امام حسین کی شہادت پر بعض آثار قدرت کا ظہور
۳۲۶	جناب سیدہ کی اولاد کا بیان	۳۳۷	جناب سیدہ کی اولاد کا بیان	۳۳۷	جناب امام حسین کے فضائل
۳۲۷	جناب سیدہ کی اولاد کا بیان	۳۳۸	جناب سیدہ کی اولاد کا بیان	۳۳۸	اہل بیت کے فضائل
۳۲۸	جناب سیدہ کی اولاد کا بیان	۳۳۹	جناب سیدہ کی اولاد کا بیان	۳۳۹	آل کی تحقیق
۳۲۹	جناب سیدہ کی اولاد کا بیان	۳۴۰	جناب سیدہ کی اولاد کا بیان	۳۴۰	پانچ باتوں میں حضرت کی آل کا حشر سے بابر ہونا
۳۳۰	جناب سیدہ کی اولاد کا بیان	۳۴۱	جناب سیدہ کی اولاد کا بیان	۳۴۱	فضائل آل
۳۳۱	جناب سیدہ کی اولاد کا بیان	۳۴۲	جناب سیدہ کی اولاد کا بیان	۳۴۲	اہل بیت کی تحقیق

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۴۱۳	اہل بیت کا مخزن حکمت ہونا	۴۲۰	اہلبیت کو دشمن پر جنت کا حکم ہونا	مین	جناب امیر کی ولادت با سعادت
۴۱۴	اہل بیت کا منافیہ رحمت اور موضع رسالت ہونا۔	۴۲۱	اہل بیت کو دشمن کا دوزخی ہونا	۴۱۵	جناب امیر کا آنحضرت کی آغوش میں تربیت پانا
۴۱۵	اہل بیت کا لمان ہست ہونا	۴۲۲	اہل بیت کا مثل باب جملہ ہونا	۴۱۶	جناب امیر کی سبقت اسلام
۴۱۶	اہل بیت کا مثل سفینہ نوح ہونا	۴۲۳	احادیث متفرقہ اہل بیت کے فضائل میں	۴۱۷	جناب امیر کی عمر اسلام لانے کے وقت
۴۱۷	اہل بیت کو ساندہ دوسرے کا قیام	۴۲۴	عسرت کی تحقیق	۴۱۸	جناب امیر کا ہرگز تہون کی پرستش نہ کرنا۔
۴۱۸	اہل بیت کے سوا بحالت جنت مسجد نبوی میں کسی کا داخل نہ ہو سکتا	۴۲۵	احادیث فضائل عسرت	۴۱۹	جناب امیر کا سب سے پہلے حضرت کو ساندہ تار پڑھنا
۴۱۹	اہل بیت کا سب سے اول اپنے آپ کی شفاعت کرنا	۴۲۶	ذوی القربی کی تحقیق	۴۲۰	جناب امیر کا دوش باقدس نبوی پر سوار ہونا
۴۲۰	اہل بیت کا سب سے اول جنت میں داخل ہونا	۴۲۷	مناقب جناب امام زین العابدین	۴۲۱	جناب امیر کا نبون کو ٹوڑنا۔
۴۲۱	اہل بیت کا جنت میں جھگڑے سے ایک صبر میں ہونا۔	۴۲۸	مناقب جناب امام محمد باقر	۴۲۲	جناب امیر کا شب بھرت میں بستر نبوی پر سونا۔
۴۲۲	اہل بیت کا قطعاً دوزخی نہ ہونا	۴۲۹	مناقب جناب امام جعفر صادق	۴۲۳	جناب امیر کی خصوصیت جناب سید کے نکاح سے
۴۲۳	اہل بیت کا غیر معذب ہونا	۴۳۰	مناقب جناب امام موسی کاظم	۴۲۴	جناب امیر کا اگر حضرت کے گھون کے در بیان ہونا۔
۴۲۴	اہل بیت کا شفیع است ہونا	۴۳۱	مناقب جناب امام موسیٰ الرضا	۴۲۵	جناب امیر کے سوا صحابہ کو درود کے مسجد سے بند کئے جانے
۴۲۵	اہل بیت کی محبت کا سات قلم پر کام آنا	۴۳۲	مناقب جناب امام جواد	۴۲۶	جناب امیر کے سوا کوئی شخص بحالت
۴۲۶	مسلمانوں پر اہل بیت کی اطاعت کا فرض ہونا	۴۳۳	احادیث روایہ متعلق جہد صاحب	۴۲۷	جناب امیر کے سوا کوئی شخص بحالت
۴۲۷	اہل بیت کو محبت کا جانی ہونا	۴۳۴	جناب امیر کا جناب سید کا ملکا سے ہونا	۴۲۸	جناب امیر کے سوا کوئی شخص بحالت
۴۲۸	چوتھا باب جناب امیر کی شہادت	۴۳۵	چوتھا باب جناب امیر کی شہادت	۴۲۹	جناب امیر کے سوا کوئی شخص بحالت

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۵۲۵	حضرت کا صحابہ کو فرمانا کہ خدا نے میں کو داخل کیا ہے	۵۷۹	آنحضرت اور جناب امیر کا قبضہ ۷۳۴ انہیں کی مشیت سے ہونا	۵۷۹	آنحضرت اور جناب امیر کا قبضہ ۷۳۴ انہیں کی مشیت سے ہونا
۵۲۸	آنحضرت کا جناب امیر کو اپنی اخوت کے سرا فرا فرمانا	۵۸۰	آنحضرت کا جناب امیر کو عام میں شریک کرنا۔	۵۸۰	آنحضرت کا جناب امیر کو عام میں شریک کرنا۔
۵۳۸	انت مہی بنزد ہارون من موسیٰ علیہ السلام	۵۸۱	آنحضرت کی شفقت جناب امیر کو حال آنحضرت کو غصہ کے وقت جناب امیر کے	۵۸۱	آنحضرت کی شفقت جناب امیر کو حال آنحضرت کو غصہ کے وقت جناب امیر کے
۵۴۲	انت مہی وانا منک کی حدیث	۵۸۲	سوا کسی کا حضرت سے بات نہ کر سکا	۵۸۲	سوا کسی کا حضرت سے بات نہ کر سکا
۵۴۷	جناب امیر کا تلک جناب رسول اللہ ﷺ ہونا	۵۸۳	حدیث علی مہی بنزد الراس من حبیبنا	۵۸۳	حدیث علی مہی بنزد الراس من حبیبنا
۵۴۸	جناب امیر کا فضائل میں انبیاء کی مانند ہونا	۵۸۴	جناب امیر کا حضرت مہی بنزد حضرت کعبہ سے ہونا۔	۵۸۴	جناب امیر کا حضرت مہی بنزد حضرت کعبہ سے ہونا۔
۵۴۹	جناب امیر کا غیبت میں مثل حضرت کے حصیہ ہونا	۵۸۵	جناب امیر کی اولاد کے سوا کسی کو حضرت کے نام اور کنیت کو جبر کرنا	۵۸۵	جناب امیر کی اولاد کے سوا کسی کو حضرت کے نام اور کنیت کو جبر کرنا
۵۵۰	جناب امیر کا ہندو میں حضرت کے مانند کی مثل ہونا۔	۵۸۶	آنحضرت کا جناب امیر کے منہ سے سوال لینا	۵۸۶	آنحضرت کا جناب امیر کے منہ سے سوال لینا
۵۵۱	آنحضرت اور جناب امیر کا شجرہ و درجہ سے ہونا۔	۵۸۷	جناب امیر کی حدیث و احادیث کا خط و کتابت ہونا۔	۵۸۷	جناب امیر کی حدیث و احادیث کا خط و کتابت ہونا۔
۵۵۲	آنحضرت اور جناب امیر کا ایک نور ہونا	۵۸۸	جناب امیر کا اپنے گھر کی چپ سے حیرت کے پروں کی آواز سننا	۵۸۸	جناب امیر کا اپنے گھر کی چپ سے حیرت کے پروں کی آواز سننا
۵۵۳	آنحضرت اور جناب امیر کا ایک خاک پاک سے ہونا	۵۸۹	فرشتوں کا جناب امیر کو سلام کرنا	۵۸۹	فرشتوں کا جناب امیر کو سلام کرنا
۵۵۸	جناب امیر کے نور سے فرشتوں کا پیدا ہونا	۵۹۰	جناب امیر کے لئے فرشتہ کا لایف الافوا انفقار پکارنا	۵۹۰	جناب امیر کے لئے فرشتہ کا لایف الافوا انفقار پکارنا
۵۵۹	آنحضرت کا جناب امیر کو قرأت میں شریک کرنا۔	۵۹۱	جناب امیر کا ایمان میں شریک ہونا	۵۹۱	جناب امیر کا ایمان میں شریک ہونا
۵۶۰	جناب امیر کا حضرت کی طرف سے پیش فرمانی کرنا	۵۹۲	جناب امیر کے ایمان کی مانند کلمہ جبریل کے دلوں پر ہونا۔	۵۹۲	جناب امیر کے ایمان کی مانند کلمہ جبریل کے دلوں پر ہونا۔
۵۶۱	فرمانی کرنا	۵۹۳	جناب امیر کے ایمان کا زمین پر آنا	۵۹۳	جناب امیر کے ایمان کا زمین پر آنا

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۶۱۵	جناب امیر کا حضرت کے فرزند کو یاد کرنا	۶۱۵	حضرت کو چوڑا کرنا	۶۱۵	کی بونہیں پاسکتا
۶۱۶	جناب امیر کا حضرت کو معدن کو پورا کرنا	۶۱۶	جناب امیر کا دشمن کو نہ دیکھنے کے ساتھ خدا کو دشمنی کرنا ہے	۶۱۶	جناب امیر کی محبت کی فضیلت
۶۱۷	جناب امیر کا سنا زب اب حضرت کی تائید کے لئے حضور ہونا	۶۱۷	جناب امیر کی شان گشائی اس نے حضرت کی شان گشائی	۶۱۷	جناب امیر کے شیعوں کے فضائل
۶۱۸	جناب امیر کا حضرت کی طرف سے کتاب صلحا نہ ہونا	۶۱۸	جناب امیر سے حسد کیا اس نے حضرت کو حسد کیا	۶۱۸	جناب امیر کی محبت کا علامت ہونا
۶۱۹	جناب امیر کا مسجد قبا کی بنا کرنا	۶۱۹	جناب امیر کی اطاعت کی اس نے حضرت کی اطاعت کی	۶۱۹	جناب امیر کا علی المؤمنین ہونا
۶۲۰	حضرت کا جناب امیر کو لوگوں کی تہذیب کے لئے حضور کرنا	۶۲۰	جناب امیر کی مدد کی اس نے حضرت کی مدد کی	۶۲۰	جناب امیر سے قولاً و کتباً کا قراب
۶۲۱	جناب امیر کی نسبت پیش گوئی محمد عتیق میں۔	۶۲۱	جناب امیر سے جنگ کی اس نے حضرت سے جنگ کی	۶۲۱	جناب امیر کی ناک کے بغیر کوئی صراط سے گزند نہیں سکتا
۶۲۲	جناب امیر کا حق بہت محمدیہ پر	۶۲۲	جناب امیر کا خیال ہمیشہ ہونا	۶۲۲	جناب امیر کا سولہ سو سن ہونا
۶۲۳	خدا کا جناب امیر سے مدد ہونی ہونا	۶۲۳	جناب امیر کا بغض و ملاحت فغان ہونا	۶۲۳	حضرت کا جناب امیر کو غدر و خرم کے روز عمامہ باندھنا۔
۶۲۴	جناب امیر کا محبوب خدا ہونا	۶۲۴	جناب امیر کو ایذا دی اس نے حضرت کو ایذا دی	۶۲۴	جناب امیر کا خیال ہمیشہ ہونا
۶۲۵	جناب امیر کا محبوب رسول اللہ ہونا	۶۲۵	جناب امیر کی سبب کی اس نے حضرت پر سبب کی	۶۲۵	جناب امیر کا حضرت کو ساتھ اقرب
۶۲۶	شب چراغ میں جناب امیر کی آواز سے خدا کا حضور ثابت کرنا	۶۲۶	جناب امیر کا بغض کیا اس نے حضرت کا بغض کیا	۶۲۶	عقد ہونا
۶۲۷	جناب امیر کی ذات پر خدا کا سہا کرنا	۶۲۷	جناب امیر سے بغض کیا اس نے حضرت سے بغض کیا	۶۲۷	حضرت کا جناب امیر کو فغان کے وقت اپنی ردا میں لینا۔
۶۲۸	جناب امیر کی موت کا علامت ہونا	۶۲۸	جناب امیر سے بغض کیا اس نے حضرت سے بغض کیا	۶۲۸	جناب امیر کا حضرت کو غلامی
۶۲۹	جناب امیر کے چہرہ پر نظر کرنا علامت ہونا	۶۲۹	جناب امیر کی کشتی کی	۶۲۹	حضرت کا جناب امیر پر قیامت
۶۳۰	جناب امیر کو چوڑا اس نے	۶۳۰	جناب امیر کا بغض کیا اس نے حضرت کا بغض کیا	۶۳۰	خداوند تکبیر کرنا
۶۳۱	جناب امیر کا بغض کیا اس نے	۶۳۱	جناب امیر کا بغض کیا اس نے حضرت کا بغض کیا	۶۳۱	خداوند تکبیر کرنا
۶۳۲	جناب امیر کا بغض کیا اس نے	۶۳۲	جناب امیر کا بغض کیا اس نے حضرت کا بغض کیا	۶۳۲	خداوند تکبیر کرنا
۶۳۳	جناب امیر کا بغض کیا اس نے	۶۳۳	جناب امیر کا بغض کیا اس نے حضرت کا بغض کیا	۶۳۳	خداوند تکبیر کرنا
۶۳۴	جناب امیر کا بغض کیا اس نے	۶۳۴	جناب امیر کا بغض کیا اس نے حضرت کا بغض کیا	۶۳۴	خداوند تکبیر کرنا
۶۳۵	جناب امیر کا بغض کیا اس نے	۶۳۵	جناب امیر کا بغض کیا اس نے حضرت کا بغض کیا	۶۳۵	خداوند تکبیر کرنا

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۷۴۳	الحق مع علیؑ	۸۱۴	جناب امیر کا حضرت کے ساتھ جنت	۸۲۰	جناب امیر علیہ السلام کو جو اونٹنی
۷۴۷	جناب امیر علیہ السلام کا قرآن		جناب امیر کا مقام		جنت میں ملے گی۔
۷۴۸	کی تادیل پر لوگوں سے لڑنا	۸۱۵	جناب امیر کا حضرت کے ساتھ جنت	۸۲۱	جناب امیر کی ملاقات کر لے لے لیا
۷۴۹	جناب امیر کا ناکشیں اور قاسطیر		میں ایک گھر میں ہونا		کا مشتاق ہونا
۷۵۰	اور مار فتن سے لڑنا	۸۱۶	جناب امیر کا اہل جنت پر صبر کے	۸۲۲	جناب امیر علیہ السلام کو جو اونٹنی
۷۵۱	امیر خاویہ کی خطا		سکھانے کا حکم دیا ہوتا		سات باغوں کا ملنا
۷۵۲	جناب امیر کا حوارج سے جنگ کرنا	۸۱۷	جناب امیر کا سب سے پہلے جنت	۸۲۳	جناب امیر کو جنت میں عزت ملے گی
۷۵۵	جناب امیر کی شہادت کی پیش		کے دروازے کو کشکشا کا		کا وعدہ
	خبر بیان		جناب امیر کا قطعی مغفور ہونا		جناب امیر کو جو چیز کو جنت میں ملے گی
۷۵۸	جناب امیر کے قاتل کا شقی آخر	۸۱۷	جناب امیر کا سب سے اول خدا کے		جناب امیر علیہ السلام کا جنت
	ہونا۔		سامنے دعویٰ کر لے اٹھنا		پہننا
۷۵۹	جناب امیر کا اپنی شہادت سے		جناب امیر کا سب سے اول جنت	۸۲۴	جناب امیر کی شہادت کی تاریخ
	خبر دینا		میں داخل ہونا	۸۲۵	جناب امیر علیہ السلام کا مرنے کا
۸۰۳	جناب امیر کی شہادت کا بیان		جناب امیر کا سب سے اول حوض	۸۲۸	جناب امیر کی عمر مبارک
۸۰۶	جناب امیر کی اپنے قاتل سے		پیدا ہونا۔	۸۲۹	جناب امیر علیہ السلام کی مدت
	بہمدی	۸۱۸	جناب امیر کا صاحب حوض ہونا		خلافت
۸۰۸	جناب امیر کی وصیت		جناب امیر کا حوض کوثر سے منقول		جناب امیر کا
۸۱۰	جناب امیر کے انتقال کا بیان		کو ہٹانا۔		جناب امیر علیہ السلام کے غلام
۸۱۱	وہ قد قتی آثار جو جناب امیر کی	۸۱۹	جناب امیر کا گھر جنت میں حضرت کے	۸۳۰	جناب امیر کے صاحب
	شہادت کے منور ہوئے		گھر کے مقابل ہونا		جناب امیر کے کاتب
۸۱۳	جناب امیر کی وفات پر جناب امیر		جناب امیر کا گھر جنت کے اور		جناب امیر کی شہادت کا نقشہ
	عسکری کا خطبہ		سب سے پہلے بیان کرنا		جناب امیر کا مرنے
۸۱۴	جناب امیر کی وفات	۸۳۱	جناب امیر کی جنت میں		جناب امیر کے حامل
	راہے۔		جناب امیر کا مالک غیر پر ہو پھینا		جناب امیر کا مالک غیر پر ہو پھینا

صفحه	مضامین	صفحه	مضامین	صفحه	مضامین
۸۳۲	جناب امیر علیہ السلام کا حال	۸۵۳	حبیب و حضرت گنہ گار بن	۸۵۳	جناب امیر علیہ السلام کا چار
	کو قتل کرنا		لگا یا انکا ندکنا		خصوصیتیں
=	جناب امیر علیہ السلام کی	=	جناب امیر کا گری اور مردی	=	جناب امیر کی باپچہ خصوصیتیں
	بی بیان		مخوف ہونا	۸۵۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب
۸۳۳	جناب امیر کی اولاد	۸۵۱	جناب امیر علیہ السلام کی دین		امیر کا مترجم کرنا
۸۳۴	جناب امیر علیہ السلام کی		خصوصیتیں	=	جناب امیر علیہ السلام کی
	کرامات	۸۵۳	جناب امیر علیہ السلام کی تین		اشارہ متعین
۸۳۹	جناب امیر علیہ السلام کے پانچ		خصوصیتیں	=	خاتمہ

تَاوِخَرِ كَمَا مَسَّطَ الْمَطَا عَدَا عَلَیْكَ زَلَّ عَلَیْكَ السَّلَامُ

لَا خَسَارَ لِمَنْ تَابَ إِلَيْهَا لَئِنْ نَادَى كُلُّ لَوْ

آنکہ با یوان علم یافتہ خوش برتری
رودکی و عنصری عسجدی و انوی
گوی حقیقت ر بود از سیران و اہی
کز بر صدق و صفا ہر شدن شتری
سم ز معایب مصون ہم ز نقائص ہی
از خیر کار اثر کرد چہ صورت گری
خانہ عشا کشید در نظر جوہری
وہ چہ بآمد ز طبع نقیب صفدری
سلاسل

حضرت سہل کہ بلو ناصر او کردگار
بر سر نطع سخن ریزہ خدیو خان او
بند نقابی کشد کشف غمض نمود
بیج شکیافتی کرد بدان سان رقم
ساختم او حکمت خانہ حکم اساس
نایتی مخصوص بہ نقشبند بر بود
از بی تاریخ او قطب جو سبب دور
بہر وہ خد سو و قلب تاق شکست

۹۲۲ نمبر ۱۲۸۰

الکتاب الاول فی الاشکاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام علی سید المرسلین وآله الطیبین الطاهرین وازواجه من امہات المؤمنین وأصحابہم صحابہم الیقین سیتا علی خاتم الوصیین مولی المؤمنین قائد الغر المحجلین سید الفضلین یعسوب المسلمین امام الابرار قاتل البقرع مظهر الجاثب والغرائب مایر المؤمنین علی بن ابی طالب حلیہ علی اهل بیتہ السلام الیوم القیامہ بعد الراجی الی رحمة ربہ للتعالی صرنا اعباء عبدی الامہ بن مظهر جلال المتخلص بہ بعل امرتہری محتبان اہل بیت کی خدمت میں عرض پر دانہ ہے کہ جس زمانہ میں تین ریاست اسپور کے کتب خانہ کی خدمت جبرائری پر مامور تھا مجھ سے ایک میرے ہم خیال مہربان نے ارشاد کیا کہ متقدمین نے جناب امیر علیہ السلام کے مناقب کو نہایت شرح و بسط کر ساتھ لکھا ہے جس سے عربی زبان کے جانتے والے ہی بڑے فوائد حاصل کر سکتے ہیں نہ یہ کتابیں عام طور پر دستیاب ہو سکتی ہیں اور نہ عوام ان کو مستفید ہو سکتے ہیں۔ اس واسطے کہ ان کتابوں میں ہر ایک حدیث کا سلسلہ سند جو اس حدیث کی صحت اور سقم کا معیار ہے۔ ہفتہ طول و طویل ہو کر نا آشنا سے فن کی طبیعت پر کڑ پڑ چکا اکثر اچھتی ہے اسلئے اسناد کو حذف کر کے صرف متون احادیث کا اردو زبان میں ترجمہ کیا جائے تو زمانہ حال کے عوام لکھاس سے بہت کمپانی لکھے ہوئے عقائد کو نہ سمجھا سکتے ہیں۔

مجھے اس وقت کتب خانہ کے آسے میں کیچے گھسے دم بھر کی خدمت نہیں ملتی تھی تاہم میں نے اپنے ہم مشرب مہربان کے اشارے سے سرائیکی لکھائی میں لکھ کر چند اردو شری باتیں لکھیں۔ لیکن یہ ہمہ مجھ پر عوام نہ سمجھا سکتے اپنی فوری پہچان کے واسطے جو حلیہ کا نمونہ میں حشر دیا اگرچہ کار سرکار کے سوا اور بہت سے موانع پیش آئے۔ اس کا ذخیرہ میں خدمت کر رہا ہوں نے اپنی طبیعت کی خوبی کو ظاہر کیا مگر میں لکھتا رہا اپنے کام میں مصروف

ربا۔ بجائے اسکے کہ کوئی محب اہل بیت شریک ہو کر میرا ہاتھ بٹاتا اور داخل حسنت ہوتا از دست اپنی مخالفت کو
میرے دلوں کو دکھاتا تھا۔ مگر مجھے اپنے کام سے کام نہ کسی کی مخالفت کی پروا تھی اور نہ اپنی کم استعدادی کا مطلق
خیال تھا جسوقت کہ اپنے فرض منصبی کو انجام دے چکا اس گورکھ دھند کو اپنے سامنے لی بیٹھا انہیں دونوں
میں مجھے عظیم آباد پٹنہ کا سفیر پیش آیا اور خدا بخش خان صاحب وکیل کے کتب خانہ کو دیکھنے کا اتفاق ہوا پھر
مکشو اگرہ دہلی وغیرہ کے کتب خانوں کی سیر کرتا ہوا۔ غرض کہ جس دروازہ سے جو کچھ کہہ سیکے گا ٹکڑا ملا اس سے اپنی
تشکول گدائی کو بر لیا نہ ہمیں مشکامیں کے پچیدہ ہست لالہ میں اور نہ فلسفیانہ نازک خیال میں۔ نہ کسی مذہب
پر کوئی اعتراض کیا ہے اور نہ کسی اعتراض کا جواب دیا ہے۔ اگر نے الجھل کچھ ہے تو خدا سے بڑی نیاز کی مقدس کتاب
کی چند آیتیں با پیڑ پر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی چند حدیثیں یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار یا ائمہ حدیث
رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال یا سچے تاریخی واقعات یا نظائر عجائب علیہ السلام کے حالات ہیں۔ احادیث کی سندوں کو
بنظر اختصار ملزوم کیا گیا ہے تاکہ کتاب کا حجم نہ بڑھ جاوے اور ٹپہ نہ دالے کی طبیعت ہی ہیلی ہے ہر ایک حدیث
کے ابتدا میں صحابہ یا تابعین میں سے احادیث کو راوی اول کے نام پر اور اختتام حدیث میں اسکے تخریج کرنے والے
حدیث کے نام پر اختصار کیا گیا ہے اور اردو زبان میں اسکا عام فہم ترجمہ کر دیا ہے۔ جہاں تک ہر کتاب کا ہے حدیث
کے نقل کرنے میں صحت و خیال کو مد نظر رکھا ہے لیکن اکثر کتابیں فلسفی تہن جنکے حروف بہت جگہ سے مشکوک
اور محکوک تھے اسوجہ سے اگر نقل کرنے میں غلطی واقع ہو گئی ہو تو میں خدا سے اسکی معافی کا خوشگوار ہوں اور
ناظرین کو تصحیح کی استدعا کرتا ہوں۔

مولف کی غرض اس تالیف کو مصنفین کی قطار میں شمار ہونے کی نہیں۔ صرف اہل بیت علیہم السلام کی
جناب میں اپنے عقیدت کا اظہار ہے کسی سے صلہ کی توقع ہے نہ انعام کی آرزو ہے۔ رب العزت کی اجنباب کو
عفو و تقصیرات کا صلہ چاہتا ہوں اور اہل بیت کی درگاہ سے اپنی گناہوں کی شفاعت کا انعام مانگتا ہوں۔
ہاں اگر احباب سیری لقرئوں سے قطع نظر کر کے دعا و خیر سے یاد فرما دیں تو ان کی قدر دانی ہے
لھینوں اذا احسن اقرا + فاز اخطات ابوق صلاح + خواہ مجھے کوئی شیعہ کہے یا سنی میرا مذہب قبیح
ہے یا اس اور ہم ہر جہاں راست + لیکن بعلی ہزار کا راست + میں اپنے سولی کی محبت میں مست ہوں خیر و
سنی کی رد و قدح کا موازنہ نہیں کر سکتا۔

میں نے سوانح عمری کے پیرایہ میں جناب امیر کے فضائل و مناقب کو جمع کیا ہے اور لوگوں کو اس غلط فہمی
کے رد و حامی اور جہانی اور اخلاقی اوصاف کا مرقع کہیں چکر دکھایا ہے۔
اگر حسن عقیدت سے قطع نظر کر کے تہذیبی دیر کے لئے نظر انصاف سے ہی دیکھا جائے تو ناظرین کو دے

قائم کرنیکا بخوبی موقع مل سکتا ہے کہ جس جلیل الشان اسلامی ہیر و کاہیہ فوٹو لیا گیا ہے وہ صرف مذہبی پیشوا ہی نہیں بلکہ سلطنت کو تاریخی آسمان کا آفتاب ہے دنیا میں جتنے شاہیر گندے ہیں اور جنگی سوانح عمریان آب و زہر سے لکھی گئی ہیں ان میں سے جنابا تیرا لیے فرد الافراد ہیں کہ ہر طبقہ کے شاہیر میں سرآمد نظر آتے ہیں۔
مجمہ سلاطین میں آپ حلال الہی کا تاج سر پر کبھی ہوئے ایک عظیم الشان سلطان ہیں کہ جنگی دربار میں قیصر و کسی کے سفیر دست بستہ نہایت ادب سے سر تیجے کیے ہوئے خاموش استاد ہیں۔
معمر کارزار میں آپ ایسے یک تار شہسوار ہیں کہ آستین چڑھا کر غرور و حربہ پیو عرب کے رستم تراو و ملک بچا کر ان کے سینہ پر چڑھے ہوئے نظر آتے ہیں۔

منبر پر آپ ایک شیوا زبان سپیکر ہیں کہ فصحاء عراق و بلخائے عرب آپ کے خطبہ کی فصاحت سے جوش میں آکر کچھ پوچھنے کے لیے اٹھتے ہیں اور ہر بیحدت بنکر کٹرے کے کٹرے رہ جاتے ہیں۔
علم و فضل کے درس گاہ میں آپ ایک طلیق اللسان پروفیسر ہیں کہ انبیاء نبی اسرائیل کی شریعت کو رموز کو یونانی فلسفہ کے ساتھ نبی اسمعیل کی زبان میں بیان فرما رہے ہیں۔
غرض کہ مسند فقر پر آپ ایک منکسر المزاج فقیر ہیں اور چار بالشت امارت پر آپ ایک ذی شوکت امیر ہیں اگر عدالت میں آپ نوشیروان ہیں تو شجاعت میں سستم و شان ہیں اگر سخاوت میں آپ حاتم نوال ہیں تو شہادت میں کچھو مثال ہیں۔

ایسے صفات معنوادہ کا بشر ابو البشر کی اولاد میں پیدا نہیں ہوا اور ایسے اوصاف متقابلہ کا آدمی جناب آدم کی ذریت میں ہو یا انہیں ہوا۔

انہیں صفات متضادہ اور اوصاف متقابلہ کو دیکھ کر نصیر بنے آپ کو خدا جانا اور صوفیہ نے خدا جانا کیا جانا مگر سچ تو یہ ہے کہ ذات حیدر کو کوئی کیا جانے یا نبی جانے یا خدا جانے۔

میری بساط ہی کیا تھی کہ میں ایسے اہم مطالب کا بیڑا اٹھاتا مگر شوق نے دل کو ایسا گدگدا یا کہ بیتاب کیا ہر چند کہ میں ماس میں قبر نے کے لائق نہیں تھا مگر امید نے سہارا دیا اور اس سہارے ہاتھ باؤن مارنے لگا میں اپنے اماں صاحب کو نہایت شرمسار ہوں کہ میں اس تالیف میں انکی کتابوں سے اخذ مطالب میں قاصر رہا ہوں اور حضرات اہل سنت و جماعت کی کتب حدیث پر ہی اس کتاب کی تدوین کا عہدہ رکھا ہے۔

اسیلئے اہل سنت و جماعت کے ائمہ حدیث رحمۃ اللہ علیہم کے اسرار مبارک کی ایک فہرست مع ان کے سند وفات کو دیا جو میں مرجع کر دی ہے۔

وفیات ائمہ حدیث حجتہ العلیہم

اسمار محدثین	وفیات	اسمار محدثین	وفیات
ابن خثما ب الزہری امام مالک کے استاد انہوں نے سب سے اول اس فن کو مدون کیا ہے	۲۲۳ھ	ابن سعد رحمہ صاحب الطبقات	۲۲۳ھ
ابن اسحاق صاحب السیو آپ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور بخاری کو روایت کیا ہر زہری گما کرتے تھے من اراد البخاری فعلیہ یا بن اسحاق	۲۴۰ھ	ابن ابی شیبہ استاد امام بخاری حشاک ب صنف تفسیر	۲۴۰ھ
الکلبی صاحب التفسیر علم لہب استاد سفیان زہری	۲۴۰ھ	اسحاق بن راہویہ صاحب سند و تفسیر	۲۴۰ھ
امام مالک صاحب کتاب موطا رحمۃ اللہ علیہ	۲۴۱ھ	امام احمد بن حنبل صاحب سند و مناقب	۲۴۱ھ
عبد اللہ بن مبارک شاگرد امام مالک رحمہ	۲۴۱ھ	ابن ابی عمر العدنی رحمہ صاحب سند	۲۴۱ھ
وکیع بن الجراح اپنے قرآن مجید کی تفسیر لکھی ہے	۲۴۱ھ	ابن مہنی رحمہ صاحب سند	۲۴۱ھ
عبد اللہ بن الوہب اپنی ہی کتاب موطا لکھی ہے مگر مشہور نہیں ہوئی	۲۴۱ھ	الدارمی صاحب سند	۲۴۱ھ
سفیان بن عیینہ اپنے قرآن مجید کی تفسیر لکھی ہے	۲۴۱ھ	امام محمد بن بخاری صاحب جامع الصحیح و التاریخ و الادب	۲۴۱ھ
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ	۲۴۱ھ	الزبیری بک صاحب اخبار المدینہ و الموفیات	۲۴۱ھ
ابو داؤد الطیالسی صاحب کتاب مسند	۲۴۱ھ	امام مسلم صاحب جامع الصحیح	۲۴۱ھ
الواقفی صاحب المغازی	۲۴۱ھ	ابو داؤد صاحب سنن و النسخ و المنسوخ	۲۴۱ھ
عبد الرزاق رحمہ استاد امام احمد بن حنبل صاحب تفسیر	۲۴۱ھ	ابو عیسیٰ الترمذی صاحب الجامع و الشمائل	۲۴۱ھ
الفریابی رحمہ صاحب التفسیر	۲۴۱ھ	ابن ماجہ صاحب سنن	۲۴۱ھ
الحمدی رحمہ صاحب المسند	۲۴۱ھ	ابن ابی الدنیا رحمہ صاحب کتاب مصنف	۲۴۱ھ
آدم بن ابی ایاس رحمہ صاحب التفسیر	۲۴۱ھ	الحارث بن ابی یاسر رحمہ صاحب المسند	۲۴۱ھ
ابو عبیدہ رحمہ صاحب غریب الحدیث و شواہد	۲۴۱ھ	القاضی سمیع صاحب کتاب فضل الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۲۴۱ھ
سعید بن منصور رحمہ صاحب التفسیر	۲۴۱ھ	ابن ابی عاصم رحمہ صاحب سند	۲۴۱ھ
	۲۴۱ھ	الحکیم الترمذی رحمہ صاحب نوادر الاصول	۲۴۱ھ
	۲۴۱ھ	عبد اللہ بن امام احمد بن حنبل حشاک زوائد فی المسند	۲۴۱ھ

[illegible]

[illegible]

نام کتاب	نام مؤلف	نام کتاب	نام مؤلف
کفایۃ الطالب فی مناقب الامام علی	للعلماء محمد بن یوسف الکلبی	احیاء المیت بفضل ابن ربیع	للعلماء حلال الدین السیوطی
ابن ابی طالب	الشافعی رحمۃ اللہ علیہ	المناقب	لحافظ الدین محمد بن احمد عجمی
نزال الابرار	للعلماء بخشی	رسالہ فضائل ابن ربیع	للعلماء احمد بن ماجہ الشافعی
معارج الوصول الی معرفۃ فضل آل الرسول	للعلماء محمد بن یوسف الزندی	عمدۃ الطالب فی مناقب آل ابی طالب	لجمال الدین احمد المعروف بابن عقیق
صراط السوی فی مناقب آل النبی	للعلماء محمود بن محمد علی الشیخانی	ریاض الفضائل	لشیخ محمد الوعظ المروی
معارج اعلیٰ فی مناقب اہل بیت	محمد صدر عالم	کتاب الصنف بمناقب بیت آل النبوة	للعلماء الرؤف المناوی
تشیع الدلائل علی ترجیح الفضائل	شہاب الدین احمد	افتح البین فی فضائل ابن ربیع	للعلماء رشید الدین خان
المختصر فی احادیث علی سائر البر	لابی الفتح محمد بن علی بن ابرہیم	سید المرسلین	الدہلوی
فتح المطالب فی مناقب علی بن ابی طالب	لحافظ شمس الدین محمد بن احمد	ذخیرۃ المال فی شرح عقد جواهر اللال	لشیخ احمد بن عبدالقادر عجمی
مرۃ المؤمنین فی مناقب اہل بیت سید المرسلین	للملوی علی السمرکنوی	سعادۃ الکونین	لمراقف علی اسم مؤلف
در سہلین فی فضل المصطفیٰ والمرقن فی سہلین	لجمال الدین محمد بن الزندی	تنضید الحقود سنیہ تمہید الدولہ الحسینیہ	لرضی الدین محمد بن علی بن حیدر
عرف الوردی فی اخبار المہدی	للسیوطی	دعاء الہدایۃ الی اوارحق الموالاة	للعلماء بن عبدالحکام
مناقب حیدریہ	لشیخ احمد بن علی بن اسہم	اسنی لمطالب فی فضل علی بن ابی طالب	لشیخ ابراہیم بن عبد الوہاب
عقد اللال فی فضائل آل	لشیخ عبد الرحمن روس	ابن طالب	لایمنی الشافعی

ما ظہر کو کتاب کے مطالعہ سے واضح ظاہر ہو جائیگا کہ احقر نے کس قدر جان کا ہی سے اس کے ابواب کو ترتیب دیا ہے پہلے باب میں جناب امیر کے اسما اور القاب راج کر کے کفایۃ المہمیر کے اسما راجی بالائمہ اسکا نام رکھا ہے دوسرے باب میں آپ کے شان کے متعلق قرآن کی آیتیں جمع کی ہیں اور اسکا نام النص الجلی مماثل من کتاب اللہ فی علی قرار دیا ہے۔

تیسرے باب میں جناب کے فضل الناس ہونیکا ثبوت ہوا اسکا نام ملہم غیبی نے الکواکب المضیہ فی فضائل

العلوہ پکارا ہے *

چوتھے باب میں۔ آپ کی خصوصیات کا ذکر ہے سرورش آسمانی نے العہدہ الوثقی فی خصائص المقضی کا خطاب سکون کیا ہے اور بحیثیت جمعی اس تالیف کو ادھر المطالب علی مناد باسدا اللہ الغالب میرٹھین علی بن ابی طالب کے لقب سے نامزد کیا ہے *

کوئی صاحب خیال نہ کرے کہ اس کتاب یہ توفیق کتاب مناقب ہی ہو یا یفہ یا ہو نہیں بلکہ کتب صحاح میں جامع بخاری اور مسلم اور ترمذی اور تندرک حاکم اور تہذیب طبرستان جناب امام رضا علیہ السلام اور تہذیب العمال اور سنن ابی شیبہ اور حلیۃ الاولیاء اور جامع عبد الزاق اور سند بزار اور معجم ثنائیہ طبرانی وغیرہ سے *

اور کتب جلال میں۔ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب اور اسدا الغابہ فی معرفۃ الصحابہ اور اصحابہ فی تہذیب الصحابہ اور الریاض النضرہ فی فضائل العشرہ وغیرہ *

اور تفاسیر میں تفسیر عالم التمریل اور الدر المنثور فی التفسیر بالماثور اور تفسیر کشاف اور بیضاوی وغیرہ اور تواریخ میں تاریخ طبری اور کامل التواریخ اور مروج الذهب جو سی مرات الجنان بھی اور تاریخ ابن عساکر وغیرہ اور سیرت ابن اسحاق اور واقعی اور مدارج النبوة سے *

بہت کچھ مدولی گئی ہے جس کتاب سے کوئی مطلب اخذ کیا ہے اس کتاب کا نام اس کی عبارت کو ذیل میں درج کر دیا ہے اب میں اپنے لیٹر اور ناظرین کتاب کے لیے دعا خیر مانگتا ہوں اور اصل کتاب کی طرف رجوع کرتا ہوں *

واللہ تعالیٰ یعصمنا عن الخطاء والخطی وینبئنا اقدامنا فی مواضع الزلل انہ المرجو فی الاولی والاخر
وعلیہ التوکل والاعتماد فی الدنیا والآخری

باب اول

جناب امیر علیہ السلام کی اسما مبارکین

مؤتومہ

بکفایت المہمہ میرکت اسما ربی الائمہ

قال ابن الاعراب كانت فاطمة بنت اسد ام علي حاملة جلي وابوطالب غائب فوضعت في

اسد لتحيى به ذكرا بها فلما قدم ابوطالب سماه عليا (اليواقيت لابي عمرا لهما هدى)

ابن اعرابي کا قول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد حمل سے تھیں اور انکے وضع حمل کے وقت ابو طالب کہیں گئے ہوئے تھے اور جناب امیرؑ تولد ہوئے جناب فاطمہ بنت اسد نے اپنی والدہ کے نام پر انکا نام اسد رکھا تاکہ انکے والد کا نام انکے ذریعہ سونزدہ رہے جب ابوطالب تشریف لائے تو انکا نام علی رکھا۔

قال عطاء انما سمته امه حیدرة بدليل قوله يوم خير من انا الذي سمته امي حیدرة زكوة خیر من

عطا کہتے ہیں کہ جناب امیرؑ کی والدہ ماجدہ نے آپکا نام حیدر رکھا تھا۔ اسکی دلیل یہ ہے کہ خیر کے

سزا اپنے اپنے رجز میں فرمایا ہے۔ میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر یعنی شیر رکھا ہے

وقال علي بن برهان الدين الحلبي الشافعي في سيرة الحلبيّة ويقال ان ذلك كان كشفا من علي فان مرجعا كان

رای في تلك الليلة في المنام اسدا افترسه فذكوه على لحيته

حافظ علی بن برہان الدین الحلبی الشافعی سیرۃ حلبیہ میں لکھتے ہیں کہ جناب امیرؑ کا اپنی رجز میں اپنے آپ کو حیدر کہنا ایک کشفی امر تھا کہ اسی رات مجھے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک شیر نے ہاتھ ڈالا ہے پس جناب امیرؑ نے اسکو خون دلانی کے لیے اسکا ذکر کیا کہ میں وہ شیر ہوں جس نے خواب میں دیکھا ہے۔

وقال بعضهم لان اباطالب كان غائبا حين ولد فسمته امه حیدرة وقيل في حكاية انما سمته حیدرة لان

عليا كان رضيعا وهو في البيت وحده وكانت أمه خارجة في بعض الحلجات كان منزلهم جنب جبل مكة

فانزلت حية وهمت لقتل علي فمد يده واخذ الحية وامسكها فماتت في يده فدخلت امه وراة الحية مقتولة

في يده فقالت حياك اسميا حیدرة لذلك سمى حیدرة فقلبه نجم الدين ففتح الاسلام ابو بكر بن محمد بن الحسين السكندر

في مناقب الاحباب بعض کہتے ہیں کہ جب جناب امیرؑ تولد ہوئے اسوقت ابوطالب گھر میں نہیں تھے آپکی والدہ نے آپکا

نام حیدر کا ایک حکایت میں بیان کیا گیا ہے کہ جناب امیر ابی دودہ پتے بچے ہی تھے اور گھر میں تنہا تھے انکی والدہ ماجدہ گھر سے باہر کسی کام کو گئی ہوئی تھیں اور انکا گھر کہ میں ایک پہاڑ کے پہلو میں تھا ایک سانپ بہاڑ پر پورا اتر کر جناب امیر کو قتل کرنا چاہا جناب امیر نے ہاتھ بڑھا کر اسکو مضبوط پکڑ لیا وہ جناب کے ہاتھ ہی میں رہ گیا اتنے میں انکی والدہ ماجدہ باہر سے تشریف لائیں اور سانپ کو انکے ہاتھ میں مرا ہوا دیکھ کر کہنے لگیں اسے میرے شیر خدا تجھ کو مار دیا اسلئے آپکا نام حیدر مشہور ہو گیا *

جناب امیر کے علی نام ہونیکے وجہ تسمیہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہوا سمیعتہ بہ امہ عند ولادته (تذکرہ خواص الامہ) یعنی انکی والدہ ماجدہ نے انکی ولادت کو

علی

وقت ہی انکا نام نامی علی رکھا تھا *

وقیل فلما علا علی علی کتف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکسر الاصنام سمی علیا من العلو والرفعة والثرف (تذکرہ خواص الامہ) یعنی بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش اقدس پر کعبہ کے بت توڑنے کے لئے چڑھے ہنوقت سے شرف اور علو اور رفعت کی وجہ سے آپکا نام علی رکھا گیا *

عن ابن عباس قال کانت امہ اذا دخلت علیہ لیتجد لہ وہی حامل بہ علا علی بطفہا فیمنعہا من السجود فسمی علیا (تذکرہ خواص الامہ) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب امیر کی والدہ اپنے ایام حمل میں جب وقت کہ سہیل کے پوجنے کیلئے جاتیں اور سجدہ کا ارادہ کرتیں تو جناب امیر انکے پہلو کی طرف چہرہ جاتے اور سجدہ کرنے سے انکو روکے رکھتے اس وجہ سے آپکا نام علی رکھا گیا *

بعض کے نزدیک ابو طالب جناب امیر کا نام علی رکھا تھا چنانچہ علامہ ابن یوسف کہتے ہیں اسی بات کے قائل ہیں اور اپنی کتاب کفایۃ الطالب میں انکی تائید میں جناب ابو طالب کا ایک شعر پیش کرتے ہیں سے سید علی کی ید و ملہ + عز العلو فخر العرادومہ + یعنی میں نے انکا نام علی اسلئے رکھا ہے تاکہ سر بلندی کی عزت انکے لئے ہمیشہ ہے اور عزت کا فخر انکو ہمیشہ اپنے ساتھ لیے رہے *

عن ابی سلیمان داعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقول لیلۃ اسری الی السماء قال لی تجلیل جلالہ یا محمد من خلقت فی امتک قلت خیر ما قال اهل بن ابی طالب قلت نعم یا رب قال یا محمد طلعت الی اهل الارض اطلعت فاخلرتک منها فاشتقت لک اسماء من اسمائی فانا الحسن فانت محمد ثم اطلعت الثانیۃ فاخلرتک منها علیا وشتقت لہ اسماء من اسمائی فانا الاحل وهو علی یا محمد فانی خلقتک علیا من سحر نور منوری وعرضت ولایتکما علی اهل السموات والارض من قبلہا کان عندک من المؤمنین ومن محمد ما کان من الکفرین (راخوجہ الخوارزمی) جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گلہ بان ابی سلیمان نے

حضرت روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذاتی چٹوئیاں دیکھیں جو عراج میں پروردگار جل جلالہ نے مجھ سے انشاء کیا یا محمد تم اپنی ہمت میں اپنی جگہ پر کس کو چھوڑ آؤ ہو میں نے عرض کیا انکے بہتر اور بہتر کو۔ فرمایا کیا علی بن ابیطالب کو میں نے عرض کیا ہاں اسی کو پروردگار نے فرمایا یا محمد میں نے زمین والوں کو احبی طرح سے دیکھا کہ تمکو برگزینہ کیا اور اپنے ناموں میں سے ایک نام تمہاری لیے مشتق کیا پس میں محمود ہوں اور آپ محمد ہیں پھر میں نے دوبارہ زمین کے لوگوں کو دیکھا اور علی بن ابی طالب کو انتخاب کیا اور اسکے لیے یہی ایک نام اپنے ناموں سے مشتق کیا پس میں اعلیٰ ہوں اور وہ علیؑ ہے یا محمد میں نے تمکو اور علیؑ کو اپنے اصلی نور سے مخلوق کیا ہے اور تم دونوں کی روشنی کو آسمان اور زمین والوں کے سامنے پیش کیا پس جنہ اسکو قبول کیا وہ میرے نزدیک مومن ٹھہرا۔ اور جس نے اس سے انکار کیا کفار کے گروہ میں سے بن گیا۔

روضۃ الشہداء میں ملاحسین و اعظم کاشفی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ جناب امیر تیر تولد ہوئے ابوطالبؑ کے پاس میکہ کو تشریف لائے جناب امیر نے ہاتھ بڑھا کر انکے چہرہ کو خراشیدہ کیا۔ انہوں نے اپنی بی بی صاحبہؑ کو بچاؤ کرنے کا کیا نام رکھا ہو انہوں نے جواب دیا میں نے انکا نام اپنے والد کے نام پر اسد رکھا ہے ابوطالبؑ نے کہا ان کا نام ہمارے محمدؐ اعلیٰ جامع قبائل عرب قصی کے نام پر زید رکھنا چاہیے اسی اثنا میں سرور دینؑ پہنچے اسے علیہ سلم تشریف لائے اور پوچھا کہ اس لڑکے کا کیا نام رکھا ہو عرض کیا گیا کہ والدہ نے اسد اور والد نے زید رکھا ہے آپ نے ارشاد کیا کہ علی نام رکھنا چاہیے۔ جناب امیر کی والدہ ماجدہ نے عرض کیا بخدا میں نے ایک فرہاتفت سے یہی نام سنا تھا دوسری روایت میں ہے کہ جناب امیر کے نام رکھنے کی نسبت جناب ابوطالبؑ اور فاطمہ بنت اسد میں باہم تکرار ہونے لگے آخر کار دونوں فیصلہ کے لیے کعبہ میں گئے جناب فاطمہ بنت اسد نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر یہ شعر کہا ہے :
بین لنا جملک المری + ما ذاتی من اسم ذی لصبۃ + یعنی امیر پر روگزار اس لڑکے کے نام کی نسبت جو کچھ تیری رضا ہو مجھے اس سے آگاہ کر۔ اتنے میں غریبے ندا آئی ہے فاسمہ من شاخ العلی علی اشتق من العلی + یعنی ہسکا نام علی ہے۔ علی مشتق ہے العلی سے جو خدا ہے پاک کے اسماء الحسنی میں سے ہے +

قيل لما قرئت ولادة علي خضرا بوه ابوطالب الكعبه وتعلقوا باستارها وقالوا ادعوك يا ذا النسي في المديح والفلق
 المنبج المعصي + بيان لنا عن حكمك المرضي + ماذا ترى من اسم هذا الصبي + ففتحه به هاتفه خالطينا
 بالولد السوي + الطيب المذهب المرضي + ان اسمه في شامخ العلي + على اشتق من العلي + ذكره نجم الدين
 فخر الاسلام ابوبكر بن محمد بن الحسين السيلاني المرندي في مناقب الصحابة (روايت يركب جناب امير
 تولد ہوئے ابوطالب نے کعبہ کا پردہ پکڑ کر پیشتر پڑا۔ میں تجھے پکارتا ہوں اسے صاحبِ ندی ہری رات اور مالکِ صبح

روشنی کے ہمے اپنی رضا کا حکم کر جو نام کہ تو اس لڑکے کا مناسبت کے ناگاہ ہر تفت فرمایا کہ تو نے ہم کو اس پاک اور مہذب و ستودہ
شکل نسبت پوچھا ہے۔ یہ کانام آسمان کی بلند یوں میں علی ہے اور وہ مشتق ہے اعلیٰ سے جو خدا کی پاک کی ہمارا جہنمی میں ہے

(کنیت)

ابو الحسن

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله لو كان البحر مهادا والاشجار اقلاما والانس
كتابا والحسن حسابا ما احصوا فضلك يا ابا الحسن (اخرجہ الدلیلی) ابن عباس رضی اللہ عنہما
ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے اگر تمام دریا سیاہی اور درخت قلم اور انسان کتاب اور جن مجاہدین بجا
آہم اسے ابو الحسن تیرے فضائل کو شمار نہ کر سکیں گے۔

ابو حسین

عن علی قال كان الحسن يدعوني في حياة النبي صلى الله عليه وآله ابا حسين و الحسين
يدعوني ابا حسن ولا يريان ابا الا رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما مات دعوني اباها
راخرجه الخوارزمي في المناقب جناب امير روايت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بابرکات میں جن جن کو
ابو حسین اور حسین ابو حسن کہا کرتے تھے۔ اور مجھ کو اپنا باپ نہیں سمجھتے تھے بلکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا باپ
مانتے تھے جب حضرت رحلت فرما گئے تو مجھے ان دونوں نے ابو حسن اور ابو حسین کہنا چھوڑ دیا۔

ابو محمد

خوارزمی کہتا ہے کہ جناب امیر اس کنیت کو بھی پکارا جاتا ہے کہ کیونکہ ابن حنفیہ کا نام محمد تھا جن کو پیدائش
کی بشارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو بیان فرمائی تھی۔

ابو الریحانین

عن جابر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لعلي قبل موتك ثلاث سلام عليك يا ابا الحسن
او صيك برحمتي في الدنيا فمن قليل ينهد رذاه (كنال) و الله خليفته عليك فلما قبض رسول الله صلى
الله عليه وسلم قال علي هذا الركن الذي قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما ماتت فاطمة قال هذا الركن
الاخر (اخرجہ احمد و ابوبکر بن مردويه) جابر سرور روايت ہے کہ نبی نے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات سترتین
رفد پہلے حضرت امیر سے ارشاد فرماتے ہوئے سنا تھا کہ اے ابو الریحانین تجھ پر سلام ہو میں تجھے اپنے دونوں بچوں کے پودوں
کے لیے دنیا میں میت کرتا ہوں عنقریب تیرے دونوں رکن جاتے رہیں گے اور پروردگار میرا خلیفہ اور نگہبان تجھ پر ہوگا جب
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا جناب امیر فرماتے لگے یہ ان دونوں رکنوں میں سے پہلا رکن تھا جسکی نسبت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا جب فاطمہ رحلت فرما گئیں جناب امیر نے فرمایا یہ دوسرا رکن تھا۔

ابو تراب

(۱) عن سهل بن سعد قال استعمل علي المدينة رجل من آل مروان قال فلما سئل
سهل فامره ان يشتم عليا قال فابي سهل فقال اما اذا ابيت فقل لعن الله ابا تراب

فقال سهل ما كان لعل اسم لحياء وان كان ليفرح اذا ادعى به فقال له اخبرنا عن قصته ثم سأل با تراب فقال
 جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم بيت فاطمة فلم يجد عليها فقال ابن ابن عمك فقالت كان بيني وبينه شيء فقد
 فخرج ولم يقل عندك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تسان النظر اين هو فقال رسول الله هوفي المسجد
 راقد فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو مضطجع قد سقط رداءه عن شقه فاصابه تراب فجعل رسول
 الله صلى الله عليه وسلم يمسحه عنه ويقول قمر يا ابا تراب راخرجه البخاري والمسلم : سهل بن سعد كثر من
 ابي فهد آل مروان کا ایک آدمی مدینہ میں عامل ہو کر آیا اور سهل بن سعد کو بلا کر کہنے لگا تو جناب علی علیہ السلام کو
 گالیان دے سهل نے انکار کیا عامل نے کہا اگر تو اس سے انکار کرتا ہے تو صرف آنا ہی کہہ دے کہ لغو ذباہ جناب ابو
 تراب پر ہو سهل نے کہا جناب امیر کے نزدیک اس نام سے کوئی نام زیادہ تر پیارا تھا جب آپ اس نام سے پکار
 جاتے تو نہایت خوش ہوتے عامل نے کہا ہمیں یہ بتا کہ جناب امیر کا نام ابو تراب کیوں رکھا گیا۔ سهل نے کہا ایک روز
 جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدہ کے گھر میں تشریف لیگے۔ علی علیہ السلام کو دہان موجود بنا کر جناب سیدہ
 سے پوچھا تیرا چچا زاد بھائی کہاں ہے جناب سیدہ نے عرض کیا : ہم دونوں میں باہم کچھ شکار بھی ہو گئی تھی وہ غصہ
 ہو کر چلے گئے ہیں اور آج گھر میں قینولہ نہیں کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص سے ارشاد فرمایا کہ جا کر دیکھو کہ وہ
 ہوقت کہاں پر تشریف کتہ ہیں۔ اس شخص نے عرض کیا کہ مسجد میں سو رہے ہیں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
 مسجد میں تشریف لیگے اور انکو سوتا ہوا پایا۔ اور دیکھا کہ کندھے پر دو اتری ہوئی ہے اور پہلو
 مٹی سے آلودہ ہو رہا ہے۔ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم انکے بدن پر مٹی پونچھنے لگے اور فرماتے لگو اٹھ اے ابو تراب
 اٹھ اے ابو تراب ۔

۲۲ عن ابن عباس قال لما اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم المهاجرين والانصار وهو انه صلى الله عليه وسلم
 اخي بين ابى بكر وعمر رضي الله عنهما وبين عثمان وعبد الرحمن بن عوف اخي بين طلحة والزبير واخي بين ابي ذر
 الغفاري والمقداد رضوان الله عليهم اجمعين فلم يواخ بين علي بن ابي طالب وبين احد منهم خرج علي غضبا
 حتى اتى جد ولا من الارض وتوسد خداعيه ونام فيها فسقى عليه الريح التراب فطلبه النبي صلى الله عليه وسلم
 فلم فوجده على تلك الصفة فوكن برجله وقال له قم فاصلحت الا ان تكون ابا تراب اغضبت حين اخيت
 بين المهاجرين والانصار ولما واخ بينك وبين احد منهم - اما تظن ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى
 الا انه لا نبي بعدي - الا من احبك فقد احبب بالامن والايامن ومن ابغضك اماته الله ميتة جاهلية
 راخرجه ابو بكر الخوارزمي ابن عباس کہتے ہیں جبکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہاجرین اور انصار
 کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم کیا اور اسکی یہ صورت قرار دی کہ جناب ابو بکر کو حضرت عثمان کو عبد الرحمن

ابن عوف کا اور طلحہ کو زئیر کا اور ابو ذر غفاری کو مقداد کا بہائی بنایا۔ اور علی بن ابی طالب باقی رہ گئے ان کے کسیکا رشتہ اخوت نہ ملا یا جناب امیر نہایت غصہ میں جا کر زمین پر لیٹ گئے اور اپنے بازو کا تکیہ بنا کر زمین پر سو گئے ہوائی مٹی مارا کر انکے بدن مبارک کو گروا گروا کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو ڈھونڈنے لگے اور انکو اس حالت میں پایا اور اپنے پاؤں سے ٹھکرا کر فرمایا۔ تو نے ابوتراب بنو مین اپنے لیے کیا اچھی مصلحت دیکھی ہے جب مینو مہاجرین اور انصاری کے درمیان بہائی بندی کا رشتہ جوڑا اور تجھے کسیکا بہائی نہ بنایا تو تو خدا ہو گیا کیا تو رضی نہیں کہ تو مجھ سے ایسا ہو جیسکہ ہارون موسیٰ سے تھے لیکن میرے بعد نبی نہیں ہوگا۔ جو کوئی کہ تجھ سے محبت کریگا وہ امن اور ایمان میں چپا رہیگا اور جو شخص کہ تجھ سے بغض کریگا خدا اسکو کافروں کی موت سوارے گا۔

(۳) عن عمار بن یاسر قال کنت انا وعلی فی غزاة العشيرة فلما نزلها رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وقام بها رأینا ناسا من بنی مدجہ یعملون فی عین لہم فی نخل قال علی یا ابا یقظان هل لك ان تأتي هؤلاء فننظر کیف یعملون فجئناهم فنظرنا الی عملهم ساعة ثم غشینا النور فانطلقت انا وعلی فی صور من النخل فی وقع من التراب فمنا فوالله ما انتبهنا الا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یحیرنا برجلہ وقد تترینا من تلك الرقعة فیومئذ قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا تراب لما رای علی من التراب قال الا احذتکما باشقے الناس فقلنا بلی یا رسول الله قال انجیر ثمود الذی عقر الناقة و الذی یضربک فی هذه یعنی قرنہ حتی یل منه هذه یعنی لجنہ راخرجه احد فی المناقب النساء فی الخصائص) والحاکم بسند صحیح عمار بن یاسر روایت کرتے ہیں کہ میں اور جناب امیر غزوہ ذی اعشیرہ میں باہم رفیق تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پر فوج کش ہوئے ہم نے نبی مدج کے چند آدمیوں کو نخلستان میں ایک چشمہ پر کام کرتے ہوئے دیکھا۔ جناب امیر نے مجھ سے کہا یا ابا یقظان۔ اگر تیرا منشا ہو تو ہم چل کر دیکھیں کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں۔ ہم دونوں انکے قریب گئے اور ایک گھنٹہ تک انکے کام کو دیکھتے رہے۔ پھر ہم پریند نے غلبہ کیا اور ہم نخلستان میں جا کر زمین پر گئے۔ واللہ کہیںے یہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا بیدار نہ کیا۔ حضرت نے یہ کو پاؤں سے ٹھکرا کر جگایا۔ ہم بالکل گرد میں اٹے ہوئے تھے پس اسی روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو گروا گروا دیکھ کر ابتراب کا خطاب دیا اور ارشاد کیا کہ میں مکہ و مکتہ نبختوں کی خبر دونے پہنچے عرض کیا یا رسول اللہ ارشاد ہو۔ فرمایا ایک تو خود کی قوم کا احیاء نام رکھنے والا جس نے ناقہ صالح کے پاؤں کا ٹھٹھالے تھے اور ایک وہ شخص جو یا علی تیرے اس مقام پر بیٹھے سر پر ضرب لگا کر یگا اور اسکے غم سے یہ بیٹھے تیری پیش مبارک کرے گا۔

عن ابن عباس قال ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم صعد المنابر فخطب الناس فحمد الله واثنی علیہ فوعظ وخطب وحذر ثم یبکوا وقال ابن عباس

الوسیطین

ابن ابی طالب نے نبی علیؑ قائم علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ اے رسول اللہ! میں نے تجھے دیکھا ہے اور میں نے تجھے پہچان لیا ہے۔ فقال رسول اللہ: فقال ادن منی فدنأ منه وضمه الی صدرہ من قبل بن عبدیہ ثم یحکم حجتہ منوعہ علی خدہ فقال یا علی صوتہ یا معشر المسلمین هذا علی بن ابی طالب هذا شیخ المہاجرین والانصار هذا اخي وابن عمی سختی ونحیی دمی۔ هذا ابو السبطین الحسن والحسین سید شباب اہل الجنة هذا مفرج الکربی عنی هذا اسد اللہ فی الارض وسیفہ المسلمین علی عدائہ فعلی مبنضیہ لعنہ اللہ ولعنۃ اللاعنین واللہ منہ بری وانامنہ بری فمن احب ان یرأ من اللہ ومنی فلیتبرأ منہ فلیبلغ الشاہد منکم الغائب راخرجه ابو سعد عبد الملک بن ابی عثمان محمد الواعظ انحر کوشی فی شرف النبی (ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر چڑھ کر خطاب ارشاد کیا اور خدا کی حمد و ثناء کے بعد وعظ بیان فرمایا اور لوگوں کو آخرت کا خوف دلایا اور وعید الہی سے ڈرایا اور پیر رونے لگے اور فرمایا علی بن ابی طالب کہ ان میں جناب امیر علیؑ سے اچھل کر اپنے دونوں پوتوں کترے ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ میں بیان حاضر ہوں۔ حضرت نے انکو اپنے نزدیک بلایا جب وہ نزدیک گئے تو اپنے انکو اپنے سینہ مبارک سے لگایا اور پیشانی پر پوسہ دیا اور رونے لگے یہاں تک کہ خسار مبارک پر اشک جاری ہو گئے پھر باور بلند ارشاد کیا اے گروہ اہل اسلام یہ علی بن ابی طالب شیخ المہاجرین والانصار ہے یہ میرا بھائی اور میرا بن عم اور میرا داماد اور میرا گوشت اور میرا خون ہے۔ یا ابو السبطین یعنی امام حسن و حسین کا باپ ہے جو اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ یہ مجھ سے تکلیف کو دور کرنے والا ہے۔ یہ خدا کی تین پرغلا کا شیر ہے اور اسکے دشمنوں کے لئے اسکی برہنہ شمشیر ہے اسکے دشمنوں پر خدا اور خدا کے فرشتے لعنت کرتے ہیں اللہ ان سے بیزار ہے میں ان سے بیزار ہوں۔ پس اگر کوئی خدا کی اور میری بیزاری کو چاہتا ہو وہ ہر سے بیزاری اختیار کرے۔ تم حاضرین میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ فائون کو اس سے آگاہ کرے۔

القاب

امیر المؤمنین

را۱ عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی صحن الدار قائماً واذا رأسہ فجحد حیاہ الکلبی فدخل علی فقال السلام علیک کیف اصبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال بخیر قال دحیۃ انی لاحبک وان لک مدحۃ ازفہا الیک انت امیر المؤمنین وقائد الغر المحجلین انت سید ولد آدم ما خلا النبیین والمہاجرین لواء الحمد بیدک یوم القیۃ تزف انت وحزبک مع محمد صلی اللہ علیہ وسلم وحزبہ الی الجنان زفا وقد افلح من تولاک وخیر من تخلاک معہوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم محبواک ومبغضواک محکم مبغضواک لمن ینالہم خلفاۃ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اذن منی بآصفیۃ اللہ فآخذ رأس النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضعه فی حجرہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما هذا المهمۃ فأخبرہ الحدیث قال لریکن دحیۃ الکلبی کان جابر بن سہاک باسم سہاک اللہ بہ وهو الذی لقی محبتک فی صدور المؤمنین ورہبتک فی صدور الکافرین راخرجہ ابو بکر ابن مردویہ) ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دحیہ کلبی کے آغوش میں سوکھے ہوئے اپنے دو تنہا کے صحن میں استراحت فرما رہے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے اور سلام علیک کر کے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حال پوچھا۔ دحیہ نے جواب دیا خیریت ہے اور کہا کہ میں تم سے محبت رکھتا ہوں آپ کے چند سناقب محبوب معلوم ہیں بنکوں میں آپ کے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ آپ تمام مومنوں کے امیر اور تمام سفید ہاتھ اور پاؤں اور مونہ والوں کے پیشوا ہیں آپ دعا انبیاء اور مرسلین کے تمام نبی آدم کے سردار ہیں قیامت کو روز لوار الحمد آپ کے ہاتھ میں ہوگا اور آپ کا گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا اور ان کا گروہ کے ساتھ حنبت میں سیر کرتا ہوگا تحقیق مستگار ہوا وہ شخص جس نے آپ سے تولار کر لیا اور نقصان اٹھایا اس نے جو آپ سے غیبت ہو کیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب آپ کے محبوب ہیں اور ان کے دشمن آپ کے دشمن ہیں۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو ہر گز بہرہ یاب نہ ہوں گے اے برگزیدہ خدا میرے پاس تشریف لا جب جناب امیر اسکے قریب گئے تو اس نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر اقدس اپنے آغوش سے لیکر ان کے آغوش میں رکھ دیا اتنے میں سرکار نے خواب کو بیدار ہو کر پوچھا یہ کیسا شور تھا جناب امیرؐ نے دحیہ کا تمام ماجرا عرض کیا حضور نے فرمایا یہ دحیہ نہیں تھے بلکہ جابر بن عبد اللہ تھے تاکہ جن القاب سے پروردگار نے تمہیں ممتاز کیا ہے ان سے تمہیں آگاہ کریں۔ خدا تعالیٰ نے تمہاری محبت کو مومنین کے سینہ میں القا کیا ہے اور تمہارے خوف کو کافروں کے دل میں ڈال دیا ہے *

(۲) عن النبی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا انس اسکب لی وضوء وماء فتوضی وصلی ثم انصرف فقال یا انس اول من یدخل علی الیوم فهو امیر المؤمنین وسید المسلمین وخاتم الوصیین و امام الخراج المجاہدین فجاء علی ضرب الباب فقال من هذا یا انس قلت علی قال فتھلہ فدخل راخرجہ ابن مردویہ) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز مجھ کو فرمایا کہ اس انس باطنی لا کر ہمیں وضو کرا میں پانی لایا اور حضرت نے وضو کیا اور نماز پڑھی نماز سے فارغ ہو کر مجھے ارشاد کیا اے انس! جو شخص آج صبح سے پہلے میرے پاس آئے گا وہ مومنوں کا امیر اور مسلمانوں کا سردار اور وصیوں کا خاتم اور سفید ہاتھ اور مونہ والوں کا پیشوا ہوگا۔ ناگاہ جناب امیر تشریف لائے اور دروازہ کھٹکھٹایا حضرت نے پوچھا اے انس! یہ کون ہے میں نے عرض کیا علیؓ میں آپ کے فرمایا دروازہ کھول دے میں نے دروازہ کھول دیا جناب امیر حضرت کے پاس تشریف لے آئے *

(۳) عن بريدة قال امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نسل على بن ابي امير المؤمنين راخرج ابن مردويه
بريدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہوا تھا کہ ہم علی علیہ السلام کو یا امیر المؤمنین
کہہ کر سلام کیا کریں ۔

رم عن سالم مولى علي قال كنت مع علي في ارض له وهو يخرفها حتى جاء ابو بكر وعمر رضي الله عنهما فقالا السلام
عليك يا امير المؤمنين ورحمتهما الله وبركاته فقيل كنتم تقولون في حق النبي صلى الله عليه وسلم ذلك فقال
عمر هو امرنا راخرج ابن مردويه جناب امیر علیہ السلام کا غلام سالم رضی اللہ عنہ بیان کرتا ہے کہ میں جناب امیر کے
ساتھ انکی زمین میں تھا اور وہ اسکی کاشت کاری کر رہے تھے کہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما انکے ملنے کو آئے اور سلام
علیک یا امیر المؤمنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہہ کر سنت اسلام اوکی کسی نے اُٹھ کر پوچھا کہ آپ جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کی زندگی میں ہی اس طرح سے کہا کرتے تھے حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ حضرت ہی نے یہ حکم دیا تھا ۔

(۵) عن حذيفة بن اليمان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو علم الناس متي اتي علي امير المؤمنين
ما انكروا فضله سمي امير المؤمنين وادم بين الروح والجسد فقال الله تبارك وتعالى انا ربكم ومحمد نبيكم و
علي اميركم راخرج الدليلي في فردوس الاخبار حذيفة بن اليمان سے روایت ہے کہ جناب سالک صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے تھے اگر لوگوں کو یہ معلوم ہوتا کہ جب علی کا نام امیر المؤمنین ہو گا تو ہرگز اس کے فضائل سے انکار نہ کرتے علیؓ
کا نام ہر وقت سے امیر المؤمنین ہوا ہے کہ اسی آدم روح اور جسد کو درمیان تھی ہر وقت پروردگار نے ارواح کو خطاب کیا کہ
میں تمہارا خدا ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارا نبی اور علی تمہارا امیر ہے ۔

(۶) عن ابن عباس قال دخل علي رسول الله صلى الله عليه وسلم وعنده امير المؤمنين عائشة رضي الله عنها فجلس
بين رسول الله صلى الله عليه وسلم وبين عائشة فقالت ما كان لك ان تجلس بين فتحي فضربت رسول الله صلى
الله عليه وسلم على ظهرها وقال ملا تؤذي نبي في اخي فانه امير المؤمنين وسيد المسلمين وقائد الغر المحجلين
القيامة يقعد على الصراط فيدخل ولياؤه في الجنة ويدخل اعداءه في النار راخرج ابن مردويه ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کے
باس شریف رکھتے تھے میں جناب امیر شریف لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المؤمنین کے درمیان میں شہید گئے
بی بی عائشہ جنہا کو بولیں کیا میری ران پر بیٹھنے کے سوا آپ کے لیے کوئی جگہ نہیں تھی ۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
بی بی عائشہ صدیقہ کی پشت پر ہاتھ رکھا کہ جو دھیرے بہائی کے بارے میں تو مجھے ایذا نہ دی ۔ یہ سنون کا پہلا مسئلہ
کاسوا اور سفید تھ اور موندہ لون کا پیشوا ہے قیامت کے روز یہ صراط پر پیٹھ لگا اور اپنے دوستوں کو جنت میں اور
دشمنوں کو دوزخ میں داخل کرے گا ۔

(۱۷) عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیت ام حبیبہ بنت ابسفیان فقال یا ام حبیبہ اعتزلینی فاننا علی حلجۃ ثم طابوضوء فاحسن الوضوء۔ ثم قال ان اول من یدخل هذا الباب مایا المؤمنین و مستید العرب خیر الوصیین و اولی الناس بالناس قال انس فجعلت اقول اللهم اجعلہ رجلاً من الانصار فاذا هو علی ابن ابی طالب (اخرجه ابویکرا بن مردویہ) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام حبیبہ بنت ابی سفیان کے گھر میں ہونق افروز تھے۔ ام حبیبہ سے ارشاد کیا اے ام حبیبہ تم مجھے تہوڑی دیر کے لئے غریب ہو جاؤ۔ کیونکہ ہمیں ایک ننھی سی اور میری ہے پر آپ نے خوب طرح سے وضو کیا اور فرمایا جو شخص کہ سب سے اول اس دروازہ سے گھسیگا وہ مومنوں کا امیر اور عرب کا سرور اور تمام اوصیاء سے بہتر اور سب لوگوں سے برتر ہوگا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نچل میں دعا کرنے لگا یا اکی وہ شخص جس کے لیے حضرت نے یہ کچھ فرمایا ہو وہ انصار میں ہو۔ مگمان۔ جناب امیر علیہ السلام دروازہ سے گس آئے *

(۱۸) عن انس قال بینما انا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ قال الان یدخل سید المسلمین و امیر المؤمنین و خیر الوصیین اذ اطلع علی فقال صلی اللہ علیہ وسلم اللهم والی ولی قال فجعل بن یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسبح العرق مر جعت و وجہہ یسبحہ وجہہ علی و یسبحہ العرق من وجہہ علی و یسبحہ وجہہ فقال للہ علی یا رسول اللہ انزل فی شیء قال اما ترضی ان تکون منہ بمنزلہ ہارون من موسی الا انہ لا نبی بعک انت آخر و ذیری و خیر من اخلف بعک تقضی دینی و تنجز وعدی و تبین لہم ما اختلفوا من بعک و تعلم ما و یل القرآن ما لہ دلیلی و تجاہدہم علی التاویل کما جاهدتم علی التذیل۔ (اخرجه الدیلمی ابن مردویہ) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت نے فرمایا ابی ہریرہؓ مسلمانوں کا سرور اور مومنوں کا امیر اور اوصیاء کا بہترین آئیگا۔ مگمان جناب امیر شریف لاؤ حضرت نے فرمایا اے میرے پروردگار تیرے قربان۔ انس کہتے ہیں کہ جناب امیر حضرت کے سامنے بیٹھ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرہ مبارک اور حسین مسکین کا عرق اپنے چہرہ پر اور ان کے چہرے کا عرق اپنے چہرہ اقدس پہننے لگے جناب امیر نے عرض کیا یا رسول اللہ آیا میرے حق میں کوئی آیت نازل ہوئی ہے۔ آپ نے ارشاد کیا کیا تو رضی نہیں کہ تیری منزلت مجھ سے اسی ہے جیسے کہ موسیٰ سے ہارون کی لیکن میں نے بعد نہیں ہونیوالا۔ تو امیر بھائی اور وزیر ہستہ جنکو کہ میں اپنے بعد میں چھوڑ جاؤں ان سے تو افضل ہے۔ میری مرض کا ادا کرنے والا اور میری وعدہ کو پورا کرنے والا۔ جن امور میں کہ لوگ میرے بعد اختلاف کریں گے تو اس کو رفع کرنے والا ہے۔ تو ان سو قرآن کے معنی بیان کریگا اور لوگوں کے ساتھ قرآن کی تاویل نہ جہاد کریگا جیسے کہ میں قرآن کی منزل پر چلا گیا ہے *

(۱۹) عن دافع مولی عائشہ قال کنت غلاما انحدہا فکنت۔ اذ اکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند

اکون قریبا احاطیہا شیئا قال فبینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عندها ذات یوم انجاء جاء فدق الباب قال فخرجت الیہ فاذا جاریہ معها اناء مغطی قال فرجعت الی عائشہ فاخبرتہا فقالت ادخلہا فدخلت فوضعت باین یدی عائشہ فوضعتہ بین یدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجعل یأکل وخرجت الجاریہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیت امیر المؤمنین وسید المسلمین وامام المتقین عندی یا کل معی فجاء فدق الباب فخرجت الیہ فاذا هو علی قال فرجعت فقلت هذا علی فقال صلی اللہ علیہ وسلم ادخلہ فلما دخل قالہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرحبا واهلا لقد تمنیتک مرتین حتی لو ابطأت علی لسات اللہ عکثر رجل انما یتقی بک احبس فکل راخو جہ بن مردویہ جناب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا غلام رافع رعایت کرتا ہے کہ میں ام المؤمنین کے پاس جا کر تاتا اور انکی خدمت کیا کرتا تھا جبوقت جناب عائشہ صلی اللہ علیہ وسلم لنگے گھر میں رونق افروز ہوتے تو میں قریب تر رہتا اور جس چیز کی ضرورت ہوتی تو میں حاضر کیا کرتا۔ ایک دفعہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین کے گھر میں تشریف لے گئے تھے کہ ناگاہ ایک آنیوالی نے دروازہ کھٹکٹایا۔ میں جنبے کوبانہر نکلا ایک لٹنڈی کو دیکھا کہ دھکا ہوا خٹان لیے ہوئے ہے میں نے لوٹ کر ام المؤمنین سے بیان کیا۔ انہوں نے اسکو گھر میں بلالیا۔ اس لٹنڈی نے خٹان لٹکے سامنے رکھ دیا۔ میں نے اٹھا کر روضہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دربر رکھ دیا آپس میں سے تامل فرمانے لگے اور وہ لٹنڈی چلی گئی آپ نے فرمایا کاش اس وقت امیر المؤمنین سید عالم ام المومنین ہی بیان ہوتے تو ہمارے ساتھ کھانے میں شرکت کرتے اتنے میں ایک شخص نے پیر دروازہ کھٹکٹایا۔ میں جنبے کونکلا اور جناب امیر کو دروازہ پر کھڑے ہو دیکھا لوٹ کر میں نے عرض کیا کہ جناب امیر دروازہ پر تشریف رکھتے ہیں جھوٹے انکو گھر میں بلالیا۔ جب جناب امیر حاضر خدمت ہوئے سرکار نے مرحبا اور اہلا کے الفاظ سے ممتاز فرمایا اور ارشاد کیا ہم نے دو دفعہ تمہارے آنیکی آرزو کی تھی اگر تم دیر کرتے تو میں تمہاری لیے پیر خد سے دعا کر نیوالا تھا۔ آؤ بیٹو اور ہم سب ساتھ کھانا نوش کرو۔

(۱۰) عن معاویۃ بن شعبۃ اللیثی قال مرض ابوذر الغفاری مرضا شديدا احتضن علی الموت فوالی علی بن ابی طالب فقیل له لو اوصیت الی امیر المؤمنین عمر بن الخطاب کان احمد لوصیتک من علی فقال ابوذر اوصیت واللہ الی امیر المؤمنین حقا حقرا خرجہ بن مردویہ معاویہ بن شعبۃ اللیثی بیان کرتا ہے کہ جب ابوذر غفاری مرض امیر عنہ سخت بیمار ہو کر انتقال کے قریب ہو گئے تو جناب امیر سے اپنی وصیت بیان کی۔ لوگوں نے کہا اگر تم اپنی وصیت امیر المؤمنین عمر بن الخطاب سے بیان کرتے تو تمہاری لیے یہ بہتر ہوتا۔ ابوذر کہنے لگے میں اپنی وصیت کو سچے امیر المؤمنین سے بیان کیا ہے۔

امام المتقین

۱) عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز وجل اوحى الى نبي علي بن ابي طالب انه امام المتقين (مخرج الدلیلی فی فرقہ وس الاخبار) جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے پروردگار نے مجھ کو علی کی نسبت وحی بھیجی ہے کہ وہ تمام متقیوں کا امام ہے۔

۲) عن انس بن مالك والناس بن سميان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي مرحبا بسيد المسلمين وامام المتقين (مخرج الدلیلی ابو بکر بن مردويه) انس بن مالک اور نوہس بن سمان رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر مومنین کو فرمایا یا علی! اے مسلمانوں کے سردار اور متقیوں کے امام۔

۳) عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي انك سيد المسلمين ويحيى المؤمنين وامام المتقين وقائد الغر المحجلين (مخرج الدلیلی) جناب امیر مومنین کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے علی تم مسلمانوں کے سردار اور مومنوں کے پادشاہ اور سفید ہاتھ اور موندہ والوں کے پیشوا ہو۔

۴) عن عبد الله بن اسعد بن ذرارة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة اسرى نبي محمد انتهي الى ربنا عز وجل فاوحى الى نبي علي ثلاث انه سيد المسلمين وامام المتقين وقائد الغر المحجلين وقائد الحاکم ابو نعیم وابن مردويه وابن قانع عبد اللہ بن سعد بن ذرارہ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے شب معراج میں جب ہم اپنے پروردگار کے پاس پہنچے تو پروردگار نے مجھ کو علی کے تین القاب القافر ہائے کہ مسلمانوں کا سردار اور متقیوں کا امام اور سفید ہاتھ اور موندہ والوں کا پیشوا ہے۔

ولی المتقین

عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انك سيد المسلمين وولي المتقين وقائد الغر المحجلين (مخرج الامام علی ابن موسی الرضا علیہ السلام) والشافعی مستند جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا تو مسلمانوں کا سوا اور متقیوں کا دوست اور سفید ہاتھ اور موندہ والوں کا پیشوا ہے۔

الصديق

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم علي بن ابي طالب هو الصديق (مخرج احمد بن حنبل) رتد کردہ خواص الامہ فی احوال الائمہ لسبط ابن جوزی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی سچے کا سوا ہے۔

المستتر

۱) عن النوايس بن سميان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم علي بن ابي طالب هو المستتر (مخرج الدلیلی) فاس بن سمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو حضرت

سید المومنین
عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
ان الله تعالى اوحى الى في علي ثلاثة اشياء ليلة اسرى بي انه سيد

سید العرب
 (۱) عن الحسن بن علی علیہ السلام قال قال رسول الله ﷺ ادعوا
 الى سيد العرب يعني علياً فقالت عائشة اناست سيد العرب قال انا سيد ولد ادم

وعلی سید العرب فلما جاءه ارسل الى الانصار فاتوا قال هذا سيد العرب فاجتمعوا بحبه واكرموا بكرامته
فان جبرائیل الخبزی بالذی قلت لکم عن الله عز وجل قال ابو نعیم فی حلیۃ الا برار رواه ابیہما ابو البشر
عن سعید بن جبیر (واخرجہ عن الطبرانی فی الریاض النضرۃ والطبرانی فی الکبیر عن ابی لیلی عن الحسن قال قال
رسول الله صلی الله علیہ وسلم یا اناس انطلقوا فادعوا سید العرب الی الخ الحدیث جناب امام حسن علیہ السلام فرما
ہیں ایک روز رسول عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرب کے سردار کو میرا پاس بلا لاؤ۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا
کہنے لگیں کیا آپ عرب کے سردار نہیں آپ نے فرمایا میں آدم کی تمام اولاد کا سردار ہوں علی عرب کے سردار ہیں جب علی
تشریف لائے حضرت عائشہ انصار کو بلا بھیجا جب تمام انصار حاضر ہو گئے آپ نے ارشاد فرمایا یہ بیٹے جناب علی تمام
عرب کے سردار ہیں میری دوستی کی وجہ سے انکو دوست رکھو اور میری غمت کی وجہ سے ان کی عزت کرو یہ تحقیق جبریل
علیہ السلام خدا کا پیغام پہنچا رہا ہے جو میں تم سے بیان کیا ۔

(۲) عن ام المؤمنين عائشة قالت كنت عند النبي صلى الله عليه وسلم اذ دخل على فقال هذا سيد الغر فقلت بآبي وامحى انت سيد العرب فقال انا سيد العالمين وهو سيد العرب راخو جبال بیهقی و الحاکم ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی ہوئی تھی کہ جناب اُمّیر شریف لائے حضرت نے فرمایا یہ عرب کا سردار ہے جس نے عرض کیا یہ کیا ہے؟ آپ پر قربان ہوں آپ عرب کے سردار ہیں فرمایا میں تمام عالم کا سردار ہوں یہ عرب کا سردار ہے۔

(۳) عن مسلمة بن قنبل عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لعائشة يا عائشة ان اسرك ان تنظري سيد العرب فانظري الى علي قال قلت سيد العرب قال انا امام المتعلمين وسيد العالمين وهذا سيد العرب (الخرجه الخطيب في تاريخه) مسلم بن قنبل سے روایت ہے کہ تحقیق جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا اے عائشہ اگر تو عرب کے سردار کو دیکھنا چاہتی ہو تو علی کو دیکھ لے۔ ام المؤمنین نے عرض کیا کیا آپ عرب کے سردار ہیں فرمایا میں تمام علم حاصل کرنے والوں کا امام امت تمام جہان کا سردار ہوں اور یہ عرب کا سردار ہے۔

(۴) اخرجه الدارقطني عن ابن عباس عن الحاکم عنه وعن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا سيد ولد آدم وعلي سيد العرب دارقطني ابن عباس اور حاکم ابن عباس اور جابر عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں آدم کی تمام اولاد کا سردار ہوں اور علیؑ عرب کا سردار ہے۔

سید فی الدنیا والآخرہ

عن ابن عباس قال نظر رسول الله صلى الله عليه وسلم الى علي فقال انت سيد في الدنيا والاخرة راخو جبال ابو عمرو

الحاکم والخطیب رحمہما فیہما الدیلمی من لاجلک فقد احببتنی وعجبیک حبیب اللہ ومن ابغضک فقد ابغضتنی وبغضک بغض اللہ الویل لمن ابغضک من بعدی) ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب اُمّیر کی طرف نظر کر کے فرمایا تو دنیا اور آخرت کا سردار ہے ابو عمرو اور حاکم اور خطیب بغدادی نے اس حدیث کو اسی قدر لفظوں سے روایت کیا ہے لیکن شیروہ دیلمی نے خود اس الماخبار میں یہ لفظ اس حدیث کے ساتھ اور روایت کی ہے کہ یا علیؑ جس نے تجھے محبت کی اس نے مجھے محبت کی اور تیرا دوست خدا ہو گا تو تیرے دشمن کا دشمن ہے اور تیرے دشمن کا دشمن ہے اور تیرے دشمن کا دشمن ہے۔

عن عبد الله بن حكيم الجعفی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله تبارك وتعالى ما وحى في علي ثلاثة اشياء ليلتاسر في

قائد الغر المحجلين

بأنه سيد المؤمنين وامام المتقين وقائد الغر المحجلين (اخرجه الطبرانی) عبد الله بن حكيم الجبني سمری ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شب معراج میں جناب انبوی نے ہکو علی کے تین خطاب القافرائے کہ وہ مومنوں
کے سردار اور متقیوں کے امام اور جنکے موتہ اور ہاتھ اور پاؤں سفید اور نورانی ہیں انکے پیشوا ہیں یعنی انکو ہدایت
کی طرف لیجا نیوالے ہیں *

يعسوب المؤمنين

۱) عن علي بن ابي طالب رضي الله عنه قال قال علي بن ابي طالب
المال يعسوب المنافقين (اخرجه بن عكا نقلت عن صواعق محرقه ج ۱)
انتر فرماتے ہیں کہ بالتحقیق جناب رسالتا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے علی مومنوں کا بادشاہ ہے اور مال منافقوں
کا بادشاہ ہے *

۲) عن سلمان الفارسي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي هذا اول من امن بي وهذا يعسوب
المؤمنين (اخرجه الدليلي) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت ہے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جناب انبوی
کی نسبت ارشاد کرتے تھے کہ یہ وہ شخص ہے جو سب کے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور یہ مومنوں کا سردار ہے *

صديق الاكبر

عن معاذة العدوية قالت سمعت عليا بن ابي طالب رضي الله عنه يقول انا صديق
الأكبر (اخرجه الرازي في تائيل العشرة شعبان طبرانی) معاذہ عدویہ سے

روایت ہے کہ میں نبی صبر چننا یا نبی کریم کو فرماتے ہوئے شہادت کہ میں صدیق اکبر ہوں *

۳) عن ابي ذر الغفاري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لعلي انت اول من امن بي و
صديق وانت صديق الاكبر (اخرجه الحاكم نقلت من الرازي في تائيل العشرة شعبان طبرانی) ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ
روایت ہے کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علی کو فرما رہے تھے تو وہ شخص ہے جو سب کے پہلے مجھ
پر ایمان لایا ہے اور میری تصدیق کی ہے اور تو صدیق اکبر ہے *

۴) عن سلمان الفارسي و ابي ذر الغفاري قال اخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بيد علي فقال ان
هذا اول من امن بي وهذا فاروق هذا الامه وهذا يعسوب المؤمنين وهذا من يصافحني يوم القيمة
وهذا صديق الاكبر (اخرجه الطبرانی والدليلي) الطبرانی فی الکیب فی مسند سلمان (سلمان فارسی
اور ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا تجھ پر
یہ وہ ہے جو سب کے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور یہ اس امت میں حق اور باطل کے درمیان فرق کر نیوالا ہے اور
یہ مومنوں کا یعسوب یعنی امیر ہے اور یہ وہ ہے جو قیامت کو روز سب سے پہلے مجھ سے ملاقات کرے گا اور یہ صدیق اکبر
۴) عن عباد بن عبد الله قال قال علي انا عبد الله واخو رسول الله صلى الله عليه وسلم انا صديق الاكبر

لا يقولها ذلك غيري الا كاذب صليت قبل الناس سبع سنين راخرجه احمد في المناقب النساء في الخصائص
والحاكم في المستدرک وحافظ ابونعیم عثمان بن ابی شیبة في سنته وابن عاصم في السنة وحافظ ابونعیم
في الحلیة العقیلی) عباب بن عبد الله کہتے ہیں کہ جناب ابی ثیر فرماتے تھے میں خدا کا بندہ اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کا بھائی ہوں اور میں صدیق اکبر ہوں یہ بات میرے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا مگر جو بھٹ بھٹو الایمنے ساتھ ہر سیکے
پہلے ناز ٹہری ہو۔

(۵) عن معاذة العدو ویتة قالت سمعت علیاً يقول علی المنبر منبر البصرة اننا صدیق اکبر امنت قبل
ان یؤتی من ابوبکر ما سلمت قبل ان یسلم ابوبکر رفقاً بن قتیبة في المعارف) معاوۃ العدو کہتے ہیں میں نے
بصرہ کے منبر پر جناب ابی ثیر کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں صدیق اکبر ہوں قبل اسکے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ایمان لائے
میں ایمان لایا ہوں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سلام لانے سے پہلے سلام لایا ہوں۔

(۶) عن ابن عباس بنی وابی یثیلے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصدیقون ثلاثة حبیب النجار
مؤمن الیاسین الذی قال یا قوم اتبعوا المرسلین وخرقیل مؤمن ال فرعون الذی قال اتقتلون ولدا
ان یقول ربی اللہ وعلی بن ابی طالب هو افضلہم راخرجه البخاری عن ابن عباس واحمد عن ابی یسلی
ابن عباس اور ابی یسلی رضی اللہ عنہما سے روایت ہو کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے صدیق تین ہیں۔
اول حبیب النجار الیاسین یعنی جناب عیسیٰ علیہ السلام کھاریمین) پر ایمان لانیوالاحسن نے کہ یہ کہتا تھا اسے
میری قوم کے لوگوں کی متابعت کرو۔ اور فرعون کے گرد سے ایمان لانیوالاخر قیل جس نے یہ کہتا تھا۔
لوگوں میں سے کسی شخص کو قتل نہ کرو جو کتاب میری پالنے والا خدا ہے۔ اور علی بن ابی طالب کہ ان سے افضل ہے۔

(۷) عن ابن عباس بنی وابی یثیلے فی قوله سمعت علیاً يقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذین انعم اللہ علیہم قال علی
ما رسول اللہ هل نقد علی ان تزورک فی الخیبة قال یا علی ان لكل نبی ذیفاً اول من اسلم من اعدائک
هذه الایة اولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشهداء والصلحین و
حسن اولئک رفیقاً قد عارسل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیاً فقال ان اللہ تعالیٰ قد انزل بیان ما
سئلت فحصلک رفیقاً لانک اول من اسلم وانت صدیق اکبر (تفسیر ابن الجہام) ابن عباس رضی
اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں جسکا ترجمہ یہ ہے کہ جو لوگوں نے خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت کی ہے۔ پس وہ
لوگ انکے ساتھ ہیں جنہیں خدا نے اپنی نعمت اناری ہے) روایت کرتے ہیں کہ جناب ابی ثیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے عرض کیا یا رسول اللہ آیا ہم حضور کو جنت میں بھی دیکھ سکیں گے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ ہر
نبی کا ایک رفیق ہوتا رہا ہے جو ہر سب سے پہلے اسلام لانا رہا ہے پس یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ لوگ ان

لوگوں کو ساتھ میں جنہر خدا کی اپنی نعمت نازل کی ہے یعنی نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ ہونگے اور یہ لوگ انکے اچھے رفیق ہونگے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو بلایا اور فرمایا یا علی خدا تعالیٰ نے تیرے سوال کا بیان نازل فرمایا ہے اور تجھ پر میرا رفیق بنایا ہے کیونکہ تو سب سے پہلے مجھ پر سلام لایا ہے اور تو صدیق اکبر (۲) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس فی القیمۃ غیرنا اربعۃ فقام رجل من الانصار فقال فدا ابی و اخی منہم یا رسول اللہ قال انا علی الباق و اخی صالح علی ناقة اللہ الی عقیقت و عقی حنرۃ علی ناقة الغصاء و اخی علی علی ناقة من نوق الجنة پیدا لواء الحمد ینادی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فیقول لا دمتون ما هذا الا ملکا مقربا لونیامر سلا و حامل الثر فیحییہ صر ملک من بطنان العرش یا معشر الادمیین لیس هذا ملکا مقربا ولا نبیا مرسل ولا حامل عرش هذا الصدیق اکبر علی ابن ابی طالب (اخرجا ابو جعفر الحقیلی) جناب امیر علیت سلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ قیامت میں ہم چار شخصوں کے سوا باقی چھوٹے شخص سوار نہ ہوگا۔ انصار میں سے ایک شخص نے اٹھ کر عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماننا ہے کہ آپ پر خدا ہوں وہ چار شخص کون ہیں جنہوں نے فرمایا ایک تو میں ہیں کہ براق پر سوار ہوگا اور میل پہنائی صالح بن ابی اس ناکہ اللہ پر سوار ہوگا جسکے پاؤں کاٹے گئے تھے سوار میرا چچا حمزہ تاؤ غصیا پر سوار ہوگا اور میرا بہائی علی بن ابی طالب کی اوشنیوں میں سے ایک اوشنی پر سوار ہوگا اور اس کے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا رکھتا ہوگا تمام آدمی کہیں گے یہ کوی مقرب فرشتہ یا نبی مرسل یا حامل عرش ہے عرش کے اندر سے ایک فرشتہ جواب دیگا کہ اے لوگو نہ یہ مقرب فرشتہ ہے اور نہ نبی مرسل اور نہ حامل عرش ہے صدیق اکبر علی بن ابی طالب ہے۔

فاروق الاعظم

(۱) عن ابی ذر الغفاری قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول

لعلی انت صدیق اکبر و الفاروق الاعظم الذی یفرق بین الحق

والباطل (الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ المحب الطبری) ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب سالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جناب امیر کو فرماتے تھے کہ تم صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہو کہ تم حق اور باطل میں فرق کرو گے +

(۲) عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی هذا اول من امن بی و هذا

اول من یصافحنی یوم القیمۃ و هذا صدیق اکبر و هذا فاروق الاعظم یفرق بین الحق و الباطل و

هذا یصنع المؤمنین و المال یصوب الی المناقبین (اخرجه الدیلمی) والطبرانی سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے

کہتے ہیں کہ جناب رسول کا کلمات صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر کی نسبت فرماتے تھے یہ وہ شخص ہے جو مجھ پر سب سے پہلے ایمان

لایا ہے سوار یہ وہ ہے کہ سب سے پہلے قیامت کے روز مجھ سے ملے گا اور یہ صدیق اکبر اور فاروق اعظم اور مؤمنوں کا

یعسوب ریختے امیر ہے) امدال منافقون کا امیر ہوتا ہے۔

(۳) عن ابی لیلیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبکون من بعدی فتنة فاذا کان ذلک فالتمسوا علیا فانہ انما اوقایت الخ والباطل اخرجہ الخوارزمی والدیلی (وابن عبد البر فی الاستیعاب ابولیلی سے روایت ہے کہ جناب سالتم ابی لیلیٰ علیہ وسلم فرماتے تھے عنقریب میری امت میں فتنہ برپا ہوگا جیسا کہ یہاں بتا رہا ہوں تم ملازمت علی کی اختیار کرو تحقیق وہ حق و باطل میں فرق کر نیوالا ہے۔

خاتم الوصیین

عن النسائی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا انس اسکے وضو فتوحی وصلی ثم انصرف فقال یا انس ول من یدخل علی الیوم

امیر المؤمنین و سید المسلمین و خاتم الوصیین و امام الغر المجلین فجاء علی حتی ضرب للباب فقال من هذا یا انس فقلت علی قال افتح له فدخل (اخرجہ ابوبکر ابن مرددیه) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ سے کہ عالم علی علیہ السلام نے فرمایا اے انس یا اپنی لاکر بہین وضو کر اپنی حضرت کے وضو کیا اور نماز پڑھی پھر آپ لوٹ بیٹھے اور ارشاد کیا آج جو شخص میرے پاس آئیگا وہ امیر المؤمنین اور خاتم الوصیین اور سید المسلمین اور سفید ہاتھ پاؤں اور موہنہ والوں کا امام ہے۔ اتنے میں جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے اور دروازہ کھٹکھٹایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا اے انس دروازہ پر کون ہو میں نے عرض کیا کہ جناب امیر میں حضرت نے فرمایا دروازہ کھول دو میں نے دروازہ کھولا یا جناب امیر اندر تشریف لے آئے۔

خیر الوصیین

عن انس قال بیانا انا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الان یدخل سید المسلمین و امیر المؤمنین و خیر الوصیین

اذ ظلم علی ابن ابی طالب (اخرجہ الدیلی و ابوبکر ابن مرددیه) انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے فرمایا ابی اس وقت سید المسلمین اور امیر المؤمنین اور خیر الوصیین آئیگا اتنے میں جناب امیر تشریف لائے۔

الوصی

(۱) عن ابی سعید الخدری عن سلمان الفارسی قال قلت یا رسول اللہ لکل نبی وصی فمن وصیک فقال هل تعلم من وصی موسی قلت نعم یوشع بن نون قال لبع قلت

لانہ کان احب الیہم قال فان وصیی موضع سری خیر من اترك بعدک و یخزع عذقی و یقضى دینی علی بن ابی طالب (اخرجہ ابوبکر ابن مرددیه) والطاہر فی الکبیر فی سید سلمان الفارسی) ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ ہر ایک نبی کے لیے وصی ہوتا رہا ہے حضور کا وصی کون ہو فرمایا تو جاتا ہے کہ موسیٰ کا وصی کون تھا میں نے عرض کیا یوشع بن نون حضرت

نے فرمایا کیوں میں کو گندارش کیا ایسے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہت میں سے زیادہ عالم تھے آپ نے فرمایا پس میرا
وصی اور میرا زوار اور جو لوگوں کو کہ میں اپنے بعد چاہتا ہوں ان میں سے بہتر اور میری وعدہ کو پورا کر نیوالا اور میرے
قرضوں کا ادا کر نیوالا علی بن ابیطالب ہے *

(۲) عن الن بن مالک قال حدثني سلمان انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اخي و زيري و
وصيي خير من خلفي بعدك علي بن ابي طالب (اخرجه بن سعد و غيره) الن بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ
سے سلمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرا
بہائی اور میرا زور اور میرا وصی اور میرے پیچھے رہنے والوں میں سب سے بہتر علی بن ابی طالب ہیں
(۳) عن سلمان قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم هل تدري من كان وصي موسى قلت
يوشع بن نون فقال وصي في اهل وخير من خلفي بعدك علي بن ابي طالب (اخرجه بن سعد و غيره) سلمان
رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے لگے کیا تجھے معلوم ہے کہ موسیٰ کا وصی کون
تھا میں نے عرض کیا یوشع بن نون حضرت نے فرمایا میرا وصی میرے اہل میں اور جبکہ کہ میں اپنے بعد میں چاہتا ہوں
ان میں سے بہتر علی بن ابی طالب ہیں *

(۴) عن بريدة قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم اكل نبي وصي و وارث و ان عليا وصي و وارث
راخرجه البغوي في معجمه والديلي في فردوس الاخبار بريدة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر ایک نبی کا ایک وصی اور وارث ہوتا رہا ہے میرا وصی اور وارث علی ہے *

(۵) عن الن بن مالک قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم قال سلمان من وصي فقال سلمان من وصي فقال سلمان من وصي فقال سلمان
الله فقال يا سلمان من كان وصي موسى قال قلت يوشع بن نون قال فان وصي و وارثي و يقضي
ديني و ينجز موعدى علي بن ابي طالب (اخرجه احمد في مناقبه) الن بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے سلمان
رضی اللہ عنہ سے کہا تم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کہ حضور کا وصی کون ہے سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض
کیا یا رسول اللہ جناب کا وصی کون ہے حضرت نے فرمایا اے سلمان موسیٰ علیہ السلام کا وصی کون تھا سلمان نے
عرض کیا یوشع بن نون جناب نے ارشاد کیا میرا وصی اور وارث اور میرے قرض کا ادا کرنے والا اور میرے
وعدہ و نکا پورا کرنے والا علی بن ابیطالب ہے *

(۶) عن علي قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم انت اخي و وارثي و وصيي قلت و ما ارض منك
يا نبي الله قال ما ارض الا نبياً من قبلي قلت و ما ارض الا نبياً من قبلك قال كتابهم و سنت
نبيهم (اخرجه ابن النضر) جناب پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھ سے جناب سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے ارشاد کیا تو میرا بھائی اور وارث اور وہی ہے میں نے عرض کیا یا نبی اللہ مجھے حضور سے کیا ورثہ ملیگا فرمایا جو ورثہ کہ نبی سے پہلی انبیاء نے پایا ہے میں نے عرض کیا حضور سے پہلے انبیاء نے کیا ورثہ چھوڑا ہے فرمایا کتاب اور پہلی نبی کی سنت +
(۷) عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله انت اخي ووارثي ووصيي قال علي ما اوتيت منك قال ما اوتيت النبيون بعضهم بعضا قال الله ورسوله اعلم فقال كتاب الله وسنة نبيه (اخرجه ابن الحنبل) معاویہ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں جناب خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے ارشاد کیا تو میرا بھائی اور وارث اور وہی ہے جناب امیر نے گزاریش کیا حضور کا کیا ورثہ مجھے ملیگا فرمایا اگلے نبیوں نے ایک دوسرے سے کیا ورثہ پایا ہے جناب امیر نے عرض کیا کہ خدا اور ہمارا رسول ہی جانتا ہوگا پس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کتاب اللہ اور نبی کی سنت +

(۸) عن حبة العرق عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يا علي وصيك بالعرب خيرا (اخرجه ابن السراج) حبة العرق جناب امیر علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اسے علیؑ میں تم کو عرب کے ساتھ نیکی کرنے کی وصیت کرتا ہوں +

(۹) عن جیش بن زین قال دأبت علياً فبكت بكبش فقلت له ما هذا قال اوصاني رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اضعه عند اخو جده احمد) جیش بن زین کہتے ہیں میں نے جناب امیر علی علیہ السلام کو ایک میٹھ سے کی قربانی کہتے ہوئے دیکھا میں نے گزاریش کیا یہ کیا ہو فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں انکی طرف سے قربانی کیا کروں +

(۱۰) عن امرئ القين ام سلمة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله تعالى اختار من كل امة نبيا واختار لكل نبي وصيا وان انا نبى هذه الامة وعلى وصيي فجعرتي واهل بيتي وامتي من بعدى (اخرجه ابو بكر الخوارزمي) جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ہر ایک سے خدا تعالیٰ نے ایک نبی منتخب کیا ہے اور ہر ایک نبی کے لئے اسکی امت کو ایک وصی انتخاب فرمایا ہے میں اس امت کا نبی ہوں اور میری بعد میری امت اور میری امت کے اہل بیت میں میرا وصی علیؑ ہے +

(۱۱) عن ابی ایوب الانصاری قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مرضت فانت فاطمة فعوده فلما رأت ما برسول الله صلى الله عليه وسلم من الجهد والضعف استعبرت فبكت حتى سال الدروع على خديها فقالت لهما رسول الله صلى الله عليه وسلم يا فاطمة ان لكرامة الله اياك زوجك من اقدام محمد واکثرهم علما واعظمهم حملا ان الله تعالى اطلعني الى اهل الارض فاختارني منهم فبعثني نبيا مرسلانا ثم اطلعني اطلاعة فاختار منهم بعلك فاوحى الله الي ان ازوجك اياك واخبرني وصيا راخرجه الدارقطني) و

اخرج الطبرانی، والخلیب عز ابن عباس الخاکعنه وابی هريرة ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سمر وایت ہجرت: جناب سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ و السلام بیا رہے جناب فاطمہ علیہا السلام عیادت کر لیے تشریف لائیں حضور پر ضعف اور تکلیف کو دیکھ کر رونے لگیں تھیں کہ دونوں خسار مبارک پر آشک جاری ہو گئے یہ دیکھ کر سرکار نے ارشاد کیا اے فاطمہ اس کی خاص مہربانی تھی تیرے حق میں کہ مینے تیرا نکاح ایسے کے ساتھ کیا ہے کہ وہ سلام لانے میں سب سے مقدم اور سب سے زیادہ علم کرنے والا اور علم میں سب سے بڑا ہے۔ خدا تعالیٰ نے زمین کے ہنرے والین کو خوب دیکھ کر انہیں سب مجھ سے انتخاب کیا اور مجھے نبی مرسل بنایا یہی دوبارہ اچھی طرح سے دیکھا اور تیرے شوہر کو انتخاب کیا اور مجھے جو بیچی کے میرا سب سے سافقتیرا نکاح کروں اور سب کو اپنا وصی بنائوں۔

(۱۲) عن ابن عباس قال انیت اباسعید الخدری فقلت لہل شہدت بذا فقال نعم فقلت لا تنیت فی شیء مما سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی علی فقال یا بنی انخبرک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض مرضاً عظیماً وفقر ودخلت علیہ فاطمة تعوده وانما جالس عن یمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما رأت ما برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الضعف خنقتها العبرة حتی بدت دموعها علی خدہا فقال لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یمیکک یا فاطمة قالت اخشی المزیعة یا رسول اللہ فقال یا فاطمة ان اللہ اطلع الی ہل الاضی اطلعت فاختار منہم اباک ثم اطلع ثانیة فاختار منہم جلدک فادحی الی فانکتہ واتخذت وصیاً وما علمت انک بکرامت اللہ ایاک وزوجک اعلمہم علماً واكثرہم حلماً واقدہم سلماً فضحکت واستبشرت فادار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یزیدہا مزید الخیر کلہ الذی قسمہ اللہ تعالیٰ بحمدہ وال محمد صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہا یا فاطمة لعلی ثانیة اضراس یعنی مناقب ایمان باللہ ورسولہ وحکمتہ وزوجتہ وسبطاہ الحسن والحسین وامرہ بالمعروف ونہی عن المنکر یا فاطمة انا اهل البیت اعطینا ست خصائص لم یعطیہا احد من الاولین ولا یدرکھا احد من الاخرین نبینا خیر الانبیاء وھو ابوک ووصینا خیر الواصلیاء وھو جلدک وشہیدنا خیر الشہداء وھو حمزہ عم ابیک ومناسبطاہ ہذا الامۃ وھما ابنک ومنامہک ہذا الامۃ الذی یصلی علی خلفہ ثم ضرب علی منکب الحسنین فقال من ہذا مہک امۃ راخوجہ الدارقطنی) ابی ہارون اعبدی کجنتے ہیں مینے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے جا کر پوچھا آیا تم جنگ بدر میں حاضر تھے کہنے لگے کہ ہاں۔ مینے کہا کیا تم مجھے نہیں بتا سکتے جو کچھ کہتے علی کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہنے لگے اسے میرے بیٹے میں تجھے سنا ہوا ہے کہ جب جناب سرور خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیا رہے تو کر ضعیف ہو گئے جناب فاطمہ علیہا السلام عیادت کے لیے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں میں سرکار کو دیکھنے پر تھکا ہوا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ضعف اور ناتوانی کا غلبہ دیکھ کر

رونے لگیں یہاں تک کہ رونے سے ان کا دم گھٹ گیا اور حسا روں پر آنسو نکل آئے سرکار نے فرمایا یا فاطمہ تم کیوں روتی ہو۔ گذارش کیا کہ حضور کے بعد میں اپنی ہلاکت ہونے سے ڈرتی ہوں۔ آپ نے ارشاد کیا بالتحقیق پروردگار عالم نے زمین کے باشندین کو اچھی طرح سے دیکھا اور تیرے باپ کو ان میں سے منتخب کیا یہ دوبارہ دیکھا اور تیرے شوہر کو انتخاب فرمایا پس مجھے الہام کیا اور میں نے تیرا نکاح اس سے کروایا اور سب کو اپنا وصی بنایا تم نہیں جانتے ہو کہ خدا تعالیٰ نے خاص تمہارا حق میں کیا مہربانی کی ہے کہ تیرا شوہر سب سے زیادہ علم والا اور سب سے زیادہ علم والا اور سلام لائیں سب سے زیادہ پیش قدمی ہے جناب بستیدہ ینکر تبسم فرماتے لگیں ہر خوش ہو گئیں جناب سرور نے چاہا کہ انکو اور زیادہ خیر سے حصہ دیا جائے جس کا کہ پروردگار نے محمد اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حصہ دیا ہے پس حضرت نے فرمایا یا فاطمہ علی کے اثاثہ تیرا منتہین یعنی آٹھ سنا قرب ہیں۔ اسرار اس کے رسول پر ایمان لانا۔ اور اس کی حکمت۔ اور اس کی مذہب طہرہ۔ اور اس کی اولاد یعنی حسن و حسین کہ وہ دونوں تیرے بیٹے ہیں۔ اور اس کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی اچھی باتوں کا کرنا اور بری باتوں سے بچنا یا فاطمہ ہم اہل بیت کو چاہے باتیں سی عطا ہوئی ہیں کہ ہمارے سوا ہم سے چلے لوگوں کو بھی نہیں دی گئیں اور ہم سے پیچھے آئیوں لے ہی نہیں حاصل کر سکیں گے۔ ہمارا نبی تمام نبیوں سے بہتر ہے۔ اور وہ تیرا باپ جو اور ہمارا وصی سب وصیا سے افضل ہے اور وہ تیرا شوہر ہے ہمارا شہید سب شہیدوں سے برتر ہے یعنی حمزہ و تیرے باپ کا چچا ہے اور اس امت کے سبطین وہ دونوں تیرے بیٹے ہیں اور اس امت کا مدی ہیں ہم سے ہے کہ جس کے پیچھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھیں گے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب حبیروں علیہ السلام کے دوش مبارک پر حاتمہ مار کر فرمایا مدی امت ان سے پیدا ہونگے ۔

(۱۳) عن الاسود بن یزید قال ذکرنا عند ام المومنین عائشة ان علیاً کان وصیاً و فی وجہ ایتانہ انہ یقول قالوا انہ وصی فلم تکذبہم بل ذکرنا انہا قد سمعت خلیف من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحییٰ وفاتہ (الجمع بین الصحیحین للحمید) اسود بن یزید سے روایت ہے کہ لوگوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر ذکر کیا کہ علی وصی تھے دوسری روایت میں ہے کہ ان لوگوں نے نہ کہا کہ وہ وصی ہیں پس ام المومنین نے انکی تکذیب کی بلکہ ذکر کیا کہ میں نے خود اس بات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وفات کی وقت سنا تھا ۔

(۱۴) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ جعل الی فوج علی عہد تخلت یا ربیبینہ لی فقال اسمع فقلت سمعت فقال ان علیاً و ابن ابی ہاشم و امام اولیائی و وفود من اطاعہ و هو الکلمۃ القی الامتہا المتقین من احبہ لجنہ و من ابغضہ ابغضتی فبشرہ بذلک فجاہ علی فبشروہ فقال یا رسول اللہ انا عبد اللہ و فی قبضتہ فازید بنی فبذنی و انی تم علی الذی بشرتہ بی فاعلمہ اولیائی قال قات اللہ و علی قلبہ و اجعلہ رسیۃ الایمان فقال اللہ تعالیٰ قد فعلت یہذا لک نعمانہ رفع الی انہ یختص من البلاء

نبی لم یخص به احد من اصحابی فقلت یا رب انی وصی فقال تعالیٰ از هذا نبی قد سبق انی مبتلا و مبتلا به (راخو جہاد و نصیحت فی الحلیۃ) ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تحقیق اللہ تعالیٰ نے علیؑ کے باب میں مجھ سے ایک عہد کیا پس میں نے کہا اے میرے پروردگار مجھ سے اس عہد کو بیان فرما اللہ تعالیٰ نے فرمایا علیؑ علم ہے ہدایت کا اور میرے دوستوں کا امام ہے اور نور ہے اسکے لیے جو میری طاعت کرتے ہیں اور وہ ایسا کلمہ ہے کہ پرہیزگاروں نے اسکو لازم کر لیا ہے جس نے اس سے محبت کی مجھ سے محبت کی اور جس نے اس سے دشمنی کی مجھ سے دشمنی کی پس تو اسکو بشارت دی بعد اسکے علیؑ آئے میں نے انکو بشارت دی وہ کہنے لگے کہ میں خدا کا بندہ ہوں اور اسکے اختیار میں ہوں اگر مجھ کو عذاب دے تو میرے گناہ کے سبب سے اور اگر وہ اس بات کو پورا کرے جسکی کھنسر نے مجھے بشارت دی ہو تو اللہ میرے واسطوں پر زیادہ مہربان ہو جناب رسول اللہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ بارگاہ اس کے دیکھو دشمن کر اور سکا میاں کی بہار بنا پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا تحقیق میں نے اسے ایسا ہی کر دیا ہے پھر میرے طرف حکم کیا اللہ تعالیٰ علیؑ کو ایسی بات سے آزمائش کریگا کہ میرے اصحاب میں سے کسی صحابی کو نہیں کیا۔ پس میں عرض کیا اے پروردگار یہ میرا بہائی اور وصی ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ بات ہو چکی ہے اور وہ ضرور اس میں مبتلا ہوگا اور اس کے ساتھ لوگوں کی آزمائش کیا جائیگی *

امام البرہ

عن جابر بن عبد اللہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال علیؑ امام البرۃ وقائل الفجر منصور و خذل من خذلہ راخو جہاد الحاکم جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ بالتحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کی نسبت ارشاد کیا ہے کہ علیؑ انکو کارون کا امام اور بدکاروں کا قاتل ہے فخر ہو جس نے اسکی مدد کی۔ اور چوڑا گیا جس نے اسکو چوڑا *

قاتل الفجر

نقل ابو اسحاق الثعلبی فی تفسیرہ ریفعہ بسند الی ابن عباس قال بینما عبد اللہ ابن عباس جالساً قریباً من بئر الزمر یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ قال الرجل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابن عباس سالتک با اللہ من انت فقال یا ہا الناس من عرفی فقد عرفنی فمن لم یعرفنی فانا ابو ذر الغفاری سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقاتل بہاتین و الا صحتا یقول لعل بن ابی طالب قاتل الفجر منصور و خذل من خذلہ راخو جہاد الحاکم جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ بالتحقیق جناب امیر کی نسبت ارشاد کیا ہے کہ علیؑ انکو کارون کا امام اور بدکاروں کا قاتل ہے فخر ہو جس نے اسکی مدد کی۔ اور چوڑا گیا جس نے اسکو چوڑا *

مین ابو ذر غفاری ہون میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ یہ دونوں بہرہ موہب ہیں کہ آپ جناب امیر کی نسبت ارشاد فرماتے تھے کہ علی بن ابی طالب نیکو کاروں کا پیشوا ہے اور بدکاروں کا قاتل ہے فتح مند مجاہدہ شخص جس نے کہ اسکی مدد کی اور چوڑا لگیا وہ شخص جس نے کہ اسے چوڑا دیا۔

صاحب الزماہ

عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لابي بزرّة وانا اسمع يا ابا بزرّة ان الله عز وجل عهد الى علي بن ابي طالب انه راية الهدى ومنار الايمان وامام الاولياء ونور جميع من اطاعني يا ابا بزرّة علي بن ابي طالب امين غدا في القيامة وصاحب ايتي ومقاتية خراش رحمة ربّي وهو الكلبة التي الزمتها المتقين لا يخرجها بن مردويه) انس بن مالك رضي الله عنه كھتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان بزرہ سے فرما رہے تھے اور میں نے سنا تھا کہ امیر ابو بزرہ و خدا تعالیٰ نے علی بن ابی طالب کی نسبت مجاہدہ کیا ہے کہ وہ ہدایت کا علم اور ایمان کا نشانہ اور اولیاء کا امام ہے اور جس قدر کہ میری اطاعت کریں اے لوگ میں ان سب کا نور ہے۔ امیر ابو بزرہ علی کل بیت کے رزمیرا امین اور علم بردار ہے۔ علی میرے پروردگار کے خزانوں کی کنجی ہے۔ اور وہ ایک پائ کا لہ ہے جسکو متقیوں نے اپنے لئے لازم کر لیا ہے۔

مقیم الحج

عن عبد الله بن مسعود قال النبي صلى الله عليه وسلم لما خاب الله تعالى احم وانقر فيه من روحه عطس احم فقال الحمد لله اوحى الله اليه حمد في عبدك بعرفي لولا عبدان ابدان اخلقهما في دار الدنيا ما خلقتك قال الهى يكونان منى قال نعم يا احم ارفع رأسك وانظر فرفع رأسه فاذا مكتوب على العرش لا اله الا الله محمد نبى الرحمة وعلى مقیم الحج تمام راخرجہ الخطیب المناقب) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے: ایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حبیب پروردگار نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان میں اپنی روح پہنچی تو آدم نے پھینک لی اور اللہ نے پروردگار نے فرمایا میرے بند نے میرا شکر کیا ہے۔ بھو اپنی عزت اور بزرگی کی قسم ہے اگر میں اپنے دو بندوں کو دنیا میں پیدا کر دوں گا اور وہ نہ کرتا مینے تجھے پروردگار پیدا کیا ہوتا حضرت آدم نے عرض کیا یا اے وہ دونوں مجھے سے پیدا ہونگے ارشاد ہوا کہ ہاں۔ امیر آدم اپنے سر کو اٹھا کر دیکھ حضرت آدم نے دیکھا کہ عرش پر بیکھا ہوا ہے لا الہ الا اللہ محمد رحمت کا نبی ہے علی حجت کا قائم کر نیا لاس۔

اسد

عن ابن عباس قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صعد المنبر فخطب الناس فحمد الله واثنى عليه فوعظ وخوف وحذر ثم بكى وقال ايها علي بن ابي طالب فوبخ علي قائما على قدميه فقال ما انا يا رسول الله فقال ادن مني فدنيت عنه فضمه الى صدره وقبل بين يديه

دیکھتی سالت دمی علی خدا وقال باعلی صوتہ یا معشر المسلمین هذا علی بن ابی طالب هذا شیخنا المہاجر
 والہ انصار هذا اخي وابن عمی وختنی وکحی دمی هذا ابو السبطین الحسن والحسین سیدنا شیاب اهل
 الجنة هذا مفرج الکربی هذا اسد الله فی ارضه وسیف المسلمین علی اعدائہ فعلی مبغضہ لعنة الله و
 لعنة اللعینین والله منہ برئ واذا منہ برئ فمن احب ان یدر امن الله ومتی فلیتر امنہ فلیبلغ الشا
 منکوا الغائب (اخرجه ابو سعد فی مشرقات النبوة) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک روز جناب رسول مقبول
 صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور خطبہ پڑھا حمد و ثنایا کے بعد و خطبہ بیان فرمایا اور خوف دلایا اور ڈرایا پیرا شکبار ہو کر
 اور کہا کہ علی بن ابی طالب کھان میں جناب امیر حبیب کر کے اپنے دونوں پاؤں پر کترے ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول
 اللہ میں بیان حاضر ہوں حضرت نے فرمایا میری ترویج آج اور جناب امیر سرکار کے پاس گئے حضرت نے انکو سید سے
 لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور رونے لگو یہاں تک کہ حنا مبارک پر اشک جاری ہو گئے یہ بلند آواز سے فرمایا اے
 مسلمانو یہ علی بن ابیطالب مہاجرین اور انصار کا شیخ یہ میرا بھائی اور میرے چچا کا بیٹا ہے اور میرا داماد اور میرا
 گوشت اور میرا خون یہ یہ بطریق حسن اور حسین جو جو انسان اہل جنت کو سردار ہیں انکا باپ ہے یہ مجھ سے تکلیف کو
 دور کرنا والا ہے یہ خدا کی زمین پر پشکا شہر ہے یہ خدا کے دشمنوں کو لیے خدا کی پرہیزگاری ہے اسکے دشمنوں پر خدا اور
 اسکے فرشتوں کی پشکار ہو۔ اسکے دشمن سے خدا انیزا رہت۔ میں بھی اس کے بنیاد ہوں۔ پس جو شخص کہ خدا اور
 اسکے رسول کی بنیاد کو چاہتا ہو وہ اس کے بنیاد ہو۔ چاہیے کہ تم حاضرین غائبین کو یہ اطلاع دیدو۔

حجۃ اللہ

(۱) عن النبی بن مالک رحمہ اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا و علی حجتہ علی
 عبادہ (اربعین للحافظ ابی بکر محمد بن ابی نصر بن ابی بکر الفتاوی) انس
 ابن مالک بنی النضر سمرقانی کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں اور علی خدا کے بند و پیر خدا کی حجت
 ہیں۔

(۲) عن النبی قال کنت جالسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قبل علی بن ابی طالب قال یا انس هذا
 حجتہ اللہ علی خلقہ (اخرجه الدیلمی) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 میں حاضر تھا کہ علی بن ابیطالب شریف لائے حضرت کو فرمایا اے انس یہ خدا کی مخلوق پر خدا کی حجت ہے۔
 (۳) عن النبی بن مالک رحمہ اللہ قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرای علیا مقبلا فقال یا انس قلت
 لہیک قال هذا لقبی حجتی علی امتی یوم القیامۃ (اخرجه النفاش) انس بن مالک کہتے ہیں کہ میں
 جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے جناب امیر کو آتے ہوئے دیکھا بھڑا شاد کیا اسے
 انس نے عرض کیا میں حاضر ہوں فرمایا یہ آئینہ الایمان ہے کہ روز میری امت پر میری حجت ہے۔

رأیتہ

عن النضر بن سنان قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله لابي بزرغ وانا اسمع اراهم عز وجل شهد لي في علي انه راية الهدى ومنار الايمان (اخرجه بن عمر وبيهق) الش بن مالك رضي الله عنه سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ابی بزرغ سے فرماتے تھے اور میں سن رہا تھا کہ اے ابی بزرغ پروردگار نے مجھے رسول علی کے حق میں عہد کیا ہے کہ وہ ہدایت کا علم اور ایمان کا نشان ہے۔

ولی اللہ

عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله لما اسرى بي راية علي باب الجنة مكتوباً بالذهب لا اله الا الله محمد حبيب الله وعلي ولي الله وفاطمة امته الله و

الحسن وحمزة الله علي باغضبهم لعنة الله اخرجها الدبلي (جناب امیر المسلمین حضرت علیؑ کے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شبِ حراج میں پہنچے جنتِ کدور و تہ پر لکھا ہوا دیکھا کہ غمِ خدا کا پیسہ علیؑ کا دُورست ہو فاطمہؑ پروردگار کی خادمہ ہے اور حسنینؑ نہا کے برگزیدہ ہیں انکے دشمنوں پر خدا کی لعنت ہو۔

(۲) عن ابي ذر قال كنت مع رسول الله صلى الله عليه وآله وهو بالبقيع الف قد قال والذبح نفسى ببيت از فیکم رجلا یقاتل الناس یحک علی تاریل القرآن کما قاتلت للمشركین علی نزیله و هم یشهدون لا اله الا الله فیکبر قتلہ علی الناس حتی یطعنوا علی ولی الله ویسخطوا علماء کما سخط موسى المرسفینة وقتل الخلام و امر الجا ۱۰ و کان خرق السفینة وقتل الخلام و اقامتہ الجدار یبہ رضی ر اخرجہ الخوارزمی) ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بقیع الغرقین میں تشریف فرما تھے اور میں خدمتِ اقدس میں حاضر تھا کہ آپ نے ارشاد کیا قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ تم میں سے ایک ایسا شخص ہے کہ جو قرآن کی تاویل پر لوگوں سے لڑے گا جس طرح ہمیں قرآن کی تفسیر پر لوگوں سے جہاد کیا ہے وہ لوگ لا الہ الا اللہ کہنے والے ہونگے اسی لئے ان سے جہاد کرنا لوگوں پر شاق گذرے گا یہاں تک کہ لوگ اس خدا کے ولی پر طعن زن ہونگے اور اسکے کام سے ناراض ہو جائیں گے جیسکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کشتی کے امیرین اور لڑکے کے قتل کرنے میں اور دیوار کے بنانے میں (حضرت خضر علیہ السلام پر) ناراض ہوئے تھے حالانکہ کشتی کا ٹوٹنا اور لڑکے کا قتل کرنا اور دیوار کا بنانا محض خدا کی رضا کے لیے تھا۔

صنفو القم

عن ابن عباس قال کان رسول الله صلى الله عليه وآله في حجرة الدار ثماناً واذا في حجرة حية الكلب قد دخل على فقال السلام عليك كيف اصبح رسول

الله صلى الله عليه وآله فقال بخير قال له حية اني لاحبك وانا لك ملحة از فعا اليك انت امير المؤمنين وقائد الغر المحجلين انت سيد ولد اسم ما خلا النبيل والمرسلين لو انا لحمد بيلك يوم القيمة تزوت انت وحبوبك مع محمد صلى الله عليه وآله ونحن بدار الجنان زفا وقد افلح من توكل و خورن تخلا و عجبوا

عن ابن عباس قال ان رسول الله صلى الله عليه
 وسلم صعد المنبر فحمد الله واثنى عليه وقال

بعد ما قال این علی فوثب علی قائماً علی قدمیه فقال ها انا یا رسول الله فقال ادن منی فدن فی منبر
وضعه المصدی وقال یا علی صوتی یا معشر المسلمین هذا علی بن ابی طالب هذا شیخ المهاجرین والاشیاء
رشف اللیق کابی سعد) ابن عباس سو سعایت ہو کہ جناب سوئیذا صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر چڑھ کر خطبہ ارشاد
کیا اور خدا کی حمد و ثناء کے بعد جو کہنا تھا کہ ہر فرمایا علی کہان میں جناب! حیرت کو کے اپنے دو نو پاؤں پر کتر ہو گئے
اور عرض کیا رسول امین بیان حاضر موعظ حضرت نے فرمایا قریب آجاؤ حب جناب یا میر حضرت کے پاس گئے حضرت نے
انکو اپنی چپائی سے لگا کر آواز بلند فرمایا اے مسلمانوں! علی بن ابی طالب مهاجرین اور انصار کا شیخ ہے ۛ

قسیم النار والجنة

عن حذیفہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت قسیم النار والجنة وانت تفرج باب الجنة وتدخلها احبائك بغير حساب راخرجہ الدیلمی و

ابن المغازی وفضل بن غیاض فی الشفا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ای علی تم جنت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہو اور تم جنت کا دروازہ کھٹکاؤ گے اور اس میں اپنے دوستوں کو بغیر حساب کے داخل کرو گے ۔

(۷) عن ابی الطفیل عامر بن واثلہ الکنافی عن ابی علیا قال للستہ جعل عمر رضی اللہ عنہ الامر شورکے بینہم کلاما طویلا من جملة انشدکم اللہ هل فیکم احد قال لا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت قسیم النار والجنة یوم القیامت غیرے قالوا اللہم لا راخرجہ الدیلمی نقلت من صواعق محرقہ من جواهر العقدين ابو طفیل عامر بن واثلہ الکنافی نقل کرتے ہیں کہ جناب امیر نے ان چھ صحابیوں سے جو جنکو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد شورت کر لیے مقرر کیا تھا۔ ایک طویل گفتگو کی منجملہ اسکے یہی کہا کہ میں تم کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں آیا تم میرے سوا کوئی ایسا شخص جانتے ہو کہ جسکی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہو کہ یا علی تم دوزخ اور جنت کو تقسیم کر نیوالے ہو سب متفق ہو کر کہا خدا گواہ ہے آپکے سوا کوئی نہیں ۔

وارث رسول اللہ

(۱) عن ابی اسحاق قال سالت قثم بن عباس کيف ورث علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونکم قال لانه کان اولنا لہو قاضا واثنا

بہ لزو قاضا خوجہ الحاکم ابن اسحاق سے روایت ہو کہ میں نے قثم بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم لوگوں کے سوا علی کیونکر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو وارث قرار دیے گئے قثم نے جواب دیا اسیلئے کہ وہ ہم سے پہلے جناب رسول خدا سے ملے اور ہم سے زیادہ حضرت کی ملاقات میں رہے ۔

(۲) عن علی بن الحسین عن ابیہ عن جلال علی بن ابی طالب علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم خندق اللہم انک اخذت منی عبیدہ بن الحارث یوم بدر وخمرہ بن عبد اللہ یوم احد و هذا علی فلا تزنی فردا وانت خیر الوارثین راخرجہ الخوارزمی جناب علی ابن الحسین جناب حسین سے روایت ہے کہ اپنے والد ماجد جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ خندق کے روز جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پروردگار سے التجا کی کہ اے میری پروردگار تو نے عبیدہ بن الحارث کو مجھ سے لے لیا اور احد کے روز حمزہ ابن عبد المطلب کو لے لیا اب یہ علی باقی رہ گیا ہے۔ پس تو مجھے اب اکیلاست چوڑ۔ نوب وارثوں سے بہتر ہے ۔

(۳) عن ابن عباس ان علیا کان یقول فی حیق النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز وجل یقول افان مات

اد قتل انقلابی علی اعتباریکہ واللہ لا ینقلب علی اعقابنا بعد انھدانا اللہ ولئن ماتا وقتل لا قتل علی ما قاتل
 علیہ چیخاموت واللہ انی لا خیر وولیعہ واولیہا من بعدہ وامن احق ببعثنی راخوجہ احمد والنفا ابن
 عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب امیر المومنین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بابرکات میں فرمایا کہ تمہے کہ پروردگار
 فرماتا ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما جائیں یا قتل ہو جائیں تو تم اپنی اڑیوں کو بل بوتہ خدا کے خدا کی قسم
 ہم ہرگز اپنی اڑیوں کے بل نہیں اڑینگے جبکہ خدا تعالیٰ نے ہرکوہدایت فرمائی ہے اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 رحلت فرما جائیں یا قتل ہو جائیں ہم اڑینگے جیسے کہ لڑتے رہے ہیں یہاں تک کہ ہم ہی ہر کو جائیں خدا کی قسم ہے میں ابھی
 بھائی اور چچا کا بیٹا اور وارث ہوں مجھے ہر کوں زیادہ حقدار ہے ۔

۱۴) عن بريدة الاسلمی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لكل نبي وصي ووارث وان عبدًا وصفي واثني
 راخوجہ البھو فی مجملہ والدیلی فی فردوس الاخلاق بريدة الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ہر ایک نبی کا وصی اور وارث ہوتا ہے میرا وصی اور وارث علی ہے ۔

۱۵) عن ربيعة بن جندب عن رجل من اهل بيته قال قال رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عبدالمطلب فضع لهم صلا من طعام فاكلوا لعني فبعوا وبقوا المطعام كان لم يبيعوا
 ثم دعا بنمرة فشرى بها حتى راوا وبقوا لثواب كانه لم يبيع فقال يا بنی عبدالمطلب اني بعت اليكم خاصة
 فالي الناس عامة وقد رأيت من هذه الآية ما قد رأيتم فاليكم بياعتي علي ان يكلوا اخي وصاحبي ووارثي
 ووزيري فلم يقم اليه احد ففقت اليه وكنت اصغر القوم سنا فقال اجلس ثم قال ثلث عرات كل ذلك ياتون
 اليه فهو يقول اجلس حتى كان في الثالثة فضر بيد علي يدي ثم قال انت اخي وصاحبي ووزيري
 فبذل لك ورثت ابن عمي دون عمي راخوجہ احمد فی المسند والنسائي فی الخصائص وابن جرير فی تهذيب
 الآثار والضياء فی المختار (۱) ربيعہ ابن جندب کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے جناب امیر سے پوچھا اے امیر المومنین آپ نے
 اپنے چچا کو جو کر اپنے ابن عم کا ورثہ کیوں پایا ہے جناب امیر نے فرمایا ایک دفعہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
 نے بنی عبدالمطلب کو جمع کیا اور انکے لیے کھانا ایک پیالے میں بکھرا دیا وہ کھانیکو آئے اور کھانے لگے یہاں تک کہ
 سیر ہو گئے اور کھانا جو نکاتوں بجا رہا ہر حضرت کے شربت کا شکر مانگا یا لوگ شربت پینے لگے یہاں تک کہ سیر
 ہو گئے اور شربت بچ رہا ۔ گویا کہ کسی نے جو آگ نہ ہو ۔ ہر حضرت نے فرمایا اے بنی عبدالمطلب میں تمہاری لئے خاں
 کر مبعوث ہوا ہوں اور عالم طور سے اور لوگوں کی طرف تم نے اس سجزہ کو دیکھا ہے ۔ پس تم میں کوئی ہے کہ
 میری بیعت کرے اور میرا بھائی اور دوست اور وارث اور وزیر بنے ان میں سے کوئی نہ اٹھا ۔ میں کڑا ہو گیا کہ
 اس وقت سب کے چہرے اتنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹھ جا پرتین دفعہ حضرت نے وہی کلمات ارشاد کیے

میں ہی ہر دفعہ اٹھتا رہا اور حضرت فرماتے رہی بیٹیہ جانیسی باب حضرت فرمیرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا تو میرا بھائی اور وزیر اور دوست اس لئے مینے اپنے چچا کے سوا اپنے ابن عم کا ورثہ پاپا ہے *

خلیفہ رسول اللہ

(۱) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا و علی من نور واحد قبل ان یخلق اللہ ادم باربعۃ الاف عام فلما خلق اللہ الخلق رکب فی لک النور فی صلبہ فلم یزل فی شئ واحد حتی فترقا فی صلب عبد المطلب ففی الذوق و فی علی الخلفۃ (اخرجہ الدیلمی) ابوسعید خدری عنہ عن امیر اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اور علی چار ہزار برس آدم سے پہلے ایک نور تھے جب اللہ تعالیٰ نے خلقت کو پیدا کیا اس نور کو آدم کی پشت میں ملا دیا وہ نور ہمیشہ ایک ہی شے میں رہتا چلا آیا یہاں تک کہ عبد المطلب کی صلب میں جدا ہو گیا پس محمد بن نبوت ہو۔ اور علی بن نبوت ہو۔ اور علی بن نبوت ہو۔

(۲) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا و علی الخلفۃ علی المدینۃ خلقتک لتکون خلیفۃ قلت کیف الخلفۃ عنک یا رسول اللہ قال الارقی ان تکون منی بمنزلة ہارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی (اخرجہ الطبرانی فی الاوسط) جناب امیر علیہ السلام فرمادی ہو کہ جب غزوہ تبوک میں حضرت مجھے اپنے پیچھے چھوڑ کر تشریف لیجانے لگو تو فرمایا ہم تجھے اس لئے اپنے پیچھے چھوڑ جاتے ہیں تاکہ تو ہمارا خلیفہ بنے مینے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کے پیچھے کس طرح سے رہ سکتا ہوں فرمایا کیا تو راضی نہیں کہ بنے تو مجھ سے ہارون کی جگہ موسیٰ سے مگر میرے بعد نبی نہیں ہے *

(۳) عن ابی ذر الغفاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا و علی الخلفۃ فاقتلوا کاننا من کان (اخرجہ الدیلمی) ابو ذر غفاری عن امیر اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص علی کے ساتھ خلافت پر اڑے اس کو قتل کر دو جو کوئی کہ ہو *

منار الایمان

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا بی برزہ یا ابا برزہ از اللہ عز وجل عہد لی علی انہ رأیت الہک منار الایمان (اخرجہ ابن مردویہ) انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو برزہ سے فرمایا ہے تھے اے ابو برزہ یہ تحقیق اللہ عز وجل نے علی کے بارہ میں مجھ سے عہد کر لیا ہے کہ وہ ہدایت کا چہنڈ ہے اور ایمان کی نشانی ہے *

امام الاولیاء

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا بی برزہ از اللہ عز وجل عہد لی فی علی انہ رأیت الہک او منار الایمان و امام الاولیاء (اخرجہ ابن مردویہ)

انس روایت کرتے ہیں کہ جناب سالت آب صلی اللہ علیہ وسلم ابورزہ سو فرماتے تھے کہ تحقیق اللہ عزوجل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جو حکایت ہے کہ وہ ہدایت کا علم اور ایمان کا نشان اور اولیاء کا امام ہے *

۱) عن ابن عباس قال لما نزل قولنا انت منذر لكل قوم هاد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا المنذر وعلی ہاد راخرجه ابو نعیم فہما نزل فی القرآن فی علی (ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب یہ آیت کریمہ رک تو فرمایا اللہ ہے اور ہر ایک قوم کے لیے ایک ہادی ہی ہمارے ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں منذر ہوں اور علی ہادی ہے *

الہادی

۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا المنذر وعلی الہادی ویا علی یفتک المہتدون راخرجه الدیلمی (عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں منذر ہوں اور علی ہادی ہے اور یا علی تجھ سے ہدایت پانے والے ہدایت پائیں گے *

۱) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت تغسل جثتی وتوودی دینی وتوادینی فی حفرتی وتغنی بذمتی وانت صاحب لوائی فی الدنیا والاخرۃ راخرجه الدیلمی (ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تم میرے جثہ کو غسل دو گے اور میرے فرض کو ادا کرو گے اور مجھ کو میری قبر میں دفن کرو گے اور جو کچھ میرے ذمہ ہوگا پورا کرو گے اور تم دنیا و آخرت میں میری صاحب علم ہو *

صاحب اللواء

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وبلال بن الحارث وابی الجراح قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اسری بی الی السماء رایت علی ساق العرش مکتوباً لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وایدتہ وضررتہ بعلی راخرجه الدیلمی (ابن عباس اور بلال بن الحارث اور ابی الجراح رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے شبِ معراج میں میں نے عرش کی ساق پر لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور مجھ نے اسکی تائید اور نصرت علی کی *

ناصر رسول اللہ

۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فی قولہ تھا وصالح المؤمنین قال ہو علی بن ابی طالب راخرجه ابن عساکر وابن مردودہ والسیوطی فی الدر المنثور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پھر وہ گارے اس قول میں کہ رہو سلاہ و جیل وصالح المؤمنین صالح المؤمنین سے علی بن ابی طالب ہیں *

صالح المؤمنین

۲) عن اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول وصالح المؤمنین ہو علی را الدر المنثور للسیوطی (اخرجه ابو نعیم وابن ابی حاتم والمثقی فی کثر العال) اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ قول سنا کہ وصالح المؤمنین وہ علی ہیں

اللہ عنہا روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ خدا کی پاک کی کلام میں صالح المؤمنین علیٰ ہر اہل ہر
تفسیر امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ العین میں لکھتے ہیں قالوا المراد بصالح المؤمنین علی والمراد من المؤمنین هو
الناصر لان المفهوم المشترك للمؤمنین اللہ وبنی جبریل وبنی صالح المؤمنین لیس الا هذا یعنی
مفسرین کہتے ہیں کہ صالح المؤمنین سے مراد جناب علی بن ابی طالب ہیں اور مولیٰ کے معنی ناصر کے ہیں کیونکہ اللہ
اور جبریل اور صالح المؤمنین کے درمیان لفظ مولیٰ کا مفہوم مشترک ناصر کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا ۔

مولی المؤمنین

قال صلی اللہ علیہ وسلم غدیر خم من گنت مولاہ فلی مولاہ امی نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے غدیر خم کہ روز جبکہ میں ہوا ہوں اُسکا

علی مولا ہے ۔

صواعق محرقہ میں علامہ ابن حجر احمدیث کی بحث میں لکھتے ہیں رواہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثون
صحابیاً واذن کثیر من طرقہ صحیحہ او حسن یعنی احمدیث کو جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تیس صحابیوں
نے روایت کیا ہے ان میں انفرادی تین صحیحہ اور حسن میں اسکی مفصل بحث اگلے باب میں لکھی جائیگی ۔

منجز الوعد

عن ابن عباس وابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی
طالب یمنجز وعدتی ویقضی دینی (مخرجہ الدیلمی) ابن عباس یا ابن عمر سے

روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی بن ابی طالب میری وعدہ کو پورا کرنے والا اور میری وعظ
کو ادا کرنے والا ہے ۔

قاتل الناکثین والقاسطین و المارفین

عن جابر قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی

قوله تعالیٰ فاما نذہبک فانما منهم منتقمون نزالت فی علی انه یتقم من الناکثین والقاسطین و
المارفین جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب سالت اب صلی اللہ علیہ وسلم خدائے پاک کی اس آیت کو
شان نزول میں فرماتے تھے جبکہ ترجمہ یہ ہے کہ اگر ہم تجھے لیجا یئس تو بھی ہم ان سے انتقام لینے والے
ہیں ایہ آیت علی کے حق میں نازل ہوئی ہے کیونکہ وہ میری بعد عہد توڑیوں والوں اور ظالموں اور دین سے
نکلنے والوں کے ساتھ لڑیگا ۔

المرضی

عن علی قال خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم ممشی فی طرقا للملئ
اذ مرنا بنخل من نخلا فصاحت نخلة باخری هذا النبی المصطفیٰ وهذا علی المرتضیٰ

ثم جوناها فصاحت ثانیة بثالثة هذا موسیٰ اخو ہارون باخریٰ الخواذی وابن یوسف الکنبی فی

کفایۃ الطالب جناب امیر سرور ایت ہو کہ ایک دفعہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے بعض اہل بیت میں جابر تھا ناگاہ ہم ایک نخلستان میں ہو کر گئے۔ ایک نخل دو سرے بکا کر کہنے لگا یہ نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ علی المرتضیٰ بن ہریم آگے نکل گئے پھر ایک دوسرا نخل قیس کے کہنے لگا یہ موسیٰ بن اورانکا بھائی ہارون ہیں۔

الشاہد عن عاد بن عبد اللہ الاسدی قال سمعت علیاً یقول ہو علی المناہما من قریش رجال الا وقد زلت فیما یدایہ اذ ایتان فقال رجل فما نزل فیک فغضب ثم قال اما انک لو امرت انی علی رؤس القوم ما حدثتک و یجمل علی تقرأ سورۃ ہو ثم قرأ فافترک ان علی بنہ تمزید و یتلو شاهد منہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بنہ من ربہ وانا شاہد منہ راخوجہ بن مرزویہ و فقیہ ابن المغازلی و ابن ابی حاتم و ابن عساکر و السیوطی فی الدر المنثور و عاد بن عبد الاسدی کہتے ہیں میں نے جناب امیر کو متبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قریش میں سے کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جس کے حق میں ایک یا دو آیتیں نازل ہوئی ہوں ایک شخص نے پوچھا آپ کے شان میں کون سی آیت نازل ہوئی ہے جناب امیر عرض ہو کر فرماتے گئے اگر تو مجھے سامنے بیٹھا تو میں ہر گز تجھے نہ بتاتا۔ افسوس ہر تونے سورہ ہود میں نہیں پڑھا نہیں کان علی بنہ من ربہ ویتلوہ شاہد منہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو علی بنہ من ربہ میں ویتلوہ شاہد منہ میں ہوں۔

الشہید عن امر المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذم علیا و قبلہ و هو یقول بابی الوحید المشہد راخوجہ ابو یعلیٰ فی سندک و ابن حجر فی الصواعق) امر المؤمنین ابی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سرور ایت ہو کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ علی کو قبل میں لیے ہوئے ہیں اور انکو چوم رہی ہیں اور فرماتے ہیں میرا باپ قربان ہو یہ وحید ہو اور شہید ہو۔

الراکع عن جابر عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ و ارکعوا مع الراکعین زلت فی علی خامۃ الارباب من رکع مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم راخوجہ الطبرانی فی الخصاص و ابو نعیم و فقیہ ابن المغازلی فی المناقب رتذ کوہ خواص الامۃ) مجاہد بن عباس رضی اللہ عنہ سرور ایت کرتے ہیں کہ و ارکعوا مع الراکعین میں غلام کہ جناب امیر مراد میں کیونکہ وہی سب سے پہلا شخص تھے صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکوع میں شریک ہوئے ہیں۔

الشاہد عن موسیٰ بن جعفر عن ابائہ علیہ علیہم السلام فی قولہ تعالیٰ و ارکعوا مع الراکعین زلت فی علی راخوجہ فقیہ ابو الحسن بن المغازلی جناب امام موسیٰ کاظم اپنے آباؤ کی سلام علیہم سرور ایت فرماتے ہیں کہ آیت تراہم رکعوا مع الراکعین کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

الصفی عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت صفی و اسید فی راخوجہ النسا جناب امیر علیہ السلام ولایت فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو صفی و اسید

یا علی تم میرے برگزیدہ اور امین ہو۔

الامین

عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا بی برزۃ وانا اسمع یا ابا برزۃ علی
امینی غدا یوم القیامت را خوجہ ابوبکر بن رویدہ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب
رسالتما صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرما رہے تھے اور میں سن رہا تھا کہ اے ابوبکر برزہ کل قیامت کو روز
علی میرا مانت دار ہوگا۔

باط

عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال علی باب خطۃ من دخلہ کان مؤمنا
ومن خرجہ کان کافرا را خوجہ الدارقطنی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو
کہ تحقیق جناب خیمہ پر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی تو یہ کادروازہ ہو جو شخص کہ اس میں داخل ہوا وہ مؤمن ہے
اور جو شخص اس سے نکل گیا وہ کافر ہے۔

مشیل ہارون

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي انت مني بمنزلة هارون من موسى
را خوجہ المسلم وغیرہ جناب رسالتما صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ابوبکر سے فرمایا
فرمایا کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کسے موسیٰ سے۔

نفس الرسول

(۱) عن سعد بن ابی قاص قال لما تزلت هذه الآية فقل تعالوا ندع ابنائنا
وابنائکم الذدع رسول الله صلى الله عليه وسلم عليا وفاطمة وحسنا وحسينا

قال اللهم هؤلاء اهل بيتي را خوجہ احمد والمسلم والترمذی والنسائی وغیرہم سعد بن ابی وقاص رضی
اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جب یہ آیت کریمہ کہ پس کہدو آؤ بلا دین ہم اپنے بیٹے اور تمہاری بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری
عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو پر جو ٹون پر خدا کی لعنت ڈالیں۔ نازل ہوئی تو حضرت نے جناب علی
اور سیدہ اور حسین علیہم السلام کو بلا کر کہا اے میرے پروردگار میں سیر اہل بیت۔

(۲) عن جابر بن عبد الله قال انفتنا محمد وعلي وابنائنا الحسن والحسين ولنا فاطمة را خوجہ
الحاکم جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ انفتنا سیدہ اور جناب علی اور ابائنا
حسین علیہم السلام اور نائنا سے جناب شعیبہ اور ہین۔

(۳) عن عمرو بن العاص قال قدمت من غزوة ذات السلاسل وكنت اظن لي ارحل احب الي رسول الله صلى

الله مني بر قدوتك وقولوا حطة اي صلحنا او اذ اردنا دهي كلمة امر بها بنو اسرائيل لقولوا حطت
او اذ ادهم يفتي خدای پاک کی کلام میں ہو کہ تم خطہ کو بیٹے مبارک کو کہہ کر دے۔ یہ ایک خاص کلمہ تھا جس کے کہنے کا بڑا اثر
کو حکم ہوا تھا اگر وہ اس کلمہ کو کہتے تو انکا بوجہ کم ہو جاتا۔

اللہ علیہ السلام متی فقلت یا رسول اللہ ای الناس احب الیک قال عائشۃ فقلت انی لست اسالك عن النساء قال ابوہما قلت ای الناس احب الیک بعداوبکر قال حفصۃ قلت لست اسالك عن النساء قال ابوہما قلت یا رسول اللہ فایز علی فالتفت الی اصحابہ فقال انظروا الی ہذا ایسا لنی عن النفس (اخرجه ابن النجار) عمرو ابن اعاص ناقول ہے کہ جب میں غزوہ ذات السلاسل کی فتح سے واپس آیا میرا گمان تھا کہ حضرت کو مجھ سے زیادہ کوئی محبوب نہ ہوگا میں اسی زعم سے حضرت سے پوچھنے لگا یا رسول اللہ سب سے کون زیادہ آپ کو محبوب ہے حضرت نے فرمایا عائشہ۔ میں نے عرض کیا میں عورتوں کی نسبت نہیں عرض کرتا آپ نے فرمایا اسکا باپ میری عرض کیا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضور کو کون زیادہ محبوب ہے فرمایا حفصہ میری عرض کیا میں عورتوں کی نسبت تو پوچھتا ہی نہیں آپ نے فرمایا اسکا باپ عمر رضی اللہ عنہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ علی کہا گئے۔ حضرت اپنے صحابہ کی طرف ملتفت ہو کر فرمانے لگے اس شخص کو دیکھو کہ میری جان کی نسبت مجھ سے پوچھتا ہے *

(۴) اخرجہ الدارقطنی از علی یوم الشوری احتج علی اہلہا فقال انشدکم یا اللہ هل منکم احد قرأ فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الحرم۔ ومن جعل لہ صلی اللہ علیہ وسلم نفسه انباءہ ابنا وغیرہ فقالوا اللہم لا وارث لہ فی حرمہ اللہ علیہ وسلم وایت کہتے ہیں کہ شوری کے روز جناب میر علیہ السلام نے بغرض تمام محبت اہل شوری سے فرمایا میں تمہیں خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ یہ سوائے میں کوئی ایسا شخص موجود ہو جو رشتہ میں حضرت کا قریبی ہو اور کسی شخص کی جان کو آپ نے اپنی جان قرار دیا ہو۔ اور کسی کے بیٹوں کو اپنے بیٹے بنا یا ہو۔ سب سے کہا بخدا آج کچھ سوا کوئی نہیں *

سیف اللہ

(۱) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذا علی بن ابی طالب

ہذا سیف اللہ المسلول علی اعدائہ (اخرجه ابوسعید فی شرف النبوة)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ علی بن ابی طالب حبیب الہی برہنہ شیر ہے خدا کے دشمنوں پر *

(۲) عن جابر ذالکنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض حيطان المدینۃ وید علی فیہ فمرنا بنخل فصاح

النخل ہذا محمد سید الانبیاء و ہذا علی سید الاولیاء ابوالائمۃ المطہرین ثم مرنا بنخل فصاح النخل

ہذا محمد و ہذا علی سیف اللہ فالتفت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی علی فقال لہ سمع الصیحا فی فسمی بذلک

صیحا فی مکان ہذا سببیتہ ہذا النوع بذلک (اخرجه السمعہ وری فی خلاصۃ الوفا باخبار دار المعطف)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب سعادت میں مدینہ کی ایک دیوار کے نیچے

گزر رہا تھا اور حضرت نے علی کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا ناگاہ ایک نخل کے پاس سے ہو کر گزرے وہ نخل چلا کر کہنے لگا

یہ محمد بن یحییٰ بن یونس کے سرور اعلیٰ ہیں: یونس کے سرور پاک اما سونکج باپ پر ہم وہاں سو آگے ٹپسے ایک اور نخل چلا کر گنو
لگا یہ محمد بن خدا کے رسول و ربہ علی بن خدا کی شمشیر حضرت جناب امیر کی طرف ملتفت ہو کر فرمانے لگے انکا نام صبحانی
رکھو اسلئے اس قسم کی کج روئی کا نام صبحانی رکھا گیا۔

ذوالاذن الوعی

۱۱ عن مکحول عن علی بن فضال عن اذنی و تعیھا اذن و اعیہ قال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالت اللہ ان یجعلھا اذنک یا علی

راخو جہ الدلیلی (مکحول اس آیت کی تفسیر میں جناب امیر سے روایت کرتے ہیں کہ حبیبہ آیت نازل ہوئی کہ (یاد رکھیگا
اسکو یاد رکھنے والا کان) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا یا علی میں نے خدا سے التجا کی ہے کہ وہ یاد رکھنے والا
کان تیرے کان بنا دے۔

۲۱ عن بریدۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان اللہ عزوجل امرنی ان اعلمک لتعی
فانزلت وتعیھا اذن و اعیہ (راخو جہ الدلیلی) بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا یا علی مجھ پروردگار نے حکم دیا ہے کہ میں تجھے تعلیم کروں تاکہ تو یاد رکھی پس خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل
فرمائی کہ یاد رکھیگا اسکو یاد رکھنے والا کان۔

قاضی بن رسول اللہ

۱۱ عن علی قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الیمن قاضیا وانا حدیثا لسن فقلت یا رسول اللہ تعجبتنی

الی قوم یکون بینہم احداث ولا علم لی بالقضاء قال ان اللہ عزوجل لیہک لسانک و یغیب قلبک
قال فما شککت فی قضائک بیان اثنین راخو جہ احمد النساء و الحاکم جناب امیر فرماتے ہیں مجھ کو جناب رسول
انبیاء علیہ التحیۃ و التسلیم نے بھی کیطرت قاضی کر کے بھیجا میرا سن ابھی بہت چوٹا تھا مجھے نہ معلوم کہ رسول اللہ صلی
مجھے ایسی قوم میں قاضی بنا کر بھیجتے ہیں جن میں اکثر جنگجو ہو کر نینگے او مجھے قضا کا علم نہیں ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پروردگار تیری زبان کو ہدایت کر دیگا اور تیرے دل کو تاب رکھے گا جناب امیر فرماتے
ہیں اس کے بعد مجھے کبھی دو شخصوں کے جگہ فیصلہ کرنے میں شک پیدا نہیں ہوا۔

۲۱ عن حمید بن عبد اللہ بن یزید المدنی قال ذکر عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم قضاء قضائک علی

فاحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال الحمد للہ الذی جعل فہونا الحکمت اهل البیت (راخو جہ احمد) حمید بن یزید

ابن یزید المدنی سے روایت ہے کہ جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میں جناب امیر کے ایک فیصلہ کا ذکر کیا

کیا حضرت نے تمہیں برا کر کہا خدا کا شکر ہے جس نے کہ ہم اہل بیت میں حکمت عطا فرمائی ہے۔

۳۱ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت تبین

ما اختلفوا من بعد (اخرجه احمد) انس بن مالك عنى امه عن سمرات بن جندب عن النبي صلى الله عليه وسلم فرماتے تھے
یا علی تم میری امت کو میرے بعد بیان کرنیوالے ہو جس میں کہ انکو اختلاف پیش آئے گا ۛ

(۴) عن ابی ذر الغفاری عن رسول الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم علی بن ابی طالب ومباہن لامق
ما ارسلت به من عیك (اخرجه الدلیلی) ابو ذر غفاری عنى امه عن سمرودی ہر کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے علی میرے علم کا دروازہ ہے اور میرے بعد میری امت کو یہ بیان کرنیوالا جس کے لیے کہ میں بھیجا گیا ہوں

وزیر رسول اللہ

(۱) عن سلمان الفارسی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان
اخي ووزيري وخير من اخلف بعدك علي بن ابی طالب (اخرجه

الخوارزمی فی المناقب) سلمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ
جو تحقیق میرا بہائی اور میرا وزیر اور جنگو کہ میں اپنے پیچھے چھوڑتا ہوں ان میں سے کسی کو بہتر علی بن ابی طالب ہے ۛ

(۲) قال ابو اسحاق احمد بن محمد بن الثعلبی رحمۃ اللہ علیہ فی تفسیرہ برفعہ بسندہ الی ابن عباس قال بینما
عبد اللہ بن عباس رحمۃ اللہ علیہ عند جالس عند شفیق فرمے قول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قبل

رجل متعمداً فإمامة فجعل ابن عباس لا يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا قال الرجل قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ابن عباس مالك بالله من انت فكشف العمامة عن وجهه فقال يا ايها

الناس من عبد فني فقد عرفني ومن لم يعرفني فانا ابو ذر الغفاري سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم
بہاتین والا فاضمتا ورأيتہ بہاتین والا فاضمتا يقول عن علی انه قائد البررة وقاتل الفجرة منصور بن

نصرہ مخذول من خذلہ اما اوصليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم يوماً من الايام الظھر فسأل سائل
فی المسجد فلم يعطہ احد شيئاً فرفع السائل يده الى السماء وقال اللهم اشهد اني سألت فی مسجد رسول

الله صلى الله عليه وسلم فلم يعطني احد شيئاً وكان علي في الصلوة راکعاً فادعني اية بخضر اليه وكان تفتتاً
فيها فاقبل السائل فاخلط لثغته من خصره وذلك امرای لتبصلي ابي عليه وهو يصلي فلما فرغ النبي

صلى الله عليه وسلم من صلوة ثم دعني يدني الى السماء وقال اللهم ان اخي موسى سالك فقال له بشرك لي صدرك
وليس لي مری واحلل عقد من لساني يفقهوا قولي واجعل لي وزيراً من اهل هارون اخي شاك بياضك

واشرك في امري فانزلت عليه قرآننا طاقا مستند عندك باخيتك ونجعل لكما سلطاناً فلا يصيبون
اليكما باياتنا - اللهم وانا محمد نبيك وصفيك اللهم فاشرك صدرك وليس لي مری واجعل لي وزيراً

من اهل عليا اشد به ظهري ثعلبي رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں اور اس حدیث کو اسناد کو ابن عباس
رضی اللہ عنہ تک پہنچانے میں کہ ایک قبیلہ ابن عباس کا چاہے نہ ہم کے کھارے پر بیٹھے ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی حدیث میں بیان کر رہے تھے کہ اہل ثنائین ایک آدمی آپوش آنکلا ابن عباسؓ نے حدیث کو بیان میں توقف کیا۔ وہ شخص حضرت کی حدیث بیان کرنے لگا ابن عباسؓ نے شخص کو کہہ دیا کہ تم خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں سچ بتاؤ کون ہو جس نے اپنا چہرہ کو لدیا اور کہا اے لوگو جس نے مجھے پہچانا ہو پہچاؤ اور جس نے نہ پہچانا ہو وہ پہچان لے کہ میں ابوذر غفاریؓ ہوں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اندونوں کا لون کرنا سنا ہے ورنہ یہ دونوں میرے ہو جائیں اور ان دونوں کا لون سے دیکھا ہے ورنہ یہ دونوں مجھ ہو جائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرماتے تھے وہ نکو کاروں کا پیشوا ہے اور بدکاروں کا قاتل جو تمہارا وہاں وہ شخص کہ جس نے اس کی بددی اور چوڑا لیا وہ جس نے اس کو چوڑا ایک روز میں جناب رسالت آج صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں ظہر کی نماز پڑھا تھا کہ ایک سائل نے مسجد میں سوال کیا کہ میں نے اسے کچھ نہ دیا سائل نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا اے خدا گواہ رہو میں نے تیرے رسول کی مسجد میں سوال کیا تھا مجھے کہیں کو پہنچیں وہاں میرے کوع میں تھے سائل کو اپنے لئے اپنے ہاتھ کی چمکی کا اشارہ کیا اس میں نقش دار انگوٹھی پڑی تھی سائل نے انگوٹھی انکی مانگی سے اتار لی یہ حکم ہاجرا حضرت دیکھ رہے تھے جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے آپ نے دونوں ہاتھ آسمان کی جانب اٹھا کر کہا الہی میری بہائی موسیٰ نے تجھ سے کہتا ہے کہ الہی میرے پروردگار میرے سینہ کو کھول دے اور میرے کام کو آسان کر میری زبان کی گرہ کو لٹا دال تاکہ میری بات کو لوگ سمجھ سکیں اور میرے گھر کے لوگوں میں سے میری بہائی ہارون کو میرا وزیر بنا اور اس کی وجہ سے میری پشت کو قوی کر اور اس کو میرے کام میں میرا شریک بنا پس اسے میرے پروردگار نے اپنا بوتا ہوا قرآن نازل کیا کہ ہم تیرے بہائی کی وجہ سے تیرے بازو کو قوی کرینگے اور تم دونوں کو غالب بنائیں گے اور وہ لوگ ہماری ثنائیوں کی وجہ سے تم کو تکلیف نہ دے سکیں گے۔ الہی میں محمد تیرا نبی اور تیرا برگزیدہ ہوں پس میری سید کو کھول اور میرے کام کو آسان کر اور میرے گھر والوں میں سے میری بہائی کو میرا وزیر بنا اور اس کی وجہ سے میری پشت قوی کر۔

خیر البشر

(۱) عن عقبہ بن سعد العوفی قال دخلنا علی جابر بن عبد اللہ وقد قطع حاجبہ علی عینہ فالتنا عن علی فرفع حاجبہ فقال ذاک من خیر البشر واخرجہ احمد فی مناقبہ عقبہ بن سعد العوفی سے روایت ہو کہ ہم جابر بن عبد اللہ کے پاس گئے اور ان کے بارہ کے بال انکی آنکھوں کے نیچے ڈھکے ہوئے تھے ہم نے جناب امیر کی نسبت دریافت کیا وہ اپنی آنکھوں کو بارہ کے بال اٹھا کر کہنے لگو وہ تو خیر البشر ہے۔

(۲) عن حدیث فضل بن علی عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر البشر من ابی فقد کفر واخو ابن حوئیہ) حدیث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے علی علیہ السلام خیر البشر ہیں جس نے انکار کیا وہ کافر ہوا۔

وَبِالْآخِزِينَ

ذو القرنین
 واما عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان ملک فی الجنة کثر اوائک
 ذو القرنین راخرجہ احمد فی المناقب ابن ابی شیبہ والحکیم الترمذی والحاکم
 فی المستدرک وابو نعیم فی المعرفة وسبط ابن الجوزی فی تنکحہ خواص کلامہ جناب امیر سے روایت ہے کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی تیرے لیے بہشت میں ایک خزانہ ہے اور تو مسکاؤ والقرنین جو دینے دو طرف کا مالک ہو
 قال المحدثی فی تفسیر ذوقرنینہا ای طریقہا یعنی الجنة ہر وی ذوقرنین کی تفسیر میں لکھا ہے کہ قرنین سے مراد
 جنت کو دونوں طرف مراد ہیں :

قال ابو عبدیہ ذوقنی صاع الاثر ابی حمید کہتا ہے دو قرنیا میں ضمیر ثنوت غائب ہست کی طرف راجع ہے نیز
یا علی تم اس است کو ذوقا مقرر نہیں ہو۔

(۲) عن المطلب بن عبد الله بن خطيب عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اوصيكم بحبيبي فترها
اخو واين محي ع لولن ابى طالب فانه لا يحب الامو من ولا يعضه الا منافق من اخرج فقد احبني ومن ابغضه
فقد ابغضني (اخرجه احمد في الناقب) مطلب بن عبد الله بن خطيب رضي الله عنه اپنے والد سے روایت کرتا ہے کہ جناب
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں تمہیں اس است کو دو القرنین کی محبت کی وصیت کرتا ہوں۔ جو تحقیق اس سے محبت
نہیں کرے گا مگر وہ اس اور بغض نہیں کرے گا مگر منافق جسے کہ اس سے محبت کی وجہ سے محبت کی جس نے اس کو بغض
کیا محبہ و بغض کیا ۔

۱۳۰ عن ابی الطفیل ان ابن الکوی سال علی بن ابی طالب عن ذی القرنین انبیاء کان ام ملکاً قال لم یکن
نبیاً و لا ملکاً و لکن کان عبداً صالحاً احب الله فاحبه و نصره الله فخصه بفضله الله الی قومہ فضر بن علی قرنہ
فمات ثم احیاه الله لجهادهم ثم بعثہ الله الی قومہ فضر و بوه علی قرنہ ا لا خ فمات فاحیاه الله لجهادهم
فلذلک سمی الخ القرنین و قال از فیکرم غلہ را خرجہ ابن حاصم فستند و ابن المنذر از ابن مسعود و ابوہ و ابن الکلب
و ابن عبدالحکم و قلت من کذا العمال) ابو الطفیل کہتے ہیں کہ خارجی کے پیش نماز ابن الکوی نے جناب امیر سے پوچھا
کہ ذوالقرنین نبی تھا یا بادشاہ آپ نے فرمایا نبی تھا تاہم بادشاہ ایک نیک بندہ تھا خدا نے اس سے محبت کی اور اس کو صاحب
محبت بنا دیا اور خدا نے اسے نصیحت کی اور اس کو نصیحت والا کر دیا۔ پھر اس کو خدا نے اسکی قوم کی طرف بھیجا ان لوگوں نے
اسکی کنپٹی پر چوٹ لگائی جس سے کما سکا انتقال ہو گیا پھر خدا تعالیٰ نے اسکو انکے جہاد کے لیے زندہ کر کے اس قوم کی
طرف بھیجا انہوں نے اسکی دوسری کنپٹی پر بار بار مارا مگر گویا خدا اسکو پھر انکے جہاد کی واسطے زندہ کیا۔ اسلئے یہاں نام ذوال
القرنین ہوا۔ اسکے بعد جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا یہ تحقیق تم میں اسکی مثال موجود ہے ۔

اربع من سالجی ای الجسد قال سئل علی عن ذی القربین انہی ہو فقال سمعت نبیکو علی السلام

بقول ابو عبدنا رحمہ اللہ فقہہ وازفہ کہ لشیر (اخرجہ ابو بکر بن مردويه) سالم بن ابی الجعد سوادیت پر کہتا
امیر یوچیا گیا کہ ذی القرنین آیا نبی تھا آپ نے فرمایا میں نے تمہاری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سنا کہ وہ ایک بندہ تھا خدا نے
اسے نصیحت کی وہ نصیحت پذیر ہو گیا۔ بیشک تم لوگوں میں اس کی نظیر موجود ہے۔

۵) عن مجاهد قال قيل لابن عباس ما تقول في شان علي بن ابي طالب فقال والله هو واحد الثقلين سبق
بالشهادتين وصلى القبلتين وبابيع البيعتين وهو ابو السبطين الحسن والحسين وهو مولاي ومولى الثقلين
ومثله في الامه مثل ذى القرنين وردت عليه الشمس من تين (اخرجہ احطاب الخوارزمي) مجاہد رحمہ اللہ علیہ علیہ السلام
ابن عباس رضی اللہ عنہ سوادیت کرتے ہیں کہ ان کے کسینو یوچیا کہ تم علی کی شان میں کیا کہتے ہو جوابدہ یا وائے وہ دو
ثقلین یعنی دو بزرگ چیزیں ہیں ان کے ایک ہیں یعنی قرآن اور اہل بیت اور وہ سب سے اول شہادتین یعنی شہد
ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ کے ادا کرنا ہے ہیں۔ انہوں نے دو قبلوں یعنی بیت المقدس اور کعبہ
کی طرف نماز پڑھی ہے۔ اور دونو بیعتیں کی ہیں یعنی بیعت اول بیعت عقبہ جو ہجرت سے قبل مکہ معظمہ میں ہوئی اور بیعت
رضوان جو درخت کے نیچے حدیبیہ میں ہوئی اور وہ باب ہیں سبطین کے جو حسن و حسین ہیں اور وہ میرے اور علم حزب
وائے کے مولا ہیں اور اس امت میں وہ مثل ذی القرنین کے ہیں اور ان کے لئے آقا باکود و دفعہ حجت ہوئی ہے۔
تنبیہ قال مجاہد لابی الفیرونا بادی فی القاموس ذی القرنین اسکندر رومی لانہ دعائهم اللہ
عز وجل فضر به علی قرن تکفاحیا اللہ تکا ثم دعاهم فضر به علی قرن تکفاحیا فان فاحیا اللہ تکا او لانہ
بلغ قطر الارض والاضیقین لہ۔ والمنذر بن ماسما لاضیقین کانتا فی قرنید رأسہ علی بن ابي طالب
لقوله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا علی ازلک فی النجۃ بیتا وروی کنتا وانک لذی قرنید۔ ای لذی طرفی الجنة و
ملکها الاعظم تلك ملك الجنة كما سلك ذی القرنین جميع الارض او ذی قرن فی الامه فاضمت وان لم
یتقدم ذکرها او ذی جلیہا الحسن والحسين او ذی شجائین فی قرنید رأسہ احذنا من عمر بن عبدود
والثانیہ من ابن ملجم لجنہما اللہ ذی القرنین اسکندر رومی کو کہتے ہیں اسوجہ پر کہ جب سکندر نے لوگوں کو اللہ
تعالیٰ کی طرف دعوت کی تو انہوں نے اس کے سر کے ایک طرف تلوار ماری کہ وہ شہید ہو گئے پس اللہ تعالیٰ نے انکو زندہ کیا
بعد اسکے پھر وہ لوگوں کو دعوت کرنے لگے تو ان لوگوں نے ان کے سر کے دوسرے طرف تلوار ماری کہ وہ شہید ہو گئے بعد اسکے
دوبارہ اللہ تعالیٰ نے انکو زندہ کیا۔ یا ذی القرنین اسوجہ پر کہتے ہیں کہ وہ زمین کے دونوں طرف پہنچتے تھے یا اس سبب ہی
کہ ان کے سر پر دو کاکلین تھیں۔ اور منذر بن ماسما کو بھی ذی القرنین کہتے ہیں جو شامان عراق میں سے تھا اس
سبب کہ اس کے سر کے دونوں طرف کاکلین تھیں۔ اور جناب امیر علیہ السلام کو بھی ذی القرنین کہتے ہیں اس سبب
کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے باب میں فرمایا ہے کہ یا علی تیرے لیے بہشت میں ایک گھر ہے یا خزانہ ہے

اور تو اس کا ذوالقرنین ہر پٹے بہشت اول کے ملک عظیم کے دونوں طرف کا مالک ہے اور تو کل بہشت کی سیر کرے گا جس طرح
کے ذوالقرنین نے کل زمین کی سیر کی تھی یا یہ کہ آپ اس ارش کے ذوالقرنین میں زمین بہشت کی اس حدیث میں بہشت کی طرف
راجع ہے اگر چاہا سکا ذکر پہلے نہیں آیا۔ یا اس سبب کہ آپ اس ارش کے دونوں طرف کے والدین یعنی امام حسن اور امام
حسین علیہما السلام کے یا اس سبب کہ آپ کے سر اقدس کے دونوں طرف دو خیمے تھے میں پہلا عمرو بن عبدوس اور دوسرا
ابن مہجمل بن سہل ہے۔

خاصف النعل

۱۱ عن زید قال لما كان يوم الحديبية خرج الينا اناس من المشركين
من رؤسائهم فقالوا قد خرج اليكم من انبائنا ورقابنا وانما خرجوا

من خدمتنا فارددهم الينا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا معشر قريش لتنبهن عن مخالفة امر
الله اوليعلن عليكم من يضرب قابلكم الذين قد امتحن الله قلوبهم للتقوى قال بعض اصحاب رسول
الله صلى الله عليه وسلم من اولئك يا رسول الله قال منهم خاصف النعل وكان اعطى عليا بن عبد الله بن خنيفة
راخرجه الترمذي ابو داود) زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے روز ہمارے پاس مشرکین کچھ نہ رہیں
آئے اور کہنے لگے ہمارے نوٹدی اور غلام تمہاری پاس چلو آئے ہیں اور وہ ہماری خدمت کرنے سے بہانے ہیں وہ
ہم کو واپس دیو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے قریش کے لوگو تم خدا کے حکم کی مخالفت کرنے سے باز آ جاؤ
ورنہ تم پر ایسے لوگ بھیجے جائیں گے جو تمہاری گردن مار دیں اور خدا نے تقویٰ کے ساتھ ان کے دل کا امتحان کر لیا ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابیوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں فرمایا ایک ان میں سے
جو تاسینے والا ہے حضرت نے اپنا جوتا بنا پا میر کو سینے کے لیے دیا ہوا تھا۔

۱۲ عن حلی قال ان سہیل بن عمرو قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال با محمد از قومنا لحقوبك فارددهم
الينا فنضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم في وجهه ثم قال لتنبهن يا معشر قريش وليعلن
عليكم رجلا منكم امتحن الله قلبه للايمان يضرب قابلكم الذين قيل يا رسول الله ابوبكر قال لا
قيل عمر قال لا ولكن خاصف النعل ثم قال ما اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا تكذبوا ولا
فمن كان على عهد فليتبوا معتق في النار اخرجنا محمد) جناب امیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ سہیل
ابن عمرو نے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا محمد ہمارے قوم کے لوگ آپ کے ساتھ مل گئے ہیں آپ
انکو ہمیں واپس دے دیں حضرت یہاں تک غصہ ہو کر غضب کے آثار چہرہ اقدس پر نمایاں ہونے لگے کہ آپ نے فرمایا اسے
قریش کے لوگو تم متنبہ ہو جاؤ ورنہ خدا تعالیٰ تم پر ایسا آوی پیچے گا کہ جسکو دیکھو خدا نے ایمان کے ساتھ رکھ لیا
ہے وہ دین پر تمہاری گردن مارے گا حضرت سے پوچھا گیا کہ وہ شخص ابو بکر ہیں آپ نے فرمایا نہیں یہ پوچھا گیا کیا تمہارے

آپ نے فرمایا نہیں لیکن وہ جو تاسینے والا ہے۔ اس حدیث کو روایت کر کے جناب امیر نے فرمایا۔ کیا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا؟ کہ مجھ پر چوٹ مت بولوا اور جو نہتہ مجھ پر چوٹ بولتا ہے وہ آگ میں دھکیلا جائیگا (۳) عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لتنبھن بنو کعبۃ ولیدعن علیہم رجلاً کفہ یتقل فیہم امری فیکتل المقاتلہ ویسبی الذریۃ فما راعنی الا بردکف عمری فجرت من خلفی قال فن تعنی قال خاصف الغل وعلی یخسف فعلاً (اخرجه احمد والنسائی) ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے نبی دھکیلا جائیگا اور لیفتم تنبہ ہو جائیں یا ان پر مجھسا ایک آدمی بھیجا جائیگا وہ ان کو جنگ کر لے گا اور انکی اولاد کو نوڈی اور غلام بنالے گا ابو ذر کہتے ہیں کہ ناگاہ میں نے اپنے پیچے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کی مروی اپنے انار کے تیف کے قریب محسوس کی وہ حضرت سے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ سے مراد کون ہے میں فرمایا جو تاسینے والے ہو اور جناب امیر جو تاسی ہے تھے ۔

(۴) عن ابی سعید الخدری قال کنا جلوساً منتظراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخرج الینا قد انقطع شمس نعلہ فرمى بها الی علی فقال ازمنکم رجلاً من یقاتل علی تاویل القرآن کما فانت علی تنزیلہ فقال ابوبکر اننا ہو رسول فقال لا فقال عمر اننا ہو یا رسول اللہ فقال لا ولکن خاصف الغل (اخرجه النسائی) ابو سعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باہر برآمد ہونے کے منتظر بیٹھیں ہوئے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے کفش مبارک کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا جناب امیر کی طرف اشارہ کر کے پینکدیا اور فرمایا تم میں ایک ایسا آدمی ہو کہ قرآن کی تاویل بھیجا دے کر لگا جس طرح کہ میں نے اسکی تشریح پر جواب دیا ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ میں ہوں آپ نے فرمایا نہیں عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ میں ہوں آپ نے فرمایا نہیں لیکن وہ جو تاسینے والا ہے ۔

الطاهر

عن ابی سعید الخدری فی قولہ تعالیٰ انما یرید اللہ لیدھب عنکم الرجس اهل البیت و یطہرکم تطہیراً قال نزلت ہذا الایۃ فی خستہ فی النبی وعلی الحسن والحسین فاطمہ علیہم السلام (اخرجه احمد والطبرانی وابن جریر) ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ یا رب میرے گھر پر یہ ہے کہ رہنمائی چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دور کرے تم سے نجاست کو آتش لگے والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا صرف پانچ شخصوں کے شان میں نازل ہوئی ہے۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور علی اور حسن اور حسین اور جناب سیدہ فاطمہ علیہم السلام کے حق میں ۔

(تنبیہ) نزل الانبار میں علامہ بخاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ وهذا الحدیث حسن علی ہای لکھا علماء وقد صححہ بعضهم یعنی یہ حدیث اکثر علماء کی رائے کے نزدیک حسن ہے اور بڑے شگ بعض نے اسکی تصحیح کی ہے۔

الزام

عن قبیصہ قال ما رأیت ازہد الناس من علی بن ابی طالب رجھ الاحباب فی مناقب الاھل

قبیصہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے جتنا بائیر علیہ السلام سے زیادہ کوئی شخص لوگوں میں زائد نہیں دیکھا

کاسر الاصنام

عن علی قال انطلقت انا والنبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اتینا الکعبۃ

فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجلس وصعد علی منکبہ

فذا بیت لا نفص بہ فرأی منی ضغفا وجلس لہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال صعد علی منکبہ فصعد علی

منکبہ قال یحییٰ اللوحی ثلثت افق السماء حتی صعد علی البیت وعلیہ تمثال صفراء وخاس فجعلت الاولہ

عن یمنہ وشمالہ ومن یمن یدہ ومن خلفہ حتی اذا استمکت منہ قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقذف

بہ فقد فت بہ فتکسر کما تکسر القوار یثم نزلت انا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نستبق حتی قوارینا بالیوم

خشیتہ ان یلقا نا احد من الناس راخرجه احمد فی المناقب الحاکم فی المستدرک ج ۱ بائیر علیہ السلام فرما تو میں

ایک دفعہ میں اور جتنا بائیر علیہ وسلم کعبہ میں گئے حضرت نے مجھ فرمایا بیٹھ جا اور آپ میرے کندھے پر آ

ہوئے میں اٹھنے لگا حضرت نے میرا ضعف دیکھ کر فرمایا تو میرے کندھے پر سوار ہو میں دوش باقدس پر سوار ہوا تو گویا یہ

خیال ہو سکتا تھا کہ میں چاہوں تو آسمان کے کنارے تک پہنچ جاؤں یہاں تک کہ میں خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ گیا تب

پرایک مورت پتیل یا لوہے کی تھی میں اسے لگے پیچھے اسنے بائیں سولہاں لگا بیان تک سینو سے اگھاڑ دیا حضرت

نے مجھ فرمایا پسینہ سے سینو سے پسینہ یا وہ ثبت شدہ کپڑے سے چور چور ہو گیا پھر میں اتر آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

وسلم اور میں بہاگ کر گر میں چپکے تاکہ ہلکو کوئی نہ دیکھے

الکافی

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ھو اھل من الدنیا وما فیھا۔ اما واحد فھو مکانی بین یدیکم عز وجل حتی یفرغ من الیوم

وما الثانیۃ فلو اء الحمد بیلہ اھم ومن ولد تحتہ واما الثالثۃ فواقف علی عثر حوضی لیسے من عرف من امتی

واما الرابعۃ فسا ترعوقی ومسلی الی رب عز وجل واما الخامسۃ فلست اخشے علیہ ان یتعجل ان ینا بعد احسن

کلا کافرا بعد ایمان راخرجه احمد ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرما تو

تھے علی میں رسی پانچ بائیں میں کہ ہمارے نزدیک دنیا و ما فیہا سے بہتر ہیں۔ اول یہ کہ وہ خدا کے سامنے مجھ پر تکیہ لگائے

میرے بیان تک وہ حساب و طرز ہو جائیگا۔ دوم یہ کہ لو اء الحمد اسکے ہاتھ میں ہوگا آدم و آدم کی اولاد سب اس کے نیچے

ہوگی۔ سوم یہ کہ وہ میرے حوض کے پیچھے کھڑا ہوگا اور جسکو میری استقامت میں سوچا تا ہوگا اسے پلایگا۔ چہاں یہ کہ

وہ میرے شتر کا ڈھلنے والا اور جسکو میرے خدا کی طرف سپرد کر دوں گا وہ ہے خیمہ کہ میں اسکی نسبت ہرگز خائف نہیں کہ وہ

اپنی عفت کو بعد زنا کر کے یا ایمان کے بعد کافریں کے

الحبيب

(۱) عن حذیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان استطعت

لخلیلا کما اتخذ ابراہیم خلیلا وازقصری فی الجنة وقصرا ابراہیم فی الجنة
متقابلاں وقصر علی بن قیس وقصرا ابراہیم فی الدار حبيب بن خلیل را خراجہ الحاکم والدیلی خدیجہ
رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ خدائے مجہاں پنا خلیل بن ابراہیم صبر و حضرت ابراہیم
علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا میل اور حضرت ابراہیم کا قصر حنیت میں آئے سائے ہوگا اور علی کا قصر مبارک قصر بن کے
در بیان میں ہوگا پس مبارک ہو اس کے لیے جس کا حبيب و خلیل بن کے در بیان میں ہو۔

(۲) عن سلمان الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیۃ ضرب لی
قبۃ من مہاجن حمراء عن یمین العرش وضرب لابراہیم من یاقوتہ مضرا عن یسار العرش وضرب فیما بینہما علی
قبۃ من لؤلؤ بیضاء فما ظنکم بحبيب بن الخلیلین را خراجہ الحاکم سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب
سیدہ سلیمین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کو وزیر کے لیے سر جان سرخ کا خیر لگا یا جائیگا عرش کے دائیں طرف
اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے سبز یاقوت کا قبۃ عرش کے بائیں جانب لگا یا جائیگا اور ان دونوں کے در بیان
علی کے لیے سفید موتی کا قبۃ بنایا جائیگا پس اس حبيب کی نسبت تمہارا کیا گمان ہو کہ وہ خلیل بن کے در بیان میں ہو
قال ابو عبد اللہ القاسمی ما رأیت اقرب من علی قرۃ القرآن فی عہد رسول اللہ

القاسمی

اللہ علیہ وسلم رحمہم الا حباب من اقبلا اصحاب قاری ابو عبد اللہ کہتے ہیں میں نے
جناب امیر علیہ السلام سے زیادہ کوئی قاری نہیں دیکھا انہوں نے جناب سالتاب صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد فرخندہ
میں جو۔ اقرآن پڑھ لیا تھا۔

بھیضۃ البلد

عن ابی الحسن المدائنی قال لما قتل علی بن ابی طالب عمرو بن عبد اللہ ورضی اللہ عنہما
عمرو وقاتل من ذی الذی جترأ علیہ فقالوا علی بن ابی طالب قاتل کانت منیۃ علی

ید کفو کریم ما سمعت بأفخر من ہذا فان شئت سے لو کان قاتل عمرو غیر قاتلہ لکن ابی علیہ اجر لا بد لکن
قاتلہ من لا نظیر لہ من کان یدعی قد یا بیضۃ البلد رہ طالب السؤل ابو حسن مدائنی سے روایت ہو کہ جب
جناب علی بن ابی طالب نے عمرو بن عبد ود کو قتل کیا اور اسکی ہمیشہ عمرہ کو اس کے قتل کی خبر لگی وہ بوجھنے لگی کہ اس پر کس
اقدام کیا لوگوں نے کہا علی بن ابی طالب نے کہنے لگی اسکی موت کفو کریم کے ہاتھ سے واقع ہوئی ہے منیر اس کے
زیادہ فخر والا زمانہ میں نہیں شایہ پر ہر شے کما سے اگر عمرہ کا قاتل اس کے سوا کوئی اور ہوتا تو میں اب تک اس پر فخر
رہتی لیکن نہ کا قاتل ہے کہ جس کا مثل کوئی دوسرا نہیں وہ ہمیشہ سو بیضۃ البلد پکارا جاتا رہے۔
تنبیہ بیضۃ البلد کے تحت میں میں ابواحدہ الذی یحتمل الیہ ولقبیل قولہ یعنی وہ فردا افراد کے لیے

المهدي

عن حذيفة بن اليمان رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله ان اولو عليا تجردوا

ہادیٰ و مہدیٰ را خیر و بہتر عبد البر فی الکلاستیعاب (حذیفہ رضی اللہ عنہ سیر و است
 ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تم علی کو اپنا خلیفہ بناؤ گے تو تم اسے باوی اور مہدیٰ پاؤ گے

طوب والنهي

عن ولي بن خراش قال استأذن عبد الله بن عباس علم ماوتي وقد تخلقت

عند بطون قرشي وسعيد بن الحارث جالس عن زمينه فخطر اليه معاوية مقبلا

قال يا سعيد لا لقين علي بن عباس مسائل يعي بجوابيها قال لسعيد ليس مثل بن عباس يعي بمثل ذلك

فلما جلس قال معاوية ما تقول في علي قال رحمه الله ابا الحسن كان والله علم الهدى وكفه الوري وطرد

التي ومحل الحجي ومنبع الندي ومنتهى العلم للزلفى ونورا اسفر في ظلم الدجى - وداعيا الى الحجة الغضبية

ومستمسكا بالعروة الوثقى وأكرم من شهد النجوى بعد محمد المصطفى صلى الله عليه وآله وكان من حبيب

القبلتين - وابوالسطين - زوجته خير النساء، فما يفوق احدا لم تر عينا مثله ولم اسمع سمعا مثله فمن

مبغضه فعليه العتوب العباد الى يوم التناد رفقا والعقبى ونيابيع) واخرج الطبراني في الكبير في مسنده

عبد اللہ بن عباس، یحییٰ بن خراش، سور و امین، ہر کہ عبد اللہ بن عباس معاویہ کے ملنے کو گئی اور وہ داخل ہو کر اذن مانگا

معاذ کے پاس قریش کے قبائل کو لوگ بیٹھے ہوئے تھے سعید بن اعاص یہاں سے کہہ رہے تھے کہ یہاں سے تمہاری طرف توجہ

ہو کہ کہنے لگا میں ابن عباس سے ایسی باتیں پوچھوں گا کہ جس کے جواب میں وہ عاجز رہ جائیں گے سعید کہنے لگا ابن عباسؓ

تیرے جیسے شخص کے سوالات سے عاجز نہیں ہو سکتے جب ابن عباس معلویہ کی محفل میں پہنچ کر مدینہ کے معاویہ نے اسے بوجھا

تم علی کے حق میں کیا کہتے ہو ابن عباس نے کہا خدا ابو الحسن پر رحم کرے واسطہ یہ ہدایت کے نشان تھا اور خلقت

کے نسبت و پناہ تھے اور عقل کے پیار تھے اور دانائی کے محل تھے اور بخشش کے خزانہ تھے۔ اور انتہائی علم کی

جگہ تھے جنہوں نے خدا کی قربت کر لی تھی۔ اور وہ ایک نئے تہ جہ جہ کی تھیں۔ اور وہ بزرگ حجت کی طرف

بلا نیوالے تھے۔ اور ریسن جن حکم کے ساتھ خپگل مار نیوالے تھے۔ اور بعد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر مشورہ

میں نے دالے کی زیادہ بزرگ تھی۔ اور مد و نون قبیلوں کے صاحب گے۔ اور وہ سب بطین کے پاس تھے۔ انکی زوجہ خیر النساء

ہتھین۔ پس کوئی شخص ان پر فوق نہیں لیجا سکتا۔ میری دونوں انگلیوں نے انکی مثل نہیں دیکھا اور میرے دونوں

کانون نے انکی مثل نہیں سنا۔ پس جو شخص کہ ان سے دشمنی رکھے اس پر بندوں کو خدا کی پشکار ہو قیامت تک۔

عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

وَأَبِیْهِ

دابة الحجة تاكل الطعام وتشرب الشراب وتمشي في الاسواق قال هذا دابة

الجنة و اشار الى علي راخرجه الطبراني في الكبير) عمرو بن جهمج من دعواته في تحقيق جناب رسالتك صلى الله عليه وسلم في عمر بن الخطاب رضي الله عنه من فرمايتم بهين جنتك كما جاز يادك كما مئيرن جو كما ما كما تا سچا اور با نيتيا ہے اور بازار فلن من چلتا ہے پھر فرمايے جنت کا چار پا یہ اور جناب علی کی طرقت اشارہ کیا ہے۔

ایلیا عن علی قال لما اخذت الراية يوم خيبر قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم امض بهن خير معك والنصر امامك والعرب مبعوث في صدق ود القوم واعلم يا علي انهم مبعوثون في كتبهم اذ الذي يدك عليهم اسم ايليا فاذا القيتهم فقل انا على فاقهم بخدايت انت انت الله لك الخصال على فضيت بها حتى اتيت الحصن فقال لي جبر من احبارهم من انت فقلت له انا على بن ابي طالب فقال قد علموكم وما نزل على موسى افكارا خوجه ابن مردويه في المناقب جناب امير عليه السلام فرماتے ہیں کہ جب سید برکے روز مینور علم کو ہاتھ میں لیا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد کیا جاؤ جبریل تمہاری ساتھ ہے اور فتح تمہارے لئے لگے گی یہ تمہارا عرب قوم کے دلوں میں بکھرا ہوا ہے اسی علی جان کو کہ یہود اپنی کتابوں میں لکھا ہوا دیکھتے ہیں کہ جو شخص کہ انکو ہلاک کر لگا اسکا نام ایلیا ہوگا۔ جب تو ان سے ملے تو کہو کہ میں علی ہوں۔ خدا نے چاہا تو وہ شکست کھا جائیگا جناب امیر مجھے ہیں کہ جب میں قلوہ کے قریب پہنچا علماء یہود میں سے ایک عالم نے مجھ سے پوچھا تمہارا کیا نام ہے میں نے کہا علی ابن ابی طالب وہ یہودی عالم کہنے لگا۔ بیشک تم غالب ہو گئے موسیٰ علیہ السلام پر جوٹ نہیں نازل کیا گیا

قباہین الفتنہ

۱۱ عن ذر بن حبیش انه سمع عليا يقول اذا قباہ عین الفتنہ لولا انا ما قتل اهل النهر وان لولا اني اختفى ان تذروا السبل لا خیرتكم بالذ قضا لله عز وجل على لسان نبی کمین قاتلهم مبصر الصلو تم عارفا بالهک الذي نحن علیہ راخرجه الطبرانی ذر بن حبیش نے جناب امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ میں فتنہ کے چشمہ کا محافظ ہوں اگر میں نہ ہوتا تو یہ نہروانی نہ مار جاتے۔ اگر مجھ کو اسکا خوف نہ ہو کہ تم کام چور بیٹھو گے البتہ میں تم کو اس سے خبردار کرتا جو کچھ اسے عز وجل نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر جاری کیا ہے اس شخص کی نسبت جو انکی نماز کو دیکھنے والا ہے۔ اور اسے ہدایت کا عارف ہو کہ جس پر ہم ہیں۔

امیر النخل

ان النبی صلی اللہ علیہ قال لعلي انت یسئو الثمنین والمال یسئو المناقین ومن ههنا قیل لما میل النخل (حیوة الحیوان الدامی فی ترجمۃ یسئو) بتحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سوارشاد فرمایا کہ تم سو منوں کے بحسب ہوا اور مال دولت منافقوں کا بحسب یعنی باور شاہ ہے دیری حیوة الحیوان میں لکھتا ہے کہ سیوہ جو حضرت امیر کو امیر النخل کہا جاتا ہے۔

ذوالبرقہ

ذوالبرقہ علی بن ابی طالب لقبہ بالعباس يوم خيبر رمز قاصون للعن في البرق محمد بن

فیروز آبادی علیہ الرحمۃ قاسوس دین لکھتا ہے کہ ذوالبرقہ جناب علی بن ابی طالب کا خطاب ہے کیونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جنین کے روز آپ کو یہ لقب دیا تھا ۔

وفی المغرب البرقة بالفتح و ہشت و لقب علی بن ابی طالب کہ در روز جنین عباس رضی اللہ عنہ ایشان را بدان آواز کرد ۔

مسئلہ عسی

عن علی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان فیک مثلاً من عسی احب قوم فہلکوا فیہ و ابغض قوم فہلکوا فیہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم المنافقون اما یرضون

لہ مثلاً من عسی فانزلت ہذا الایۃ و لما ضرب بن مریم مثلاً اذا قومک منہ یصلون لا یرضون الخیر و ابو یعلی و الخاکم و النظیری جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ یا علی تو عیسیٰ کی مانند ہے کہ ایک قوم نے ان سے بیعت کی کہ وہ اس میں ہلاک ہو گئے ۔ اور ایک قوم نے ان سے بغض کیا کہ وہ اس میں ہلاک ہو گئے ۔ پر آپ نے ارشاد کیا کیا منافق رضی نہیں کہ وہ عیسیٰ کی مانند ہے پس یہ آیت نازل ہوئی ۔ اور حسب کماوت لانی مریم کے بیٹے کو تب ہی تیری قوم ملتی ہے اس سے چلنے دے ۔

المقرم

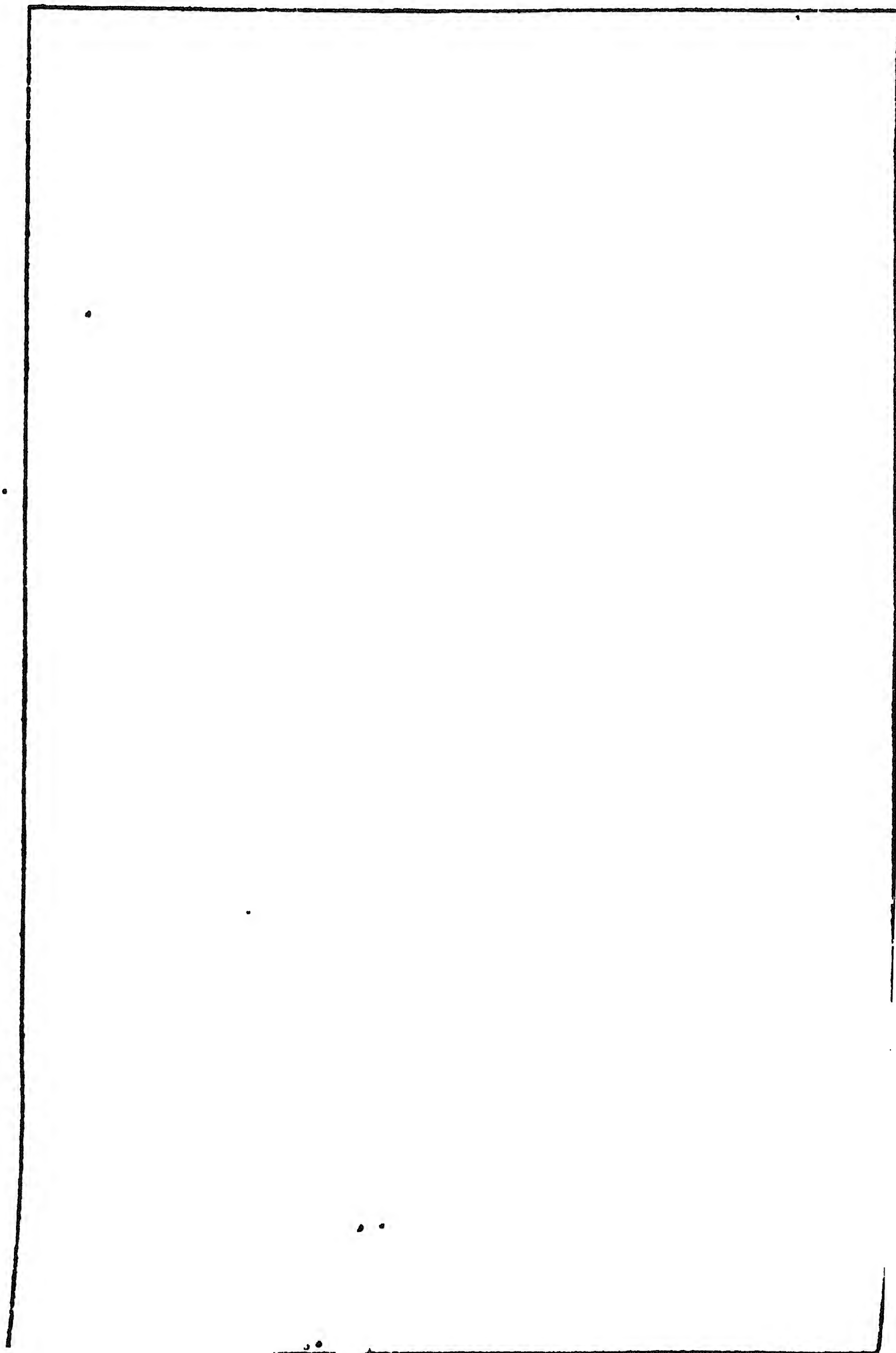
عن عبد المطلب بن ربیعہ بن الحارث قال اجتمع ربیعۃ بن الحارث و العباس بن عبد المطلب قال للمطلب بن ربیعہ و الفضل بن عباس اتقیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فقولا یا رسول اللہ قد بلغنا ما تری من السن فاحببنا ان نتزوج وانت یا رسول اللہ ابر الناس و اصحابہ و ابیہم عند ابوینا ما یصدقان عنا فاستقنا علی الصداقۃ فلنودی الیک ما یودی لعمال و نصیبنا کما فیہا من مرفق فیینما ہما فی ذلک اذا جاء علی بن ابی طالب قال لنا لا تنعلا و اللہ لا یتعل منکم احد علی الصداقۃ فقال لہ ربیعۃ ہذا من حدک و قد نلت صہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یخدک علیہما القی علیہ امدہ ثم اضبطہم ثم قال انا ابوالحسن المقرم و اللہ لا ابرہ منہما فی ہذا حقیر الیکما ابنا کما یجواب یا بختما بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما رجعا قال لہما الی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلنا یا رسول اللہ انت ابر الناس و اوصل الناس و قد بلغنا النکاح فجننا لتؤمننا علی بعض ہذا الصداقۃ فنادی لیک ما یودی الناس و نصیبکما یصیبون فسکت صلی اللہ علیہ وسلم ثم انما الصداقۃ لا ینبغی لالی محمد انما ہما و ساخ الناس راخریجہ ابوداؤد و النسائی و الطبرانی فی المعجم الکبیر فی مسند ربیعۃ ابن الحارث عبد المطلب بن ربیعہ بن حارث ناقل ہیں کہ ایک دفعہ میرا والد ربیعہ اور عباس بن عبد المطلب مجھ سے اور فضل بن عباس سے کہتے مگر تم دونو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں جا کر عرض کرو کہ یا رسول اللہ ہم جہان ہو گئے ہیں ہم نکاح کرنا چاہتے ہیں آپ لوگوں سے زیادہ سخی اور قرابت والوں کے لئے

صلہ رحم عمل میں لانیوالے ہیں ہماری والدہ ہماری طرف سے مہر ادا کرنے کی تمہارے نہیں کہتے حضور کو بحال نہ کوہ تفر
 فراوین تاکہ جس طرح سے دوسرے مال ادا کرتے ہیں ہم بھی ادا کیا کریں اور ہمیں ہی اس سے فائدہ حاصل ہو جائے یہی
 یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ جناب امیر شریف آئیے اور ہم سے فرمانے لگے تم حضرت کے پاس مت جاؤ والدہ حضرت
 تمہیں سے ایک کو بی زکوۃ پر بحال نہیں مقرر فرماؤ گے یہ سن کر کہا آپ یہ بات حسد کی وجہ سے کہتی ہیں آپ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی سے مشرف ہو گئے تو ہم نے حسد نہ کیا جناب امیر نے یسکر اپنی ردا مبارک
 زمین پر بچاوی اور لیٹ گئے اور کہنے لگے میں ابو حسن شیرزہون بخدا میں اس مقام سے اس وقت تک نہیں
 ٹوٹتا جب تک کہ تمہارے دونوں لڑکے حضرت کے پاس نہ رہیں بات کا جواب لیکر واپس آئیں جب وہ
 واپس آئے تو بیان کرنے لگے کہ ہم نے حضرت کی خدمت میں جا کر عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ آپ سب لوگوں کے
 زیادہ بھی اور رشتہ داروں کو حق میں صلہ رحم عمل میں لانیوالے ہیں ہم جو ان ہو گئے ہیں اور نکاح کرنا چاہتے
 ہیں ہم حضور کی خدمت میں آئیے حاضر ہوئے ہیں کہ حضور سے صدقات پر بحال مقرر فرماویں تاکہ جس طرح
 سے لوگ ادا کرتے ہیں ہم بھی ادا کریں اور جو فائدہ ان کو ملتا ہے ہمارے بھی ملے حضرت تہوڑی دیر کے لیے خاموش
 ہو گئے پھر فرمانے لگے آل محمد کو صدقات کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ لوگوں کے ہاتھ کی میل ہے +

قَدَّمَ الْبَابَ الْأَوَّلَ مِنْ رَحْرِ الْمَطَالِبِ فِي عَدِّ مَنَاقِبِ
 اسَدِ اللَّهِ الْغَالِبِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي
 طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 بِإِذْنِ اللَّهِ تَعَالَى

01



باب دوم

جناب امیر کی شان کے متعلق قرآن مجید کی آیتیں

موسومہ

النَّضْرُ الْجَلِيّ قَمَانُ كُلِّ مَنْ كَتَبَ اللَّهُ فِي عَالِي

مقدمہ

(۱) عن ابن عباس قال ما أنزل يا أيها الذين آمنوا إلا على أميرها وشريفها ولقد عاتب الله الله
محمد صلى الله عليه وسلم وما ذكر عليا إلا بخير راخو جہ احمد والطبرانی وابن ابی حاتمہ وابن عبد
البر فی الاستیعاب علامہ ابن حجر فی الصواعق) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس آیت میں
اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو یا ایہا الذین آمنوا کے خطاب کے مخاطب فرمایا ہے علی اس خطاب کے امیر اور شریف
ہیں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر بعض مقام میں عتاب کیا ہے مگر علی کا ذکر
خیر کے ساتھ ہی کیا ہے *

(۲) عن حذیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ما نزلت يا أيها الذين آمنوا إلا كان على لبها و
لبا لبها راخو جہ ابوبکر بن مرد وہیہ حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی کسی آیت میں
یا ایہا الذین آمنوا نازل نہیں ہوا کہ مگر علی اسکے لب لباب ہو *

(۳) عن ابن عباس قال ما نزل في أحد من كتب الله ما نزل في علي راخو جہ بن عساکر
وابن مرد وہیہ) وابن حجر فی الصواعق المحرقة) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خدا کی کتاب میں
جس قدر آیتیں جناب علی کی شان میں نازل ہوئی ہیں اس قدر کسی کی شان میں نازل نہیں ہوئیں
(۴) عن علی قال نزل القرآن ارباعاً فرجع فینا۔ فرجع فی عدونا۔ ورجع سیرہا مثال۔ ورجع
فرائض واحکام ولنا کرامۃ القلن راخو جہ ابوبکر بن مرد وہیہ) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے

(۵) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال نزلت فی علی ثلاثمائة ائمة راخرجہ ابن عساکر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی شان میں تین سو ائتین نازل ہوئی ہیں ۔

(۶) عن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ قال نزل فی علی سبعون ائمة راخرجہ ابو بکر بن مردويه مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے حق میں ستر ائتین اتری ہیں ۔

{۱} انما يريد الله لين هب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا رسول الله اخرا
ترجمہ نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دور کرے تم سے نجاست کو اور پاک کرے تم کو خوب
پاک کرنا۔

(۱) عن عائشة رضى قالت خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم غداة وعليه مرط مطر من شعر اسود فجاء الحسن بن علي فادخله ثم جاء الحسين فادخله معه ثم جاءت فاطمة فادخلها ثم جاء علي فادخله ثم قال - انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا
الاخوه باحمد والمسلم والترمذي وابن ابى شيبة وابن جرير وابن ابى حاتم والحاكم والسيوطى
فى الدر المنثور) جناب ام المؤمنين عائشة صديقة رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں ایک روز جناب
رسالت آباصلی اللہ علیہ وسلم صبح کو ایک سیاہ بالون کی کلیم منقش اوڑھے ہوئے باہر تشریف لائے
پس جناب امام حسین بن علی آئے حضرت نے انکو اس میں داخل کر لیا۔ پھر جناب امام حسین آئے انکو
بھی اپنے داخل کر لیا۔ پھر جناب فاطمہ تشریف لائیں حضرت نے انکو بھی لے لیا پھر جناب علی
تشریف لائے اپنے انکو بھی اس میں لے لیا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی عنین چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ
دور لیجائے تم سے نجاست کو اسے گہرا لیا اور پاک کرنے کے لئے جو پاک کرنا۔

(٢) عن أم المؤمنين أم سلمة قالت إن هذه الآية إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا. قرأت في بيتي وأنا جالسة عند الباب في البيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وعلي وفاطمة وحسن وحسين فخللهم بكساء وقال اللهم هؤلاء أهل

بیتی و حامتی اذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا نقلت وانا معهم یا رسول اللہ قال انک علی
 الخیر و اخرجہ المسلم و الترمذی و صحیحہ - والدولابی - والیہقی و ابن جریر و ابن المنذر
 و الحاکم و صحیحہ و ابن مردویہ و السیوطی فی الدر المنثور امام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے
 روایت ہے کہ یہ تحقیق یہ آیت کہ نہین چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دو لیجائے تم سے نجاست کو لے گھر والو اور
 پاک کرتے مکو خوب پاک کرنا) میرے گھر میں نازل ہوئی ہے میں دروازے کے قریب بیٹھی ہوئی تھی
 اور گھر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی اور فاطمہ اور حسنین علیہم السلام تھے حضرت
 نے انکو چادر اڑھا کر فرمایا۔ اے میرے پروردگار میرے اہل بیت اور میرے مددگار ہیں ان سے
 نجاست کو دور کر اور ان کو پاک کر خوب پاک کرنا۔ پس سینے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی انکو
 ساتھ ہوں فرمایا تم بہتری پر ہو۔

(۳) عن عمر بن ابی سلمۃ قال نزلت هذه الآية علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما یرید اللہ
 لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطہرکم تطہیرا فی بیت امرئ و انا فی بیت امر
 سلمۃ فدعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ و علیا و حسنا و حسینا و حملہم بکساء ثم
 قال اللہم هؤلاء اهل بیتی فاذهب عنهم الرجس و طہرہم تطہیرا و قالت امرئۃ انا
 معهم یا رسول اللہ قال انت علی مکانک انت علی الخیر و اخرجہ احمد و الترمذی و ابن
 جریر و الطبرانی و ابن مردویہ و السیوطی فی الدر المنثور عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ نقل
 ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت کہ نہین چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دور کرے تم سے
 نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرتے مکو خوب پاک کرنا) امام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر
 میں نازل ہوئی ہے اور میں بھی انہیں کے گھر میں تھا کہ حضرت نے جناب فاطمہ اور علی اور
 حسنین علیہم السلام کو بلوا کر ان پر چادر ڈال دی پھر دعا کی اے میرے پروردگار یہ میرے اہل بیت ہیں ان
 سے نجاست کو دور کر اور پاک کر انکو خوب پاک کرنا۔ ام سلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی انہیں
 کے ساتھ ہوں فرمایا تو اپنی جگہ پر ہے اور تو بھی نیکی پر ہے۔

(۴) عن واثلۃ بن الاسقع قال اتیت فاطمۃ ماسألها عن علی فقالت توجہ الی رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجلست انتظرہ و اذا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد اقبل و جہ
 علی و الحسن و الحسین فاخذ بید کل واحد منهم حتی دخل الحجۃ فاجلس الحسن علی
 فخذه البیری و اجلس علیا و فاطمۃ باین ید یدہ ثم القی علیہم الکساء ثم قرأ انما یرید اللہ ل

الحسنی
 الحسنی
 الحسنی
 الحسنی

عنکم الرجس اهل البيت يطهرکم تطهیرا راخرجه احمد وابوحاتم والحاکم وصححه والبیہق
والدیلمی وابن ابی شیبہ وابن جریر وابن المنذر والسیوطی فی الدر المنثور) واثم بن الاسود
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جناب امیر علیہ السلام کی تلاش میں جناب فاطمہ علیہا السلام کی خدمت
میں گیا۔ وہ فرمانے لگیں جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تشریف لے گئے ہیں میں ان
کی انتظار میں دین بٹہ گیا۔ ناگہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر اور حسنین علیہم السلام کا ہا
پکڑے ہوئے تشریف لائے اور حجرے میں داخل ہو گئے اور بیٹھ گئے حسن علیہ السلام کو دہننے
پر اور حسین علیہ السلام کو بائیں زانو پر اور جناب امیر اور حضرت سیدہ کو اپنے سلتے بٹھا لیا انپر چادر
ڈالکر اس آیت کو پڑھا کہ زمین جاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ لیجائے تم سے نجاست کو لے گہر والو اور پاک کرنا
تکو خوب پاک کرنا *

(۵) عن سعد قال لما نزل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هذه الآية ادخل علیا و
وابنہما تحت ثوبہ ثم قال اللهم هؤلاء اہلی و اہل بیتی راخرجه ابن جریر۔ وابن عس
والحاکم۔ والسیوطی فی الدر المنثور) سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پر جب یہ آیت نازل ہوئی حضرت نے علی اور فاطمہ اور انکے دونوں بیٹوں کو اپنی چادر اڑھا کر فرمایا
میرے پورے گار یہی میرے اہل اور میرے گھر کے لوگ ہیں *

(۶) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال لما دخل علی بقا طمہ جاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اربعین
الی بابھا یقول السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الصلوۃ وحکم اللہ۔ انما یرید اللہ لیذہب عن
الرجس اهل البيت ويطهرکم تطهیرا انا حرب بن جاد بکم وسلم لمن سالکم راخرجه ابن عس
والسیوطی فی الدر المنثور) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب امیر کا نکاح جناب سیدہ
ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چالیس روز تک برابر صبح کو جناب سیدہ کے دروازہ پر تشریف لاکر فرما
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اسناز کا وقت ہر خدا تم پر رحم کرے زمین جاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ لیجائے
تم سے نجاست کو لے گہر والو اور پاک کرنا۔ میں جنگ کرنی والا ہوں اس سے جو تم سے جو
کرے اور صلح کرنی والا ہوں اس سے جو تم سے صلح کرے *

(۷) عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یمربا فاطمہ تستہ اشھل ذاکر
الی صلوۃ الفجر یقول الصلوۃ یا اهل البيت انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اهل البيت
یطهرکم تطهیرا راخرجه احمد والترمذی وابن ابی شیبہ وحسنہ بن المنذر وصححه الحاکم

ابن مردويه والشیخ طحاوی الدر المنثور) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق چڑھتے ہیں
تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہ علیہا السلام کے دروازے پر صبح کی نماز کی وقت گزرتے رہے
اور فرماتے رہے۔ احوال بیت نماز کا وقت ہی نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ لیجائے تم سے نجاست کو
اے گھر والو اور پاک کرتے تم کو خوب پاک کرنا۔

(۸) عن ابی الحسن قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسعة اشهر فکان اذا اصبحت
علی باب فاطمة وهو یقول اهل البیت حکم اللہ انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و
یطهرکم تطهیرا اخرجہ الطبرانی فی روایۃ ابن جریر وابن من ویت ثمانیۃ اشهر ہکذا
اخرجہ السیوطی فی الدر المنثور) ابو الحسن رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ میں نو مہینے تک جناب رسالت
مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں رہا جب صبح ہوتی تو حضرت جناب فاطمہ علیہا السلام کو دروازے
پر تشریف لایا کر فرماتے احوال بیت خدا تم پر رحم کرے نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ لیجائے تم سے نجاست
کو اے گھر والو اور پاک کرتے تم کو خوب پاک کرنا۔

(۹) عن ابن عباس قال شہدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسعة اشهر یا قیوم یا علی بن
ابی طالب عند وقت کل صلوۃ فیقول السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اهل البیت انما یرید
اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا اخرجہ ابن مردويه والسیوطی فی
الدر المنثور) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نو مہینے تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھیتو
رہے کہ آپ ہر روز ہر ایک نماز کی وقت جناب میرے دروازے پر تشریف لاکر فرماتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ
وبرکاتہ احوال بیت نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ لیجائے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرتے تم کو
خوب پاک کرنا۔

(۱۰) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ فی قولہ تعالیٰ انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس
اهل البیت ویطهرکم تطهیرا قال انہا نزلت فی خستہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی بن فاطمہ
والحسن والحسین علیہم السلام اخرجہ احمد والطبرانی والطبری وعند ابن جریر ورواہ
ابن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلفظ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذا الایۃ نزلت فی خستہ
فی وفی علی والحسن والحسین وفاطمہ کذا فی الصواعق المحرقة وھذا الحدیث حسن علی
دای اکثر العلماء قال البید خشی فی تزل الابرار وایضا اخرجہ السیوطی فی تفسیر الدر المنثور
ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آیت تطہیر پھر تن پاک یعنی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

اور جناب علیؑ اور حضرت سیدہ اور حسنین علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے *
ابن جریر نے اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کیا ہے جس کا الفاظ یہ ہیں کہ
ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ جناب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آیت پانچ شخصوں
کے حق میں نازل ہوئی تھیں میرے اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنینؑ کے (یہ حدیث اکثر علماء کے نزدیک
حسن ہے)

(۱۱) عن الحسن بن علی قال نحن اهل بيت النبي قال الله تعالى انما يريد الله ليدفع
عنكم الرجز اهل البيت ويظهر لكم قطعه ديار اخرجہ بن سعد وابن ابی حاتم والطبرانی
وابن مردويه والسيوطي في الدر المنثور جناب حسن بن علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ
اہل بیت ہم لوگ ہیں جس کے حق میں آیہ تطہیر نازل ہوئی ہے۔

{۲} فقل تعالوا ندع ابنائنا وابنائكم ونسائنا ونسائكم وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل
فنجعل لعنة الله على الكاذبين ترجمہ ہے محمد کہ جب گڑنے والوں کو بلاؤین ہم اپنے بیٹے
اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو بہر دعا
کرین اللہ کی پس لعنت ڈالیں جو بھوٹوں پر *

(۱۱) عن سعد بن ابی قاص قال لما نزلت هذه الآية فقل تعالوا ندع ابنائنا وابنائكم
وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله على الكاذبين دعا رسول الله صلى الله عليه
وسلم عليا وفاطمة وحسنا وحسينا فقال اللهم اهل بيتي راخرجہ احمد والمسلمون التواتر
والنسائي في الخصائص سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت کہ راہی
محمد کہ جب گڑنے والوں کو بلاؤین ہم اپنے بیٹے اور تمہاری بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری
عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو بہر دعا کرین اللہ کی پس لعنت ڈالیں جو بھوٹوں پر
نازل ہوئی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنینؑ کو بلا کر کہا اے میرے پروردگار
یہ میرے اہل بیت ہیں *

(۲) عن جابر بن عبد الله قال انفسنا محمد صلى الله عليه وآله وعلي وابنائنا الحسن والحسين
ونسائنا فاطمة راخرجہ الحاکم جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انفسنا سے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علیؑ اور ابنائنا سے حسنؑ اور حسینؑ اور نسائنا سے جناب سیدہ مراد ہیں
(۳) عن ابن عباس قال ان رجلا من نجران قد موأ على رسول الله صلى الله عليه وآله فقالوا

ماشاء اللہ تذکرہ صلحنا قال من هو قالوا عیسیٰ تزعم انه عبد الله قال لجل قالوا فهل رأیت
 مثل عیسیٰ وانبتت به ثم خرجوا من عنده فجاءه جبریل فقال له قل لهم اذا اتوا ان
 مثل عیسیٰ عند الله کمثل ادم وفي رواية ان واحدا منهم قال له المسیح بن الله لا ابله
 وقال الآخر هو الله لانه احياء الموتی واخبر عن الخیوب وابره الا کما ولا برص وخلق من
 الطین طیرا وتزعم انه عبد الله فقال صلی الله علیه وعلیه وسلم هو عبد الله وکلمته القاها الی مریم
 فخصبوا فقالوا انما لا نرضی ان تقول هو الله وقالوا ان کنتم صادقاً فادنا عبد الله محیی
 الموت ویثقی الکما ولا برص یخلق من الطین طیراً فیتفرخ فیہ فیطیر فنکت عنهم فنزل الی
 بقول له تعالی لقد کفر الذین قالوا ان الله هو المسیح بن مریم وقوله تعالی فمن حاجک من
 بعد ملجأک من العلم فقل تعالی وادع ابنائکم وبنائکم وبناتکم وبناتکم وانفسکم وانفسکم
 ثم ینتقل فحصل لغتہ الله علی الکاذبین۔ ثم قال لهم ان الله امر ان لم تنقادوا للاسلام لیاہلکم
 ثم انهم وعدوا الی الغد ولما اصبح رسول الله صلی الله علیه وعلیه وسلم علی الحسن والحسین
 وفاطمة وعند ذلك قال لهم اسقوا انی لاری جوہا لو سال الله ان یرزقکم لہم الجبل لا زالہ
 فلا تباہلوا فتمکوا ولا یبقی علی وجہ الارض ضرار فی فقال صلی الله علیه وعلیه وسلم لا یبناہلک راتھ
 ابوہاتھ ابن عباس رضی اللہ عنہ سورۃ ایتہ کہ انصاری بخیر ان کہ چند آدمی جناب سالتما بصلی اللہ
 علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کہنے لگے آپ ہم کو صاحب کج حق میں کیا کہتے ہیں۔ آپ فرمایا وہ کون ہیں
 وہ بولے عیسیٰ کہ جن کی نسبت آپ یگانہ کہتے ہیں کہ وہ خدا کا بندہ ہے حضرت نے ارشاد کیا میرا
 گمان بجا ہے۔ وہ کہنے لگے آپ عیسیٰ میسا کوئی خدا کا بندہ دکھائیں یا آپ کو انکے جیسے کی خبر لگی ہے
 تو آپ ہم کو بتائیں۔ یہ کہہ کر وہ لوگ حضرت کے پاس سوچے گئے۔ پس جبریل علیہ السلام حضرت کے پاس
 تشریف لا کر کہنے لگے جبکہ وہ لوگ آئیں آپ ان کو کہیں کہ خدا کے نزدیک عیسیٰ عیینہ حضرت آدم کی
 طرح سے زمین را ایک دھاریت میں اس طرح رہے کہ کہ بخیر ان کے لوگوں میں سے ایک شخص نے حضرت
 کی جناب میں عرض کیا یہ خدا کا بیٹا ہے انکا کوئی باپ نہیں ہے اسکے ساتھ والے دو ستر لے گیا
 بلکہ وہ خود خدا تھے مردی زندہ کیا کرتے تھے۔ اور غیب کی باتیں بیان کرتے تھے اور اندر اور کھلی
 اچھا کرتے تھے اور مٹی سے جانور بناتے تھے۔ آپ انکو خدا کا بندہ کہتے ہیں حضرت نے فرمایا وہ
 خدا کا بندہ اور اسکا پاک کلمہ تھے جو ہم کیم کی طرف القا کیا گیا تھا۔ وہ لوگ غما ہو کر کہنے لگے ہم نہیں
 رہنی ہونگے جب تک کہ آپ بینہ کہیں کہ وہ خدا تھے۔ اگر آپ صادق ہیں تو آپ ہمیں کوئی خدا کا

الحاکم والذیلی والطبری (عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حبیب یہ آیت نازل ہوئی کہ اپنی قوم سے کہہ دو کہ تم میرے محمدؐ کے مین تم سے اس آیت کے بدلے کچھ اجرت نہیں طلب کرتا ہوں مگر قرابت والوں کی محبت، لوگوں نے عرض کیا کہ جن لوگوں کی محبت کر لیے خدا نے ہمیں حکم کیا ہے وہ کون ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیؑ اور فاطمہؑ اور ان دونوں کے بیٹے۔

(۲) عن زاذان عن علی قال فینا اهل البيت في حرم ايت لا یحفظ مودتنا الا کل مؤمن ثم قرأ - قل لا اسالکم علیہ اجر الا المودة فی القربی (بخروجہ ابو الشیخ) زاذان جناب امیر علیؑ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپؐ نے فرمایا ہم اہل بیت کی شان کے متعلق سورہ حم میں ایک آیت ہے۔ ہمیں نگاہ رکھے گا ہماری دوستی کو مگر ہر ایک مومن۔ پھر آپؐ نے اس آیت کو پڑھا (ممد سے اپنی قوم سے اے محمدؐ کہ میں تم سے اس آیت کے بدلے کچھ اجرت نہیں طلب کرتا ہوں مگر قرابت والوں کی محبت)

{م} وقفوہم انہم مسئلون (سورہ الصفت) ترجمہ اور کثرا کرو ان کو تحقیق ان سے پوچھنا ہے۔

(۱) عن ابی سعید و ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قوله تعالی وقفوہم انہم مسئلون یوم القیمة عن ولایت علیؑ (بخروجہ الامام الواحک فی تفسیرہ۔ و ابو بکر بن مردویہ۔ واللہ فی فردوس الاخبار) ابو سعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کریمہ کے متعلق کہ اور کثرا کرو ان کو تحقیق اس سے پوچھنا ہے قیامت کو دن علیؑ کی ولایت سے۔

{۵} انما انت منذر و لکل قوم ہاد (سورہ رعد) ترجمہ اسکے سوا نہیں کہ تو اسے مجھوڑا نیوالا ہے اور ہر قوم کے لیے ایک براہ دکھانیوالا ہے۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما المنذر و علی ہاد و اشار بہ علیؑ و قال بک یھتک المہتدون (بخروجہ الثعلبی فی تفسیرہ و الحافظ ابو نعیم فی کتاب ما نزل من القرآن فی علیؑ و ابو بکر بن مردویہ) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسالتؐ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ میں مجھوڑا نیوالا ہوں اور علیؑ ہادی ہیں اور آپؐ نے جناب علیؑ کی طرف دست مبارک سے اشارہ فرمایا اور کہا یا علیؑ یہاں آیت پانے والے تجھ سے بہت باورین گے۔

(۲) عن ابی ہریرۃ الاسلمی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انما انت منذر و وضع

ید علی صدر نفسہ ثم وضعها علی صدر علی ویقول ولکل قوم هاد راخرجه ابن مردویه
والسیوطی فی الدر المنثور) البرزخ الاسمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب سالت ابی ہریرہ
اللہ علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے فرمایا لاہون ہا اور اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھا۔ پھر جناب علیؑ
کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ہر ایک قوم کے لئے ہادی ہوتا ہے ۔

(۳) عن جابر قال لما نزلت انما انت منذر ولکل قوم هاد وضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم علی صدرہ فقال انا المنذر وادی بید المنکب علی فقال انت الهادی وبتک
یعتدی المعتدون راخرجه بن جریر وابن مردویه وابو نعیم فی المعرفة والدیلمی ابن عساکر
وابن الجار والسیوطی فی الدر المنثور) جابر رضی اللہ عنہ سے موی ہو کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ ہر
سوائین کہ تو ڈرا نیوالا ہے اور ہر ایک قوم کے لئے ایک راہ بتانے والا ہے جناب پیغمبر خدا صلی
اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھ کر فرمایا میں نے فرماتے والا ہوں اور علیؑ کے کندھے
کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تو راہ بتا نیوالا ہے اور تجھ سے ہدایت پائیوالے ہدایت پائیں گے ۔

{۶} ويطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیمًا واسبیلًا (سورہ البقرہ ترجمہ)
اور کھلاتے ہیں کھانا اپنی محبت پر فقیرین کو اور یتیموں کو اور قید یوں کو ۔

(۱) عن ابن عباس قال اجوع علی علی نفسہ لیقی خدا بمشیر لیلۃ حتی اصبح فلما قبض الشیر
فطن منہ فحصلوا منها شیئاً لیا کلوم یقال لہ الخویقہ رقیق بلادھن فلما تم انضاجہ اتامسکین
فسال فاطمہ ایاہ ثم صنعوا الثلث الثانی فلما تم انضاجہ اتام یتیم فسال فاطمہ ایاہ
ثم صنعوا الثلث الباقی فلما تم انضاجہ اتامسکین فاطمہ ایاہ فانزلت ہذا
الآیۃ هذا قول الحسن والقاسم وقال سعید بن جبیر محبوب من اهل القبلة راخرجه ابو اسحاق
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب ابی ہریرہ نے ایک دفعہ رات بھر کی محنت اپنی قوت کے لئے
کی جب صبح ہوئی تو ان کو اجرت میں جو دستیاب ہوئے۔ آپ نے انکو لیکر پیا اور ہر ایک کو ایک تہائی
کا پتلا سا حریرہ گہی کے بغیر بچھایا۔ جب بک چکا۔ ایک مسکین نے اگر سوال کیا جناب امیر نے وہ سارا
ہسکو کھلا دیا۔ پھر دوسری تہائی کو بچھایا۔ جب وہ بھی تیار ہوا ایک یتیم نے اگر سوال کیا آپ نے
وہ سارا بھی ہسکو کھلا دیا۔ پھر تیسری تہائی کو بچھایا اس کے بچہ ہونے پر شکر کون کے ایک قیدی نے
اگر سوال کیا آپ نے وہ سارا اسکو بھی کھلا دیا۔ پس یہاں آیت نازل ہوئی یہ قول حسن و قاسم کا ہے
سعید بن جبیر کہتے ہیں وہ قیدی اہل قبلہ میں سے تھا ۔

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معہ ابوبکر بنہ وعمر بنہ فقالوا یا اباالحسن لوندت علی ولدک فندبر علی فاطمة وفضلہا ویتہما ان یسألا ہما ان یصوموا ثلثة ايام فشفیاً وما معہم شیء فاستقرض علی من شیعہ یهودی الخیبری ثلثة اصبع من الشعیر فطحت فاطمة صاعاً واخذت خمسة اقراص علیہم ووضعتہا بین ایدیہم لیظروا فوق علیہم سائل فقال السلام علیکم اهل بیت محمد مسکین من مساکین المسلمین اطعموہم اطعمکم اللہ من مولید الجنة فاثروہ ویاقوا لم یذوقوا الا الماء واصبحوا صیاً ما فلما امسوا ووضوا الطعام بین ایدیہم فوق علیہم یتیم فاثروہ ووقف علیہم اسیر فی الثالثة ففعلوا مثل ذلک فلما اجتمعوا اخذ علی بید الحسن والحسین واقبلوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما ابصرہم وہم یتعشون کالفراخ من شدۃ الجوع قال ما اشد فی ما اراکم فقام فانطلق معہم فرأی فاطمة فی محرابها قد التصق ظہرہا ببطنہا وغارت عیناها فساء ذلک فذل جبریل فقال خذہا یا محمد ہذا طاسہ فی اهل بیتک فاقرع الایۃ ویطعمون الطعام علی حبہ مسکیننا ویتیمنا واسیرنا راخرجہا الرختی فی الکشاف) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ایک دفعہ حسین علیہ السلام پیارے بھائی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ساتھ لیکر انکی عیادت کے لیے تشریف لائے صحابہ نے عرض کیا یا اباالحسن اگر آپ ان اپنے نور چشموں کے لیے نذر ملتے تو بہتر تھا۔ پس جناب امیر اور جناب سیدہ اہل بیت نے انکی نذر ملی نے انکی نذرستی بہترین تین روکے رکھنے کی نذر ملتی پس حبیب و دو ذلن صاحبزادہ صحت یاب ہو گئے سب نے ملکر روزے رکھ کر انکے پاس اس وقت کچھ ہی نہیں تھا جو افطار کے لیے کام آتا جناب امیر نے شمعون خیری یہودی سے جو کے تین پیمانے قرض لیے۔ اس میں سوا ایک پیمانے کو جناب سید علیہ السلام نے پیکر یا پچر روٹیاں انکی تعداد کو سوا فوق پچائیس حبیب افطار کے لیے لٹکے لٹکے بکسین ایک سائل نے اگر خدا کی ہدایت علیکم۔ احوال بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں مسلمان مساکین میں سے ایک مسکین ہون مجھے کچھ کملاؤ خدا انکو جنت کی نعمتوں سے سیر کرے۔ سب نے اپنا کمانا اسے بخش دیا۔ اور پانی سے افطار کر کے سو رہے اور پہلے ہر روزہ رکھا۔ حبیب ہوئی اور افطار کے لیے کمانا پکا یا گیا۔ ایک سائل نے اگر آواز دی میں نسیم ہوں۔ سب نے اپنا کمانا اسے اٹھا دیا۔ اور پانی سے افطار کر کے سو رہے پس سب طرح سے تیسرے روز کی افطاری یا مکہ قیدی کو بخش دی۔ صبح کو جناب حسین علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے

حضور میں لے گئے وہ دونوں صاحب ادب و مرغ کے چوڑے کی طرح کانپ رہے تھے حضرت نے انکو دیکھ کر فرمایا۔ انکی یہ کیا حالت ہو جس کو مجھے پہچان پیا ہو رہا ہے بہر آپ جناب امیر کے گھر میں تشریف لے گئے جناب سیدہ علیہا السلام کو محراب میں دیکھا کہ ان کا پیٹ کمر سے لگا ہوا ہے اور انکی آنکھوں میں غصہ سے قطرے پڑے ہوئے ہیں حضرت کو یہ دیکھ کر نہایت ملال ہوا اتنے میں جناب جبریل علیہ السلام تشریف لگا اور کہنے لگے یا محمد یہ بھیجے خدا تعالیٰ آپکو آپ کے اہل بیت کی نسبت تہنیت دیتا ہے اور یہ آیت کریمہ پڑھی۔ (اور کہلاتے ہیں کہانا اپنی محبت پر فقیروں اور یتیموں اور یتیموں کو)۔

{۷}

مَنْ يَطْعَمُ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّادِقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا (سوملنا) ترجمہ جو لوگ کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں پس وہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر کہ اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے وہ نبی اور صدیق اور شہید اور نیک بخت ہیں اسی انکی رفاقت اچھی ہے ۔

عن ابن عباس في قوله تعالى من يطعم الله والرسول الخ قال علي بن ابي طالب هل تعلم ان نزولك في الجنة كما ادوناك قال رسول الله ان لكل نبي رفقا اول من اسلم من امتي من هذه الآية اولئك مع الذين انعم الله عليهم فذعار رسول الله صلى الله عليه وسلم عليا فقال ان الله قد ازل بيان ما سالت ففعلك رفيقي لانك اول من اسلم وانت الصديق الاكبر (تفسير ابن الجوزي) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت من يطعم الله والرسول کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہو سکتا ہے کہ ہم جنت میں ہی آپ کی زیارت سے مشرف ہوں جس طرح سے کہ دنیا میں مشرف ہوتے ہیں۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر ایک نبی کے لیے اسکا ایک رفیق ہوتا ہے جو اس نبی کی امت میں سے پہلے اس پر ایمان لاتا ہے۔ پس یہ آیت خریف نازل ہوئی کہ وہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر کہ خدا تعالیٰ نے انعام کیا ہے۔ پس جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو بلوا کر فرمایا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یا علی تیرے سوال کا جواب نازل کیا ہے اور تجھے میرا رفیق بنایا ہے۔ کیونکہ تو سب سے پہلے اسلام لایا ہے اور تو صدیق اکبر ہے ۔

عن عكرمة قال سئل عن وهو على المنبر من الكوفة فتعز قولته تكلم من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا
الله عليه فقال اللهم عفو هذا الآية نزلت في وفي عكرمة وفي ابن عبيد بن جراح في قوله فانه قصص غيبه
يوم بدر فاما عكرمة فانه قصص غيبه يوم احد واما انا فانتظر اشتقاقا غيبه من هذا واشار الى
لحقه ورأسه وقال عهد هذا الى ابي القاسم رسول الله صلى الله عليه وسلم اخرج ابن مردويه
سبط ابن الجوزي وابن حجر في صواعق محرقه عكرمة سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام ایک مرتبہ کوفہ کے منبر
پر تشریف لے گئے تھے کہ ان سے اس آیت کے اور بعض مومنون ہوا ایسے مرد ہیں کہ سچا کہہ دیا انہوں نے جو عہد کہ خدا سے
باندھا تھا ان کی تفسیر میں پہچان گیا کہ یہ آیت کس کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ جناب امیر نے فرمایا اے خدا بخشو۔ آیت
میرے اور میری چچا حمزہ اور میرے چچے بہاوی عبیدہ بن الحارث کے حق میں نازل ہوئی ہے پس میرا چچا بہاوی
عبیدہ بن الحارث بدھ کر خدا کا کام پورا کر چکا۔ اور احد کو روز میری چچا حمزہ اپنا کام پورا کر گئے۔ اب میں اس آیت
کے بد بخت کی انتظار میں ہوں یہ آیت اپنے سر اور اٹھری کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ وہ اسکا اسکے خون سے
رنگین کر دیا۔ میری پیارے ابو القاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پختہ عہد کیا ہے۔

{۱۲}

هذان خصمان اختصموا في ربهم فاما الذين كفروا قطعتم لهم ثياب من النار يصب
من فوق رؤسهم الحميم يصهر به ما في بطونهم والجلود ولهم مقامع من حديد
كلما ارادوا ان يخرجوا منها من غم اعيدوا فيها وذوقوا عذاب الحريق۔ ان الله يذل
الذين املوا وعملوا الصالحات جنت تجري من تحتها الانهار يحلون فيها من اساور من
ذهب ولؤلؤ ولباسهم فيها خير (سورة الحج) ترجمہ: دو قسمی جگہ ہے جس میں اپنے رب پر سوج
منکر ہوئے انکے واسطے ہیں آگ کے کپڑے ڈالتے ہیں انکے سر پر کھولتا پانی نچر جاتا ہے اس سے جوائے پیت پین
ہے اور کمال ہے۔ انکے واسطے نوگرایں ہیں جس کی جب پہچانیں کہ نکل رہے ہیں اس سے کہنے کے ماری ہو پڑا
گئے وہ اندر اور جگہ تر ہو ملن کی لای بیشک اسوہ اخل کر لیا انکو جولا کے لیا اور کی بلایاں۔ باغون میں۔ بہتی ہیں
انکے نیچے نہریں۔ گناہناوشیگے انکو وہاں لگن ہو نیکیا اور موتی۔ انکی پوشاک ہر وہاں ریشم کی۔

(۱) عن قيس بن عباد قال قال علي نا اول من يحثوا بين يدي الرحمن للخصومة يوم القيامة
قيس وفيهم نزلت هذا نخصمان اختصموا في ربهم قال هم الذين تبارزوا يوم بدر وخيبر وعلي
وعبيد بن الحارث۔ وعتبة بن ربيعة والوليد بن عتبة (اخرج البخاري) قيس بن عباد سورۃ
ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے کہ میں جسے اول خدا کے سامنے اپنا جگہ پیش کر دے گا۔ قیس مجھ سے ہیں
کہ یہ آیت کہ دو قسمی جگہ ہے جس میں اپنے رب پر ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے بدھ کر خدا سے

کی ہر جناب جنم اور علی اور عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہم اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن قیس
 ۱۲ عن علی قال فینا نزلت هذه الآیة وفي مبارزتنا يومئذ رذلنا خصمنا اختصموا في ربحهم
 راخرجه البخاری جناب امیر علیہ السلام سووی ہو کہ یہ آیت ہمارے اور ربیعہ کے رفق ہمارے مقابلہ کرنے والوں کو حق میں نازل
 ہوئی ہے۔ یعنی یہ دو مدعی جب گئے ہیں اپنے رب پر۔

۱۳ عن ابی ذر انہ کان یقسم ان نزلت هذه الآیة فی حنظلہ وعلی وعبیدہ بن الحارث وصتبہ بن ربیعہ
 وشیبہ بن عیث والولید بن عتبہ راخرجه التالبی ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ قسم کیا کہ کرتے تھے کہ یہ
 آیت جناب حمزہ اور علی اور عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہم اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ کے حق
 میں نازل ہوئی ہے +

{ ۱۴ } ام حسب الذین اجتمعوا السیات ان یجمل لہم کالذین امنوا وعلی الصلحۃ سواہ
 (سودہ جاثیہ) ترجمہ کیا گمان کرتے ہیں وہ لوگ کہ کرتے ہیں برائیوں کہ کر دین ہم انکو مانند ان لوگوں کے کہ
 ایمان لائے اور کام کیا ہے +

عن ابن عباس قال نزلت فی علی وخرم وعبیدہ بن الحارث فالذین اجتمعوا السیات عتبہ شیبہ
 والولید والذین امنوا وعلی الصلحۃ علی وحمزہ وعبیدہ راخرجه سبط ابن الجوزی ابن عباس
 رضی اللہ عنہ سو روایت ہو کہ یہ آیت جناب علی اور حمزہ اور عبیدہ بن الحارث کے حق میں نازل ہوئی ہے پس اس آیت
 میں وہ لوگ کہ کرتے ہیں برائیوں وہ عتبہ اور شیبہ اور ولید ہیں۔ اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں صلح کا
 کرتے ہیں۔ وہ جناب علی اور حمزہ اور عبیدہ ہیں +

{ ۱۵ } اھزک ان علی بنہ مزین ویتلو شہد منہ (سودہ ہود) ترجمہ آیا تجھ کو ان پروردگار
 کی جانب سے دلیل روشن پر ہوا اور اسکے متصل ایک گواہ آئے اسی کی طرف سو +

{ ۱۶ } عن عاد بن عبدہ الاسدی قال سمعت علیا یقول وهو علی المنبر ما من رجل من قریش
 الا وقد نزلت فیما یتلوا فقال وجعل فما نزل فیک تعال اما انک لو لم تزل علیا لعلی من القوم
 ما حدثک وجعل تلقر سورة من قریش علیا فن کان علی بنہ من ربہ ویتلو شہد منہ
 فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینتہ من وانا شہد منہ راخرجه ابن حاتم وابن المغازی فی
 المناقب وابن عساکر وابن سعد ویسیر السیوطی فی اللسان الثوری الثعلبی الواحک فی تفسیرہما
 وابن جریر الطبری والطبرانی فی المعجم الکبیر وابن مندہ وابوالشیخ وابونعیم والمتقی فی کتر العمال
 وما تفسیرہما التذیل عاد بن عبدہ الاسدی روایت ہو کہ عتبہ بن امیر علیہ السلام کو منبر پر نظر کیا

سنا کہ قریش میں ہو کر کسی ایسا آدمی نہیں ہے کہ جس کے حق میں ایک یا دو انبیین نازل ہوئی ہوں ایک شخص کہنے لگا
 آپ کے حق میں انسانی آیت نازل ہوئی ہے جناب میرے کہا اگر تو لوگوں کے سامنے نہیں دیکھتا تو میں تجھ سے کیا
 ذکر تا۔ انہوں نے تجھ پر کیا تو نے سورہ ہود کو کہی نہیں پڑا۔ پھر جناب میرے اس آیت کو پڑھا کہ یا اے شخص کہ اپنی
 پروردگار کی جانب سے دلیل روشن پر ہوا اور اسکے متصل ایک گواہ آئے اسی کی طرف سے پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم علی بنیہ من ہدیہ (یعنی ان پر سے دلیل روشن ہو) میں اور میں شاہد ہوں (یعنی اس کی طرف سے گواہ) ہوں
 (۲) عن ابن عباس عن ابن عباس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و شاہد من علی بن ابی
 طالب الخاتمہ (الخارجہ الثعلبی فی تفسیر) ابن عباس رضی اللہ عنہ سورہ ایت ہو کہ المؤمنین کان علی بنیہ من ہدیہ
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور شاہد ہوں سورہ صافات ص ۱۰۰ عن ابی طالب علی بن ابی طالب علیہ السلام مراد میں +

{ ۱۵ } فان الله هو مولاه وجبريل وصالح المؤمنين (سورہ التحريم) ترجمہ پس ہے شک خدا ہی ہستی
 ہے اپنے نبی کا اور جبریل اور صوفیوں کا نیک +

(۱) عن اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول وصالح المؤمنين
 علی بن ابی طالب (الخارجہ الثعلبی فی تفسیر) والحافظ ابو نعیم وابن ابی حاتم والبیہقی فی الدلائل المتواترة
 والمتقی فی کنز العمال اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسالت مآب صلی
 اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ صالح المؤمنین علی بن ابی طالب ہیں +

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فی قولہ صحابہ المؤمنین قالہ و علی بن ابی طالب (الخارجہ
 الحافظ ابو نعیم فی کتابہ ما تزل من القرآن فی علی - وابن عساکر - وابن مردويه - وفخر الرازي
 فی الاذین) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ صالح المؤمنین علی بن ابی
 طالب ہیں - +

{ ۱۶ } وتعيها اذن واعية (سورہ الحاقة) ترجمہ اسیا در کہے کہ کوکان سنو والا +

(۱) عن بريدة الاسدي رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لعلي ان
 الله امرني ان املك لتي وحق علي الله ان تفي فتزيت وتعيها اذن واعية (الخارجة الثعلبية في
 تفسیر والا مام الواحد في اسباب النزول والحافظ ابو نعیم في ما تزل من القرآن في علي - وابن جبر
 وابن ابی حاتم - والدلیل فی فردوس الاخبار) بریدہ اسدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب میرے سے فرمائی ہوئی سنا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ یا علی ہم تمہیں تعلیم
 کریں تاکہ تم پورے ہو اور خدا پر حق ہو کہ تمہیں یاد دلا سکے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی کہ یاد کریں سنو والا

رحم عن مکمل عن علی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالت اللہ ان یجعل اذنک داعیہ یا علی ففعل
فکان یقول ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلاما لا داعیہ وحفظہ ولم یرا نہ راخو جہا لا یلم
مکمل جناب امیر سرور ایت کو تے ہیں کہ جناب سواخ اصیلے اس علیہ وسلم نے فرمایا مجھے خدا کی پاک سونانگا ہے وہ
سننے والا کان تیرے کانوں کو بنا دے اور سیر خا نے ایسا ہی کر دیا جناب امیر کہا کرتے تھے ہیں مجھے اس دے
کوئی کلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سننا کہ مجھے یاد نہ رہا ہو۔

رحم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لما نزلت هذه الآية وقبها اذن داعیہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سالت اللہ ان یجعلها اذنک یا علی و قال علی فما سمیت شیئا بعد ذلک راخو جہا بونہم فی حلیۃ الاولیاء
وابن المغازی فی المناقب والعلی فی تفسیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہو کہ حقیقت ایت نازل ہوئی
کہ اور یاد رکھا ہے کان سنو والا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے خدا سے سوال کیا ہے کہ
یا علی وہ اسے سیر کان بنا دے جناب امیر فرمایا کرتے تھے اس کے بعد مجھ کو کوئی بات نہیں بولی +

{ ۱۶ } اھم من کان مؤمنا کمزک ان فاسقا لا یستون (سورہ سجدہ) ترجمہ آیا وہ شخص کہ
مومن ہو ہو سکتی ہے مثل اسکی جو کہ فاسق ہے! +

ترجمہ (۱) اخراج الواحدی۔ و ابن عباس کہ من طریق سعید بن جبیر عن ابن عباس۔ و اخراج جریس
والحافظ السلفی عن عطاء بن یسار۔ و اخراج ابن عدی۔ و الخطیب فی تاریخہ من طریق الکلبی عن
ابی صالح عن ابن عباس قال نزلت فی علی۔ والولید بن عقیبة ابن ابی معیط و اخراج الخطیب عن ابن
عساکر من طریق لیث بن عقیبة عن حماد بن دینار عن ابن عباس قال انھا نزلت فی علی وعقبة ابن ابی معیط
لا الولید (لیث بن عقیبة) فی اسباب النزل للبیہقی (۱) امام واحدی اور ابن عساکر نے سعید بن جبیر کے
طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور علامہ ابن جریر اور حافظ السلفی نے عطاء بن یسار سے
روایت کیا ہے۔ اور ابن عدی اور خطیب نے اپنی تاریخ میں گھسی کے طریق سے ابی صالح سے کہ اس نے ابن عباس
سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت جناب امیر اور ولید بن عقیبة بن ابی معیط کے حق میں نازل ہوئی ہے اور دوسری
روایت میں خطیب اور ابن عساکر نے لیث کے طریق سے حماد بن دینار سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے
کہ یہ آیت جناب امیر اور ولید بن عقیبة کے حق میں نہیں بلکہ اس کے بچے بن ابی معیط کے حق میں نازل ہوئی ہے
راحم عن ابن عباس قال لما نزل الولید قال لعلی ما احد منک سنانا واسیط لسانا واملاک مقبہ فقال
لعلی سکت انما انت فاسق فانزل اللہ تعالیٰ تصدیقا لعلی فمن کان مؤمنا کمز کان فاسقا۔ قال
قلو ما استقوا فی الدنیا ولا فی الآخرة ثم اخبرنا زکریا بن عقیبة قال قال تعالیٰ اما اللہ

امنوار خوجا الواحدی، وکذا فی الکشاف، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہو کہ علی بن ابی طالب
 سے کہنے لگا میں تم سے تیز نیرہ والا ہوں مگر تیز زبان ہوں اور باری تبارک و تعالیٰ ہوں جبکہ میرے پاس
 سے فرمایا خاموش رہ تو تو فاسق ہو پس اللہ تعالیٰ نے جناب امیر کی تصدیق کیلیے یہ آیت نازل فرمائی۔ آیا
 ہو سکتا ہے وہ شخص کہ مومن ہو مثل اس شخص کہ جو کہ فاسق ہے؟ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ وہ دونوں
 ہرگز نہ دنیا میں نہ خدا کے پاس آخرت میں برابر ہو سکتے ہیں۔ یہ فرمادے فریقین کے متوجہ ہو خبردار کیا ہے اور
 فرمایا ہے۔ یہ وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں +

(۲) قال حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ۛ انزل اللہ الکتاب الغرین فی علی و فی الولید قرانا ۛ فقبو
 الولید من قال فسقا ۛ و علی متبوعا ۛ ایمانا ۛ لیس من کان مؤمنا عرف اللہ ۛ کمن کان فلتساقوا نا ۛ
 سوف یخزع الولید خزیانا ۛ را ۛ و علی لا شک یجی جنانا ۛ فعلی یلقی لدی اللہ عزرا ۛ والولید
 یلقی حناک ۛ هو انا ۛ فہا نغزت والی کتاب کو علی اور ولید کو حق میں نازل فرمایا۔ اور ولید کا فسق ہو کر
 جتا یا۔ اور علی کا ایمان ہو کر نجات پایا نہیں ہے وہ شخص جو کہ ایمان والا ہے اور جس نے خدا کو پہچانا مثل اس
 شخص کہ جو فاسق اور فاجر ہو عنقریب و ذریعہ میں ولید رسوا کیا جائیگا۔ اور علی کو بیشک جنت میں جہنم لیگی
 پس علی خدا سے عزت کے ساتھ ملیر گے۔ اور ولید و ایمان رسوا ہوگا +

{ ۱۰ } اجعلتم سقایۃ الخالج و عمارۃ المسجد الحرام کمن امن باللہ والیوم الآخر و جاہد فی
 سبیل اللہ لا یستون عند اللہ (سورۃ قصبہ) کیا گوارا ہے جو تم حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد حرام
 کی تعمیر اس شخص کی مانند جو اس اور قیامت پر ایمان لایا اور اس کی سادہ میں جہاد کیا نہیں ہیں وہ لوگ برابر
 اللہ کے نزدیک +

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال نزلت هذه الآية فی علی و العباس و اخیه ابوبکر بن
 عبد الوہاب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ یہ آیت جناب علی اور عباس کے حق میں نازل ہوئی ہو
 (۲) اخیر ابو حاتم و ابن ابی شیبہ و عبد الرزاق و ابن ابی شیبہ و ابن جریر و ابن مندہ و الفقیہ فی تفسیر
 الواحد فی کتابہ المسماة باب القول و القرطی و ابن اثیر فی جامع الاصلی و النسائی فی سننہ
 و المستطی فی الدر المنثور و الحافظ ابو نعیم فی فضائل الصحابہ قالوا ان علیا و العباس و طلحہ ابن
 ابی شیبہ افتخروا فقال طلحہ انما صاحب بیت مفتاحہ بیك ۛ و لو غثت کنت فیہ فقال العباس اننا
 صاحب السقایۃ و القائمون لہا ۛ فقال علی لا ادری لکم صلیتہ اشہر قبل الناس و انما صاحب
 الجہاد و سبیل اللہ فانزل اللہ کما اجعلتم سقایۃ الخالج و عمارۃ المسجد الحرام کمن امن باللہ

والیوم الآخر و جاهد فی سبیل لا یستوفی عند الله ابھاتم۔ اور ابو شیخ یا و عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ
 اور ابن جبریا اور ابن مندہ اور تعلیہ اپنی تفسیر میں اور عاصدی سہا ب النزل میں اور قرطبی اور ابن اثیر جامع
 الاصول میں اور شالی سنن میں اور سیوطی و مشورین اور حافظ ابو نعیم فضائل صحابہ میں روایت کرتی
 ہیں کہ جناب امیر اور عباس اور طلحہ ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہم باہم مفاخرت کرنے لگے طلحہ نے کہا میں
 خانہ کعبہ کا متولی ہوں اور اگر میں چاہوں تو یہی میں رہا کروں عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میں منبر کا
 متولی ہوں اور اسکا نگہبان ہوں پس جناب امیر نے کہا میں زمین جاتا سینے چڑھتا ہوں پیشتر لوگوں سے
 سے ناز پر ہی ہے اور میں خدا کے کہنے میں جہاد کر نیوالا ہوں پس خدا تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا
 کیا گردانتے ہو تم حاجیوں کا باطنی پانا اور سحر جہاد کی تعمیر

{ ۱۹ } الذين يتفقدون اموالهم بالليل والنهار سرا وعلانية فلهم اجرهم عند ربهم ولا خوف
 عليهم ولا هم يحزنون (رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم) ترجمہ جو لوگ اپنے مال کو اسکی راہ میں خرچ کرتے ہیں رات کو اور
 دن کو اور پوشیدہ اور ظاہر میں انکے لیے انکا اجر ہے انکے لیے جس کا پاس اور انکو ڈر نہیں اور نہ وہ غم کھاتے
 عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول الله ﷺ انما اخرجتم من اموالكم في سبيل الله فاعلموا ان الله قد اخذ
 منكم هذه الاموال بالليل والنهار سرا وعلانية درهما في السر درهما في العلانية فانزل الله تعالى هذه الآية
 راجعہ الواحد و ابو بکر بن مردويه والطبرانی في المعجم الاوسط مستند ابن عباس ابن عباس رضی اللہ عنہما
 سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب امیر کے حق میں نازل ہوئی ہے انکے پاس خرچ پر ہم تھے ایک دوسرے رات کو
 انہوں نے خدا کی پراہ میں دیا اور ایک دوسرے میں پوشیدہ اور ایک دوسرے میں ظاہر طور پر
 پس خدا تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

{ ۲۰ } سأل سائل بعذاب واقع للكافرين ليس له دافع من الله ذي البعازة رضى الله
 ترجمہ انکا ایک ٹکڑے والے نے عذاب کو کہہ دیا کہ کافرین کے لیے نہیں کوئی اسکا دفع کر نیوالا۔ خدا
 اللہ کی طرف سے جو شیر ہیون والاس ہے۔

نقل الامام ابو اسحاق الثعلبی فی تفسیرہ از سفیان بن عیینہ سئل عن قوله لکما سال سائل بعذاب
 واقع فیمن نزلت فقال للی سائل لقد سالت عن مسئلة ما سالتی احدی عنہا قبلک حدثت عن علی بن
 ابو جعفر محمد عن اباہ علیہ السلام ان رسول الله ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم لما کان یوم یوم نادى الناس
 فاجتمعوا فاخذ بید علی وقال انکنت مولاً فعلی مولاً فشیع فطار فی البلاد وبلغ ذلك الحارث
 بن اعین الفدی فاتی رسول الله ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم فالتزم راحلہ فقبل عنہا فقال یا محمد ادرتہنی عن

اللہ عزوجل انشاء اللہ والہ الا اللہ وانك رسول الله فقبلنا منك وامرنا ان نصلي خمسا فقبلنا
 منك وامرنا بالنكوة فقبلنا منك وامرنا ان نضع وجهنا فقبلنا منك وامرنا بالجو فقبلنا
 منك ثم امرنا بغير هذا حتى رقت بضعه ابن عمك نفضلنا علينا فقلت من كنت مولاه ففعل
 مولاه فهذا شيء منك امر من الله عزوجل فقال النبي صلى الله عليه واله والذی لا اله الا هو ان
 هذا من الله عزوجل فولى الحارث بن نعمان الفهری یرید راحلته وهو یقول اللهم ان كان
 ما یقول محمداً صلى الله عليه وسلم حقاً فامطر علينا حجارة من السماء او ائتنا بعذاب الیم فما وصل
 راحلته حتى رماه الله عزوجل فمجن سقط علی هامته فخرج من دبره فقتله فانزل الله عزوجل
 سال سائل بجزا بقا قه للكافرين لیلح دافع من الله ذی العارجل امام ابو اسحاق ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے
 تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہنے آیت سال سائل کہ باری میں پوچھا کہ باریت
 کہیں کے حق میں نازل ہوئی ہے وہ سائل ہو گئے لگے تو نے مجھ کو ایسا مسئلہ پوچھا ہے کہ تجھ سے پہلے کسی نے نہیں
 پوچھا امام جعفر محمد باقر علیہ السلام نے آپا کر ام سے روایت فرماتے ہیں کہ حبیب انحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے غدیر خم پر لوگوں کو جمع کر کے من گزشت مولانا فضل مولانا کی حدیث کو ارشاد فرمایا اور یہ حدیث سب
 کہیں پہنچ گئی۔ حارث بن نعمان الغفری یہ سن کر حضرت کی خدمت میں دعوت دیا ہوا آیا اور اپنی اونٹنی کو بٹھا کر
 حضور پر عرض کرنے لگا یا محمد آپ ہمیں لا الہ الا اللہ کہہ کر گواہی دینے کے لئے حکم دیا ہم نے اس بات کو سہی آپ سے
 مان لیا پھر آپ ہمیں بائچہ نمازوں کا حکم دیا وہ بھی سمجھنے آپ سے مان لیا پھر آپ نے ہمو زکوۃ دینے کے لئے
 کہا سمجھنے وہ بھی آپ کا کہنا قبول کیا پھر آپ نے ہمو حج کرنا حکم دیا سمجھنے وہ بھی مان لیا پھر آپ نے رمضان کے
 روزوں کے لئے کہا سمجھنے وہ بھی قبول کر لیا۔ پھر یہی آپ احقر ہوئے اور آپ نے اپنے ابن عم کے بازو کو بکڑ کر
 اٹھایا اور انکو ہم پر آپ نے فضیلت دی اور من گزشت مولانا فضل مولانا ارشاد فرمایا۔ آپا یہ حکم آپ کی طرف سے ہے
 یا خدا نے حکم دیا ہے حضرت نے فرمایا قسم ہے اسکی جسکے سوا کوئی خدا نہیں یہ خدا کا حکم ہے حارث بن نعمان
 یہ کہتا ہوا اپنی اونٹنی کی طرف لوٹ آیا۔ اور خدا اگر جو کچھ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سچ ہے تو معاذ اللہ
 میرا آسمان سو تیرا سایا ہمیں وہ ناک عذاب پہونچا حبیبہ اونٹنی کے پاس پہونچا خدا تعالیٰ نے اس پر ایک آسمانی
 پتھر پینکا جو اسکے سر پر لگا اور برکی راہ سونکل گیا پس خدا تعالیٰ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی سال سائل
 مانگنے والے نے عذاب کو کہ وہ کافروں کے لئے ہو نوا لایا ہے اسکو کوئی دفعہ کرنے والا نہیں۔ عذاب اللہ کو
 طرف سے ہے جو شیر میں والا ہے *

{ ۳۱ } یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک (سورہ مائدہ) ترجمہ ہے رسول پہونچا دی اس

چیز کو نازل ہوئی بہتری طرف تیرے رب کے ۔

(۱۱) عن ابی سعید الخدری قال نزلت هذه الآية يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك يوم غد يخم راخرجه الامام ابو الحسن الواحكي في كتابه المسمى باسباب النزول وقال الحافظ ابو عبد الله محمد بن يوسف الكنجي الشافعي هكذا ذكره الشيخ محي الدين النووي وقال ابو بكر النعمان في نزلت في بيان الولاية لعلي راخرجه بن ابی حاتم وابو نعیم في كتابا نزل من القرآن في علي ابو سعيد خدری في نسخة رواية کرتے ہیں کہ یہ آیت گام رسول ہو چکا دے اس چیز کو جو نازل ہوئی ہے تیری طرف تیرے رب کے روز نازل ہوئی ہے ۔ امام ابو الحسن نے اسے کتاب اسباب النزول میں لکھ کر روایت کیا ہے اور حافظ ابو عبد الله محمد بن يوسف الكنجي الشافعي اپنی کتاب میں بکفایت الطالبین میں لکھتے ہیں کہ شیخ محي الدين النووي علیہ الرحمۃ نے بھی ایسا ہی ذکر کیا ہے اور ابو بکر بن مرویہ کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر علیہ السلام کی ولایت کی بیان میں نازل ہوئی ہے ۔

(۱۲) عن عبد الله بن مسعود قال كنا نقرأ على محمد رسول الله صلى الله عليه وآله يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك ان عليا مولی المؤمنین فان لم تفعل فما بلغت رسالته والله يعصمك من الناس راخرجه الواحكي في تفسيره والرازي في التفسير الكبير ونظام الاعراب في تفسير النيسابوري والحافظ ابن الكثير وابو نعیم في المحلية وابن مردويه وعيني في شرح البخاري والسبوح في الدر المنثور) عبد الله بن مسعود روایت ہو کہ ہم جناب سالتا جیلے امیر علیہ السلام کے عند فرخ مند میں اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے ام رسول ہو چکا دے اس چیز کو کہ تیری طرف تیرے رب کے آماری گئی ہے یہ کہ علی مؤمنوں کا مولیٰ ہے اور اگر تو نے لکھا تو تو بخیر رسالت کو نہیں ہو چکا یا اور اسے تجھے لوگوں سے بچا کر لے گا ۔

(۱۳) عن ابن عباس قال نزلت هذه الآية يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك يوم غد يخم في علي بن ابی طالب راخرجه الواحكي في اسباب النزول والتعليق في تفسيره (ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت یا ایہا الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك يوم غد يخم کے روز نازل ہوئی ہے ۔

(۱۴) عن البراء بن عازب قال في قوله تعالى يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك اي بلغ من هذا بل علي نزلت في غدير خم خطبه رسول الله صلى الله عليه وآله ثم قال من كنت مولاه فعلي مولاه فقال عمر بن الخطاب يا علي اصبح مولاه و مولی کل مومن ومؤمنه راخرجه ابو نعیم والتعليق) براء بن عازب سے روایت ہو کہ اسے رسول علی کے غدير خم میں لکھا کہ

جب یہ آیت غدرِ خیم کے روز نازل ہوئی حضرت نے خطبہ پڑھا اور فرمایا جس کا کہ میں کہوں میں اس کا علی مولیٰ حضرت
 عرضی اور عز کہنے کے مبارک ہو تجھے یا علی تو میرا اور ہر ایک مومن اور مومنہ کا مولیٰ ہے +
 {۲۲} الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی رسولہ مائدہ ترجمہ آج میں نے کامل کیا
 ہے تمہاری لئے تمہارا دین اور میں نے پوری کی ہے تمہاری اپنی نعمت +

۱۱، عن ابی سعید الخدری عن ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا للناس فی غدرِ خیم و امر
 بما تحت الشجرۃ من شؤک فقم کان ذلک یوم الخمیس ف دعا علیاً فاخذ بضمیہ فرمھا حتی
 نظر الناس ببیان ابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال من کنت مولاً فعلی مولاً ثم لم
 یترکوا حتی نزلت ہذا الایۃ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی فقال رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم اکبر علی کمال الدین و اتمام النعمۃ و رضاء اللہ برسالتی و بالولایۃ لعلی بن
 ابی طالب راخرجہ ابو نعیم و ابو بکر بن مرد و یثعنہ و عن ابی ہریرۃ و السیوطی فی الدیم الثم
 والدیلی و ابو نعیم فیما نزل من القرآن فی علیؑ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب
 تحقیق غدرِ خیم کے روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو مبارک و خیر کے نیچے جہاڑ دو بنی
 کا حکم کیا وہاں سے کاشون کو جہاڑو سے بد کیا گیا میرا آپؐ علیؑ کو ملجا کر لئے و دنیا باز و پکڑ کر اٹھائی
 یہاں تک کہ لوگوں نے حضرت کی بغل کی سفیدی کو ملاحظہ کیا میرا آپؐ نے فرمایا جہکا گھم میں مولا ہوں ہر
 اس کا علی مولا ہے۔ پھر یہی لوگ متفرق نہیں ہوئے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی کہ آج کے روز میں تمہارا
 لیے تمہارا دین کامل کیا ہے اور میں نے اپنی نعمت کو تم پر پورا کیا ہے۔ پس جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا اللہ اکبر۔ دین کے کامل ہو جانے۔ اور نعمت کو پورا ہونے اور میری رسالت اور علیؑ کی ولایت
 پر خدا کے رضی ہونے پر +

۲۲، عن ابی ہریرۃ قال من صام ثمانیۃ عشر من ذی الحجۃ و هو یوم غدرِ خیم لما اخذ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم علیاً فقال الاستأوی بالموئین من انفسہم قالوا فہم یا رسول اللہ قال من کنت
 مولاً فعلی مولاً فقال عزیر الخطاب بنجریا ابی طالب اصبح مولای و مولی کل مؤمن فانزل
 اللہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی کتبہ صیام ستین شہرا راخرجہ ابن المغازی
 و ابو الفتح محمد بن علی بن ابراہیم التظنری ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے ذی
 الحجہ کی اٹھارہویں تاریخ کو کہ وہ غدرِ خیم کا روز ہے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر
 ارشاد کیا کہ کیا میں سب مومنوں کی جان سے اور انہیں اور لوگوں نے عرض کیا کہ بیشک یا

یا رسول اللہ آپ ہماری جان سے اولیٰ بنیں ہر حضرتؑ نے فرمایا جیسا کہ میں ہولی ہوں اسکا علی ہولی ہو اور عمرؓ
 الخطیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے مبارک ہو جیسا کہ ابن ابی طالب کہ تو میرا اور ہر ایک مومن کا مولا
 بن گیا ہے اور خدا نے یہ آیت نازل کی کہ آج سینے کامل بنیے تمہارے لئے تمہارے دین کو اور مینو
 پوری کی ہے تم پر اپنی نعمت روزہ رکھے اسکے لیے ساٹھ مہینوں کے روزوں کا ثواب لکھا جائیگا۔
 (۳) عن مجاہد قال تزلت هذه الآية بعد يوم راخرو جبالا امام الصالحاني (مجاہد
 منقول ہے کہ یہ آیت غدیر خم کے دن نازل ہوئی۔)

{۲۳} اِزَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِّ (سورہ البینہ)
 ترجمہ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں وہی لوگ سب خلقت سے بہتر ہیں۔

۱) عن جابر بن عبد اللہ قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاقبل علی فقال رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد انا کما اخی ثم اتفت الی الکعبۃ فضر بها بیدہ ثم قال والذی
 نفسی بیدہ انا وھذا وشیعتہ ہم الفائزون یوم القیامۃ ثم قال انہ اولکم ایمانا معی
 واولکم بعھد اللہ واولکم بامر اللہ واعدکم فی الرغیۃ واعظمکم عند اللہ فریۃ
 واولکم بالسویۃ قال وتزلت ھذا الایتان الذین اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اُولٰٓئِكَ
 هُمْ خَيْرُ الْبَرِّ قال فکان اصحابی متدبیرا صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقبل علی قالوا قد جاء
 خیر البریۃ راخرو جبالا ثم اذی فی المناقب وابن عساکر والسیوطی فی الدلائل المتثور
 جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کے حضور میں بیٹھے ہوئے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے حضرتؑ نے ہم سے ارشاد کیا تمہارا
 پاس میرا بھائی آیا ہے۔ پھر آپؑ نے کعبہ کی طرف متوجہ ہو کر اس پر ہاتھ مارا اور کہا قسم ہے اسرات
 کی جسکے قبضہ کرتے ہیں میری جان بتائیں اور یہ اور اسکے شیعوں کی امت کو روز بس ہی لوگ
 جنت تک پہنچنے والے ہیں پھر آپؑ فرمایا۔ تحقیق یہ تم سب کے پہلے جو پر ایمان لایا ہے۔ اور تم سب
 سے زیادہ اللہ کے عہد کو پورا کرنے والا ہے۔ اور خدا کے حکم پر تم سب سے زیادہ رعیت کو حق میں مدد
 کرنی والا ہے۔ اور تم سب کے اللہ کے نزدیک زیادتی والا ہے۔ اور تم سب سے زیادہ پورا تقسیم کرنے والا
 ہے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی کہ بے شک جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں وہی لوگ سب
 خلقت سے بہتر ہیں۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر جبکہ جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے
 تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہنو کہ عجب خلقت مجھ پر تشریف لارہے ہیں۔

(۲) عن ابن عباس قال لما نزلت هذه الآية ازال الذين امنوا وعملوا الصالحات اولئك هم خيرا البرية قال النبي صلى الله عليه وسلم لعلى انت وشيعتك تاتي يوم القيامة وهم راضين ومزهيين وياتي اعداؤك غصبا باقحين راخرجه الحافظ ابو نعيم في حلية الاولياء والد يلى في فردوس الاخبار عبد الله بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جب آیت کہ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں وہی لوگ سب خلقت سے بہتر ہیں نازل ہوئی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ابیہریرہ سلام سے ارشاد کیا تو اور تیرا گروہ قیامت میں آئینگے خوش اور خوش کیے گئے اور تیرے دشمن آئیں گے خفگی میں گرہن آئیں گے۔

(۳) عن زید بن شراحیل الانصاری کاتب علی قال سمعت علیا يقول حدثني رسول الله صلى الله عليه وآله انا مسند المصدرى فقال اى على التسم قول الله تعالى لئن امنوا وعملوا الصالحات اولئك هم خيرا البرية - انت وشيعتك موعود وموعداكم الخوص اذا اجثت الامم للحساب يدعون عرا المجالين راخرجه الخوارزمي في المناقب وابو بكر ابن مردويه والسيوطي في الدر المنثور) زید بن شراحیل الانصاری جناب ابیہریرہ سلام کے کاتب تھے کہ میں نے جناب ابیہریرہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ میرے سینہ سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے آپ نے مجھ سے ارشاد کیا یا علی تو نے خدا تعالیٰ کے فرمانے کو نہیں سنا ہے کہ بے شک وہ لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں وہ لوگ سب خلقت سے بہتر ہیں۔ پس وہ میں اور تو اور تیرا گروہ ہیں۔ میرے اور تیرے وعدہ کی جگہ حوض ہے جیسا قیامت کو آئیں گے۔

(۴) عن ابی سعید الخدری عن علی خیر البریہ راخرجه ابن عساکر ابو سعید خدری عن زید بن عاصم عن ابیہریرہ عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال اى على التسم قول الله تعالى لئن امنوا وعملوا الصالحات اولئك هم خيرا البرية - انت وشيعتك موعود وموعداكم الخوص اذا اجثت الامم للحساب يدعون عرا المجالين راخرجه الخوارزمي في المناقب) ترجمہ تحقیق یہ لوگ کہ ایمان لائے اور کام کیے اچھے البتہ کرے گا رحمن انکے لیے محبت۔

(۵) عن البراء بن عازب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلى قل اللهم اجعل لي من عندك عهدا واجعل لي في صدور المؤمنين مودة فانزل الله تعالى ان الذين آمنوا وعملوا الصالحات سيجعل لهم الرحمن ودا راخرجه احمد والبخاری وابوداؤد وفي السنن والبيهقي في جميع بين احمد بن عبيد بن عبد الله في كتابه جمع بين الصحاح الستة وصحاح المشكوة من الصحيحين الترمذي والحافظ ابو نعيم فيما نزل من القرآن في علي والتعليق في تفسيره

ابن مردودہ و سبط ابن الجوزی فی تذکرہ خواص الامہ۔ والحافظ ابن حجر فی الصواعق برار بن
عازب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علیؑ سے ارشاد فرمایا یا علیؑ دعا
کرو اور کہو کہ اے میرے پروردگار اپنے پاس سے مجھ ایک عہد عطا فرما اور مومنوں کے دل میں میری
محبت ڈال دے۔ پس خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی تحقیق وہ لوگ کہ ایمان لائے اور کام کیے اچھے
البتہ کر لیا رحمن انکے لیے محبت۔

(۲) عن محمد بن الحنفیہ فی قولہ تعالیٰ ان الذین امنوا و عملوا الصالحات سیجعل لهم الرحمن
وذا انہ قال لا یبقی مومن الا و فی قلبہ ود علی و اہل بیتہ و ذکر النقاش انہا نزلت فی علیؑ
راخرجہ الحافظ السلفی جناب محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے متعلق رک بے شک ہے
لوگ کہ ایمان لائے اور کام کیے اچھے البتہ کر لیا رحمن انکی محبت۔ روایت کہتے ہیں کہ کوئی مومن ایسا
باقی نہیں رہے گا کہ جس کے دل میں علیؑ کی اور علیؑ کے اہل بیت کی محبت نہ ہو۔ نقاش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں
کہ یہ آیت جناب امیر علیہ السلام کے حتمین نازل ہوئی ہے۔

(۳) عن ابن عباس قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدی علیؑ فصلى اربع رکعات ثم رفع
یدہ الی السماء فقال اللهم سالک موسیٰ بن عمران وانا محمد سالک ان تشرح لی صدک و لیسر لی امری
واخل عقدہ من لسانی بفقہوا قولہ واجعل لی وزیرا من اہل علیؑ اخي اشدہ بہ الوری ما شکک
فی امری قال ابن عباس سمعت منادیا ینادی یا احمد قد ایتیت ما سالک فقال النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم یا ابا الحسن ارفع یدیک الی السماء وادع ربک واسالہ یعطیک فرفع یدہ الی السماء و
یقول اللهم اجعل لی من عندک عهدا واجل لی عندک ودا فانزل اللہ علی نبیہ صلی
اللہ علیہ وسلم ان الذین امنوا و عملوا الصالحات سیجعل لهم الرحمن وذا راخرجہ بن المغازی
فی المناقب ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت زعلیؑ کا ہاتھ پکڑ کر چار عیشین نماز کی پہن پہر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر
فرمایا اے میرے پروردگار موسیٰ بن عمران تجھ سے دعا کی تھی کہ میں تجھ سے دعا کرنا ہوں یہ سب کو کشادہ کر اور میرے
کام کو آسان بنا اور میری زبان کی گہرے کو لے کر تاکہ لوگ میری بات کو سمجھ سکیں اور میری اہل کو میری بھائی اہل کو سیر و زیر ہاتھ
اس سے میری پشت کو قوی کر اور میرے امیرین سے میرے شریک گردان اور میرے دشمنوں میں سے ایک پکارنا ہے کہ
پکار تو ہو پکارنا کہ اے احمد میری دعا ہے جو کہ تو مانگ رہا ہے میں نے تجھ کو عطا کیا ہے اور میرے فرمایا اے ابا الحسن تو اپنے
ہاتھ کو آسمان کی طرف اٹھا کر خدا سے دعا کر اور میں یہی شکر ہے دعا کرتا ہوں وہ تجھ کو عطا کر لیا جناب امیرؑ دعا کی اور
میرے پروردگار مجھ کو اپنے پاس سے ایک عہد عطا کر اور اپنی طرف سے محبت عطا فرما پس خدا تعالیٰ نے انکی محبت کو نازل فرمایا

واحد

{۲۵} مزیشزی نفسه ابتغاء مرضات الله والله رؤوف بالعباد (سورة البقرہ)

اور بعض لوگوں میں سے وہ ہے کہ بچتا ہے اپنی جان کو خدا کی رضا مندی کے لئے اور اللہ شفقت کرنے والا ہے بندوں پر۔

نقل الامام حجة الاسلام محمد الغزالی في احياء علوم الدين ان ليلة بات على على فراش رسول الله صلى الله عليه وسلم اوحى الله تعالى الى جبريل وميكائيل اني اخيت منكما وجعلت عمر لهما كما اطول من الاخر فايكما يؤث صاحب بالحق فاختار كل واحد منهما الحياة فاحي اليهما فلا كنتمما مثل حلي اخيت بينه وبين محمد صلى الله عليه وسلم فبات على على فراشهم ويؤثر بالحق فاهبطا الى الارض فاحفظاه من عده فكان جبريل عند راسه ميكائيل عند رجليه يتلوا في مخبر لك يا بن ابى طالب يا هاهى الله بك والملائكة فانزل الله عز وجل ومن الناس من يشري نفسه ابتغاء مرضات الله والله رؤوف بالعباد واخوجه الثعلبي في تفسيره والحافظ ابو نعيم في الحلية) امام حجة الاسلام محمد غزالي رحمه الله عليه احياء العلوم من يكتسب من كسب شيب سحر من جناب امير عليهما السلام ان حضرت صلي الله عليه وسلم كسب بتر مبارك ريسكوبه و دگا نے جبريل اور ميكائيل عليهما السلام کی جانب وحی کی کہ میں نے تم دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے اور تم دونوں میں کسی ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ بنائی ہے۔ تم دونوں میں سے کوئی ہے کہ اپنی عمر کا حصہ اپنے دوسرے بھائی کو دیدے۔ دونوں نے اپنی عمر کی کمی کو گوارا نہ کیا خدا تعالیٰ کا حکم ہوا کہ تم دونوں علیٰ غلہ کی مثل ہرگز نہیں ہو۔ میں نے اسکو اپنے چہیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی بنایا ہے دیکھو وہ اپنے بھائی کے بستر پر سو رہا ہے۔ اور اپنی جان کو میرے رسول پر قربان کرتا ہے اور اپنی زندگی کو اپنے خدا کو رہا ہے تم دونوں میں پر جا کر اسکو اسکے دشمنوں سے بچاؤ جبریل جناب امیر کے سر مبارک کی طرف اور میکائیل پاؤں کی طرف اترے اور تمام رات انکی حفاظت کرتے رہے۔ اور بکارتے رہے شاباش اے ابن ابی طالب خدا اور اسکی فرشتے تیرے ساتھ فخر کرتے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی۔ کون ہے جو بیچے اپنی جان کو خدا کی خوشی کے لیے اور اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔

{۲۶} ولست بعطيك ريك فترضی (سورة الليل) ترجمہ اور البتہ عنقریب دیکار ب

قرا تجھے پس اضی ہوگا تو یا محمد۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فی تفسیر هذه الآية انه قال رضی اللہ عنہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان لا

بدخل احد من اهل بيته في النار راخرجه القرظي وابن المغازلي في المناقب ابن جرير في تفسيره
والسيوطي في احياء الميِّت ابن عباس رضي الله عنه اس آيت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ
وسلم رضی ہو گئے کہ انکی اہل بیت میں سے کوئی دوزخ میں نہیں ڈالا جائیگا۔

{۲۷} مرج البحرين يلتقيان (سورة الرحمن) ترجمہ چلاؤ دو دریاں ملتے ہیں۔

عن انس بن مالك في قوله تعالى مرج البحرين يلتقيان قال هو على وفاطمة وخيرجة. نهما
اللولؤ والمرجان قال الحسن بن الحسين رواه صاحب كتاب الدرر انس بن مالك رضي الله عنه سمع
اس آيت كرميه في تفسيره من كملت من دو دریا آپس میں۔ وایت ہو کہ دو دریا جناب امیر اور فاطمہ علیہما السلام
ہیں اور نکلے ان سے موتی اور موتگا (چینا جسنین میں)۔

{۲۸} واجعل لي لسان صدق في الآخرين (سورة الشعراء) ترجمہ اور بنا میرے
لیے ایک سچ کی زبان پچھلون میں۔

عن ابي عبد الله جعفر بن محمد الباقر قال لسان صدق هو علي ابن ابي طالب لما حضرت
ولايتا علي ابراهيم عليه السلام فقال اللهم اجعل من ذريتي ففعل ذلك راخرجه ابو بكر
بن مردويه جناب امام ابو عبد الله جعفر صادق ابن امام محمد باقر عليه وعلى آباءہ السلام سے مروی ہو
کہ سچ کی زبان جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام میں جیسا تکی ولایت کو جناب ابراہیم علیہ السلام
کے سامنے پیش کیا گیا انہوں نے جناب انہی میں دعا کی کہ اے پروردگار انکو میری ذریت سے بنا لے
خدا تعالیٰ نے ایسا ہی کیا۔

{۲۹} والعصر اذا لسان لفي خسر الا الذين امنوا (سورة العصر) ترجمہ

تسہ ہے اترنے دن کی بے شک انسان نقصان میں ہو مگر جو ایمان لائے۔
عن ابن عباس قال ان الانسان لفي خسر ابل و الا الذين امنوا على سلمان راجع
ابو نعیم وابن مردويه ابن عباس رضي الله عنه سے روایت ہو کہ بیشک انسان نقصان میں ہو
مراد ابو جہل ہے مگر جو ایمان لائے ان سے مراد علی اور سلمان ہیں۔

{۳۰} والنجم اذا هوى ما ضل صاحبكم وما غوى (سورة النجم) ترجمہ قسم ہے
ستارہ کی جبکہ وہ ٹوٹا نہیں گمراہ ہو صاحب تمہارا اور نہ ہٹکا

را، عن ابي الحسن بن علي بن فضال لما امر رسول الله صلى الله عليه وسلم ليل الا بواب التي
في المسجد شوق عليهم قال جنة كاني لا نظرا الى حرم بن عبد المطلب وهو تحت قطيفة حمراء

وعینا تذرفان ویقول اخرجتک و ابابکر و عمر و العباس واسکنت ابن عمک فاعلم رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قد شق علیہم فذلک الصلوة جماعۃ فصعد المنبر فلم یمس من
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبۃ کان ابلغ منها تجیدا وتوحیدا فلما فرغ قال یا ایہا
 الناس واللہ ما انا سدا تھا ولا انا فلتھا ولا انا اخرجتکم واسکنتہ وقرأ والنجم
 ہوی ما ضل صاحبکم وما غوی راخرجہ بن مردویۃ والسبق فی الدال المنقول فی سنیۃ
 النجم ابو الخمر حبیہ عرقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان
 دروازوں کے بند کر نیکا حکم دیا جو کہ مسجد میں تھے لوگوں پر نہایت شاق گذرا جب کہتے ہیں کہ اتنا
 میری آنکھوں کے سامنے وہ سمان پہر رہا ہے کہ حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سرخ رنگی اور ہے جو
 ہیں اور انکی آنکھوں سے اشک جاری ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر رہے ہیں آپ
 نے اپنے چچا اور ابوبکر اور عمر اور عباس رضی اللہ عنہم کو مسجد سے نکال دیا ہے اور اپنے چچے کے بعد
 کو رکھ لیا ہے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ ان لوگوں پر دروازوں کا بند کیا جانا
 شاق گذرا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جماعت کی منادی کرای اور منبر پر چڑھ کر ایسا
 فصیح اور بلیغ خطبہ ارشاد کیا کہ تجید اور توحید میں ویسا خطبہ نہیں سنا گیا تھا پہر فرمایا اے
 لوگو! میں نے ان دروازوں کو بند کیا ہے اور نہ کہولا ہے اور نہ نکولا ہے اور نہ اسکو رکھ لیا
 ہے پہر حضرت نے اس آیت کو پڑھا قسم ہے ستارے کی جیکہ وہ گرا نہیں گمراہ ہوا تمہارا صاحب اور
 نہیں ہٹکا اور نہیں بولتا اپنی خواہش سے مگر جیکہ اسکی طرف وحی بھی جاتی ہے تحت قوتوں
 والا اسکو سکھاتا ہے ۔

(۲) عن ابن عباس قال کنا جلوسا بکعة مع طائفة من شباب قریش وفینا رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا انقض نجم فقال علیہ السلام من انقض هذا النجم فی منزلی
 فهو وحی من ربک فقاموا ونظروا وقد انقض فی منزل علی فقالوا قد ضللت بعلی
 فزلت والنجم اذا هو ما ضل صاحبکم وما غوی راخرجہ ابن المغازی وصاحب
 بیابیع وذخائر العقبیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ مکہ میں جو انان تشر
 کے ایک گروہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہم میں قشر
 رکھتے تھے ناگاہ ایک ستارہ ٹوٹا پس حضرت نے ارشاد کیا کہ یہ ستارہ جس شخص کے گھر میں
 گرے گا وہ میرے بعد میرا دسی ہے ۔ پس لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور دیکھنے لگے وہ ستارہ جناب

امیر علیہ السلام کے گہر میں گرا۔ پس لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا درالعیاض باہر آ پ
سبب علی کے وہو کا کہاتے ہیں۔ پس یہ آیت نازل ہوئی قسم ہے ستار کی جیہ کہ وہ گرا نہیں گیا۔
ہو امتمارا صاحب اور نہ ہٹکا +

{ ۳ } وهو الذي خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصهرا وسورة الفرقان ترجمہ

اور وہ اللہ وہ ہے کہ جس نے پیدا کیا پانی سے آدمی کو پھر بنایا اسکے لیے چوہا اور سسرال کو۔
عن محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فی قوله تعالى هو الذي خلق من الماء بشرا فجعله نسبا
وصهرا قال انها نزلت فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی بن ابی طالب علیہ السلام هو ابن عم النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وزوج فاطمة علیہا السلام فكان له نسبا وصهرا وكفاية الطالب للعلامة
عبد اللہ ابن یوسف الکنی الشافعی محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کے شان نزول میں
رک وہ وہ ہے کہ جس نے پانی سے آدمی پیدا کیا اور بنایا اسکے لیے نسب اور سسرال کا رشتہ کہتو
ہیں کہ یہ آیت جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور علی بن ابی طالب علیہ السلام کے حق میں نازل
ہوئی ہے کہ وہ نسب کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم ہیں اور جناب فاطمہ علیہا
السلام کے شوہر ہونے کی وجہ سے حضرت انکے لیے سسرال کا رشتہ ہیں +

{ ۴ } سلام علی آل یاسین (سورة والصافات) ترجمہ ال یاسین پر سلام ہو

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال فی قوله تعا سلام علی آل یاسین ای علی آل محمد صلی
اللہ علیہ وسلم راخرجہ الکلبی والامام فخر الدین الرازی فی الاربعین والسمیع والشافعی
فی فضل الشرفین وابن ابی حاتم والطبرانی وابن مرد دینہ والسیوطی فی الدر المنثور ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کریمہ کہ سلام ہو آل یاسین پر کی تفسیر میں منقول ہے کہ بیت آل
محمد پر سلام ہو +

تنبیہ فقد نقل جماعة من المفسرين عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان المراد بذلك سلام
علی آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم (صواعق محرقہ) مفسرین کی ایک جماعت نے ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آل یاسین سے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے

{ ۵ } اخوان علی سرر متقا بلین (سورة الحج) ترجمہ بھائی بھائی کے تختوں پر آمنے
سامنے ہونگے +

عن زید بن ابی اوفی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعل انت معی فی فقرے

فَالْجَنَّةُ مَعَ فَاطِمَةَ ابْنَتِي وَانْتِ اخِي وَرَفِيقِي ثُمَّ لَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخواناً علياً هُوَ رَضِيقُ
 رَاخِرُهُ (احمد) زید بن ابی اونی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر
 علیہ السلام سے ارشاد کیا کہ تو میرے ساتھ میرے گھر میں قیامت کو روزِ حُجَّت میں میری بیٹی فاطمہ کے
 ساتھ ہوگا اور تو میرا بہائی اور رفیق ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو پڑھا بہائی بابر
 کے تختون پر آئے سامنے ہونگے *

(۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيَا أَحِبَّالِيكَ أَنَا مِ فَاطِمَةَ قَالَ فَاطِمَةُ أَحِبُّ
 إِلَى مِنْكَ وَانْتِ اعْرِضِي عَلَيَّ مِنْهَا وَكَانِي بِكَ وَانْتِ عَلَيَّ حَوْضٌ قَدْ وَدَعْنَهُ النَّاسُ وَانْتِ عَلِيٌّ
 لَا بَارِيقَ يَنْتَلِ عِلْدٌ وَنَجْمُ السَّمَاءِ وَانْتِ وَالْحُسَيْنُ وَفَاطِمَةُ وَعَقِيلٌ وَجَعْفَرُ أَخَوَانَا
 عَلِيٌّ سِرٌّ مَتَقَابِلَيْنِ (راخو جہ ابن مردودہ) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر
 تھے عرض کیا یا رسول اللہ ہم دونوں میں سے کون حضور کو زیادہ پیارا ہے میں یا فاطمہ آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا فاطمہ تم سے زیادہ پیاری ہیں اور تم ان سے زیادہ عزیز ہو میں اور تم
 حوض پر اکٹھے ہونگے تم لوگوں کو اس سے ہٹاؤ گے اور اس پر آسمان کے ستاروں کی تعداد کو ملاؤ
 پیالے ہونگے اور تو اور حسن اور حسین اور فاطمہ اور عقیل اور جعفر بہائی بابر کے تختون پر آئے
 سامنے ہونگے *

{۳۴} هُوَ الَّذِي آتَاكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ (سورة انفال) ترجمہ وہ وہ خدا ہے
 کہ جس نے تیری تائید کی اپنی مدد سے اور مومنوں سے *

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى هُوَ الَّذِي آتَاكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ قَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكْتُوبٌ عَلَى الْعَرْشِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
 آيَاتُهُ بَعْلِيٌّ ابْنُ طَالِبٍ رَاخِرُهُ أَبُو هُرَيْرَةَ فِي الْحَلِيَّةِ وَالْمَعَانِي وَالسِّيَاطِ فِي الدَّلَالِ الْمُنْتَوِي
 ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اس نے تیری تائید کی اپنی مدد سے
 ساتھ اور مومنوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرش پر لکھا ہوا ہے نہیں ہوا خدا کے
 کوئی معبود اور انھما کیلئے وہ اکیلا ہے کوئی اسکا شریک نہیں محمد میرا بندہ اور میرا رسول ہے میرے
 علی بن ابیطالب کے ساتھ ہونے کی تائید ہے *

{۳۵} وَأَقِمِ الصَّلَاةَ وَآتِ الزَّكَاةَ وَارْكَعْوَاعًا مَعَ الرَّاكِعِينَ (سورة البقرة)
 ترجمہ اور قائم رکھو نماز کو اور دو تم زکوٰۃ کو اور جھکو تم جھکنے والوں کے ساتھ *

عن مجاهد عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال نزلت هذه الآية في رسول الله صلى الله عليه وسلم وعلى خاصة وهما اول من صلي وركع (اخرجه الطبراني في الخصائص والحافظ ابو نعیم - وابن المغازلي في المناقب وسبط ابن الجوزي، في تذكرة خواص الامم مجاهد رحمته الله عليه ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیر علیہ السلام کے حق میں خاص کر نازل ہوئی اور انہیں دونوں صاحبوں نے اول نماز پڑھی ہے اور یہی دونوں پہلے جگہ میں ہیں۔

{۳۶} والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار رؤسنا ورحمة جو لوگ کہ قدیم ہیں پہلے وطن چھوڑنے والے۔ اور مدد کرنے والے۔

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ و السابقون الاولون قال سبق يوشع بن نون الى موسى وسبق صاحب الياسين الى عيسى وسبق علي بن ابي طالب الى محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم (اخرجه الضحاك والطبراني وابن مردويه، ابن عباس رضی اللہ عنہ آید و السابقون الاولون کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ یوشع بن نون نے جناب موسیٰ علیہ السلام کی طرف اور صاحب الیاسین یعنی حواریوں کے دو رشتہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اور جناب امیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سلام لانے میں سبقت کی ہے۔

{۳۷} فاما نذہابن بك فانا منهم منتقمون (سورة التخوف) ترجمہ پس اگر تم تجھ کو لے گئے تو ہم کو ان سے بدل لیتا ہے۔

(۱) عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فاما نذہابن بك فانا منهم منتقمون نزلت في علي انه ينتقم من الناكثين والفاصلين والمارقين (اخرجه ابو بكر بن مردويه والدليل في فردوس الاخبار والسبغ في الدلائل) جابر بن عبد الله رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ آیت فاما نذہابن بك فانا منهم منتقمون علی علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی کہ وہ ناکثین اور فاصلین اور مارقین کو میرے بعد اقامت لین گئے۔

(۲) عن حذيفة رضي الله عنه قال قوله فانا منهم منتقمون يعني اخرجنا الحافظ ابو نعیم، حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ خدا کی کلام پاک میں کہ ہم نے بدل لینگے مراد ہے کہ بذریعہ علی کے ہم اپنی بدل لینگے۔

{۳۸} وجنات من اعناب و زرع و نخیل صنوان و غیر صنوان یستقی بماء

واحد سورہ رعد ترجمہ اور باغ انگورون سے اور کہیتیان اور کجورین میں ایک جڑ میں
کی اور بن ملی جڑ میں یعنی ایک شمالی میں ایک کجور پلائی جاتی ہیں ایک پانی سے *

عن جابر بن عبد اللہ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول الناس من اشجار رشتی وانا
واشتی علی من شجرة واحدة ثم قرأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجنات من اعناب و زرع
و نخیل صنوان و غیر صنوان یستقی بماء واحد راخرجه ابو بکر بن مرد و ہ و صحیح علی
ہذا الحاکم جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا
ہے کہ لو کہ متفرق شجروں سے ہیں اور میں اور تو یا علی ایک شجرہ سے ہیں یہ حضرت نے اس آیت
کو پڑھا۔ اور باغ انگورون سے اور کہیتیان اور کجورین میں ایک جڑ میں کی اور بن ملی جڑ میں
ایک شمالی میں ایک کجور پلائی جاتی ہیں ایک پانی سے *

{۳۹} یوم لا یخسر اللہ النبی والذین امنوا معہ (سورہ التحریم) ترجمہ

جس دن اللہ ذلیل نہ کرے گا نبی کو اور جو ایمان لائے ہیں اسکے ساتھ *
عن ابن عباس یقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول من یکنی من حلل الجنة
ابراہیم الخنثی من اللہ عز وجل ثم محمد لانہ صفا اللہ ثم علی بن ابی طالب بینہما الی الجنان
ثم قرأ یوم لا یخسر اللہ النبی والذین امنوا معہ راخرجه ابن مرد و ہ ابن عباس رضی اللہ
عنہما یقول ہے کہ جناب سالما صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے روز سب کے اول
جناب ابراہیم علیہ السلام باعت خلیل اللہ ہونیکے جنت کو لباس ہو لبوس ہونگے یہ جناب محمد صلی
اللہ علیہ وسلم کیونکہ وہ برگزیدہ درگاہ الہی ہیں یہ علی اور وہ ان دونوں کے درمیان جنت میں تھیں
ہونگے۔ یہ حضرت نے اس آیت کو پڑھا *

{۴۰} وکفی اللہ المؤمنین القتال وکان اللہ قویا عزیزا (سورہ الاحزاب)

اور آپ اللہ تعالیٰ اللہ نے مسلمانوں کی لڑائی اور ہے اللہ زور آور و زبردست *
عن عبد اللہ بن مسعود کان یقرأ هذا الحروف وکفی اللہ المؤمنین القتال بعلی وکان
اللہ قویا عزیزا راخرجه بن مرد و ہ و ابن ابی حاتم و ابن عساکر و السیوطی فی الدر المنثور
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس آیت کو اس طرح پڑھا کرتے تھے کہ کفایت کی اللہ نے مسلمانوں کو
لڑائی میں علی کے ساتھ اللہ ہے قوی عزیز و مال *

{۴۱} فی بیوت اذن الله ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ لیسر لہ فیہا بالعدو

والاصال (سورة النور) ترجمہ ان گہروں میں کہ اللہ تعالیٰ نے انکے بلند کیے جانے اور ان میں اپنے نام کے ذکر کیے جاتے کا حکم کیا ہے صبح اور شام اس میں اسکے لیے تسبیح کرتے ہیں عن انس و بید رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیوت اذن اللہ الخ فقال رجل ای بیوت هذا یا رسول اللہ قال بیوت الانبیاء فقال ابو بکر و هذا البیت منها و اشار الی بیت علی و فاطمة قال نعم من افاضلہا راخوجہ بن مرد و یہ والسیوط فی الدر المنثور) انس بن مالک اور بیدہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا آیت پر ہی ایک شخص عرض کرنے لگا یا رسول اللہ یہ کن گہروں سے مراد ہے آپ نے فرمایا انبیاء کے گہروں سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ گہر یعنی جناب علیؑ اور فاطمہؑ کا انہیں گہروں میں ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ انکے بہترین میں سے +

{۴۲} یا ایہا الذین امنوا لا تمروا الطیبات ما احل اللہ لکم رسول

مائدہ) ترجمہ اے وہ لوگو کہ تم ایمان لائے ہو مت حرام کرو پاک چیزوں کو کہ خدا تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال کی ہیں +

۱) عن قتادة عن ابن عباس قال انہا نزلت فی علی و اصحابہ و قال ان علیا و عجا من اصحابہ منہم عثمان بن مظعون ادا و ان یفخلوا عن الدنیا و یترکوا النساء و یتبرکوا فنزلت ہذا الاية راخوجہ ابو بکر بن مرد و یہ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر اور انکے بعض دوستوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جناب امیر اور انکے بعض دوستوں نے کہ جن میں سے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ہی تھے یہ ارادہ کیا تھا کہ دنیا سے کنارہ گیری اختیار کر لینی چاہیے اور عورتوں کو جوڑ کر رہا ہو جیسے ہم یہ آیت نازل ہوئی +

{۴۳} اصحیذون الناس علی ما اتاہم اللہ من فضلہ (سورة النساء)

ترجمہ کیا لوگ چہد کرتے ہیں اس شخص پر جس کو دیا ہے اللہ نے اپنے فضل سے۔

عن محمد الباقر فی قولہ ام یحیذون الناس الخ انه قال واللہ نحن اهل البیت و الناس راخوجہ ابن الحسن الخازنی فی المناقب والعلامة ابن حجر فی الصواعق جناب امام

اس میں اپنے نام کے ذکر کیے جاتے ہیں صبح اور شام اس میں اسکے لیے تسبیح کرتے ہیں

ترجمہ

{۴۴} **واعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا** (سورة آل عمران) ترجمہ اور ضبط
پھر واسطہ کی رسی کو سب ملکر اور پھوٹ نہ ڈالو۔

عن جعفر الصادق في تفسير هذه الآية انه قال نحن حبل الله (اخرجه الثعلبي في تفسيره)
والعلامة بن حجر في الصواعق جناب امام جعفر صادق عليه السلام سے اس آیت کی تفسیر میں
روایت ہو کہ وہ خدا کی رسی ہم ہیں۔

{۴۵} **كَمْشَكْوَةٌ فِيهَا مَصَابِحُ** (سورة النور) ترجمہ مانند چراغدان کے ہے حسین چراغ ہو
عن ابی جعفر قال سألت الحسن عن قول الله تعالى كَمْشَكْوَةٌ فِيهَا مَصَابِحُ قال المشكوة فاطمة

وشجرة مباركة ابراهيم لا شرقية ولا غربية لا يهودية ولا نصرانية نور على نور منها اما
بعد امام يهك الله لنوره من يشاء يهك الله لو لا يتنا من يشاء (اخرجه المغازلي) جناب
امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ میں نے جناب حسن سے اس آیت کی تفسیر کو پوچھا وہ فرمایا
تے نہ چراغدان سو مرا جناب فاطمہ میں اور شجرہ مبارکہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور لا شرقیہ و
لا غربیہ سے یہ مراد ہے کہ جناب فاطمہ نہ تو یہودی تھیں اور نہ نصرانیہ اور نور علی نور سے یہ مراد ہے
کہ ان سے امام کے بعد امام پیدا ہوتا رہیگا۔ اور اس حدیث کرتا ہے اپنے نذر سے جو چاہے اس
سے یہ مراد ہے کہ اللہ ہماری ولایت سے جسے چاہے ہدایت کر سکتا ہے۔

{۴۶} **وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حَسَنًا** (سورة الشعراء) ترجمہ جس نے نیکی
کا کسب کیا ہم اس کے لیے نیکی زیادہ کرتے ہیں۔

عن ابن عباس رضي الله عنه قال ومن يقترف حسنة قال المودة لال محمد صلى الله عليه
وآله (اخرجه الثعلبي في تفسيره) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس نے نیکی کا کسب کیا پھر
جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے ساتھ دوستی کی۔

{۴۷} **اَفَمَنْ وَعَدْنَاهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيهِ** (سورة القصص) ترجمہ پس
جس کے ساتھ کہہئے نیک وعدہ کیا ہے پس وہ اسکو ملیگا۔

عن مجاهد رحمه الله عليه قال تولى هذه الآية في علي وخمسة رضي الله عنهم اراخو حبه الحب
الطبري في الرياض مجاهد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہو کہ یہ آیت جناب امیر اور حمزہ رضی اللہ عنہما کی
کی شان میں نازل ہوئی۔

{۴۸} **اَمِنْ شَرِّهِ** **صَلَّى** **لِلْاِسْلَامِ** **فَوْضُو** **عَلَى** **نُورِ** **مُزْنٍ** (سورة الزمر) ترجمہ

پہن جس کا کہ سینا نے اسلام کے لیے کہو کہ یا سو وہ اجاگے ہیں ہے اپنے رب کے *

قال الواحدی فی کتابہ المسمی باسباب نزول القرآن نزلت هذه الآية فی علی وحمزة و
قست قلوبہم ابولہب واولادہ وھکذا ذکرت ابو الفرج ابن الجوزی امام واحدی کتابا بآیات
نزول القرآن میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت جناب علی اور حمزہ کی شان میں نازل ہوئی ہے اور جس کا دل
سخت ہو گیا وہ ابولہب ورسول کی اولاد ہے علامہ ابو الفرج ابن جوزی نے بھی اسکا ذکر کیا ہے *

{۴۹} **اِنَّمَا** **وَلِيكُمُ** **اللّٰهُ** **وَرَسُولُهُ** **وَالَّذِينَ** **آمَنُوا** **يُقِيمُونَ** **الصَّلَاةَ** **وَيُؤْتُونَ**

الزَّكَاةَ **وَهُمْ** **رَاكِعُونَ** (سورة مائدہ) ترجمہ بخیر اسکے نبین کہ تمہارا رفیق اللہ اور اسکا
رسول ہے اور وہ لوگ کہ ایمان لائے نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں درآئیں ایک وہ رکوع کیے

ہوئے ہیں *

عن ابن عباسؓ کان جالسا علی شفير زمزم يقول قال رسول الله صلى الله عليه
واله وسلم اذا قيل رجل متعمم بعمامة فجعل ابن عباس لا يقول قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم الا قال الرجل قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ابن عباس سالتك يا الله
من انت فكشف العمامة عن وجهه وقال ايها الناس من عرفني فقد عرفني فانا ابن خزيمة
الغفاري سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم عليه بهاتين والا فسمتا ورأيت بهاتين والا
فسمتا يقول عن علي انه قائد البرية وقاتل الفجق منصور من نصره مخذول من خذله
اما اني صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما من الايام الظهر فسال سائل في
المسجد فلم يعطه احد شيئا فرجع السائل يديه الى السماء وقال اللهم اشهد اني سالت
في مسجد نبيك ولا يعطيني احد شيئا وكان علي في الصلوة راكعا فادعى اليه فخصص
اليه وفيها خاتمة فاقبل السائل فاحذ الخاتم من خصره فرجع رسول الله صلى الله عليه وسلم
طرفه الى السماء فقال اللهم ان اخي موسى سالك فقال رب اشهد لي صدقك وليس لي
امر ولا حلل عقد من لسانه فيفقهوا قولي واجعل لي ذري من اهل هارون اخي
اشدد بازدي واشركه في امره فانزلت عليه قرآنا مستند عضدك ونجعل لكما
سلطانا اللهم اني محمد نبيك وصفيك اللهم فاشهد لي صدقك وليس لي امر ولا حلل
لي وذري من اهل عليا اشدد بهابدي قال ابو ذر فما استتم دعاء حتى اتى جبريل بن

عند الله قال يا محمد اقرأ انما وليكم الله ورسوله والذين يقيموا الصلوة ويؤتوا الزكوة وهم
 راكعون (اخرجه ابواسحاق الثعلبي في تفسيره) ایک دفعہ ابن عباس رضی اللہ عنہ چاہ زمزم کے کنارے
 بیٹھ ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک آدمی عمامہ پوش آنکلا
 ابن عباس نے حدیث کے بیان کرنے میں توقف کیا وہ شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرنے
 لگا ابن عباس کہنے لگے اے شخص میں تجھے خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں سچ بتا تو کون ہے اس نے اپنا چہرہ
 کھول دیا اور کہنے لگے لوگو جس نے مجھے پہچا ہو پہچانا ہو اور جس نے کہ نہ پہچا نا ہو وہ پہچان لے کہ میں ابوذر غفاری
 ہوں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان دو کانوں کے ساتھ سنا ہے ورنہ یہ دونو ہرے ہو جائیں
 اور ان دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے ورنہ یہ دونوں پٹم ہو جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی
 کی شان میں فرماتے تھے وہ نکو کاروں کا پیشوا ہے اور بدکاروں کا قاتل ہو فتح مند ہوا وہ شخص
 کہ جس نے اسکی مدد کی اور چوڑا کیا وہ شخص جس نے کہ اسکو چوڑا میں ایک روز جناب رسالت صلی اللہ
 علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا ایک سائل نے آکر سوال کیا کیسے اسے کچھ دیا سائل
 آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہنے لگا اے خدا گواہ رہو میں نے رسول کی مسجد میں سوال کیا تھا مجھے
 کیسے کچھ نہیں دیا جناب امیر کرمین تھے سائل کی طرف اپنے دہنے ہاتھ کی ہنگلی سے اشارہ کیا اس
 میں ناگوئی تھی سائل نے بڑبڑاتا رہی یہ صاحب حضرت نے دیکھا کہ جناب الہی میں دعا کی الہی میری بہائی
 موسیٰ سے ہے تجھ سے ہست عار کی تھی کہ لے میرے پروردگار میرے سینہ کو کھول اور میرے کام کو آسان
 بنا میری زبان کی گرہ کھول تاکہ میری باتیں لوگ سمجھ سکیں اور میرے گھر کے لوگوں سے میرے بہائی
 ہارون کو میرا وزیر بنا اسکی وجہ سے میری پشت کو قوی کر اور اسکو میرے کام میں میرا شریک بنا پس
 الہی تو نے اپنا قرآن نہ پنازل کیا کہ ہم تیرے بہائی کی وجہ سے تیرے بازو قوی کرینگے اور تم دونو
 کو غالب بنا گینگے۔ الہی میں محمد ہوں اور تیرا نبی برگزیدہ ہوں پس میرے سینہ کو نبی کھول اور میرے
 کام کو آسان کر اور میری گرہ رالوں میں سے علی کو میرا وزیر بنا اور اسکی وجہ سے میری پشت کو قوی کر
 ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کو ختم نہیں کیا تھا کہ حبیریل
 خدا کے پاس سے تشریف لائے اور کہنے لگے یا محمد پڑھ بجز اسکے نہیں کہ تمہارا رفیق اللہ اور ہمارا رسول
 ہے اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں دینا خالی کہ وہ رکوع کیسے ہو

ہمین *

(۲) عن ابن عباس قال قال اقبل عبد الله بن سلام ومعه نفر من قومه ممن قد امنوا بالنبي

صَلَّی اللہ علیہ فقالوا یا رسول اللہ انما زلنا بعیدۃ لیس لنا مجلس من هذا المجلس ان قونا
 لما راونا امنا باللہ ورسولہ وصدقناہ ورفضونا۔ واکو علی انفسہم ان لا یجالسونا ولا ینکحونا
 ولا ینکحونا فشق ذلك علینا فقال لهم النبی انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا ثم
 از النبی صلی اللہ علیہ خرج من المسجد والناس بین قائم وراکم فرای لسائل فقال لہ
 النبی صلی اللہ علیہ اهل اعطاک احد شیئا فقال نعم خاتما فقال صلی اللہ علیہ من اعطاک
 قال ذلك القائم وادمی بید الی علی فقال صلی اللہ علیہ ولہ علی ای حال اعطاک قال اعطاک
 وهو راکم فکبر النبی صلی اللہ علیہ ثم قرء ومن یتولی اللہ ورسولہ والذین امنوا فافزح
 اللہ ہم الغالبون فانما احسان بن ثابت ؓ ابا حسن تقدیک روحی معیتی + وکل بطنی
 فی الہدی والمسارح + فانت الذی اعطیت اذکنت راکعا + قد تک نفوس الخلق یا خیر راکم
 جناحک المیمون یا خیر سید + یا خیر ساجد ثم یا خیر راکم + فاتزل فیک اللہ خیر ولایۃ
 وبینہا فی محکمات الشرائع + وایضا قال ؓ من ذاب غایمہ تصدق راکعا + واسرفی نفسہ
 اسرا + من کان بات علی فراش محمد + ومحمد اسری غوال غارا + ومن کان فی
 القرآن سمی مؤمنا + فی تسع آیات تلین غمرا را اخرجہ ابوبکر بن مردویہ والنخوارزمی
 فی المناقب۔ وسبط ابن الجوزی فی تذکرہ خواص الامہ (ابن عباسؓ کتہ بہین کا کہنے فہ
 عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے چند مسلمان بہائیوں کے ساتھ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کنج دست میں عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ہمارے گھر بہت دور ہیں اور سو اس مجلس کے کوئی بہائی
 مجلس نہیں کہ جس میں ہم شہیدہ سکین جیسے ہماری قوم نے دیکھا ہے کہ ہم خدا اور خدا کے رسول پر ایمان
 لائے ہیں اور ہم نے اسکی تصدیق کی ہے انہوں نے ہم سے ملاقات چوڑ دی ہے اور عہد کر لیا ہے
 کہ وہ نہ ہمارے پاس بیٹھیں اور نہ ہم سے نکاح کرتے ہیں اور نہ ہم سے بات چیت کرتے ہیں یہ بات
 ہم پر نہایت شاق گذر رہی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو اسکے نہیں کہ تمہارا رفیق
 اللہ اور اسکا رسول اور وہ لوگ ہیں جو کہ ایمان لائے ہیں یہ فرما کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے
 باہر تشریف لی گئے اور لوگ ابھی قیام اور رکوع میں تھے پس حضرت نے ایک سائل کو دیکھا اور اس
 سے پوچھا تجھے کسینہ کچھ دیا ہے وہ عرض کرنے لگا ہاں مجھے انگوٹھی دی ہے آپ نے فرمایا کس نے
 دی ہے اس نے جناب علیؓ کی طرف ہاتھ کا اشارہ کر کے کہا اس کھڑے ہو شخص نے آپ سے
 پوچھا کس حالت میں دی وہ کہنے لگا کہ عکیمیا است میں حضرت نے عکیمیر ٹپکے پر اس آیت کو پڑھا جو

شخص کہ اللہ اور اس کے رسول اور ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے ہیں دوستی رکھتا ہے پس خدا کا روزہ ہی غالب ہو نہ والا ہے پھر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار کہے ہیں ۱۵۱ ابو الحسن عجب پر میری روح اور جان قربان ہو جاؤ اور ہر ایک وہ شخص کہ عبادت میں کندی اور تیزی کرنے والا ہے۔ پس تو وہ ہے کہ رکوع کی حالت میں بختا۔ علم لوگوں کی جان عجب پر فدا ہوا ہے سب رکوع کرنے والوں سے بہتر بخششی تو نے اپنی انگوٹھی اسے بہتر اور سردار قوم کے ایسے سب سجدہ کرنے اور رکوع کرنے والوں سے بہتر پس خدا نے تیری ولایت میں نص کو نازل کیا۔ اور ہر کوئی شریعت کے محکات سے بیان فرمایا۔ اس کے بعد انہوں نے ان اشعار کو بھی پڑھا کہ کون اس سے جھگڑ سکتا ہے جس نے رکوع کی حالت میں بخشش کی ہو اور خدا نے اس کے نفس میں اپنے سارے کو نصبت رکھا ہے۔ اس کے سوا کون شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہتر مبارک پر سوا ہے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو غار کعبہ میں تشریف لیا رہے تھے۔ اس کے سوا خدا نے کس کو قرآن مجید کی نو آیتوں میں مومن کہا ہے اور پڑھتا ہے تو ان کو رکوع اور سجود میں +

(۳) عن عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ قال اذن بلال فقام الناس يصلون فمن بين راکم وساجد وسائل يسأل فاعطاه على خاتمه وهو راکم فاخبر السائل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقام عليه فليكن الله ورسوله والذين امنوا بقیون الصلوة ویؤتوا الزکوة وهم راکعون راخرجه الواحد فی کتابہ المسمی باسمنا نزول القرآن۔ والحافظ ابن الاثیر فی کتابہ جامع الاصول عن صحیحہ النسائی قال بنی الجوزی (عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی اور لوگ نماز کے لیے کھڑے ہو گئے ابھی لوگ رکوع اور سجود ہی میں تھے کہ ایک سائل سوال کرنے لگا جناب امیر رکوع کیسے ہوئے تھے اسی حالت میں اسے اپنے اپنی انگوٹھی عطا کی سائل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی اطلاع دی حضرت نے ہر کوئی آیت پڑھ کر سنائی۔ پھر اس کے نہیں کہ تمہارا رفیق اللہ اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دیتے ہیں +

تنبیہ فی الکشاف فاز قلت کیف صح ان یکن لعل واللفظ لفظ الجمع۔ قلت فجابه علی لفظ الجمع وان کان السبب فی وجوب واحد لیرغب الناس فی مثل فعلہ فینالوا بمثل ثوابہ ولستہ علی ان سجدۃ المؤمنین یجب ان تكون علی هذه الغایة من الخوص علی الالبس والاحتشاش وتفقد الفکرۃ حتی ان الزمهم امر لا یقبل التاخیر هم فی الصلوة لم یوحد۔

آپ کی علامہ زرخشری رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کشاف میں لکھتے ہیں اگر تو یہ کہے کہ یہ بات جناب علیؑ کیوں نہ ہو سکتی ہے کیونکہ اس آیت میں تو لفظ جمع کا استعمال ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ لفظ جمع کا اپنے مستعمل ہوا ہے اگرچہ دراصل سبب سہم ایک ہی آدمی ہے۔ لیکن جناب امیرؑ تاکہ لوگ انہیں کے ثواب کے سوا فرقہ واپس حاصل نہ کریں۔۔۔ کیونکہ مومنین کی حضرات اسٹی رہبر پر چاہیے اور انکو احسان کرنے پر اور فقراء کے حال کی غمخواری پر پتہ در حص چاہیے کہ انکو نماز سے بھی ہر مین تاخیر نہ ہو۔

{۵} **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِ مَوَّابِينَ يَدِي خَوْفًا**
الْصَّدَقَةِ ذَلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ رَسُولَ عِبَادِهِ ترجمہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو جو وقت
 کہ تم لوگ رسولؐ سے براہِ کھوتور از کہتے سے پہلے صدقہ دو تمہارے لیے یہ بہتر ہے۔

(۱) عن علی قال لما نزلت يا ايها الذين امنوا اذا ناجيتم الرسول اني قال صلى الله عليه
 لعلي هم ان يتصدقوا قال بكم يا رسول الله قال بد ينار قال لا يطيقونه قال فنصف دينار
 قال لا يطيقونه قال فبكم قال بشعيرة قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم انك لو هب فارتل الله
 تعالى واشفقتم ان تقد موا بين يدي خجوا بكم صدقات الاله وكن يقول بي خفف عن
 هذه الامة راخرجه النسائي والعلبي والواحد جناب امير عليہ السلام سے روایت ہو کہ جب آیت
 بخجی نازل ہوئی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ لوگوں کو جا کر کہو کہ صدقہ
 دیا کریں میں نے عرض کیا یا رسول کس قدر فرمایا ایک دینار میں نے عرض کیا لوگوں میں اس قدر طاقت
 نہیں ہے فرمایا نصف دینار۔ میں نے عرض کیا ان کو اس کے دینے کی بھی طاقت نہیں فرمایا ہر
 کس قدر میں نے عرض کیا صرف جو بہرہ سونا حضرت نے مجھے ارشاد کیا تو بہت ڈر گیا اللہ ہے پس خدا
 تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ڈر گئے تم راز مجھ سے سو بیستہ صدقہ دینے سے پس جناب امیرؑ فرمایا اگر تم
 تھے کہ میری وجہ سے اس امت پر تخفیف ہوئی ہے۔

(۲) عن علی قال هذه الآية من كتاب الله ما عمل بها احد قبلي ولا يعمل بها احد
 بعدی کان عندی ديناراً تصدقته فقلت اذا ناجيته تصدقت بد رهم وسالت رسول الله
 صلی اللہ علیہ وسلم عشر مسائل فاجابني عنها فقلت يا رسول الله ما الحق فاء قال الحق
 والشهادة ان لا اله الا الله - قلت ما الفساد قال الكفر والشرك بالله - قلت ما الحق قال
 الاسلام والقرآن والولاية اذا انتهت اليك - قلت ما الحيلة قال ترك الحيلة - قلت ما
 علي قال طاعت الله وطاعة رسوله - قلت وكيف ادعوا الله بها قال بالصدق واليقين -

قلتُ ماذا اسأل الله - قال العافية - قلتُ وما اصنع لنجات نفسي - قال كل حلالا قل صدقا
 قلتُ وما السرور قال الجنة قلتُ وما الراحة قال لقاء الله حين فرغت منها راخو جبر الجود
 في اسباب النزول وتفسير مدارك جناب امير عليه السلام سرور ایت ہو کہ قرآن مجید کی اس آیت کے
 ساتھ نہ مجھے پہلے سینے عمل کیا ہے اور نہ کوئی بعد میں کرے گا میرے پاس ایک دینار تھا میں نے اسکو
 خرچ کیا اور حبیبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوئی بیدگی بات پوچھتا تو ایک درہم صدقہ کرتا
 اسی طرح سے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دس سکو پوچھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے
 انکا جواب دیا۔ پس میں عرض کیا یا رسول اللہ وفا کسے کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا توحید اور لا الہ الا اللہ پر
 گواہی دینے کو۔ میں نے عرض کیا فساد کیا چیز ہے۔ فرمایا کفر اور خدا کے ساتھ شریک کرنا۔ میں نے کہا
 حق کیا ہے۔ فرمایا اسلام اور قرآن اور ولایت جبکہ تجہ تک پہنچے۔ پھر میں نے عرض کیا حید کیا ہے
 فرمایا حید کا ترک کرنا۔ میں نے کہا مجھے کیا چیز فرض ہے۔ فرمایا خدا کی بندگی اور اس کے رسول ص کی
 اطاعت۔ میں نے کہا میں خدا کو کس طرح پکاروں۔ فرمایا صدق ہو اور یقین سے۔ میں نے کہا میں خدا
 سے کیا مانگوں فرمایا عافیت۔ میں نے کہا میں اپنی جان کی خلاصی کے لئے کیا کروں۔ فرمایا حلال
 کما اور سچ بول۔ میں نے کہا خوشی کیا ہے۔ فرمایا جنت۔ میں نے کہا آرام کیا ہے فرمایا خدا کا دیدار
 جبکہ تو حساب کتاب سو فارغ ہو جائے *

رس (عن ابن عمر) قال قلت لعلی لو کان لی واحدة منہن احب الی من حمرا النعم نذیر
 فاطمة واعطاء الراية واية النجوى راخو جبر ابن مرد ویتا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو
 کہ جناب انبیر میں تین ایسی باتیں تھیں کہ اگر ان میں سے ایک ہی مجھے حاصل ہوتی تو مجھے سرخ
 پشم والے اونٹ سو ہی زیادہ محبوب ہوتی جناب سیدہ علیہا السلام کو انکا نکاح ہونا۔ اور انکو علم کا
 دیا جانا۔ اور آیت نجوی کے ساتھ انکا عمل کرنا *

{۱۵} ان الله وملتکے يصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علی
 وسلموا تسلیما (سورة الاحزاب) ترجمہ بتحقق اللہ اور اس کے فرشتے درود پڑھتے ہیں
 نبی پر اسے وہ لوگو کہ تم ایمان لاؤ درود پڑھو اس پر اور سلام بھیجو سلام بھیجنا *

را (عن کعب بن علقمہ) قال لما نزلت هذه الاية قلنا یا رسول الله کیف فعلت وكيف تسلم علیہ
 قال قولوا اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک
 حمید مجید اللهم بآل علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم

انک حمید مجید (اخرجہ البخاری والمسلم) کوفہ عجمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت نازل ہوئی مجھے عرض کیا یا رسول اللہ ہم حضور پر کس طریق سے درود اور سلام بھیجا کریں فرمایا کہا کرو۔ اے ہمارے پروردگار۔ درود بھیج محمد اور آل محمد پر جیسے کہ تو نے درود بھیجا ہے ابراہیم اور آل ابراہیم پر تحقیق توستودہ اور بزرگ ہے اور اے ہمارے پروردگار برکت کر محمد اور آل محمد پر جیسے کہ تو نے برکت کی ہے ابراہیم اور آل ابراہیم پر تحقیق توستودہ اور بزرگ ہے *

{۵۲} والسابقون السابقون اولئك المقربون في جنات النعیم (سوال واقعہ) ترجمہ اگلاڑی والے سواگلاڑی والے وہی ہیں نزدیک نعمتوں کے باغوں میں *

(۱) عن ابن عباس قال سالت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن قوله تعالى والسابقون السابقون ائجه فقال قال لي جبرئيل ذاك على (اخرجہ ابن مردويه) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسالتہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت والسابقون السابقون کی تفسیر پوچھی آپ نے فرمایا جبرئیل نے کہا کہ علی ہیں *

{۵۳} واذا لقوا الذين امنوا قالوا امنوا واذا اخلاوا الى شياطينهم قالوا انا معكم انما نحن مستهزون (سورة البقرة) ترجمہ جب وہ ملتے ہیں ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں اور جب وہ اپنے شیطانوں سے جاملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو ہنسی کرتے والے ہیں *

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنه ان عبد الله بن ابي واصلًا به خرجوا فاستقبلهم نفر من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال عبد الله بن ابي واصلًا به انظروا كيف ارد هؤلاء السفهاء عنكم فاخذ بيد علي فقال مرحبا يا بن عم رسول الله صلى الله عليه وسلم وختنه وسيد بني هاشم ما خلا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال علي يا عبد الله اتق الله ولا تنافق فان المنافق اشتر خلق الله فقال مهلا يا ابا الحسن ان ايماننا كما يمانكم ثم تفرقوا فقال ابن ابي واصلًا به كيف رأيتم ما فعلت فاشتموا علي خيل وتزل على رسول الله صلى الله عليه وسلم واذا لقوا الذين امنوا انما نحن مستهزون ابن مردويه ابن عباس رضي الله عنه سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن ابی واصلؓ کے ساتھ ان کے دوستوں کے ساتھ آ رہے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب کو آتے ہوئے دیکھ کر اپنے دوستوں سے کہنے لگا دیکھو میں ان یقوتوں کو کس طرح سے تم سے ملتا ہوں یہ کہہ کر خیل میں

کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا شاہ باشل اے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم اوسانکے داماد
اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا تمام بنی ہاشم کے سردار جناب امیر نے اس سے فرمایا اور
عبداللہ خدا سے خوف کرا اور منافقت رست کر بیشک منافق تمام خلقت کا شریر ہوتا ہے کہنے لگا
اے ابو الحسن چوڑ۔ ہمارا ایمان تو تمہارے ایمان کی طرح سے ہے یہ کہہ کر جناب امیر کے پاس سے
چلا گیا اور اپنے دوستوں سے کہنے لگا تمہیں دیکھا سینے ان کے ساتھ کیا کیا ہے سب سے اسکی
تعریف کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی *

{۵۴} **وَالَّذِينَ يُوْذَوْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدْ احْتَمَلُوا**
بِهَتَانَا وَانَّمَا مَبِئْنَا وَسُودَةَ (الاحزاب) ترجمہ جو لوگ کہ افیت دیتے ہیں مؤمنین
اور مؤمنات کو بغیر کسی قصور کے پس وہ لوگ اٹھاتے ہیں بہتان اور گناہ ظاہر *

عن مقاتل بن سليمان قال انه نزلت في علي وذو الان فقر من المنافقين كان يؤذون
ويكذبون عليه راخو جہ ابن مرد ویتہ مقاتل بن سليمان سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب
امیر کی شان میں نازل ہوئی چند لوگ منافقوں میں سے انکو ایذا دیا کرتے تھے اور ان کو
جھٹلایا کرتے تھے *

{۵۵} **فِي مَقْعَدٍ صَدَقَ عِنْدَ مَلِيْكَ مَّقْتَدِرٍ (سورة القمر)** ترجمہ نیچے
سچی بیٹیک میں نزدیک بادشاہ کے جگہ سب پر قبضہ ہے *

عن ابا دجاجة قال قلت يا رسول الله اخبرتنا ان الجنة محزنة على الانبياء حتى
تدخلها وعلى الامم حتى يدخلها امك قال بلى يا ابا دجاجة اما علمت ان الله لواء
من نور وعمود امن يا قوت مكتوب على ذلك بالنور لا اله الا الله محمد رسول الله
ال محمد خير البرية وصاحب اللواء امان يوم القيمة وضرب بيد علي قال فتن
رسول الله صلى الله عليه بك عليا فقال الحمد لله الذي كرمنا وشرقنا بك فقال له
الشر يا علي ما من عبد يتخل مودتك الا بغت الله معنا يوم القيامة ثم قرئ في مقعد
صلق عند مليك مقتدر (راخو جہ ابن مرد ویتہ) ابو دجاجة رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ہمیں خبر دی ہے کہ جب تک آپ جنت میں تشریف نہیں لے
جائیں گے تب تک جنت دوزخ کے برابر ہوگی اور جب تک کہ آپ کی امت اس میں داخل نہ ہو
اس وقت تک دوسری امتیں اس میں نہیں جائیں گی آپ نے فرمایا تمہیک سے اسے اباد جانا کیا

تو نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا ایک علم نور سے ہے اور یا قوت کا ایک نمود ہے اس پر پکھما ہوا ہے ملا
الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اور صاحب علم قیامت کے دن امام ہے پہر آئے جناب امیر کے کندھے پر
ہاتھ مار کر ہمس کی تفسیر کی۔ اور فرمایا خدا کا شکر ہے کہ جس نے تیری وجہ سے ہمیں کرامت اور شرف
دیا ہے پہر ارشاد کیا خوش ہو یا علی جو بندہ کہ تیری محبت کو رکھے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز
اسے ہمارے ساتھ اٹھائے گا یہ حضرت نے اس آیت کو پڑھا۔

{۵۴} وَمِنْ خَلْقِنَا اُمَّةٍ يَهْدِيْهِمْ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُوْنَ (سورة اعراف) ترجمہ اللہ
ہماری خلقت میں سے ایک گروہ ہے کہ جو حق کے ساتھ ہدایت پاتے ہیں اور اسی کی طرف پہنچتے
ہیں۔

عن زاذان عن علي قال ستفترق هذه الامّة على ثلاث وسبعين فرقة اثنتان و
سبعون في النار وواحدة في الجنة وهم الذين قال الله تعالى ومن خلقنا امّة الخ و
انا وشيعتي (اخرجه ابن مردويه) زاذان جناب امیر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ فرماتے
تھے کہ یہ امت غنقریب تشریفوں میں منقسم ہوگی بہتر دوزخ میں جائیں گے اور ایک حزب میں جائیں گے اور
وہ وہی لوگ ہیں جنکے حق میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اور ہماری خلقت میں سے ایک گروہ ہے
جو حق کے ساتھ ہدایت پاتا ہے اور اسی کی طرف پہنچتا ہے۔ پہر جناب امیر نے فرمایا وہ میں ہوں
اور میرا گروہ ہے۔

{۵۵} طوبى لهما وحسن ما ب (سورة الرعد) ترجمہ خوشی ہے انکے لیے اور نیکو
کا اچا پن۔

عن محمد بن سيرين قال هي شجرة في الجنة اصلها في حجة على وليس في الجنة
حجرة الا وفيها غصن من اعصانها (اخرجه ابن مردويه) محمد بن سيرین رحمۃ اللہ علیہ روایت
ہے کہ طوبی ایک درخت جنت میں کہ جسکی جڑ جناب امیر کے گھر میں ہے اور جنت کا کوئی ایسا گھر نہیں
کہ اس میں اسکی شاخ نہ ہو۔

{۵۶} اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم (سورة النساء)
ترجمہ اطاعت کرو تم اللہ کی اور اطاعت کرو تم رسول کی اور اسکی جو کہ تم میں صاحب امر ہو۔
عن عبد الغفار بن القاسم قال سالت جعفر بن محمد عن اولى الامر فقال كان علي
والله منهم راخرجه الخوارزمي) عبد الغفار بن القاسم سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادق

ابن محمد باقر علیہ السلام سے اولی الامر کی نسبت پوچھا تو فرماتے لگے علیؑ انہیں میں سے تھے۔

{۵۹} واولوا الارحام بعضهم اولی بعض فی کتاب اللہ من المؤمنین و
المہاجرین (سورۃ احزاب) ترجمہ اور قرابت الر بعض بعض سے نزدیک ہیں خدا کی کتاب
میں مومنین اور مہاجرین میں سے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال ذلک علی لانہ کان مؤمناً مہاجراً رحمہ راخوجہ ابوبکر
ابن مرد ویتہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت میں جب کا ذکر ہے وہ جناب امیر ہیں
کیونکہ وہ مومن اور مہاجر اور صاحب قرابت تھے۔

{۶۰} ولشیر الذین امنوا ان لہم قدم صدق عند ربہم (سورۃ یونس) ترجمہ
اور بشیرت دی ان لوگوں کو جو کہ ایمان لائے ہیں تحقیق انکے لیے ہے قدم سچائی کا اپنے رب
کے پاس۔

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قلت لہذا لایہ فی ذلک علی بن ابی طالب راخوجہ
ابن مرد ویتہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب علی بن ابی طالب
کی ولایت کی نسبت نازل ہوئی ہے۔

{۶۱} من جاء بالحسنة فله خير منها وهم من فزع يومئذ امنون و
من جاء بالسيئة فكبت وجوههم في النار (سورۃ النمل) ترجمہ جو کوئی
لاوے نیکی پس اس کے لیے ہے بہتری اس سے اور وہ ڈرے اس دن امن میں ہے اور جو کوئی
لائے برائی پس او نہ بل گرایا جائیگا آگ میں۔

عن علی قال الحسنہ حبنا والسیئۃ بغضنا راخوجہ ابن مرد ویتہ جناب امیر علیہ السلام سے
اس آیت کے متعلق روایت ہے کہ نیکی ہماری محبت ہے اور برائی ہمارا بغض ہے۔

{۶۲} وما كان الله ليعذبهم ويؤتوهم (سورۃ انفال) ترجمہ اور نہیں ہے
اسہ کہ انکو عذاب دے حالانکہ تو انکے درمیان میں ہے۔

اشارہ صلی اللہ علیہ وسلم الی وجود ذلک المعنی فی اہل بیتہ وانہم امان لاهل الارض
کما کان ہو صلی اللہ علیہ وسلم امان لہم ومنہا النجوم امان لاهل السموات واهل
بیتہ امان لامتی (صواعق محرقہ) اسکے معنی کے وجود کی طرف جناب رسول مقبول صلی
اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت میں اشارہ کیا ہے کیونکہ وہ اہل زمین کے لیے امان ہیں جس

طرح سے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے لئے امان تھے چنانچہ ان احادیث میں سوا ایک حدیث یہ ہے کہ سنار و آسمان و ارض کے لئے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری امت کو لیے امان ہیں۔
{۶۳} وعلی الاعراف رجال يعرفون كلا بسيماهم (سورة الاعراف) ترجمہ اور اعراف پر ایسے لوگ ہونگے کہ ہر شخص کو اسکی علامت سے پہچانینگے۔

(۱) عن علی بن ابی طالب (ع) عن اصحاب الاعراف من عرفناه بسيماها ادخلناه الجنة (بخاری ابن مردويه) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہو کہ آپ فرماتے تھے ہم ہیں اصحاب اعراف جس شخص کو ہم اسکی علامت سے پہچانیں گے اسکو ہم جنت میں داخل کریں گے۔

(۲) عن ابن عباس قال الاعراف موضع عال من الصراط عليه العباس والحنفرة وعلی وجعفر ذوالجناحين يعرفون محبيهم ببياض الوجوه ومبغضهم بسواد الوجوه (بخاری ابن مردويه) ابن عباس سے روایت ہو کہ اعراف ایک بلند جگہ ہے صراط پر اس پر عباس اور حمزہ اور علی اور جعفر ذوالجناحین ہونگے اپنے محبوبوں کو انکے مونہ کے گور ابراہیم اپنے دشمنوں کو انکے مونہ کا لک کے پہچانیں گے۔

{۶۴} ولما ضرب ابن مريم مثلاً اذا قومك منه يصدون (سورة الزخرف)

ترجمہ جب پیش کیا گیا مریم کے بیٹے کی مثال تب ہی تیری قوم لگی جلانے۔
 عن علی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان فیک مثلاً من عیسیٰ احبه قوم فهدکوا فیه وابعضه قوم فهدکوا فیه فقال صلی اللہ علیہ وسلم المنافقون اما یرضون ان له مثلاً من عیسیٰ فنزلت هذه الآية راخو به الزار وابو یعلی والحاکم والنظیری جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ یا علی تجھ میں بعینہ عیسیٰ علیہ السلام کی مثال موجود ہے کہ ایک قوم نے اسے محبت کی بیانتک کہ اس میں ہلاک ہو گئی اور ایک قوم نے اسے بغض کیا بیانتک کہ وہ اس میں ہلاک ہو گئی یہ آپ نے فرمایا کیا منافق رضی نہیں کہ اسکے لئے عیسیٰ کی مثال موجود ہے پس یہ آیت نازل ہوئی۔

{۶۵} ولتعرفنهم في لحن القول (سورة محمد) ترجمہ اور البتہ پہچان لیگا تو انکو

بات کے ڈھپ سے۔

عن ابی سعید الخدری فی قوله تعالیٰ ولتعرفنهم فی لحن القول ببغضهم علی بن ابی طالب راخو به ابوبکر بن مردويه وابن عساکر والسیوطی فی الدر المنثور فی سؤالات

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کے متعلق کہ البتہ پہچان لیگا تھا انکوبات
کے پہرے مین علی بن ابیطالب کے بغض کے ساتھ ۔

{ ٤٤ } اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ رَسُوْلُهُ

انبیا) ترجمہ جنگو آگے شیر علی ہماری طرف سے نیکی اور وہ اس سے دور رہیں گے۔

عن النعمان بن بشير ان علياً تلاها وقال انا منهم وخرج به بن مردويه) نعمان بن

بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے اس آیت کو پڑھ کر فرمایا میں

انہیں من سے سون +

{ ۷۷ } فاما من اوتے کتابہ بیدینہ (سورۃ الحاقہ) ترجمہ پس جبکوتا اسکا لکھا دینے

ما ترمین *

عن ابن عباس قال في قوله تعالى واما من اوتي كتابه بيمينه فهو علي ابن ابي طالب

راخوحيہ ابو بکر بن مردويه) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کے متعلق

کہ اور لیکن وہ شخص کہ اس کا نامہ اعمال سکے واسطے ہاتھ میں دیا جائیگا وہ علی بن ابی طالب

١٠

قال الواحدك نزلت هذه الآية في علي وحضرة ريعنے امام واحدی انبی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

کہ یہ آیت جناب علی اور حمزہ رضی اللہ عنہما کی شان میں نازل ہوئی ہے :

{48} فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون (رسودة النخل) ترجمہ

پس پوچھو تم اہل ذکر سے اگر نہیں جانتے ہو +

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال قال علي بن أبي طالب نحن أهل الذكر

راخرجه الثعلبی فی تفسیرہ) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہو کہ جناب امیر

علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہم اہل ذکر ہیں +

{49} اهدنا الصراط المستقیم (سورہ فاتحہ) ترجمہ و کہاں ہمارا راہ سیدھی۔

عن مسلم بن حبان قال سمعت ابا بريدة رضي الله عنه يقول صراط محمد وآله صلى الله عليه وسلم

عليه السلام را اخرجہ التعلی فی تفسیرہ وصاحب معالم التنزیل اسلم بن حبان کتبہ

ہمیں کہ میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ صراطِ مستقیم سے جناب محمد صلی اللہ

علیہ وسلم اور انکی آل کا طریقہ مراد ہے ۔

{۷۰} واذان من الله ورسوله الى الناس يوم النجى الاكبر (سورة توبہ) ترجمہ اور

پکارا اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کو بڑے حج کے دن *

هو علي حين اذان وذكرها احمد بن حنبل في مسنده حين ارسل ابا بكر مع البراءة ثم اتبعه

بعلی وقد امرت ان لا يبلغها الا انا اور رجل منی اس آیت میں جس کا ذکر ہے وہ جناب امیر ہیں جب

انہوں لوگوں کو مکہ میں جا کر پکارا چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے مسند میں اس کا ذکر کیا ہے

جبکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سورہ برات دیکھ بیجا پھر ان کے بعد میں جناب امیر کو روانہ کیا اور

انہوں نے سورہ برات ان سوئے لی اور مکہ والوں کو حजरین جا کر حضرت کی طرف سے سنائی اور حضرت

نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس سورت کو یا تو میں لیجا سکتا تھا یا وہ آدمی جو میرا ہو *

{۷۱} ومن شاقول الرسول من بعد ما تبين له الهدى (سورة محمد) ترجمہ

اور جو کوئی مخالفت کرے رسول سے جب کھل چکی راہ کی بات *

عن ابی جعفر قال فی امر علی راخرجه ابن مردويه جناب امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے

روایت ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جو حضرت ا سے علی کے امر میں تنازع

کرتے تھے *

{۷۲} ويوت كل ذي فضل فضله (سورة يونس) ترجمہ اور دی جائیگی ہر ایک نیکو

والے کو اس کی زیادتی *

عن ابی جعفر قال هو علی راخرجه ابن مردويه جناب امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے

روایت ہے کہ اس آیت میں ذی فضل سے مراد جناب امیر علیہ السلام ہیں *

{۷۳} ثم اور ثنا الكتاب الذين اصطفينا من عبادنا (سورة ناطر) ترجمہ پھر

ورثہ میں دی سہنے کتاب ان لوگوں کو جن کو کہ چنے اپنے بندوں میں سے برگزیدہ کیا *

عن علی قال نحو اولك راخرجه ابن مردويه جناب امیر سے روایت ہے کہ وہ لوگ ہم ہیں

{۷۴} امر حسب الدين ان يتركوا ان يقولوا امنا وهم لا يفتنون

ترجمہ کیا یہ سمجھتے ہیں وہ لوگ کہتے ہیں ایمان لائے ہیں ہم کہ یوں ہی جو پڑھ جائیں گے اور

وہ آزمائے نہیں جائیں گے *

عن علی قال قلت يا رسول الله ما هذه القصة قال يا علی بك فاننا نتخا صم فاعد

للخصومة راخرجه ابن مردويه جناب امیر کہتے ہیں کہ میں نے من کیا یا رسول اللہ کیسی آزمائش

ہے حضرت فرمایا لوگ تیری جہت سے آزمائے جائیں گے اور تو انکے ساتھ جہگڑیگا پس جہگڑنے کی تیاری ہو جا

{۴۵} **وَقُواصُوا بِالصَّبْرِ** (سورہ ولعصر) ترجمہ اور آپس میں وصیت کرتے ہیں سہارگی۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال انھا نزلت فی علی بن ابی طالب راخرجہ ابن مردویہ

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب امیر کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

{۴۶} **مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ** (سورہ بیدہ) تراجم

مکہا سجد ایبتغون وفسلا من اللہ ورضوانا سیمما ہم فی وجوہہم

من اثر السجود ذلك مثلهم فی التورات ومثلهم فی الانجیل

(سورہ حم) ترجمہ محمد خدا کے رسول ہیں اور وہ لوگ کہ انکے ساتھ ہیں سخت ہیں کافروں پر اور

آپس میں نرم دل ہیں دیکھئے تو انکو رکوع کرنے اور سجدہ کرتے چاہتے ہیں اپنے اللہ کا فضل اور اسکی

خوشی انکی نشانی انکے سونہ پر ہے سجدہ کے نشان سے یہ کماوت ہے انکی تورات میں اور کماوت

ہے انکی انجیل میں۔

عن موسیٰ بن جعفر عن ابائہ علیہ علیہم السلام انھا نزلت فی علی راخرجہ ابن مردویہ

جناب امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر الصادق علیہ علیہ السلام اپنے آباؤ کرام سے روایت

کرتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

{۴۷} **وَانْهَ لَعَلَّ السَّاعَةَ** (سورہ الزخرف) ترجمہ اور وہ نشان ہو اس گھڑی کا۔

قال مقاتل بن سلیمان ومن تبعه من المفسرين ان هذه الآية نزلت فی مہدی (صولو عن محققہ)

مقاتل بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ اور انکے اتباع کرنے والے مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب

مہدی موعود کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

{۴۸} **كَيْفَ اللَّهُ شَهِيدٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَكُمْ** (سورہ بقرہ) کتب

کافی ہے اللہ مہدی اور تمہاری درمیان اور جسکو خبر ہے کتاب کی۔

عن محمد بن جعفر عن ابائہ علی بن ابی طالب راخرجہ الحافظ ابو

نعیم والتعلبی والنظیری) محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت میں من عنده علم

الکتب جناب امیر مراد ہیں۔

{۴۹} **حَتَّى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ** (سورہ البینہ) ترجمہ جب تک کہ پہنچے انکو کسلی بات۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قولہ تعالیٰ قال محمد بن جعفر رضی اللہ عنہما من بعد ما جاءتهم

البیۃ وال محمد راخرجہ بن المنذر والسیوطی فی الدر المنثور) ابن جریر کہتے تھے تا تیسم البیۃ کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ کملی بات سہرا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور میں بعد باجاہ و تسم البیۃ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل مراد ہے ۔

{۸۰} ان الله اصطفى ادم ونوحا وال ابراهيم وال عمران على العالمين (سورۃ عمران) ترجمہ اللہ نے پسند کیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کی آل اور عمران کی آل کو سب سے بہتر عن الاعمش عن ابی وائل قال قرع محمد عبد اللہ بن مسعود ان اللہ اصطفی ادم ونوحا وال ابراهيم وال عمران وال محمد علی العالمین (اخرجہ الثعلبی فی تفسیر) اعمر ابی وائل سے ناقل ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قرآن شریف میں اس آیت کو اس طرح پڑھا تھا اور اللہ نے پسند کیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کی آل کو اور عمران کی آل کو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو ساری جہان پر ۔

{۸۱} الا بن کن الله تطامن القلوب (سورۃ الرعد) ترجمہ اللہ ہی کی یاد سے چین پاتے ہیں دل ۔

عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما نزلت هذه الآية الا بن کن الله تطامن القلوب قال ذاك من احب الله ورسوله واحب اهل بيته صادقاً غير كاذب راخرجہ بن مردويه والسیوطی فی الدر المنثور) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ ہی کی یاد سے چین پاتے ہیں دل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ یہ وہ دل ہیں جو اللہ اور اللہ کے رسول اور میرے اہل بیت سے سچی محبت رکھتے ہیں بغیر کسی جھوٹ کو ۔

{۸۲} ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والاخره (سورۃ احزاب) ترجمہ جو لوگ ستاؤں ہیں اللہ کو اور اس کے رسول کو انکو ہر جگہ اللہ نے دنیا میں اور آخرت میں عن ارطاة بن جبیب قال حدثني ابو خالد الواسطي وهو اخو اخو بشعر قال حدثني زيد بن خالد وهو اخو اخو بشعر قال حدثني الحسين بن علي وهو اخو اخو بشعر قال حدثني ابو علي ابن ابي طالب وهو اخو اخو بشعر قال حدثني رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وهو اخو اخو بشعر قال من اذى شعرك منك فقد اذى من اذى اذى الله ومن اذى الله فعليه لعنة الله ثم قرع ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والاخره راخرجہ الشيخ الحافظ ابی بن ندی فی الیوم البیاض) ارطاة بن جبیب روایت کرتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ستاؤں انکو ہر جگہ اللہ نے دنیا میں اور آخرت میں لعنت کرے گا ۔

اپنی وارثی کا بال بکڑ کر بیان کرتے تھے کہ مجھ سے زید بن خالد نے اپنی وارثی کا بال بکڑ کر نقل کیا کہ مجھے
جناب حسین علیہ السلام اپنی ریش مبارک کا بال بکڑ کر روایت فرماتے تھے کہ مجھ سے میری والدہ ماجدہ
جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام اپنی ریش مبارک کا بال بکڑ کر ارشاد کرتے تھے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ریش اقدس کے بال کو بکڑ کر فرمایا کہ یا علی اگر کوئی شخص تجھے بال بہرگی
تکلیف دے گا تو وہ مجھے تکلیف دے گا اور مجھے تکلیف دے گا وہ خدا کو تکلیف دے گا اللہ سپر اپنی بیٹکا
ڈالے گا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو پڑھا جو لوگ ستائیں میں اللہ اور اس کے رسول کو انکو
بیٹکارا اللہ نے دنیا اور آخرت میں *

{۸۳} **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ** (سورة الانفال) ترجمہ

اے نبی کافی ہے تجھ کو اللہ اور جو تیرے ساتھ ہوا ہے مومنوں سے *

عن محمد بن علی بن الحسین فی قوله تعالى يا ايها النبي حسبك الله ومن اتبعك من
المؤمنين قال نزل في علي عليه السلام (اخرجه النظير في خصائص العلوية) جناب محمد
باقر بن علی زین العابدین بن حسین علیہما السلام اس آیت کی تفسیر میں کہ اے نبی کافی ہے تجھ
کو اللہ اور جو تیرے ساتھ ہوا ہے مومنوں سے۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ آیت جناب علی بن ابی طالب
علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے *

۸۴ **فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سَوْقِهِ** (سورة الفتح) ترجمہ پھر کھڑا ہوا اپنے نال پر *

عن الحسن عليه السلام في قوله تعالى فاستوى على سوقه قال استوى الا سلام بسيف
علي بن ابي طالب (اخرجه النظير في خصائص العلوية) جناب امام حسن علیہ السلام اس
آیت کو شان نزول میں فرماتے ہیں کہ پھر کھڑا ہوا اپنی نال پر یعنی سلام کھڑا ہوا جناب امیر علیہ
السلام کی تلوار سے *

۸۵ **وَالشَّفْعَ وَالْوَتْرَ** (سورة الفجر) ترجمہ قسم ہے جنت اور طاق کی *

عن الحسين بن علي عليه السلام في قوله تعالى والشفع والوتر قال قال رسول الله صلى الله
عليه وآله الشفع الحسن والحسين والوتر علي ابن ابي طالب (اخرجه النظير في خصائص العلوية) جناب حسین
علیہ السلام والشفع والوتر کی تفسیر میں روایت فرماتے ہیں کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد کیا کہ شفع (یعنی جنت) سے حسین اور وتر (یعنی طاق) سے علی مراد ہیں *

۸۶ **ثُمَّ لَتَسْلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ** (سورة التكاثر) ترجمہ پھر جو پیگم تم سے نعیم کی نسبت

عن جعفر بن محمد في قوله تعالى ثم لتسئن يومئذ غر النعيم قال غر النعيم راحته
الظنزي جناب جعفر صادق عليه السلام ثم لتسئن يومئذ غر النعيم كمن متعلق بوابت هو كآب

نعم فرمايوه نعيم هم مين *

{ ۸۷ } ام نجعل الذين آمنوا وعملوا الصالحات كالمفسدين في الارض

(سورہ ص) ترجمہ کیا ہم کرینگے ایمان والوں کو جو کرتے ہیں نیکیاں برابر اہل ایمان کے جو خرابی زمین
زمین میں *

عن ابن عباس في قوله تعالى ام نجعل الذين آمنوا وعملوا الصالحات على وخرة وعبيدة بن

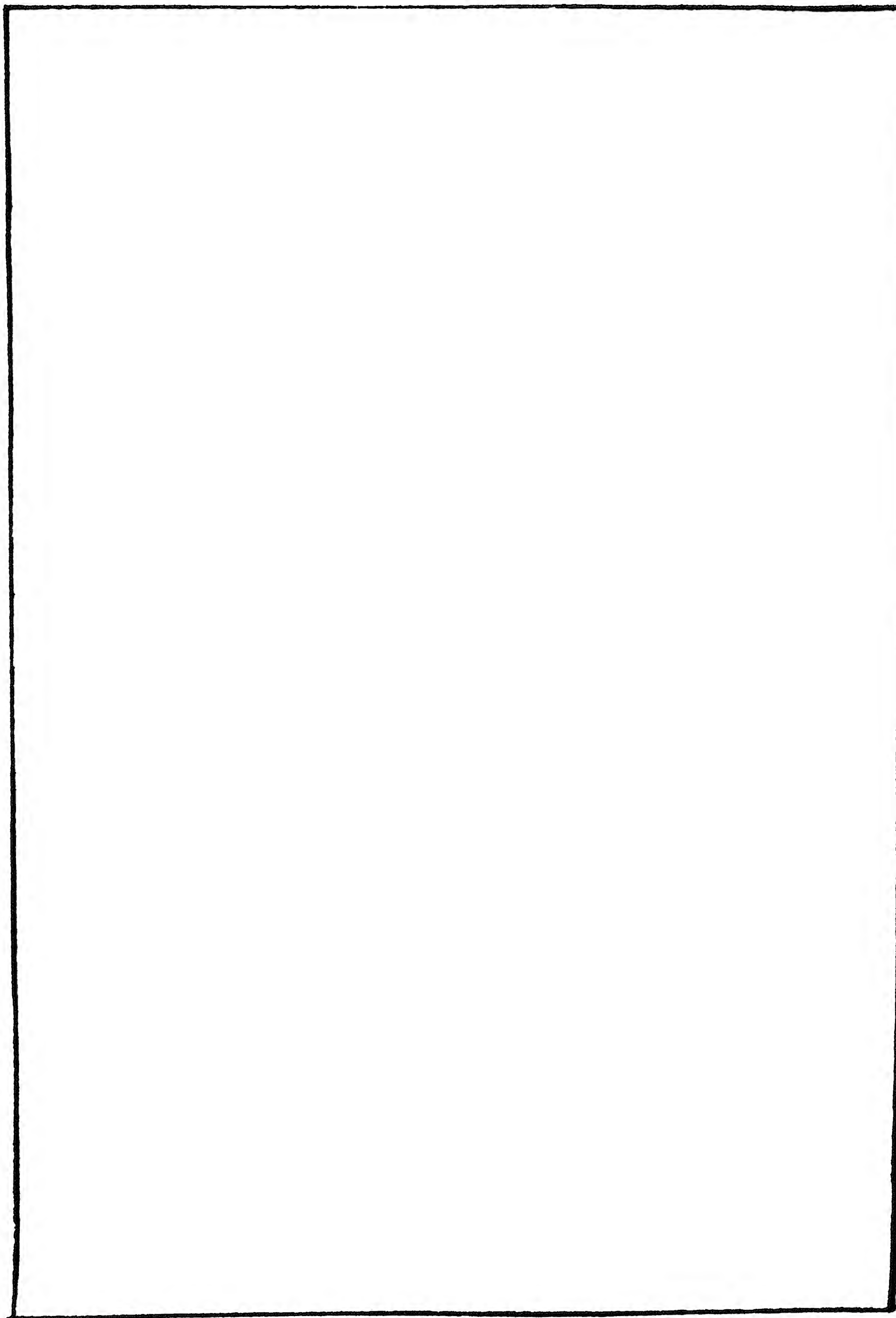
الحارث والمفسدون في الارض عتبه وشيبه الوايد وهم الذون تيار زو يوم بدس
راخرجه ابن عساكر والسيد في الدر المنثور ابن عباس رضي الله عنه اس آيت كى تفسير مين
كه كيا هم كرين گے ایمان والوں کو جو کرتے ہیں نیکیاں برابر ان کے جو خرابی زمین میں
ایمان والے جو نیکیاں کرتے ہیں ان سے علی اور حمزہ اور عبیدہ بن الحارث مراد ہیں۔ اور زمین میں
خرابی ڈالنے والوں سے عتبه اور شيبه اور وليد مراد ہیں جنہوں نے بدر کے روز مقابلہ کیا تھا
عن سلمان قال كلما اطلع على رسول الله صلى الله عليه الا ضرب بين كفى على وقال
هذا وحزبه المفلحون راخرجه النظري في حقائق العلوية سلمان فارسي رضي الله عنه
سے روایت ہو کہ جب کہی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوتا حضرت جناب امیر
کے کندھوں پر ہاتھ مار کر فرماتے۔ یہ اور پہکا گرو صبح سترگار ہو نیوالا ہے۔

قد تم الباب الثاني في من انصح المطالب

في علم مناقب سيد الله الغالب امير

المؤمنين على ابن المطالب ضوا الله عنه

ويليه الباب الثالث نشاء الله تعالى



تیسرا باب جناب امیر علیہ السلام کے فضائل میں

الموسوم

بِالْكَوَاكِبِ الْمُضِيَّةِ

فِي

فَضَائِلِ الْعُلَوِّيَّةِ

مقدمہ فضیلت کی بحث میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فضیلت کے معنی میں ترجیح ایک شخص کی دوسرے پر باعتبار کسی خاص صفت کے یا بوجہ مجموعہ صفات مختلفہ کے کیونکہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ زید افضل ہے عمرو سے تو اس سے کہی یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ زید کو ہر طرح سے ہر قسم کے صفات میں عمر بر جہان حاصل ہے یعنی جس صفت میں کہ زید و عمرو کا موازنہ کیا گیا ہے زید ہی کا پلہ باری نکلا ہے۔ اسی طرح فضل کی تعریف کی ہے الا جمع لما یا الفضل والکمال الحسید یعنی فضل وہ ہے جو ہر طرح کی فضیلت اور ہر قسم کے اوصاف حمیدہ کی مزیت کا جامع ہے تمام قسم کے علوم و اسکی جان آرہے اور ہر طرح کے عبادات اور اخلاق فاضلہ اور شرافت حسب و نسب و اسکا وجہ پرست ہو۔ اور کہی کل صفات کے باہم موازنہ کا خیال نہیں پیدا ہوتا بلکہ کسی خاص صفت میں افضل ہونا مراد ہوتا یعنی اگرچہ اور صفات میں عمر کو ترجیح ہو لیکن ایک خاص صفت میں زید ہی کو رجحان حاصل ہے اس

یہ بعض نے فضل کی تعریف اکثر ثوابا با من عند اللہ پاک سب خیر کے لفظوں سے کی ہے بے زیادہ ثواب حاصل کر نیوالا خدا کے نزدیک بذریعہ حاصل کرنے نیکی کے۔ یعنی جسکو خدا کے نزدیک زیادہ ثواب حاصل ہو وہی فضل ہے اگرچہ دوسرے امور میں وہ دوسروں سے زیادہ شکر ہو۔

(۱) اب جانتا ہوں کہ فضیلت دو قسم ہے ایک اختصاصی دوسری خبری فضیلت اختصاصی وہ ہے کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ محض اپنے کرم عظیم سے کسی شخص کو یا کہ چیز کو بغیر سابقہ کسی عمل یا کسی عبادت کے عطا فرمائے اور اسکو اسکے ہمہ کنون پر ترجیح بخشے۔ جیسکے ناقصاً کو تمام اور ثنیون پر اولیٰ کعبہ اللہ کو تمام روزین کی مساجد پر فضیلت عطا کی ہے۔

کبھی اس فضیلت کی وجہ انسان کی تسبیح آسکتی ہو اور کبھی نہیں آتی جتنا کہ دوسرے مقامات پر مسجد کی زمین کی وجہ فضیلت اسکا محل عبادت ہونا خیال کیا جاتا ہے اور کبھی اسکی وجہ محض عنایت الہی ہی معلوم ہوتی ہے جیسے کہ حیرالاسود کی فضیلت وجہ ہجر پر اسکی وجہ دریافت کرنے سے عقل انسانی قاصر ہے اس فضیلت اختصاصی کی ہی دو قسمیں ہیں۔ ایک اصلی جیسے حیرالاسود کی فضیلت۔ دوسری طفیلی جتنا کہ وہ سینڈ ہائجناب اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ ہوا ہے حضرت اسماعیل کے فدیہ ہونے کی طفیل سے اور سینڈ ہونے سے فضل ہو۔

لیکن اس خصوصیت کی وجہ کہ وہ سینڈ یا نسبت اور سینڈ ہونے کیوں اس فضل سے مخصوص ہوا ہے محض عنایت الہی کے سوا اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا اس فضیلت میں بحث کی گنجائش نہیں اسکے ثبوت کے واسطے محض نص شارع ہی کافی ہے۔

(۲) فضیلت جزئی وہ ہے کہ عمل کے مقابلہ میں کسی کو خدا کی جانب سے عطا ہو۔

اسکی کوئی قسمیں ہیں۔ اور یہ فضیلت ہمیشہ محل تنازع ہو اگر فی سبب لیکن کسی کو فضیلت دینی میں اسکے تمام اقسام پر نظر غائر ڈالنا چاہیے۔ اور جو جانب کہ متنازعین میں با حق اور اونے ہو اسکو فضل سمجھنا چاہیے۔

(تشیہ) نہایت غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کو اسکے عمل کی وجہ سے اسکو ہمہ کنون پر سات وجہ سے فضیلت حاصل ہو سکتی ہے اور یہی سات وجہیں ہمایہ فضیلت سمجھی جاتی ہیں۔ (الف) ماہیت عمل یعنی ایک شخص کے عمل کی ذات دوسرے شخص کی عمل کی ذات سے فضل ہو جیسے فرائض کے ادا کرنے والے کی عمل کو نوافل کے ادا کرنے والے کے عمل پر فضیلت ہے۔

(ب) کمیت عمل یعنی دو شخصوں کا عمل ایک ہی ہو لیکن دونوں کے باہم اغراض مختلف ہوں

چنانچہ ایک شخص محض غرض رضا سے الٹی عبادت کرتا ہو اور دوسرا لوگوں کے دکھانے کے لیے +
(ج) کیفیت عمل یعنی ایک شخص ایک عمل کو اسکے پوری آواکے ساتھ بجالائے اور دوسرا شخص اسکے بجا
لانے میں کس قدر بے پروائی کرے گو یہ دونوں شخص ایک ہی عمل میں شریک ہیں لیکن پہلے شخص کو فضیلت
حاصل ہے +

(د) کمیت عمل یعنی ایک ہی عمل کی کسی بیشی چنانچہ ایک شخص نے بہت سے حج کیئے ہوں اور دوسرے
نے صرف ایک ہی حج کیا ہو +

(۴) کبھی فضیلت باعث تقدیم و تاخیر زمان کے ہوتی ہے چنانچہ ایک شخص نے ابتداء اسلام
میں یا ایام مہتمم سالی میں مسلمانوں کی دستگیری کی جو بہر حال اس شخص سے افضل سمجھا جاتا ہے جو
نے بعد حاصل ہونے قوت اسلام کے یا بعد گزرنے قحط کے کوئی ویسا ہی عمل کیا ہو۔ کلام مجید میں خود
پروردگار نے اسکا فیصلہ کر دیا ہے لا یتوی منکم من انفق قبل الفتره و قاتل اولئک اعظم حجه
من الذین انفقوا من بعد و قاتلوا۔

اسوجے سابقین اسلام کو تمام امت پر فضیلت حاصل ہے و السابقون +
(و) کبھی مکان عمل کی وجہ سے فضیلت ہوا کرتی ہے چنانچہ ایک نماز حرم کعبہ یا مسجد نبوی میں پڑھنا
بہتر ہے ہزار نماز سے جو دوسری مسجد دن میں پڑھی جائیں +
(ز) کبھی امور خارجیہ کی اصناف سے فضیلت ہوتی ہے جیسے ایک رکعت نماز کی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ پڑھنا بہتر ہے ہزار رکعت اکیلے نماز پڑھنے سے۔ اسی وجہ سے جو عمل نیک کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو حضرات صحابہ سے وقوع میں آیا ہے اور وہ دوسری اوقات کے اعمال سے
مبدجیا افضل اور بہتر ہے۔

(۲۴) خواہ فضیلت اختصاصی ہو یا فضیلت خبری نتیجہ ان دونوں کا وہ حال سے خالی نہیں۔
الف) فاضل کی تعظیم کا مفضل پر واجب ہونا۔

رب) فاضل کے درجہ کا دنیا و آخرت میں بہ نسبت مفضل کے درجہ کے بلند ہونا
(تنبیہ) اگر فضیلت سے یہ دونوں نتیجہ نہ پیدا ہوں تو فاضل محض لفظ مجرور ہوگا جس کے کوئی معنی نہیں
راعتراض) بیان پر ایک اعتراض وارد ہو سکتا ہے کہ حیاء فضل کی تعظیم مفضل پر
واجب ہوئی تو ہر واجب التعظیم مفضل ہوگا۔ اور کفار و الدین بھی واجب التعظیم ہیں اسوجہ سے وہ بھی
افضل سمجھے جانے چاہئیں۔ اور یہ خلاف شریعت ہے کہ کافر کو افضل سمجھا جائے۔

(جواب) کفار والدین کی تعلیم عورت شرع میں تعلیم نہیں کھلاتی ایسی تعلیم کو شرع کی اصطلاح میں نیا و احسان کہا جاتا ہے اور کفار والدین کی تعلیم شرع میں جائز نہیں بلکہ ان سے مبادرت وجہ ہے تعلیم شرعی وہ ہے کہ محبت اور برہنہ ہو۔

(۴) چونکہ فضیلت کو معنی ہیں ایک شخص کی خصوصیت دوسرے سے باعتبار کثرت نواقب پس یہ دو قسم پر ہے۔

(الف) فضیلت صلیٰ یعنی ایک شخص میں وجہ فضیلت پائی جائے اور دوسرا اس کے بے بہرہ ہو جیسکہ ایک عالم ہو اور ایک جاہل۔

(ب) فضیلت زائدہ یعنی ایک شخص نسبت دوسرے کے وجہ فضیلت زائد رکھتا ہو مثلاً ایک عالم ہو اور دوسرا اعم۔ اس دوسری قسم کی فضیلت کو مفاضلہ بھی کہتے ہیں۔

(۵) مفاضلہ ہوتی مستحق ہوتا ہے جبکہ دو چیزیں ایک ہی امر میں ایک ہی وجہ سے شریک ہوں اور اگر وجہیں مختلف ہوں تو مفاضلہ مستحق نہیں ہوتا۔

کیونکہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ ای نہیں فضل (یعنی ان دونوں میں سے کون فضل ہے) تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ ای نہیں اکثر اوصاف یا مشترکات (یعنی جس وصف میں کہ یہ دونوں شریک ہیں ان میں سے کون فضیلت سوار کرتا ہے) پس جہاں وجہیں مختلف ہوں وہاں مفاضلہ مستحق نہیں ہوتا۔

لیے یہ نہیں کہا جاسکتا۔ کہ ناقصاً فضل ہے یا برضاً۔ کیونکہ وجہ مفاضلہ متحد نہیں۔

بلکہ یوں کہا جاتا ہے کہ حضرت علیؑ افضل ہیں یا حضرت ابی بکرؓ کیونکہ وجہ مفاضلہ میں دونوں شریک ہیں اگر وجہ مفاضلہ میں شریک نہ ہوتے تو آنا جگہ کیوں ہوتا۔

(۶) جب وجہ ہفت گانہ مفاضلت میں تعارض واقع ہو تو از روی آیات قرآنی اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احق اور اولیٰ باعتبار کثرت فضیلت پر یقین کرنا چاہیے۔

یہ امر شریعت سے ثابت ہے کہ عمل کی کمیت کا کیفیت کو مقابلہ میں چند ان اعتبار نہیں اور زمانہ عمل کے سامنے ان دونوں کے وقت نہیں لایستوی منکم من انفق قبل الفتح وقاتل اولئک

اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا اور یہ امر ہی قرآن شریف سے ثابت ہے کہ صحابہ نے جو عمل کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کیا ہے وہ بوجہ حضور کی محبت کی نہایت

فضل اور اعلیٰ ہے ان اعمال کو جو انہوں نے بعد از حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے کیے ہیں اس بوجہ سے انس بن مالک اور ابوامامہ باہلی عبد اللہ بن بشرہ و عبد اللہ بن الحارث۔

سہل بن سعد الساعدی۔ جابر بن عبد اللہ انصاری صحابہ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عمر طویل مانجھکے باعث مدت مدید تک زندہ رہ کر اعمال صالح میں مشغول رہے۔ لیکن خلفاء راشدین کے اعمال کے ہم پلہ نہیں ہو سکتے۔

اسی وجہ سے یہ امر ہی قطعاً ثابت ہو کہ جو ذوات مقدسہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کو وقت افضل و اعلیٰ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد بھی ایسے ہی افضل اور اعلیٰ تھے۔ صحابہ کرام کے درمیان مشرف باسلام ہونے کی تقدیم و تاخیر کی وجہ سے فضیلت سمجھی جاتی ہے چنانچہ السابقون الاولون من المهاجرین والانصار اور السابقون السابقون اولئک المقربون فی جنات النعیم اس پر شاہد ہے پس اس اعتبار سے جو بزرگوار سب سے پہلے اسلام لائے ہیں وہ سب افضل اور اعلیٰ ہیں وہ چار نفوس متبرکہ ہیں حضرت ام المومنین خدیجہ الکبریٰ حضرت علی مرتضیٰ حضرت ابوبکر الصدیق۔ حضرت زید بن الحارث۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے بعد وہ جلیل القدر اصحاب جو ہجرت سے پہلے اسلام لائے ہیں۔ ان کے بعد اہل عقبہ ان کے بعد وہ جلیل القدر اصحاب جو ہجرت کے لوگ جن کے لیے انزال سکینہ ہوا ہے۔ ان کے بعد بالقطع کوئی مشہد نہیں جو مدار فضل سمجھا جائے کیونکہ ہر اکثر منافق اور مولفۃ القلوب یہی شریک اسلام ہو گئے تھے چنانچہ قرآن مجید اس امر پر ناظر ہے ومن حولکم من الاعراب منافقون ومن اهل المدينة مردوا على النفاق۔

تنبیہ ان پچھلے لوگوں کی فضیلت قابل بحث نہیں۔ اگر گفتگو ہے تو خلفاء اربعہ کی باہمی فضیلت میں ہے کیونکہ یہی لوگ باتفاق سابق الاسلام تھے۔

(۹) فضیلت کا ثبوت دو قسم سے ہو سکتا ہے عقل سے یا نقل سے لیکن فضیلت کا عقلی کوئی کافی ثبوت نہیں جو قطع حجت کر سکے اور جس پر خصم کو مجال نظم نہ رہے۔ اب یہی فضیلت نقلی تو اسکو جانچنے کے دو طریق ہیں اول بضر شارح۔ دوم تتبع احوال۔

(الف) اس امر میں کہ فضیلت مفہوم ہے یا نہیں باہم علماء اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے کہ انہ ثابت بالاجماع ولم یبعین الا فضل ولم یوجد النص بعض کہتے ہیں کہ تفصیل قطعی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ظنی ہے امام ابو الحسن اشعری اسکے قائل ہیں کہ قطعی ہے۔ اور ابوبکر باقلانی اور امام الحرمین کہتے ہیں کہ ظنی ہے (دیکھو شرح جوہر اللقافی سعد الدین تفتازانی مشرح مقاصد میں کہتے ہیں التفصیل من الاجتهاد بات لا قاطع فیہا یعنی تفصیل کا اجتہاد ہی ہے کوئی قطعی دلیل اسکے لیے موجود نہیں امام غزالی بھی اسی بات کے قائل ہیں کہ حقیقۃ الفضل ما هو عند اللہ و

ذلك مما لا يلزم عليه الا رسول الله صلى الله عليه وسلم في فضل النبي صلى الله عليه وسلم في حقه او رسول الله صلى الله عليه وسلم في حقه او رسول الله صلى الله عليه وسلم في حقه

تارج سواقف لکھا ہے واعلم ان مسئلة الافضلية لا مطمع فيها في الجزم واليقين اذ دلالة العقل بطريق الاستدلال على الافضلية بمغنى الاكثرية في الثواب بل مستندها الفضل وليست هذه لمسئلة مسئلة متعلق بها عمل فيكتفى بها بالظن هو كافي في الاحكام العملية بل هي مسئلة علمية يطلب فيها اليقين والنصوص المذكورة من الطرفين بعد تعارضها لا يفيد القطع على ما لا يخفى على منصف لانها اما احاد وظنية الدلالة مع كونها معاصرة ايضا وليس الاختصاص بكثر اسباب الثواب موجبا لزيادته قطعاً بل ظناً لان الثواب تفضل من الله تعالى كما رفته فيما سلف فله ان لا يثبت المظيع ويثبت غيره ثبوت الامامة وان كان قطعياً لا يفيد القطع بالافضلية بل غلبة الظن كيف ولا قطع بان امامة المفضول يصح مع وجود لفاضل لکننا وجدنا السلف قالوا بان الافضل ابو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي وحسن ظننا بهم لولم يعرفوا ذلك لما اطبقوا عليه فوجب علينا اتباعهم في ذلك القول نفوض ما هو الحق فيه الى الله تعالى قال الامام وقد يراى بالفضل اختصاص من احد الشخصين من الاخر اما باصل فضيلة لا وجود لها في الآخر كالجاهل اما بزيادة فيها لكونه اعلم مثلاً وذلك غير مقطوع فيما بين الصحابة اذ ما من فضيلة بين اختصاصهما بواحد منهم الا ويمكن بيان مشاركة غيره فيها وتقدیر عدم المشاركة فقد يمكن بيان اختصاص الآخر فضيلة اخوة ولا سبيل الى الترجيح بكثر افضائل لاحتمال ان يكون الفضيلة الواحدة ارجح من فضائل كثرية يمين فضيلة كاسئلة ايسا نهين که اس سے جزم اور یقین کا طمع کیا جائے عقل کو فضیلت ربحنے کثرت ثواب پر طریق استدلال حاصل نہیں بلکہ یہ مسئلہ نقل سے مستند ہے اور یہ مسئلہ وہ مسئلہ نہیں کہ جس کے ساتھ عمل کا لگاؤ ہوتا کہ مجرد ظن ہی ہے اسکے لیے کافی سمجھا جائے کیونکہ حکام عملیہ کے لیے ظن ہی کفایت کرتا ہے بلکہ یہ مسئلہ علمی ہے اس لیے غمنازی ہے جس میں جزم اور یقین مطلوب ہے لیکن طرفین کے نصوص باہم متعارض ہونے کی وجہ سے قطعیت کا فائدہ نہیں بخشتی قطع نظر متعارض ہونے کے وہ نصوص احاد وظنی الدلالة ہیں

نہایت امر یہ ہے کہ وہ نصوص اسباب کثرت ثواب کی اختصاص پر دلالت کرتے ہیں لیکن کثرت ثواب کے اسباب کا مرتب ہونا قطعاً کثرت ثواب کا موجب نہیں ہو سکتا صرف ظن کا فائدہ دیتا ہے۔

کیونکہ اجر اور ثواب خدا کی مہربانی پر موقوف ہے کسی خاص سبب پر منحصر نہیں خدا چاہے تو ایک غیر مطیع کو ثواب عطا فرمائے اور مطیع کو محروم رکھے اور امامت کا ثبوت اگرچہ قطعی ہے لیکن وہ قطعی ثبوت فضیلت کا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ امامت مفضل کی فضیلت کی بنیاد پر ہے ہمارے اہل سنت و جماعت کے نزدیک جائز ہے۔ اور ناجائز ہونا اس کا قطعی نہیں۔ چنانچہ سلف کو یہی کہتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت ابو بکر افضل ہیں پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی ہمارے اسلاف کے حق میں گمان نیک ہے اور اس امر کا مقتضی ہے کہ اگر انکو پاس لیں نہیں ہوئی تو اس اعتقاد کا حکم نہ دیتے ہم انکے پیرو ہیں ہم پر اس امر میں انکا اتباع واجب ہے اور ہم اسکی اصل حقیقت کو خدا کے سپرد کرتے ہیں *

اندی کہتا ہے کہ تفصیل سے مراد ایک شخص کی خصوصیت ہے دوسرے کسی خاص صفت میں خواہ وہ اصلی فضیلت ہو یعنی ایک میں تو وہ صفت موجود ہو اور دوسرے میں مطلق پائی نہ جائے جیسے کہ صفت علم کی وجہ سے عالم جاہل ہو افضل ہے کیونکہ صفت علم تو عالم میں موجود ہے اور جاہل میں موجود نہیں یا بسبب زیادہ ہونے کسی خاص سبب کی فضیلت ہو یعنی ایک ہی صفت میں دو نوشریک ہوں لیکن ایک میں وہ صفت زیادہ ہو اور دوسرے میں کم ہو جیسے اعلم افضل ہے عالم سے بسبب زیادہ ہونے صفت علم کے پیر اسوجہ سے صحابہ کرام کے درمیان کسیکی فضیلت کو بارہ میں قطعی حکم نہیں لگایا جاتا۔ کیونکہ جو فضیلت کسی صحابی کے واسطے ثابت کی جاتی ہے اکثر ایسا ہی ان میں دوسرا بھی شریک پایا جاتا ہے اور اگر بالفرض شریک نہیں پایا جاتا تو کسی اور ایسی فضیلت سے ممتاز نظر آتا ہے کہ یہ اسکی فضیلت اس وجہ سے کی فضیلت کو مقابل نہیں کرتی ہے *

اور کثرت فضائل سے ترجیح نہیں دی جاسکتی کیونکہ ممکن ہے کہ ایک ہی فضیلت یا عفو شرف کو بہت سی فضیلتوں پر ماحم ہو۔ اور ایک فضیلت والے کو بہت سی فضیلتوں والے سے منجانب اللہ ثواب زیادہ حاصل ہوا ہو پس فضیلت پر قطعیت کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ اسلئے سلف میں خلفاء اربعہ کی فضیلت کی نسبت متقدمین اہل سنت و جماعت میں مختلف مذاہب تھے۔

(۱) اکثر لوگ فضائل کے ترتیب الخلافات کو قائل تھے اور ترتیب خلافت کو مطابق سب سے حضرت ابو بکر صدیق کو افضل سمجھتے ہیں اور انکے بعد حضرت عمر کو اور انکے بعد حضرت عثمان کو اور انکے بعد حضرت علی کو مطلقاً کو۔

(۲) بعض لوگ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو تو افضل سمجھتے تھے اور حضرت علی اور حضرت عثمان کو بارہا تھے امام مالک کا یہی ہی عقیدہ تھا محقق و دانی شرح عقائد میں لکھتا ہے لا فضلیۃ بعدنا للترتیب

عند الجمل و قتل من مالک الموقف بن عثمان و علی و قال امام الحرمین الغالب علی
الظن ان ابابکر فضل من عمر ثم تعارض الظنون فی عثمان و علی یعنی جمہور کے نزدیک فضیلت
ترتیب خلافت پر پیرا و امام مالک سے نقل کیا گیا ہے توقف در میان علی و عثمان کے اور امام الحرمین
کتا سہرا ظن غالب یہ ہے کہ حضرت ابوبکر فضل ہیں حضرت عمر سے اور پھر حضرت عمر فضل ہیں اور پھر ظنون
باہم متعارض ہیں در میان حضرت عثمان و حضرت علی کے فخر الاسلام نزدیکی کہتے ہیں کہ بعض اہل
سنت و الجماعت ان دونوں صاحبوں کو برابر سمجھتے تھے اور حضرت عثمان کو حضرت علی پر فضیلت نہیں
دیتے تھے چنانچہ امام ابو حنیفہ و سرور اہل بیت ہو کہ انہما فصل عثمان علی یعنی وہ حضرت عثمان
کو حضرت علی پر فضیلت نہیں دیتے تھے علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں قال ابو عمر و قف من
اهل السنة فی علی و عثمان فلم یفضلوا و احدا منهما علی صاحبہ منهم مالک بن انس و یحیی بن
سعید القطان۔

(۳) کوفہ کے اہل سنت و جماعت مثل سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت علی کو حضرت عثمان پر فضیلت
دیتے تھے چنانچہ تدریب الراوی فی شرح تقریب النور میں سیوطی لکھتے ہیں و جزم الکوفیون و
منہم سفیان النوری بتفضیل علی علی عثمان یعنی کوفہ کے لوگ کہ ان میں سے سفیان ثوری بھی ہیں
بالجزم یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ حضرت علی حضرت عثمان سے افضل ہیں اور شرح عقاید جلالی میں لکھا
ہے کہ ابوبکر خیر یہی حضرت علی کی فضیلت کے قائل تھے عن ابی بکر خیر فی تفضیل علی علی عثمان
شرح کبیر جوہر اللقمانی سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداءً امام مالک کا بھی یہی عقیدہ تھا بعد میں توقف کی طرف
مائل ہو گئے تھے و قال بعض اہل السنة بتقدیم علی علی عثمان و بہ قال مالک و لا ثم وقف امام
عبد اللہ یا فخر رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ وادی الانطمان فی تفضیل علی علی عثمان میں لکھتے ہیں کہ من
بعد تفضیلنا للشیخین مقتدی و تفضیلہ قبل فی النورین فی بابی (مرثیۃ الجنار للباقری) اکثر
محدثین مثل حاکم وغیرہ ہی اس کی قائل تھے رستان المحدثین للمحدث الدہلوی) اس سے بھی زیادہ ایک
اور ثبوت ملتا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی اس کی قائل تھے چنانچہ الخصائص میں امام شافعی لکھتے ہیں
عن علاء بن غرار قال سالت بن عمر رضی اللہ عنہما و هو فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ عن
علی و عثمان فقال اما علی فلا نسألہ عنہ انظر الی قرب منزله من رسول اللہ صلی اللہ علیہ صلی
ما فی المسجد من غیرہ فاما عثمان فانه اذنبتبا عظیماً ذلی یوم النفا الحکما فعقی اللہ عنہ
و غفر و اذنت و یلہ و ذلک فقط

(۴) علامہ عبدالبر استیعاب میں لکھتا ہے کہ حضرت علیؑ اور حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت میں ہی سلف کا مذہب مختلف تاجنا نچانکا قول ہے واختلاف السلف ایضا فی تفضیل علیؑ ابی بکرؓ پر اسی کے ذیل میں لکھتے ہیں عن سلمان وابی ذر والمقداد وعمار وخباب جابر وحذیفہ وابی سعید الخدری و زید بن ارقم ان علی بن ابی طالب ول من اسم وفضلہ ہوا علی غیرہ یعنی سلمان فارسی اور ابی ذر غفاری اور مقداد و عمار بن یاسر و خباب و خذیفہ و ابی سعید خدری و زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب وہ شخص ہیں جو سب کے پہلے اسلام لائے ہیں اور یہ اصحاب حضرت علیؑ کو ان کے غیر پر فضیلت دیتے ہیں ۔

علامہ عبدالبر استیعاب میں عبدالرزاق سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص عمر کو ابوبکرؓ پر فضیلت دی تو میں اسکو منع نہیں کرتا اور اگر علیؑ کو ابوبکرؓ سے فضیلت سمجھو تو بھی میں اسکو منع نہیں کرتا اگر وہ ان دونوں سے محبت رکھو پس عبدالرزاق کہتا ہے کہ میں نے اس بات کو وکیع سے بیان کیا اسکو یہ بات نہایت پسند آئی ۔

(۵) امام تاج الدین سبکی کے ہمارے علماء شافعیہ میں بڑے مستند شمار کیے جاتے ہیں طبقات الکبریٰ میں نقل کرتے ہیں بعض متاخرین کا یہ مسلک تھا کہ حضرت حسنین علیہم السلام کو باجعت خیریت بضعۃ الرسول کے خلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر فضیلت دیتے تھے چنانچہ جلال الدین سیوطی الاختصاص میں امام علم الدین عراقی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سیدہ اور ان کے بیٹے ابراہیم باتفاق سب صحابہؓ پر فضل میں امام مالک کا قول ہے ما فضل علی بضعۃ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم احداً

(۶) تدریب الراوی فی شرح تقریب انوار میں علامہ جلال سیوطی تحریر فرماتے ہیں حکم الخطابی حق بعض مشائخہ انہ قال ابو بکرؓ خیر۔ وعلی افضل غرضکہ ان سب تقریرون کا ماحصل یہ ہے کہ تفضیل ظنی ہے اور اسکے ظنی ہونے پر سلف نے اتفاق کیا ہے فضلہم علی ترتیب الخلافۃ قطعاً نہیں اور ہمارے اہل سنت و جماعت اسکو بخلاف عقیدہ رکھنے والے کو بدعتی وغیرہ سے تعبیر نہیں کر سکتے ورنہ سلف صالحین تک اسکا اثر ہو چکا ہوتا ہے ۔

بعض لوگوں نے اس جگہ ایک اعتراض کیا ہے کہ فضیلت کے ظنی سمجھنے سے مخالفت اجماع کی لازم آتی ہے یہ روایات جو فضیلت کے ظنی ہونے کی بارہ میں نقل ہوئے ہیں شاذ ہیں۔ انکی طرف چند بلین التفات نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت پر اجماع ہو چکا ہے اور اجماع دلائل قطعہ میں سے ہے پس افضلیت کو ہی قطعی سمجھنا چاہیے ۔

اسکا جواب یہ ہے کہ یہ سچ ہے کہ اجماع دلیل قطعی ہے لیکن اجماع کے تمام اقسام قطعی نہیں چنانچہ کتب اصول فقہ میں اس کی مفصل بحث ہو چکی ہے قطعی اس کو کہا جاتا ہے کہ جس میں اصلاً اختلاف نہ ہو اور جس میں اختلاف ہو اگرچہ وہ اختلاف شاذ ہی ہو (ظنی ہے) اور قطعیت کی حد سر لکل جاتا ہے اگرچہ شاذ ہو نیکی وجہ سے خلاف چندان قابل اعتماد ہی نہ ہو لیکن اس اجماع کا درجہ قطعیت کو کٹا رہتا ہے *

علاوہ برین اگر اجماع ہوا ہے تو اسی فضیلت ظنی پر ہوا ہے اور صاحبان اجماع نے اس کی قطعیت پر حکم نہیں لگایا۔ چنانچہ ہم سابقہ کلام مثل ابو بکر باقلانی۔ اور امام الحرمین اور حجت الاسلام غزالی وغیرہ کے اقوال نقل کر چکے ہیں ان کے بیانون سے واضح ہوتا ہے کہ اس مسئلہ میں فضیلت ان کے نزدیک صفت ظنیت کو محکوم ہے نہ عارض حکم بعد از اجماع نہایت الامریہ ہے کہ اجماع سے ترتیب خلافت کا ثبوت ملتا ہے نہ فضلہم علی ترتیب الخلافة کا چنانچہ پیشہ ثابت ہو چکا ہے کہ سلف کا حضرت عثمان کے احق بالخلافت ہونے پر اجماع اور افضل ہونے پر اختلاف ہے پس ثابت ہوا کہ قطعیت خلافت کو فضیلت پر گزلازم نہیں آتی *

طلات ایک ہوسن بادشاہ اور خلیفہ وقت تھے اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے عہد میں موجود تھے اور اسکے تابع حکم تھے *

کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ طلوات ان انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل تھا *

خلاصہ کلام یہ ہے کہ محققین اہل سنت و جماعت کے نزدیک فضیلت کی اصلیت خدا کو معلوم ہے کسی کو اسپروری اطلاع نہیں *

خلفاء اربعہ کی مدح و ثنائیں حدیثیں وارد ہیں۔ املاہم متعارض ہیں اور سلف کا فضیلت کو بارہ میں اختلاف ہے اور ایک بات پر اجماع قطعی نہیں ہوا کہ انھیں صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون افضل اور اعلیٰ ہے *

چونکہ فضیلت و اکثریت ثواب ہر ادا ہے۔ اکثریت ثواب کا ثبوت صرف مخیر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے مل سکتا ہے۔ املاہم احادیث میں متعارض واقع ہے۔ پس جبکہ متعارض واقع ہو تو جانب اوئے کو ترجیح دینا چاہیے املاہم احادیث قوی اور ضعیف کا خیال رکھنا چاہیے *

جناب امیر علیہ السلام کے فضائل میں جو احادیث کہ وارد ہوئی ہیں انکی نسبت علامہ ابن عبد البر الاشبہی نے معرفۃ الصحاب میں بذیل ترجمہ جناب امیر علیہ السلام کہتے ہیں۔ قال احمد بن حنبل و یحییٰ بن یحییٰ بن عمار القاسمی و احمد بن علی بن شعیب النسائی و ابو علی النیسابوری لم یورد فی فضائل احد من الصحابة

بالاسانیدالجیاد ماروی فی فضائل علی بن ابی طالب یعنی امام احمد بن حنبل و تذاوی سخیل بن اسحاق
اور امام احمد بن علی بن شعیب النسائی۔ اور ابو علی فیشا پوری رحمۃ اللہ علیہم کہتے ہیں کہ جس قدر جدید سندوں کی
ساتھ حدیثیں جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام کے حقیقین روایت ہوئی ہیں ویسے کسی ایک صحابی کے
حق میں نہیں ہوتیں *

اسکے پاس اگر جناب امیر کے خصوصیات کو دیکھا جائے اور آپ کے اسوہ کثرت ثواب کے اسباب پر غور کی جائے
تو جناب امیر ہی فضل الناس اخیر البشر نظر آتے ہیں *

لیکن اگر خیال کیا جائے کہ کثرت ثواب کی وجہ سے فضل ہونا تو امر ظنی ہے تو اس خیال کے دور کوٹنے کے
لیے ہم آپ کے الاجماع مزیل الفضل والحدال الحمیدہ کی طرف ایک نظر ڈالتے ہیں جس سے ہمارا ظن بالکل مفر
ہو جاتا ہے اور آپ کی فضیلت کا آفتاب یقین کی آنکھوں میں چمکتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

(ب) اب متبع احوال جناب امیر سے پیشتر ہم فضیلت کو اقسام بیان کرتے ہیں ظاہر ہے کہ فضیلت
باعتماد اپنے اقسام کے میں تہمون میں منحصر ہے۔ فضیلت نقسانی۔ اور فضیلت جسمانی۔ اور فضیلت
خارجی *

ہم اس تیسرے باب میں اقسام ثلاثہ فضیلت میں جناب امیر کی فضیلت لوگوں کو دکھائیں گے۔ پھر چوتھے
باب میں ہم آپ کے خصوصیات اور اسباب کثرت ثواب کو لوگوں کی تشفی کے لیے نقل کریں گے *

اس باب میں ہم چند امور پیشے جناب امیر کا ذکر داخل عبادت ہونا۔ اور انکی شان میں جس قدر حدیثیں وارد
ہوئی ہیں۔ انکی نسبت محدثین کی رائے سے اور جناب امیر کی مثل کیے اکتساب فضائل نہیں کیا۔ اور جناب
امیر کے فضائل مناقب کا لا تخص ہونا۔ اور جناب امیر کا روحانی علیہ۔ اور جناب امیر کا جامع مدارج فضل
ہونا بطور تمہید کے تاکہ ہر ہم آپ کے فضائل نقسانی اور جسمانی اور خارجی کو تفصیل وار لکھیں گے *

جناب امیر کا ذکر داخل عبادت ہونا

(۱) عن امر المؤمنین عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخبر عن
حلی الخیر اعمامی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جناب امیر کے فضائل کے متعلق فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے تمام بہائیوں میں سر بہتر علی ہیں اور تمام چھوٹے میں
سر بہتر حمزہ ہیں اور علی کا ذکر عبادت ہے *

(۲) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر علی عبادۃ (اخرجه الدیلمی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کا ذکر عبادت

جناب امیر کی شان میں اجاویث کے وارد ہونی میں انکی نسبت محدثین کی رسا

اخرجه الحاكم عن احمد بن حنبل قال ما ورد من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الفضائل ما ورد لعلو وکذلک قال اسمعيل بن اسحاق القاضي ابو علي النيسابوري واحمد بن شعيب النسائي لم يرد في حق احد من الصحابة الا لسانيد الجياد اکثر ماجاء في علی رالا استيعاب في معرفتہ اصحاب العالمۃ ابن عبد البر وصواعق محرقہ للعلامة زحيد والخوارزمي ومحمد بن يوسف الكنجي الشافعي في كفاية الطالب والعلامة في تفسيره وابن طلحة الشافعي في مطالب السؤل حاکم امام احمد بن حنبل جہتہ اللہ علیہ وسلم نقل کرتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی کے لئے اس قدر فضائل نہیں وارد ہوئے جتنے کہ جناب امیر علیہ السلام کے لئے وارد ہوئے ہیں اسمعيل بن اسحاق القاضي اور ابو علي نیشاپوری بھی لکھتے ہیں اور امام احمد بن شعيب النسائي رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ صحابہ میں سے کسی کی شان میں جناب امیر کی شان سے زیادہ حدیثیں جیدہ سانیدہ کے ساتھ روایت نہیں ہوئیں *

قال عبد الله بن مسلم بن قتيبة في كتابه الامامة والسياسة ان رجلا من همدان يقال له بردقلم عليه السلام فسمعه عمرو بن العاص يقر في علي فقال له يا عمر ان اشيا خفا سمعوا رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول مرتين مولاك فعلى مولاك الحق ذلك امر باطل قال عمرو حق وانا زيدك انه ليس احد من صحابة رسول الله صلى الله عليه وسلم له مناقب مثل مناقب علي الا انه شارك في قتل عثمان رضي الله عنه عبد الله بن قتيبة كتاب الامامة سياستہ میں لکھتے ہیں کہ ہمدان کا ایک باشندہ جس کا نام بردقلم تھا سنا کہ عمرو بن العاص جناب امیر علیہ السلام کو باہلہ کہہ رہے ہیں کہنے لگا اے عمر چارے جو درگون نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمائے ہوئے سنا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے آیا یہ بات صحیح ہے یا جھوٹ ہے عمرو بن عاص کہہ نہ لگا میں تجھ سے سو بھی بڑ بکر سناؤں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کے مناقب اتنے نہیں ہیں جتنے کہ جناب امیر کے مناقب ہیں مگر کیا کریں وہ حضرت عثمان کے قتل میں شریک ہوئے ہیں *

جناب امیر کی مانند کسی نے اکتساب فضائل نہیں کیا

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اکتسب کتب مثل فضل علی
یعدک صاحبہ الی الہدی یردہ عن الودی (اخرجہ الطبرانی) عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہتر
ہیں کہ جناب سرور انبیاء علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کسی شخص نے علیؑ کی مثل فضل کا اکتساب نہیں کیا وہ اپنی دوست
کو ہدایت کی راہ دکھاتا ہے اور برائی سے پھیرتا ہے ۔

جناب امیر فضائل میں پہلے لوگ سبقت لے گئے ہیں پھر لوگ ان کو پہنچ سکیں گے

عن الحسن بنہ قال حین قتل علیؑ لقد فارقہ رجل ما سبقہ الا ولون ولا بد کہ الاخر من راجحہ احمد
والنساء والدہابی والطبرانی فی الکبیر وابن جریر الطبری فی تاریخہم جبکہ جناب امیر علیؑ سلام شہادت
پا گئے حضرت امام حسن علیہ السلام خطیبین کثرتے ہو کر فرمانے لگے اے لوگو تم سے آج ایک ایسا آدمی جدا ہو گیا ہے
کہ پہلے لوگ اس کے کیسات میں تڑپتے ہوئے نہیں تھے اور پچھلے ان تک نہ پہنچ سکیں گے ۔

جناب امیر فضائل کا لا تخصی ہونا

عن مجاہد سال رجل من ابن عباسؓ سبحان اللہ ما اکثر فضائل علیؑ وانی لا ظنہا ثلاثہ الاف فقالہ
ابن عباسؓ ہی ثلاثین الف اقرب من ثلاثہ الاف ثم قال ابن عباسؓ لو کان النجیر اقلام والجوہ مداد و
الاندریتاۃ الحبر حصا بنما احصوا فضائل علی بن ابی طالبؑ اخرجہ سبط ابن الجوزی) مجاہد کہتے ہیں
ابن عباسؓ سے ایک شخص نے کہا سبحان اللہ جناب امیر کے فضائل کتنی بہت ہیں میرا خیال ہے کہ تین ہزار ہوں گے
ابن عباسؓ نے کہا نہیں ہزار تو گویا تیس ہزار کے قریب ہونگے پھر ابن عباسؓ کہنے لگے اگر دنیا کے تمام درخت قلم بن جائیں
اور سمندر سیاہی ہو جائیں اور انسان لکھنے والے اور جن حساب کرنے والے ہوں تو بھی علیؑ کے فضائل کو احصا
نہیں کر سکیں گے ۔

۲۱) عن علی بن الحسین عن ابیہ عن جلال امیر المؤمنین علی بن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ جعل لاختی علیؑ فضائل لا تحصى کثرۃ فمن ذکب فضیلۃ من فضائلہ مقل بها غفر اللہ
لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر من ذنبہ من کتب فضیلۃ من فضائلہ لم تزل اللامکۃ تستغفر لہا بقی تلک الکتابۃ
رسم ومن استمر الی فضیلۃ من فضائلہ غفر اللہ لہ الذنوب لقی اکتسبها بالاستماع ومن نظر الی فضیلۃ
من فضائلہ غفر اللہ لہ الذنوب لقی اکتسبها بالنظر ثم قال النظر الی علی بن ابی طالب عبادۃ ذکرہا عبادۃ
ولا یقبل اللہ ایمان عبد الا بولایۃ علیؑ والبراءۃ عن اعدائہ راجحہ الخیر از محمد بن یوسف لکھنے

الشافعی والمحقق الامام فی مناقب جناب زین العابدین اپنے والد ماجد جناب امام حسین سے اور وہ انکی جد امجد امیر علیہ السلام سے وایت کرتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ پروردگار عالم نے میری بہائی علی کے فضائل اور دنیاوی میں جنکی کثرت کا احصی نہیں ہو سکتا پس جو شخص اس کے فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کو اقرار ہی ہو کر لکھے اسے اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیگا۔ اور جو شخص اس کے فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کو لکھتا ہے جب تک کہ وہ لکھتا رہتا ہے فرشتے اس کے گناہوں کے لیے خدا پر مغفرت مانگتے رہتے ہیں اور جو شخص اس کے فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کو کتاب ہے خدا تعالیٰ اس کے وہ گناہ جو کہ اسے اپنے کانون سے بذریعہ ناجائز کلام سننے کو کہے ہیں بخش دیتا ہے۔ اور جو شخص حج کہ اس کے فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کی طرف نگاہ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے وہ گناہ جو کہ اس نے اپنی آنکھوں سے بذریعہ ناجائز نگاہ کر نیکیے کہے ہیں بخش دیتا ہے پر ارشاد کیا کہ علی انکی طالب کی طرف دیکھنا عبادت سے اور اس کا ذکر خدا کی بندگی سے خدا تعالیٰ کسی مومن کا ایمان کو قوی نہیں کرتا مگر علی کی دوستی اور اس کے دشمنوں کو پیرا رہو نیکی کے وجہ سے تمہارے اعموم فضائل میں سے تین قسم ہیں فضائل نفسانی فضائل جسمانی فضائل خارجی۔ فضائل نفسانی سے وہ فضائل مراد ہیں جن کا تعلق نفس و ناطقہ انسانی سے ہوتا ہے جنکو اخلاق حسنہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اصل اصول فضائل وہ ہیں انہیں کی وجہ سے انسان تہ بہ تہی سے درجہ ملکوتی حاصل کرتا ہے فضائل جسمانی سے وہ فضائل مراد ہیں جن کا تعلق انسان کے جسم کے ساتھ ہوتا ہے جیسے جسم کا شہل ہونا جسکو حسن اور خوبصورتی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور قوت بدن وغیرہ۔

فضائل خارجی سے وہ فضائل مراد ہیں جن کا تعلق انسان کے روح سے ہوتا ہے اور نہ جسم سے بلکہ انسان کے جسم و جان سے الگ ایسی سبب انسان کے لئے فراہم ہو جاتی ہیں جنکی وجہ سے وہ اپنی ہم جنسوں سے افضل سمجھا جاتا ہے جیسے حسب نسب کا کہراہین۔ قرابت کا اچھا ہونا۔ اولاد کا صالح ہونا۔ بیوی کا نیک ملنا۔

قبل اس کے کہ ہم جناب علیہ السلام کے فضائل نفسانیہ کے کہنے کو شروع کریں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم آپ کی روحانی تصویب کو روحانی حلیہ ہی کہا جاسکتا ہے لوگوں کی نگاہوں میں جلوہ گرین آپ کا جسمانی حلیہ فضائل جسمانیہ میں سے لکھا جائیگا۔

جناب امیر علیہ السلام کا روحانی حلیہ

۱) قیل ان معاویۃ قال لضرار الصداقی یا ضرار صلی علیا فقال احقہ یا امیر قال لتصفنہ قال اما اذ لا بد من وصف مکان واللہ بعید المکان۔ شدید القوی۔ بقول فضلا و بحکمہ صلا۔

یخرج العلم من جنانہ وینطق بالحکمة عزلیانہ بستوحش من الدنیا وزہرتھا دیانہ اللیل وختہ

وكان عزيز العرق - طويل الفكرة - تعجب من اللباس ما قصر ومن الطعام ما خشن - كان فينا كما حدثنا
 يجيبنا اذا سالناه - ويأتينا اذا ادعونا - ونحن والله مع تقريه ابانا وقربنا منا - لانكاذنك لهيبه
 له - يظلم اهل الدين يقرب المساكين - لا يطمع القوي في باطله - ولا يبذل لصغير عن عدله -
 ولقد رأيت في بعض مواقفه - وقد ارخى الليل سدله - وغارت نجومه - قابضا على لحيته يتململ
 فتململ سليم - ويكي بكاء الحزين - ويقول ياد نيا غري غيرة - الى تعرضت - املح تشوق - هيتا
 هيتا - قد بايتك ثلاثا لا رجعة فيها فعمرك قصير - وخطرك كثير - اه آه - من قلة الزاد - وبعد
 السفر - فبكي معاوية فقال رحم الله ابا حسن كان والله كذلك فكيف حزنك عليه يا ضرار قال
 حزن من ذبح ولدها في حجرها راخرجه الدواب وادبو عمرو ابن عبد البر في الاستيعاب المتقى
 في كذا الحال وابن حجر في صواعق المحرقة (كيتيم مين كه امير معاوية نے ضرر صدائی سے کہا امير ضرار
 مجھ سے علی علیہ السلام ہے کہ اوصاف بیان کر ضرار نے کہا اے امیر مجھے اس زحمت رکھ - معاویہ نے کہا مجھے
 ضرر انکے اوصاف بیان کرنا ہونگے - ضرار نے کہا جبکہ مجھے انکے اوصاف بیان کرنے پر مجبور ہی کیا جاتا ہو
 تو واسہ وہ دور کے کام والے اور بڑی قوتوں والے تھے بزرگی سے بات کرتے تھے اور عدل سے حکم دیتے تھے
 علم کا دریا انکے دل سے موج زن تھا - حکمت اٹکی زبان سے بولتی تھی - وہ دنیا اور دنیا کی خوبیوں سے گریز کرتے
 تھے - وہ اندھیری رات اور سکی وحشت سے مانوس تھے - وہ رونے کو پسند کرتے تھے - اور دور دور از فکر میں
 ڈوبے رہتے تھے - انکو کپڑا چوٹا اچھا لگتا تھا - اور انکو کھانے میں کرخت چیز ہبلی معلوم ہوتی تھی - وہ
 ہم میں ہمارے جیسے تھے - وہ ہمکو جواب دیتے تھے جبکہ ہم ان سے پوچھتے تھے - وہ ہمارے پاس آتے تھے
 جب ہم انکو بلاتے تھے خدا کی قسم ہے کہ ہم باوجود انکے قرب کے انکی ہیبت کی وجہ سے ان سے کلام نہیں
 کر سکتے تھے وہ اہل دین کی تعظیم کرتے تھے مسکینوں کو اپنے پاس بٹھاتی تھے - انکے خوف سے کوئی زبرد
 دست اپنی بیودگی کی خواہش دل میں نہیں لاسکتا تھا - ضعیف انکے عدل سے ناامیدی کا موندہ نہیں
 دیکھتا تھا - میں نے انکو بعض مقامات پر دیکھا جبکہ رات کا گھٹا ٹاپ اندھیرا چھایا ہوا تھا - اور ستاروں سیاهی
 میں ڈوبے ہوئے تھے وہ اپنی ریش مبارک کو پکڑتے ہوئے آہستہ آہستہ ہل رہے تھے - اور نرم آواز سے رو
 رہے تھے - اور فرما رہے تھے - اے دنیا! میرے سوا کسی اور کو فریب دے - میرے کیوں سامنے آئی ہے یا
 مجھ سے شوق رکھتی ہے - انوس انوس - میں نے تجھے تین طلاقیں دی ہیں بن میں ہرگز رجعت کی گنجائش
 نہیں - تیری عمر بہت تھوری ہے - اور میرے دکنہ ہیبت بڑے ہیں - آہ آہ - تھوڑا نہ ادب - اور دور کا
 سفر ہے - امیر معاویہ سنکر رونے لگا - اور کہنے لگا خدا ابو الحسن پر رحم کرے - والہ وہ ایسے ہی تھے -

حضرا انکے مرنے سے تھوکیسارنج ہوا ہے مزار کہنہ لگا۔ ایسا رنج ہے کہ جس طرح کے کسی عورت کی گود میں اسکا بیٹا فوج کیا جائے۔

۲۰) عن سعید بن العاص قال قلت لعبد بن عیاش بن ابی دبیعة الاتخا بن عن ابی بکر وعلی بن ابی بکر کان له السن والسابقة مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما الناس صاغیه الی علی فقال ای ابن اخی کان له واللہ ما شئت من خیر من قاطع۔ البسطة فی النسب وقرابة من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومصاحبه ثم السابقة فی الاسلام والعلم والفقه فی السنة والنجد فی الحرب مع الجود بالماء مع راخرجه احمد والذہبی: سعید بن العاص سے نقل ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ سے پوچھا محبوبہ علیؑ اور ابوبکرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا حال بیان کر کہ باوجود اسکے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ معمر ہی تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے میں سبقت ہی کہتے تھے۔ پھر لوگ جناب علیؑ کے بیوان زیادہ مشتاق تھے عبد اللہ بن عیاش نے کہنے لگے اعمیہ میرے بہتیجے جو بات کہ تجھے پسند آتی ہو اسی بن علیؑ کے بڑوت تھے۔ نسب کا بہرہ ان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت۔ حضرت کی دامادی سے مشرف ہوئے سلام میں سبقت۔ قرآن کا علم سنت میں تفقہ۔ حرب میں بہادری۔ بخشش میں جود۔

۲۱) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وقد سألہ الناس ای رجل کان علیاً قال کان قد ملا جوفہ علماً وحکماً وبأساً ونجدة مع قرابة من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجه احمد) ومحب الطبری فی التریاق النضرۃ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے ان سے پوچھا جناب علیؑ کیسے تھے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مشرف قرابت کے ساتھ انکا پیٹ علم اور حکمت اور سپہیت اور شجاعت سے بھر پورا تھا۔

۲۲) عن ابن عباس فی علی بن ابی طالب کان والله بشبہ القمر الباہر والاسد الخاد والفرا ت الزافر والربیع الماطر الباکور الربیع الابراہیم (الباب التاسع والسبعین) ابن عباسؓ سے جناب کی شان کے مطلق روایت ہو کہ واللہ حدیث علیؑ السلام جو دوپون رات کو چاند اور بن کے شیر اور سورج۔ تھے دریا اور صبح کے زہرے اور کے ابر کے مشابہ تھے۔

جناب امیر علیہ السلام کا جامع مدارج فضل ہونا

مدارج فضل کے متعین کر نہیں لوگوں نے بہت کچھ طبع آزمائی کی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے قرآن مجید امین جنکا ذکر کیا ہے حقیقت وہی مدارج فضل ہیں مائتاتی قیاس سے ایسے مدارج کا مقرر کرنا ضروری

مراعتبا می ہے ❖

جب ہم خاک و جھوٹا لجلال کے کلام پاک کو پڑھتے ہیں تو آیہ وافی ہدایہ اولئک النعم علیہم من انبیائہ الصلیقین والشہداء و الصالحین سے ہماری سرگشتہ عقل کو یہ تپہ ملتا ہے کہ حقیقتہً مدارج فضل چارہین اور بس۔ مرتبہ انبیاء علیہم السلام۔ مرتبہ صدیقین۔ مرتبہ شہداء۔ مرتبہ صالحین ❖

اس بات پر تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس آیت میں۔ صدیقین اور شہداء۔ اور صالحین انبیاء سے مغایر ہیں۔ لیکن ان صفات ثلاثہ میں مفسرین کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک ان تینوں اوصاف سے موصوف واحد مراد ہے۔ اور بعض کے نزدیک ہر صفت سے موصوف جداگانہ مراد ہے یعنی صدیق اور مہین اور شہید اور مہین۔ اور صالحین اور مہین ❖

اگر خداوند تعالیٰ اپنے کرم عمیم سے کسی اپنے خاص بند کو یہ تینوں اوصاف عطا فرما۔ تو کیا کہتا ہے جناب امیر علیہ السلام کی ذات مستجم لصفات مہین بجز منصب نبوت کے یہ تینوں اوصاف بغضوای نور علی نور۔ موجود تھے۔

اول صدیق۔ یعنی جسکی عادت پر صدق غالب ہو۔ صدق ہونے کی صفات فاضلہ میں سے ایک ممتاز صفت ہے کیونکہ ایمان کی تکمیل تصدیق بالقلب کے سوا نہیں ہو سکتی ❖ بعض مفسرین کا قول ہے کہ صدیق سے وہ شخص مراد ہے کہ تمام امور دین کی تصدیق کرے اور دین کو کسی امر میں شک نہ لائے چنانچہ آیت والذین اسوا باہد و رسلہ اولئک ہم الصدیقون سے یہی معنی ثابت ہوتے ہیں ❖

مفسرین نے صدیقین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضل اصحاب مراد لیے ہیں ❖ بعض کے نزدیک صدیق ہکو کہتے ہیں جو اسلام لانے میں سب پر سبقت رکھتا ہو اور سب کے پہلے رسول کی تصدیق کرے ❖

جناب امیر علیہ السلام کیا بوجہ سبقت اسلام اور کیا باعتبار تصدیق امور دین۔ سرگروہ افاضل اصحاب کرام عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر اور تمام صدیقوں سے افضل اور سید الصاوقین تھے ❖

۱) عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فی قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وكونوا مع الصادقین قال مع علی لانہ سید الصاوقین (خرج النعابتی فی تفسیرہ و ابو ذیم فی الحلیۃ الاولیاء و ابن عساکر و ابوبکر بن مردود فی السوطی فی تفسیر الدرامۃ و وسط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ علیہ السلام ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت میں کہ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وكونوا مع الصادقین

کے ساتھ ہو جاؤ) بیٹے جناب علی کے ساتھ ہو جاؤ کیونکہ وہ تمام سچوں کے سوار تھے۔

(۲) سیلاب الفارسی و ابی ذر الغفاری قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله ابتداء من امن بي وصدق وانت صدق الاكبر (اخرجه الحاكم في المستدرک و الطبرانی في المعجم الكبير) سلمان فارسی اور ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے فرمایا کہ تو وہ شخص ہے جو سب کے پہلے محراب ایمان لا رہا ہے اور میری تصدیق کی ہے اور تو صدیق اکبر ہے۔ (۳) عن عباد بن عبد الله قال قال علي أنا عبد الله و اخو رسول الله صلى الله عليه وآله و أنا صدیق الاكبر لا يقولها ذلك غيري الا كاذب صليت قبل الناس سبع سنين (اخرجه احمد في المسند و النسائي في الخصائص و الحاكم في المستدرک و الحافظ ابو زيد عثمان بن ابی شیبہ في سننه و ابن عاصم في السنة الحافظ ابو نعیم في الحلیة و العقيلي) عباد بن عبد الله کہتے ہیں کہ جناب امیر فرماتے تھے میں خدا کا بندہ اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی ہوں اور میں صدیق اکبر ہوں یہ بات میرے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا مگر جو بھٹ بولنے والا مجھے سب کے پہلے سات برس تک بڑھ چکا ہے۔ (۴) عن ابن عباس و ابی لیلی قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله المصدقون ثلاثة حبيب النجار مومن الياسين و خز قيل مؤمن آل فرعون و علي ابن ابي طالب هو افضلهم (اخرجه البخاري عن ابن عباس و احمد عن ابی لیلی) صواعق محرقہ لابن عباس اور ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدیق ترین میں حبیب التجار عمار میں مسیح پر ایمان لانیوالا اور خز قیل آل فرعون میں جناب موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانیوالا اور علی بن ابی طالب اور وہ ان سب سے افضل ہے۔

(۵) شہید اسکے معجزات میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ شہید کے معجزے اور شاہد کے معجزے ایک ہیں نیز رسالت پر شہادت و نبوت والا اور بعض نے کہا مقتول فی سبیل اللہ مراد ہے یہ دونوں بیٹے جناب امیر علیہ السلام کی ذات اقدس پر صادق آتے ہیں۔

شہید بمعنی شاہد۔

عن عابد بن عبد الله الاسيكي قال سمعت علياً يقول هو علي المنبئ من قریش رجل الا وقد نزلت فيه آية ايات ان فقال رجل فما نزل فيك فغضب ثم قال اما انك لو لم تسألني على رؤس القوم ما حدثتك و يحاك هل تقر سورة هود ثم قرأ فمن كان على بيعة من دبه و يلو شاهد من فقال رسول الله صلى الله عليه وآله بيعة من دبه و انما شاهد من دبه (اخرجه ابن مردويه و فقيه ابن خلکان)

وابن ابی حاتم وابن عساکر والسیوطی فی الدر المنثور والتعلی فی تفسیرہ والواحکی فی الباب المنزول
ابن جریر الطبری وابن منذر ابوالشیخ وابن مردودہ صاحب تفسیر معالم المنزلی (عادی بن عبد اللہ الاسدی
کہتے ہیں میں نے جناب امیر علیہ السلام کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ قریش میں سے کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جسکو
حق میں ایک یا دو آیتیں نازل نہ ہوئی ہوں ایک شخص نے پوچھا آپ کی شان میں کون سی آیت نازل ہوئی
ہے جناب امیر نے غصہ ہو کر فرمایا اگر تو نے سب کے سامنے نہ پوچھا ہوتا تو میں ہرگز تجھے نہ بتاتا۔ افسوس ہے تو تو
سورہ ہود کو نہیں پڑھا امن کان علی بنیۃ من ربہ ویتلوہ شاید منہ بیٹھے آیا جو شخص کہ اپنے رب کے دلیل و
پر ہے اوسا سی کے متصل ایک گواہ آئے اسی کی طرف سرسبز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو علی بنیۃ من
ربہ میں اور تیلوہ شاید منہ میں ہوں +

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ امن کان علی بنیۃ من ربہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ویتلوہ شاہد منہ علی بن ابی طالب خاصۃ (اخرجہ التعلی فی تفسیرہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں
کہ جو شخص کہ اپنے رب کے دلیل و دشمن پر ہے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ اوسا سی کے متصل ایک
گواہ آئے اسی کی طرف سرورہ علی بن ابی طالب میں خاصۃ +
شہید بمعنی مقتول فی سبیل اللہ +

عن ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا قالت رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذی علیہ اذ قبلہ وهو
یقول بابی الوحید الشہید (اخرجہ ابو یعلی) جناب ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو
روایت ہو کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جناب امیر کل سے لگائے ہوئے ہیں اور انہیں
چونت میں اور فرماتے ہیں میرا باپ قربان ہو اکیلا ہے اور شہید ہو بیوا لایہ +
جناب امیر علیہ السلام کی شہادت کی نسبت حضرت عائشہ بہت سی پیش گوئیاں فرمائی ہیں وہ سب حدیثیں
اپنے مقام پر درج ہیں +

(سوم) مرتبہ صالحین کا ہے جسکی تعریف یہ ہے الصالح هو الذی یکون صالحا فی اعتقادہ و فی عملہ
یعنی صالح وہ ہے جو اپنے اعتقاد اور اعمال میں صالح ہو۔ کیونکہ جہل سے فساد فی الاعتقاد ہے۔ اور محبت
سے فساد فی العمل پیدا ہوتا ہے۔ جناب امیر علیہ السلام باب حکمت تہا سلیس فساد فی الاعتقاد سے محفوظ
تھے۔ اور دوسرے محبت سے فساد فی العمل سے محفوظ تھے کیونکہ نہ ہو جسکو خدا پاک اپنی
کلام مجید میں صالح المؤمنین کا لقب عطا فرمائے اس سے فساد فی الاعتقاد اور فساد فی العمل کی طرح۔
ظاہر ہو سکتا ہے صدق و صدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت فی حقہ خمساً وواحداً من الدنیا وما فیہا فاما الخامسة فلست اخشع
 از جمع زانیا بعد احضار کافر بعد ایمان (اخرجا احمد فی المناقب) یعنی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ
 اسے عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی کو پانچ باتیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ
 وہ تمام دنیا و ما فیہا سے مجھے محبوب ہیں چنانچہ پانچویں ان میں سے یہ ہے کہ مجھے سپر گزخوف نہیں کہ وہ میر
 پر سا ہو نیکی بعد زنا کی طرف رجوع کرے اور ایمان لانے کے بعد کفر کی طرف لوٹ جائے۔
 (۱) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی قوله تعالیٰ هو مولاہ وجبریل وصالح المؤمنین قال ہوا
 علی بن ابی طالب (اخرجا ابن مردودہ و ابن عساکر) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کی تفسیر
 میں (کہ وہ اس کا مددگار ہے اور جبریل اور مومنوں کا نیکو کار) مومنوں کے نیکو کار سے علی بن ابی طالب
 مراد ہیں *

عن أسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول وصالح المؤمنین
 علی بن ابی طالب (اخرجا ابو نعیم و ابن ابی حاتم و المتقی فی کنز العمال) اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا
 اسے عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صالح المؤمنین علی بن ابی طالب
 ہیں پس ثابت ہوا کہ جناب امیر علیہ السلام جامع صفات ثلاثہ تھے جن کا خدا نے اپنی کلام پاک میں ذکر کیا ہے

جناب امیر علیہ السلام کے فضائل نفسانی کا بیان

جناب امیر کے فضائل علمیہ کا بیان

ظاہر ہے کہ جناب امیر رضی اللہ عنہ علیہ التحیۃ والثناء کو حسب ارشاد حضرت باری عز و جل اقل ہل یتقوا الذین یعلمون
 والذین لا یعلمون یعنی کدے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آیا برابر ہو سکتے ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں اور
 وہ لوگ کہ نہیں جانتے اور انھوں نے رفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات یعنی
 خداوند تعالیٰ و تقدس بلند کرتا ہے ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں تم سے اور وہ لوگ کہ انکو علم و پاکیا
 ہے سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر فضیلت حاصل ہے اسکا بھلا ذکر یہ ہے کہ حضرت امیر
 علیہ السلام اصل فطرت میں فکی لطیف پیدا ہوئی تھی جسکی وجہ سے پروردگار نے انکو استعداد علمی اور
 قابلیت نہایت اعلیٰ و درجہ کی عطا کی تھی۔ اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
 تمام حکماء و عقلاء و انبیاء کرام کی سرآمد تھی اور حضرت علی نے ابتداء میں خیر علیہ بعد ولادت سے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کنارے عافیت میں تربیت پائی تھی۔ اور حصول علم میں ہمیشہ سرائیکی طبیعت رہے تھے۔ کبھی نسل دوسری اطفال کی لمو لعب کی طرف مائل نہیں ہوئی۔ اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہی انکی تعلیم اور تربیت میں ہمیشہ کوشش پیغمبر فرماتے تھے۔ سو وہ سے جناب علی علیہ السلام کو وہ تعلیم حاصل ہوئی کہ جس میں تمام عقلا، زمانہ حیران ہو گئے۔ بلکہ جناب امیر علیہ السلام کو علم و فضل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ خیال کرنا چاہیے کہ جس علم کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا جائے حضرت امیر علیہ السلام کو اس میں دستگاہ نام معلوم ہوتی ہے یہ مرتبہ دوسرے اصحاب کبار کو حاصل نہیں ہوا۔ اول تو تمام اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت میں بعد بلوغ مشرف ہوئے ہیں اور جناب امیر یا پھر برس کے سن حضور میں رہے ہیں۔ دوم حضرت امیر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صاحبیت شہانہ رونما ہوتی ہے۔ اور دوسرے اصحاب اس شرف و امانی سے معذور تھے کبھی انکو حضور نبوی میں باریابی نصیب ہوتی تھی اور کبھی اس سعادت سے محروم رہتی تھی۔ اور حضرت علی ہر وقت حاضر ہو سکتے تھے۔

اب ہم جناب امیر علیہ السلام کے فضائل علمی کا حال کی قدر شرح و بسط کے ساتھ لکھتے ہیں۔ اول ہم ان احادیث اور اقوال صحابہ کو پیش کرتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امیرؑ "سلام تمام صحابہ" لام سے اعلم تھے اور بغوی آیہ واقعی ہدایہ من بؤتی الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا سب صحابہ پر فضیلت رکھتے ہیں۔

جناب امیر علیہ السلام کا سب سے بڑا علم ہونا

(۱) اخراج البزار عن جابر بن عبد الله والعقيلي وابن عبد الرحمن بن عمر الطبراني عن كلبهما و الحاکم عز علی وابن عمر البغوی وابو نعیم عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انما مدنی العلم و علی باہا و زاد البغوی فی روایة علی والطبرانی فی روایة ابن عباس من فروع عافین اراد العلم فلیات من باہا و صحیح الحاکم و رواہ الجماعة وحسنہ الحافظان العلائی وابن حجر العسقلانی

بزار نے جابر بن عبد اللہ سے اور عقیلی اور ابن عدی نے ابن عمر سے اور طبرانی نے دونوں سے اور حاکم نے جناب علیؑ سے اور ابن عمر سے اور امام بغوی نے اور ابو نعیم نے جناب علیؑ سے روایت کیا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں علم کا شہر مہون علیؑ کا دروازہ ہوں امام بغوی نے جو روایت جناب علیؑ سے کی ہے اور طبرانی نے عبد اللہ بن عباسؑ کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کر کے یہ الفاظ در زیادہ روایت کی ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا کہ جو شخص علم تک پہنچنا چاہتا ہو اس

کو چاہیے کہ اسکے دروازہ سے داخل ہو حاکم نے اس حدیث کو صحیح لکھا ہے اور ایک جماعت نے اسکی روایت کی ہے اور علانی اور ابن حجر قلمانی دونوں حافظان حدیث نے اس حدیث کے حسن ہونیکی بابت لکھا ہے۔

(۲) عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله انا دار الحكمة وعلى بابها راخرجه الزهد و ابو يعقوب جناب اسیر سے روایت ہے کہ سرور دین پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں حکمت کا گہر ہوں اور علی ہنگام دروازہ ہے۔

(۳) عن سلمان الفارسی قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله اعلم امتی بعد علی بن ابی طالب راخرجه الديلمی سلمان فارسی نے منہ اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت میں میرے بعد سب سے زیادہ علم والا علی بن ابی طالب ہے۔

(۴) عن ابن عباس قال والله لقد اعطى علي بن ابي طالب علم ايم الله لقد شاركه في عشر العاشرة واستيعاب بن عبد البر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خدا کی قسم ہے کہ علی کو علم کی دو زبان دی گئی ہیں اور خدا کی قسم ہے کہ تمکو سو بیس حصہ میں شریک کیا ہے۔

(۵) عن ابن عباس قسم علی للناس خمسة اجزاء فكان لعلی اربعة اجزاء وللسائر الناس جزء شاد کہہ علیؑ فیہ فکان اعلمهم راخرجه البزار ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ لوگوں کا علم پانچ حصوں میں منقسم کیا گیا اور چار حصے جناب علی کو دیئے گئے اور تمام لوگوں کو ایک حصہ دیا گیا اور اس میں بھی جناب علی کو شریک کیا گیا پس وہ ان سے اس حصہ میں بھی زیادہ علم والے تھے۔

(۶) عن الحسن بن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله اعلم الناس با الله واعظم الناس حبا وتعظيما لاهل بيته راخرجه ابو يعقوب في فضائل الصحابة جناب بن علی السلام سے منقول ہے کہ خواجہ ہرودس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ علی بن ابی طالب تمام لوگوں سے خدا کے ساتھ زیادہ تر علم کہنے والے ہیں اور سب لالا لا الہ الا اللہ کہنے والوں سے زیادہ تعظیم اور محبت کے لائق ہیں۔

(۷) عن عبد الله بن مسعود قال كنت عند النبي صلى الله عليه وآله فمثل عن علي فقال فتنت الحكمة عشر اجزاء فاعطى علي بن ابی طالب تسعة اجزاء والناس جزء واحد راخرجه الديلمی عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھا

ہوا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جناب علی کی نسبت پوچھا گیا حضرت نے فرمایا کہ حکمت و رحمتوں پر تقسیم کی گئی ہے پس علی کو نو حصے سکے دیئے گئے اور ایک حصہ سب لوگوں کو دیا گیا۔

(۸) عن عبد الملك بن ابی سلیمان قال قلت لعطاء اكان فی اصحاب محمد اعلم من علی بن ابی طالب قال والله ما اعلم (استیعاب) عبد الملك بن ابی سلیمان کہتا ہے کہ میں نے عطاء سے پوچھا کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں کیا کوئی شخص علی بن ابیطالب سے زیادہ تر علم والا تھا عطاء نے جواب دیا خدا کی قسم ہے میں نہیں جانتا۔

(۹) عن مسروق قال شامت اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوجدت علمهم انتهى الى عمر عبد الله ابن مسعود وابی الدرداء ومعاذ بن جبل وزید بن ثابت وعلی بن ابی طالب ثم شامت هولاء فوجدت علمهم انتهى الى الرجلین علی وعبد الله بن مسعود ثم شامت الاثنین فوجدت یفضل علی علی عبد الله (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) مسروق سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو سونگمایا پس مجھے معلوم ہوا کہ ان کا علم عمر رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن مسعود اور ابوالدرداء اور معاذ بن جبل اور زید بن ثابت اور جناب علی کی طرف منتہی ہوتا ہے پھر میں نے ان سب بزرگواروں کو سونگمایا پس مجھے معلوم ہوا کہ ان کا علم دو آدمیوں کی طرف یعنی جناب امیر اور عبد اللہ بن مسعود کی طرف منتہی ہوتا ہے پھر میں نے ان دونوں صاحبوں کو سونگمایا پس مجھے معلوم ہوا کہ عبد اللہ بن مسعود پر جناب امیر فضیلت رکھتے ہیں۔

(۱۰) عن عبد الله بن مسعود قال علماء الارض ثلاثة عالم بالشام وعالم بالحجاز وعالم بالعراق فاما عالم اهل الشام فهو ابوالدرداء واما عالم اهل الحجاز فعلى بن ابی طالب واما عالم اهل العراق فاخ نكم وعالم اهل الشام وعالم اهل العراق یحتاجان الى عالم الحجاز وعالم الحجاز لا یحتاج الیهما (اخرجہ البخاری) نقل ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ روئے زمین پر تین عالم ہیں ایک عالم شام میں ہے اور ایک عالم حجاز میں اور ایک عالم عراق میں پس اہل شام کا عالم ابودرداء رضی اللہ عنہ ہیں اور اہل حجاز کے عالم جناب امیر علیہ السلام ہیں اور اہل عراق کا عالم تمہارا ایک بھائی ہے یعنی اپنی ذات بابرکت سے مراد لی ہے اور عالم اہل شام اہل عراق دونوں حجاز کے عالم کی طرف محتاج ہیں اور اہل حجاز کا عالم ان دونوں کی طرف محتاج نہیں رہتا۔

(۱۱) عن ابی الدرداء العلم ثلاثة رجل بالشام یعنی نفس ورجل بالکوفة هو عبد الله بن مسعود رجل بالمدينة هو علی بن ابی طالب هو اعلم بالسنة منا (اخرجہ البخاری) ابی الدرداء سے نقل ہے کہ تین

عالم میں ایک آدمی شام میں ہو رہے اپنے فرائض کو ادا کر رہا ہے اور ایک آدمی کوڑھ میں ہے اور وہ محمد بن مسعود ہے اور ایک آدمی مدینہ میں ہے اور وہ علی بن ابی طالب ہے اور وہ عیسیٰ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو زیادہ ترجیح دیتے والے ہیں۔

(۱۲) عن علی قال علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الف باب من العلم ففتح لی من کل باب الف الف باب (اربعین الرازی) جناب علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کے ہزار باب تعلیم کیے ہیں پس ہر باب میں ہزار ہزار باب میرے لیے کھل گئے۔

(۱۳) عن علی قال قلت یا رسول اللہ اوصینی فقال قل ربی اللہ ثم استقم فقلتها وزدت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکل والیہ اتیب فقال لیھنک العلم یا ابا الحسن لقد شرب شرباً وغلغلتہ فھذا راجعہ احمد) جناب علی کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے کوئی وصیت فرما دیں جنہوں نے ارشاد کیا کہ یہ کہو کہ میرا رب اللہ ہی ہے اسی پر ہمت کرتا کرو میں نے جناب کو فرمانے کے موافق یہ کہا اور ان الفاظ کو اور بڑھایا کہ ہسین مجھ میں توفیق مگر خدا کے ساتھ اسی پر توکل کرتا ہوں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ اے ابوالحسن تجھے علم گوارا ہو تو نے علم کو پی لیا ہے جو حق کہ اس کو پینے کا تھا اور نوش کیا تو نے اسے جو کہ حق اس کے نوش کرنا تھا۔

(۱۴) عن ابن عباس قال سألہ الناس فقالوا ای رجل کان علیاً قال کان ملا جوف حکماً وعلماً ونبلاً ونجدة مع قرابة من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خرجہ احمد فی المناقب) ابن عباس رضی اللہ عنہما لوگوں نے پوچھا کہ علی کیسے آدمی تھے ابن عباس نے کہا انکا پیٹ علم اور حکمت اور خوف خدا اور بزرگی سے بھرا ہوا تھا مع ذلک وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرابت قریہ رکھتے تھے۔

(۱۵) عن ابی النعمان قال سأل رجل الی معاویۃ فسألہ عن مسئلۃ فقال سل عنہما علی بن ابی طالب فھو اعلم فقال یا امیر جبابک فیہا استب الی من جبابہ علی قال بئس ما قلت لقد کرھت رجلاً کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یغذیہ بالعلم غزاً لقد قال لا انت منی بمنزلة ہارون من موسی الا انہ لابی بعدی وکان عمر اذا اُشکل علیہ شئ اخذ منہ راجعہ احمد فی المناقب) ابی حازم کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے معاویہ کے پاس آکر ایک مسئلہ پوچھا معاویہ نے کہا یہ مسئلہ جناب امیر علیہ السلام سے جا کر پوچھ کیونکہ وہ زیادہ علم والے ہیں اس نے کہا کہ اسے میرے مجھے تمہارا احباب ان کے جواب سے میرے معاویہ نے کہا کیا یہی بات تیرے منہ سے نکلی ہے تو نے ایسے شخص سے کہا بہت کی ہے جسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

علم کے ساتھ ان کے پیمانے کو پر کیا ہے اور بیشک ان کے لیے کہا ہے کہ تو مجھی ہو ہارون کے مرتبہ پہ سے موسیٰ سے
لیکن نبوت میرے بعد نہیں ہے۔ اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کوئی مشکل پیش آیا کرتی تھی تو ان سے
پوچھا کرتے تھے ۔

(۱۶) عن سید بن السیف قال لم یکن احدا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول سلونی
الا علیاً (اخرجه احمد) سید بن سید کے منقول ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کبار میں کوئی
صاحب سوا جناب علی کے نہیں تھا جو یہ کہتا مجھ سے پوچھو ۔

(۱۷) عن ابی عمر قال ما کان احدا من الناس یقول سلونی غیر علی ابن ابی طالب (اخرجه البغوی)
ابی عمر کہتے ہیں کہ سوا علی بن ابی طالب کے کوئی آدمی ایسا نہیں تھا جو یہ کہہ سکتا کہ مجھ سے پوچھو ۔

(۱۸) عن مغفل بن یسار قال وضأت النوح صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم فقال هل لك فی فاطمة
تعودها قلت نعم فقام متوکیئاً هل حتی دخلنا علی فاطمة فقال کیف نجدک قالت والله طال حزنی
واشتد فاقفی حللنا عبد اللہ بن احمد وحیدت فی کتاب ابی عظیمہ فی هذا الحدیث قال او ما
ترضین انی زوجک اقدمہم سلاً واكثرہم علماً واعظمہم حلاً (اخرجه احمد فی المناقب و
الطبرانی فی الکبیر مغفل بن یسار روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک روز جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو
وضو کرایا آپ نے مجھے ارشاد کیا کہ کیا تو جاہلتا ہے کہ ہمارے ساتھ فاطمہ علیہا السلام کی عیادت کو چلے
میں نے عرض کیا ہاں میں حضور کی سمیت میں چلتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر تکیہ لگا کر اٹھے جب
ہم جناب سیدہ علیہا السلام کے پاس پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یا فاطمہ ہم تجھے
ایسا کمزور کیوں دیکھتے ہیں حضرت سیدہ نے عرض کیا میرا غم طولانی فاقون کے مجھ پر شدت ہو عبد اللہ بن
احمد بن حنبل روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد کی کتاب میں انکی دستخطی اس حدیث میں یہی لکھا
ہو دیکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا .. کہ کیا تم رضی نہیں ہو تین کہ سننے نہیں
ایسے شخص کی زوجہ بنایا ہے جو از روی اسلام سبیری ہتکے سبقت رکھنے والا ہے اور سب سے زیادہ
علم والا ہے اور سب سے زیادہ حلم والا ہے ۔

(۱۹) عن بريدة قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فاطمة فلما ان دخلنا علیہا
ابصرت ایاہا دمعت عیناها قال ما یبیک یا بنتی قالت قلة الطعم وکثرة الهم وشدة السقم قال
لها اما والله ما عندک من خیر ما ترغین الیه یا فاطمة اما ترضین انی زوجک خیر منی اقدمہم
سلاً واكثرہم علماً وافضلہم حلاً وابہ ان یتک سیداً شایلاً هل الجنة (اخرجه الخوارزمی)

بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خواجہ ہر وہمراصلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ارشاد فرماتے لگے اے بریدہ اٹھ
 بہار کو ساتھ چل کہ جناب سیدہ علیہا السلام کی بیماری پر سی کرین حبیب ہم انکے پاس گئے اور انہوں نے ہم کو
 دیکھا تو بے اختیار رونے لگیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میری بیٹی تمکو کس بات نور لایا ہے
 عرض کرنے لگیں کہمانے کے نہ ہونے نے اور غم کی کثرت نے اور بیماریوں کی شدت نے۔ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا وائے جو خدا کے پاس ہے کیا وہ بہتر نہیں اس چیز سے کہ جسکی تم یا فاطمہ عنیت
 کرتی ہو۔ تم رضی نہیں ہوئیں کہ ہم نے تمکو ایسے شخص کی زوجہ بنایا ہے جو میری تمام بہت سی بہتر ہے
 اور اسلام لانے میں ان سب کے مقدم ہے اور ان سب سے زیادہ عالم ہے اور از روی علم سب کے افضل
 ہے وائے بیشک تیری دونوں بیٹے جو انان جنت کو سرور میں ہیں *

(۲۰) عن ابی ہارون العبید قال اتیت اباسعید الخدری فقلت لہ اهل شغلک بدما فقال نعم
 فقلت الاخذت لی شیئ مما سمعته من رسول اللہ صلی اللہ علیہ فی علی فقال یا بنی اخبیک
 ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ مرض مرضة وثقة ودخلت علیہ لفاطمة تعودہ وانا جالس عن
 یمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم فلما رأته ما بر رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم من الضعف خفتما
 العبرة حتی بدت موعها علی خدھا فقال لها رسول اللہ صلی اللہ علیہ ما یبکیک یا فاطمة
 قالت اخشی لضعفک بعدک یا رسول فقال یا فاطمة ان اللہ اطلع علی اهل الارض اطلاعة
 فاختار منهم اباک ثم اطلع ثانیة فاختار منهم بعلک فاحی الی فانکحتہ واتخذتہ وصیا
 اما علی فانک بکرامت اللہ ایاک زوجک اعلمہم علما واکثرہم حملا واکثرہم سلما راخجہ
 الدارقطنی) ابو ہارون العبیدی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے ملنے کو
 گیا میں نے ان سے کہا آپ جنگ بدر میں شریک ہوئے ہیں وہ کہنے لگے ہاں میں شریک ہوا ہوں
 میں نے کہا آپ مجھے کوئی ایسی بات سنائیں جو آپ نے جناب علیؑ کی شان میں جناب رسول خدا صلی
 اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو وہ کہنے لگے اے میرے بیٹے میں تجھے سناتا ہوں کہ جناب رسول پاک صلی
 اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور مرض نے آپ کو ناتوان کر دیا حضرت سیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری
 پر سی کو تشریف لائیں میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی طرف بیٹھا ہوا تھا جب جناب سیدہ
 نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ضعف کی شدت کو دیکھا تو ادنیٰ سے انکا گلا گھٹ گیا یہاں تک کہ ہتھو
 رخسار مبارک پر پڑا ہر چوگے جناب رسالت آج صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وائے فاطمہ تمکو کس بات نے
 رلایا ہے جناب شیخ عرمین کیا یا رسول اللہ میں آپ کے بعد ضائع ہونے سے ڈرتی ہوں آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ خداوند تعالیٰ نے اہل بنی مین کو یکہکرتیرے والد کو اول ہونے پر گزیدہ کیا
 پر دوبارہ دیکھ کر ان میں سے تیرے خاوند کو چن لیا پس میری طرف وحی بھیجی اور میں نے تیرے ساتھ اس کا
 نکاح کر دیا اور میں نے اسکو اپنا وصی بنایا آیا تم خدا کی مہربانی کو نہیں جانتے ہو کہ تمہارا خاوند تمام اہل بنی
 میں سے زیادہ علم والا ہے اور ان میں سے زیادہ علم والا ہے اور ان میں سے اسلام لانے میں مقدم ہے ۔
 (۲۱) عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی راخر جہا بن عبد المتقی فی
 کثر الأعمال جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ علی میرے
 علم کا خزانہ ہے ۔

(۲۲) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذا علی بن ابی طالب لجمہ لخمی و
 دمدی و هو منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ لانہ لابی بعدک و قال یا ام سلمۃ اشہدک واسمے
 ہذا علی امیر المؤمنین و سید المسلمین و عیبة علی و بانی لذلک اوقی منہ و الوصی علی الاموات من
 اہل بیتی و هو اخی فی الدنیا و قرینی فی الآخرۃ و معی فی المنام الاعلیٰ راخر جہا ابو نعیم
 فی منقبۃ المطہرین و الخوارزمی فی المناقب الشیرازی فی اللقباب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے یہ علی بن ابی طالب ہے اسکا گوشت
 میرا گوشت ہے اور اسکا خون میرا خون ہے اور یہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد
 نہیں ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا اے
 ام سلمہ گواہ رہو اور سن کہ یہ علی ہونوں کا امیر اور مسلمانوں کا سردار اور میرے علم کا خزانہ ہے اور میرے
 علم کا ایسا دروازہ ہے کہ جس سے لوگ داخل ہو سکتے ہیں اور میرے اہل بیت کے مردوں کا وصی ہے
 اور دنیا میں میرا بھائی اور آخرت میں میرا ہم صحبت ہے اور میرے ساتھ جنت کی اونچی جگہ میں ہوگا ۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم بالقرآن

جناب امیر علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روبرو قرآن شریف حفظ کر لیا تھا اور آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا دیا تھا اور سب سے پہلے حضرت امیر ہی نے قرآن شریف کو جمع کیا ہے۔ جبار
 الدین سیوطی تاریخ الخلفاء میں کہتے ہیں ان علیا احد من بیج القرآن و عرضہ علی رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم یعنی علی وہ شخص ہیں کہ جمع کیا قرآن کو اور آنحضرت کی جناب میں اسے پیش کیا ۔
 ردی محمد بن سیرین عن عکرمہ قال لما کان بیعتہ ابی بکر فعد علی فی بیتہ فقیل لابی بکر قد

کہ بیعتک فارسل الیہ فقال اکوہت بیعتی قال لا قال ما اقداء عنی قال رأیت کتاب اللہ یزاد فیہ فحدثت نفسی ان لا البس دانی الا الصلوة حتی اجمعہ قال لہ ابو بکر فانک نعم ما رأیت قال محمد بن سیرین لعکرمۃ الفہم کما اتزل الاول قال لو اجتمعت الانس والجن ان یوافقوا هذا التالیف ما استطاعوا رواہ ابوداؤد) محمد بن سیرین نے عکرمہ سرورایت کی ہو کہ حبیب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے بیعت کی اور علی اپنے گھر میں بیٹھ رہے تو لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ علی نے آپ کی بیعت سو کراہت کی ہے پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جناب علی سے کہا بیجا کہ کیا آپ میری بیعت سو کراہت کی ہے آپ نے جواب دیا کہ نہیں پہر پوچھا کہ پہر آپ کی گھر میں بیٹھ رہنے کی کیا وجہ ہے فرمایا کہ میری یہ رائے ہوئی ہے کہ کتاب اللہ میں کچھ ضرور زیادتی کیجاوگی لہذا میرے دل میں آیا کہ میں اپنی دوا سوانماز کے اور وقت نہ اوڑھوں جب تک کہ قرآن کو جمع کر لوں حضرت ابوبکر نے کہا آپ کی رائے بہت مناسب ہے۔ محمد بن سیرین نے عکرمہ سے پوچھا کہ کیا صحابہ نے قرآن اس طرح سے تالیف کیا ہے جیسو کہ اول مرتبہ نازل ہوا تھا عکرمہ نے کہا اگر تمام انس و جن جمع ہو کر ویسے تالیف کرنا چاہیں تو ہرگز نہیں کر سکیں گے ۔

عن محمد بن سیرین قال لما توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم ابطاء على عن بيعة ابي بكر فلقب ابو بكر فقال اکوہت اما رقی فقال لا ولكن الیت ان کا ارتدی برداقی الا الی الصلوة حتی اجمع القرآن فرموا انه کتبہ علی تنزیلہ فقال محمد لو اصبحت لك الكتاب لکان فیہ العلم (تاریخ الخلفاء للسيوطی) تاریخ الخلفاء میں سیوطی لکھتے ہیں کہ محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں کہ حبیب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے اور جناب علی علیہ السلام نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیعت سے تامل فرمایا جناب ابوبکر حضرت امیر سے ملے اور کہا کہ کیا آپ میری امارت سو کراہت کرتے ہیں جناب امیر نے جواب دیا نہیں لیکن میں نے عہد کیا ہے کہ اپنی ردا کو سوانماز کے نہ اوڑھوں گا یہاں تک کہ قرآن شریف کو جمع کر لوں پس لوگوں کا خیال ہو کہ جناب امیر علیہ السلام نے قرآن شریف کو ترتیب تنزیل کے موافق جمع کیا ہے۔ محمد بن سیرین کہا کرتے تھے کہ اگر وہ قرآن لکھاتا جو جناب امیر علیہ السلام نے جمع کیا ہے تو اس سے بہت کچھ علم حاصل ہو سکتا ۔

روی ان مصحف امیر المؤمنین علی کان اولہ اقرأ ثم امدثر ثمرن ثم المزل ثم تبیت ثم التکویر وھکذا الی آخر الملکی ثم المدی (رقلہ ابو عمر عثمان الدانی) روایت ہو کہ جناب امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی قرآن میں سب سے پہلے سورہ اقرأ پر مدثر پھر سورہ فزل پھر تبیت یہاں تک کہ پورا اسی

طرح سے تمام مکی سورتیں پہلے تہین بعد میں مدنی سورتیں تہین ۛ

عن عبد خیر عن علی قال لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقصمت لاضع ردائی عن ظہری
حقی اجمع القرآن ما بین اللوحین فما وضعت عن ظہری حقی جمعت القرات (اخرجه الخوارزمی)
عبد خیر جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب جناب ابی بکر صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما
گئے مینے قسم کھائی کہ اپنی پشت پر روا نہیں اتار دوں گا یعنی آرام سے نہیں سوؤں گا جب تک کہ قرآن
کو جمع کر لوں جو کچھ کہ وہ دونوں لوحین میں ہے پس میں نے اپنی پشت پر روانہ اتاری جب تک کہ تمام
قرآن کو جمع کر دیا ۛ

عن امرئہ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول علی مع القرآن والقرآن مع علی
لا یفترقان حقاً، یداعل الحوض (اخرجه الطبرانی فی الاوسط) جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی قرآن کے
ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے جب تک کہ حشر پر
دونوں نہ وارد ہوں ۛ

عن زاذان عن عبد اللہ بن مسعود قال قرأت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبعین
سورة وختمت القرآن علی خیر الناس علی بن ابی طالب (اخرجه الخوارزمی فی المناقب الطبرانی
فی الکبیر فی مسند عبد اللہ بن مسعود) زاذان عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے
ہیں کہ میں نے ستر سورتیں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھیں اور پورا قرآن شریف تمام آدمیوں کے
بہترین جناب علی علیہ السلام سے ختم کیا ۛ

عن عمر بن الخطاب قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انک اول المؤمنین معی ایماناً
واعلمهم بآیات اللہ واولفہم بعہد اللہ واورفہم بالرعیۃ واقسمہم بالسویۃ واعظمہم
عند اللہ منزلة (اخرجه احمد) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے تھے کہ تم سب مومنوں سے پہلے میرے ساتھ ایمان لائے ہو
ہو اور تم ان سب سے خدا کی آیتوں کے ساتھ زیادہ تر علم رکھنے والے ہو اور تم ان سب سے خدا کے عہد
کو زیادہ تر پورا کرنے والے ہو اور ان سب سے رعیت کو ساتھ زیادہ تر باپنی کرنے والے اور ان سب سے
اللہ کے نزدیک بڑے مرتبے والے ہو ۛ

عن سعید بن عمرو بن سعید بن العاص قال قلت لعبد اللہ بن حنیث ابن ابی ربیعۃ الا تخی فی

عن ابی بکر و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فان ابابکر کان له السن والسابقة مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فلم یفر ان الناس صاغیة الی علی فقال ای ابن اخی کان له ما شئت من خرس قاطع البسطة
بالنسب القرابة من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والسابقة فی الاسلام والعلم بالقرآن والتقدم
فی السنة والنجدة فی الحرب الجود بالماعون (اخرجہ الذہبی) سعید بن عمر بن سعید العاص کہتا
ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عباس بن ابی ربیعہ کو کہا کہ آپ نبیؐ ابوبکر اور علیؑ کے مرتبوں سے خبردار کرو
لیونکہ باوجود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عمر رسیدہ ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
سابق الاسلام ہونیکے بہر لوگ جناب علیؑ کی طرف کیوں زیادہ میلان سے کہتے تھے عبد اللہ بن عباس
نے کہا اے میرے بھتیجے انکے پاس معنی علیؑ کے پاس جو کچھ کاٹھے والے دانت چاہیے تھے سو جو دتھو
نسب کی فراخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرابت قریبہ اور علم بالقرآن اور جنگ
میں شجاعت اور بخشش عطا کے ساتھ *

عن عبد اللہ بن عباس الزرقی وقد قیل له اخبرنا عن هذا الرجل یعنی علی بن ابی طالب
فقال ان لنا اخطاء واحسابا ونحن نکره ان نقول فیہ ما یقول بنو عمناء قال کلن علی تلعا
به یعنی مزاحاً وکان اذا فرغ قزع الی خرس من حديد قلت وما خرس من حديد قال قرع
القرآن وفتنة فی الدین وشجاعة وسماحة (اخرجہ احمد فی المناقب) عبد اللہ بن عباس
الزرقی سے روایت ہے کہ ان سو کہا گیا کہ اس آدمی یعنی علیؑ سے ہمیں خبر دو عبد اللہ نے کہا ہمارے مانع
اور باز پرس ہے اور ہم برا جانتے ہیں کہ وہ بات کہیں جو ہمارے نبیؐ کے ہے ہیں علیؑ ایسا آدمی
تھے جو مزاح بھی کرتے تھے اور حب و ثراتے تھے تو لوہے کے دانتوں سے ڈراتے تھے سنیو کہا کہ
لوہے کے دانتوں سے کیا مراد ہے عبد اللہ نے کہا قرآن کی قررت اور دین میں فتنہ اور ان کی
شجاعت اور انکی جو انزوی *

عن محمد بن حنفیہ انه قال من عند علم الکتاب علی بن ابی طالب (اخرجہ ابو نعیم
والثعلبی) محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں جو یہ آیت نازل ہوئی جسکے یہ معنی
ہیں کہ جسکے پاس کتاب کا علم ہے وہ علی بن ابی طالب ہیں *

جناب امیر علیہ السلام کا علم بالتورات والانجیل

عن علی قال لو شئت لی الوسادة وحلست علیها لحکمت بین اهل التوراة بتوراتهم

وبین اهل الانجیل بانجیلہم و بین اهل الزبور بزبورہم و بین اهل القرآن بقرآنہم رابعین
امام فخر الدین دازی، جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر میرے لیے مسند بچائی جائے اور میں اس پر
بیٹھوں تو اہل تورات کے لیے انکی تورات سوا اہل انجیل کے لیے انکی انجیل سے اور اہل زبور کو دینا
انکی زبور سے اور اہل قرآن کے درمیان انکے قرآن سے حکم کروں اس پر ابو ہاشم نے اعتراض کیا ہی
کہ تورات منسوخ ہو چکی ہے پہل اسکے موافق حکم کیونکہ جاری ہو سکتا ہے اور اس کے احکام پر کیونکہ
عمل کیا جاسکتا ہے اسکا جواب چند وجوہ سے دیا جاسکتا ہے *

(۱) شاید جناب امیر علیہ السلام کا مقصود الحکمت بین اهل التورات بفحوائ و اما نعمة ربك فحدث
اپنی کمال علمی کی شرح ہے *

(۲) یا یہ کہ اس جملہ کی فرمانے سے یہ مراد ہے کہ جس قدر احکام منسوخ ہو تورات میں ہیں اور احکام
ناسخ جو قرآن شریف میں ہیں ان سب پر علی وجہ تفصیل مجھ کو علم حاصل ہے *

(۳) یا یہ کہ ذمی یہود و نصاریٰ کی قضا اور انفصال مقدمات کو مراد ہے جو جزیرہ دیگر تابع فرمان
اسلام ہوئے ہیں۔ کیونکہ دارالاسلام کی یہود و نصاریٰ پر احکام انکے دین کے موافق ہوتے
ہیں۔ اور مسلمان قاضی کو انہیں کے کتب سماویہ کے مطابق انکی قضا یا فیصل کرنے پڑتے ہیں *

(۴) یا یہ مراد ہے کہ میں تورات و انجیل کی ان نصوص کے واقف ہوں جو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی بعثت پر دال ہیں۔ اور تورات ہی کے ذریعہ سے تورات والوں پر حجت قائم کر سکتا ہوں
اور انجیل والوں پر انجیل ہی سے برہان لا سکتا ہوں *

(۵) عن الاصبع بن نباتة قال كنا جلوسا عند علي بن ابي طالب فأتاه يهودي فقال يا امير
المؤمنين متكلمنا فينا فقلنا اليه فلهنا فاه حتى كدنا ناتي على نفسه فقال على خلوا عنه ثم قال على
يا اخا لله ما اقول لك باذنك واحفظه بقلبك فانما احديثك عن كتابك الذي جاء به موسى
ابن عمران فاذ كنت قد قرأت كتابك وحفظته فانك ستجد كما اقول انما يقال متى كان دينا
الركن ثم كان فاما من لم يزل بلا كيف يكون بلا كينونة كائن كان لم يزل قبل القيل وبعد البعد
لا يزال بلا كيف ولا غاية ولا منتهى ليه انقطعت دونه الغايات فهو غاية كل غاية فبكي اليه يوحى
وقال والله يا امير المؤمنين انها في التوراة هكذا احرفا حرفا وانما اشهد ان لا اله الا الله و
اشهد ان محمدا عبده ورسوله راخرجه ابن عساكر والمتقى في كثر العمال وكتاب الحجۃ للامام
اصبغاني واصبع بن نباتة سور وایت ہو کہ ہم جناب امیر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں پیشی ہوئی

تی کہ ناگاہ ایک یہودی نے اگر پوچھا یا امیر المومنین ہمارا رب کب سے تھا ہم اٹھ کھڑے ہوئے تاکہ اس کو مارین جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اسکو چوڑو۔ پھر ارشاد کیا۔ اے یہودی بہائی جو کچھ کہیں تیرے کان میں کہوں تو اسکو اپنے دل میں یاد رکھ کیونکہ میں تجھ کو تیری کتاب سے جسے موسیٰ بن عمران علیہ السلام لائے ہیں بیان کروں گا۔ اور جب تو اپنی کتاب کو پڑھے گا اور تو اسکو یاد رکھو گا تو حیرت طح سے میں کہتا ہوں ویسا ہی پائے گا۔ یہ بات جو کہی جاتی ہے کہ ہمارا رب کب سے تھا۔ کیا وہ نہیں تھا کہ پہر ہو گیا۔ وہ ہمیشہ سے تھا وہ تھا بغیر کیفیت کے وہ تھا اور ہونا نہیں تھا۔ وہ ہمیشہ سے تھا پھلے سے پہلا اور بعد سے بعد ہمیشہ سے بلا کیفیت اور اسکی انتہا نہیں۔ اور نہیں ہوا انتہا ہر کی طرف اسکے سوا نہایت کا انقطاع ہوتا ہے اور وہ ہی ہر نہایت کی نہایت ہے۔ یہ سنکر یہودی و زور لگا۔ اور کہا و اے امیر المومنین بتجیق تورات میں حرف بحرف اسی طرح سے ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہر کوئی محبوب خدا کے سوا اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور اسکو بندے ہیں *

(۳) روی ان نصرانیاء جاء الى النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انکم تقرؤن فی کتابکم ثلاثاً سنین و ارداد و تسعا و مئین فقر فی کتابنا ثلاثاً سنین فمخالف کتابنا کتابکم فقال علی لا یفتر لان ثلاثاً فی کتابکم علی حساب لیونانی و هو یكون علی حساب العرب ثلاثاً سنین و تسعا فتعجب نصرانی۔ و لهذا قیل ان علیاً کان معجزة من معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانه مع تجرہ فی العلوم و شجاعتہ فی الحروب کان منقاداً و مقرباً بنبوتہ و لذا عد من معجزاتہ (طبقات الکفوی فی ترجمہ امیر المومنین) روایت ہے کہ ایک نصرانی نے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آکر عرض کیا آپ اپنی کتاب میں تین سو نو برس پڑھتے ہیں اور ہماری کتاب میں پورے تین سو پینس ہزار کتاب ہماری کتاب سے مخالف ہے جناب امیر نے فرمایا کچھ مخالفت نہیں ہے ہماری کتاب میں پورے تین سو برس یونانیوں کے حساب کے مطابق ہیں جو عرب کے حساب کے مطابق تین سو نو ہوتے ہیں یہ سنکر نصرانی مستعجب ہو گیا اس واسطے کہ کیا ہے کہ جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ تھے کیونکہ باوجود علم میں انکے ہر قدر تجرہ کے اور ثلاثی میں انکی شجاعت کے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زبان برابر اور حضور کی نبوت کے مقرر تھے اسی حجت سے وہ حضرت کے معجزات میں سے شمار کیے جاتے تھے *

جناب امیر علیہ السلام کا علم لتفسیر

اہل التفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ رئیس المفسرین اور ترجمان القرآن شمار کیئے جاتے ہیں اور یہ جناب امیر علیہ السلام کے شاگرد تھے۔ ان سے آگے سعید بن جبیر روایت کرتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہکمو علی علیہ السلام سے کوئی بات ثابت ہو جاتی ہے۔ تو ہر کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

(۱) عن ابن عباس قال اذا ثبت لنا الشئ عن علي ابرغدل الى غير ذلك استيعاب علامه عبد اللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ جب ہکمو کوئی بات علی سے ثابت ہو جاتی ہے تو ہم انکے غیر کی طرف نہیں رجوع کرتے۔
(۲) عن ابن عباس قال لشرح لنا على نقطة الباء من لبم الله الرحمن الرحيم ليلة فانطلق عمو الصبح فرأيت نفسي في حجة بكة فوافقت في جنبا لبحر المنجى (اخرجه فقيه ابن المغازلي) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک ات جناب علی با رہم اللہ الرحمن الرحيم کے نقطے کی شرح فرمانے لگے صبح ہوئی مگر وہ تفسیر پوری نہ ہوئی مجھے اپنی جان انکے پاس مثل ایک فوارے کے معلوم ہوتی تھی بجز خار کے مقابلہ میں۔

(۳) عن ابی لطفیل قال شهدت علیا یقول سلونی واللہ لا تسئلونی الا اخبرتکم و سلونی عن کتاب اللہ فواللہ ما من آیة الا وانا اعلم بلیل نزلت امرینھا رام فی سہل ام فی جبل (اخرجه ابو عمر) ابو لطفیل کہتے ہیں کہ میں جناب علی سے کی خدمت میں حاضر ہوا وہ فرما رہے تھے کہ مجھ سے پوچھو خدا کی قسم ہے کہ تم مجھ کو کوئی بات نہیں پوچھو گے کہ میں تم کو اس سے خبر نہیں دوں گا۔ مجھ سے کتاب اللہ کی نسبت پوچھو خدا کی قسم ہے کوئی آیت ایسی نہیں کہ میں اس کو جانتا ہوں کہ رات میں نازل ہوئی ہے یا دن میں یا زمین ہوا زمین یا پہاڑ پر۔

(۴) عن ابن سعد سمعت علیا یقول واللہ ما نزلت آیة الا وقد علمت فہما نزلت و ابن نزلت علی من نزلت ان ربی وہب لے قلبا عقولا ولسانا ناطقا رتایخ الخلفاء ابن سعد کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کوئی ایسی آیت نہیں کہ میں اس کو جانتا ہوں کہ کس امر میں نازل ہوئی ہے اور کہاں پر نازل ہوئی اور کس پر نازل ہوئی ہے تحقیق خدا نے مجھ کو دل و انا و زبان ناطق عطا کی ہے۔

(۵) عن ابن مسعود انه قال ارالقبدان انزل علی سبعة الف مامنھا حرف الاولہ ظہری

بلن وان علیاً عنداً من الظاہر الباطن (رقت من کفہ الظنون) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ کہتے تھے تحقیق قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا ہے کہ مئی حروف اسکا ایسا نہیں جسکی لئے ظاہر و باطن ہو اور تحقیق علیؑ کے پاس اسکا ظاہر و باطن ہے +

جناب امیر علیہ السلام کا علم الہی قرآن

اسلام پر تمام اہل سیر کا اتفاق ہو کہ جناب امیر علیہ السلام نے نبی اکرم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تمام قرآن شریف حفظ کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا دیا تھا +
تمام ائمہ قرأت مثل ابو عمر ابن العلاء اور عامر ابن ابی النجود وغیرہ ابوعبید الرحمن بن ابی القاری کے شاگرد ہیں اور انہیں ہر سند حاصل کہتے ہیں اور ابوعبید الرحمن بن ابی القاری نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد ابو وحنیفہ ابن عبد الرحمن السہمی قال ما رأینا اسداً قرأ من علی صلینا خلفه فقرا برزنا فاسقط حرقاً فخرج فقرا ثم جاءنا الى مقامه فسر اهل اللغة البرزخ هو ما بائنه كان بين الموضع الذي يقرأ فيه وبين الموضع الذي كان اسقطا منه الحرف ورجع اليه قرآن كثير قال نال البرزخ بين الثلث واليقين والبرزخ ما بين الشبثين (استيعاب) قاری ابوعبید الرحمن السہمی رضی اللہ عنہ کے عہد جو سب قرآن کے سہ اودمانے گئے ہیں کہتے ہیں کہ ہم نے جناب امیر علیہ السلام کو نہ باندہ کوئی قاری نہیں دیکھا سمجھنے انکے پیچھے ایک دفعہ نماز پڑھی انکو ایک متشابہ پڑ گیا اور ایک حرفت جوڑ گئے جب قرآن شریف پڑھتے پڑھتے دور نکل گئے تو وہاں سے پہر اس متشابہ کے مقام پر پوٹے اور سکوٹ پڑا۔ اور پہر اپنے مقام پر پوٹ گئے اور سلسلہ قرأت کا نہ ٹوٹا۔ اہل سنت نے برزخ کے سنے میں فکما ہے کہ بیان برزخ سے مراد ہے کہ وہ جو مقام کہ پڑھ رہے تھے اور اس مقام سے کہ حیاں انکو حرفت کو سا قضا ہو نیکا متشابہ بٹا تھا اور انہوں رجوع کیا تھا قرآن شریف کا ایک بڑا حصہ تھا اور برزخ شک اور یقین کے درمیان کو کہا جاتا ہے کیونکہ برزخ دراصل وحشی کے درمیان کے معنوں میں آیا ہے +

جناب امیر علیہ السلام کا علم الہی

اکثر یہ کہا گیا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی روایات نسبت دیگر صحابہ خصوصاً خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے کم ہیں جنکی تعداد پانسو چالیس حدیثوں کے قریب ہے جن میں سے بیس حدیثوں پر بخاری اور مسلم

و اتفاق کیا بلکہ نو صد شین بخاری علیہ السلام لایا ہے اور چند مسلم علیہ السلام لایا ہے یہ بات ہرگز خیال میں نہیں آتی کہ تیس برس کے قریب جناب امیر طایرہ اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رحلت کو بعد زندہ سہ ماہ میں اور اس قدر قلیل حد شین روایت کی ہوں جو تعداد میں چوبیس سو سے بھی کم ہوں +

حدثنا الثوري عن ابي القيس لازدي قال ادركت الناس وهم ثلاث طبقات اهل دين يحبون عليا واهل بني ابيون معاوية وخوارج راسية ماب ابن عبد البر ثوري سے اور وہ ابو القيس ازدي سے ناقل ہیں کہ میں نے لوگوں کو تین گروہ پر منقسم پایا ایک اہل دین جو کہ حضرت علی علیہ السلام کے دوست تھے دوسرے دنیا کے محبے سے عداوت رکھتے تھے تیسرے خوارج +

تاریخ کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کو ہندوستان میں مسلمانوں کی جماعت چار گروہوں پر منقسم ہو گئی تھی اول گروہ بنی امیہ کا تھا جو ابتداء خلافت سے حضرت کا مخالف ہو گیا تھا جسکی بڑی جماعت شام میں تھی یہ گروہ بوجہ خصوصیت کے جناب امیر علیہ السلام سے بالکل روایت نہیں کرتا تھا۔ بلکہ برسر محراب و منبر اسی گروہ کی بدولت ایک سو برس سے زیادہ تک جناب امیر کے نام پر سب ڈھم ہوتا رہا اور اسی گروہ کو حضرت امیر کی شہادت کے بعد خلافت نصیب ہوئی +

دوسرا وہ گروہ تھا جو حضرت امیر کے بغلاف تو نہیں تھا لیکن لفظ ہر طرف دار ہی نہیں تھا یہ بنی امیہ کے رعب کی وجہ سے جناب امیر کے نام کو زبان پر نہیں لاسکتا تھا جو جابگیر حضرت امیر سے علی الاعلان جاد کی روایت کرتا +

تیسرا گروہ خود جناب امیر کے متبعین سے تھا۔ لیکن جنگ صفین میں اس گروہ کے دو فرق ہو گئے تھے۔ ایک گروہ بالکل جناب امیر کے بغلاف ہو گیا جو خوارج کے نام سے مشہور ہوا یہ گروہ نسبت پہلے گروہ کو بھی زیادہ تر خصوصیت جناب امیر کے ساتھ رکھنے لگا۔ اور جنگ نہروان کے بعد تو یہی گروہ حضرت امیر علیہ السلام کے خون کا پیسا ہو گیا چنانچہ اسی گروہ کے ہاتھ سے حضرت شہید بھی ہو گئے۔ یہ لوگ جو خصوصیت حضرت سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے +

چوتھا گروہ وہ تھا جو دل و جان سے حضرت کی محبت پر ثابت قدم تھا اول تو اسکی تعداد نہایت قلیل تھی دوم یہ گروہ بھی بخوف بنی امیہ مخفی طور سے حضرت امیر سے روایت کو بیان کرتے تھے اور ظاہر طور سے حضرت امیر کا نام زبان پر نہیں لاتے تھے چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رسالہ فی اثبات سلع الحسن البصری عن علی بن ابي بنی مکتبہ بن انکوجاعہ من الحفاظ سماع الحسن البصری عن علی بن مکتبہ بعض المتأخرين فقد شرب في طريقي لبس الخرقه واثبتته جاعه وهو الرجوع عندك وقد

الحافظ ضياء الدين المقدسي في المختار فانه قال سمع الحسن بن ابي الحسن الجري عن علي بن
 قيس لم يسمع منه وتبعه على هذه العبارة الحافظ ابن حجر في اطراف المختار الوجه الاول
 ان العلماء ذكروا في الاصل في وجه الترجيح ان المذهب مقدم على الثاني لان مع زيادة علم
 الوجه الثاني ان الحسن ولد لبنتين بقيتا من خلافة عمر باتفاق وكانت امه خيرة مولاة
 ام سلمة فكانت ام سلمة تخرجها الى الصحابة يباركون عليه اخرجته الى عمر فذاع له العلم
 فقه الدين وحبيب الى الناس ذكره الحافظ جمال الزين في التهذيب واخرجها اسكاري -
 في كتاب المواعظ بسنده وذكر المزني انه حضر يوم الدار وله اربع عشرة سنة ومن المعام انه من
 مئذون بلغ سبع سنين امر بالصلوة فكان يجضر الجامة ويصلى خلف عثمان الى ان قتل عثمان
 وعلى اذ ذاك بالمدينة فانه لم يخرج منها الى الكوفة الا بعد قتل عثمان فكيف يستنكر سماعه
 منه وهو كل يوم يجتمع به في المسجد حين ميا في ان بلغ اربعة عشر سنة وزيادة على ذلك
 ان عليا كان يزور امهات المؤمنين ومنهون ام سلمة والحسن في بيتها هو وامه - الوجه
 الثالث انه ورد عن الحسن ما يدل على سماعه منه اورد المزني في التهذيب من طريق
 ابي نعيم قال ثنا ابو القاسم عبد الرحمن بن العباس بن عبد الرحمن بن ذكريا ثنا ابو حذيفة
 محمد بن الحنفية الواسطي ثنا محمد بن موسى الجعفي ثنا ثمانية بن عبيدة ثنا عطية بن عمار بن
 عن يوسف بن عبيد كما قال سالت الحسن يا ابا سعيد اذك تقول قال رسول الله صلى الله
 عليه وسلم وانك لم تدركه قال بآين اخي سالتني عن شيء ما سالتني عنه احد قبلك ولولا
 من رلك عندي ما اخبرتك اني في زمان كما ترى وكان في علي الحجاج كل شيء سمعته
 اقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فوجع عن علي غير اني في زمان لا استطيع ان اذكر
 عليا وذكر ما وقع لنا من رواية الحسن عن علي قال احمد في مسنده حدثنا هشيم اخبرنا
 يوسف عن الحسن البصري عن علي قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول رفع
 القلم عن ثلث عن الصغير حتى بلغ وعن النائم حتى استيقظ وعن المصاب حتى يكشف
 عنه اي يزيل عنه اخرجها الترمذي وحسنه النسائي وصححه الحاكم والضياء المقدسي في
 المختار قال الحافظ زين الدين العراقي في شرح الترمذي في الكلام على هذا الحديث
 عن علي المدني الحسن بن علي بالمدينة وهو غلام - وقال ابو ذرعة كان الحسن بالبصرة
 يوم بويج لعلي بن اربع عشرة وراى عليا بالمدينة ثم خرج الى الكوفة والبصرة ولم يلقه

الحسن بعد ذلك وقال الحسن رأيت الزبير يبيع حلينا انتهى وهذا القدر كفاية وعجل قول الناس في حله ما بعد خروج حله من المدينة يمينه ايك جماعت نے جناب امیر سے حسن بصری کی سماعت حدیث کی نسبت انکار کیا ہے اور بعض متاخرین نے اسی کے ساتھ تک کر کے خرقہ پوشی کے طریق پر خرقہ نکالا ہے اور ایک جماعت نے اسکو... ثابت کیا ہے اور میرے نزدیک ہی راجح ہے۔ اور حافظ ضیاء الدین مقدسی نے بھی مختارۃ میں لکھا کہ رجمان بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ حسن بن ابی الحسن البصری نے جناب امیر سے حدیث کو سنا ہے اور یہی کہا گیا ہے کہ نہیں سنا ہے اور حافظ ابن حجر نے مختارۃ کے حاشیہ میں لکھا کہ اتباع کیا ہے۔ وجہ اول یہ ہے۔ کہ علماء فن اصول نے جس جگہ ترجیح کی وجوہات کا ذکر کیا ہے۔ وہاں لکھا ہے کہ مثبت کو نافی کی بات پر تقدم ہوتا ہے کیونکہ مثبت کا علم بہ نسبت نافی کے زیادہ ہوتا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ پیکر سب کا اتفاق ہے کہ ابی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں دو برس باقی تھے کہ حسن بصری کا تولد ہوا۔ انکی والدہ خیرہ جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت گاہ تھیں اور جناب ام سلمہ حسن بصری کو باہر صحابہ کے پاس بھیجا کرتی تھیں تاکہ انکے حق میں صحابہ کرام برکت کی دعا کریں حضرت ام سلمہ نے حسن بصری کو حضرت عمر کی خدمت میں بھیجا تھا۔ اور حضرت عمر نے انکے حق میں دعا فرمائی تھی لکھا کہ خدا اسکو دین سکھا اور لوگوں میں محبوب کر۔ حافظ جمال الدین مزنی نے اس حدیث کو تہذیب میں روایت کیا ہے اور عسکری نے بھی کتاب المواعظ میں اسکی سند کو بیان کیا ہے۔ حافظ نرقی لکھتے ہیں کہ جسدن جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا لوگوں کو محاصرہ کیا تھا حسن بصری بھی وہاں موجود تھے اسوقت الکا سن چودہ برس کا تھا۔ اور یہ بات بخوبی معلوم ہوئی ہے کہ حسن بصری ان اشخاص میں سے تھے جو سات برس کے سن میں صاحب تمیز اور بالغ ہوئے تھے اور نماز کا حکم انپر جاری ہو گیا تھا۔ اور وہ جماعت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے۔ اور حضرت عثمان کی شہادت تک حضرت علی مدینہ سے باہر تشریف نہیں لے گئے اور انکی شہادت کے بعد کوفہ کو تشریف لے گئے تھے پس کس طرح سے کہا جاسکتا ہے کہ حسن بصری نے جناب امیر سے حدیث کو نہیں سنا ہے حالانکہ بالغ ہونے کے وقت تک ہر روز وہ جناب امیر کے ساتھ مسجد میں حاضر ہوا کرتے تھے بلکہ انکا سن چودہ برس کو بھی تجاوز کر گیا تھا جناب امیر علیہ السلام ہمیشہ امات المومنین کے پاس جایا کرتے تھے اور جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا میں رہا کرتی تھیں حسن بصری اپنی ماں کے ساتھ ام سلمہ کے بیت الشرف میں رہا کرتے تھے۔

نیری وہ ہے۔ کہ جو حدیثیں حسن بصری سے منقول ہیں وہ دلالت کرتی ہیں انکی سماعت پر۔ حافظ نوری نے تندیب میں ابو نعیم کے طریق و انکروایت کیا ہے جیہاں وہ لکھتا ہے کہ ابو الفاسم عبد الرحمن بن العباس ابن زکریا کہتے ہیں کہ ہم سے ابو حنیفہ بن الحنفیہ و اسطی نے ذکر کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم سے موسیٰ الجرجسی نے بیان کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ثامر بن عبیدہ نے کہا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم سے عطیہ بن محارب نے نقل کیا ہے کہ یوسف بن عبید کہتے تھے میں نے حسن بصری سے کہا کہ اے ابوسعید تم ہمیشہ ہی کہتے ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے حالانکہ تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا حسن بصری نے کہا اے میرے بھتیجے تو نے مجھ سے ایسی بات پوچھی ہے جو اس سے پہلے مجھ سے کسی نے نہیں پوچھی اگر تیری منزلت میرے پاس نہ ہوتی تو میں ہرگز تجھ سے بیان نہ کرتا۔ تو دیکھتا ہے کہ میں جس زمانہ میں ہوں اور یہ وہ وقت تھا کہ سب باتوں پر حجاج کا عمل درآمد تھا تو فی جو مجھ سے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے میری مراد یہ ہے کہ احمدیث کو میں نے جناب علی سے سنا ہے چونکہ میں ایسے وقت میں ہوں کہ جناب علی کا ذکر نہیں کر سکتا اسلئے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور جو حدیث کہ حسن بصری نے جناب امیر علیہ السلام سے روایت کی ہے امام احمد بن حنبل نے اسکا ذکر مسند میں کیا ہے۔ وہ یہ کہ ہم نے ہم سے بیان کیا ہے کہ یوسف حسن بصری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیہ فرماتے تھے کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تین آدمیوں سے قلم اٹھایا گیا ہے ایک لڑکے سے جو بیت تک کہ وہ بالغ ہو سوسے ہوئے سو بیت تک وہ غنیمت سے بیدار نہ ہو اور دوا نہ لے جیتک کہ اسکا جنون جاتا نہ رہے۔ تہذیبی نے اسکو روایت کیا ہے اور بسائی نے احمدیث کے حسن ہونے کی بابت لکھا ہے۔ حاکم اور ضیاء مقدسی نے مختارۃ میں اسکی تصحیح کی ہے۔ حافظ زین الدین عراقی تہذیبی کی شرح میں احمدیث کی شرح میں یہ بات لکھتے ہیں کہ حسن بصری نے جناب امیر علیہ السلام کو مدینہ منورہ میں دیکھا تھا اور اسوقت حسن بصری لڑکے تھے۔ اور ابو ذر کہتے ہیں حسن دن کہ امیر علیہ السلام سے لوگوں نے بیعت کی تھی اس دن حسن بصری کی عمر چودہ برس کی تھی اور انہوں نے جناب امیر علیہ السلام کو مدینہ منورہ میں دیکھا تھا۔ بعد ازاں جناب امیر کو فہ اور بصیرہ کی طرف تشریف لے گئے اسوقت سے حسن نے جناب امیر سے ملاقات نہیں کی اور حسن بصری کہتے ہیں کہ میں نے زبیر رضی اللہ عنہ کو جناب امیر سے بیعت کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ لیسر اسبقدر اس مقام میں کافی ہے اور کافی کے قول سے یہ مراد ہو سکتی ہے کہ جناب امیر کو حسن بصری نے مدینہ طیبہ سے تشریف لیجانے کے بعد نہیں دیکھا۔

عبارت مرقومہ صریحاً ظاہر ہے کہ حسن بصری رضی اللہ عنہ حجاج کے خوف سے جناب امیر علیہ السلام کو روپا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوعہ کر کے بیان کرتے تھے اور حضرت علی کا نام نہیں لیتے تھے۔ پس اس
سے خیال کر لینا چاہیے کہ دوسرے راویوں کو بھی اسی قسم کا خوف تھا جسکی سبب سے وہ علی الاطلاق جناب امیر علیہ
السلام کی روایات کو نہیں بیان کر سکتے تھے۔

ابن سعد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام سے جب قدر احادیث روایت ہوئی ہیں کسی صحابی سے نہیں
ہوئیں چنانچہ علامہ ابن حجر صواعق محرقہ میں اور علامہ حسام الدین علی المتقی کنز العمال میں لکھتے ہیں۔
اخرج ابن سعد عن علي انه قيل له مالك اكثر اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم حدثنا قال اني
كنت اذا سالتہ انباني فاذا سكت ابتداني يخبرني جناب امیر علیہ السلام کہ لوگوں نے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے
کہ آپ نسبت دیگر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر حدیث روایت کرتے ہیں جناب علی نے فرمایا کہ میرا
یہ حال تھا کہ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہتا تھا تو مجھ سے بیان فرمایا کرتے تھے اور جب میں چاہتا
تھا تو حضرت ابتداء فرماتے تھے۔

جناب امیر علیہ السلام سے صحابہ اور تابعین کی جماعت کثیر نے حدیث کو روایت کیا ہے چنانچہ علامہ بخاری نے
الابرار میں اور سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں وروی عنہ من الصحابة عبد الله بن مسعود وعبد الله بن
جعفر وعبد الله بن الزبير وجابر بن عبد الله وجابر بن سمر وجرير بن عبد الله الجلي وعبد الرحمن بن اشيم
وصهيب بن سنان والبراء بن عازب وزبير بن ارقم وحذيفة بن اسيد وطارق بن اشيد وعمار بن ربيعة
وتبش بن تكيم وعمر بن حريث وسفيانة وابو رافع مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم وابو جحيفة وابو هريرة
وابو امامة وابو ليلى وابو سعيد وابو الطفيل وابناء الحسن والحسين وغيرهم۔

ومن التابعين ابناؤه محمد بن الحنفية وابنة فاطمة وكاتبه عبد الله بن ابي ارفع وقيس بن ابي حازم و
مالك بن اويس والاحف بن قيس بن زيد بن وهب بن زيد بن حبيب وعبيد بن عمير والحارث بن سويد و
سعيد بن المسيب وعبد الرحمن بن ابي ليلى وعبد الله بن شداد بن الهاد ومطرف بن عبد الله بن الشخير
وكميل بن زياد وشريح بن هانئ وشريح القاضي وعبيدة السلماني والحارث الاعور ومسروق والشعبي
والحسن البصري وابو وائل وشقيق بن سلمة الاسدي وابو عبد الرحمن السلمی لقاری وادب الاسود الدؤلي
وابو عمر الشيباني وابو جابر الطائي وغيرهم

جناب امیر علیہ السلام کا علم لفظ

نہ اربعہ رحمہم اللہ میں سو دو شخصوں کی طرف فقہ کا استناد کیا جاتا ہے۔ اول امام ابوحنیفہ دوم امام مالک امام
 ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے علم فقہ جناب محمد باقر علیہ السلام اور صادق علیہ السلام سے حاصل کیا ہے چنانچہ حافظ
 ہی طبقات میں لکھتے ہیں روى عنه ابنه جعفر الصادق والاوزاعي والزهري وابو حنيفة يعني جناب
 محمد باقر سے انکو بیٹے امام جعفر صادق اور امام اوزاعی اور امام ابوحنیفہ نے روایت کی ہے اور خود انکا قول
 ہے لولا السنتان لهلك النعمان یعنی اگر میں دو سال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں
 نہ رہتا تو ہلاک ہو جاتا۔

امام شافعی کی فقہ میں دو سلسلہ ہیں ایک سلسلہ سو تو وہ امام ابوحنیفہ کے شاگردوں میں سے شمار ہوتے
 ہیں کیونکہ وہ امام محمد بن حسن شیبانی کے شاگرد تھے اور امام محمد نے امام ابوحنیفہ سے تلمذ حاصل کیا
 ہے اسوجہ سے امام شافعی کا یہ سلسلہ حضرت امام باقر اور جعفر الصادق علیہما السلام کی طرف منتهی ہوتا ہے
 دوسرا سلسلہ امام شافعی کا امام مالک بن انس کی طرف منتهی ہوتا ہے اور امام مالک ربیعۃ الرائی
 کے شاگرد تھے اور ربیعۃ الرائی نے فقہ اور حدیث عکرمہ سے حاصل کیا ہے اور عکرمہ نے جناب عبداللہ بن
 عباس سے تلمذ پایا ہے اور عبداللہ بن عباس حضرت امیر علیہ السلام کے تلامذہ میں سے ہیں امام احمد بن حنبل
 امام شافعی کے شاگرد ہیں اسلیو انکا سلسلہ تلمذ بھی حضرت علی ہی کی طرف منتهی ہوتا ہے۔

ابراہیم سلسلہ فقہ صحابہ کے بارہ میں مسروق روایت کرتے ہیں قال شامت اصحاب محمد صلی اللہ علیہ
 وعلیہ وسلم اثنی عشر عبد اللہ بن مسعود وابی الدرداء ومعاذ بن جبل وزید بن
 ثابت وعلی بن ابی طالب ثم شامت هؤلاء الخمسة فوجدت علیہم اثنی عشر الرجلین علی
 عبد اللہ بن مسعود ثم شامت الاثنين فوجدت علیا یفضل علی عبد اللہ لاخرجه الخوازمی
 فی المناقب یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو سونگھا پس مجھے معلوم ہوا کہ انکا علم حضرت
 عمر اور عبداللہ بن مسعود اور ابوالدرداء اور معاذ بن جبل اور زید بن ثابت اور علی بن ابیطالب کی طرف
 منتهی ہوتا ہے پھر میں نے ان پانچوں کو سونگھا پس مجھے معلوم ہوا کہ انکا علم دو آدمیوں کی طرف منتهی
 ہوتا ہے یعنی علی اور عبداللہ بن مسعود کی طرف پھر میں نے ان دونوں کو سونگھا تو معلوم ہوا کہ علی علیہ السلام
 پر فضیلت رکھتے ہیں۔ حضرت امیر علیہ السلام کی زیادہ تر تفقہ کا یہ باعث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کی حیات میں ہی منصب قضا جناب امیر علیہ السلام کی ذات بابرکات کو ساتھ تعلق رکھتا تھا۔
 (۱) عن حمید بن عبد اللہ بن یزید المدنی قال ذکر عند النبی صلی اللہ علیہ عن قضا وقضاء
 بہ علی فاعجاب النبی صلی اللہ علیہ فقال الحمد لله الکن جعل فینا الحکمتا اهل البیت لاخرجه

احمد) حمید بن عبد اللہ بن زید بن عقیل سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جناب علی کے ایک فیصلہ کا ذکر کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنکر تعجب کیا اور فرمایا شکرت خدا کا جس نے ہم اہل بیت کو حکمت عطا کی ہے۔

(۲) عن انس بن مالك عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال اقضي امتي علي بن ابي طالب راءه يومئذ بن مالك رضي الله عنه منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میری امت میں زیادہ قضا والا علی بن ابیطالب ہے۔

(۳) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اقضي امتي بعد علي بن ابي طالب راخو جہا الخو از می فی المناقب ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ میرے بعد میری امت میں علی بن ابیطالب زیادہ قضا والا ہے۔

(۴) عن علی قال بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم الى اليمن قاضياً وانا حديث السن فقلت يا رسول الله تبعثني الى قوم يكون بينهم احداث ولا علم لي بالقضاء قال ان الله سيهيك قلبك ويثبت لسانك قال فما شككت في قضائين اثنين بعد ذلك راخو جہ احمد والترمدی والنسائی وابن حنبل والزائر ابو يعلى وابن حبان والحاكم باختلاف يسير جناب علی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھ کو ان حضرات صلی اللہ علیہ وسلم نے قاضی مقرر کر کے یمن کی طرف روانہ فرمایا اس وقت میرا سن نہایت چھوٹا تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھ کو ایک قوم کی طرف قاضی کر کے بھیجتے ہیں ان میں جھگڑے بھی ہونگے اور مجھے قضا کا علم حاصل نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ تیرے دل کو ہدایت کریگا اور تیری زبان کو ثابت رکھوگا جناب امیر کہتے ہیں اس کے بعد مجھے کبھی دو آدمیوں کے فیصلہ کرنے میں شک نہیں پیدا ہوا۔

(۵) عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اعلى تخضم الناس بسبع ولا يحاجك احد من قریش انت اولهم ايماناً بالله واوفاهم بعهد الله واقومهم بأمر الله واقتهم بالسوة واعلمهم في الدعية والجرهم بالقضية واعظمهم عند الله بالمزية راخو جہ الحاکمی والدیلمی معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ جناب علی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم سات باتوں میں لوگوں سے جھگڑو گے اور قریش میں سے کوئی ایک تجھ سے نہیں مخاصمت کر سکیگا تم ان سب کے ساتھ پہلے ایمان لانے والے ہو۔ اور ان سب سے خدا تعالیٰ کے عہد کو زیادہ تر پورا کرنے والے ہو اور ان سب سے خدا تعالیٰ کے حکم کے ساتھ قیام کرنے والے ہو۔ اور ان

رے) قبل سبب قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اقضاکم علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان جالساً مع جماعۃ من الناس فجاءہ خصمان فقال احدهما یا رسول اللہ انے حمارا وان لهذا البقرۃ قتلت حماری فجلد رسول اللہ عن الحاضرين فقال لاضمان علی لہما ثم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقض بینہما یا علی فقال علی لہما اکانا مرسلین امرشدودین املاحدہما مسندودن الاخر مرسل فقال کان الحمار مسنداً والبقرة مرسلۃ وصاحبہا معہا فقال علی صاحب البقرۃ ضامن الحمار فاقر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وامضناہ قضاءً (راخو جہ الخلیفۃ ناریجند) روایت ہے کہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ایک گروہ صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ دو شخص معاصمت کرتے ہوئے حضور میں آئے ایک نے ان میں سے عرض کیا یا رسول اللہ میرا ایک گدہ ہوتا اور اس شخص کی گائے بھی اسکی گائے نے میرے گدے کو مار ڈالا ہے ایک شخص نے حاضرین میں سے کہا کہ جانوروں سے بغض کی کوئی ذمہ دار نہیں ہو سکتا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تم اندرون کی فقیہ ملو کہ یہ دو حضرت علی نے ان دونوں آدمیوں سے پوچھا کہ آیا وہ دونوں جانور بندہ ہی تھے یا کبوتے تھے یا ایک ان میں سے بندہ ہوتا اور دوسرا کھلا تھا جواب دیا کہ گدہ بندہ ہوتا اور گائے کھلی تھی۔ اور سہکا مارا گیا اس کے ساتھ تھا حضرت علیؑ نے فرمایا کہ گائے کا مالک گدے پر کے نقصان کا ذمہ دار ہے۔ اور انہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کے فیصلہ کی تصدیق فرمائی اور ان کے فیصلہ کو جاری کیا۔

وہم زید بن ارقم قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ جاءہ کتاب من بنی نضیر ان ثلثۃ نفراتون یختصمون فی غلام مملوک امہ فی الجاہلیۃ فی طھر واحد کلہم یدعیہ انہ ابنہ فقضیت بیذہم ان اقرعت بینہم وجعلتہ للقارۃ منہم علی ان یغرم للآخرین ثلثۃ الدینۃ ففتحک النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی بدلت نواجزہ ثم قال ما اعلم فیہا الا ما قضی علی راخو جہ الطہرانی فی الکبیر فی مسند زید بن ارقم زید بن ارقم سے روایت ہے کہ میں جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر تھا کہ خدمت عالی میں جناب امیر کا خطا ہو چکا اس میں کہا ہوا تھا کہ میرے پاس تین شخص اپنا جگڑا ایک لڑکے کی نسبت لیکر آئے تھے کہ زمانہ جاہلیت میں اس لڑکے کی ماں کے ساتھ ان تینوں نے ایک ہی طہر میں جماع کیا تھا ان تینوں میں سے ہر ایک شخص اس لڑکے کو اپنا بیٹا بیان کرتا تھا میں نے ان کے فیصلہ کے واسطے فرمودہ الا جب کے نام کا فرقہ نکلا میں نے اس لڑکے کو ہسکا فرزند قرار دیکر یہ شرط لگادی کہ اگر یہ شخص اپنی کے دو شخصوں کو دیت کی دوتا یا ان ادا کر دے سرور دنیا و دین صلی اللہ علیہ وسلم پر سنکر سنہنچے یہاں تک کہ آپ کے دانت مبارک نظر آنے لگے پھر آپ نے ارشاد کیا کہ علیؑ

فیصلہ کے بغیر بہین اسکا گوی اور فیصلہ نہیں معلوم ہوتا *

(تنبیہ) سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام فقہ من اکابر صحابہ کے مرجع تھے اور سب صحابی جناب امیر علیہ السلام کو اعلم بالسنۃ مانتے تھے از بخلاف صحابہ کرام کے بعض اقوال جو جناب امیر علیہ السلام کی تفقہ کی نسبت روایت ہوئے ہیں مع آپ کے بعض فیصلجات کے وجہ ذیل ہیں *

(۱) عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت من افتاکم بیوم عاشوراء قالوا علی قالت اما انه اعلم بالسنۃ (اخرجه ابو عمر) جناب ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ اونہوں نے لوگوں سے استفسار فرمایا کہ عاشوراء کے دن روزہ کی نسبت تمکو کس نے فتوے دیا ہے لوگوں نے عرض کیا کہ جناب امیر علیہ السلام نے حضرت صدیقہ نے فرمایا وہ سنت نبوی کو بہت زیادہ جانتے والے ہیں *

(۲) سئل شریح ابن ہاشم عن عائشۃ ام المؤمنین عن مسہ الخفین فقالت ائت علیا فاسئلہ (اخرجه مسلم وابن عبد البر فی الاستیعاب) شریح بن ہاشم نے جناب ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوزہ کے مسح کی نسبت سوال کیا جناب صدیقہ نے فرمایا جناب علی علیہ السلام سے پوچھو *

(۳) عن عبد الرحمن بن اذینۃ العبیدی عن ابیہ اذینۃ بن مسملۃ العبیدی قال اتیت عمر بن الخطاب فقلت من ابن اہتم فقال ائت علیا فاسالہ (استیعاب) عبد الرحمن بن اذینۃ العبیدی اپنے والد اذینۃ بن مسملۃ العبیدی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ میں کہاں سے عمرہ کیا کروں حضرت عمرؓ نے مجھے کہا جناب علی علیہ السلام سے جا کر پوچھو *

(۴) عن سعید بن المسیب قال کان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یتعوذ باللہ من معضلہ لیس لہا ابو الحسن (اخرجه احمد) سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ جناب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدا کی طرف پناہ مانگتے تھے اس مسئلہ کے جس میں جناب ابو الحسن نہ ہوں *

(۵) عن یحییٰ بن عقیل قال کان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول لعلی اذا سالہ ففرج عنہ لا یتانی اللہ بعدک یا علی (اخرجه النجندی) یحییٰ بن عقیل کہتے ہیں

کہ جب جناب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کچھ لپچھا کرتے اور ان کو جواب سے خوش ہوتے تو فرماتے تیرے بعد یا علی مجھے خدا زندہ رکھے۔

(۶) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لا یبذل فی المسجید علی حاضر (استیعاب) جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام مسجد میں ہوتے ہوں تو کوئی شخص فتوے نہ دے۔

(۷) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال خطبنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال اقضنا علی (اخرجہ السلفی) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کو خطبہ سنایا اور اس میں کہا کہ ہم میں بڑے قاضی علی ہیں۔

(۸) قبل لعمر بن الخطاب لو اخذت حلی الکعبۃ فجزت بہ جیوش المسلمین وما تصنع الکعبۃ بالحلی فہم بذلک فسال علیاً فقال ان القرآن اتل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اربعۃ اموال المسلمین فقسما بین الورثۃ وذوی الفرائض والقی فقسما علی مستحقہ والخمس فوضع اللہ حیث وضعہ والصدقات فجعلها حیث جعلها وكان حلی الکعبۃ یومئذ فترکہ علی حالہ ولم یرک لشیئاً فاقم حیث اقر اللہ ورسولہ فقال لہ عمر لولا لک لا فضعنا ربيع الارواح فی الباب الخامس السبعین) عمر بن خطابؓ کے زیورات کو آپ بیکر مسلمانوں کے لشکر میں صرف کر دین تو یہ امر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ کعبہ کو زیور کی کچھ ضرورت نہیں عمر رضی اللہ عنہ نے جناب امیرؓ سے اس کی نسبت استفسار کیا جناب امیرؓ نے ارشاد کیا یا اللہ خدا تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن شریف نازل فرمایا اور چار قسم کا مال قرار دیا ہے ایک مسلمانوں کا مال ہے جسکو ذوی الفرائض اور ورثہ میں تقسیم کیا ہے اور ایک جبرمانہ ہے اسکو اسکے مستحقین پر بانٹا ہے اور ایک مال خمسہ خدا نے جسکو دینا تھا دیا اور ایک زکوٰۃ ہے وہ بھی جب کا حق ہوا انکے دین کا حکم دیا پس ان دونوں میں ہی کعبہ کا زیور موجود تھا خدا نے اسکو اسی حال پر چھوڑ دیا اور اسکو خدا نے بھول کر نہیں چھوڑا پس تم بھی اسکو اس طرح پر رہنے دو جس طرح پر کہ خدا نے اور خدا کے رسول نے اسے رہنے دیا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا علیؓ اگر تم نہ ہوتے تو ہماری بڑی رسوائی ہوتی۔

(۹) عن ابی سعید الخدری قال حججنا مع عمر بن الخطاب فلما دخل الطواف استقبل الحجر

صلی اللہ علیہ قال وما قال قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ رفع القلم عن ثلاث عن المجنون
 حتی یبرأ و عن الغلام حتی یدرک و عن النائم حتی یتيقظ فخلی عمر سبیلها
 ابو القاسم محمود از مخشتری حسن بصری کی طرقت مرفوع کر کے لکھتے ہیں کہ لوگ جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو
 پاس ایک مجنون عورت حاملہ کو لائے کہ اس نے زنا کیا تھا جناب عمر نے اسکے رحم کا قصد کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے
 ان کو کہا اے میرے مومنین! بچو نہیں معلوم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے
 کہا کیا فرمایا ہے جناب امیر نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین شخصوں کے قلم اٹھا لیا گیا ہے
 مجنون جو بیت تک وہ تندرست ہو جائے اور لڑکے سے جب تک وہ بالغ نہ ہو اور سوہوے سے جب تک
 وہ بیدار نہ ہو۔ پس جناب عمر نے اس عورت کو چھوڑ دیا۔

(۱۱) سنن ابی حزن بن ابی الاسود ان عمرا راد رحم المرأة التي ولدت بستانه اشهر فقال علی ان
 اللہ تعالیٰ یقول وحملہ و فصالہ ثلاثون شهرا وقال اللہ تعالیٰ و فصالہ فی عامین فالحمل ستة
 اشهر و الفصال فی عامین فترك عمر رجها و قال لولا علی لهلك عمر راخرج ابن السمان و
 الخلی و محب الطبری فی الرأیض النضر) ابی حزن ابی الاسود روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
 ایک عورت کے رحم کا ارادہ کیا تو نکاح کے چوبیسویں روز چھٹی ہی پس جناب علی نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بچہ کا
 حمل اور دودھ چھ ماہ تک رہتا ہے بعد اس کے بعد اسے دوسری جگہ خدا فرماتا ہے کہ بچے کا دودھ چھ ماہ تک
 دو برس کے بعد ہی پس حمل کی مدت چوبیسویں ہوئی اور دودھ چھ ماہ تک رہا اور دو برس بعد ہی عمر رضی اللہ عنہ نے اس
 کے رحم کرنے کو چھوڑ دیا۔ اور کہا اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو گیا ہوتا۔

(۱۲) عن علی قال لما کان ولایة عمر رضی اللہ عنہ اتی بامرأة حامل فسالها عمر بن الخطاب
 فاعترفت بالفجور فامر بها عمر ان تجرم فلیقها علی بن ابی طالب فقال امرت بها ان تجرم فقال نعم
 اعترفت عندک بالفجور فقال هذا سلطانک علیها فاسلطانک علی ما فی بطنها۔ ثم قال له علی
 فلعلک انکسرتها و انقضتها فقال قد کان ذلک قال او ما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 یقول لا حد علی معترف بعد بلائہ انہ من قبیلتہ او نقول انہ فلاحا اقرار له فخلی عمر سبیلها ثم قال عجزت
 النساء ان تلدن مثل علی بن ابی طالب راخرجہ الخوارزمی فی المناقب جناب علی رضی اللہ عنہ سے
 روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں لوگ ایک حاملہ عورت کو لائے حضرت عمر نے اس سے پوچھا اس
 عورت نے اپنے زنا کا اقرار کیا حضرت عمر نے اس کو سنگسار کر دیا حکم دیا۔ راہ میں اسے جناب علی نے
 دیکھا اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نے اسے سنگسار کر دیا حکم دیا حضرت عمر نے عمر نے کہا ہاں اسے

میرے پاس اپنے فحور کا اعتراف کیا ہے جناب علی علیہ السلام نے فرمایا اسپر نہ تھا رای حکم ہے اور اس کو بیٹھ مین جو
 کچھ کہتے اسپر نہ تھا رای حکم ہے یہ جناب علی نے فرمایا شاید لیتے اسکو خبر کا اور ہم گایا ہوگا حضرت عمرؓ نے
 کہا ہاں مینو ہم گایا تھا حضرت علی نے کہا شاید آپز نہیں سنا ہے جو کچھ حضرت نے فرمایا ہے کہ بعد شد کے اعتراف کرنا
 یہ حد نہیں ہے جسکو کہ آپ نے قید کیا اور ہم گایا پس اسکا قہر انہیں پس حضرت عمرؓ نے اسکو چوڑ دیا اور کہا کہ
 عوثین علی بن ابیطالب حبیبی کو جینے مین عاجز مین ۛ

رسد ابن عن ابن السروق ان عمر اتي بامرأة قد نكحت في عدتها ففرق بينهما وجعل موهبة في بيت
 المال وقال لا يجتمعان ابدًا فبلغ علي قال ان كان جعلا فلها المهر بما استحل من فرجها وفيه
 بينهما واذا انقضت عدتها فهو خاطب من الخطاب فخطب عمر فقال ردوا الجاهلات الى ائسنت
 فرجه الى قبل علي راخرجه احمد ابن مسروق کہتے مین کہ لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت کو
 لائے جس نے اپنی عدت مین نکاح کیا تھا۔ پس حضرت عمرؓ نے اسکے اور اسکے شوہر کے درمیان جدائی کا حکم
 دیا اور اسکے مهر کو بیت المال مین جمع کر لیا۔ اور کہا کہ یہ میان بیوی ہرگز کہی۔ اکٹھے نہیں ہونگے یہ بات
 حضرت علیؓ کے پاس پہنچی آپ نے فرمایا کہ اگر یہ نکاح جہل کے رو سے ہوا ہے تو اس عورت کو بیسے اس خط
 کے کہ اسکے فرج سے اس مرد کو حاصل ہوا ہے مرد لانا چاہیے اور حبیب عدت پوری ہو جائے تو یہ مرد اسکو
 ساتھ نکاح کرے پس حضرت عمرؓ نے اسکا نکاح کر دیا اور کہا جو بالتون کو سنت کی طرف رو کر و پس حضرت عمر
 نے جناب علیؓ کے قول کی طرف رجوع کیا ۛ

(۱۴) عن جعفر الصادق قال اتى عمر بن الخطاب بامرأة قد تعلق برجل من الانصاريين وكان تهرأه
 ولم تقدر عليه فاختالت فذهبت واخذت البيض اخوت منها الصفر وصبت البياض على
 الثوبها وبين فخذيهما ثم حملت الى عمر فقالت يا امير المؤمنين ان هذا الرجل اخذني في موضع
 كذا وفضعني ففهم عمر انهما قبه وكان علي جالساً عند رجل الانصاري يحلف بالله انهما تكذب
 علي ويقول يا امير المؤمنين لا تجعل في امرتين لك براءة ذمتي فقال عمر علي ما ترى في امرها فقال
 علي نظرت الى البياض على ثوب المرأة فافهمتها ان تكون اختالت بذلك فقال ايتوني بماء حار
 قد غلى غلياً ناشداً ففعلوا فصبوا على موضع الثياب من ثوب المرأة فاستوى ذلك البياض
 حق صار مثل بياض البيض المشوي ثم شمه فاذا هو بياض البيض فاقبل علي المرأة ففهمها
 حتى اقرت بذلك ودفع الله العقوبة عن الانصاري ببركة علي بن ابي طالب ونقله نجم الدين
 فخر الاسلام ابو بكر بن محمد بن الحسين السنبلي الميزني في مناقب الاعقاب جناب امام جعفر صادق

سے منقول ہے کہ حضرت عمر کے زمانہ میں ایک عورت ایک انصاری مرد کو چاہتی تھی مگر اسے اس انصاری کا وصال
 میر نہیں ہوتا تھا ایک روز اس نے ایک حیلہ بنایا اور ایک انڈے کو ٹوڑ کر زردی کو پینکد یا اور سبکی سفیدی
 کو اپنے کپڑے اور جنکاسون پر چھڑک کر حضرت عمر سے آکر کہا یا امیر المومنین مجھے اس انصاری نے فلاں
 مقام پر رسوا کیا ہے حضرت عمر اس انصاری کو منرا دینے پر آمادہ ہو گئے جناب رضی اللہ عنہ انکے پاس بیٹھے
 ہوئے تھے انصاری خدا کی قسم کہا کر کہنے لگا یہ میری نسبت جھوٹ بگتی ہے اے امیر المومنین آپ
 میری بات میں جلدی نہ کریں آپ کو میری بے گناہی ثابت ہو جائیگی حضرت عمر نے جناب رضی اللہ عنہ سے کہا آپ
 اس عورت کے بارہ مہینہ کیا خیال کرتے ہیں جناب رضی اللہ عنہ نے ارشاد کیا کہ میں نے اس عورت کو کپڑے سفیدی
 کو دیکھا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس نے مکر گناہ کیا ہے تم میرے پاس کہو کہ ہوا پانی لاؤ جب لوگ پانی
 اڑھالائے آپ نے اس عورت کو کپڑے کے دو پیسے پڑھوا یا کپڑے سے انڈے کی سفیدی ہو کر اٹھ
 آئی پھر آپ نے اسے سو گھا تو اس میں سے انڈے کی لسانڈا آنے لگی آپ نے اس عورت کو دھمکایا اس
 نے اقرار کیا کہ میں نے مکر گناہ کیا تھا خدا تعالیٰ نے ہمت جناب امیر علیہ السلام کی برکت اس انصاری کو اس
 عقوبت کو دفع کیا۔

(۱۵) قبل از رجلین اتیا امرأة من قریش فاستودعاهما مائة دینار وقال لا تدفعینہما الی
 احد۔ نادون صاحبہ فلیثا حولا ثم جاء احدہما الیہا وقال ان صاحبی قد مات فادفع
 الی الدینار فدفعها الیہ ثم لبثت حولا اخر فاجاء الاخر فقال دفعی الی الدینار فقالت ان
 صاحبک جاءنی وزعم انک قد مت فدفعها الیہ فاختصما الی عمر ان یقضی علیہما و دفع
 الی علی بن ابی طالب وعرف علی نے ہما قد مکرا بہما فقال لیس قلتما لا تدفعیہما الی واحد
 منادون صاحبہ قال بلی قال فان مالک عندنا فادفعی فی صاحبک حتی تدفعیہما الیک
 (راخو جہ الخوارزمی) روایت ہے کہ دو آدمی قریش کی ایک عورت کے پاس سو دینار امانت رکھ گئے اور
 کہہ گئے کہ جب تک ہم دونوں اکٹھے تیرے پاس نہ آئیں تو کسی ایک کو یہ امانت نہ دیجیو۔ سپر ایک سال
 گزر گیا ان میں سے ایک نے اگر بیان کیا کہ میرا دوست مر گیا ہے وہ سو دینار مجھے دیدے اس عورت
 نے سو دینار اسکو دیا یہ اسکے بعد پہر ایک سال گزرا وہ دوسرا آکر کہنے لگا وہ سو دینار مجھے دیکر
 اس عورت نے جواب دیا کہ تیرا دوست میری پاس آیا تھا اسکا خیال تھا کہ تو مر گیا ہے وہ مجھ سے
 امانت لیگیا ہے اس نے کہا کیا ہمارا یہ وعدہ نہیں تھا کہ جب تک اکٹھے ہم دونوں نا آئیں تو امانت
 اکیسے کسی ایک کو نہ دیجیو پس اس عورت اور مرد میں جھگڑا شروع ہوا اور وہ دونوں جناب عمر سے

پاس فیصلہ کے لیے حاضر ہوئے حضرت عمرؓ نے انکو جناب علیؓ کی خدمت میں بھیج دیا جناب پر تھے فوراً سمجھ گئے کہ ان دونوں آدمیوں نے اس عورت کو مکر کیا ہے اس آدمی سے فرمایا کیا تم دونوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ جب تک ہم دونوں اکٹھے تھے تو تم لوگ اکیلے کسی ایک کو امانت دالیں دیتا۔ تیرا مال ہماری پاس موجود ہے اپنے دوست کو لے آیا ہم تجھے دیدینگے۔

۱۶۱ عن قتیل از سبغة انفس خرجوا من الكوفة مسافرين فخابوا ملة ثم عادوا وقد فقد منهم واحد فجاءت امرأته الى علي فقالت يا امير المؤمنين ان زوجي سافر هو وجماعة وقد عادودونه فاتيهم وسالتهم عنه فلم يخبروني بحالته وقد اتهمتم بقتله واسالك بلحضارهم واستكشاف حالهم فاحضروهم وفرقهم واقام كل واحد منهم الى سارية من سوارى المسجد وكل بعد رجلا يمنع از يقرب منه احد ليحادثه ثم استدعا واحد اخر فحدثه وساله عن حال الرجل فانكر فلما انكر رفع على صوته بالتكبير وقال الله اكبر فلما سمع الباقر صوت علي متفجرا بالتكبير اعتقدوا ان رفيقهم قد اقرء وحكى لعل صورة الحال ثم استدعاهم واحدا واحدا فاقروا بقتله بناء على ان صاحبهم قد اخبر عليا بما فعلوه فلما اقروا بذلك قال الاول يا امير المؤمنين هو لا اعتد اقروا وما انا اقررت بذلك قاله هؤلاء رفقاءك قد شهدوا عليك فما ينفعك انكارك بعد شهادتهم فاعترفت انه شاركهم في امر قتله فلما اكمل اعترافهم بقتله اقام عليهم حكم الله تعالى (مطالع السؤل لطلحة الشافعي) روایت ہے کہ سات آدمی کوفہ سے سفر کو گئے اور ایک مدت تک غائب ہو کر لوٹ کر آئے ایک ان میں سے مفقود ہو گیا۔ اسکی زوجہ جناب امیر علیہ السلام کے پاس آکر کہنے لگی یا امیر المؤمنین میرا خاوند ایک جماعت کو ساتھ سفر کو گیا تھا وہ لوگ سفر سے لوٹ آئے ہیں اور وہ نہیں آیا میں نے اسے اسکا حال پوچھا تھا وہ اسکا حال کچھ نہیں بیان کرتے اور میں انہر اسکے قتل کا دعویٰ رکھتی ہوں اور آپ کے ملحق ہیں کہ آپ انکے حضار کا حکم نافذ فرمائیں اور ان سے انکشاف حال کریں جناب امیر نے انکو بلایا اور ہر ایک کو ان میں سے جدا جدا مسجد کے گوشوں میں بٹھا دیا اور ایک ایک آدمی کا ہرا انہر مقرر کیا تاکہ اسے کوئی نہ ملنے پائے اور بات نہ کرے ہر ایک آدمی کو ان میں سے بلایا اس آدمی کے حال سے پوچھا اس نے انکار کیا اسکے اذکار پر جناب امیر نے تکبیر کی بلند آواز فرمائی جب دوسرے لوگوں نے جناب امیر کی آواز کو سنا انکو گمان پیدا ہوا کہ انکے رفیق نے اقرار کر لیا ہے اور جناب امیر سے صورت حال کو بیان کر دیا ہے ہر ایک کو ان میں سے علیحدہ علیحدہ بلایا انہوں نے اس بنا پر ہر ایک قتل کا اقرار کیا کہ انکے رفیق نے جناب امیر سے انکا فضل بیان کر دیا ہے حیلان لوگوں نے ہر ایک اقرار کیا پہلا حاضر

کہنے لگائے امیر المؤمنین ان لوگوں نے اسکا اقرار کیا کہ میں نے تو اقرار نہیں کیا جناب امیر نے فرمایا یہ لوگ تیرے رفیق ہیں تب یہ گواہی دیتے ہیں اگلی شہادت کو بعد تیرا انکار تجھے نفع نہیں بخشتا پس اسے ہی انکے شریک ہونے کا اقرار کیا جناب کا اعتراف اس شخص کے قتل کی نسبت کامل ہو گیا۔ تو جناب امیر علیہ السلام نے اسے کا حکم ان پر جاری کیا۔

(۱۷) عن محمد بن یحییٰ بن حبان از حبان ابن منقذ کان تحتہ امرأتان ہاشمیہ والاضاریہ فطلق الاضاریہ ثم مات علی رأس الحول فقالت لم تنقض عداۃ فارتفعوا الی عثمان رضی اللہ عنہ فقال هذا لیس بعلم فارتفعوا الی علی فقال علی تخلفا عن عند منیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم انک لم تحض ثلاث حیضات وک المیراث فخلعت فاشترکت فی المیراث راخرجه بن الحر الطائی محمد بن یحییٰ بن حبان کہتے ہیں کہ حبان بن منقذ کی دو جوہرین تھیں ایک ہاشمیہ اور ایک اضراریہ اس نے اضراریہ کو طلاق دیدیا تھا پھر اسی برس میں حبان مر گیا اضراریہ کہنے لگی میری عدت ابھی تک پوری نہیں ہوئی پس اسکا مرقعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے حضرت عثمان نے کہا مجھے اس فیصلہ کا علم نہیں وہ مرقعہ جناب علی علیہ السلام کے پاس لے گئے جناب علی نے اس اضراریہ سے فرمایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس حلف اٹھا لی کہ تجھے تین حیض نہیں گذری تو تجھے میرے میں شریک کیا جائیگا۔ پس اس اضراریہ نے حلف اٹھالی اور وہ میراث میں شریک کی گئی۔

(۱۸) کتب خالد بن الولید الی ابی بکر الصدیق انی اخذت رجلا بوطاء کما بوطاء المرأة فاستنأی ابو بکر اصحابہ فقال بعضهم یقتل وقال بعضهم یرجم فقال لعلی ان العرب یا تفن من المثلثة فما تری فیہ فقال اری ان تخدقہ فاحرقوہ ونقلہ نجم الدین فخر الاسلام ابو بکر بن محمد بن الحسین السیلابی المرندی فی مناقب اصحاب خالد بن ولید نے حضرت ابو بکر صدیق کبیرؓ کو یہ بیان کیا کہ ایک مرد ہے جو عورت کی طرح سے قتل کرتا ہے جناب ابو بکر نے صحابہؓ کو مشورت کیا بعض نے کہا اسکو قتل کرنا چاہیے اور بعض نے کہا سنگسار کیا جائے حضرت ابو بکر نے جناب امیرؓ کو کہہ دیا کہ لوگ منکر کرنے کو بہت برا جانتے ہیں آپکی اس میں کیا رائے ہے جناب امیرؓ نے فرمایا میری رائے میں اسے آگ کے اندر دھکیلنا چاہیے پس وہ آگ میں ڈالا گیا۔

(۱۹) عن زید بن حبیش قال حلبی جلان یتغذیان مع احدہما خمسة ارغفة ومع الاخر ثلثة ارغفة فلما وضع الغداء بین یدیمہما مر بہما رجل فسلم فقالا لا الغداء فجلس واکل معہما فاستوفوا فی اکلہم الارغفة الثمانیة فقام الرجل وطرخ الیہما ثمانیة درہم وقال لہما خلاۃ

خذوا هذا عوضا مما اكلت من طعامكما قتنا زحما وقال صاحب الارغفة الخمسة لي خمسة دراهم وذلك
ثلاثة دراهم وقال صاحب الارغفة الثلاثة لا ارضى لان تكون الدراهم بيننا نصفين فارتفعنا
الى امير المؤمنين علي بن ابي طالب فقصنا عليه قصتهما فقال لصاحب الارغفة الثلاثة قد عرض لك صاحبك
ما عرض وخبره اكثر من خبرك فارض بالثلاثة قال لا والله لا رضيت الا بما الحق فقال له ليس لك
في ما الحق الا درهم فقال له عرض عليك صاحبك صلحا فقلت لا ارضى الا بما الحق فلا يجب لك في
ما الحق الا واحد فقال الرجل عرفني لوجه في ما الحق حتى قبضه فقال علي ليس لثمانية الارغفة
الا اربعة وعشرون ثلثا وانتم ثلاثة انفس ولا يعلم اكثر منكم كلا ولا اقل فتحملون في اكلكم على السواء
فاكلت انت ثمانية اثلاث وانما لك تسعة اثلاث واكل صاحبك ثمانية اثلاث وله خمسة عشر اثلاث
اكل منها ثمانية وبقى له سبعة اكل صاحب الدرهم واكل لك واحدا من تسعة فلك واحد ابواحد
وله سبعة بسبعة فقال رضيت الان يا علي لا استعجاب في معرفة الاصحاب للعلامة بن عبد الله
نربن حبش سرور وایت هر که دو آدمی کسانا کما نیکو بیٹھے ایک کے پاس بیٹھ اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں
تین اتنے زمین قیسر آدمی آگیا اندونون نے اسے شرکت طعام کے لیے کہا وہ بھی انکے ساتھ کھائے
کو بیٹھ گیا وہ تینون آتھون روٹیاں کھا چکے وہ قیسر آدمی آٹھ کٹرا ہوا اور ان دونون کو آٹھ درہم دیکر
کہنے لگا یہ عرض ہے اس کھا نیکو جو مینے تمہارے کما فی سے کما یا ہے۔ پس معہ دونو باہم جگڑنے لگے پانچ
روٹیون والے نے کہا مجھے پانچ درہم ملنے چاہیے اور تجھے تین اور تین روٹیون والے نے کہا جب
تہا کہ درہم نصف نصف نہون مین نہیں راضی ہونگا۔ تصفیہ کے لیے دونون جناب امیر علیہ السلام کے
پاس آئے۔ اور تمام قصہ بیان کیا۔ جناب امیر نے تین روٹیون والے سے کہا تیرا دوست جو کچھ تجھے
دیتا ہے لے لے حالانکہ اسکی روٹیاں تیری روٹیون سے زیادہ تھیں وہ کہنے لگا حبیب تک کہ میرا حق مجھے
نہ معلوم ہے مجھے مین راضی نہیں ہونیکا۔ جناب امیر نے فرمایا کہ تیرا حق تو ایک درہم سے زیادہ نہیں۔ تیرا
دوست صلح کے در سے جو کچھ تجھے دیتا ہے دیتا ہے اور تو کتنا ہے کہ جب تک مجھے میرا حق نہ معلوم ہوگا
مین نہیں راضی ہونیکا۔ تیرا حق تو انصاف سے ایک درہم ہے۔ پس کما یا امیر مجھے اسکی وجہ بیان فرمائیے
تا کہ مین قبول کروں جناب امیر نے فرمایا کیا آٹھ روٹیاں کی جو بیس تھانیاں نہیں مین اور تم تین آدمی
کما نیوالے تھے یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ تم مین سے کون زیادہ کما نیوالا تھا اور کون کم اس لیے احتمال کیا
جاتا ہے کہ بیس تم تینون نے برابر کما یا ہے۔ پس تم نے آٹھ تھانیاں کمائیں اور تیری تین روٹیون
کی نو تھانیاں نہیں اور تیرے دوست کی پانچ روٹیون کی پندرہ تھانیاں نہیں اور سزا آٹھ تھانیاں

کما تین اور اسکی سات تہائی ان باقی رہیں جو درہم والے نے کما تین اور تیری نو تہائیوں میں سے ایک تہائی کمالی پس تیری ایک وٹی کے ٹکڑے کے بدلے ایک درہم ہے اور اسکر سات ٹکڑوں کے بدلے سات درہم ہیں وہ کہنے لگا یا علی اب میں ایک درہم کے لینے پر رضی ہوں *

(۲۰) قال سعید بن منصور فی سننہ باسنادہ سمعت علیاً یقول الحمد لله الذی جعل علینا لیالنا عما تزل بہ من امر ینہ ارفعاً و ینہ یتب الی لیالنی عن خنتی المشکل فکتبت الیہ ان یورثہ من قبل مبالہ (تاریخ الخلفاء للسیوط) سعید بن منصور اپنی سنن میں با اسنادہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب علی کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خدا کا شکر ہے جس نے ہمارے دشمن کو ایسا کر دیا کہ جب اس پر دینیہ میں سے کوئی مشکل امر وارد ہوتا ہے تو وہ ہم سے پوچھتا ہے۔ معاویہ نے مجھے لکھا کہ خنتی مشکل کا مسئلہ پوچھا ہے میں نے اسکو جواب میں لکھا ہے کہ اس کے بول کے مقام کی رو سے میراث ملیگی یعنی اگر عورت کی طرح سے پیشاب کرتا ہے تو مثل عورت کے میراث پائیگا۔ اور اگر مرد کی طرح سے پیشاب کرتا ہے تو مثل مرد کی میراث پائیگا *

(۲۱) تناذعت امرأتان فی ایام عمر فی ولد کلوا حدة منہما تدعی ابنہا فاشکل علی عمر فارسل الی علی فقال علی بنی بخاء حاذق ومنشأ رحید یقطع الولد فیصل الولد بینکما نصفین فصاحت امر الصبی وقالت ادفع کل الولد الیہا وقالت الاجنبیۃ اقطع الولد فاخذ علی الولد فادفع الی الام التي صاحت وقال للاجنبیۃ علمت انہا امر الصبی و فی روایۃ ولدتا فی لیلة واحدة فجاءت ابن واحدہما فکل واحدہما تدعی الی النحی لہا رنقلہ ابو بکر نجم الدین محمد بن الحسن السیستانی المرندی فی مناقب الاصحاب جناب عمر کے زمانہ میں ایک لڑکے کی نسبت دو عورتوں میں جھگڑا ہوا ہر ایک ان میں سے اس لڑکے کو اپنا بیٹا بیان کرتی تھی حضرت عمر کو انکو فیصلہ میں دشواری پیش آئی ان دونوں کو حضرت امیر کبیر دست میں فیصلہ کے لیے بھیجا جناب امیر نے فرمایا میرے پاس ایک کاریگر بیٹھائی کولاؤ تاکہ اس سے اس لڑکے کو دو برابر حصوں میں کاٹ ڈالے کہ لڑکے کا ایک ایک ٹکڑا ان دونوں کو دیدیا جائے لڑکے کی چلنے لگی آپ سالم یہ لڑکا اس عورت کو دیدینا دوسری عورت اجنبیہ کہنے لگی ضرور لڑکا کاٹ ڈالا جائے جناب امیر نے اس لڑکے کو اٹھا کر اسکی مان کو دیدیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایک شب میں دو عورتوں کو لڑکے پیدا ہوئے ایک کا لڑکا مر گیا اس نندہ لڑکے کو وسطاً تارخ ہوا *

(۲۲) مدی لن رجلاً تزوج خنتی ولہا فرج کفرج النساء وفرج کفرج الرجال واصلہا

جاریہ کانت لہ ودخل بالختی واصابها فحملت منه وجاءت بولد ثمان الخنثی وطلعت الجارية
 التي اصدقها لها الرجل فحملت منه الجارية بولد فاشتغرت قصتهما ودرع امرهما الى امير
 المؤمنين علي بن ابي طالب فسل عن حال الخنثی فاخبرانها تحيض ونطاء وتوطاء وتمنى من
 الجانبين وقد جلت واحبلت فصارا للناس متحیری الا فهام في جوابها وكيف السبيل الى فضائها
 وفضل خطابها فاستدعى علي غلاميه وامرهما ان يلبسا الى الخنثی وبعیدا اضلاعیهما من الجانبين
 ان كانت متساوية ففي امرأة وان كان الايسر اقصر من الایمن بصلع واحد ففعل الرجل فجاء
 واخبراه بذلك وشهدا عند فحكوا على الخنثی بانها رجل وفرق بينها وبين زوجها ودليل
 على ذلك ان الله تعالى خلق ادم عليه السلام وحيدا فاراد سبحانه وتعالى احسانه اليه وخنثی
 حکمتہ فیہ ان يجعل له زوجا من جنسه لیسکن کل واحد منهما الى صاحبه فلما نام ادم خلق
 الله عز وجل من ضلعه القصری من جانبہ الايسر حواء فانثیه فوجدها جالسة الى جانبہ
 كاحسن ما يكون من الصور فذلک صار الرجل ناقصا من جنبه الايسر عن المرأة والمرأة
 كاملة الاضلاع من الجانبين والاضلاع الكاملة اربعة وعشرون ضلعا هذا في المرأة فاما
 الرجل فتلاثة وعشرون ضلعا اثنا عشر في الایمن واحد عشر في الايسر وباختيار هذه الضلعا
 قيل للمرأة ضلع اعوج وفصول المهمة وفود الابصار ومطالب الاستؤل لطلحة الشافعی (روایہ)
 کہ ایک مرد نے ایک مخنث کے ساتھ عقد کیا اور اس مخنث کے دو حصوں مخصوص تھے ایک مثل عورت کو اور ایک
 مثل مرد کے اور اسکے مہر میں ایک نوٹ دی دی پھر اس مخنث کے ساتھ مثل عورت کو صحبت کی یہ کو حمل
 رہ گیا اور اسکے بیان لڑکا پیدا ہوا۔ بعد اسکے اس مخنث نے اس نوٹ دی کے ساتھ صحبت کی جس کو
 اس مرد نے اسکے مہر میں دیا تھا۔ پس اس نوٹ دی کو بھی حمل رہ گیا اور اسکے بیان ہی لڑکا پیدا ہوا۔ یہ
 خبر شہید ہوئی اور حضرت امیر سے بھی لوگوں نے بیان کیا۔ آپ نے مخنث کا حال پوچھا معلوم ہوا کہ اس
 عورتوں کے ہر کو حیض ہی آتا ہے مرد اس سے صحبت کرتا ہے تو اسکے دونوں مقام سے سنی نکلتی ہے
 اور خود بھی حاملہ ہوتا ہے اور اس سے عورت بھی حاملہ ہوتی ہے پس لوگ نہایت حیران ہوئے کہ اس کو
 حکم کا کیا طریق ہوگا۔ آیا یہ مردوں میں سے شمار کیا جائیگا یا عورتوں میں سے پس جناب امیر نے انہی
 دو غلاموں کو طلب فرمایا اور حکم کیا کہ اس مخنث کے پاس جائیں اور اس کی دونوں طرف کی سیلیوں
 کو شمار کریں اگر برابر ہوں تو وہ عورت ہے اور اگر بائیں طرف سے ایک سیلی تعدا دین دہنی طرف سے
 کم ہو تو وہ مرد ہے چنانچہ دونو غلام اس مخنث کی پاس گئے اور اس کی دونوں طرف کی سیلیوں کو شمار

کیا پس بائیں طرف کی ایک پسلی کو داہنی طرف کی پسلیوں سے شمار میں کم پایا اور اس کے پاس اگر کسی خبری اور اس بات پر دونوں نے گواہی ادا کی جناب ابائیر نے حکم دیا کہ دو مجننت مرد ہے اور اس کو اسکے شوہر سے علیحدہ کر دیا دلیل اس بات کی یہ ہے کہ حبیب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اپنی حکمت کاملہ سے اس کو فرمایا کہ ان کے واسطے انہیں کی جنس سے ایک زوہ پیدا کرے تاکہ ایک کو دوسرے سے تسکین حاصل ہو پس جب وقت کہ حضرت آدم سو گئے اللہ تعالیٰ نے انکی بائیں طرف کی ایک پسلی سے حضرت حوا کو پیدا کیا حضرت آدم بیدار ہوئے تو انہوں نے حضرت حوا کو اپنے پسلیوں میں بیٹھا ہوا پایا جو نہایت خوبصورت تھیں پس اس سبب سے مرد کی بائیں طرف کی پسلی عورت سے کم ہوتی ہے اور عورت کی دونوں طرف کی پسلیاں بوری ہوتی ہیں لیکن مرد کی تیس پسلیاں ہوتی ہیں بارہ داہنی طرف اور گیارہ بائیں طرف اور اسی سبب سے عورت شری پسلی کہلاتی جاتی ہے *

(۲۳) قال ابن طلحة الشافعي في مطالب الاستول كان حد شارب الخمر اربعين سوطا اقامه ابو بكر كذلك في ولايته ثم اقامه عمر صدرا في ولايته فلما انعم الناس في شربها واستحقوا ضرب الاربعين شاد عمر اصحابه في ذلك فقال علي بن ابي طالب اذا شرب سكر واذا سكر هذا واذا هذا افاقرى وعلى المفترى ثمانون فبلغوا به حد المفترى فاخذ عمر هذا القول من علي بن طلحة الشافعي عليه الرحمة سطا البسول من مكته بين كنه شراب نوش کی حد چالیس کوڑے تھی جناب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں اس کو اسی طرح سے قائم رکھا پھر حضرت عمر نے بھی اپنی ابتدا خلافت میں اسی کو قائم رکھا جب لوگ شرب خمر میں زیادہ منہمک ہونے لگے اور چالیس کوڑوں کو حقیر جاننے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں صحابہ سے مشورت کی جناب علی علیہ السلام نے کہا ہم دیکھتے ہیں کہ جب کوئی شراب پیتا ہے تو مست ہو جاتا ہے اور جب بہت ہو جاتا ہے تو نہ بیان بکتا ہے پس جب نہ بیان بکا تو جو بٹ کھا اور جو بٹ بولنے والے کی سزا انشی کوڑے ہیں پس اس کو مفتری یعنی جو بٹ کی سزا دینا چاہیے حضرت عمر نے اس قول کو جناب علی سے اخذ کر لیا *

(۱۹) عن محمد بن الزبير قال دخلت مسجد مشق فاذا ثا بشيخ قد التوت برفقوتاه من الكبر فقلت يا شيخ من ادركت من الصحابة قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه قلت فما غزوت قال ايرموك قلت حدثني بشي سمعته قال خرجت مع فتية حجاجا فاصبنا ببعض نعام وقد احرمنا فلما قضينا لسكتنا ذكرنا ذلك لامي المؤمنين عمر فادبر وقال اتبعوني حتى انتهي الى حبي رسول الله صلى الله عليه وسلم فخرجت فاجابت منها امرأة فقال اشراوا لحسن قال

لا فرقی للقتات فادبر وقال اتبعونی حتی انتہی لہ وہو لیکو التراب بیدہ فقال مرحبا بامیر المومنین
فقال ان هولاء اصا بوا بیض نعام وہم محرمون قال الا ارسلت الی قال انا حق بایتانک قال
یضربون الفحل قلائص ابکارا بعد البیض فمانتہ منها احد وہ قال عرفان الابل تخرج قال
والبیض یمض فلما ادبر قال عمر اللہم لا تنزل فی شادیہ الا و ابوالحسن الی جنبی راخرجہ بن
البحری نقلہ محب المطہری فی الریاض النضرۃ فی فضائل العتق (محمد بن زبیر سے روایت ہر کہ میں مسجد
دمشق میں گیا اور ایک بوڑھے کو دیکھا جسکی گردن کی منہلسلی ٹریا پے کیوبہ سے اٹھی ہوئی تھی مینے
کہا یا شیخ تو نے صحابہ میں سر کس کو دیکھا ہے وہ کہتے لگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مینے کہا تو کس غزوہ
میں شریک ہوا ہے وہ بولا یرموک میں مینے کہا مجھ کوئی بات سنا کہ تو نے سنی ہو۔ کہنے لگا میں چند
نوجوانوں کے ساتھ حج کو گیا اور ہم نے شتر مرغ کے انڈے کہا یہ حالانکہ ہم نے احرام باندھا ہوتا تھا
جب ہم اپنے وظائف حج کو پورا کر چکے جناب امیر المومنین عمر سے اسکا ذکر کیا جناب عمر ہنس پڑے اور فرمایا
میرے پیچھے چلے آؤ یہاں تک کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گردن کی طرف تشریف
لے گئے اسی ایک حجرہ کا دروازہ کھٹکٹایا ایک بی بی نے جواب دیا جناب عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا
جناب ابو الحسن گھر میں تشریف رکھتے ہیں اس بی بی نے جواب دیا نہیں پس جناب عمر گدہ بون کی کیا یہی
کی طرف تشریف لیگئے اور ہمیں فرمایا میرے پیچھے چلے آؤ یہاں تک کہ جناب علی علیہ السلام کے پاس پہنچ
گئے وہ اپنے ہاتھوں سیٹی کو بار بار کہہ رہے تھے اور جناب عمر کو دیکھ کر فرمایا مرحبا اے امیر المومنین جناب
عمر نے کہا ان لوگوں نے بحالت احرام شتر مرغ کے انڈے کا ٹی ہین اپنے فرمایا کہ اتنے مجھے کیوں نہ بلالیا
حضرت عمر بوئے ہم ہی آپکی خدمت میں آنے کے حقدار تھے فرمایا ان کو چاہیے انٹھن کی تعداد کے موافق
نوجوان بکراؤٹھنیوں کے ساتھ خراؤٹھن کو ملائیں جب ان سونچے پیدا ہوں تو انکو قربانی کریں جناب
عمر نے کہا کہ اوٹ کا لطفہ کبھی فاسد ہی ہوجاتا ہے پس تعداد کیونکر ٹھیک آئیگی جناب امیر المومنین علی نے
فرمایا کبھی انٹھا ہی گندا ہوجاتا ہے جب جناب عمر وہاں سے لوٹے تو دعا کی اسے پورے دکانر مجھ پر سی
سختی نازل نہ فرما کہ ابو الحسن میری وہنی طرف موجود ہوں *

جناب امیر عدیہ السلام کا علم الفرائض

(۱) عن عبد الله بن مسعود قال اعلموا هل المدينة بالفرائض علي بن ابي طالب و اخوه
احمد و ابن عبد البر بن اسحاق بن عبد الله بن مسعود و بنو اسامة كما کرتے تھے کہ مدینہ منورہ کے لوگوں

بین علی بن ابی طالب سے زیادہ علم فرائض جانتے والے ہیں۔

(۲) ثن مغیرہ قال لیس احد منهم اقوی قولا فی الفرائض من علی وکان مغیرہ صاحب الفرائض راستیاب، مغیرہ کہتے ہیں کہ صحابہ میں سے کوئی زیادہ قوی قول والا جناب علی سے نہیں اور مغیرہ خود صاحب فرائض تھے۔

(۳) قال محمد بن طلحہ الشافعی فی مطالع السؤل قبل ان اسد اہ بیت عند علی وقد خرج من داره لیکب فترك رجله فی الکراب فقالت یا امیر المؤمنین ان اخي قد مات وخلف ستائة دینار وقد نعو الی من ماله دینار واحد واسالك انصافی وایصال حتی الی فقال لها خلفا اخوك بنتین فقالت نعم قال لها الثلثان اربعائة وقال خلف اما قالت نعم قال لها السد مائة دینار وخلف زوجة قالت نعم قال لها الثمن خمس سبعون وخلف اثنا عشر اخا قالت نعم قال لکل اخ دیناران وذلک دینار فقد اخذت حقلک فانصرفی روایت سے کہ ایک عورت حضرت امیر کے پاس آئی حضرت اس وقت اپنے گھر سے نکل کر سوار ہو رہی تھیں ایک پاؤں رکاب میں رکھا تھا کہ وہ عورت بولی یا امیر المؤمنین میرا بہائی چھ سو دینار چھوڑ مرا ہے مگر لوگوں نے مجھ کو ایک دینار دیا ہے میں آپ سے اپنا حق اور انصاف چاہتی ہوں حضرت نے فی الفور جواب دیا کہ تیرے بہائی کی دوستیاں رہ گئی ہوں گی اسنے کہا ہاں فرمایا کہ دو ٹکٹ یعنی چار سو دینار تو انکے لیے ہوئے اور فرمایا تیرے بہائی کی مان بھی ہوگی جسکو سدس یعنی سو دینار پہنچنی اور نہ وجہ بھی ہوگی پس زوجہ کو ثمن لینے چھوڑ دینا رے حضرت نے پوچھا کیا تیرے بارہ بہائی ہیں عورت نے تسلیم کیا حضرت نے فرمایا کہ دو تین بہائیوں کو ملے ایک دینار تیرا حق ہے پس تو اپنا حق پا چکی ہے جا لوٹ جا۔ یہ سہل دینار یہ کس نام سے مشہور ہے اسی طرح سے ایک اور مسئلہ منہ یہ کہ نام سے مشہور ہے جسکو علامہ محمد بن طلحہ مطالع السؤل میں کہتے ہیں۔

(۴) قبل ان کان علی منیر الکوفة فقام الیہ رجل فقال یا امیر المؤمنین ان ابنتی قد ماتت فجاء ولها عن ترکة الثمن وقد اعطوها التسع فاسالك الانصاف منهم فقال خلف صهر ثبیتین قال نعم وقال ابواہ باقیان قال نعم قال صار ثمنها تسعا فلا تطلبواہ کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کوئی کے منہ پر پشرف فرماتے کہ ایک شخص نے کترے ہو کر کہا یا امیر المؤمنین میری لڑکی کا خاوند مر گیا ہے اور اسکا ترکہ میں آٹھواں حصہ ہے اور میرے داماد کے وارث اسکو نو ان حصہ تھے میں میں آپ سے انصاف کا خواہاں ہوں جناب امیر نے فرمایا تیرا داماد دو بیٹیاں

جوڑا ہے اُس کو کہا کہ بجائے اپنے فرمایا ہر ماننا ہی زندہ ہیں ماوس نے تسلیم کیا آپ نے فرمایا کہ تیری لڑکی کا آٹھواں حصہ اب نواں حصہ ہو گیا ہے پس تو اس سے زیادہ مست طلب کر۔

۱۰۰ عن جعفر الصادق قال لما ولي عمرها ست وثلاثون سنة له الامور اتي ببولود له راسان وبطنان واربعه ابدى ورجلان وقبل ود بر واحد فنظر الى شئ لم ير مثله قط فنظر الى انسان اعلاه اثنتان واسفله واحد فلم يك له عمر كيف الحكمة فيه فارسل الى علي فحياه فنظر اليه فقال انظروا اذ ارد قد تم يصاح فان ابنته الراسان جمعاً فهو واحد وان ابنته الواحد وبقي الاخر فاثنتان فقال عمر لا ابقاني الله بعد لثيا ابا الحسن رنقله نجم الدين فخر الاسلام ابو بكر بن محمد بن الحسين المستبلا في المندى في مناقب الاصحاب جناب امام جعفر صادق ع فرماتے ہیں کہ حضرت عمر کی خلافت کی وقت لوگ ایک لڑکے کو لائے جس کو دوسرا اور دو بیٹ اور چار ہاتھ اور دو پاؤں اور ایک قبل اور ایک دیر تھی جناب عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ایسا انسان لکھ دیکھا کہ وہ ایک کبھی پتھر کی پتھر سے تان تک تو دو انسان تھے اور ناف سے نیچے تک ایک تھا حضرت عمر کو ورثہ دینے میں حیران ہو گئے کہ آپ اس کو ایک ورثہ دیا جاوے یا دو وارثوں کا حقدار سمجھا جاوے پس اس کو جناب امیر کبیر خیریت فیصلہ کے لیے بھیج دیا آپ نے دیکھ کر فرمایا جب یہ سو جائے تو تم لوگ چلاؤ اگر اسکے دونوں ہاتھ ایک ہی ہوں بلین تو سمجھ لو کہ یہ لڑکا ایک ہی اور اگر ایک جنبش کرے اور دوسرا نہ کرے تو سمجھ لو کہ وہ ہیں پس نہ چنے امیر عنہ کہنے لگے اے ابو الحسن خدا مجھے تیرے بعد زندہ نہ رکھے۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم اصول الدین یعنی علم کلام

یہ علم حکم کلام الہی اور عقاید اور متاخرین کی اصطلاح میں علم کلام کہتے ہیں بعد تقیہ حدیث کے اس کا مرتبہ نہایت عالی ہے کیونکہ اس میں توحید اور نبوت اور احوال سعادت سے بحث ہوتی ہے اور فضا و قدر کے اسرار و غوامض بیان کی جاتے ہیں اسکے نکات جہد کہ جناب امیر علیہ السلام کے خطبات میں موجود ہیں وہ کسی صحابی کی کلام میں نہیں چنانچہ علامہ فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اربعین میں لکھتے ہیں کہ متکلمین علیہما علم الامور قد جاز فی خطبہ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب من اسرار التوحید والعدل والنبوة والقضاء والقدر واحوال اللعالم یات فی کلام ساثر المظہر فہم فرق المتکلمین بیتی اخرون بیتی فی هذا العلم الیہ اما المعتزلة فہم ینسبون انفسہم والاشعریۃ فکلام منتسبون الی الاشعرۃ وهو کلام تلمیذ الی علی الجہا المقسوس وهو منتسب الی امیر المؤمنین علی واما الشیعۃ فانسابہم الی الظاہر واما الخوارج فہم غایۃ صدام عنہ کلام ینسبون الی اکابرہم واولئک الاکابر کانوا تلامذۃ علی فثبت ان جمیع المتکلمین من فرق الاسلام کلام تلامذۃ علی (اربعین فی اصول الدین)

کے جتنے فرقے ہیں وہ سب حضرت امیر علیہ السلام کی طرف منتہی ہوتے ہیں جبکہ پہلا فرقہ جس کے پہلو پر علم میری شہرت پائی ہے معتزلہ کا ہے اسکا بانی و اصل بن عطاء ہو جسے ابو ہاشم بن عبد اللہ بن محمد بن حنفیہ سے تعلیم پائی ہے۔ اور عبد اللہ نے اس علم کو اپنے والد محمد بن حنفیہ سے سیکھا ہے اور محمد بن حنفیہ کو جو کچھ فیضان حاصل ہوا ہے اپنے پدر بزرگوار جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام سے حاصل ہوا ہے۔ دوسرا فرقہ جس نے معتزلہ کے بعد اس علم میں کمال حاصل کیا ہے وہ اشعریہ کہلاتا ہے جو امام ابو الحسن علی بن ابی شبرا لا شعری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے، امام ابو الحسن اشعری امام ابو علی جبائی رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے ہیں جو مشائخ فرقہ معتزلہ میں سے تھے پس یہ فرقہ بھی معتزلہ کی طرف منتہی ہوتا ہے جسکا انتساب جناب امیر علیہ السلام کی طرف اور ثبات ہو چکا ہے۔

متکلمین میں سے تیسرا فرقہ زیدیہ کہے جواماسیہ کی شاخ ہے اور امامیہ کا انتساب جناب امیر علیہ السلام کی طرف ظاہر ہے۔

چوتھا گروہ متکلمین سے خارج کہے جوجناب امیر علیہ السلام کے دشمن ہیں۔ تاریخ کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ خوارج کے اکابر وہی لوگ تھے جو ابتدائے میں حضرت امیر سے تعلیم پاتے رہے ہیں۔ ہم تمہیں چند کلمات جناب امیر علیہ السلام کے نقل کرتے ہیں جن سے معلوم ہو سکتا ہے کہ افلاطون الہی اور ارسطو نے بھی باوجود ہندو علم و فضل کے کبھی ایسے نازک و پیچیدہ مسائل تو حید کو اس زراعت الفاظ کے ساتھ نہیں بیان کیا۔

(۱) قال لا بعض من حضراتہ من الواردین متی کان دنیا فقال لا عالم یکن ہو کائن بلا کیف یكون بلا کینونة کان لم یزل قبل القبل وبعد البعد بلا غایت ولا منتہی لہ انقطع حدوث الغایات فهو غایت کل غایت وسع کل شیء علما لا یرجع بن حسا کو کسی نے سوال کیا یا امیر المومنین کہ کیا تمہارا ہمارا فرمایا کیا وہ نہیں تھا کہ پہر ہو گیا۔ وہ ہمیشہ سے تھا اور وہ تھا بغیر کیفیت کے وہ تھا اور ہوتا نہیں تھا وہ ہمیشہ سے تھا سب پہلوں سے پہلا اور سب پہلوں سے پچھلا ہمیشہ سے پہلا کیفیت اسکی انتہائیں اسکی طرف نہایت کا انقطاع ہوتا ہے وہ نہایت کا نہایت ہے اپنے علم کو جس سے ہر شے کو لیے ہوئے ہے۔

(۲) قال فی تعجید اللہ وتحمیدہ وهو اللہ لا یبلغ مدحہ القائلون ولا یحصى نعمائہ ولا یؤدی حقہ المجتہدون الذی لا یدرکہ بعد الحمد ولا ینالہ عنوص الفطن مطالع السؤل جناب امیر علیہ السلام خداوند تعالیٰ کی تعجید اور تحمید اور توحید میں بیان فرماتے ہیں کہ

وہ وہ ذات ہو کہ اسکی روح نکلے نہیں ہو سکتی اور نہ اسکی نعمتوں کو گزشتہ لوگ گن سکتے ہیں یا وہ کون
کرنیوالے اسحق کو ادا نہیں کر سکتے نہ بہتوں کی مدد ہی اس تک پہنچ سکتی ہے اور نہ وانا ملی کو اسکی ذات تک سالی
ہے جبکہ زیادہ ترجیحا یا میر کے لیے ناواقفان کے دیکھنے کا اشتیاق ہو وہ اس کتاب کے آخر میں حضرت کے چند خطبات
کو دیکھے اور اگر اس سے بھی سیری نہ ہو تو بیچ البلاغ کو مطالعہ کرے یہ رسالہ اہل تحریک کا مشعل بنین ہو سکتا ہے

جناب امیر علیہ السلام کا علم تصوف

اس علم کا ماخذ اربعہ اور سرچشمہ جناب امیر علیہ السلام ہیں چنانچہ خواجہ محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ فیصل الخطاب بن تحریک
فرمانے ہیں۔ قال الجنید رحمۃ اللہ علیہ صاحبنا فی هذا الامر الذی اشار الی ما تضمنه القلوب او محالی خائفہ
بعد فیما نعلم عن ابیہ الجنید بغدادی فرماؤں میں کہ ہمارا پیشرو اس امر تصوف میں کہ جس نے اشارہ کیا ہے طرف
اس شے کی جو دلوں میں آ کے متضمن ہوتی ہے اور جس نے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسکے حقائق کی طرف
ایمان لیا ہے وہ علی بن ابیطالب ہیں اور خواجہ پارسا پیر اسی سال کے دوسرے مقام میں لکھتے ہیں ان امیر المومنین
علی بن ابیطالب کو تفرغ حاینا عن الحروب لنقل الدیاعنہ من هذا العلم یعنی علم الحقائق والتصور مالا تقدر
لہ انقلب یعنی اگر انہی المومنین علی بن ابی طالب انہی غزوات و فاریع ہوتے تو ان سے ہمارے لیے اس علم یعنی
علم حقائق اور تصوف کے متعلق وہ باتیں نقل کیجا تیں کہ دل جسکو سمجھ نہ ہو سکتے ہے

اور کشف المحجوب میں ہر قوم ہے قال سید الطائفة الجنید شیعنا فی الاصول والبلاد علی المرتضیٰ یعنی اما
من فی علم الطريقة و معاملاتھا و علی المرتضیٰ سیدہم الطائفة جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ ہمارے
پیر اصل اور بلا میں علی مرتضیٰ ہیں یعنی ہمارا امام علم طریقت میں اور اسکی معاملات میں علی المرتضیٰ ہیں +
تمام سلسلے مثل قادریہ۔ چشتیہ۔ قشیریہ۔ و ہر ویہ و احمدیہ القزالیہ و محمدیہ الغزالیہ و شطاربیہ و رفاعیہ و سہروردیہ
و کبرویہ و شاذلیہ و نقشبندیہ جناب امیر علیہ السلام تک منتهی ہوتے ہیں +

اگرچہ اس زمانہ میں ہر ایک سلسلے سے ہزار ہا شاخیں نکلی ہیں لیکن تقدیر کے نزدیک انکے اصل و طرف پرتے
جنید و اور طغوریہ جنید و حضرت سید الطائفة جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے حضرت جنید کو حق
سری متعلق ہے بعیت ہے اور حضرت سری قطبی حضرت معروف کرخی کے سرید ہیں۔ اور حضرت معروف کرخی نے
حضرت داؤد طائی سے فیض حاصل کیا ہے اور حضرت داؤد طائی حضرت حبیب عجیب سے فیض پائیے ہو ہیں اور
حضرت حبیب عجیب حضرت حسن عسکری سے خرقہ خلافت جناب امیر علیہ السلام سے

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جو منسوب ہے طیفور ابازید بطامی رحمۃ اللہ علیہ طیور جنگی بیت حضرت امام مظلوم جعفر صادق علیہ السلام سے تھی جس میں سب کا خاتمہ جناب امیر علیہ السلام کی ذات مقدسہ تک ہوتا ہے۔
امام محمد بن ابی علیہ الرحمۃ اربعین فی اصول الدین میں لکھتے ہیں ومنہا علم تصفیۃ الباطن ومعالم
ان تشیع جمیع المصوفیۃ بنتہی الیہ +

جناب امیر علیہ السلام کا علم نحو

یہ علم تو حضرت امیر علیہ السلام ہی کی ایجاد ہے علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں
عن ابی الاسود الدؤلی قال دخلت علی امیر المؤمنین علی بن ابی طالب فرأیتہ مطرقاً مکرراً فقلت فیم
تفکر یا امیر المؤمنین قال انی سمعت یلداً کربناً فادوت کتاباً فی اصول العربیۃ فقلت ارفعلت هذا
احییتنا وبقیت فینا هذا اللغۃ ثم اتیتہ بعد ثلث ايام فالتقی الی صحیفۃ فیہا بسم اللہ الرحمن الرحیم
الکلام کلہ اسم وفعل وحرف فالاسم ما اباننا عن المسموع الفعل ما اباننا عن حوکہ المسموع الحرف ما اباننا
عن معنی لیس باسم ولا فعل ثم قال تتبعون ذلک ما وقع لک واعلم یا ابی الاسود ان الاشیاء ثلاثۃ
ظاہر ومضمون شیء لیس بظاہر ولا مضمون انما یتفاضل العلما فی معرفتہما لیس بظاہر ولا مضمون قال
ابو الاسود فجمعت منہ اشیاء وعرفتہا علیہ فکان من ذلک حروف الغیب فذکرت عنہا ان ولن و
لیت ولعل وکان ولم اذکر لکن فقال لی لم ترکھا فقلت لم احسبھا منہا فقال بل ہی منہا فزدها
فیہا ابو الاسود الدؤلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن جناب امیر علیہ السلام کی پاس گیا سینے دیکھا
آپ گردن مبارکہ ہلکایے کسی کمر میں میں سینے استفسار کیا یا امیر المؤمنین آپ کس باب میں فکر فرما رہے
میں ارشاد کیا میں نے تمہاری اس شے میں لوگوں کو اپنی زبان میں غلطی کرتے ہوئے سنا ہے اس لیے میں نے
امادہ کیا ہے کہ میں ایسی کتاب لکھوں کہ اس میں عربی زبان کے قاعدہ ہوں میں نے کہا اگر آپ ایسا
کرینگے تو ہم لوگوں کو زندہ فرادینگے اور ہم میں یہ زبان عربی باقی رہ جائیگی بہرین تین دن کے بعد
جناب امیر علیہ السلام کے خدمت اقدس میں گیا آپ نے مجھے ایک کاغذ دیا اس میں لکھا ہوا تھا بسم اللہ الرحمن
الرحیم کل کلام تین قسم ہے اسم اور فعل اور حرف پس اسم وہ چیز ہے کہ اپنے کسی سے خبر دے اور فعل وہ چیز
ہے کہ کسی کی حرکت سے خبر دے اور حرف وہ چیز ہے کہ ایسے معنی سے خبر دے کہ وہ نہ اسم ہو نہ فعل ہو بعد
اذ ان ارشاد کیا اسکا تتبع کر اور جو کچھ مناسب معلوم ہو اس میں بڑھا اور آگاہ ہوا ہے ابو الاسود کہ سب
اشیاء تین قسم ہیں ایک ظاہر اور ایک مضمون اور ایک شیء ہے کہ وہ نہ ظاہر ہے نہ مضمون اور علما کی تفصیلت

جناب امیر علیہ السلام کی وہ فصاحت و بلاغت تھی کہ جبکہ دوست دشمن سب قائل تھے چنانچہ روایت ہے کہ حبیب
مختار بن ابی مختار جناب امیر علیہ السلام کو پاس معاویہ کی پاس چلا گیا۔ اور خوشامد کی راہ سے کہنے لگا جئتک
من عند اعمی الناس فقال فی جوابہ و عجت تقول اعمی الناس فهو والله ما لسن الفصاحة لفریق غیر
یعنی میں قریب سے نزدیک آیا ہوں شخص کے پاس سے آیا ہوں جو بات کرنے میں فردا مذہب سے معاویہ کے کہا اسوس سے تجھ
پر تو ایسی شخص کو بات کرنے میں عاجز کرتا ہے خدا کی قسم ہے قریش کے لیے فصاحت میں کوئی اس سے زیادہ
بامعاویہ بولنے والا نہیں ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم الشعر

علامہ جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں اخراج الشعبي قال کان ابو بکر يقول الشعر و کان
عمر يقول الشعر و کان عثمان يقول الشعر و کان علی شعر یعنی شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ
عنه شعر کہا کرتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنه بھی شعر کہتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنه بھی شعر کہتے تھے
اور جناب حضرت علی علیہ السلام سے زیادہ شعر کہنے والے تھے چنانچہ جناب کا دیوان بدیع مشہور خاص
و عام ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کی حاضر جوابی

جناب امیر علیہ السلام کی حاضر جوابی اور رسکات خصم کی کیفیت تھی کہ ایک بات میں دوسرے کو بند فرما دیتے تھے
عن محمد بن قیس قال دخل الناس من الیوم علی علی فقالوا له ما صبر تصبر ندیکم الا خمس
عشر سنۃ حتی قتل بعضکم بعضا فقال علی قد کان صبر خیل و لا کتکم و اجفت اقداسکم من الیوم
حتى قتلتم یا موسی اجعل لنا الہا کما لہم الہة راخرجه احمد محمد بن قیس سے مروی ہے کہ چند یہودی
جناب امیر علیہ السلام کے پاس آکر کہنے لگے آپ لوگوں نے اپنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پچیس برس ہی
صبر نہیں کیا جتنے کہ تم میں سے ایک دوسرے کو قتل کرنے لگا۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا نے حقیقت
صبر کرنا بہتر تھا۔ لیکن تمہارا قدم ابی وریا سے باہر نکلا خشک ہی نہیں ہوئے تھے کہ یا موسیٰ میری
مصر میں کے خدا تھے و میری خدا ہو گیا ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم الکتاب

جناب امیر علیہ السلام حسن خطین مہارت تامہ رکھتے تھے چنانچہ خود حضرت امیر کا قلم ہے علیکم بحسن الخط فانه من منافع الرزق لیسے تہو جبکہ کہ اپنی اولاد کو خوش خطی سکھاؤ کیونکہ وہ رزق کی کنجیوں میں سے ہے۔ دوسرے مقام پر حضرت فرماتے ہیں علموا اولادکم الکتابۃ فافزحہم الملوک والاسلاطین علیکم یعنی اپنی اولاد کو کتابت سکھاؤ کیونکہ کتابت میں بادشاہوں کی ہمت اور توجہ ہماری طرف ہونگی +

جناب امیر علیہ السلام کا علم تعمیر الروایا

عن ابن عمر قال قال عمر بن الخطاب لعلی یا ابا الحسن ربنا شهدت أربعینا وربنا شهدنا وأوغبت ثلاث أسالك عنهن هل عندك منهن علم قال علی وما هن قال الرجل یحب الرجل ولم یرمنه خیرا ویغض الرجل ولم یرامنہ شرا قال نعم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا وراح فی الہوی حین وہجۃ تلتقی فتشام فما تعارف منها ایتلف وما تناکر منها اختلف فقال عمر و احدة الرجل یتحدث بالحديث تشبه اذا فکرم قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من القلوب قلب الا وله صحابة کسابة القربان یبغضون یغیثون اذا علیہ صحابة فاطلم اذا نجلت قال اثنتان والرجل یرى الرؤیا منها ما یصدق ومنها ما یکذب قال علی نعم سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد ولا ممة ینام فیستنقل نوماً الا یرجع بروحه الی العرش فالتی لا یتقیظ الا عند العرش فتلک الرؤیا التي تصدق والتي لا یتقیظ دون العرش ففی الرؤیا التي تکذب فقال ثلاث کنت فی طلبهن فالحمد لله الذی اصبتنهن قبل الموت (اخرجہ الطبرانی فی الاوسط وابونعیم فی الحلیۃ والذہبی فی فردوس الاخبار عبد الباقی بن عمر مینی اسعدہ کہتے ہیں کہ جناب عمر بن الخطاب حضرت علی علیہ السلام سے کہنے لگے یا ابا الحسن بسا اوقات آپ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر تھے اور ہم نہیں تھے اور بسا اوقات ہم حاضر تھے اور آپ غائب تھے تین باتیں میں آپ کے پوچھتا ہوں اگر آپ کو علم ہو تو آپ مجھے بتا دیں حضرت علیؑ نے فرمایا وہ کیا ہیں حضرت عمرؓ نے کہا کہ ایک آدمی سے ایک آدمی محبت کرتا ہے حالانکہ نہ ملتے کوئی نیکی دیکھتا ہے اور ایک آدمی ایک سے بغض کرتا ہے حالانکہ اسے کسی طرح کی بربائی نہیں دیکھی ہوئی جناب علیؑ نے فرمایا تمہیکم ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روضین ہوا میں لشکر صفا بستہ باہم ملتے ہیں اور بوجہ ہمت ہیں پس جب کو ان میں سے پہچانتے ہیں محبت کرتے ہیں اور جس سے نفرت کہتے ہیں اختلاف کرتے ہیں حضرت عمرؓ نے کہا یہ ایک بات ہوئی ہے حضرت عمرؓ نے کہا انسان بات کرتا کرتا اس کا ذکر بول جاتا ہے جناب امیر علیہ السلام نے کہا میں نے سنا ہے کہ کئی دل انسا نہیں کہ اس پر شل قمر کے بادل نہ ہو جب اس پر

یہی ہے کہ امام جعفر صادق نے اس علم کو دہم کیا ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم حس

(۱) عن زین جیش قال جلس بجلان یقذیان مع احدهما خمسة ارغفة ومع الآخر ثلاثة ارغفة فلما وضع الغذاء بین ایدیہما رجلا فسلم فقالا الغدا بجلان فاستوفوا فی اکلهم الارغفة الثمانية فقام الرجل وطرح الیہما ثمانية دراهم وقال لهما خذوا هذا عوضا مما اكلت من طعامکم فتنازعا وقال صاحب الارغفة الخمسة لی خمسة دراهم ولك ثلاثة دراهم وقال صاحب الارغفة الثلاثة لا ارضی الا ان تكون الداهم بیننا نصفین فارتفعا الی امیر المومنین علی فقضا علیہ قصتهما فقال لهما الارغفة الثلاثة قد عرضت لك صاحبك ما عرض وختره اكثر من خیرك فارض بالثلاثة قال لا والله لا رضیت الا بما الحق فقال له لیس لك فی ما الحق الا درهم فقال له عرض علیك صاحبك صلحا فقلت لا ارضى الا بما الحق ولا یجب لك فی ما الحق الا واحد فقال الرجل عرضنی لوجبی فی ما الحق حق اقبله فقال علی الیس الثمانية الارغفة الا اربعة وعشرون ثلثا وانتم ثلاثة انفس ولا یعلم الا اكثر منكم كلا ولا اقل فتحملون فی اكلكم علی السوا فما اكلت انت ثمانية الثلاث وامننا لك تسعة ثلاث واكل صاحبك ثمانية ثلاث وله خمسة عشر ثلاث وبقي له سبعة اكل صاحب الداهم واكل لك واحدة من تسعة فلك واحد بواحد وله سبعة بسبعة فقارضت الان یا علی (استیعاب) زین جیش سے روایت ہے کہ دو آدمی کھانا کھا نیکو بیٹھے ایک کے پاس پانچ اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں اتنے میں تیسرا آدمی آگیا ان دونوں نے اس کی شرکت طعام کے لیے کھا وہ بھی لنگ ساتھ کھانے میں شریک ہو گیا وہ تینوں جب آٹھوں روٹیاں کھا کر وہ تیسرا اٹھ کھڑا ہو گیا اور دونوں کو اکثر درہم دیکر کہنے لگا یہ عرض ہے اس کھانیکا جو میں نے ہمارے کھانے میں سو کھایا ہے میں وہ دونوں باہم جبر کرنے لگے پانچ روٹیوں والے نے کھا بھی پانچ درہم ملنے چاہیے اور تجھے تین تین روٹیوں والے نے کھا میں نصف نو لگا۔ تصفیہ کے لیے دونوں جناب امیر کے پاس آئے اور تمام قصہ بیان کیا جناب امیر نے تین روٹیوں والے کو کھاتیر ساتی جو کچھ تجھے دیتا ہے لے لے۔ حالانکہ اس کی دوٹیاں تیری روٹیوں سے زیادہ تھیں وہ کہنے لگا جب تک کہ میرا حق مجھے معلوم ہو جائے میں نہیں راضی ہوتا جناب امیر نے فرمایا کہ میرا حق تو ایک درہم سے زیادہ نہیں میرا دوست صلح کے لیے جو کچھ تجھے دیتا ہے دیتا ہے تو اس پر کہتا ہے جب تک کہ میرا حق مجھے معلوم نہ ہو جائے میں نہیں راضی ہوتا۔ میرا حق تو انصاف کے ساتھ

ایک درہم ہے۔ اس نے کہا یا امیر المؤمنین مجھ سے اسکی وجہ بیان فرمائیے تاکہ میں قبول کروں آپ نے فرمایا کہ کیا آٹھ سو تین کے چوبیس تھائیائیں نہیں ہیں۔ اور تم تین آدمی کہا نیوالے تھے پچھن معلوم ہو سکتا کہ تم میں سے کون نیلواہ کہا نیوالا تھا اور کون کم اسلیے ہی خیال کیا جاتا ہو کہ تم تینوں نے بار بار کہا یا ہے۔ پس تم نے آٹھ تھائیائیں کہا تھیں اور تیری تین روٹیوں کی نو تھائیائیں تھیں۔ اور تیرے دوست کی پانچ روٹیوں کی پندرہ تھائیائیں تھیں۔ اور آپ نے ہی آٹھ تھائیائیں کہا تھیں اور اسکی سات تھائیائیں باقی رہیں جو درہم ہالے نے کہا تھیں اور تیری نو تھائیوں میں ایک تھائی کہا تھی پس تیرے ایک ٹکڑے روٹی کے عوض ایک درہم ہے اور اسکی سات ٹکڑوں کے بے سات درہم ہیں۔ وہ کہنے لگا یا علی اب میں ایک درہم ہی کے لینے پہ اصرار ہوں۔

(۲) قال محمد بن طلحة الشافعي في مطالب السؤل قبل ان امتحنت حاتم عند علي وقد خرج من داره لركب فتراه رجلاه في الزكاب فقالت يا امير المؤمنين از اخي قد مات وخلف ست مائة دينار وقد فحوالى ينادى واحدا واسالك ايضا حتى الى فقال لها خلف اخوك ابنتان فقالت نعم قال لهما الثلثان اربع مائة وقال خلف اما قالت نعم قال لها السدس مائة دينار وخلف زوجة قالت نعم قال لها الثمن خمس و سبعون وخلف اثناعشر اخا قالت نعم قال لكل اخ ديناران ولك دينار فقد اخذت حقت فانصرف محمد بن طلحة شافعي رحمه الله عليه مطالب السؤل من ليكته ہیں کہ ایک عورت جناب امیر کے پاس آئی آپ اسوقت اپنے گھر سے نکلا کہ سوار ہو رہے تھے ایک پاؤں رکاب میں ڈالا تھا کہ وہ عورت بولی یا امیر المؤمنین میرا بہائی چھ سو دینار چوڑا ہے مگر لوگوں نے مجھ کو ایک دینار دیا ہے میں آپ کے اپنا انصاف چاہتی ہوں حضرت نے بلاتال جواب دیا کہ تیرے بہائی کی دو بیٹیاں رہ گئی ہوں گی اسنے کہا مان آپ نے فرمایا دو ٹلٹ یعنی چار سو دینار انکے لیے ہوئی ہاں فرمایا تیرے بہائی کی مان بھی ہوگی جسکو سدس یعنی سو دینار پہونچے اور زوجہ بھی ہوگی جسکو ثمن یعنی پچتر دینار ملے پھر حضرت نے پوچھا کہ تیرے بارہ بہائی ہیں عورت نے تسلیم کیا حضرت نے فرمایا کہ وہ بیویا بہائیوں کو ملے ایک دینار تیرا حق ہے پس تم اپنا حق پا چکی ہے جاوٹ جا۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم ہیئت

عن یونس بن عبد الرحمن قال قلت لابی عبد الله اخبرني عن علم النجوم ما هو قال علم من الانبياء قلت على بن ابي طالب كان يعلمه فقال كان اعلم الناس به راخو جہ بن طاووس یونس بن عبد الرحمن سے منقول ہے کہ میں نے ابوعبداللہ سے علم نجوم کی نسبت سوال کیا کہ اسکی صلیت کیا ہے انھوں نے فرمایا وہ انبیاء کا علم ہے پھر میں نے کہا کہ کیا علی بن ابیطالب اس علم کو جانتے تھے وہ کہنے لگے وہ سب لوگوں سے زیادہ اس علم

کو جانتے والے تھے ۔

تنبیہ اگرچہ محدثین علم نجوم کا ذکر ہے لیکن اس سے علم سمیٹ مراد ہے کیونکہ احکام نجوم متعلق سعاد و محنت و اخبار عن الغیبات و لازم کما نیت سر میں جناب اسٹیرسکو خلاف شریعت جانتے تھے۔ چنانچہ محقق شیخ علی جناب امیر سے روایت کرتے ہیں ایا کہ و قلعہ النجوم الا فیما یستدعی فی برا و بحر فانها تدعو الی الکھائنۃ و علم نجوم کے سیکھنے سے تم پر پھیر و مکر اس میں سوداگر کہ تم کو صحابہ اور دریا میں رہنمائی کر کے کیونکہ اسکے سوا علم نجوم کما نیت ہی پیش ثابت ہوا کہ علم نجوم سے علم سمیٹ لافلاک۔ اویسے اور وہ سنت ہما فیہ من الاطلاع علی حکم اللہ تعالیٰ و عظم قدرہ و روایت ہو کہ الکیفہ لولگ جناب امیر کے سامنے ہرام صری کی تاریخ بنیاد کو متعلق گفتگو کر رہے تھے اور کوئی شک و شبہ نہ تھا کہ بیان نہیں کر سکتا تھا اپنے بوجھا گیا انپر کوئی تصویر یہی نہیں ہوئی ہے کسی شخص نے عرض کیا کہ انپر ایک چیل کی تصویر ہے جسکے پنجہ میں فرجنگ بکرا ہوا ہے آپ نے فرمایا فی المہمان اللسر فی السرطان یعنی مصر کے مثلث نامینا اسوقت تعمیر ہوئی تھی جیسا سرطان برج سرطان میں تھا اور سر دو ہزار برس میں ایک برج کو ملی کرتا ہے اور آج کل حدی میں ہر اس حساب سے بارہ ہزار برس الکی بنیاد کو نو ہزار

جناب امیر علیہ السلام کے فضائل علی کا بیان

جناب امیر کا زہد

امام فخر الدین ہارنی علیہ الرحمۃ اربعین میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سعادت مہد میں ایک گروہ صحابہ کا زہد اور ورع میں مشہور تھا جیسے حضرت ابو ذر غفاری سلمان فارسی ابوالدرداء وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ سب بزرگوار ترک و بجز نبی جناب مولیٰ علی علیہ السلام کے مقلد تھے۔

(۱) عن قبیصۃ قال ما رأیت ازہد فی الناس من علی بن ابی طالب (مجمع الاحیاء فی مناقب الاحباب) قبیصہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے لوگوں میں علی بن ابی طالب سے زیادہ تر زہد والا نہیں دیکھا۔

(۲) عن حسن بن صالح قال تذاکرنا الزہاد عند عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ فقال عمر و ازہد الناس فی الدنیا علی بن ابی طالب راخرجنا من صاگردان اثیری فی تارخیجھا حسن بن صالح کہتے ہیں کہ لوگ عمر بن عبد العزیز کے پاس رخ ابدون کا ذکر کر رہے تھے وہ کہنے لگے دنیا کے لوگوں میں علی بن ابی طالب سب سے زیادہ زہاد تھے ۔

(۳) عن حماد بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعل ان اللہ قد زینک بزینۃ لہ من العباد

بزینہ احب منها حتی نیت الا برار عند الله انزل فی الدنیا فجعلک لانال من الدنیا ولا نال الدنیا
منک شیئا ووهبک حیا لمساکن فجعلک ترضی بجم اتباعا ویرضی بک اماما راجحہ ابو الخضر
الحاکمی وابن الاثیر فی اسد الغابہ (جناب عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب علیؑ سے حضرت
خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تحقیق تجھ کو اسے علیؑ ضایع تالی نے پس زینت ہو زمین کیا ہے کہ
بندون کو اس سے بہتر زینت نہیں دی گئی وہ زہد فی الدنیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیک بندوں کی
زینت ہو پس تجھ کو ایسا بتایا ہے کہ تجھے دنیا سے اور دنیا کو تجھ سے کوئی چیز بلی تہہ کو مسکینوں کی
محبت دیکھنی اور تجھ کو ان کے پیرو ہونے سے رضی کیا ہے۔ اور انکو تیرے امام ہونے سے خوش کیا ہے۔
۱۴) عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي كيف انت اذا ازهد الناس في الآخرة
ورغبوا في الدنيا واكلوا الثروات اكلا لما و احبوا المال حبا جادا اتخذوا دنيا دخلا ومال الله دولا
قلت انتركهم واترك ما اتقاروا واختاروا الله ورسوله والدار الآخرة واصبر على مصيبتا الدنيا
وبلوا ما حتى الحق بك انشاء الله قال حسنت اللهم افعل راجحها لحافظا لتقوى (جناب امیر علیہ السلام
سے روایت ہے کہ مجھ سے سرور دنیا والدین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا علی حب لوگ دنیا میں رغبت کریں گے
اور آخرت کو چھوڑ دینگے اور لوگوں کی میراث کما جائیگی اور دین کو خرابی میں ڈالیں گے اور اس کا مال تنگی
تو تمہارا کیا حال ہوگا۔ میں نے عرض کیا میں انکو چھوڑ دوں گا اور جو وہ اختیار کریں گے میں انکو ترک کر دوں گا
اور اس اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو اختیار کر دوں گا اور دنیا کی مصیبتوں اور سختیوں پر صبر کر دوں گا
یہاں تک کہ میں انشاء اللہ آپ سے ملاقات کروں فرمایا تو نے سچ کہا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی
اے خدا اسکے ساتھ ایسا ہی کر یو۔

۱۵) عن علی بن ربيعة ان علی بن ابی طالب جاء ابن النباح فقال يا امير المؤمنين املا بيتي المال
من صفراء وبيضاء قال الله اكبر فقام متوكئا على ابن النباح حتى قام على بيت المال وامر فعد
في الناس فاعطى جميع ما في بيت المال للمسلمين وقال يا صفراء ويا بيضاء خذي خيبري خيبري حتى ما بقي
من دينار ولا درهم ثم امر بنخبة و صلی فیہ کعبتین راجحہ احمد فی المناقب (مروی ہے علی بن ابی
سے کہ جناب امیر علیہ السلام کے پاس ابن النباح اگر کہنے لگا اے امیر المؤمنین آپ بیت المال کو خالی نہ
روپے سے بہرا کر میں جناب امیر امیر اکبر کہہ کر اور ابن النباح کے گندے تہ کیے کہہ کر لے لے اور بیت
المال میں لاکھڑے ہو گئے اور لوگوں کے بلانیکا حکم دیا جو کچھ بیت المال میں موجود تھا سب مسلمانوں
کو بخش دیا پھر فرمایا اے امیر میں نے اسے روپے پھر میرے غیر کو مغرور کرو۔ یہاں تک کہ بیت المال میں نہ شرف

ہی نہ روپیہ پر اس میں پانی چڑھنے کا حکم دیا اور دو گانہ نماز کا ادا کیا۔

(۶) عن محمد بن النبی قال رأیت علیاً دخل بیت المال فرأی فیہ شیئاً فقال لا اری هذا لها وها وبالناس الیہ حاجة فامر بہ فقسم و امر بالبلیت فکفن ثم نضح فضلی فی صحاء از لشهد له یوم القیامة انه لم یجد فیہ المال عن المسلمین (اخرجه احمد) روایت محمد بن قیس سے کہ میں نے جناب امیر کو بیت المال میں جانے بھجئے دیکھا اس میں مال بہر انتہا پس فرمایا میں اسکو اسجاء نہیں دیکھنا چاہتا حالانکہ لوگوں کو اسکی ضرورت ہو پس تقسیم کا حکم دیا جب وہ مال تقسیم ہو چکا اس گھر میں جہاڑو دینے کا حکم کیا یہ اس میں پانی چڑھ گویا اور اس میں نماز پڑھی اس اسیدہ کی قیامت کو روز اسکی گواہی دے کہ میں نے مسلمانوں سے بچا کر اس میں مال کو بند نہیں کیا۔

(۷) عن الحسن علیہ السلام قال ان امیر المؤمنین لم یذخر مالا ولم یذکر الاستمارة درهم ارصد بها الخادم (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ) جناب حسن علیہ السلام سو منقول ہے کہ فرماتے تھے کہ امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے مال کو جمع کیا اور نہ پچھو پچھو بخرچہ سو درہم کے کہ اس سے خادم مول لینا چاہتے تھے۔

(۸) عن ابی نعیم قال سمعت سفیان یقول ما بنی علی ائمة ولا لبنة علی لبنة ولا قصبة علی قصبة فان کان یوثق بجوخه من المدینة فی جواب (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ) ابو نعیم سے مروی ہے کہ میں نے سقیان کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے نہ بکی اینٹ پر بکی اینٹ اور نہ کچی اینٹ پر کچی اینٹ اور نہ بانس پر بانس دہرا ہے اگر وہ چاہتے تو مدینہ سے جرابا تک آبادی بڑھا دیتے۔

(۹) عن ابن شہاب قال کان عمرو بن عبد الغزیز یقول ما علنا احدنا من هذه الامة بعد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ارزہد من علی بن ابی طالب ما وضع لبنة علی لبنة ولا قصبة علی قصبة (اخرجه احمد) ابن شہاب زہری نقل کرتے ہیں کہ عمرو بن عبد الغزیز کیا کرتے تھے ہم اس امت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علی بن ابی طالب کے زائد کسی شخص کو زائد نہیں پاتے کہ انہوں نے نہ کچی اینٹ پر اینٹ رکھی اور نہ بانس پر بانس دہرا۔

جناب امیر علیہ السلام کا زہد فی اللباس

(۱) عن ہارون بن غتر عن ابیہ قال دخلت علی علی بالخوزنق وهو یعد فی یوم بارد وعلیہ ثیلة فقلت یا امیر المؤمنین ان الله قد جعل لك ولاهک فی هذا المال نصیباً وانما تفعل هذا بنفسک فتلا والله ما ارضاکم شیئاً والله انها لقطیفتی التي خرجت بها من المدینة ما عشت غیرها

(۱) اخراجہ احمد فی المناقب ابن اثیر فی تاریخہ مارون بن عسکر اپنے والد سرورایت کرتے ہیں کہ میں جناب امیر علیہ السلام کے پاس حاضر خدمت میں گیا موسم سرما تھا آپ شدت سرما سے کانپ رہے تھے فقط ایک پانا کپڑا اوڑھے تھے مینے عرض کیا یا امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے اور آپ کے اہل و عیال کے لیے اس بیت المال میں سو حصہ مقرر کیا ہے اور آپ اپنے نفس کے ساتھ یہ کچھ کر رہے ہیں آپ نے فرمایا وائے میں ہمارے مالوں میں کسی چیز کو پسند نہیں کرتا وائے یہ وہی ہر اکھیس ہے کہ جسکو میں بدینہ سے لایا ہوں (۲) عن زید بن ابی وہب قال خرج علی الی الناس وحلیہ اذا مر قوع فعاتبہ الجعد بن نفحۃ فی لباس فقال مالک فی لبوسی ان لبوسی هذا بعد من الکبر و اجلہ ان تعبدک بہ المسلم (اخراجہ احمد) زید بن ابی وہب سے منقول ہے کہ ایک دفعہ جناب امیر علیہ السلام گھر سے باہر لوگوں میں تشریف لائے تھے تہ بندیز جا بجا پوند لگو ہوئے تھے ابن نجیحہ حاجی آپ کو اس لباس میں دیکھ کر عتاب کرنے لگا آپ نے فرمایا تم کو میرے لباس سے کیا سروکار ہے یہ میرا لباس غرور سے دور ہے اور اس لائق ہے کہ مسلمان اسکی پیروی کر سکے (۳) عن عمرو بن قیس قال قول علی یا امیر المؤمنین لمر قوع قبیصک قال تخشع القلب یفتک بہ المؤمن (اخراجہ المحی الطبری فی الریاض النضرہ والمتقی فی کثر العمال عمرو بن قیس کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام سے کہا گیا کہ یا امیر المؤمنین آپ اپنی قمیص کو کیوں پوند لگایا کرتے ہیں آپ نے فرمایا اس سے آدمی کا دل نرم ہوتا ہے اور مومن اسکی پیروی کر سکتا ہے +

(۴) عن امیر سلیم وقد سئلت عن لباس علی الذی اصیب فیہا قالت کان لباس لکرامہم المسدیکہ (اخراجہ المحی الطبری فی الریاض النضرہ فی فضائل النضرہ) امیر سلیم سے جناب علی علیہ السلام کے اس لباس کی نسبت پوچھا گیا جس میں آپ کا انتقال ہوا تھا وہ کہتے تھیں کہ آپ کا لباس سنبھان کا مشابہ تھا (۵) عن ابی ملیکہ قال لما ارسل عثمان الی علی فی البیاض وجہ موتہ و ابیہا نہ محتجج ببقاہ و هو یبغی لہ (ابی یطیہ بالعطران) ابی ملیکہ سرورایت ہے کہ جب حضرت عثمان نے انکو بیا قیاب میں جناب علی علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا تو اس نے جناب علی کو دیکھا کہ آپ عیا کا تہ بند باندھے اور اس پر سی لپیٹے ہوئے ہیں اور وہ اپنے اونٹ کو بدبو دار روغن مل رہے ہیں +

(۶) عن ابی جعفر شیعہ لہ قال ولایت علی علی اذا راہ لظانئہ خمستہ دراهم وقد اشتراہ بخمستہ دراهم قال ولایت معہ خمستہ دراهم مصروۃ قال هذا بقیۃ نفقتنا (اخراجہ احمد فی المناقب) ابی جعفر اپنے ایک بزرگ سرورایت کرتے ہیں کہ سنیو امیر علیہ السلام کو ایک مٹا تہ بند باندھے ہو دیکھا جسکی قیمت پانچ درہم تھی اور پانچ درہم انکو پانچ مہیاں میں بندھے ہوئے تھے لگے ہمارا باقی نفعہ ہے +

(۸) عن ابی الجراح عن شیخہ قال رأیت علی بن ابی طالب قال اشتريتہ بنجستہ دراهم فمقی ارجنتی فیہ درہما بعتہ ایاہ قال وکان یا تزدی بعتہ ویشد وسطہ بعتہ ویبنا بعیرہ وھو یومئذ خلیفۃ راجحہ احمد نقلت من سید الغایم ابی جراح نے ایک شیخ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے جناب امیر کو دیکھا موماتہ بند باند سے ہو فرمانے لگے میں نے اسکو پانچ درہم سے خریدا ہے جو کوئی مجھ کو اس میں ایک درہم نفع دے تو میرے اسکو پچھرون برادری کہتا ہے۔ جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک چادر کا تہ بند باندھتے تھے اور ایک سیسے سے سخت کسرتھو اتا ہے اونٹ کو آپ روغن ملتے تھے حالانکہ اس زمانہ میں آپ خلیفہ تھے (۹) عن ابن عباس قال اشتری علی بن ابی طالب قمیصاً بثلاثۃ دراهم ھو خلیفۃ وقطع کمد من فوق الریشین وقال الحمد للہ الذی ہذا من ریاستہ راجحہ لفظ السلفی جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے جبکہ وہ خلیفہ تھے ایک قمیص تین درہم کو خریدا اور اسکی آستینوں کو ہاتھ کے جوڑے کے پاس سے کتر دیا اور فرمایا کہ شکر ہے اس طرح اکا کہ جس نے یہ لباس فاخرہ عطا کیا ہے جس سے معارف میں فراخی ہو سکتی ہے *

(۹) عن ابی سعید الارذبی قال رأیت علیاً فی السوق وھو یقول من عند قمیص صالح بثلاثۃ دراهم فقال رجل عندی فجارہ فاعطاه ثم لبسہ فاذا ھو یفضل عن اطراف اصابعہ فامر بہ فقطع ما فضل عن اطراف اصابعہ (راجحہ احمد فی المناقب) ابی سعید ارذبی سے نقل ہے کہ میں نے جناب علی کو بانہ میں دیکھا کہ آپ فرما رہے تھے آیا کسی کے پاس تین درہم کی قیمت کا اچھا کرتے ہے ایک آدمی نے کہا میرے پاس آج اس کے پاس تشریف لیگئے اور وہ کرتا انکو بھلا معلوم ہوا تین درہم پر اسکو خرید کیا جب پہنا تو وہ انکے ہاتھ کی اونٹلیوں سے بڑھتا تھا آپ نے اسکی زیادتی کو کٹوا ڈالا *

(۱۰) عن عبد اللہ بن ابی طہذیل قال رأیت علیاً خوج وعلیہ قمیص غلیظ رازی اذا مد کمر قمیصہ بلغ الظفر واذا ارسلہ صار النصف المساحد (ریاض النضر) عبد اللہ بن ابی طہذیل سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیر کو گھر سے باہر تشریف لاتے ہوئے دیکھا اور ایک ہوتا کرتا رازی پہنے ہوئے تھے کہ جب اسکی آستینیں کھینچتے تو وہ ہاتھ کے ناخن تک پہنچ جاتی اور جب کہ اسکو چھو دیتے تو وہ کلائی کے نصف تک سکر کر بڑھ جاتی *

(۱۱) عن الحسن بن جعفر عن ابیہ قال رأیت علیاً یخرج من مسجد الکوفۃ وعلیہ قطریۃ ازرق واما بواحد من ثیاب الاخری وازارہ الی نصف ساق وھو یطوف بالاسواق ومعہ دینہ باجرہم یقول اللہ عز وجل وصدق الحدیث وحسن البیع والوفای الکیل والقسط فی المیزان والاسنیاب

فی معرفۃ الاصحاب حسن بن جرموز اپنے والد رسول نقل کرتے ہیں کہ میں نے جناب امیر کو مسجد کوفہ سے لنگھتے ہوئے دیکھا
کہ ان پر دو قطعیہ میں ایک سوتہ جہد باندھے ہوئے ہیں اور ایک اوڑھے ہوئے ہیں ان کا تہ بند نصف ساق تک
ہے اور وہ بانٹاروں میں بھر رہے ہیں اور ان کے پاس درہ ہے لوگوں کو خدا کے خوف اور سچ بولنے
اور کھرا سودا بیچنے اور پیمانے کے پورا کرنے اور ترازو کے برابر رکھنے کا حکم کر رہے ہیں *

(۱۲) عن ابی النوار یساع الکرا بیدس قال اتانی علی ومعہ قنبر غلامہ فاشتري منی ثوبین غلیظین
فقال لغلامہ قنبرا خترا یحما فقلت فخر قنبرا حدھا واخذ علی الاخذ فلبسہ راخرجہ احمد
ابو النوار شہو بیچنے والا کہتا ہے کہ ایک دفعہ جناب امیر علیہ السلام میرے پاس قنبر کو ساتھ لے کر ہوئے
تشریف لائے اور مجھ سے دو سو کپڑے خرید کیے اور اپنے غلام قنبر کو فرمایا ایک ان میں سو جو بچے پسند
لئے لے لے پس قنبر نے ایک کو ان دونوں میں پسند کیا اور جناب امیر نے دوسرا آپ لیکر ہمیں لیا

(۱۳) عن ابی حبان التیمی عن ابیہ قال رأیت علیاً علی المنبر یقول من یشتری منی سیفی فلو کان
عندک ثمن ازاد ما بعہ قال عبد الرزاق وکانت بید الدنیا الاما کان من الثمام راخرجہ ابو عمر
علامہ ابن عبد البر نے الاستیعاب میں ابن حبان التیمی اپنے والد سے نقل ہیں کہ میں نے جناب امیر
علیہ السلام کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کوئی ہے جو مجھ سے اس میری تلوار کو خرید کرے اگر
میری پاس تہ بند کی قیمت ہوتی تو میں اس کو ہرگز نہ بیچتا۔ عبد الرزاق مصنف میں تحریر فرماتے ہیں
جناب امیر کا یہ حال اس وقت تھا جبکہ سوا ملک شام کے تمام اسلامی دنیا ان کے ہاتھ میں تھی *

(۱۴) عن عطاء قال رأیت علیاً علی قنبر کرا بیدس غیر غسیل را الاستیعاب عطاء سے منقول
ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کو میں نے دیکھا شہوے کا بن دہا کرنا اپنے ہوئے ہیں *

(۱۵) عن علی بن ہارث عن ابیہ قال رأیت علیاً وهو یبیع سیفاله فی السوق ویقول من یشتری
منی هذا المسیف فوالذی فلق الحبة لطال ما کتبت بہ الحرد عن وجہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ولو کان عندی ثمن ازاد ما بعته (الریاض النضر) علی بن ہارث اپنے والد سے نقل کرتے
ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو بازار میں اپنی تلوار بیچتے ہوئے دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ کوئی جو
جو مجھ سے اس تلوار کو خرید کرے قسم ہے اس خدا کی جو دالے کو ہارٹا ہے بہت سی ٹائیاں میں
نے اس تلوار کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منہ فتم کی ہیں۔ اور اگر میرے پاس
تہ بند کی قیمت ہوتی تو میں اس کو نہ بیچتا *

(۱۶) عن ابن عباس قال دخلت یوما علی امیر المؤمنین علی وهو یخسف غلہ فقلت له ما

قیمت هذه النعل التي تخصف فقال هي والله احبالي من دنيا كما لا ان اقيم به حقاً وادافع باطلا قال كان
رسول الله صلى الله عليه وسلم يخفف نعله ويرقع ثوبه ويركب الحمار ويردف خلفه (اخرجه احمد) عبد الله
ابن عباس شہر بروی ہر کہ میں ایک دن جناب امیر کے پاس گیا دیکھا آپ اپنا جو تاسی سہم تھے۔ بیٹھے پوچھا آپ کا
جو تاسی فتیت کا ہے فرمایا نجد ایہ جو تاجھے تمہاری تمام دنیا سوز یادہ محبوب ہے۔ مگر وہ خوشی و حب سے میں حق
کو قائم اور باطل کو دور کر سکوں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جو تاسیتے تھے کپڑوں کو پیوند لگانے تھے
اور کپڑے پر سوار ہوتے اور اپنے پیچھے دو سر کو بھی بٹھالیتے تھے۔

جناب امیر علیہ السلام کا فرش

عن سويد بن غفلة قال دخلت على ولي بن ابي ربيعة حبيب بن ابي ربيعة وهو جالس عليه فقلت يا امير المؤمنين
انت ملك المسلمين والحاكم عليهم وعلى بيت المال وقاتيك الوفود وليس بينك وبينك سوك هذا الحبيب فقال يا
سويد ان اللبيب لا يمانس في دار التقله واما بين ايدنا دار المقامة قد نقلنا اليها متاعنا ونحن منتقلون
اليها عن قريب قال فابكاني والله كلامه (اخرجه احمد) سويد بن غفلة روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن
جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں گیا آپ ایک پرانے بوریے پر بیٹھی ہوئے تھے سینے عرض کیا یا امیر المؤمنین آپ
مسلمانوں کے بادشاہ اور حاکم اور بیت المال کے مختار ہیں قوموں کے ایچی آپ کو پاس آتے ہیں لیکن آپ کے
گرمین اس پرچہ انے بوریے کے سوا کچھ نہیں فرمایا اے سويد عاقل ایسے گھر سے انس نہیں کرتا جس سے نقل کرنا
ہماری ٹھکانے سمیٹگی کا گھر ہے ہم اپنے سامان کو اس میں نقل کر چکے ہیں اور عنقریب ہم ہی اہل طرہ
جانیو اے میں سويد کہتے ہیں بخدا آپ کو کلام نے مجھے رلا دیا۔

جناب امیر علیہ السلام کا طعام

۱۔ عن ابن عباس قال وما كان يأكل الا من شئ باقي من المدينة قال وقدم اليه فالودج فلم اكله
فقلت احرام قال لا ولكني اكره ان اعود نفسي بما لم توف ما اكل منه رسول الله صلى الله عليه وسلم (اخرجه
احمد) ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب امیر پر سوا اس چیز کے جو مدینہ سے آپ کے پاس آتی اور کچھ نہ کھاتے تھے ایک
دن آپ کے سامنے فالودہ رکھا گیا آپ نے نہ کھا یا سینے عرض کیا کیا حرام ہے فرمایا حرام تو نہیں مگر میں اپنی
نفس کو ایسی چیز کا خوگر کرنا سباجانتا ہوں جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کھا یا ہو۔
۲۔ عن حذی بن ثابت ان علیاً قال بالفالودج فابان یا کل منه قال شئ لم يأكل منه رسول الله صلى

اللہ علیہ السلام لا احب ان اكل منه را الرايض النضر) عدی بن ثابت مروی ہو کہ جناب امیر علیہ السلام کے اگر فالودہ رکھا گیا آپ کے کھانے سے انکار کیا اور فرمایا مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا اس چیز کا کھانا جس کو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کھایا ہو۔

(۳۰) عن حبة العرف ان علیاً اتى بالغالبोज فوضع قدماہ فقال والله انك لطيب المرائحة حسن الطعم وکفی ما کن ان اعد نفسي ما لم تعتد را الرايض النضر) حبہ عرفی سے منقول ہو کہ ایک دفعہ جناب امیر علیہ السلام کے سامنے فالودہ رکھا گیا آپ نے فرمایا وہ میری بو بہت خوش ہے اور تیرا رنگ بہت بہا تا ہے اور تیرا مزہ اچھا ہے لیکن مجھے کرا بہت ہے اس کی کہ اپنے نفس کو اس شے کی عادت ڈالوں جس کا کہ وہ خوگر نہیں ہے۔

(۳۱) عن عبد الله بن زید قال دخلت علی علی یوم الاضی فتریا لی حریرة فقلت اصلحك الله یا امیر المؤمنین قد اکثرک الخیر فقال یا بنی برسمعت رسول الله صلی الله علیہ وسلم یقول لا یجل للخليفة من مال الله الا قصعتان قصعة یا کلها هو واهله وعباله وقصعة یضعها بین یدي الناس ومطالبا السؤل) عبد اللہ بن زید سے روایت ہو کہ میں جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں عید اضحی کے دن حاضر ہوا آپ نے حلیم میرے آگے رکھا میں نے کہا یا امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے مال و ستاع کو دیا ہے۔ اگر آپ ان بطخون کے گوشے ہماری دعوت کرتے تو بہت دیر ہوتا آپ نے فرمایا اے ابن زید میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خلیفہ کے لیے وہ پیا لون کے سوا خدا کے مال سے لینا حلال نہیں ایک پیانا تو خود اسکے اور اسکے اہل و عیال کے لیے ہے اور دوسرا اس کے ہاتھوں کے لیے۔

(۳۲) عن سوید بن غفلة قال دخلت علی فی قصر الامارة و بین یديہ رغیف من شعیر وفتح من لبن و الرغیف یا بس تاتہ یکس یدیه و تاتہ برکتیه فشق علی فکک فقلت یجاریہ لہ یقال لها فضہ الا ترحمین هذا الشیخ و تخلصین له هذا الشیخ اما ترین نشاتہ علیہ و ما تعانی منه فقالت لای نئی یوجب هو ونا ثخن وانه عهد الینا ان لا یغفل له طعاما قط فالتفت الی وقال یا تقول لها یا بن غفلة فاحتر وقلت یا امیر المؤمنین ارفع بنفک فقال لی یحک یا سوید ما شبع رسول الله صلی الله علیہ واهله من خبز ثلاثہ حتی لقی الله تبارک و ما غفل له طعام قط و لقد جمعت بالمدينة خروفاً شديداً فخرجت اطلب العمل فاذا بامرأة قد جمعت مدلاً تريد ان تبلیه فقا طعنها علی لو تبرق فمدت ستة عشر دلواً حتى عجبت بیدای ثم اخذت التمر و اتيت رسول الله صلی الله

علیہ السلام فاخبرته فاكل منه (راخو جہ احمد) سوید بن غفلہ سو روی ہو کر میں جناب امیر کے پاس دارالامارہ میں گیا آپ کے سامنے جو کی روٹی اور ایک پیالہ دودھ کا رکھا ہوا تھا روٹی ایسی خشک تھی کہ کبھی آپ کے ہاتھوں سے اور کبھی گھٹنوں سے توڑتے تھے یہ حالت دیکھ کر مجھے نہایت ماسف ہوا اور آپ کی نوٹھی قندہ سے کہا تو اس بزرگ پر ترس نہیں کرتی اور انکے لٹیر جو جہانگیر روٹی نہیں پکاتی اور یہ نہیں دیکھتی کہ ہنسی اسپر لگی ہوئی ہے اور اس سخت روٹی کے توڑنے میں انکو کیسی مشقت ہوتی ہے قندہ نے جواب دیا کیا وجہ ہے کہ اس میں انکو توجہ ملے اور ہم گناہ گار نہیں کیونکہ انہوں نے ہم سے عہد لیا ہے کہ انکی روٹی ہم کبھی جہانگیر نہ پکائیں یہ سن کر جناب امیر نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اسے ابن غفلہ تو اس نوٹھی سے کیا کہہ رہا ہے میری ساری تقریر بیان کی اور کہا اے امیر! میں آپ اپنی جان پر رحم فرمائیے اور اتنی مشقت نہ اٹھائیے آپ نے فرمایا اے سوید تجھ پر افسوس ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور انکے اہل عیال نے کیسی تین دن برابر گھبون کی روٹی شکم سپر ہو کر نہیں کھائی۔ اور کبھی انکے لیے جہانگیر آٹا نہیں پکایا گیا۔ ایک دفعہ مدینہ میں میں سخت بہو کا تھامزدوری کرنے کو نکلا دیکھا ایک عورت مٹی کے ڈھیلوں کو جمع کر کے اُن کو بیگونا جا بہتی ہے میں نے اس سے فی ڈول ایک کھجور اجرت ملی کی اور سولہ ڈول کہیں چکر اس مٹی کو بیگونا یا جتے کہ میرے ہاتھوں میں جہانگیر لگے میں وہ کھجوریں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لایا اور سارا واقعہ بیان کیا ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کھجوروں کو نوش فرمایا۔

۴۰ عن زید قال لی علی اذا صلیت الظهر فخذ اقلی قال فلما کان الغد و صلیت الظهر فخذت الیہ فلم اجد عندی حاجا یحبسنی و نہ فوجدتہ جالسا و عندہ کوز ماء فذعابو عاء مشدود علیہ ختم فقلت فی نفسی لقد امننی حتی ینخرج الی جواہر او لا ادری ما فیہ فلما کسر الخاتم و حلہ فاذا فیہ سوبق فخرج منه قبضۃ فی القح و صلی علیہ الماء و شرب سقائی فلم اصبر فقلت یا امیر المؤمنین اتصنع هذا بالعراق و طعام العراق کثیر فقال اما والله ما احدث علیہ بخلا و لا کنی اتباع قد ما یکنی و اخاف ان یوضع فیہ من غیرہ و انا اکرہ ان ادخل بطنی الا لہیا فلن لك احتذرت بما تری راخو جہ الملا فی سیرۃ زید بن نقل ہے کہ مجھ جناب امیر نے فرمایا کل ظہر کی نماز کے بعد تو میرے پاس آیا اور کھانا کھا تو جب دوسرا دن ہوا۔ اور میں ظہر کی نماز پڑھ چکا انکی خدمت میں حاضر ہوا۔ کوئی حاجت نہیں تھا کہ مجھ کو ان سے روکتا میں نے انکو بیٹھا ہوا پایا انکے پاس باپی کا ایک ٹونا دھرا ہوا تھا۔ پس وہ ایک طرف سر بہت لائے حبیر ہر لگی ہوئی تھی میں نے اپنے دل میں کہا البتہ اس میں سے جواہر نکال کر مجھے عطا فرمائیے یا کہ میں نہیں جانتا کہ اس میں کیا ہے حبیب جناب امیر نے اسکی قدر کو توڑا اور سب کو کھولا

تو دیکھتا کیا ہوں کہ اس میں ستر میں جناب امیر علیہ السلام نے اس میں سوا ایک تہی بہر کر پالیہ میں دالی ہو
اسپر پانی ڈالا اور پچا اور محبہ کو ہی ملایا میں صبر نہ کر سکا پس سینہ عرض کیا یا امیر المؤمنین آپ عراق میں
رہ کر کہتے ہیں حالانکہ عراق کے کہانے قسم قسم کے ہیں جناب نے ارشاد کیا واس میں بخل کی وجہ سے بہر
مہر نہیں لگاتا مگر جب قدر کہ مجھ کو کافی ہو اسکا اتباع کرتا ہوں اور ڈرتا ہوں کہ کوئی چیز سوا استو کے اس
میں نہ رکھی جائے اور میں مکروہ عانتا ہوں کہ اپنا پیٹ سوا پاؤں کے چیر کے بہرون اسلئے احتراز کرتا ہوں
جیسا کہ تو نے دیکھا ہے +

(۷) عن عبد اللہ بن مافع قال دخلت علی یوم عید فقدم الی جویا فمخوما فوجدنا فیہ خبز
شعیرا بایسا موضعا فقدم واکل فقلت یا امیر المؤمنین کیف تخمہ قال خفت من ہذین الولدین
ان یلبتا بسمی اوزیت (شرح) فجاء البلاء للعلامة ابن الحارث (عبد اللہ بن ابی رافع سے منقول
ہے کہ میں عید کے دن جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں گیا جناب امیر نے میرے سامنے ایک چمڑے
کا تیل رکھ دیا مجھے ہسکو کھولا اور اس میں جو کی روٹیوں کے خشک ٹکڑے پائے پس جناب اس میں سے
کہانے لگے میں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین آپ نے اسپر ہر کیوں لگائی ہے فرمایا میں ان لڑکوں سے
ڈرتا ہوں کہ ہسکو روغن یا زیت ہو حرب نہ کریں +

(۸) عن ابن حنبل قال کان یاتہم بخل او بخل فافترق علی ذلک فی بعض نبات الارض
فان ارتفع ذلک فیقلیل من البیان الابل ولا یأکل اللحم الا قلیلا ویقول لا تجعلوا بطونکم وقفا
للحیوان (شرح) فجاء البلاء لعلامة ابن حنبل (عبد اللہ بن ابی رافع سے منقول
ہے کہ جناب امیر علیہ السلام ہمیشہ
سرکاوٹ کے کہانا کھانا کرتے تھے جیسا کہ کبھی ترقی فرماتے تو بعض ترکاریوں کا استعمال کرتے
اور اگر اس سے بھی بڑھ جاتے تو کبھی تھوڑا سا اونٹ کا دودھ پی لیتے اور گوشت نہیں کھایا کرتے تھے مگر
بہت کم اور فرماتے تھے اپنے پیٹ کو حیوانوں کے مقبرہ مت بناؤ +

(۹) عن حلی بن ریحتم الرائی قال کان لعلی طرقتان فکان اذا کان یوم ہذا اشتري لحمًا بنصف
درہم واذا کان یوم ہذا اشتري لحمًا بنصف اخرہ (شرح) علی بن ریحتم الرائی سے منقول
ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی دو بیبیاں تھیں جیسا کہ بی بی کی باری ہوتی تو آدھے درہم کا گوشت
خرید فرماتے اور جب دوسری بی بی کی باری ہوتی تو اس نصف باقی کا گوشت خرید کرتے +

(۱۰) عن ابی صالح قال دخلت علی مکلثوم بنت علی واذا ہی تمشط فی سترہا فینہا فجاء حسن
وحسین فدخل علیہا وهو جالسہ تمشط فقالت الا تطعمونی اباصالح شیئا قال فاخرجوا الی قصع

فہا مرق محبوب، قال قلت تطعمون هذا وانتم امراء فقال يا ابا صالح کیف انت لو تری امیر المؤمنین علیا وانی باتوج فذهب من فخذ منها اترجة فذرعها من یدہ ثم امر به فقسم بین الناس راویا عن المقبرہ) ابوصالح سے نقل ہے کہ میں ایک دفعہ جناب ام کلثوم حضرت علی صاحب زاوی کی خدمت میں گیا اور وہ کنگھی کر رہی تھیں میری اوسانکے درمیان صرف ایک پردہ تھا اتنے میں جناب حسن حسین انکے پاس تشریف لائے جناب ام کلثوم نے فرمایا ابوصالح کو تم کچھ نہیں کہلاتے ابوصالح کہتے ہیں کہ میرے بیٹے ایک شوز بے کا پیالہ لائے جس میں دال پڑی ہوئی تھی میں نے کہا تم اس پر پوکرا یا کھانا کھاتے ہو۔ ام کلثوم فرمائے لگین اسے ابوصالح اگر تو امیر المؤمنین علی کو دیکھ تو شاید پیر کیا حال ہو۔ ایک دفعہ جناب امیر کے پاس نازکیاں آئیں جناب حسین علیہ السلام نے انہیں سوا ایک نازنگی اٹھالی جناب امیر نے انکے ہاتھ جو چین کر لوگوں کو بانٹ دی ۔

جناب امیر علیہ السلام کا صبر

عن ام سلمة قالت جئت فاطمة الزهراء صلی اللہ علیہ وسلم تشتکی اثر الخدمۃ وتسالہ خادما قالت یا رسول اللہ لقد محلت یدای من الرجا اظن مرة واجن مرة قال لها ان یرزقک اللہ شینا سیاتیک وسادک علی خیر من ذلک اذا التزمت منجھک فیمنی اللہ ثلاثا وثلاثین وکبری اللہ ثلاثا وثلاثین واحمدی اللہ اربعا وثلاثین فھو خیر لک من الخادم راخوہ الدولابی جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دفعہ جناب امیر علیہ السلام سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گہرا بار کے کام کاج کی تکلیف و شکایت کرنے لگیں کہ میرے ہاتھ میں چمائے پڑ گئے ہیں کہیں میں بیستی ہوں اور کہیں گوندتی ہوں مجھے ایک خادمہ عطا ہو جائے حضرت نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو رزق کہ تمہارے مقوم میں کیا ہے وہ تمہارے پاس پہنچتا رہیگا میں تمکو ایک نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہوں کہ جب تم سونے لگو اسکو پڑھ لیا کرو تینتیس دفعہ سبحان اللہ اور اللہ اکبر تینتیس دفعہ اور الحمد للہ چونتیس دفعہ یہ تمہاری لیے خادم سے بہتر ہے ۔

۲) عن علی بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما روجہ فاطمة بنت معا بنجیلہ ووسادۃ من اہم خوا لیف ورحاتین وسقا فقال علی لفاطمة ذات یوم واللہ سنوت حتی لقد اشتکیت صدک وقد جاء اللہ ایاک لبی فاذهبی فاستخدیہ فقالت وانا واللہ لقد طعنت حتی محلت یدای فانت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما حاجتک یا بنیۃ قالت جئت لاسلم علیک واستجیت ان تسالہ ورجعت فقال قلت ما فعلت فقالت استجیت ان اسالہ فاتینا جمعا فقال علی یا رسول اللہ لقد سلوت حتی

فقد بینا خلقی مجدود قدیمیہ علی صدر فقال لا اهلکما خیرا مما سالتانی اذا اخذتما مضاجعکم فکذا ربنا وثلیث
 وسبحانکذا وثلاثین احدی ثلاثا وثلاثین فهو خیر لکما من خادم نجد مکملہ اخرجه البخاری جناب علی کہتر ہیں کہ جب
 چلی کے پیسے سونے کے ہاتھوں کو آبلے پڑ گئے اور حضرت صلعم کے پاس غنیمت میں نوٹدیاں آئیں حضرت فاطمہ سہو عالم صلی اللہ علیہ
 وسلم کچھ متمین گئیں اور حضور کو نیا یا حضرت ام المومنین عائشہ سولین جب کہ کوہر آگئیں تو حضرت تشریف لای اور ام المومنین
 عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت فاطمہ کی تشریف آوری سے جناب رسول اللہ صلعم کو مطلع کیا پس حضرت ہمارے تشریف لائے اور ہم سونے کو
 لے گئے تو میں گڑبڑایا کہ اٹھ بیویوں حضرت فرما دیا کہ تم اپنی بیویوں پر بیویوں ہم دونوں کو در بیان میں نہ کہو یہاں تک کہ میرے سینہ کو
 آکر قدم مبارک کی ٹہنڈک محسوس ہوگی فرمایا کہ میں تم میں ایسی بات سکھاؤں جو تمہیں اس چیز سے بہتر ہو جسکی کہ تم خود پیش کیا
 ہے جب تم سونے کو لیا کرو تو چوتیس ایک اکر اور تیس باج سجان لے اور تیس باج راہ محمد پر پا کر دیکھا کہ یوں عالم کو بہتر جو تھا ہی نہ تھی
 عن سماء بنت عبد مناف فاطمہ از رسولہ صلعم انا ہایق فہا این ابنا یغنی عنہا وحسینا قاتلت ابیہا ولین بیتنا شیئ
 ذائق فقا علانہ بھما فانی اتخوف ان یکیا علیک ولین عند شیئ فذہب الی فلان الیہا فوجہ رسولہ صلعم فوجہا
 بلعبان مشربین اید بھما فضل من تم قال یا علی لا تقل فی قبل از شد الحریہا قاتلت فقا علی اصحابا ولین فی
 بیتنا شیئ فلو جلست یا رسولہ حتی اجتم لفاطمہ تمرات فجلس رسول اللہ صلعم وعلی یدرع لیلیہ وکل دلو بترہ حتی
 اجتم لہ شیئ من تم فجلست فی حین تمرا قبل فجل بر رسولہ صلعم لحدھا علی اخرا اخرجه الدلائی بہار نبیہ میسر
 جناب میرے سر وایت کرتے ہیں کہ ایک دن جناب سہو عالم صلعم تشریف لائے اور فرماتے کہ میرے دو بیویوں نے حسن اور حسین کہلا
 ہیں حضرت فاطمہ فرماتی ہیں کہ یہ عرض کیا اٹھو اتنے بہر گہرین کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ اسکو کوئی جکھنڈ والا جکھ
 سکے جناب علی کہنے لگے میں اللہ کو انیسے سات لیا ہوا ہوں تو تاہون کہ تمہارے پاس بی بی روئینگر اور ایک پارس کی چیز نہیں ہے
 پس انہوں کو سات لے کر سو فلان نہ بودی کی پاس گئے ہیں حضرت صلعم نے بھی وہیں کا قصد فرمایا اور جا کر دیکھا کہ وہ
 کھیل رہی ہیں اور انکو سات لے کر کھوڑکی گھسلیاں دے رہی ہیں حضرت صلعم فرما دیا یا علی قبل اسکو کہد ہو کی گئی کی تیری
 ہو میری بیٹیوں کو تو ما کر نہیں لے جیتے جناب علی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو چاہیے تو سہارے گہرین کوئی کھانیکے چیز نہیں ہے
 اگر آپ تشریف رکھیں تو میں کچھ بچہ دین جناب فاطمہ کیلیر جمع کر لیں پس سرور دین پناہ صلعم بیٹی لے کر اور جناب میرے بیوی کو حوض کو
 برکت لگے ایک کچھ کے پیچھا گئے فلان ہاں تک کہ کچھ بچہ دین جمع کر لیں اور انپرت بند کر دے میں دہر لیں بہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے ایک صاحب کو اٹھالیا اور جناب میرے علی السلام نے دوسرے کو

جناب میرے علی السلام کا تقوی

را، پھر دیکھ عالم آیہ وافی حد والکجا بالصدقہ وصدقہ اولئک ہم المتقون میں جناب علی کو حضرت صلعم کی محبت میں تھی
 بیان فرمایا ہر علامہ طہال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ تفسیر درخشو میں مذکور ہے کہ ایک تہہ میں ناخج بن عساکر عن مجاہد

فی قولہ تعالیٰ واللہ اعلم بالصواب قال رسول اللہ ﷺ وصدق بہ قول علی بن ابی طالبؓ بن عساکر مجاہد سورت بیت کریم کہ پورے دیکھا عالم کو ارشاد میں: الذی جاز بالصدق و التخصیر ثم اورد میرا و صدق بہ وجہا علی بن ابی طالب علیہ السلام (۲۱) اخرج الیہ فی بائنا من رسول اللہ ﷺ من اراد ان ینظر الی آدم فی حلة الی نوح فی تقواء والی ابراہیم فی خلقہ والی عیسیٰ فی حیاتہ فلینظر الی علی بن ابی طالبؓ بیعتی ابنی اسناد کو ساتھ سجدت کو حجت رسول اللہ ﷺ سورت بیت کریم کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص حضرت آدم کو انکر علم کے ساتھ اور حضرت نوح کو انکر تقویٰ کو ساتھ اور حضرت ابراہیم کو انکر خلیل کو ساتھ اور حضرت موسیٰ کو انکی ہیت کو ساتھ اور حضرت عیسیٰ کو انکی عبادت کو ساتھ دیکھو گی تار و رکتا ہو تو علی بن ابی طالب کو دیکھ لو۔

(۲۲) عن انس بن مالک والناس بن سمیاء قال رسول اللہ ﷺ علیؓ جبا بید المسلمین و امام المتقین و افضل الدلیلی فی فردوس الاخبار و ابو نعیم فی الحلیۃ) انس بن مالک اور نواس بن سیمان سورت بیت ہو کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا وقت فرمایا تھا باشرای مسلمانون کو سردار اور متقیوں کے امام۔ (۲۳) عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ عز وجل اوحی الی فی ثلاثۃ اشیاء لیلۃ اسریؑ نہ سید المؤمنین و امام المتقین و قائد الغر المحجلین (اخرجہ الدلیلی و ابو نعیم) جابر بن عبد اللہ سورت بیت ہو کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج میں مجھ کو علیؓ کی نسبت تین باتوں کا الہام ہوا ہے کہ وہ مؤمنین کے سردار اور متقین کا امام اور سفید ہاتھ پاؤں اور مونہ والوں کا پیش ہو ہے۔

(۲۴) عن علیؓ قال قال رسول اللہ ﷺ یا علیؓ انک سید المسلمین و یعسوب المؤمنین و امام المتقین و قائد الغر المحجلین (اخرجہ الدلیلی) جناب علیؓ سورت بیت ہو کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علیؓ تم مسلمانوں کے سردار اور مؤمنین کے بادشاہ اور متقیوں کے امام اور نورانی چیز والوں کے پیش ہو۔

جناب امیر علیہ السلام کا تواضع

(۱) عن ابی صالحؓ بیاع الکرا بیدس: بدلا قال رأیت لعلیا اشتري تمرا بدرهم فخله فی ملحۃ فقیل یا امیر المؤمنین الا نخلہ عندک قال ہوا لعلیا الحق بجلہ (اخرجہ البغوی فی معجمہ) ابوصالحؓ شہوایہ چنے والا اپنے دادا سے دعا کرتا ہے کہ میں جناب امیر علیہ السلام کو دیکھا کہ ایک درہم کی کھجورین خریدیں اور کپڑے میں باندھ کر اٹھا رہے ہیں پس ان سے عرض کیا گیا یا امیر المؤمنینؓ یہاں تھالین فرمایا بچوں کا باپ ہی اس کے اٹھانے کا باز پادہ حقدار ہے۔

(۱۲) عن زاذان قال رأيت علياً يمشي في الأسواق فيمسك الشروع بيده فيناول الرجل الشئ ويرشد الضال ويعين الكحال على الحول وهو يقر هذه الآية تلك اللذان لاخرة نخلصا للذين لا يريدون علواً في الارض ولا فساداً والعاقبة للمتقين ثم يقول هذه الآية نزلت في ذوات القدر من الناس (راخو جہ احمد فی المناقب) زاذان مروی ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو دیکھا کہ بازاروں میں وہ ہاتھ میں لیو ہوئے ٹہل رہے ہیں اور لوگوں کو درہ سے ہٹاتے ہیں اور راہ ہوئے کو گورہتہ تیار ہے ہیں اور بوجہ اٹھانیوالوں کی مدد کر رہے ہیں اور یہ آیت پڑھ رہے ہیں رکہ سبہ آخرت کا گھر سمجھنے ان لوگوں کے لیو بنایا ہے جو زمین میں غرور اور فساد نہیں کرتے اور عاقبت ڈرنیوالوں کے لیے ہے ہر جناب امیر یہ فرماتے تھے کہ یہ آیت قدرت والے لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے ۔

(۱۳) عن ابی الطرالبصری انہ شهد علیاً الی اصحاب التمر وجاریۃ تبکی عند التمر فقال ما شانک فقالت باعنی هذا تمراً بدرهم فردہ مولای فابا ان یقبلہ فقال یا صاحب التمر خذ تمراً واعطها درهما فانها خلدی ولبس لها امر فدفع علیاً فقال المسلمون تدری من دفعت قال لا قالوا امیر المؤمنین فصبت ثمرها واعطاها درهما وقال احب ان ترضی عنی فقال ما ارضانی عنک اذا اوفیت الناس حقوقهم راخو جہ احمد فی المناقب (ابو طرالبصری کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو کھجور بیچنے والوں کے زمرہ میں دیکھا اور ایک لونڈی رو رہی تھی جناب امیر نے پوچھا تیرا کیا حال ہے اس نے عرض کیا اس شخص نے ایک درہم کی کھجوریں مجھ کو دی تھیں میرے آقا نے وہ پیر دی ہیں یہ لینے سوا انکار کرتا ہے جناب امیر نے فرمایا اے بہاوی کھجور بیچنے والے یہ خدا متگرا ہے اسکا اپنا اختیار نہیں اپنی کھجوریں لے لے اور درہم سکو واپس دیدی اس نے جناب امیر کو دھکا دیا اور کہتا ہوں مانا مسلمان لوگوں نے کہا ارے تو جانتا ہے کہ تو نے کس کو دھکا دیا ہے وہ بولا نہیں لوگوں نے کہا یہ امیر المؤمنین ہیں اس نے وہ کھجوریں ڈال لیں اور اس لونڈی کو درہم واپس کر دیا اور جناب امیر سے عرض کرنے لگا میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھ سے خوش ہو جائیں اس نے فرمایا کہ مجھے تجھ سے کوئی خیر نہیں خوش کر سکتی مگر یہ کہ لوگوں کو انکا حق لوٹا دیا کرے

جناب امیر علیہ السلام کا حسن خلق

حضرت امیر علیہ السلام نہایت خندہ پیشانی تھے کہی کسی بات سے جناب کی خلعتہ پیشانی پر پل نہیں آتا تھا ہر وقت تبسم سے لب کہلے جتے تھے اور اسوجہ بعض متانت پسند لوگ جناب پر نہکتے چینی فرماتے

تھے روایت ہر قال معاویۃ لقیس بن سعد رحمہ اللہ اباحسن کان ہشاً کبشاً اذا فکھت قال قیس
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج ویبسم الی الصحابة معاویۃ قیس بن سعد سر تعریف کیونکہ
کہا خدا ابوحسن پر رحم کرے نہایت کشادہ روی ہو اے اور خوش طبع تھے قیس نے کہا جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مثل خ کرتے تھے اور صحابہ کے ساتھ بہتر تھے *

جناب امیر علیہ السلام کا حکم

(۱) عن مغفل بن یسار عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمة علیہا السلام الا ترضین
انی زوجک اقدم امتی سلا واکثرہم علما واعظمہم حلما راخرجه احمد فی المناقب مغفل
ابن یسار روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ سے فرمایا تم راضی نہیں
ہو تین کہ میں نے تمہارا اپنی بہت سے از روی اسلام کے مقدم ترین اور از روی علم کے عالم ترین اور از روی
حکم کے انکے عظم ترین شخص سے نکاح کیا ہے *

(۲) سال معاویۃ خالد بن عمر فقال لہ علیؑ احبیت علیاً فقال علی ناک خصال علی حلدہ اذا
غضب علی صدقہ اذا قال وعلی عدلہ اذا حکم المناقب لمحمد بن یوسف الکنجی الشافعی امیر
معاویہ نے خالد بن عمر سے کہا تم کس بات پر جناب علی کو محبوب کہتے تھے وہ کہنے لگا انکی تین باتوں پر انکے
حکم پر جبکہ وہ خفہ ہوتے تھے اور انکے سچ پر جبکہ وہ کوئی بات کہتے تھے اور انکے عدل پر جبکہ وہ حکم کرتے
تھے *

(۳) روی عن علیہ السلام دعا غلاما فلم یجبه فدعا ثانیاً وثالثاً فلم یجبه فقام الیہ فراء
مضطجعا فقال اما لسمع یا غلام فقال نعم قال ما حملک علی ترک جوابی قال امنت عقوبتک
فتکاسلت فقال امض فانک حر لوجه اللہ تعالیٰ نقلہ الخزالی فی احیاء العلوم روایت ہے کہ جناب
امیر علیہ السلام نے ایک دفعہ اپنے غلام کو پکارا اس نے جواب نہ دیا پھر آئے دو بارہ سہ بارہ پکارا اس
نے جواب نہ دیا آپ نے اٹھ کر دیکھا کہ وہ سو رہا ہے آپ نے فرمایا اے لڑکے کیا تو نے میری آواز کو نہیں
سنا تھا وہ عرض کرنے لگا ہاں میں نے سنا تھا حضرت نے ارشاد کیا پھر تو نے کیوں نہیں جواب دیا وہ
کہنے لگا چونکہ میں آپ کے عقوبت سے بچوں تھا اسلئے لگا گیا۔ آپ نے فرمایا جا لو میرے معذور ہونا دیکھا

جناب علی علیہ السلام کا عفو عن المکافات

(۱) لما ظفر على المردان يوم الجمل وكان اعدى للناس له واشدهم بغضا فصفع عند شرح نهج البلاغة
نقل ہے کہ جب جمل کو دن جناب امیر علیہ السلام مروان بن ظفر باب ہوئے حالانکہ وہ جناب امیر سے سخت عداوت
رکھتا تھا اور تمام لوگوں سے زیادہ دشمن تھا جناب امیر نے اس کے قتل سے دست بردار فرمایا۔

(۲) محمد بن طلحة شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مورخ نقل کرتے ہیں لما ملک عسکر معاویۃ علی الماء واحاطوا
بشریعت الفرات وقالت روساء الشام له اقتلهم بالعطش كما قتلوا عثمان عطشا وسال علی عن
اصحابه ان لیو غوالهم بشراب الماء فقالوا لا والله ولا نطرقه حتی تموت ظما کما مات ابن عفان
فلما رای انه الموت لا محالة قد تقدم باصحابه حمل علی عسکر معاویۃ حملات كثیفة حتی اذا لهم
عن مراکزم بعد قتل ذریع وسقطت الرؤس والایادی وملكوا علی الماء وصاروا اصحاب الماء
فی الفلاد لا ماء لهم فقال اصحابه امنعهم الماء یا امیر المؤمنین کما منعوك ولا تسقهم منه قطرة
واقتلهم لیسبوت العطش فخذهم فیضا بالادی فلاحاجة لك الی الحرب فقال لا والله لا افعل
بمثل فعلهم ومطالب السؤل وشرح نهج البلاغة لابن الحدید، یعنی جب معاویہ کی فوج باغی کی
مالک ہو گئی اور اس نے فرات کے سبب ستون کو گمیر لیا شام کے رئیس معاویہ سے کہنے لگو علی کی فوج کو پیار
سے مار ڈالنا چاہیے جس طرح سے کہ انہوں نے جناب عثمان کو پیار سے مار ڈالا ہے۔ جناب امیر علیہ السلام
نے اپنے صحابہ سے پوچھا کہ تم لوگوں نے بھی پانی کا گھونٹ پیاتے عرض کیا کہ واسے ایک قطرہ مک پانی کا
نہیں ملا اب آپ ہی جناب عثمان کی طرح سے پیاسے ماری جائیں گے۔ جب جناب امیر علیہ السلام نے دیکھا
کہ ان کے دوستوں کو موت پیش آرہی ہے معاویہ کی فوج پر سخت حملہ کیا اور سرعت کو ساتھ جنگ کرنے سے شام
کے لوگوں کو جگہ سے ہٹا دیا اور ہمتا اور سرکٹ کر انہیں مار لگ گئے۔ جناب امیر نے پانی پر قبضہ کر لیا اور
سعاد کی فوج بیا بان بے آب میں گھر گئی جناب امیر کے لشکر والوں نے کہا شامیوں پر آپ ہی پانی بند کر دیں
جس طرح سے کہ انہوں نے آپ پر بند کیا تھا۔ اور ایک قطرہ پانی کا انکو نہ دینا چاہیے اور پیاس کی تلواروں
انکو مار ڈالنا چاہیے وہ خود ہاتھ میں آجائیں گے آپ کو لڑائی کی ضرورت نہیں جناب امیر علیہ السلام نے
فرمایا واسے میں انکو ان کے فعل کا تہ بدلتہ نہیں دوں گا۔

علامہ ابن عبد البر شرح نهج البلاغة میں لکھتے ہیں کہ حلیہ اهل البصرة وجهه ووجه اولاده بالسيف
وشتویه ولعنوه فلما ظفر بهم رفع السيف عنهم ولم ياخذ اتقا لهم ولا سبوا خدایهم ولا غنم
شیئاً من اموالهم یعنی اہل بصرہ نے جناب امیر کیساتھ اور انکی اولاد کے ساتھ تلوار سے لڑائی کی اور گالیوں دین
اور براہیلا کیا لیکن جب جناب امیر علیہ السلام بنظر ظفر یا ب ہوئے تو نہ انکا سامان لوٹا اور نہ انکی اولاد

جناب علیہ السلام کی شفقت علی الخلق

عن علی قال لما نزلت هذه الآية يا ايها الذين امنوا اذا نجاكم الرسول فقد نجاكم
الصدقة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي مرهم ان يتصل قوا قال بكم يا رسول الله قال
بدینار قال لا يطيقون قال فتصف دينار قال لا يطيقون قال بشعیر قال لا يطيقون فقال له
رسول الله صلى الله عليه وسلم انك لترهید فانزل الله تعالى اشفقتم از تقدر موا بینیدی صلتا
الی اخر الاية وكان علی يقول بی خفف عن هذه الامة راخرجه احمد والنسائی وغيرهما جناب علیہ السلام
السلام سرور بیت پر کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اے وہ لوگو کہ تم ایمان لائے ہو جب تم رسول کو
مشورت کر لے بلاتو اپنی مشورت کرنے سے پہلے صدقہ دو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے علی
علیہ السلام سے فرمایا جاؤ ان دو گون کو صدقہ کا حکم دید جناب علی نے عرض کیا یا رسول اللہ کس قدر صدقہ
کا حکم دوں آپ نے فرمایا ایک دینار کے لیے جناب علی نے عرض کیا لوگ اس مقدار کی طاقت نہیں رکھتے
آپ نے فرمایا آدھا دینار جناب علی نے عرض کیا اس قدر بھی مان میں طاقت نہیں آپ نے فرمایا پس ایک جوہر
سونے کے لیے جناب علی نے عرض کیا اسکی بھی طاقت نہیں رکھتے۔ آپ نے فرمایا یا علی تم بہت ڈرتے
والتے پس خداوند تعالیٰ نے دوسری آیت نازل فرمائی رکھو تم کہ مصلحت کنو سے پہلی صدقہ دو
جناب علی علیہ السلام کہتے تھے کہ اس امت سے اس حکم میں صرف میری وجہ سے تخفیف ہوئی ہے۔

عن ابی سعید الخدری قال کان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اتي عينا من ثياب عن شيء
من عمل للرجل وبيال عن دينه فان قبل عليه بن كفن عن الصلوة وان قبل لبس عليه دين صله
عليه فاتي بجنازة فلما قام ليكبّر سال صلى الله عليه وسلم هل علي صاحبكم دين قالوا ديناران فقد
صلى الله عليه وسلم وقال صلوا على صاحبكم وقال عليهما علي وهو برئ منهما فقام صلى الله عليه وسلم
صلى الله عليه وسلم قال لعل جبرائك الله خيرا فلك الله وهانك كما فكت رهان اخيك راخرجه
الدارقطني ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سرورایت پر کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے جنازہ
پر تشریف لیجاتے تو اس آدمی کے کسی عمل سے نہ پوچھتے بلکہ اسکی قرض کی نسبت سوال فرماتے اگر کہا
جاتا کہ اس پر قرض ہے تو اسکے نماز جنازہ پڑھنے سے ہٹ جاتے اور اگر یہ کہا جاتا کہ اس پر قرض نہیں ہے
تو نماز جنازہ ادا فرماتے۔ ایک دفعہ ایک جنازہ پر تشریف لے گئے جب تکبیر کے لیے بڑھتے تھے کہ پوچھا

کہ تمہاری دوست پر قرض تو نہیں ہے لوگوں نے عرض کیا دو دینار ہیں آپ نماز پڑھنے سے شکر میٹھ گئے اور اپنے اصحاب کو فرمایا۔ تم اپنے دوست پر نماز جنازہ پڑھو جناب امیر نے کہا وہ دونوں دینار میرے ذمہ ہیں اور یہ مرنیوالا اس قرض سے بھی ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑبڑا کر اس جنازہ کی نماز پڑھی پھر امیر علیہ السلام سے فرمایا کہ خدا تجھے نیکی کی جزا دے اور تیرا قرض ہی چٹرائے جیسکے تو نے اپنی بیائی کا قرض چٹرایا ہے +

جناب امیر علیہ السلام کا فقہ حال عاریا

عن ابی الصهباء قال رأیت علیاً یبسط الکلابیثل عن الاسعار (ریاض النضر) ابوالصهباء سمرقندی ہے کہ میں نے جناب امیر کو نہر کلاب کے کنارے اجناس کی بیچ بوجھتے ہوئے دیکھا تھا +
عن عطاء الشعبی قال دفنت سودة بنت عمار بن الاشتر الهمدانیة علی معاویة بن ابی سفیان فاستأذنی علیہ فاذن لها فلما دخلت قال لها کیف انت یا ابنة الاشتر فقالت بخیر فقال لها انت الغائلة یوم صفین لا خیک ع شمر کفعل ابیک یا بن عمار + یوم الطعالمی وملتقے الاقران وافر علیاً والحسین ورهطه وافصد لحد واینہا بھوان + ان الامام اخا النبی محمد + علم الهدی ومبارک الایمان قالت یا امیر ہاتھ لراس ویر الذنب فدع عنک تدکار ما قد نسی قال ہیجات لیس مثل مقام اخیک لسی فقالت صدقت والله یا امیر وکن اسالك بالله اعفانی عما استعفیته قال قد فعلت فقال حاجتک قالت یا امیر انک صرت للناس سیداً ولامورهم مقلداً والله سائلک عما افترض علیک من حقها ولا یزال تقدم علینا من ینھض بخربک ویبسط لسلطانک فی حصدنا حصاد السبل ویدہ سناد یاس البقر هذا ابن رطاه قدم بلادی وقتل رجالی واخذ مالی ولولا الطاعة لکان فینا عز و منعة فاما عزک فثکرتک واما لا فخر فثکرتک فقال معاویة یا ای تھددنی بقومک والله لقد هممت ان اردک الیہ فینفد حکمہ فیک فسکت ثم قالت ع صلی اللہ علی روح تضمنہ + قبر فاصبح فیہ العدل مد فوتا + فقال من ذاک قالت علی بن ابی طالب قال ما اری علیک منه اشرا قالت ملی اتیتہ یوما فی رجل ولا صدقاتنا فوجدتہ قائماً یصلی فانفتل من الصلوة ثم قال برافة وتلطف الک حاجتہ فاخبرته خبر الرجل فبکی ثم رفع رأسہ الی السماء فقال اللهم انت تعلم انی اکرهم بظلم خلقک وترک حقک ثم اخرج من جیبہ قطعة من جراب فکتب فیہ بسم الله الرحمن الرحیم قد جاء تکم بیتہ من ربکم فادفوا الکیل والمیزان ولا تجسوا الناس اشیاءهم ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحها ذلکم خیر لکم ان کنتم مومنین اذا اناک کتابی

[illegible]

عرض کیا آپ کا روزگار کے بہرہ آسان کی طرف سرانٹا کر کہنے لگے کہ پوروں کا تو جانتا ہی کہ سینے پر عالموں کو تیری خلعت پہ
 ملا ہے تو کیا تم نہیں دیا ہے اور تیرا حق چور و غیر کو نہیں کہا ہے ہر اپنی جیب سے کاغذ کا پرچہ نکال کر اس پر لکھا ہے اے اللہ اگر
 ازیم بیشک تم سے کہ تمہارے پاس کھانا نشان آیا ہو پس تم ہی جانے اور نرا زو کو پورا کرو اور لوگوں کی چیزیں
 گم نہ ہو اور زمین میں اس کو سفاری کے بعد خرابی مت ڈالو اگر تم سو من ہوا کو حبیہ میرا خط تم کو ملو تو جو کچھ کہ تیری پاس ہو
 خوب نگاہ رکھو جب تک کہ سکا لینے والا تیری پاس ہو پھر جاؤ وہ سلام پہرنا باس میرے اس کو سزا دل کرو یا سعادہ یا میری کتاب
 سے کہ تو کا تم ہی سہو کے یو عدل اور انصاف کر نیکی نسبت کہہ دو جو عہدہ کہنے لگو خاص میرے لیے یا کہ میری تمام قوم کے لیے
 سعادہ دینے کا ہاتھ دسروں کے کیا رہے کار ہو عمارہ کنو لگو یہ امر تو نہایت ملاست ناک ہے اگر عدل شامل ہے تو ہر روز جو
 میری قوم کا حال ہو گا وہی میرا ہر گاہ سعادہ کیونکر نکالے بن بٹالیاں تم لوگوں کو بادشاہوں کو سانوکس کی نیکی جرات دلاؤی ہے
جناب امیر علیہ السلام کی رعایت و تہذیبوں کے ساتھ

وكان اقصو على سنانته جل عنها في مواقيت الصلوات روى زياد بن عليم من ربيته المال ويقول علينا التناق وعلیم
 الا باق رنقله غم الدين فخر الاسلام ابو بكر بن محمد بن الحسين السبكي الزبدي في مناقب الاصفیاء جناب امیر علیہ السلام
 کی کنجین تہین جن سے نماز کو وقت وہ قید خانہ کو بھیج دیتے تھے اور جناب امیر بیت المال سوا کی خوراک عطا فرماتے تھے اور
 فرمایا کرتے تھے ہمارا کام ان کو قید رکھنا ہے اور ان کا کام ہبائنا ہے ۔

جناب امیر علیہ السلام کا توقع

عن عبد الله بن زريق قال دخلت على بن أبي طالب يوم الاحد ففرقنا اليها حرة فقلت املاها يا امير المؤمنين
 لو قربت اليها من هذا البطيخ الا وذا ناله قد اكثر الخبز فقال يا بن زريق سمعت رسول الله يقول لا يحل تخليقة من مال
 الله الا قصصا زينة ياكلها هو واهله وقصعة يضعها بين ايدي الناس راجع احمد - عبد الله بن زريق
 روایت ہے کہ میں جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں عید صبحی کے دن حاضر ہوا آپ نے علیم میرے سامنے کیا
 مینے کہا اے امیر المؤمنین خدا آپ کو نیکی دے اگر آپ اس بطخ کو ہمارے لیے بھیج کرتے تو کیا اچھا ہوتا اے
 نے مال و متاع کو دفر کیا ہے فرمایا اے ابن زین میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے
 سنا ہے کہ خلیفہ کے لیے دو پالون کے سوا مال خدا سے لینا حلال نہیں ایک تو خود اسکے اور اس کے
 گھر کے لوگوں کے لیے اور ایک اسکے مہمانوں کے لیے ۔

عن ابی مطرف قال رأیت علیاً موزراً بازاراً من تد یا برداء ومصلدقاً کانہ اعرابی بدوی
 حتی بلغ سوق النکرا بیس فقال یا شیخ احسن بی فی قبیضے بثلاثة دراهم فلما عرفہ لم یشتري من
 قاتاه اخر فلما عرفہ لم یشتري منه شیئاً فاما غلاماً حدثاً فاشتري منه قبیضاً بثلاثة دراهم ثم

جاء ابو الغلام فاخبره فاخذ ابوہ درهما ثم جاء به فقال هذا الدرهم يا امير المؤمنين قال ما شان هذا الدرهم قال كان القيص ثمن درهمين قال باعني رضای واخذت رضاه واخرجني احمد
ابی طرف سرق قولہ کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو دیکھا کہ تہ بند باند ہے ہوئے اور ایک چادر اوڑھے
ہو اور وہ ہاتھ میں بے بازار میں پھر رہی ہیں بالکل مثل ایک دہائی آدمی کے معلوم ہوتے تھے گاڑا بیچنے
والوں کے بازار میں تشریف لائے اور ایک دکاندار سو کہاتین درہم کا کرتہ ہمیں دیدے اس نے جناب
امیر کو پہچان لیا آپ دوسرے دکاندار کے پاس چلے گئے جب اس نے یہی فتاحت کیا تو آپ وہاں سے بھی
جلد یسے اس کے کوئی شے مول نہ لی پھر ایک بہت چوٹی عمروا لے نوڈے کی دکان پر گئے اس سے تیز
درہم کا کرتہ مول لیا بعد ازاں اسکا والد آنکلا اس لڑکی نے اس سے ماجرا بیان کیا وہ ایک درہم لیکر
جناب امیر کی خدمت میں پہونچا۔ اور عرض کیا یہ ایک درہم ہے آپ نے فرمایا یہ کیسیا درہم ہے اس نے
عرض کیا کہ قیصر دو ہی درہم کا تھا آپ نے فرمایا اس لڑکی نے ہماری رضا حاصل کر لی ہے اور ہم نے
اسکی رضا حاصل کی ہے آپ نے درہم اس سے واپس لیا ۔

جناب امیر علیہ السلام کا حقوق الناس

۱) عن ابی رافع مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم كان خازنا لعلی بن ابی طالب علی بیت المال
قال قد دخل علی یوما وقد ذنبت ابتہ فرأی علیها لؤلؤة کان عرفها لبیت المال فقال من
این لها هذه لا قطعن ایدیہا فلما رای ابو رافع جده فی ذلك فقال انا واسه یا امیر المؤمنین
ذنبتہا بها فقال علی لقد تزوجت بفاطمة ومالی فراش الا جلد کبش تمام علیہ باللیل و
نعلف علیہ بالنهارنا ضننا مالی خادم غیرہا رکامل ابن اثیر ابو رافع جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
علیہ وسلم کا غلام جناب امیر علیہ السلام کو بیت المال کا خازن تھا بیان کرتا ہے کہ ایک دن جناب امیر گہریز
تشریف لے گئے میں نے آپ کے صاحبزادی کے کان میں موتی ڈال دیے تھے جناب امیر علیہ السلام نے ان
موتیوں کو بیت المال میں دیکھا تو صاحبہ جناب امیر سے اپنے صاحبزادی کے کان میں وہ موتی دیکھی
فرمایا اس نے یہ کہاں سے پائے ہیں ہم ضرور اس کے ہاتھ کاٹ ڈالیں گے جناب امیر نے جناب امیر کی اس
باری میں کدو کبھی عرض کیا یا امیر المؤمنین واسے میں نے انکو یہ موتی بہتائے تھے آپ نے فرمایا جب
ہمارا نکاح جناب فاطمہ علیہا السلام ہوا تو ہمارا بستر ایک مینڈ ہے کی کمال کے سوا کچھ نہ تھارات
کو ہم اسپر سوتے تھے دیکھو یہ اونٹ اسپر اونہ چرتا تھا ہمارا کوئی خادم انکے سوا یعنی جناب سیدہ

علیہ السلام کے سوانحین تہا :

عن یحییٰ بن سلمۃ استعمل علی عمر بن سلمۃ علی اصہبان فقدم ومعہ ازقاق سمن وعسل فارسلت
ام کلثوم بنت علی لی عمرہ فطلب منہ سمنًا وعسلًا فارسل الیہا ظرف عسل وظرف سمن فلما کان الغد
خرج علی و احضر المال والعسل والسمن ليقسم فعد الزقاق فتقصت زقائن فسالہ عنہما
فقیل لہ بعثت ام کلثوم فاخذت منہ فبعت الی مقومین فامرہم بتقویروا نقص منہما فقو
خمسۃ دراهم فبعت الی ام کلثوم فقال ابعتی لی خمسۃ دراهم ثم قسم بین المسلمین ریاض النضر
وکامل ابن اثیر) یحییٰ بن سلمۃ سے روایت ہو کہ جناب امیر علیہ السلام نے عمرو بن سلمۃ کو اصہبان پر عامل
کر کے بھیجا جب وہ وہاں سے آئے تو اپنے ساتھ گہی اور شہد کی مشکین بہر لائے جناب امیر علیہ السلام کی
صاحبزادی ام کلثوم نے عمرو بن سلمۃ سے قدر کر گئی اور شہد طلب فرمایا عمر نے ایک برتن گہی کا اور ایک
شہد کا ان کی خدمت میں بھیج دیا دوسرے دن جب جناب امیر گھر سے باہر تشریف لائے اور تقسیم کے لیے
مال اور گہی اور شہد پیش کیا گیا حضرت نے مشکین شمار کیں دو مشکین ٹوٹی ہوئی پائین عمرو کے انکو
بارے میں بوجہ عرض کیا گیا کہ جناب ام کلثوم نے گہی اور شہد مانگا تھا میں نے انکو بھیج دیا۔ جناب امیر
علیہ السلام نے وہ مشکین جانچ کرنے والوں کے پاس بھیج دیں اور انکے نقصان کی جانچ کر نیک حکم دیا
انہوں نے عرض کیا ان میں پانچ درہم کا نقصان ہوا ہے پس جناب ام کلثوم کے پاس ایک آدمی کو
بھیج کر حکم دیا کہ پانچ درہم ہمارے پاس بھیج دے پھر سلمانوں میں مال اور مشکین تقسیم کیں ۔

قیل انہ وصل الیہ زقاق عسل جادت من الیمن فنزل بالحسن ضیف فاستسلف الحسن درہما
فاشتترہ بہ خبزًا واحتاج الی الادام فطلب من القنبر ان یفتح لہ زقائین تلك الزقاق فقصر
واخذ منہ رطلًا فلما قعد امیر المؤمنین ليقسم الزقاق قال القنبر قد حدث فی هذا الزقاق حدث
فقال صدق قولک یا امیر المؤمنین واخبرہ الخبر فغضب فقال علی : فلما حضر الحسن ہم یفتر
فاقسم علیہ بجمہ جعفر وکان اذا سئل بحی جعفر یکن فقال ما حملک علی ما فعلت واخذت
منہ قیل القسمۃ قال ازلنا فیہ حقا فاذا اعطينا رد دناہ قال وان کان لك فیہ حق ولكن لیس
لك ان تنفع بحق قیل الناس بحقوقہم ثم دفع الی قنبر درہما وقال اشتربہ من اجرہ عسل
تقدر علیہ قال الراوی فکان فی انظر الی ید علی علی فم الزقاق وقنبر یقلب العسل فیہ وهو یکی
ویقول اللہم اغفر الحسن فانه لا یعلم (مطالب السؤل) روایت ہو کہ جناب امیر علیہ السلام کے پاس
میں کو شہد کے بہری ہوئی مشکین آئین ناگاہ جناب حسن علیہ السلام کے پاس چند دھان وارد ہوئے جناب

حسن نے ایک درہم دیکر باز اور سورتیان مول رنگا لٹن اور سالن کی ضرورت پیش آئی قنبر سے کہا کہ ایک مشک کو لکر شہد وید و انہون سے مشک کو کھولا اور اس میں سو ایک رطل شد لیکر بیحد یا حب جناب امیر علیہ السلام مشکون کی تقسیم کرنے کے لیے بیٹھے قنبر سے کہا ان مشکون میں کوئی فتور معلوم ہوتا ہے قنبر نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ سچ فرماتے ہیں جناب حسن کا شہد لینا انکے سامنے بیان کیا جناب امیر نے عرض ہو کر فرمایا حسن کو میرے پاس بلا احب جناب حسن حاضر ہوئے تو جناب امیر نے انکے مار ڈکا قصہ کیا جناب حسن نے اپنے چچا جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قسم دی جب جناب امیر کو انکی قسم دیکھائی تھی حضرت کا عہد فرو ہو گیا تھا پس آپ نے جناب حسن کو فرمایا مگو سب بات پس چہ نے بمانگھتہ کیا تھا کہ تم نے تقسیم سے پہلے شہد لے لیا جناب حسن نے کہا ہاں اس میں حق ہو جیسے یہ خیال کیا کہ جب ہم کو ہمارا حق ملیگا ہم اسے تقسیم اس میں خود پس کر دیں گے جناب امیر نے کہا اگر تمہارا اس میں حق ہے لیکن یہ حق تو تمہارا نہیں ہے کہ تم لوگوں سے پہلے اس حق کو نفع اٹھاؤ پھر قنبر کو ایک درہم دیا اور فرمایا کہ خالص شہد اسی مقدار پر بول لاؤ۔ راوی کہتا ہے اب تک وہ ات سیری نگاہوں میں ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے مشک کا سونہ کھولا ہوا ہے اور قنبر اس میں شہد ڈال رہا ہے اور جناب امیر رو رہے ہیں اور فرماتے ہیں اے بار خدا یا سر کو بخند کہ وہ نہیں جانتا ہے ۔

رقيل از عقیلا سال علیا فقال انی محتاج فاعطنی قال اصبر حتى یخرج عطاءك مع المسلمین فاعطیک
معهم فالحج عنیه فقال لرجل خذ سیده وانطلق بھالی حوانیت اهل السوق فقتل لدق هذه الاثقال
وخذ ما فی هذه الحوانیت قال ترید ان تتخذ فی سارقا قال وانت ترید ان تتخذ فی سارقا
اخذ اموال المسلمین فاعطیکھما ودفنهم قال انی اذهب الی معا فیتہ قال انت وذاك راخرجه
ان حب فی الصواحق) روایت ہو کہ عقیل رضی اللہ عنہ نے جناب امیر کی خدمت میں عرض کیا آپ مجھ کو
عطا فرماؤں میں بہت محتاج ہوں جناب امیر نے ارشاد کیا آپ چند سے صبر کریں میں مسلمانوں کے حصول
کے ساتھ تمہارا حصہ بھی نکال دوں گا جناب عقیل الحاح کرنے لگے حضرت امیر نے ایک آدمی سے فرمایا اٹھا
ہاتھ پکڑ کر انکو بازار میں لپیٹا اور کہہ دو کہ مانا سکی دوکانوں کے قتل توڑ کر جو کہہ کہ ان میں ہوتے ہیں
جناب عقیل نے عرض کیا کیا آپ مجھ سے جو سی کرنا چاہتے ہیں جناب امیر نے فرمایا کیا تم ہی مجھ سے جو سی
کرنا چاہتے ہو کہ میں مسلمانوں کا مال نکال دوں وہ کہنے لگے میں سادیہ کے پاس چلا جاؤں گا آپ
نے فرمایا بیتنا اافتیاریہ ۔

جناب امیر علیہ السلام کا عدل

وعن ابن سعيد الخدري ومعاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي لك سبع خصال لا يحاجك فيهن احد يوم القيامة انت اول المؤمنين ايماناً واولهم بعهداً الله واقومهم باهلهم واروفهم بالرعية واقسمهم بالسوية واعلمهم بالقضية واعظمهم يوم القيامة عند الله بالزهد
 (اخرج ابن الخوارزمي) ابو سعيد خدري اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تمہاری ایسی سات خصلتیں ہیں کہ قیامت کو روزانہ میں کوئی تہمت جگڑا نہیں کر سکتا تم سب ہونہیں سوا زہدی ایمان اول ہو۔ اور سب زیادہ خدا کے عہد کو پورا کرنے والے اور سب زیادہ خدا کے حکم کے قائم کرنے والے اور سب زیادہ رعیت پر مہربان اور سب زیادہ پورا تقسیم کرنے والے اور سب زیادہ قیامت کے دن بڑے مرتبے والے ہو۔

سال معاوية خالد بن يعمر فقال علي احببت علياً فقال علي ثلاث خصال علي حله اذا اغضب وعلي صدقه اذا اتى وعلي عدل لما اذا حكم المناقب لمحمد بن يوسف الكشي الشافعي) خالد بن يعمر سے امیر معاویہ نے پوچھا کہ تم علی کو کیوں دوست رکھتے تھے خالد نے کہا انکی تین خصلتوں کی وجہ سے جبکہ وہ غصہ ہوتے تھے اور انکے سچ بولنے کی وجہ سے جبکہ وہ کوئی بات کہتے تھے اور انکے عدل کی وجہ سے جبکہ وہ حکم کرتے تھے۔

عن عاصم بن كليب عن ابيه قال قدم علي علي مال من اصبهان فقسمة على سبعة اسهم فوجد فيه رغيفاً فقسمة على سبعة كسر وجعل علي كل جزء كسرة ثم اقرع بينهم لينظر اليهم يعطى اوله واخره احمد (الخلع) عاصم بن كليب بنى بالمد من اقل بين كرجا بن امير علي السلام کے پاس صفوان سے مال آیا حضرت کے اس کے سات حصے کیے اس میں ایک روٹی بھی تھی اس کے ہی سات ٹکڑے کیے اسے سات امیرون کو بلایا یہ پھر قرعہ ڈالا تاکہ کس کو پہلے دیا جائے۔

قال الشعبي وجد علي خذ عاتدا للنصراني فاقبل به الى شريح وجلس له حاشية وقال لو كان خصي مسلماً ساوتيه وقال هذا ورعي فقال النصراني ما هي لا ورعي ولم يكذب امير المؤمنين فقال شريح الك بينة قال لا وهو يضحك فاخذ النصراني الدرع ومشي يسيراً ثم عاد وقال اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان هذا الا احكام الانبياء امير المؤمنين قد منى الى قاضية قاض يقضي اليه كثر اسلم واعترف ان الدرع سقطت من علي عند مسيره في صفين ففرج علي باسلام وورع الدرع وقرئوا وشهد معه فقال الخوارج رطلنا الشافعي في مطالب الاستول فلبس حمة امير علي تامل بين كرجا بن امير علي السلام نے اپنی زندہ ایک نصرانی کے پاس کہی کہ کو قاضی شریح کی

پاس لائے اور فرشتے کے حاشیہ پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اگر میرا مدعا علیہ سلمان ہوتا تو میں اس کے برابر کھڑا ہوتا اور فرمایا یہ ہماری زرہ ہے نصرانی کہتے لگا نہیں یہ زرہ تو میری ہے۔ باوجودیکہ جناب امیر علیہ السلام نے چوٹ نہیں کھاتا۔ قاضی شریح نے ہنس کر کہا آپ کے پاس کوئی دلیل ہے۔ جناب امیر نے فرمایا نہیں۔ پھر نصرانی زرہ کو لیکر تھوڑی دیر لگایا اور لوٹ آیا۔ اور کہنے لگا گواہی دیتا ہوں میں کہ سو خدا کے کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ یہ انبیاء کے کرام علیہم السلام کے احکام ہیں کہ امیر المومنین مجھے قاضی کے سامنے لائیں اور قاضی ان پر اپنی فضا کا حکم جاری کرے۔ یمن اقرار کرتا ہوں کہ یہ زرہ جناب امیر سے صفین کے جنگ میں گر پڑی تھی جناب امیر علیہ السلام ہنس کر مسکرائے ہو جانے سے نہایت خوش ہوئے اور وہ زرہ اسی کو بخش دی اور ایک گھوڑا عطا فرمایا وہ نصرانی جناب امیر کے ساتھ خارجیوں کے جنگ تک حاضر رہا۔

عن کرمیۃ بنت ہام الطائیۃ قالت کان علی بقسم الودس فینا بالکوفة قال فضالة حملناہ علی العدل منہ (اخرجہ احمد فی المناقب) کہ یہ بنت ہام الطائی قائل ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے تقسیم فرمایا کرتے تھے فضا کہتا ہے کہ ہمیشہ سے بابر ہی لیتے تھے۔

جناب امیر علیہ السلام کے حیا

عن علی قال کنت رجلاً مذاءً فکنت استخفی ان اسال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکان ابتداء منی فامرت مقداد بن الاسود ان یسأله فقال صلی اللہ علیہ وسلم بغسل ذکرہ ویتوضأ راحۃ الشیخین (جناب علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ مجھے مذی کثرت سے جانی تھی اور حیا مانع تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے باریکین پوچھوں میں نے مقداد بن اسود سے کہا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کریں حضرت نے فرمایا اپنے پیشاب کی جگہ کو دھو کر وضو کر لیا کریں۔

جناب امیر علیہ السلام کی غیرت قومی

عن علی قال قلت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالک تنوق فی قلوبی وتدننا قال و عندک شیئاً قلت نعم بنت حمزہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم انھا لا تخلی انھا ابنة اخي من الرضاۃ (اخرجہ المسلم) جناب علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ کو جو چوڑ کر تشریف میں کیوں شادی کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے

عن علی قال یا اهل الکوفۃ ستقتل منکم سبعة ففرخیارکم مثلاً کمثل اصحاب لاخذ وضمنهم
حجربن العدی واصحابه فقتلهم معاویۃ فی دمشق الشام کلهم من الکوفۃ (کثر العمال)
جناب امیر خلیفہ اسلام نے کوفہ کے لوگوں سے فرمایا اے اہل کوفہ عنقریب تم میں ہر سات آدمی کو گناہیت پر گزیدہ
میں قتل کر دیا جائے گا انکی مثل بعیدہ اثر ہے کے شہیدوں کی اسی ہے ان میں سو حجربن عدی
وہابی اور عنہ ہی ہیں پس امیر معاویہ نے انکو دمشق الشام میں قتل کیا وہ سب کوفہ میں سے تھے

عن مکیہ عن علی قال فی قولہ تعالیٰ وتعبہا اذن واعیہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
اللہ از جمیل اذنک یا علی فکان یقول ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلاماً
الا عیتہ وحفظتہ ولم انسہ (اخرجہ الدیلمی) مکیہ جناب ابیہ علیہ السلام سے اس آیت کو شان نزول
میں کہ یاد رکھیں گے اسکو یاد رکھتے واسے دکان (روایت کرتے ہیں کہ حسب آیت نازل ہوئی جناب
سیدنا علیؑ سے اور بعد اس کے فرمایا یا علیؑ میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ میرے کانون کو خدا ہوا
کروے پس خدا نے ایسا ہی کر دیا جناب علیؑ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی کلام جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے نہیں سنا مگر کہ میں نے ہنگام ہیان رکھا اور اسکو یاد کر لیا اور بولا نہیں ۔

تکون ابن عباس لما نزلت هذه الآية قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سألت الله ان يجعلها
اذنك يا علي قال علي فما نسيت شيئاً بعد ذلك راخرجه ابو نعيم في الحلية و ابن المغازلي في المناقب
ابن عباس هو رعایت ہر کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ (وہمان کہیں گے اسکو وہمان کہہنوا) اے
کان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی سینے خدا سے دعا کی ہے کہ وہ تیرے کان بن جائے
علی کہتے ہیں کہ اسکے بعد مجھ پر کبھی کوئی چیز نہیں ہوئی ۔

و عن بريدة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لعلى ان الله امرني ان املك
تعي وحق على الله ان يعي قال فاذنلت وتعيها اذن وراعيته را اخرجني المخاض في المناقب و

ابو نعیم فی الحلیہ والتعلیہ فی تفسیرہ والواحدی فی اسباب التزول والدلیلی فی فردوس الاخبار
 بیدہ سلمیٰ روایت ہے کہ میں نے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت
 علیؑ سے ارشاد فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں تجھے سکھاؤں تاکہ تو وہ بیان میں
 رکھے اور خدا پر حق ہو کہ تجھ سے وہ بیان میں رکھائے بیدہ کہتے ہیں کہ یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ بیان
 میں رکھیں گے اسکو وہ بیان رکھنے والے کان ۔

جناب امیر علیہ السلام کی معرفت فہم

عن سعید بن المسیب ان رجلاً اوقى به الى عمر بن الخطاب كان صداماً منه انه قال بجماعة من
 الناس قد سالوا كيف اصيحت قال اصبحوا حبال الفتنة واكره الحق واصدق اليهود والنصارى وادمن
 بما لماره واقربا لم يخلق فارسل عمر الى علي فلما جاءه واخبره بمقالة الرجل فقال صدق
 بحبال الفتنة قال الله تباركنا انما اموالكم واولادكم فتنه وبكره الحق يعني الموت قال تعالى فحبا
 سكت الموت بالحق وصدق اليهود والنصارى قال تعالى وقالت اليهود ليست النصارى
 على شيء وقالت النصارى ليست اليهود على شيء ويؤمن بما لم يره يؤمن بالله عز وجل ويقر
 بما لم يخلق يعني الساعة فقال عمر اعوذ بالله من معصية ليس لها ابو الحسن (نور الابصار)
 سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ لوگ ایک شخص کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائے جس سے یہ بات صادر
 ہوئی تھی کہ ایک گروہ نے اس سے پوچھا تھا تو نے آج کس طرح سے صبح کی ہے میں نے آج تیرا کیا حال ہے
 اس نے جواب میں کہا کہ میں نے آج کس طرح سے صبح کی ہے کہ فتنہ کو دوست رکھتا ہوں اور حق سے کراہت
 کرتا ہوں اور یہود و نصاریٰ کی تصدیق کرتا ہوں اور حبیب کو نہیں دیکھا اس پر ایمان لانا ہوں اور
 جو چیز کہ نہیں پیدا ہوئی اسکا اقرار کرتا ہوں پس حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ کو بلوایا جب
 آپ تشریف لائے اور اس شخص کے قول کو بیان کیا آپ نے فرمایا یہ شخص سچ کہتا ہے دوست
 رکھتا ہے فتنہ کو چنانچہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ سوا اسکے نہیں ہے کہ مال تمہارا اور اولاد
 تمہاری فتنہ ہیں اور حق سے کراہت رکھتا ہے یعنی موت سے چنانچہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ
 اتنی بیہوشی موت کی ساتھ حق کے اور یہود و نصاریٰ کی تصدیق کرتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا ہے کہ میں یہود کہ نہیں ہیں نصاریٰ کسی شے پر اور کہتے ہیں نصاریٰ نہیں ہیں یہ
 کسی شے پر اور جس چیز کو نہیں دیکھا ایمان لایا ہے جسکا مطلب ہے کہ اللہ جل وعلا ایمان

لایا ہے اور جو چیز کہ نہیں پیدا ہوئی اسکا اقرار کرتا ہے جس کو مراد قیامت ہے حضرت عمر نے یہ سنکر کہا کہ میں ایسی شکل سے کہ جسکے رفع کرنے کے بیٹے ابو الحسن نہ ہوں خدا سے پناہ مانگتا ہوں +

جناب امیر علیہ السلام کی صداقت

۱۱، عن عباد بن عبد اللہ قال علی انا عبد اللہ و انور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وانا صدیق الاکبر لا یقولہا ذلک غیری الا کاذب صلیت قبل الناس سبع سنین (راخرجہ احمد والنسائی والحاکم)
عباد بن عبد اللہ سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے میں خدا کا بندہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہائے ہوں اور صدیق اکبر ہوں اسکو میرے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا مگر کاذب مینو سب لوگوں کے ساتھ برس پہلے نماز پڑھتی ہے +

عن سلمان الفارسی و ابی ذر الغفاری قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وانا صدیق الاکبر (راخرجہ الدیلمی والطبرانی) سلمان فارسی و ابو ذر غفاری روایت کرتے ہیں کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے فرمایا کہ تم صدیق اکبر ہو +

جناب امیر علیہ السلام کی امامت

عن فاطمة بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ ورضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت ولیہ فلیہ ولیہ و من کنت امامہ فلی علی امامہ (راخرجہ السید علی طہدانی فی مودة القربی)
جناب فاطمہ علیہا السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا جسکا کہ میں ولی ہوں پس اسکا علی ولی ہے اور جسکا کہ میں امام ہوں پس اسکا علی امام ہے +

جناب امیر علیہ السلام کی خلافت

عن عبد اللہ بن مسعود قال کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد احمر فتنفس المصعد فقال رسول اللہ ما لک تنفس قال یا بن مسعود نغیت الی نفسی قلت استخلف یا رسول اللہ قال من قلت ابابکر فسکت ثم تنفس فقلت مالی اراک تنفس یا رسول اللہ قال نغیت الی نفسی قلت استخلف یا رسول اللہ فقال من قلت عمر بن الخطاب فسکت ثم تنفس فقلت مالی اراک تنفس یا رسول اللہ قال نغیت الی نفسی قلت استخلف فقال من قلت علیا قال ذلک والذی لا الہ غیرہ لو بايعتمو اذ خلکم الجنة

الفواحش ما ظہر منها وما بطن جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جناب سرور انبیاء علیہ التختہ والثنا ارشاد فرماتے تھے کہ تحقیق ہم اہل بیت سر پروردگار نے ظاہری اور باطنی برائیوں کو دور کر دیا ہے من خلب الحسن فی ایامہ انہ قال نحن خربا المغلین وحقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الاقربون واهل بیتہ الطاہرون الطیبون واحدا الثقلین الذین خلقہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والثانی کتاب اللہ وروح الذہب مسعودی جناب حسن علیہ السلام نے اپنی ایام خلافت میں خطبہ فرمایا کہ ہم شگاف کا گروہ ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ترین محترت ہیں اور انکے اہل بیت طیب اور ظاہر ہیں اور ایک ان دو باری چیزوں میں سے ہیں جنکو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے چھوڑا ہے اور خدا کی کتاب کے دوسرے دھبہ پر ہیں *

جناب امیر علیہ السلام کی عصمت

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت فی علی خمساً ہوا حیالی من الدنیا وما فیہا اما واحدة فہو تکائی بین یدی اللہ عز وجل حتی یفرغ من الحساب فاما الثانی فلو اء الحسد بید آدم ومن ولده تحته واما الثالث فواقف علی عقر حوضی لیسقی من عرف من امتی فاما الرابع فمات عورتی ومسلمی الی ربی عز وجل فاما الخامسہ فلست لختی علیہ ترجع ذانیاً بعد احسان ولا کافراً بعد ایمان (راخرجہ احمد فی المسانیب) ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ علی کو پانچ ایسے امور عطا ہوئے ہیں کہ سیر نزدیک دنیا وما فیہا سے بہتر ہیں اول یہ کہ وہ خدا کے سامنے مجبور نہ ہوگا بلکہ وہ حساب سے فارغ ہو دوسرے یہ ہے کہ لو اء الحمد اسکے ہاتھ میں ہوگا آدم اور اولاد آدم اسکے نیچے ہوگی تیسرے یہ کہ میری حوض کے پیچھے کھڑا ہوگا جسکو میری رست سے پہچانے گا اسکو پلایا جائے گا چوتھے یہ کہ وہ میرے ستر کو ڈھانپے گا مادہ محبوسہ خدا کی طرف سے روکے گا۔ اور پانچواں یہ کہ مجھے مطلق خوف نہیں کہ وہ پارسا ہو نیکیوں سے زنا کی طرف رجوع کرے۔ یا بعد ایمان کے کفر کی جانب عود کرے *

جناب امیر علیہ السلام کی عبادت

عبادت منحصر بہ کثرت صلوٰۃ اور صوم اور صدقات اور ادائی حج میں جسکا مفصل و مشرح بیان کیا جائے گا، جناب امیر علیہ السلام کی نماز

روى عن علي انه كان كلما دخل وقت الصلوة تغیر لونه فقیل له في ذلك قال جلد وقت الامانة التي عرضها الله على السموت والارض والحيال فابین ان یحملهما فقد حملتها مع ضعفی ولا ادری کیف اودیهما ونقله شیخ الامام تاج الاسلام سلیمان بن داود السقینی جناب امیر سے روایت ہو جب نماز کا وقت ہوتا آپ کا رنگ زرد پڑ جاتا ایک دفعہ اسکی نسبت آپ کے دریاوت کیا گیا آپ نے فرمایا اس بات کے ادا کر نیکا وقت آپہونچا ہے کہ امانت کو خدا نے آسمانوں پر اور زمین اور ہاڑوں پر پیش کیا انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور میرا بچہ ناتوان کے ساتھ اسے اٹھا لیا ۔

رحمن علی قال ما عرف احدا من هذه الامة عبد الله بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیری عبدت اللہ تعالی قبل از عبدہ احد من هذه الامة تسع سنین لا اخرجہ للنساء فی الخصائص والمحافظة التقفی جناب علی فرماتے تھے کہ میں اپنے سوا اس امرت کو کسی آدمی کو نہیں جانتا جس نے مجھ سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نماز پڑھی ہو میں نے نو برس پہلے خدا کی عبادت کی ہے قبل اسکے کہ کوئی اسکی عبادت کرتا ۔

۲) عن عباد بن عبد الله قال قال علي نا عبد الله واخو رسولہ وانا صدیق الاكبر يقول ذلك بعدى الا كاذب صليت قبل الناس سبع سنين لا اخرجہ احد والنساء وحافظ ابو ديد عثمان بن شبيب وابن عاصم والحاكم وابو نعیم والعقيلي عباد بن عبد الله کہتے ہیں کہ جناب علی فرمایا کرتے تھے میں خدا کا بندہ اور اسکو رسول کا بھائی ہوں اور صدیق اکبر ہوں یہ بات میرے سوا کوئی نہیں کہتا مگر جو بولتے والے اپنے سب لوگوں کو سات برس پہلے نماز پڑھی ہے

قبل قد يبسط له نطح بين الصفين ليلة الطهر فيصل عليه السهام وقعت بين يديه وموت علي صاخب يميناً وشمالاً فلا يرتفع لذلك وما قام حتى فرغ من وظيفته رشرح بفتح الباء (روایت ہو کہ صفین کی لیلۃ الریمین درمیان دو نوصفون کو آپ کے لیے نطح بچائی گئی تھی آپ اس پر نماز پڑھتے ہو اور تیرانکے سامنے سے آتے تھے اور انکے کانوں کے پاس ہو کر دابنے بائیں نظر کرتے تھے اور جناب امیر اور ان سے خوف نہیں فرماتے تھے جیت تک کہ اپنے وظائف سے فارغ نہیں ہوئے ۔ اور نہ اپنے مقام سے اٹھے جناب امیر کے کثرت نوافل کا یہ حال تھا کہ علامہ ابن الحدید لکھتے ہیں وکان جہتہ کثفتہ الجبر بطول سجودہ یعنی جناب امیر علیہ السلام کی پیشانی مبارک طول مجوس مثل اونٹ کثفتہ

لہ بفتح ثاء وکسر فاء زانو شتر کہ وقت نشستن بر زمین سجود چون میان سینہ و پیرمان و مانند آن ثقات جمہ و ذوات تعبد امام زمین العابدین (منتخب)

کی ہوگی یہی نماز کی وقت آگیا ہر قدر استغراق پہچاننا تھا کہ مطلق ہو گا ہوش نہیں رہتا تھا یہاں تک کہ لگتا ہے جسے
غصہ ہی ہو ہی رہے خبری پہچانی تھی چنانچہ سو لوی جامی تھخہ الا حرار میں نماز کے وقت تک کی محبت کو مستحضر

ایک روایت بیان کرتے ہیں +	شیر خدا شاہ ولایت علی	صیقل شرک خفی و حبلی
رفد احد چون صفہ ہجا گرفت	تیر مخالف تیش جا گرفت	غنی پیکان بگل او نفدت
صد گل محنت ز گل او شکفت	روی عبادت سوی محراب کرد	بشت بدد سر اصحاب کرد
خنجر الماس جو پیدا خستند	جاک بہن چون گلشن بہ خستند	غرفہ بخون غنہ زنگار گون
آمد از ان گلبن احسان و ن	گلگل خوشش بمصلا چکید	گفت چو فارغ ز نماز آن بدید
کاین ہمہ گل صیت نہ بای من	ساختم گلزار مصلائے من	صورت حالش چمن و دند باز
گفت کہ سو گند بدنامی راز	کزالم تیغ نذارم خنبر	گریم ز من نیست خبر دار تر

جناب امیر علیہ السلام کی کثرت صوم

عن ابن عباس قال قال الحسن والحسين مضافاً لهما رسول الله صلى الله عليه وسلم في ناس معقلوا
يا ابا الحسن لو نذرت علي ولديك فنذر علي فاطمة وفضة جارية لهما ان يراهما ابهما ان يصوموا ثلثة
ايام فشفيا وما معهم فاستقرض علي من شمعون اليهودي ثلثة اصبع من شعير فطخت فاطمة صلماً
واختبرت خمسة اقراص علي عدهم فوضعت بين ايديهم فطروا فوق عليهم السائل فقال السلام
عليكم اهل بيت محمد مسكين من مساكين المسلمين اطعموني اطعمكم الله من موايد الجنة فاثروه
وباتوا لم يذوقوا الا الماء واصبحوا صياماً فلما امسوا ووضعوا الطعام بين ايديهم وقف عليهم
يتدبر فاثروه ووقف عليهم الا سير في الثالثة ففعلوا مثل ذلك فلما اصبحوا اخذ علي بيد الحسن
والحسين واقبلوا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما ابصرهم وهم يرتعشون كالفرخ من شدة
البجع قال ما اشد سوفي ما اراكم وقام فاطلق معهم فرأى فاطمة في محرابها قد انصق ظهرها
بيطنها وضربت عيناها فساء ذلك فقتل جبرائيل وقال خلها يا محمد هناك الله في اهل بيتك
فقروا ويطعمون الطعام على حبه مسكيناً ويتيمماً واسبيراً لا تكشاف) ابن عباس رضي الله عنه کہتے ہیں
کہ ایک دفعہ امام حسن و حسین پیار ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ کے ساتھ انکی عبادت کو
تشریف لائے تو لوگوں نے کہا یا ابا الحسن اگر آپ اپنے ان دونوں صاحبزادوں کے بیٹھے کچھ نہ دمانتے تو بہتر تھا
میں جناب علی نے اور جناب سٹیہ نے اور فضہ انکی نو تہی نندہ مانی کہ حسب اس پیاری سے انکو صحت پہچان

تو ہم ترن دن کے بعد و رکھیں گے۔ خداوند تعالیٰ نے انکو شفا عطا فرمائی انکے پاس کہا نیکی کوئی چیز نہیں تھی جتنا علیؑ نے دشمنوں پہودی سے ترن پیانے جو قرص لیے جناب سید نے انکو میا اور پانچ روٹیاں اکی تعداد کے موافق دیکھا تین اور افطار کے لیے لکھا گئے رکھیں اتنے میں ایک سائل آکر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اسلام علیکم اے اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک مسکین مسلمان مسکینوں میں سے حاضر ہے کچھ بچے کھلا خانہ جنت سے خدا انکو کھلائے انہوں نے وہ روٹیاں اٹھا کر سکودیدین اور سوائے باقی کے گھونٹ کے کوئی چیز نہ چکپی اور صبح کو روزہ رکھا جب ات ہوئی اور طعام نکال کر کھانیکو بیٹھے ایک میتیم آگیا وہ طعام سکودید یا قسیری شب کو ایک قیدی آگیا انہوں نے مثل پہلی دو راتوں کے سکوی طعام دید یا حبیب صبح ہوئی جناب علیؑ سلام امام حسن اور حسین کا ہاتھ پکڑ کر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لائے جب حضرت نے انکو دیکھا کہ مثل چوزہ منع کے کان پر ہی رہیں فرمایا یہ کیا بری حالت تمہاری سکود کھاٹی دے رہی ہے اور اٹھ کر جناب فاطمہ کے پاس تشریف لیگئے انکو محراب میں دیکھا کہ ازکا پیٹ پشت سے لگا ہوا ہے اور انکھیں گڑبڑ میں پڑی ہوئی ہیں حقر کو یہ حالت بہت بری معلوم ہوئی اتنے میں جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ یہ لیجئے آپ کے اہل بیت کے لیے خدا پاک تمنیت دیتا ہے ہر یہ آیت پڑھی وہ لوگ کہ کھلاتے ہیں اپنی حب و مسکین اور یتیم اور یرکوب۔

جناب امیر علیہ السلام کے صدقا

عن علیؑ لقد رأيتني مع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وانی لا ربط الحجرج علی بطنی من الجوع واز صدقۃ فیوم اربعون الفا و فی دوا یتما ز صدقۃ مالی مبلغ لتبلغ اربعین الف دینار (اخیرہ احمد) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر تو مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھتا کہ سینے پہرا اپنے شکم پر کپڑا کیوجہ سے باندھا ہوا تھا حالانکہ ہمدن میری زکوٰۃ جا بیکس حسنا رہتی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میری مال کی زکوٰۃ جا بیکس ہزار دینار تک پہنچ گئی تھی۔

حب طبری علیہ الرحمۃ ریاض النضر فی فضائل اہل بیت کو ذیل میں لکھتے ہیں ربانیتوہم المتوہم ان سال علی مبلغ زکوٰۃ هذا القدر فليس كذلك فانه رضى الله عنه كان ازيد الناس علی ما علم مما تقدم قال ابو الحسن بن فارس اللغوی سالت ابي عن هذا الحديث قال معناه ان الذی تصدقت به منذ کان لی مال الی ایوم کذا وکذا یعنی اگر جو ہم کو احمدیث سے یاد ہو رہا ہو ہے کہ جناب امیر کے پاس مقدار مال تھا کہ جسکی یہ زکوٰۃ نکلتی تھی حالانکہ یہ بات ہمیں ہے کیونکہ آپ سب

لوگوں سے زیادہ زیادہ تھے چنانچہ سابقاً آپ کا حال تحریر ہو چکا ہے اب الحسن بن فارس لغوی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد زبیر گوار سے اس حدیث کا مطلب پوچھا وہ کہنے لگو اس کا مطلب یہ ہے کہ جناب ابی تراب نے میں کو جب سو سیرے ہاتھ میں لے لیا ہے اگر وہ آج کے دن تک میری ہاتھ میں رہتا تو اس کی زکوٰۃ اس قدر ہوتی۔ اس کے سوا ان اوقاف سے بھی مراد ہو سکتی ہے کہ جب کو جناب ابی تراب نے جاری کیا تھا اور قبل ان کے اجرا کے وہ ان کی مالک تھے اور شاید کہ ان کا محاصل اس مقدار پر ہو جس کو کہ جناب نے بیان فرمایا ہے۔

(۲) عن جعفر بن محمد عن ابیہ از عمرا قطع علیاً ثم اشتري علی ارضا الى جنب قطعه فخر فیہا عینا فینما ہم یعملون فیہا اذا انفق علیہم مثل عنق الخرو من الماء فاتی علی فیشرب ذلک فقال لبشر والوارث ثم یصدق بجمع علی الفقراء والمساکین وابن السبیل فی سبیل اللہ راخرجه ابن السمان) والریاض النضرہ فی فضائل العشر (جناب جعفر صادق اپنے والد ماجد امام محمد باقر علیہ السلام سے ناقل ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جناب علی علیہ السلام کو ایک زمین کا ٹکڑا جاگیر میں دیا یہ چرباب علی نے ہر قطعہ زمین کے پہلو میں ایک اور قطعہ مول لیا۔ اس میں ایک تالاب کھدوایا۔ لوگ تالاب کو دور سے تہر کہتا گاہ اس میں سے مثل اونٹ کی گردن کے ایک خیمہ نکلا اور جاری ہو گیا جب جناب علی تشریف لائے تو لوگوں نے انکو بشارت دی آپ نے فرمایا یہ بشارت اس کے وارث کو دینی چاہیے۔ آپ نے فقیروں پر اور سکیون پر اور مسافروں پر اسے خیرات کر دیا۔

(۳) عن ابی ذر قال کنت انا وجعفر بن ابی طالب مهاجرین الى بلاد حبشة فاهک جعفر جاریہ قیمتھا اربعۃ الاف درہم فلما قد منا المدینۃ اھلنا الی علی لتخدمہ ففعل سکنھا فی بیت فاطمۃ فدخلت فاطمۃ یوما فنظر الی اس علی فی حجل تجاریۃ فقالت لہ یا ابا الحسن فعلتھا قال لا واللہ یا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما فعلت شیئا قالت تاذن لی ان اسیر فی منزلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال قد اذنت لک فتجلبیت بجلیابھا وتبرقت بپرقعتها وادارت الذی صلی اللہ علیہ وسلم فھبط جبریل فقال ان اللہ یقرک السلام ویقول لک ان فاطمۃ ابنتک تشکی الیک علیاً فلا تقبل منها شیء فی علی شیئا۔ فدخلت فاطمۃ فقال لھا یا بنت جئت تشکین علیاً فقالت ای وری لکعیۃ فقال ارجی الیہ فقولی رغم انفی لرضاک ثلاثا فقال علی واسواتام من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شکوتنی الی خلیل وحبیبی شھدی یا فاطمۃ ان الجاریۃ حرۃ والاربعة الاف درہم الی حملت من عطائی علی فترأوا منھا جرین ثم لبس رواہ واراد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فھبط جبریل فقال یا محمد ان اللہ یقرک السلام ویقول لک قل لعلی انی قد

اعطيتك الجنة ليعتق الجارية واعطيتك ان يخرج من النار من غنعت بالادبۃ الا ان الدرهم
 التي تصدقت بها فادخل الجنة من شئت برحمتي واخرج النار من شئت بمعصيتي راخو جہ
 ابن السبوع الاندلسی فی کتابہ النفا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ میں اور جعفر بن
 ابی طالب جب بلاد حبشہ کو ہجرت کر کے گئے جعفر رضی اللہ عنہ نے چار ہزار درہم کو ایک ٹونڈی خریدی
 جب ہم مدینہ میں آئے تو ہم نے وہ ٹونڈی خدمت کر کے بیٹے جناب علیؑ کو دیدی جناب علیؑ نے اسے
 جناب فاطمہؑ کے گہر میں رکھا ایک روز جناب فاطمہؑ باہر سے گئے تشریف لائیں دیکھا کہ جناب علیؑ
 علیہ السلام اس ٹونڈی کے گود میں سر رکھ کر بیٹھے ہوئے ہیں جناب سیدہ نے کہا یا ابا الحسن تم نے
 تو اس سے صحبت کی ہے جناب علیؑ نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی واسعہ سینے اس سے کچھ نہیں
 کیا جناب سیدہ نے کہا آپ مجھے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے گہر جانے کا اذن دین آپ نے
 انکو اذن عطا کیا حضرت سیدہ کبریٰؑ ہنکرا اور برقع اوڑھ کر حضرت اعلیٰ اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف
 لے گئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا چہرہ تشریف لائے اور کہا خدا نے آپ کو سلام بھیج کر کہا ہے
 کہ آپ کی بیٹی علیؑ کی شکایت لیکر آئیے پاس آئی ہیں آپ انکا کمانہ مانیں۔ اتنے میں جناب سیدہ
 ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئیں آپ نے فرمایا اے بیٹی تم علیؑ کی شکایت کرنے
 آئی ہو جناب سیدہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یہ کبھی بیشک میں شکایت لیکر آئی ہوں۔ آپ نے فرمایا
 تم والیہ چلی جاؤ اور علیؑ سے تین دفعہ جا کر کہو کہ میری علیؑ کے رخصت آپ کو اپنی رضا کا اختیار حاصل ہے
 یہ جناب علیؑ نے جناب سیدہؑ کو یہ کلام سنا کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میری
 شری رسوائی ہوئی ہے۔ آپ نے میری محبوب اور میرے غلیل کی باس میری شکایت کی ہے یا فاطمہؑ
 گواہ ہیں میں نے اس ٹونڈی کو آزاد کر دیا ہے۔ اور چار ہزار درہم جو مجھے عطا ہوئے تھے فقرا و مہاجرین
 پر تقسیم کر دیکے لیے لیجاتا ہوں۔ پھر آپ اپنی چادر کو اوڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں
 تشریف لائے اتنوں میں حیرت علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ دو گار عالم نے
 آپ کو سلام کہا ہے اور یہ کہا ہے کہ آپ علیؑ سے کہہ دیں کہ میں نے تجھے ٹونڈی آزاد کرنے کے بدلے
 جنت عطا کی ہے اور ان چار ہزار درہم کے عوض کہ تو نے خیرات کئے ہیں تجھے اختیار دیا گیا ہے کہ
 جسکو تو چاہے دوزخ سے نجات دی اور میری رحمت کے ساتھ جسکو کہ تو چاہے جنت میں داخل کرے
 اور میری مغفرت کے ساتھ جسکو کہ تو چاہے دوزخ کی آگ سے نجات دے۔

(۴) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ اتي جنازة لمہیال

عن شريح بن علي بن رجل وبيع عن دينة فان قيل عليه بن كعب عن الصلوة وان قيل ليس عليه بن
صلی علیہ فاتی بجنازة فلما قام ليكب سئل هل علي صاحبكم دين قالوا دين فقل الله
عليه وسلم وقال صلوا علي صاحبكم فقال عليهما علي وهو برئ منهما فقدم صلى الله عليه وسلم
ثم قال لعلي بن ابي طالب خير فاك الله رها نك كما فلكت رها نك اخيك (اخرجه الدارقطني)
ابو سعيد خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کے جنازہ پر تشریف
لیتے تو اسکے اعمال کی نسبت کہی سوال نہ فرماتے۔ بلکہ اسکے قرض کی نسبت پوچھتے اگر عرصہ کیا
جاتا کہ اس شخص پر قرض ہے تو آپ خود نماز نہ پڑھتے اور اگر یہ کہا جاتا کہ اس پر قرض نہیں ہے تو آپ تھکی
نماز پڑھتے۔ ایک دفعہ حضور ایک جنازہ پر تشریف لیگئے جب آپ تکبیر کے ارادے سے اٹھے تو لوگوں سے
پوچھا تمہاری اس دوست پر قرض تو نہیں ہے لوگوں نے عرض کیا دو دینار قرض ہیں حضور خود مالیت
بیٹھ گئے اور لوگوں سے کہا کہ تم اپنے دوست کے جنازہ کی نماز پڑھو۔ اتنے میں جناب علی علیہ السلام نے
کہا ان دونوں دیناں کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے اور یہ ان سے بری الذمہ ہے حضور نے بڑھکاسر
کے نماز جنازہ پڑھی اور جناب علیؑ سے فرمایا خدا تجھے نیک جزا دے اور تیرا قرض چھٹائی جیسکے تو نے اپنی
بہائی کو قرض چھڑایا ہے ۔

جناب امیر علیہ السلام کی سخاوت

عن ابن عباس قال كان مع علي اربعة دواهم لا يملك غيرها فنصدق بدرهم ليلا و بدرهم نهارا
و بدرهم سراً و بدرهم علانية فانزل الله تعالى الذين ينفقون اموالهم بالليل والنهار سراً و علانية
فلهم اجرهم عند ربهم ولا خوف عليهم ولا هم يحزنون (نقل الواحدي في تفسيره) ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب علی علیہ السلام کے پاس چار دھرم تھے کہ انکے سوا انکے پاس اور کچھ
نہیں تھا آپ نے ایک دھرم رات کو اور ایک دن کو اور ایک پونشیہ اور ایک ظاہر خیرات کیا پس بچ دو گنا
عالم نے یہ آیت نازل فرمائی کہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کو خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں پونشیہ
اور ظاہر پس انکے لئے انکے خدا کے پاس اجر ہے اور نہیں خوف ان پر اور نہ وہ اندوگین ہونگے ۔

عن ابي ذر الغفاري قال صحبت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم يوماً من الايام الظاهر فسئل
سائل في المسجد فلم يعطه احد شيئاً فرفع السائل يديه الى السماء فقال اللهم اشهد اني
سألت في مسجد نبيك فلم يعطني احد شيئاً وكان علي في الصلوة راكعاً فادعى لي بخنصره اليمنى

فاعلم انما فاتل الله تعالى انما وليكم الله ورسوله والذين امنوا يقيمون الصلوة ويؤتون
الزكاة وهم راكعون (نقل الثعلبي في تفسيره) ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک
بن بن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک سائل نے مسجد میں سوپ
کیا کیسے اسکو کچہ نہ دیا سائل نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا اے پروردگار گواہ رہو میں نے تیرے
نبی کی مسجد میں سوال کیا ہے اور کس نے مجھے کچہ نہیں دیا جناب علی علیہ السلام نماز میں تھے اپنے ہمراہی
ہاتھ کی چنگلی سے اس اشارہ کیا اور انگوٹھی ہسکو عطا فرمائی پس خدا نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تمہارا
ولی خدا ہے اور اسکا رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں
در اتخا لیکہ وحبکے ہوئے ہیں ۔

عن انس بن مالك ان سائلا اتي المسجد وهو يقول من بقرض الملئ الرقي وعلى باع يقول بده
خلفه للسائل اي اخلع الخاتم من يدي قال فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم باع عمر وجبت
باني انت وامى يا رسول الله ما وجبت قال وجبت الجنة والله ما خلع من يده حتى خلع من كل فتيان
وخطيئة راخرجه الراضي في تاريخه تروين المسمى انس بن مالك بن مسعودی ہے کہ ایک سائل نے مسجد
میں آکر سوال کیا کہ کون ہے جو خدا کی راہ میں بہر بورق فرض سے جناب امیر رکوع میں تھے اپنے ہاتھ سے چھ
کیطوف سائل کو اشارہ فرمانے لگے کہ انگوٹھی ہماری ہاتھ سوا تار کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
امیر وحب ہو گئی ہے عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میری بانی آپ پر قربان ہوں کیا وجب ہو گئی
آپ نے فرمایا جنت وحب ہو گئی ہے سائل نے انکے ہاتھ سوا انگوٹھی نہیں اتاری بلکہ انکا ہر ایک گناہ
اور خطا تار ڈالا ہے ۔ (جناب امیر علیہ السلام کی سخاوت کو حضرت

کے منصف مزاج دشمن ہی تسلیم کرتے تھے قال معاوية بن ابی سفيان لمحقن بن ابی محتن لما قال له
جئتك من عند ائجل الناس فقال ويحك كيف تقول انه من ائجل الناس هو الذي لو ملك
بيتا من تدبر بيتا من تدين لنقل تدبره قبل تدينه (مطالب السؤل) یعنی جبکہ محقن بن ابی محتن
نے معاویہ بن ابوسفیان سے کہا کہ میں غیل قرین خلائق سے تیری پاس آیا ہوں معاویہ نے کہا ہنسوں
ہے تجھ پر تو انکو کیونکر غیل کہتا ہے کہ اگر انکو ایک سونیکل کہہ جا اور ایک انجیر کے گہر کا مالک کیا جائی
تو قبل اسکے کہ وہ انجیر کا گہر تمام ہو سونیکا گہر تمام ہو جائے گا ۔

قال الشعبي وقد ذكر عليه السلام كان اسقى الناس على الخلق الذي يحب الله سبحانه والحمد ما

قال لا سائل قط وانه كان يستقيم بيدا لنخل قوم من يهود المدينة حتى مجلت يداه وتصدق
بالاجرة وليد علي بطنه حجا (مطالب السؤل) شعبی رحمۃ اللہ علیہ جناب امیر علیہ السلام کی سخاوت کا
ذکر کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام لوگوں سے ایسے سخی ترین
تھے اور سخاوت اور جو کو محبوب کہتے تھے کہ آپ نے کبھی کسی سائل کے لئے اپنی زبان مبارک سے
لا یعنی نہیں نہیں کہا تھا اور اپنے ہاتھ سرمدینہ کے یہودیوں کے نخلستان کو سیراب کرتے تھے یہاں تک کہ
انکے ہاتھوں میں آبلے پڑ جاتے تھے اور اجرت کے پیسے خیرات کرتے اور اپنے پیٹ پر بھوک کی وجہ سے
پتھر باندھ لیتے تھے *

قال الكفوى في الطبقات كان علي يباذر كافرا وقد اصطفى الفرقيان وفي المسلمين قلة وفي
الكافرين كثرة بلغ عدد الكفار اثني عشر الف فارس فقال له الكافر في المباشرة اني سيفك يا
علي حتى انظر اليه فدفع علي سيفه اليه فقال الكافر عجب لك يا بن ابي طالب جبر امت حيث
دفعت السيف الى وانا اقاتلك قال لما مدت اليك يدك الى ملات بيد السائل ولم احسن من مرد
ان ارد بيد السائل وان كان كافرا فاسلم الكافر الكفوى طبقات میں مہتر ہیں کہ علی ایک فرسے ٹر رہے
تھے اور دونوں طرف لشکر کے لوگ صف بناتے ٹر رہے تھے سلمان بہت شوکتے تھے کہ کفار کثرت سے تو کفار کی جمعیت اس ہزار کو فریب
کافر جناب امیر علیہ السلام کی اپنی تلوار مجھے دکھائیں جناب امیر نے اپنی تلوار اسکو دیدی گلی کرنے تلوار اتار تے ہیں لیکر کہا اب کہ
آپ تلوار مجھ کو دی چکر ہیں اب آپ مجھ سے کیونکر چکیں گے جناب امیر نے فرمایا جبکہ تو فریب کی گنگو والوں کی طرح سو ہمارے سامنے
ہاتھ پڑایا تو مروت نے تقاضا کیا کہ بیگناہ گئے والیکا ہاتھ رو کیا جائے اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو یہ سنکر وہ کانٹا
سلمان ہو گیا *

وكان عليه السلام يقول لا عجب من يشتري الممالك بالعدا يشترى الاحرار بغير هدر ونقله
الفقيه ابو بكر بن محمد بن الحسين السنبلاقي المرندي في مناقب الاحباب (جناب امیر علیہ
السلام سے مروی ہے کہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے عجیب ہے ان لوگوں سے جو اپنا مال غلاموں کے مول لینے
پر صرف کرتے ہیں اور اپنے احسان سے آزاد لوگوں کو مول لیکر غلام نہیں بناتے *

جناب امیر علیہ السلام کی مہمان خوانی

يكا علي يوما فسئل فقال لمراتي خيف منذ سبعة ايام اخاف ان يكون الله اهانتي ونقله ابن
حجا المكي في امسنى المطالب واصله الاقارب، ایک روز جناب امیر علیہ السلام رونے لگے لوگوں نے

رونیکا سبب چھا اپنے فرمایا سات روز ہو گئے ہیں کہ کوئی نہ مان میرے پاس نہیں آیا مجھے خوف ہے کہ خدا نے
کہیں مجھے حقیر نہ کر دیا ہو +

جناب امیر علیہ السلام کی صابت راسی

تمام مورخ متفق ہیں کہ اسلام میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی خلیفہ مدبر پیدا نہیں ہوا۔ اسکی خاص
وجہ یہ تھی کہ حضرت عمر ہر باب میں جناب علی علیہ السلام سے مشورہ لیتے تھے ایک دفعہ حضرت عمر نے خود بنفس نفیس
حرب روم میں شریک ہونیکا ارادہ کیا جناب امیر نے انکو منع کیا کہ آپ بذات خاص حرب میں شریک نہ ہوں
اگر آپ شہید ہو جائیں گے تو کس شان اسلام ہوگی اور اشاعت اسلام میں فتور آجایگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے آپکے فرمانے کے مطابق عمل کیا +

جناب امیر علیہ السلام کا حسن لوک

فلما اظفر علی العائشۃ ما المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اکرمھا وبعث معها اذ المدینۃ عشرين امرأة
من نساء عبد القیس عمن بالعمائم وقلدھن بالسیف فلما وصلت المدینۃ القی للنساء عمامھن
وقلن لھا انما نحن نسوة (نقل الواحد) نقل ہے کہ جب حمل میں جناب امیر علیہ السلام حضرت ام المومنین
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر ظفر بایا ہو تو انکے نہایت تعظیم و تکریم کی اور انکو مدینہ منورہ کی طرف
روانہ فرمایا اور بیس عورتیں فضیلہ عبد القیس کی انکی سمیت میں روانہ کیں اور انکو عمامی اور تلواریں
بند ہوائیں حبیبہ مدینہ شریف میں پہنچیں تو انہوں نے ظاہر کیا کہ ہم عورتیں ہیں آپ کی حفاظت کو
لیئے ہکو لباس مروانہ پہنا کر بھیجا ہے اور انہی عمامے پہنے اور دیئے +

جناب امیر علیہ السلام کا کرم

عن ابی اسحاق السبیعی قال سالت اکثر من اربعین رجلا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کان اکرم الناس علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالوا علی بن ابی طالب راخرجہ الفضل
ابو اسحاق السبیعی سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چالیس صحابیوں سے زیادہ کو پوچھا
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کون بزرگ زیادہ تر صاحب کرم تھا سب نے یہی کہا
کہ جناب علی بن ابی طالب سب سے زیادہ صاحب کرم تھے +

جناب امیر علیہ السلام کی سیاست

عن عبد الله بن شريك العامري عن ابيه قال اتى علي بن ابي طالب قبل ان ههنا قوما على باب المسجد يزعمون انك رجبهم فدعاهم فقال لهم ويلكم ما تقولون قالوا انت ربنا وخالقنا ورازقنا فقال ويلكم انما انا عبد مثلكم اكل الطعام كما تاكلون واشرب كما تشربون ان الطعنة اثا بني انشاء الله وان عصيته خستيت ان يعذبني فاتقوا الله وارجلوا فابوا فطردهم فلما كان الغد غدوا عليه فجاء قنبر فقال والله رجبوا يقولون ذاك الكلام فقال ادخلهم على فقالوا مثل ما قالوا وقال لهم مثل ما قال الا انه قال انكم ضالون مفتونون فابوا فلما كان اليوم الثالث اتوه فقالوا له مثل ذلك القول فقال لهم والله لئن قلتم لا قتلتمكم باخيت قتلة فابوا الا ان يقولوا على قولهم فخذ لهم اخذوا بين باب المسجد والقصر او قد فيه نار او قال اتى طارحكم فيها او ترجعون فابوا فنقل بهم راخرجه الذهبي في المخلص وترديد هم محمول على الاستثناء به واحراقهم مع الهني عنه محمول على رجا رجوعهم او رجوع بعضهم عبد الله بن شريك العامري بنى والد سونا قل بن كرجاب امير عليہ السلام کو گوینے کا بیان کیا کہ بیان مسجد کے دروازے پر ایک گروہ ہے جو آپ کی نسبت یہ خیال کرتے ہیں کہ آپ انکے خدا ہیں جناب امیر نے انکو اپنے سامنے بلوا کر کہا تم ملاک ہو جاؤ تم کیا کہہ رہے ہو وہ لوگ سب کے سب کہنے لگے آپ ہمارے رب ہیں اور آپ ہمارے خالق ہیں اور آپ ہمارے رازق ہیں۔ آپ نے فرمایا تم ملاک ہو جاؤ میں تو تمہاری مانند ایک بندہ ہوں میں ہی کہتا ہوں جسطرح کہ تم کہتا ہو۔ اگر میں خدا تعالیٰ کی اطاعت کرونگا تو انشاء اللہ وہ مجھے توب عطا کریگا۔ اور اگر میں گناہ کرونگا تو ڈرتا ہوں کہ مجھے عذاب کرے۔ تم اس سے ڈرو اور اس سے باز آؤ۔ انہوں نے انکار کیا جناب امیر علیہ السلام نے انکو اپنے پاس سے ہٹا دیا۔ دوسرے دن وہ پہر آئے قنبر نے آکر عرض کیا وہ لوگ آج پہر آئے ہیں اور وہی بات کہتے ہیں آپ نے فرمایا ان کو میرے پاس لآ۔ انہوں نے پہر وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی اور آپ نے وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی مگر اسکے ساتھ یہی کہہ کر کہ تم گمراہ اور فقہہ انگیز ہو۔ انہوں نے پہر وہی انکار کیا تب یہ روز پہر وہ لوگ نہایت کسانے لائے گئے آپ نے فرمایا کہ اگر تم نے پہر وہی بات کہی تو میں تمکو نہایت سی حالت سے قتل کروں گا۔ انہوں نے پہر انکار کیا اور اپنی بات پر ثابت رہے آپ نے انکے لئے مسجد اور قصر کے درمیان گھڑیا کھدوا کر اس میں آگ جلادی اور فرمایا اب یہی تم بازو منہ میں تمکو اس گڑھے میں ڈال دوں گا۔ وہ لوگ اسی ہی گڑھے میں آئے آپ نے انکو

اس میں ڈلوادیا۔ علامہ فریبی مخلص میں لکھتے ہیں کہ وہ ارتداد کی وجہ سے خاص الہی سخت سزا پانچکے لڑے اور طرح کے مجرموں میں سے مستثنیٰ سمجھے گئے تھے اور انکا آگ میں ڈالوانا باوجودیکہ احادیث صحیحہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہی مروی ہے۔ محمول اس پر نہا۔ کہ شاید وہ اپنے ارتداد سے باز آئیں یا ان میں سے چند اشخاص اپنے قول سے توبہ کریں۔

قل فضیل علی لما قال لہ انت الہ فخرہ بالنار فقال وهو یحرق ولولہ یکن الہا لہ یعذب بالنار (اخرجہ العلی القاری فی شرح شفاء قاضی عیاض) روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے غلام نصیر نے جناب امیر سے کہا آپ خدا ہیں حضرت امیر نے انکو آگ میں ڈلوادیا وہ جلتا ہوا کہنے لگا اگر یہ خدا نہ ہوتا تو آگ کا عذاب مجھ پر وارد نہ کرتا *۔

نصرت دین یعنی جناب امیر کا جہاد

نصرت دین کو مراد جہاد ہے کہ مدار فضل سمجھا جاتا ہے اور خدا کے نزدیک مجاہد کا مرتبہ کثرت ثواب کی وجہ سے نہایت بلند ہے۔ لا یتوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضر والی المجاہدین فی سبیل اللہ باموالہم وانفسہم فضل اللہ للمجاہدین علی القاعدین۔ جہاد کی دو قسمیں ہیں جہاد مع النفس اور جہاد مع العدو

جناب امیر علیہ السلام کا جہاد مع النفس

جہاد مع النفس جس پر شائع علیہ السلام نے جہاد اکبر سے تعبیر کیا ہے مشتملیات نفس سے مخالفت کرنے کا نام ہے۔ اور زہد و تقویٰ اسکے آلات ہیں جناب امیر علیہ السلام کے زہد و تقویٰ اور نفس کشی کا حال باب زہد میں بطریق تفصیل بیان ہو چکا ہے اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ آپ بجزو امی مضمون صداقت مشہور ان اگر مکہ عند اللہ اتقا کم سر آما تقیا تھے جبکہ تقویٰ کی نسبت قرآن شریف باو از بلند شہادت ادا کرتا ہے۔ کما قال اللہ تبارک و تعالیٰ۔ الذین جاہدوا بالصدق وصدق بدو لک ہم المتقون یعنی وہ جو سچائی کے ساتھ آیا ہے اور وہ جو سچائی تصدیق کرتا ہے وہی متقی ہیں توحہ ابن عساکر عن مجاہد فی قولہ تعالیٰ والذی جاہد بالصدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصدق بہ علی بن ابی طالب یعنی ابن عساکر مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ الذی جاہد بالصدق ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صدق ہے جناب علی بن ابی طالب مراد میں *۔

جناب امیر علیہ السلام کا جہاد باعد عتد

یہ جہاد دو قسم پر ہے۔ جہاد بالذہن اور جہاد بالسیف

جناب امیر علیہ السلام کا جہاد بالذہن

جہاد بالذہن وہ ہے کہ وعظ و نصیحت اور ترغیب و ترہیب کے اور دلائل قائم کر کے مخالفوں کے تمام شبہات رفع کیئے جائیں اور ان کے دل کو اسلام کی طرف گرویدہ کیا جائے۔ فی الحقیقت اس قسم کا جہاد منشا نبوت کے مطابق ہونیکلی وجہ سے نہایت فضیل اور اعلیٰ ہے حضرت امیر کے وعظ سے تمام مہین مشرف باسلام ہوا ہے عن البراء بن عازب قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالد بن الولید الی الین یدعوہم الی الاسلام فکنت فین سار معدنا قام علیہ ستہ اشہر لا یجیبونہ الی شئی فبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب فلما وصل الی ادائل الین بلغ الخیر فجمعوا الہ فضلہ فیا فلما فرغنا صفتنا صفا واحدا تقدم بین یدینا فحمدنا اللہ واثنتی علیہ ثم قرأ علیہم کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسلمت ہمدان کلہا فی یوم واحد وکتبت لک الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما قرأ کتابہ خرسا جدا (اخرجه ابو عمر والحافظ ابن عبد البر فی الاستیعاب) برابر بن عازب سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو مین مین بھیجا تا کہ وہاں کی باشندوں کو اسلام کی طرف دعوت کرے مین ہی انہیں کے ساتھ تہادہ جہد مین نہ دعوت اسلام کرتے رہے لیکن ان لوگوں نے کوئی بات قبول نہ کی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی طرف علی بن ابی طالب کو روانہ کیا جب آپ حد و مین پر پہونچے سب لوگ انکی خدمت مین مجتمع ہو گئے جناب علی نے ہمارے ساتھ نماز ادا کی جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو ہم انکے سامنے صف باندھ کر کھڑے ہو گئے آپ ہمارے سامنے تشریف لائے اور خدا کی صفت و ثنا کے بعد جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پڑھ کر سنایا بعد ان کے تمام لوگ ایک ہی دن مین مسلمان ہو گئے یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میرا ملکہ بھیجی گئی۔ آپ سجدہ شکر کیا لائے *

جناب امیر علیہ السلام کا جہاد بالسیف

جناب امیر علیہ السلام کے شجاعت و جس قدر کہ دین اسلام کو نفع پہونچا ہے وہ کسی سو نہیں پہونچا۔ اربعین

میں امام فخر الدین الرازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں وقد کان فی الصحابة جماعة کاتبی دجالة و خالد بن ولید و کلت شجاعة کثر نفعاً من شجاعة الكل الا ترى ان النبي صلى الله عليه قال يوم الاعداء لخریة علی خیر من عبادۃ التقلید یعنی صحابہ میں مثل ابو دجانہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہم کے ایک ایسی جماعت تھی جو شجاعت میں مشہور تھی لیکن سب کی شجاعت سر جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت سے زیادہ تر نفع رسان تھی تم نہیں دیکھتے ہو کہ جنگ حرا سے روز آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی کی ایک ضرب جن و انس کے عبادت سے افضل ہے ۔

پروردگار نے اپنی کلام پاک میں حضرت امیر کے جہاد کو دوسرے صحابہ کے اعمال پر ترجیح دی ہے اجماع مسقیمہ الحاج و عمارۃ المسجد الحرام کمن امن بالله والیوم الآخر و جاهد فی سبیل اللہ لا یتوۃ عند اللہ یعنی کیا گردانتے ہو تم حاجیوں کا پانی پانا اور مسجد حرام کی تعمیر اس شخص کے مانند جو اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا نہیں ہیں وہ لوگ برابر اللہ کے نزدیک یخج ابو حاتم و ابوالشیخ و عبد الرزاق و ابن ابی شیبہ و ابن جریر و ابن مندہ و الشعمی فی تفسیرہ الواحدی فی کتابہ المسمی باسباب النزول و القرطبی و ابن اثیر فی جامع الاصول و النساء فی سنتہ و السیوطی فی الدرام المنثور و الحافظ ابو نعیم فی فضائل الصحابة قالوا ان علیاً و العباس طحہ بن ابی شیبہ افتخر ا فقال طلحة انا صاحب بیت مفتاحہ بیک و لو لم یکن کنت فیہ فقال العباس انا صاحب المسقاة و القائل علیہا فقال علی کلا ادی لقد صلیت ستہ اشهر قبل الناس انا صاحب الجہاد فی سبیل اللہ فانزل اللہ اجماع مسقیمہ الحاج و ابو حاتم اور ابوشیخ اور عبد الرزاق وغیرہ لکھتے ہیں کہ علی اور عباس سراع طلحہ بن ابی شیبہ باہم فخر کرنے لگے طلحہ نے کہا میں خانہ کعبہ کا متولی ہوں اور اسکی کنج میرے ہاتھ میں ہے میں چاہوں تو اسے میں رہوں عباس کہنے لگے کہ میں نغمہ کا مالک ہوں اور سکا نگہبان ہوں علی نے کہا میں نہیں جانتا میں نے پہنچا ہر پتھر سب لوگوں سے نماز پڑھی ہے اور خدا کی راہ میں جہاد کرنیوالا ہوں پس پروردگار نے یہ آیت نازل فرمائی کہ کیا گردانتے ہو تم حاجیوں کا پانی پانا کتب سیر کے مطالعہ سے واضح ہو سکتا ہے کہ حضرت امیر سوائے تبوک کے کل مشاہیر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علمدار رہے ہیں چنانچہ علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں عن ابن عباس قال لعلی اربع خصال لم یستل احد غیرہ هو اول عربی و عجمی صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و هو الذی کان لبوائہ معنی کل خف و هو الذی صبر معہ یوم فرحہ

اس فرصت قلیل میں خانہ جنگیوں کے انچودم بہر کی مصلحت نہیں ملی۔ ابھی ہیبت کی تکمیل ہی نہیں ہوئی تھی کہ واقعہ حملہ پیش آیا اور ابھی اس واقعہ کا خاتمہ نہیں ہو چکا تھا کہ صفین کا ٹٹا شروع ہو گیا جس میں آپ کی خلافت کا ٹٹا بھاری حصہ صرف ہوا۔ علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں فُتِحَتْ مَعَاوِیَہُ عَلَیْ حَمْسِ سَنَیْنٍ وَقَالَ أَبُو عَمْرٍو ہوا بہ اربع سنین یعنی جناب علی سومیر معاویہ پانچ برس تک ٹرتے رہے اور ابو عمر کہتے ہیں ٹٹیک بات یہ ہے کہ چار برس ٹٹے غرض کہ ابھی آپ اس معرکہ سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ آپ کو خارجہ یون سو لڑنا پڑا۔ پس ایسے واقعات تھے کہ جنگی سدر راہ ہونے سے نہ آپ ممالک غیر پر فوج کشی کر سکتے تھے اور نہ فتح بلاد کی طرف متوجہ ہو سکتے تھے۔ اگر صحابہ کا وہی اتفاق جو عہد شیخین میں تھا جناب امیر کی خلافت کیوقت بھی قائم رہتا تو البتہ دونوں زمانوں کے فتوحات کا موازنہ کیا جائے تاہم کتب کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ باوجود ان خانہ جنگیوں کی مڑھمت کے آپ نے امت اسلام اور بلاد کی فتح کرنے میں اپنی محنت کو مسند دل رکھا ہے اور اس جہاد میں ہی آپ دیگر صحابہ کرام سے کم نہیں رہے چنانچہ علامہ ابن اثیر کامل التواریخ میں لکھتے ہیں وَتَوَجَّهَ الْحَادِثُ بْنُ مَرْثَدَةَ الْعَبْدِيُّ إِلَى بِلَادِ السُّنْدِ غَازِيًا مَطْوَعًا بِأَمْرِ الْأُمَوْنِيِّينَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَتَلَ وَأَصَابَ غَنَائِمًا وَسَبَا كَثِيرًا وَقَتَلَ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ أَلْفَ رَأْسٍ وَبَقِيَ غَازِيًا إِلَى أَنْ قَتَلَ بِأَرْضِ الْقَيْقَانِ هُوَ مِنْ مَعَهُ يَعْنِي جَنَابَ أَمِيرِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَيْ حَتَّى حَرِثَ بَنُ مَرْثَدَةَ الْعَبْدِيُّ نَسَبَهُ كَرَمَلَكٍ كَافِقًا كَمَا أَدَّجَا كَرَكِي بَعَثَ غَنِيمَتِ حَاصِلِ كِي أَوْرَكَفَارُ كَوْرَقَارُ كَرَدِيَا چنانچہ ایک دن میں ایک نہر نوڈی یا نوڈلام غنیمت کو مال میں تقسیم کیئے اور ایک مدت تک عارث بن مرثدہ و بان پر صرف جہاد رہے۔ یہاں تک کہ وہ اور ان کے تمام ہمراہی ارض قیقان میں شہید ہو گئے۔

جناب امیر علیہ السلام کا فروین آمد کی جہا کی غرض سے فوج کا بیجا

روضۃ الصفا میں محمد عابد شاہ لکھتے ہیں چون برامی خلیفہ زمان حضرت امیر روشن گشت کے سکین حرارت تیرہ دلاں شام خبر بہ تحریک تیغ آب دار و لاوران خون آشام صورت نہ بند با بھار بن یا سر و سہیل بن جلیف و قیس بن سعد مدی بن حاتم الطائی و جمعی دیگر از صحابہ کرام بہ مجاہدہ اعداد دولت یدوی آمدند و مجموعہ طوائف قبائل کہ حاضر بودند اشارت بجایہ قبول نمودند مگر شتر قبیل از صحابہ مثل عبید اللہ بن مسعود کہ بعض سمانیدند کہ لا امام الا محمد بن باوجود اعتراف کلمات ذات معنی الصفات نور قبائل اہل قبلہ بر بصیرت نیعیتم اگر با بھار فطنت قفری باز

نور اسلام نازد فرمائی تا با کفار جہاد کنیم غایت طاقت باشد آنحضرت ملتس ایشان اسید دل و ہشتہ فرماں
داد کہ بجانب قزوین وری روند و لو اسے بختہ آن طائفہ بستہ بریج بن خشم ساربان جماعت سرور گردانید
انتہی مختصاً +

جناب امیر علیہ السلام کا آداب الحرب

جتنے مشاہد مثل بدو احد و احزاب غیرہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بابرکات میں پیش آنے لگی
میں جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت ذاتی اور فن پہلوانی کا ظہور ہوا ہے۔ جنگے سائنے سام و زریان
کی سٹوری بازیکچہ اطفال کو زیادہ وقت نہیں رکھتی مسند و عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر بلال
کے بعد جناب امیر علیہ السلام کو تین واقعے پیش آئے ہیں۔ چیل صفین۔ نہروان۔ ان تینوں میں اکبر
ذاتی جوہر جلالت کو ساتھ لپکا فن سپہ سالاری اور آداب حرب اور قواعد فوج کشی ظاہر ہوا ہے۔ جن
سے علی وجہ الکمال پایہ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ آپ اپنی تھوڑی سی فوج کے ساتھ مقابل کی تعداد کثیر
کو پس پا کر دیتے تھے +

چنانچہ واقعہ چیل کی نسبت علامہ یوسف کنجی الشافعی کفایت الطالب میں لکھتے ہیں و ذکر قتلہ الاحبار
واصحاب المتواہدۃ از علۃ من قتل من اصحاب الجمل ستہ عشر الفا و سبعمائۃ و تسعون رجلا
و کان جملہ ہم ثلاثین الفا فاقی القتل علی اکثر من نصفہم وان علۃ من قتل من اصحاب علی
الف رجل و سبعون رجلا و کان عدلہم عشرين الفا یعنی ماقلان اخبار و صاحبان تاریخ ذکر کرتے
ہیں کہ اصحاب جمل بیس ہزار تھے جن میں سو ہزار رسات سونوے ہزار گئے پس انکے مقتولوں کی تعداد
نصف سو زیادہ تھی جناب امیر کی طرف بیس ہزار تھے ان میں سے صرف ایک ہزار ستر مقتول ہوئے +
اور حرب صفین کی نسبت علامہ موصوف لکھتے ہیں قال ابن خیمۃ و فی اوائل سنۃ سبع و ثلاثین
سار معاویۃ من الشام و کان قد حی بنفسہ علی من العراق فالتقی بصفین علی شاطئ الفرات
فقتل من اصحاب علی خمسۃ و عشرون الفا منهم عمار بن یاسر و کان عدلہ عسکرہ تسعین الفا و قتل
من اصحاب معاویۃ خمسۃ و اربعون الفا و کان عدلہم مائۃ و عشرين الفا یعنی ابن خیمہ بیان کرتے
ہیں کہ ہجرت کے سنیسیون برس امیر معاویہ شام سے چلے اور وہ اپنی ذات کیلئے خلافت کو مدعی تھے اور
جناب امیر علیہ السلام عراق سے روانہ ہوئے سفرات کرنا رکھتے صفین کے مقام پر دونوں کا مقابلہ ہوا جناب
امیر علیہ السلام کے اصحاب میں ستر ہزار شہید ہوئے ان میں عمار بن یاسر بھی تھے اور آپ کے لشکر کی

کل تعداد نو ہزار تھی اور اسیر عادی کے فوج میں سو بیالیس ہزار تھے اور ان کے لشکر کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تھی *

اور جنگ نہوان کی نسبت کہتے ہیں فلیق منهم غیر اربعۃ الاف فوجوا الی علی فقال علیہ السلام کفوا عنہم حق یدو کفنا دوا الراح الی الہیۃ وحموا علی الناس فانفرقت خیل علی علی فرقتین حق صباروا فی وسطہم ثم عطفوا علیہم من المینۃ والمیسرۃ واستقبلت الرواہ وجوہہم بالنبل وعطفت علیہم الرجالۃ بالسیوف والرماح فما کان بأسرع من ان قتلوہم وكانوا اربعۃ الاف فلم یفلت منهم الا سبعة انفس لا غیر یعنی خارجیوں میں چار ہزار سے باقی نہ رہے وہ اگلے ہو کر جناب امیر کبیر آٹھ جناب امیر علیہ السلام نے اپنے لشکر سے کہا تم بیٹے رہو جیسا کہ وہ مہدوی سلسلے کے آجائیں پس وہ چلائے ہوئے کہ رحمت اور آسائش جنت ہی میں ہے جناب امیر کے لشکر میں چلائے ہوئے جناب امیر کا لشکر دو گروہوں میں بٹ گیا۔ سب سے پہلے ان کے گھیر میں آگئے۔ پہلے ان کا لشکر سمیٹا اور مسیرو سے انپر لوٹ پڑا۔ پھر انداز ان کے سامنے سیر اندازی کرتے ہوئے آگے بڑھے اور پیادہ تیزی اور تلواروں سے انپر ٹوٹ پڑتوڑی دیر نہ گزری تھی کہ وہ چار ہزار سب کے سب مارے گئے سات آدمیوں کے سوا ان میں سے باقی نہ بچے وہی کامل التواریخ فما افلت منهم الا سبعة انفس فلم یقتل من اصحاب علی الا سبعة علامہ ابن اثیر الجزیری کامل التواریخ میں لکھتے ہیں کہ خارجیوں میں صرف نو آدمی باقی بچے اور جناب امیر علیہ السلام کے لشکر میں صرف سات آدمی شہید ہوئے *

جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت

قال مصعب بن الزہری کان علی جلدی فی الحرب شدید الرعۃ ان لا یکاد احد یتمکن منه وكانت درعہ صدرہ لا ظہر لہا فقیل لہ اما تخاف ان توفی من قبل ظہرک فقال ادا مکن عدوی من ظہری فلا ابقی لہ ان ابقی علی (مستطرف) مصعب بن زہیر کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ لڑائیوں میں بہت ہوشیار رہتے تھے اور اسکی گھاتیں خوب جانتے تھے ممکن نہ تھا کہ کوئی آپ پر چوٹ لگا سکے آپ کی زبردستی فقط آگے کے لیے تھی پیچھے پشت کے نہیں تھی لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ یا حضرت آپ اس بات سے نہیں ڈرتے کہ آپ کا کوئی دشمن پیچھے سے آئے آپ فرمایا کہ اگر میں اپنے دشمن کو پیچھے سے آنے دوں تو خدا مجھے باقی نہ رکھے *

(۲) لما قدم علي بن حاتم على رسول الله صلى الله عليه وسلم وعادته فقال يا رسول الله افرقنا
 اشعر الناس واسخى الناس وافر من الناس فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما شعر الناس
 فامر القيس بن حجر اما اسخى الناس فحاتم بن سعد يعني اياه واما افر من الناس فعمر بن
 سعد يكرب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس كما قلت يا حدي لما اشعر الناس فالخشم
 بنت عمرو واما اسخى الناس فحمد علي بالله عليه وسلم يعني نفسه واما افر من الناس فلي بن ابي
 طالب (نفراته الادب) يعني جب عدي بن حاتم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں شرفیاب ہوا
 اوسا تین کوئے لگا کہنے لگا یا رسول اللہ ہم لوگوں میں ایک بڑا شاعر ہوا ایک بڑا سخاوت والا اور ایک
 بڑا شامہ سوار گزرا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچکے نام بیان کرو وہ بولا کہ ہمارا اشعر الناس
 امر القیس بن حجر ہے اور بڑا سخاوت والا حاتم بن سعد بن عمرو کا باپ ہے اور بڑا شامہ سوار عمرو بن سعد بن عمرو ہے
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جیسے کہ تو کہتا ہے اس طرح سے نہیں اشعر الناس خنسا و عرب عمرو کی بیٹی ہے
 اور اسخى الناس محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور بڑا شامہ سوار علی بن ابی طالب ہے۔
 فتیبہ لکھتا ہے کہ جب صفین کا جنگڑا بہت بڑا گیا تو حضرت علی نے معاویہ کو اپنی مبارزت کے لئے طلب
 کیا تا کہ دونوں میں سے ایک کے قتل کی وجہ سے مسلمان آرام پا جائیں۔ عمرو بن عاص نے کہا فقد اصف
 علی بن علی نے انصاف کیا ہے معاویہ نے کہا اتامرنی بلیان ذی الحسن وانت تعلم انہ النجاء المطرق
 اراک طلعت فی امارت الشام بعدی یعنی تو مجھے ابو الحسن کے ساتھ مبارزت کرنے کے لئے لے کر جاتا ہے حالانکہ
 تو جانتا ہے کہ ڈھونڈنے والا بہادر ہے۔ اس کے معلوم ہوتا ہے کہ تو میرے بعد خاتم کا امیر ہونا چاہتا ہے
 عن ابن عباس قد سألہ رجل اکان علی یا شر القتال بنفسه يوم صفین فقال ما رأیت رجلا
 اطرع لنفسه فی متلف من علی ولقد کنت اراه یخرج حاسر الرأس ید عمامتہ ویلا السیف
 (ریاض النضر) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا کیا جناب امیر حرب صفین میں بذات
 خود ہی لڑتے تھے ابن عباس کہنے لگے جیسے اکی ہاتھ کسی کو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالتے ہوئے نہیں
 دیکھا میں انکو دیکھا کرتا تھا کہ لڑائی میں ننگے سر نکلا کرتے تھے ایک ہاتھ میں عمامہ ہوا کرتا تھا اور ایک
 ہاتھ میں شمشیر۔

جناب امیر کی تلوار کے کاٹ کی نسبت صاحب حیوۃ الحیوان نقل و درۃ انوار میں لکھتا ہے وکانت ضربات
 علی باکرا اذا اعتلا قذ و اذا احتضن قط یعنی جناب امیر کی ضربیں ایک ماہری پورا کاٹ ڈالنے والی
 تھیں اگر سر پر پڑتی تھیں تو نیچے لگا باقی نہ چوڑی تھیں اور اگر گروٹ پر پڑتی تھیں تو دو گروٹ تک صاف

واقعہ شبِ ہجرت

کمال الدین بن طلحہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ طالب العلم مولیٰ بن ابی عبد اللہ بن یوسف کنجی الشافعی قدس اللہ سرہ کفایت الطالبین کہتے ہیں کہ پہلا واقعہ کہ جس میں جناب علی بن علی علیہ السلام کی شجاعت کا ظہور ہوا ہے یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انصار مدینہ و عقبہ اول اور دوم یہ ہجرت کی اور مسلمان مکہ والوں کی ایذا سے مدینہ کو ہجرت کرنے لگے تو مکہ کے مشرکین نے خیال کیا کہ اسے لے کر ان کے یہاں مدینہ دار ہجرت بن گیا ہے اور اکثر مسلمان اس شکرِ کثیر و جوارہ میں رؤساء قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا و رسانی کے درجے ہوئے اور مجتمع ہو کر انہیں لگانے لگے شیطان شیعہ نجدی کی صورت بن کر ان کے پاس آیا اور کہنے لگا۔

مجھے تمہاری مشورت کا حال معلوم ہوا ہے میں بھی اسی ارادہ سے تمہارے پاس آیا ہوں تم مجھ سے کوئی نیک صلاح مت چاہنا قریش نے اسکو اپنے مجاہدین میں داخل کر لیا اور دارالندوہ میں جا بیٹھے عتبہ بن ربیعہ بولا میری راہی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک گھر میں قید کر کے ہکا و دروازہ بند کر دینا چاہیے جس میں کوئی ایسا سو راخ نہ ہو جس سے انکو کھانا پینا پہنچ سکے پھر ان کی وفات کا امیدوار رہنا چاہیے شیخ نجدی نے کہا یہ راسے درست نہیں کیونکہ ان کے کنبہ کو حمیت پیدا ہو جائیگی اور تم سے رہبرِ پغاش ہو جائیں گے سب نے کہا یہ بوڑھا سچ کہتا ہے کشیہ بن سعید نے کہا میری راہی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی اونٹ پر چبے تھنے بے چوڑ کر کرکشن بنا لیا ہو سوا کر کے بیابان میں چھوڑ دو۔ پس وہ تنگی بدؤن کے گروہ میں جا پڑینگے وہ ان کے باتوں میں بگڑ جائیں گے اور بدو انکو قتل کر ڈالیں گے پس انکا خون غیر لوگوں کے ہاتھوں ہی ہوگا اور تم بچ رہو گے اس بوڑھے شیطان نے کہا یہ بہت بری راہی ہے۔ آیا تم ایسے آدمی پر اعتماد کر سکتے ہو جس نے کہ تمہاری قوم کے جاہلون اور نادانوں کو بگاڑ رکھا ہے اور تم اسکو خیر و ن کی طرف دیکھتے ہو تاکہ انکو بھی بگاڑ کر اپنا پیرو بنائے۔ اور حالانکہ تم اسکی شیریں بیانی اور تیز زبانی اور دلجوئی کو خوب جانتے ہو۔ حالانکہ تم نے ایسا کیا تو وہ تمام لوگوں کو جمع کر کے تم سے جنگ کر لے گا اور تمکو تمہارے شہر سے نکال دیگا اور تمہارے شرف کو مار ڈالے گا۔ تمام کمیٹی نے اسے اسے کی تصدیق کی۔ ابو جہل بولا میں تمہیں ایک ایسی راہ بتاتا ہوں کہ اس کے سوا اور کوئی راہ نہیں۔ تم قبائل قریش کے ہر طبقہ میں سو ایک ایک نوجوان مستحب کرو اور انکو تلواریں دیدو وہ مجتمہ ہو کر جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسی ضرب لگائیں کہ ایک آدمی کی ضرب سمجھی جائے۔ جب اس طرح ہوئے انکو قتل کر لیا تو انکا خون تمام قبائل قریش میں متفرق ہو جائیگا۔ بنی ہاشم اپنے میں تمام قریش سے لڑنے کی طاقت نہ پا کر دیت کے لینے پر

راضی ہو جائیں گے تم نے دیت دیدینا اور چوٹ جانا پڑے بخبری نے کہا یہ کم بہت ٹھیک ہے اور اس مسئلہ
 میں اس نے سچ کہا ہے اہم سب میں سے یہ کہری راسے والا ہے اسکی اسے سو تم نے نہ ہٹنا پس اوجہل کی
 مادی پر اتفاق کر کے سب نے ٹکڑی ٹکڑی ہو کر چل جینا یہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے
 اور یہ خبر بیان کی اور کہا کہ تم سب کو آپ اپنے بستر پر سوئیں خدا تعالیٰ نے آپ کو بیان ہی ہجرت کرینکا حکم بھیجا
 ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکے مکر سے آگاہ ہو گئے تو آپ نے حضرت علی کو اپنے بستر پر سوینکا حکم دیا اور فرمایا
 ہماری ردائی حسری یا ورہ تو تم کو ہرگز کوئی امر مکروہ نہیں پہنچے گا۔ پھر آپ نے انکو وصیت کی کہ یہ لوگوں کی
 امانتیں جو ہمارے پاس ہیں ان لوگوں کو سب کے سامنے دیدینا۔ یہ کمر آپ گھر سے باہر برآمد ہوئے اور
 مٹی کی ایک مٹی ہیر کے کفار کے سر پر ڈالی اللہ تعالیٰ نے تمام کفار کی آنکھیں بند کر دیں اور حضرت صلی
 علیہ وسلم انکے سامنے سے گزرتے ہوئے چلے حضرت علی حضور کے بستر مبارک پر سو رہے۔ تمام مشرک آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری اور قتل کے لیے مجتمع تھے اور تمام رات حضرت علی پر تہہ پہنکتے تھے نہ آپ
 مضطرب ہوتے اور نہ اندوگہین۔ یہ کفار نے تمام گھر کا محاصرہ کر لیا اور تلواریں کہینچ کر گھر میں گھس پڑے
 اور انکو کہنے لگے آ یا آپ علی بن ابی طالب کے دوست کہاں ہیں آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا کفار گھر سے نکل
 گئے۔ اور آپ تنہا وہیں ہے خدا تعالیٰ نے حضرت علی کو کفار کے شر سے بچا لیا۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کے بعد تین دن اور رات مکہ میں رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امانتیں ادا کیں اور
 مکہ میں آپ کے سوا کوئی مسلمان باقی نہیں رہا پھر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھونڈتے ہوئے کلثوم
 بن ہرم کے ساتھ مکہ سے باہر تشریف لیگئے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ نے اگر وہ لوگوں کی شجاعت اور ہمتواری
 اور ثبات نفس اور شہادت کے ساتھ مخصوص کیا ہوتا تو آپ ضرور ایسی ہونک جگہ میں مضطرب ہو جاتا
 اگرچہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کی وجہ سے آپ بستر نبوی پر سو رہے ہیں مگر کے ہو بچتے سو
 بے خطر تھے۔ لیکن نفوس شہری باوجود یقینی ہونے کے خوف کے جبکہ ڈرائیو لے امور انکی آنکھوں
 کے سامنے آجاتے ہیں تو وہ انکو دیکھ کر مضطرب ہو جاتے ہیں جیسا کہ جناب موسیٰ علیہ السلام کو باوجود
 حاصل ہونے کے وہ نبوت کو نیز خدا کے حکم کی کہ یا موسیٰ تو مت خوف کر۔ جب خدا تعالیٰ نے یہ حکم دیا
 کہ اپنے عصا کو پھینک دے اور جناب موسیٰ نے اپنا عصا پھینک دیا اور وہ سانپ بن گیا۔ حضرت موسیٰ
 اسے دیکھ کر خوف زدہ ہوا گئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا موسیٰ مت ڈر سب کو پکڑ لے۔ ہم ابھی اسکی پہلی
 حالت کی طرف اسکو لوٹا دیتے ہیں چونکہ جناب موسیٰ اس حکم سے کسی طرح پر مخالفت نہیں کر سکتے
 تھے آپ نے اپنی ردائی کے کونے کو اپنے ہاتھ پر لپیٹ کر اسکو پکڑنا چاہا۔ یہ ردائی گارنے فرمایا یا موسیٰ

متہین نیا ہو گیا ہے اگر ہم تمہاری ایذا کے لیو اسکو حکم دین تو کیا تمہارا کپڑا تمکو اسکے ایذا سے بچا سکتا ہے
جناب موسیٰ غوث نے فرمایا نہیں بچا سکتا۔ مگر میں ضعیف ہوں اور ضعیف سے پیدا ہوا ہوں پس نفوس شہری
کی طبیعت تو یہ ہے۔ اسی طرح سے جناب موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا حال ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو
حکمدار یا کہ تم اپنے لڑکے کو دریا میں بہینکدوا اور غم و اندیشہ سے تارک کرو ہم اسکو بہر تمہارے پاس پہنچا دینگے
جناب ندرین نے جناب موسیٰ کو دریا میں ڈال دیا بتقاضا نفس شہری انکے دل میں اضطراب پیدا ہو گیا
قریب تھا کہ یہ امر ظاہر ہو کر موجب فتنہ و شغب کی مہربانی نے انکو بچا لیا اور باوجود ولی اضطراب کے
بول سکین اگر جناب علی کو اپنی مہربانی سے پروردگار نے دلی قوت تامہ جسکا نام شجاعت ہے عطا نہ
فرمائی ہوتی تو وہ بھی باوجود اسکو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا کہ تمکو ہرگز کوئی امر
مکروہ نہیں پہنچے گا یا اسے خوفناک مقام میں نہ بتقاضا نفس شہری سے مضطرب ہو جاتے۔ کیونکہ اکیلا آدمی
کا دشمنوں کی جماعت میں سونا جوہر کی گرفتاری اور اسکے قتل کے درپے ہوں اور اسکے دین کے
معاند اور اسکی دشمنی کو ظاہر کرنے والے ہوں۔ یہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف بیچانے
کے بعد تین دن اور راتیں انہیں دشمنوں کے درمیان ٹھہرا رہے اور پریشہ کنو نکلا کر انکی زمینوں
اور رہاڑوں میں باوجود اعلیٰ کثرت اور اپنی تنہائی کے سیر کرتا رہے یہ تمام اسوایے واضح و لائل
ہیں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انکو جوہر شجاعت سے مخصوص کیا تھا۔

ولیلۃ المبیت کانت لیلۃ النجوم اول لیلۃ من شہر ربیع الاول سنہ ثلث و عشرين المبعث
وعمر علی خمسہ عشرین سنۃ (سبق النبوة) لیلۃ المبیت یعنی جس رات میں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے بستر مبارک پر جناب مرتضیٰ موسیٰ اور آنحضرت مکہ سے ہجرت فرمائے جمہرات کی رات اور ربیع
الاول کی پہلی تاریخ تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا تیرہواں برس تھا جناب علی کی
عمر اسوقت پچیس برس کے قریب تھی۔

غزوہ بدر الکبریٰ میں جناب امیر کی شجاعت

کمال الدین بن طلحہ شافعی مطالب رسول میں اور علامہ بن یوسف الکلبی لغاتہ المطالب میں لکھتے ہیں کہ
ایک ان مواقع میں سے بد کی ٹرائی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت میں ہجرت کے اٹھارہویں روز
سترہویں رمضان کو جمعہ کے دن پیش آئی اسوقت جناب علی کی عمر سناٹیس برس کی تھی۔ اس روز
جناب علی علیہ السلام اپنے بیٹوں دل سے اور اپنی ثابت قدمی سے اس دریا کے منجھدار میں غوطی لگاتے

تھے اور تلوار کی تیزی سے دشمنوں کی گردن قلم کرتے تھے اور بدن سے سر کرنا لشکر قدس پر گرتے تھے جو کہ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات میں لکھا ہے اور حبیب کو ابو محمد عبد الملک شام نے اپنی کتاب مسمی بہ سیرۃ النبوة میں نقل کیا ہے کہ مشرکین کے جنگ اور دن میں سر کہ جنکو جناب علی علیہ السلام نے مستقل بذات واحد یا کسی کی شرکت سے قتل کیا ہے ان میں سے نو آدمیوں پر تمام ماقبل اخبار متفق ہیں کہ انکو جناب علی نے تنہا قتل کیا ہے اور ان میں کسی کا اختلاف نہیں۔ اور ان میں سے چار نفذ ایسے ہیں جنکو آپ نے دوسروں کی شرکت سے قتل کیا ہے۔ اور ان میں سے آٹھ آدمی ایسے ہیں جنکی نسبت اختلاف ہے کہ آیا انکو جناب امیر علیہ السلام نے قتل کیا ہے یا کسی اور نے۔ پس وہ اشخاص کہ جنکو جناب علی نے مستقل بذات واحد بلا شرکت غیر قتل کیا ہے اور جن میں کوئی علامتی کسر کو بھی اختلاف نہیں وہ یہ ہیں۔ ولید بن عتبہ بن ربیعہ معاویہ بن ابی سفیان کا مامون حبیب کو جناب امیر علیہ السلام نے مبارزہ میں قتل کیا یہ ثبوت شجاع اور جری تھا۔ اور عاص بن سعید بن عاص بن امیہ اور عامر بن عبد اللہ اور نوفل بن خویلد بن اسد یہ شخص قریش کے مشیطین میں سے مشہور تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سخت عداوت رکھتا تھا اور قریش اسکو ہر ایک امر میں مقدم جانتے تھے اور اپنا پیٹھوا سمجھتے تھے حبیب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو دیکر بھی پناہ خدا سے دعا کی کہ اسکے شر سے کفایت کرے جناب علی نے اسکو قتل کر دیا۔ اور مسعود بن مغیرہ اور ابوقیس بن الفاکہ۔ اور عبد اللہ بن المنذر بن ابی رفاعہ اور عاص بن المنبہ بن الحجاج۔ اور حاجب بن سائب اور وہ لوگ کہ جنکو جناب امیر نے غیر کی مشارکت سے قتل کیا ہے وہ یہ ہیں جنظلہ بن ابی سفیان بن حرب معاویہ کا بہائی اور عبیدہ ابن الحارث اور ربیعہ اور عقیل بن الاسود بن المطلب اور وہ یہ آٹھ نفر جنکی نسبت مقلین اخبار کا اختلاف ہے کہ آیا انکو جناب علی نے قتل کیا ہے یا کسی دوسرے نے وہ یہ ہیں۔ طعیم بن عدی بن نوفل یہ تمام گمراہوں کا سردار تھا اور عمیر بن عثمان اور عمر بن قیس اور جریدہ بن عمرو قیس ابن الولید ابن المغیرہ اور ابوالعاص بن لقیس اور اوس الحجی اور عتبہ بن المعیط بن معاویہ بن عامر یہ سب قریش کے نامور تھے جنکو جناب امیر نے بدر کے دن قتل کیا یہ بات ظاہر اور تمام اہل معاذی اپنی کتابوں میں ماقبل ہیں کہ بدر کے دن کس قدر کافر مار گئے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حبیب بدر کے روز صبح کو لوگ اسٹھے قریش صف باندھ کر کھڑے ہو گئے ان سے آگے عتبہ ابن ربیعہ اور کابہائی شیبہ اور اسکا میث ولید کھڑے ہوئے عتبہ نے پکار کر کہا یا محمد آپ پکار قریش کے بہائیوں میں سے ہماری مقابلہ کے لیے آدمی بھیجیں انصار مدینہ میں سے نہیں جو ان کو

مقابل فکرمعتبہ نے کہا تم کون ہو انہوں نے اپنا حسب نسب بیان کیا عتبہ بن ہاشم کو تمہاری ساتھ لڑنے کی ضرورت نہیں۔ سمجھنے اپنے بہائی بند کو طلب کیا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا تم اپنی اپنے مقام پر واپس چلو آؤ۔ پہر آواز دی۔ اہل حمزہ اور اہل علی اور اہل عبیدہ تم کٹرے ہو جاؤ۔ اور اس سببانی پر کہ جس پر خدا تعالیٰ نے تمہاری نبی کو مبعوث کیا ہے ان سوا کو کیونکہ یہ لوگ اپنے باطل عقیدوں پر آؤ ہیں تاکہ خدا کے نور کو اپنے موندگی پہنچا دیں۔ پس وہ اٹھے انکے سامنے صفت باند بکر کٹرے ہو گئے انکے سر پر خود تھے کفار نے انکو نہ پہچانا عتبہ نے کہا تم کون ہو اگر سہاری بہائی بند ہو تو ہم تم سے ٹرین حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں حمزہ بن عبد المطلب کے اور اس کے رسول کا شیر ہوں عتبہ نے کہا آپ کفو کریم ہیں جناب علی تھے کہا میں علی بن ابیطالب ہوں اور عبیدہ نے کہا میں عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب ہوں عتبہ نے اپنے بیٹے سے کہا اے ولید اٹھ علی سوا لڑ۔ آپ ہوقت تمام قوم سے چھوٹی عمر کے تھے۔ پس دونوں کی وار چلی ولید کا وار خالی گیا اور جناب علی علیہ السلام کی ضرب اس کے بائیں ہاتھ پر پڑی وہ کٹ گیا۔ پہر آئے دوسری چوٹ ماری اور اسکو قتل کر کے پھینک دیا جناب علی علیہ السلام روایت ہے جب آپ بدر کا اور ولید کے قتل کر نیکار بیان فرماتے تو اپنی حدیث میں یہی بیان فرماتے کہ ایک ولید کے بائیں ہاتھ کی انگوٹھی کی تابش میری نگاہ میں سے جبکہ میں نے اس کے ہاتھ کو کاٹ ڈالا اس کے کپڑوں میں سے عطر کی خوشبو آتی تھی میں نے سمجھا کہ اسکی شادی کی قریب ہی ہو چکی ہو۔ اور عتبہ جناب حمزہ سے لڑا جناب حمزہ نے اسکو قتل کر دیا۔ اور شیعہ جناب عبیدہ سوا لڑا آپ کی عمر قوم میں سب سے بڑی تھی دونوں کی باہم چھین چلی۔ شیعہ کی تلوار آپ کی پٹلی کو لگی اور کٹ گئی جناب علی اور حمزہ نے انکو چڑھایا۔

سیرۃ النبوة میں لکھا ہے کہ موطن غزوہ بدر الکبریٰ سترہ رمضان کو ہو جناب علی کی عمر ہوقت ستائیس برس کی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو مبارزت کا حکم دیا ولید بن عتبہ آپ کے لڑا یہ شخص بڑا شجاع اور جری تھا جناب علی نے اسکو قتل کیا اور بعد اسکے کہ کفار آپ کو ہمارے تھے آپ نے عاص بن سعید کو قتل کیا اور حنظلہ بن ابی سفیان آپ کے مقابلہ میں نکلا آپ نے اسکو بھی قتل کیا میر عدی اور بہر نوفل بن خولید کو قتل کیا یہ قریش کے شیطانوں میں سے تھا۔ اس طرح سے آپ ایک کو بعد ایک کو قتل کرتے تھے یہاں تک کہ آپ نے نصف قتل کیے اور کل مقتول ستر تھے نصف اور مسلمانوں نے قتل کیے

غزوۃ الکدیر جناب امیر کی شجاعت

قال ابن الاثیر فی تاریخہ کانت فی ثوال سنتا ثنتین بلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجتماع

نبی سلیم علی ما اطمع یقال لہ الکدر فساد رسول اللہ صلی اللہ علیہ الی الکدر فلم یلق کیدا وکان
لواءہ مع علی وعاد ومعا النعم والرحلہ ابن اثیر خری کامل التاریخ میں لکھتے ہیں کہ غزوہ کدر شوال سنہ
دو ہجری میں واقع ہوا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی سلیم کی خبر لگی کہ وہ ایک کوئین پر کہ جسکو کدر
کہا جاتا تھا جمع ہو رہے ہیں آپ انکی طرف لشکر لے گئے کوئی تکلیف پیش نہ آئی۔ آپ کا علم جناب علیؑ کے
ہاتھ میں تھا آپ اونٹ اور بکریاں غنیمت میں لیکر وہاں سے لوٹے۔

غزوہ احد میں جناب امیر کی شجاعت

ابو محمد عبد الملک بن ہشام سیرۃ النبوة میں لکھتے ہیں ان میں سے ایک غزوہ احد ہے جو ہجرت کر تیسرے برس
واقع ہوا ہے اس قصہ میں شخص قول یہ کہ حبیب بدر کی روزا شراف قریش شکست کھا گئے اور ان میں سے
بعض قتل اور بعض قید ہوئے مکہ والوں کو انکے اشرف اور رؤسا کے قتل ہونے کی وجہ سے سخت اندوہ
پیدا ہوا باہم مجتمع ہو کر مال کثیر صرف کیا اور کنانہ کے حبشیوں کی ایک جماعت اور دیگر لوگوں کو اپنی طرف
گردیدہ کر کے مدینہ کا قصد کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے اور مسلمانوں کی بچہ کنی کی
درپے ہوئے اسکے بعد ابوسفیان بن حرب نے واپس آکر لوگوں کو باغیختہ کیا اور مدینہ منورہ کا قصد کیا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی جماعت کو ساتھ مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لائے عابہ کی جماعت
میں سے ایک نہائی واپس ہو گئی اور آپ کی معیت میں صرف سات مسلمان باقی رہ گئے۔ اس قصہ کا
ذکر اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران میں بھی کیا ہے۔

حبیبہ ثرائی کی آگ بڑک اٹھی اور جنگ کی چلی چلنے لگی مسلمان مضطرب ہو گئے اور جناب حمزہ نے ایک
جماعت کے ساتھ شربت شہادت نوش فرمایا۔ کفار کے جنگ آوروں سے بائیس آدمی ماری گئے صحابہ
مغازی نقل کرتے ہیں جناب علیؑ نے ان میں سے سات آدمیوں کو قتل کیا اور وہ یہ ہیں طلحہ بن ابی طلحہ
بن عبد الغری عبد اللہ بن جمیل بن عبد الدار۔ ابوالحکم بن الاخنس۔ سب ابن عبد الغری۔ ابواسیہ
بن المغیرہ۔ ان پانچ آدمیوں پر سب کا اتفاق ہے کہ جناب علیؑ ہی نے انکو قتل کیا ہے۔ اور ابوسعید طلحہ بن
ابوطلوہ۔ اور نبی عبد الدار کے غلام حبشی کے قتل میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ ابوسفیان اپنے ساتھیوں
کے ساتھ مکہ کو لوٹ گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لے آئے اور اپنی شمشیر ذوالفقار کو جناب
فاطمہ علیہا السلام سے دیکر فرمایا بیٹی! اس سے لہو و ہودا لو اس نے آج مجھے سچا کیا ہے اور جناب علیؑ نے
بھی انکو اپنی تلوار دیکر کہا اس سے لہو و ہودا لو اس نے آج مجھے سچا کیا ہے۔ ابن اسحاق لکھتے ہیں کہ اگر

روز میں ہوا کا ایک جھونکا چلا اور جناب علیؑ نے ہاتھ سر آواز سنی کہ لا سیف الاذوالفقار ولا فقی الا علیؑ
ذوالفقار کو سنا کوئی تلوار نہیں اور علیؑ کے سوا کوئی بہادر نہیں *

عن ابن عباس قال خرج طلحة بن ابی طلحة یوم احد وکان صاحب لواء المشرکین فقال یا اصحاب
محمد ترعوت ان الله تعجلنا باسیافکم الی النار وتجعلکم یاسیافنا الی الجنة فایکم یدزالی فیدز
الی علی وقال له والله لا افارقک حتی اعجلک بسیف الی النار فاختلعا ضربتین فضر به علیؑ علی
رجله فقطعهما وسقط الی الارض فادار علیؑ ان یجهر علیه فقال انشدک الله والرحم باین هم
فانصرت عنده الی موقفه فقال المسلمون هلا ابجھت علیه فقال ناشدنی الله ولیس بعیش
فمات من ساعته ونشر النبی صلی الله علیه وسلم فسر المسلمون بذلك قال محمد بن اسحاق وکان
الفتح یوم احد بصیر علیؑ علی عنائہ وثباتہ وحسن بلائہ (کفایۃ الطالب للعلامہ ابن یونس لکھنؤ
الشافعی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سر روایت ہو کہ احد کو دن طلحہ بن ابی طلحہ مشرکوں کا علم بردار فوج سے
بابہ لٹکر کہنے لگا اے صاحب محمد تمہارا دشمن ہے کہ ہم فرشتے کے لوگ تمہاری تلوار سے دفعہ میں لگاؤ جاؤ گے
اور تم مسلمان ہماری تلوار سے جنت میں آئے جاؤ گے پس کہن ہستم میں سے کہ میرا مقابلہ کر سکے جناب
علیؑ اس کے مقابلہ کے لئے نکلے اور ہر کی طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے میں جیتا ہوں کہ اپنی تلوار سے تجھ کو فوج
میں نہ ڈالوں تجھے نہیں چھوڑ دوں گا۔ پس دونوں کی مار چلی اور آئے اس کے پاؤں پر ایک ضرب لگائی کہ وہ
زمین پر گر پڑا جناب علیؑ نے اس کو مار ڈالنے کا قصد کیا اس نے آپؐ کو خدا کی قسم دیکر کہا اے ابن عمر
آپ رحم کریں آپ اس کو چھوڑ کر اپنی جگہ تشریف لائے مسلمانوں نے کہا آپ نے اس کو کیوں نہ مار ڈالا
آپ نے فرمایا اس نے مجھے خدا کی قسم دی ہے تاہم وہ زندہ نہیں رہیگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس کے مرینگی بشارت دی مسلمان خوش ہو گئے محمد بن اسحاق اپنی سیرۃ میں لکھتے ہیں کہ اچھلے
روز جناب علیؑ کے رنج پر صبر کرنے اور آپ کی ثبات نفس اور تکلیف کو اچھی طرح سے برداشت کرنے سے
فتح حاصل ہوئی *

درودی الحافظ محمد بن عبدالغفرین الجنابذی فی کتاب معالم العترة النبویہ مرفوعاً الی قیس بن
سعد عن ابيه انه سمع علياً يقول يا صابتي يوم احد ستعشر ضربة تسقط الی الارض فی
اربع منهن فجامنی رجل حسن الوجه طیب الريح فاخذ بضیعی فاقامنی ثم قال اقبل علیہم
فانک فی طاعة الله ورسوله وهما عنک داضیان قال علیؑ فامیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاختلعا
فقال یا علیؑ اقراہ عینک ذاک جلیل (کفایۃ الطالب) حافظ محمد بن عبدالغفری الجنابذی کتاب

معالم العترة النبویہ میں قیس بن سعد کی طرف مرفوع کر کے روایت کرتے ہیں ان کے والد نے جناب علیؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اہل کعبہ ستر زخم جھکولے لگے تھے کہ ان میں سچا زخم خون کے ساتھ میں زمین پر گرنے کے قریب ہو گیا تھا ناگمان ایک خوبصورت خوشبو میں نکلتے ہوئے آدمی نے میری پاس آکر میرا کندھا پکڑ لیا اور مجھ کو کھڑا کر دیا اور کہا بیکر و شمنو نہ چرہ کر کہ تو خدا اور اس کے رسول کی اطاعت میں ہے اور وہ دونوں تجھ سے راضی ہیں جناب علیؑ کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی آپ نے فرمایا یا علیؑ خدا تیری آنکھوں کو تھنڈا کرے وہ حیرا ٹیل ہے۔

عن جعفر بن محمد عن ابیہ علیہ علی ابائہ السلام قال اصحاب اللواء يوم احد تسعة قتلم علی قال ابن الاثیر فلما قتلهم ابصر رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم جماعة من المشركين فقال لعلی احمل علیہم فحمل فخرقهم وقتل فیہم ثم ابصر جماعة فقال له احمل علیہم وحمل وفرقہم وقتل فیہم فقال جبریل ان هذا المواساة فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم انه منی وانا منہ فقال جبریل اتا منکم ما قال فسمعوا صوتا لاسيف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی رکامل التواریخ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد ماجد سے نقل کرتے ہیں کہ احد کے دن مشرکین کے نو علمدار تھے جنکو جناب علیؑ نے قتل کیا ابن اثیر جزیری کامل التواریخ میں لکھتے ہیں کہ جب جناب علیؑ نے انکو قتل کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کی ایک جماعت کو دیکھا اور علیؑ سے فرمایا انپر حملہ کر آپ نے انپر حملہ کر کے انکو متفرق کر دیا پھر آپ نے ایک اور جماعت کو دیکھا اور علیؑ سے فرمایا انپر بھی حملہ کر آپ نے انپر بھی حملہ کیا اور قتل کر کے انکو متفرق کر دیا جبریل علیہ السلام نے کہا جناب علیؑ کے لئے تسلی ہوتی چاہیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ میرا ہے میں اسکا ہوں جبریل علیہ السلام نے کہا میں تم دونوں کا ہوں۔ اور ایک آواز سنا کہ ذوالفقار کے سوا کوئی تواریخ نہیں اور علیؑ کے سوا کوئی بہادر نہیں ہے۔

عن علی قال کسرت ید علی يوم احد فسقط اللواء من ید یدیه فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فموضع ید الیسری فانه صاحب لوائی فی الدنیا والاخرۃ (الخوارزمی) جناب علیؑ سے منقول ہے کہ احد کے دن میرے ہاتھ کو ضرب آگئی علم میرے ہاتھ سے گر گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکے بائیں ہاتھ میں علم ویدو کہ وہ دنیا اور آخرت میں میرا علمدار ہے۔

غزوہ خندق میں جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت

بکمال الدین بن طلحہ الشافعی مطالب السؤل میں لکھتے ہیں کہ ان میں سے ایک غزوہ خندق پر جب غزوہ

غابی ہی کہتے ہیں ہجرت کو پانچویں برس مافع ہوا اسکا قصد یہ ہے کہ حبیب النہضت صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر
 کہ قریش کے تمام قبائل مجتمع ہوئے ہیں اور ابوسفیان لنگا پیش رو ہے اور غطفان ان سے اتفاق کیا
 ہ اور انکا سپہ سالار عیینہ بن حصین ہے اور یہ لوگ بنی نضیر کے یہودیوں کے ساتھ متفق ہو کر مدینہ کے
 اصرہ کا قصد رکھتے ہیں ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی حفاظت کے واسطے خندق کھدوایا جب
 خندق سو فاعہ ہوئے تو قریش کناہ کے حبشیوں اہل تمامہ کو ساتھ لیکر اور غطفان اہل نجد کی دست
 ارجبعیت کو ساتھ مسلمانوں کے آگے اور پیچھے سے آئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس قصد کا
 رکھا ہے کہ حبیب قریش تمہاری آگے اور پیچھے سے آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے تین ہزار
 جماعت کو ساتھ مدینہ سے باہر تشریف لائے مشرکین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت پر
 یہودیوں کے ساتھ موافقت کر کے مسلمانوں پر سخت گیری شروع کی چنانچہ سورہ احزاب میں حق تعالیٰ انکا
 فصل فرمایا ہے ۔

شُرکین کو اپنی جمعیت اور یہودیوں کو متفق ہو جانے کی وجہ سے مسلمانوں کی بیخ کنی کا طمع پیدا ہو گیا ان
 بن سو قریش کے چند سوار آگے بڑھیں عین انکا نامی شہسوار عمرو بن عبدود ہی تھا جو اکیلا صمد سوار
 سوار کی برابر گتا جاتا تھا۔ اور عکرمہ بن ابی جہل ہی تھا جو گھوڑوں کو بڑا کر خندق پر اکڑے سب اور ایک
 ایک گندر گاہ تلاش کر کے خندق سے گھوڑے کدماؤ اور انکے گھوڑے خندق کو اور مسلمانوں کے درمیان
 چھلنے اور کودنے لگو یہ دیکھ کر جناب علی چند مسلمانوں کو ساتھ خندق کے اس مقام کی طرف بڑھے
 بیان پر سورہ خندق پہنچا آئے تھے اور اس تنگ مقام کی ناکہ بندی کی۔ عمرو بن عبدود لوٹ پڑا
 ریش نے اسکے واسطے ایک بہادری کی علامت مقرر کی ہوئی تھی جس سے اسکی قدر و منزلت امتحان
 شوکت معلوم ہو سکتی تھی اسکا فیاضی اسکی سبب تھی اور چند دوست ہی اسکے ساتھ تھے۔ عمرو بن
 بن مبارک کے غری لگانے لگا۔ جناب علیؑ نے اسکے مقابلہ کا ارادہ کیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے بند کر دیا وہ پہلے بن مبارک پر پکار پکار کر طعن زنی کرنے لگا کہ کمان ہے وہ تھماری ہتھکڑی
 بسکی نسبت تمہارا زعم ہے کہ جو شخص تم میں سے قتل ہو گا وہ اس میں داخل ہو جائیگا۔ بہر کیوں تم میں
 سے کوئی میرے مقابلہ پر نہیں آتا جناب علیؑ نے شکر آنحضرت کی خدمت میں آکر اسکی مبارزت کیلئے خوشگوار ہوئے
 انچو فرمایا عمرو بن عبدود جناب علیؑ کو عرض کیا اگر عمرو بن عبدود آج چلو اسکو مقابلہ کیلئے مجازت دین حضرت انکو ان کی اور
 سراقہ سے حکم دیا کہ امار کر لے کر سر پہ باندھا اور فرمایا اسی شان سے چلو جاؤ جناب علیؑ اسکے سامنے
 گئے وہ یہ خبر کہہ رہا تھا ۔ ولقد بحث من النداء + بمعکم هل من مبارز + ووقت اذ جن

اشیاع + بموقف البطل المتاجن + وكذلك اني لمدانل + متسرعا نحو الهراهر + ان اشجاعة في
الفتى + والنجى من خيل الملائكة + (یعنی) تحقیق میری آواز تم لوگوں کو دل میں مبارک دیکھتے دیکھتے
تک گئی اور جبکہ بہادر نامردی کرتا تھا میں دلیروں کی صف میں کھڑا تھا۔ میں ہمیشہ سیطرح لوگوں کی
طرف دوڑتا تھا۔ کیونکہ جو ان مرد کے لیے شجاعت اور سخاوت بہت ہی اچھی طبیعت ہے جناب علی نے
اس کا جواب ارشاد کیا ہے یا عمرو و عیث قد اناک + عیث صوتک غیر عاجز + ذونہ و بصیر + و
الحق منی کل فائز + انی لا رجوان اقیم + علیک نائحتا العاجل + من ضربتہ تفق و یقی + ذکھا
عند المظاہر + یعنی اے عمرو تجھ پر افسوس ہے تیرے پاس رہا ہے جو تیرے دیکھنے کے جواب دینے
میں عاجز نہیں۔ اور صاحب نیت اور بصیرت اور سچ ہر ایک فیروز سند کو نجات دینے والا ہے میں بے
شک ہمدرد ہوں کہ میں بوڑھی عورتوں کے میں تجھ پر ہا کر اؤنگا۔ ایک ایسی ضرب کہ تو فنا ہو جائے
گا اور سر کون میں اس کا ذکر باقی رہے گا۔ عمرو بن عبد ود نے کہا آپ کون ہیں آپ نے فرمایا میں علی بن ابی
طالب جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن عم اور داماد ہوں عمرو نے کہا آپ کا والد میرا دوست
ہوتا مجھے با معلوم ہوتا ہے۔ کہ میرا نیزہ انکو چھپٹ لیجائے۔ آپ نے فرمایا ای عمرو بن عبد ود سہ بات کا ذکر
جوڑ۔ میں نے سنا ہے کہ تو نے اپنے جی میں ثمان رکھا ہے کہ اگر کوئی شخص میرے آگے تین باتیں پیش
کرے گا۔ تو میں ان میں سے ایک کو ضرور قبول کرونگا۔ عمرو نے کہا آپ پیش کریں آپ نے فرمایا ایک یہ ہے
کہ تو کلمہ پڑھ اور سلمان ہو جا۔ وہ بولا مجھے اسکی حاجت نہیں۔ آپ نے فرمایا دوسری بات یہ ہے کہ تو بیان
سے لوٹ جا اور اس شکر کو بھی واپس لیجا عمرو نے کہا کیا قریش کی عورتیں نہ کہیں گی اور عرب گیتوں میں نہ
گائیں گے کہ میں لڑائی کے لئے بیان آیا اور پچھلے پاؤں لوٹ گیا۔ اور جس قوم نے مجھے اپنا رئیس بنایا
میں نے اسکو رسوا کیا۔ جناب علی نے کہا تیسری بات یہ ہے کہ تو گھوڑی سے اتر کر مجھ سے جنگ کر۔ عمرو نے
کہا میں نہیں چاہتا کہ تجھ ایسے بزدل کو قتل کروں۔ جناب علی نے فرمایا واسطہ میں تجھ کو قتل کرنا چاہتا ہوں
عمرو حسرت میں اگر گھوڑی سے کود پڑا اور اسکی کوٹھن کاٹ دین اور جناب علی کی طرف لپکا دونوں ایک
ساعت تک باہم لڑتے رہے عمرو نے ایک چوٹ کی اپنے اسے سپرے روکا سپر کاٹ کر تلوار آپ کے سر میں شیبہ
گئی۔ جناب علی نے عمرو سے کہا تو تو عرب کا مشہور شہسوار ہے کیا تو لڑائی میں مجھے اکیلا کافی نہ تھا کہ تو
مددگار بلائے میں عمرو نے پیچھے ہٹ کر دیکھا اپنے اسکی دونوں ہڈیوں پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ کٹ گئیں
اور غبار بلند ہو گیا جب کہل گیا تو لوگوں نے دیکھا کہ آپ دائرہ ہی بکڑے ہوئے اسکی چھاتی پر سوار ہیں
اور اسکا سر کاٹ رہے ہیں۔ ایک دواہ میں یوں ہے کہ اپنے اس کے کندھ پر تلوار ماسی اور اسکی

ایک طرف کا کندہ نہیں پر گرا دیا اسکو اسی طرح سے مقتول ہو کر اسکی بیٹی علی پر پڑی یہ کوہی مار ڈال
 انکی گھوڑی بہاگ گئی عکرمہ بن ابی حبل نے یہ دیکھ کر اپنا نیزہ پھینک دیا اور بہاگ گیا ان میں سے جو پہلے
 بہاگ تھا وہ بھی اسکے ساتھ بہاگ نکلا جناب علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہمت میں سے نہ تھی
 عمرو کی ضرب کی وجہ سے اسکے سر میں سو خون بہتا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لو
 عمرو بن عبدود افضل من عبادۃ الثقلین یعنی علی کا عمرو بن عبدود کو قتل کرنا اس سے افضل ہے
 عبادت سے افضل ہے۔

عن جابر بن عبد اللہ قال قاتل علی بن عمرو ولا یافضل اللہ تعالیٰ ان قتلہ و قاتلہ
 علیہ السلام و جالوت حیث قال عز وجل فہزموہم باذن اللہ و قتل داؤد جالوت باذن اللہ
 عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضرت علی کا عمرو کو قتل کرنا بالکل حضرت داؤد علیہ السلام اور جالوت کو قتل کے
 مشابہ ہے جبکہ ذکر خدا نے اس طرح پر کیا ہے کہ وہ خدا کے حکم سے بہاگ نکلا اور داؤد کو قتل کر دیا
 عن عبد اللہ بن مسعود قال کان یقویٰ باللہ المؤمنین القتال بلی و قاتل اللہ لاویا
 غریزا عبد اللہ بن مسعود معنی ابوہریرہ اس طرح پر پڑھا کرتے تھے کہ اے ایمانی میں مومنوں کے لیے اللہ
 نے علی کی وجہ سے کھات کی اور اللہ غالب مہربان ہے۔

عن ابی الحسن المدائنی قال لما قتل علی بن عمرو بن عبدود فہی الی امت و قتالہ من الان
 اجتری علیہ فقالوا علی بن ابی طالب فقالت کانت منیۃ علی بد کثرتہ و یومئذ ہذا
 من ہذا یا بنی عامر فانشأت سے لو کان قاتل عمر خیر قاتلہ + لکنت ابی علی علیہ السلام
 لاکن قاتلہ من کایاب بہ۔ من کان یدعی قتلہ یا بیضۃ البلد یعنی اے مدائن کے رہنے والے
 کہ تم میں کہ جب جناب علی نے عمرو بن عبدود کو مارا اور یہ خبر سنی کہ میں کوئی وہ پوچھنے لگا کہ سچ
 کہ کا قاتل چل گیا لوگوں نے کہا علی بن ابی طالب کا کہنے لگے اسکی موت نہ پہلے بڑی بڑی فتنہ
 کے ساتھ ہوئی ہے۔ اسی نبی عامر میں نے کوئی اس سے نہ پاؤہ صاحب فتنہ شیعہ ہوتا ہے اسکی
 مرثیہ میں یہ شعر ہے اگر عمر و کا قاتل اسکے اس قاتل کے سوا کوئی اور نہ ہوگا۔ تو میں ہمیشہ
 اس پر رونا کرتی۔ لیکن اسکا قاتل ایسا ہے کہ جس میں کوئی عیب نہیں اور وہ ہمیشہ سے شہر
 کا سردار پکارا جاتا ہے۔ قال فضل اللہ بن رزبہان فی کشف الغمۃ و قاتلہ و قاتلہ
 ان علیا لما بذل علی بن عبدود قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یزید بیان قتالہ ان
 الکفر کلہ فضل اللہ روز بیان کشف الغمۃ میں یاقول میں کہ جو راول سیر و امیر کہتے ہیں

کہ جب جناب امیر عمر بن عبدود کے مقابلہ کے لئے نکلے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پورا ایمان پورے کفر کے مقابلہ کو نکلا ہے +

غزوہ خیبر میں جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت

ایک غزوہ خیبر ہے جو سنہ سات ہجری میں پیش آیا۔ ہوقت جناب علیؑ کے عمر اکتیس برس کی تھی۔ اس تمام قصہ کا خلاصہ ابو محمد الملقب بن ہشام نے سیرۃ النبوۃ میں مسلم بن الاکوع کی طرف مرفوع کر کے لکھا ہے وہ روایت کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب سعادت میں خیبر کو چلے میری چچا عامر صحابہ میں پیرِ خبر پڑھ رہے تھے واللہ لو اللہ ما اھتدینا + ولا نقصد قنا ولا صلینا + ونحن عن فضلك ما استغینا + وثبت اقدام ان لا قینا + وازل من سکینۃ علینا + یعنی اگر خدا ہیکوہدایت نہ کرتا۔ نہ ہم صدقہ دیتے نہ ہم نماز پڑھتے۔ ہم تیرے فضل سے مدد چاہتے ہیں۔ پس جبکہ ہم دشمنوں کے سامنے جاوے۔ تو تو ہمارے قدم ثابت رکھو۔ اور تو ہم پر سکون اور تسلی نازل فرما لے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون ہے عرض کیا گیا یہ عامر ہے آپ نے فرمایا اے عامر اللہ تجھے مغفرت کرے۔ آپ خصوصیت کی جسکی نسبت دعا فرماتے وہ حضور شہید ہو جاتا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر حضور ہیکوہی عامر کے ساتھ اس عار میں حصہ دیتے تو کیا اچھا ہوتا۔ جب ہم خیبر میں پہنچ گئے مرحب یہودیوں کا سردار قلعہ سے باہر نکل کر اپنی تلوار ہلا ہلا کر یہ خبر پڑھ رہا تھا کہ قد علئت خیبرانی مرحب شاکي السلاح بطل مجوب تمام خیبر جاتا ہے کہ میں مرحب ہوں۔ آلات حرب میں شوکت والا ہوں دلیر ہوں تجربہ کار ہوں۔ عامر رضی اللہ عنہ اسکو مقابلہ کے لئے میدان میں نکلی اور رجز کہنے لگے کہ قد علئت خیبرانی عامر۔ شاکي السلاح بطل المغامر تمام خیبر جاتا ہے میں عامر ہوں۔ آلات حرب میں شوکت والا ہوں دلیر ہوں بے اندیشہ ہوں۔ پس عامر اور مرحب میں ہاتھ بٹنگو مرحب کی تلوار عامر کے گھوڑے کو لگی وہ اچھلا کہ عامر کو گرا دی۔ انکو اپنی تلوار سنگ گئی جس سے زگ ہفت انعام کٹ گئی۔ اس میں انکی جان تھی۔ بعض صحابی کہتے تھے عامر کا عمل باطل ہو گیا ہے کیونکہ اپنے ہاتھ سے مار دی گئے میں آنحضرت کے حضور میں روتا ہوا گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا عامر کا عمل باطل ہو گیا ہے آپ نے فرمایا کون کہتا ہے میں نے کہا حضور کے بعض صحابی کہتے ہیں آپ نے فرمایا بلکہ اسکے لئے دودفعہ کی شہادت کا اجر ہے۔ پھر حضرت نے مجھ جناب علی بن ابیطالبؑ کے بلانیکو لیے بھیجا انکی آنکھیں دیکھتی تھیں۔ میں انکو لیکر آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم علم آج اکیا ہے آدمی کو دیکھو کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسول اس سے دوست رکھتی ہیں

حضرت نے اپنا عابد بنانکی انکھوں کو لگایا۔ وہ اچھی ہو گئی اسنے علم انکو دیا۔ مرحب قلعہ سے باہر نکلا۔ بنی
مبای ہانکنے لگا۔ قد علمت خیبرانی مرحب + شاکی السلاح بطل محرب۔ اذا الليوث اقبلت تلبث
واجتمع من صولة المحرب۔ قلت حمای بدلا یقرب۔ اطعن احیانا وحینا اضرب۔ ان دخل بلاد
فانی اغلب۔ والقرن عندک بالدماء مخضب یعنی تمام خیبر جاتا ہے میں مرحب ہوں۔ آلات حرب میں
شوکت رکھنے والا ہوں ولیرہون تجربہ کار ہوں۔ جبکہ معرکہ میں شیر دساتے ہیں۔ آگ کے شعلے ٹپکتے ہیں
مرحب کو حملہ سے ہٹ جاتے ہیں کہ بادشاہ کا حاصیہ۔ ظاہر ہو گیا کہ میرے خوف سے کوئی نزدیک نہیں آتا
کبھی میں نیزہ دیتا ہوں اور کبھی تلوار۔ اگر تمام زمانہ مغلوب ہی ہو جائے تو یہی میں غالب ہوں۔ میرے
سامنے حریف خون میں تھرا ہوا ہے جناب علی نے اس کے مقابل میں یہ خبر بیان فرمائی ہے انا الذی
سمتی امی حیدرہ + ضرغام اجام ولدت فسطحہ۔ عبل الذراعین شیدا لقصرہ + کلیت غابا
کریم المنظر + اکیلکم بالسيف کيل السندہ + اضربکم ضربا یبین الفقر + واترك القرن
بقاع جزره + اضرب بالسيف رقاب الکفرہ + ضرب غلام ما جد خورده + من یترک الحق یقوم
صغره + اقتل منکم سبعة او عشرہ + فکلهم اهل فسوق فجرح + میں وہ ہوں کہ میری ٹان
نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔ بہادری کے پیشہ کا۔ دندہ شیر ہوں۔ قوی بازو اور سخت گردن والا
جیسو کہ ڈراولی صورت والا جنگل کا شیر۔ میں تلوار کے تجربہ پانے سے تمہیں ناپون گا۔ میں تمہیں
ایک ایسی ضرب لگاؤں گا جس سے تمہاری پشت کا ایک ایک مہر جدا ہو جائیگا۔ میں نیزہ کو سخت زمین میں
گاڑتا ہوں۔ میں تلوار سے کافروں کی گردن مارتا ہوں۔ بزرگ قوم کے ور میں میرے ہوئے نوجوان
کی ضرب ہو۔ اس کے لیے جو حق کو چھوڑتا ہے اور دولت پر شیرتا ہے۔ میں ان میں سرسات یا دس آدمیوں کو
قتل کروں گا جو سب فاسق و فاجر ہیں۔ بہر جناب علی نے ایک وار کیا اور مرحب کا سر کٹ کر گر پڑا۔ اور خدا
نے ان کے ہاتھ سے فتح عطا کی *

دوسری روایت میں ہے کہ جناب علی علم لیکر کودتے ہوئے زرنگاہ کو تشریف لے گئے میں انکی خبر معلوم کرنے
کو انکے پیچھے ہوا۔ اپنے قلعہ کے نیچے چہرلی زمین پر علم گاڑ دیا۔ قلعہ سے ایک یہودی نے کہا آپ کون
ہیں آپ نے فرمایا میں علی بن ابی طالب ہوں یہودی نے کہا تم بلندی پر بیٹھا ہو موسیٰ علیہ السلام پر
جھوٹ بات نازل نہیں ہوئی۔ جب تک کہ قلعہ فتح نہ ہوا آپ وہاں سے واپس نہ ہوئے۔ جناب رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ابو رافع رضی اللہ عنہ نازل ہوا جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
علی کو علم دیکر روا نہ کیا تو ہم بھی انکے سامنے ہوئے جب آپ قلعہ کے پاس پہنچے قلعہ والے نے ٹھکرانکر سنا

لے کر ایک یہودی نے آپ کو چوٹ ماری آپ نے ہاتھ سے سپرہ پینکری اور قلعہ کے دروازہ کو اٹھا کر سپرہ پینکری
 اور اڑتے رہے جہاں تک کہ خدا نے انکو فتح دی پھر آپ نے اسکو پینکری یا ہم سات آدمی جن میں اٹھواں میں
 یہودی شریک تھا اس نے دوازی کو ٹوٹو لگے چنے نہایت زور مارا لیکن وہ ہم سے نہ لوٹ سکا۔ بریدہ سلمی
 رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خیبر کے دن ابو بکر نے علم اٹھا یا گرفتہ نہ ہوا دوسرے حضرت عمرؓ نے علم لیا یا گرفتہ نہ ہوا۔ پھر آن
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم یہ علم آپے آدمی کو دینگے کہ جب تک خدا ہر کو فتح نہ دے وہ نہیں
 ٹوٹے گا۔ سب حضرت صبح کی نماز پڑھ چکے تو علم طلب کیا اور جناب علیؓ کو بلایا انکی آنکھیں کہتی تھیں پھر
 حضرت نے علم انکے سپرد کیا۔ انھوں خیبر کو فتح کیا۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ جب جناب علیؓ
 قلعہ دوس کے قریب گئے خدا کے دشمن یہود اپنے تیر اور پھر پینکری لگے۔ آپ نے اپنے حواریہ کیا یہاں تک کہ آپ دروازہ
 سے نزدیک پہنچ گئے آپکا پاؤں پسل گیا۔ وہاں ہوا آپ غصہ کیا کہ ہو کر دروازہ کی دہلیز کی طرف اتر کر اسکو
 اکھاڑ کر چالیس گز پس پشت ڈال دیا یا خدا نے خیبر کو انکے ہاتھ پر فتح کر دیا عبداللہ بن عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ
 مجھ سے کہتے تھے کہ جب یہاں پہنچے ہو کہ خدا نے انکے ہاتھ سے خیبر کو فتح کیا بلکہ انکے قلعہ کو دروازہ اکھاڑنا اور
 چالیس گز پس پشت بہینکری سے عجیب ہوا۔ اور چالیس آدمیوں نے اسکے اٹھانے میں طاقت آزمائی کی
 لیکن نہ ناکام ہوئی صلی اللہ علیہ وسلم کو سبکی کی گئی آپ فرمایا اس فوج کی قسم جو قبضہ قدرت میں میری ہے کہ میں چلے تو انکو مددگار
 قال علی بن ہاشم اللہ علیہ السلام فی سیرۃ الخلیفۃ یزید علیہ السلام ضربہ جافترس فوق السیف علی الذین فقد وشیق
 المظفر والحجرات تحتہ والعماتین وخلق ہامتہ حتی اخذ السیف فی الاخراس علی بن ہاشم اللہ علیہ السلام فی سیرۃ الخلیفۃ یزید علیہ السلام
 میں کہ جناب امیر نے جب مرحبہ تلوار لگائی اس پر بریلی تلوار سپر کو چیرتی ہوئی مغر پر پہنچی اور مغر کو پہاڑ کر اس پر کی ٹکیا کو کاٹ
 ڈالا جو اس مغر کے نیچے تھی پھر سبکی دستار کو اور سر کو کاٹتی ہوئی دانتوں میں بہو پھنسی +

واقعہ حمل میں جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت

محمد بن حنفیہ الشافعی کفایت الطالب میں کہتے ہیں کہ جناب امیر کی بیت مہاجرین و انصار اس وقت کی جبکہ پانچ دن تک نہ
 میں مصر میں جناب عثمانؓ کو قتل کر کے غوغا برپا کر رکھا تھا اور بعض بن حنیفہ علیؓ انکا غرہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بیت
 کے لیے جناب امیر کی خدمت میں آتے جاتے تھے اور عرض کرتے تھے کہ لوگوں کا نام کہ نبی عرب نہیں آیا اس پر فرماتے تھے ہمارے حالات نہ
 مجھے دخل نہ ہو ضرورت نہیں جس طرح اختیار کر لو میں معنی ہوں لوگوں کا اگر سوا ہم کسی کو نہیں چاہتا اور نہ ہم آپ کا زیادہ ار
 بات کو لیتے کسی کو خدا جانتے ہیں۔ آپ فرمایا اگر ایسی ہی ضرورت ہو تو میری بیت خبیطہ طور نہیں ہو سکتی لیکن کہ تو میں کہ انکی
 باتیں آپ کے گھر میں ہو رہی تھیں لیکن کہتے ہیں کہ بنی ہند کہ باغ میں گفتگو ہو رہی تھی۔ آپ صحابہ کرام کو جمع کر کے
 لگے سب کا اہل علم بن عبد اللہ بن مسعود کی انکا ہاتھ احد کی لڑائی میں ٹوٹ چکا تھا حبیب بن ذویبؓ کا انا اللہ وانا الیہ

الہیہ راجہوں پر پوری قوت ہوئے ہاتھ نے بیعت کی ہر بیعت پوری ہوتے ہوئے نظر نہیں آتی۔ پھر انکو پیچھے زبیر بن العوام نے بیعت کی پھر حضرت عثمان کے چند رشتہ داروں کے سوا سب مہاجر اور انصار آپکی بیعت سے مشرف ہوئے اور جن لوگوں نے آپ کی بیعت نہیں کی انکے نام یہ ہیں۔ محمد بن بشیر بن النعمان۔ رافع بن خدیج۔ فضالہ بن عبیدہ۔ کعب بن عجرہ۔ صہیب بن جہان۔ اسامہ بن زید۔ آپکی بیعت ہجرت ۳۰ قیسو میں مس باسچوین ذی الحجہ کو جمعہ کے دن واقع ہوئے۔ نعمان بن بشیر جناب عثمان بن عفان کا خون بہا کر جس میں مکہ انکی بی بی نائلہ کی ترشی ہوئی اور انگلیاں ٹکی۔ قہین۔ جو حضرت عثمانؓ کے قتل کے وقت انکی بی بی نے اپنے ہاتھ کو بڑا کر قاتل کی شمشیر کو اپنے روکنا چاہتا اور کٹ گئی تھیں۔ اپنے ساتھ لیکر شام کو معاویہ کے پاس چلا گیا۔ اور طلحہ وزبیر بھی بیعت سے چار مہینے کے بعد مکہ معظمہ میں چلے گئے جناب علی نے تمام شہروں میں عامل بھیج دیے اور عثمان رضی اللہ عنہ کے عمال کو واپس بلا بھیجا اور معاویہ کے بلانیکر لئے اس مضمون کا خط لکھا۔ خط امیر المومنین علی کی طرف سے معاویہ کی طرف ہے کہ اگرچہ عثمان صاحب قرابت اور حق دار تھے مین بھی ذوق قرابت اور صاحب حق ہوں۔ خدایتعالیٰ نے مہاجرین اور انصار کو شہرت سے لوگوں کی حکومت میرے گلزمین ڈالی ہے دوسرے لوگوں نے بھی انہیں کی راہ کی پیروی کی ہے۔ جو کچھ کہ انکو بہلا معلوم ہوا اور سپر انہوں نے عمل کیا اور حیرت سے انکو گرت معلوم ہوئی اسکو چوڑا یا تم بہت جلدی میرے پاس چلو آؤ سینے تمام عاملوں کی طرف لکھ بھیجا ہے کہ میرا عہد انکے ساتھ ہرگز نہیں ہے جو بات کہ میری گلے پڑی ہے میں ہی انکو گلے میں ہی ڈالنا چاہتا ہوں اور اس سے میں اپنے دین اور امانت کو خریدنا چاہتا ہوں۔ مجھ اس سے ہرگز چارہ نہیں۔ تم میرا خط دیکھتے ہی اپنے چند شریف دوستوں کو ساتھ میرے پاس چلو آؤ جو وقت آپ اس خط کو لکھ کر فارغ ہوئے مغیرہ بن شعبہ آپکی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کہنے لگے یا امیر المومنین یہ خط کیا ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے معاویہ کو لکھا ہے اور انکو اپنے پاس بلا یا ہے۔ قاصد کے ہاتھ بھیجا چاہتا ہوں مغیرہ نے کہا یا امیر المومنین اگر آپ قبول فرماوین تو میں آپکی نصیحت کرنا چاہتا ہوں اپنے فرمایا بیان کرو۔ مغیرہ نے عرض کیا معاویہ کے سوا۔ آپ کو کی خبر نہیں سکتا۔ اسکے قبضہ میں شام کا ملک ہے۔ اور حضرت عثمانؓ کا ابن عمر اور انکا عامل ہے۔ آپ سوست اس سے کسی سے عہد کی بابت کہلا بھیجیں کہ وہ آپ کی اطاعت کرے۔ جب آپ کے پاؤں خوب مجھ جائیں پھر جواب کی راہ پر سو کریں۔ جناب امیر نے فرمایا مجھے ہر بات سے خدا تینے کا حکم دیتا ہے۔ کہ لوگوں کو گمراہ کرنے والوں کو اپنا دوست مست یا خدا کی قسم ہے پورے گارم ہو کر ہرگز مددگار بنتا ہوا نہیں دیکھے گا۔

بلکہ جس امر پر کہ میں ہوں ہی کی طرف میں اسکو کہیں چون گا۔ اگر اس نے مان لیا بہتر ورنہ خدا کے پاس میرا اور شکا
اضاف ہو جائیگا۔ مغیرہ آپ کے پاس سوا تھا اور کہنے لگا آج آپ تھیرے رہیں اور کل تک صبر کریں میں کل
آپ کے پاس آؤنگا یہ دیکھا جائیگا کہ کیا کرنا چاہیے دوسرے دن مغیرہ نے کہا کہ یا امیر المومنین کل جو کچھ کہہ سیتے
عرض کیا تھا سو کیا تھا سنا آئے اسے نہیں مانا تھا جب میں بات کو سونے کے لیے لیٹا تو خیال کیا کہ آپ ہی
کی رائے ٹھیک ہے آپ نے جو کچھ کہہ لکھا ہے معاویہ کی طرف بھیج دیں اگر وہ آپ کے پاس چلا آئے تو بہتر ورنہ آپ کو مغرور
کردین کیونکہ یہ بات شوکت کے مناسب ہے آپ نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ میں ایسا ہی کرونگا یہ کہہ کر مغیرہ آپ کے
پاس سے چلا گیا ابن عباس کہتے ہیں جب لوگ بیعت کر چکے ہیں جناب امیر کبیر دست میں گیا دیکھا مغیرہ خلوت میں
جناب امیر علیہ السلام باتیں کر رہا ہے یہ وہ چلا گیا میں نے جناب امیر سے عرض کیا مغیرہ آپ کے کیا کہتا تھا۔
آپ نے فرمایا مغیرہ کل میرے پاس آکر کہنے لگا کہ آپ حضرت عثمان کے عامل معاویہ اور عمرو بن عاص کو عہد
سے مغرور بخیرین حبیب کا کہ لوگوں کی شورش فرو ہو جائے پھر ان میں سے جسے چاہیں آپ مغرور کریں میں نے
اس کو انکار کیا اور یہ کہہ لیا کہ میں دین میں ہرگز سستی نہیں کر سکتا۔ پھر کہنے لگا کہ آپ جبکو چاہیں مغرور
کریں لیکن معاویہ کو برقرار رہنے دین کیونکہ شام کے لوگ اسکے مطیع ہیں اور اسکے کنویر چل کر رہے ہیں۔
اور صاحب جہات ہی اور اسکے قائم رکھنے میں آپ کے لیے قوی حجت ہے کہ جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے
اپنے عہد خلافت میں اسکو حکم شام بنایا ہے۔ میں نے کہا خدا کی قسم ہے وہ لوگ دو دن ہی اسکی مدد نہیں
کر سکتے مغیرہ میرے پاس سوا کر چلا گیا مجھے معلوم تھا کہ وہ اپنے ذہن میں ضرور یہ خیال کرتا ہے کہ میری رائے
ٹھیک نہیں۔ اب ہر لوٹ کر آیا تھا اور کہتا تھا میں نے پہلو مرتبہ آپکو جو کچھ مشورہ دیا تھا۔ آپ نے میری رائے سے
مخالفت کی تھی میں نے خیال کیا کہ جو آپ کی سامی میں آیا ہے آپ وہی کرینگے اب میں ہی آپ کی سامی کے
ساتھ اتفاق کرتا ہوں آپ جبکو چاہیں مغرور کریں اور جبکو چاہیں متولی بنائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے لیے
کفایت کرے والا ہے۔ یہ امر شوکت کے مناسب ہے ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر سے عرض کیا مغیرہ
نے پہلو مرتبہ آپ کے بطور نصیحت کیا تھا۔ دوسرے مرتبہ دھوکا دیا ہے۔ آپ نے فرمایا پہلے مرتبہ اسے مجھے کیونکہ
نصیحت کی تھی میں نے عرض کیا معاویہ اور اسکے دوست صاحب بنی امیہ میں جب آپ انکو اپنے عمل سے قائم رہتے
دیکھ کر تو وہ آپ کے متعرض نہیں ہونگے اور جبکہ آپ انکو مغرور کرینگے تو وہ یہ کہیں گے کہ جناب امیر نے
ہمارے خلیفہ کو قتل کر کے خلافت کو بغیر حق کے لے لیا ہے اور شام کے لوگوں کو آپ کی طرف سے دیکھا تو نیگوار
ہو میں طلحہ اور زبیر سے بھی طعن نہیں کہ وہ بھی آپ کے بگڑے ہوئے ہیں میرا مشورہ یہی ہے کہ آپ
معاویہ کو مغرور نہ کریں حبیب وہ بیعت کرے تو آپ اسکو اسکی جگہ سے اکھاڑ سکتے ہیں۔ جناب امیر نے فرمایا

بین تلوار کو سوا اور کسی چیز سے اسے جواب نہیں دودگا سینے عرض کیا یا امیر المومنین آپ یہاں آدمی ہیں لیکن
 لڑائی میں آپ کی رائی شیک نہیں اپنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا ہے کہ لڑائی فریب کی ہو
 آپ نے فرمایا سچ ہے سینے کہا اگر آپ میرا کتنا مائین تو میں انکے آنے کے بعد ان سے آپ کی حسب ضابطہ
 معاملہ کروں گا کہ وہ پیچھے ہٹ کر نہ دیکر سکیں گے اور آپ پر یہی کوئی الزام ہمارا نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا اے ابن
 عباس میں تیرے اور معاویہ کے بہرہ رسد پر نہیں۔ یہ میرے عرض کیا اچھا آپ میری دوسری بات مائین
 اور دروازہ بند کر کے اپنے گھر میں بیٹھ رہیں۔ غرض کہ تمام لوگ دوڑ ہو پکڑ گئے آپ کے سوکھ کو
 خلافت کا حق دار نہیں پائیں گے آپ ان لوگوں سے لڑائی نہ کریں ورنہ حضرت عثمان کا خون آپ کے ہر نڈھیر
 گے۔ آپ نے انکار کیا اور فرمایا تم میرا خط لیکر شام کو چلے جاؤ میں تم کو وہاں کا حاکم کرتا ہوں۔ ابن عباس
 نے کہا میرے نزدیک یہ کاشیک نہیں۔ معاویہ بنی امیہ میں ہے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ابن عم
 اور عامل ہے۔ میں ہرگز اس پر مطمئن نہیں۔ وہ عثمان کے بدلے میری گردن مار دیگا۔ اور اگر اس سے زیادہ
 میرے حق میں احسان کریگا تو مجھے قید کریگا اور آپ کی قرابت کی وجہ سے ضرور مجھ پر تشدد کرے گا
 جیسا میں نے مجھ پر ہاتھ ڈالا تو گویا آپ پر ہاتھ ڈالا آپ اپنے خط کو کسی دوسرے کے ہاتھ اسکے پاس
 بھیج دیں اور اسے یہاں بلا لیں۔ یہ دیکھو کہ کیا جواب دیتا ہے جناب امیر علیہ السلام سیرۃ الجہنی کو
 خط دیکر معاویہ کے پاس بھیجا۔ جب اس معاویہ کو خط دیا تو معاویہ نے پڑھ کر تین مہینے تک کوئی اس کا جواب
 نہ دیا۔ جب حضرت عثمان کی شہادت کو پورے تین مہینے کا عرصہ گزر چکا تو ماہ صفر کے آخری دنوں میں
 معاویہ نے نبی عسکر کا ایک آدمی بلایا اور اس کو ایک سادہ خط دیکر کہا کہ تو مدینہ میں ڈکھو داخل ہو جیو
 اور لوگوں کے سامنے جناب امیر کو یہ طومار دیدیجیو اس نے مدینہ میں پہونچ کر جناب امیر کو طومار دیدیا۔
 آپ نے جب اس کو کھولا تو بالکل سادہ پایا آپ نے اس سے فرمایا تیرے پیچھے شام کے باشندوں کا کیا حال
 ہے قاصد نے عرض کیا یا امیر المومنین اگر آپ مجھے امان عطا فرمائیں تو میں عرض کر سکتا ہوں
 اپنے فرمایا قاصد کہی قتل نہیں کیا جاتا وہ کہنے لگا میں اپنے پیچھے ایک ایسی قوم کو جو بڑا آیا ہوں جو
 یہ کہتے تھے کہ ہم قصاب کے بغیر کسی طرح سے رضی نہیں ہونگے سینے ساٹھ ہزار آدمی کو حضرت عثمان سے
 کرتے کے پیچھے روتے ہوئے چوڑا ہے اور وہ قتیص و مشق کی مسجد کے منبر پر رکھا ہوا ہے اس میں حضرت
 عثمان کی موی نائلیہ کی انگلیاں ہی ٹکی ہوئی ہیں جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کیا وہ مجھ سے عثمان کے
 خون کے طلبگار ہیں عثمان کے قاتلوں کو خد خراب کرے۔ خدا جس امر کا ارادہ کرتا ہے اس کو ہلکی
 حد تک پہونچاتا ہے۔ جیسی نے کہا مجھ سے امان ہے۔ آپ نے فرمایا طلبہ جانچے امان ہے۔ وہ وہاں ہوا اس کے

چلا گیا۔ لوگ باہم گفتگو کرنے لگے اس کتے ڈرکتے کے قاصد کو لڑی تین کرنا کیا مناسب تھا۔ واسا اگر امیر المومنین
 اسکا مان نہ عطا فرماتے ہم ہکھڑو قتل کر ڈالتے۔ بہر حال امیر علیہ السلام نے اہل شام کے ساتھ لڑائی کا سلام
 کیا۔ اور محمد بن حنفیہ کو علمدیا۔ اور عبداللہ بن عباس کو میمنہ کی فوج اور عمرو بن سلمہ کو مسیرہ اور ابلیس عامر
 ابن الجراح کو لشکر کا مقدمہ سپرد کیا۔ قسم بن عباس کو اپنے پیچھے مدینہ کا حاکم بنایا اور عراق میں جناب عثمان
 کے حاکم قیس بن سعد کو اور کوفہ میں ابو موسیٰ اشعری کو ملکہ بھیجا کہ اہل شام کی لڑائی پر لوگوں کو آمادہ کرین
 اہل مدینہ سے فرمایا خدا تعالیٰ کی محبت کے پورے کرنے میں تمہاری امیر کو ہر طرح سے عصمت حاصل ہو تمہاری
 اطاعت کرو اور اپنے دلوں کو غم اور غصہ میں نہ ڈالو اور اس سے سرکش نہ بن جاؤ۔ شاید پروردگار تمہاری پیشانی
 کو جمعیت کے بدلے کی اور اس خیرانی کے بدلے کہ اس قسم نے تمہارے حق میں سوچ رکھی ہے تمہیں نیکی پہنچانے
 جناب امیر علیہ السلام لشکر کو شام کی طرف لیجانی کا تہیہ فرما رہے تھے کہ طلحہ اور زبیر اور ام المومنین عائشہ
 کے برخلاف ہو جائیکے خبر ملی اور معلوم ہوا کہ وہ بصرہ کی طرف جانا چاہتے ہیں۔ اسکا سبب یہ ہوا کہ حبیب
 اور زبیر مدینہ سے مکہ میں چلے آئے جناب ام المومنین حضرت عائشہ نے جو ایام حج کی وجہ سے مکہ میں فروکش
 تھیں ان سے پوچھا کہ مدینہ طیبہ میں کیا ہو رہا ہے۔ دونوں صاحبوں نے عرض کیا ہم دونوں لوگوں کے غوغا
 کی وجہ سے مدینہ سوہاگ آئے ہیں وہاں کے لوگ نہ حق کو پہچانتے ہیں اور نہ باطل سے پرہیز کرتے ہیں۔
 اور نہ ایسے امور سے اپنے آپکو باز رکھتے ہیں۔ ام المومنین نے کہا اس غوغا کے فرو کرنے کے لیے کچھ چرہائی
 کرنا چاہیے۔ طلحہ اور زبیر نے کہا یہ ہم سے کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیا ہم ہی شام کو چلے جائیں اور معاویہ سے جا
 ملیں۔ ابو عامر انہیں دونوں میں جناب عثمان کے قتل کے بعد بصرہ سے مکہ میں آیا ہوا تھا۔ کہنے لگا تمکو
 شام میں جانیکے ضرورت نہیں وہاں معاویہ کافی ہے۔ تمکو بصرہ میں جانا چاہیے۔ مجھے وہاں رسوخ حال
 ہے اور بصرہ کے لوگ طلحہ کی طرف گردیدہ ہیں۔ اور ہم میں طلحہ لافٹ ہی ہیں۔ بصرہ کی طرف جانیکے لیے سب
 کی رائے قرار پائی جناب ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی انکے ساتھ جانیکو آمادہ ہوئیں علیہ
 بن عمر کو بھی ہمراہی کے لیے کہا گیا مگر انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ مدینہ والوں کے ساتھ ہوں جو کچھ
 وہ کرینگے میں بھی وہی کرونگا۔ اسیلے وہ مکہ میں ٹھہرے رہے۔ جناب ام المومنین حضرت عائشہ نے بھی انکے ساتھ
 چلنے کا ارادہ کیا۔ لیکن انکے بہائی عبداللہ بن عمر نے انکو روک لیا۔ یعلیٰ بن سہب نے جو میں میں حضرت عثمان
 کا عامل تھا اور انکے قتل کے بعد مکہ میں آیا ہوا تھا ایک ہزار درہم اور سات سو اونٹ انکے پاس بھیجے
 اور مکہ میں منادی کرادی کہ ام المومنین عائشہ وطلحہ اور زبیر بصرہ کو جانے والے ہیں جو شخص دین کے
 عزت کے لیے لڑنا اور حضرت عثمان کے خون کا بدلہ لینا چاہتا ہے اور انکے پاس سامان اور سوارسی وغیرہ

وہ ہمارے پاس آجائے۔ چہ سو شتر سوار اور ایک ہزار پیادہ باشندگان مکہ اور مدینہ کے انکے ساتھ ہوئے۔ انکے سوا اور بھی لوگ انکے ہمراہ ہو گئے جنکی تعداد تین ہزار کے قریب پہنچ گئی۔ یحییٰ بن مسلم نے جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی ساری کو ایک اونٹ دیا جسکا نام عسکر تھا۔ دوسو دینار کے بدلے اس کو خریدا تھا اس اونٹ کی نسبت اجزیج روایت کرتے ہیں کہ عیینہ کے ایک آدمی کے پاس تھا وہ بیان کرتا ہے کہ میں ایک روز اس اونٹ پر سوار تھا کہ مجھے والیا بن الحباب ملا۔ اور کہنے لگا۔ تو اس اونٹ کو بیچے گا۔ میں نے کہا ہاں میں بیچتا ہوں۔ اس نے قیمت پوچھی میں نے ہزار درہم بتائی اس نے کہا تو دو ہونے تو نہیں میں نے کہا کیوں۔ میں خدا کی قسم کہا کر کہتا ہوں کہ میں اس پر سوار ہو کر کسی کے پیچھے نہیں دوں گا کہ میں نے اسے نہ پالیا ہو۔ اور میرا کہنے۔۔۔ بیچا نہیں کیا کہ میں اس کو گم نہ ہو گیا ہوں۔ اس نے کہا تجھے یہی معلوم ہے کہ ہم یہ اونٹ کس کے لیے مانگتے ہیں۔ ہم اسے جناب ام المومنین کی ساری کو بیچنا مانگتے ہیں۔ تو میں نے کہا تم بلا قیمت لیلو۔ وہ کہنے لگا نہیں بلکہ تو میرے ساتھ ایک آدمی کے پاس مل وہ تجھے ایک ناقہ اور درہم دیدیگا۔ میں اس کے ساتھ گیا ساتھوں مجھے چہ سو درہم اور ایک اونٹنی اس کے عوض عطا کی ام الفضل حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی عبداللہ بن عباس کی والدہ ماجدہ نے جہینہ کے بدوٹن میں سے ایک آدمی کو اجرت دیکر جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں اس خبر کے پہنچا نیکو بیجا کہ ام المومنین اور طلحہ اور زبیر بصرہ کی طرف گئے ہیں۔ بہر جناب ام المومنین نے مکہ سے برآمد ہو کر منزل کی طرف کوچ کیا۔ جب نماز کا وقت آیا مروان بن الحکم اذان کسکر طلحہ وزیر کے پاس گیا اس وقت اندرون کے بیٹے انکے پاس بیٹھ ہوئے تھے کہنو لگا تم دونوں میں سے میں کس ایک کو امیر ہو نیکا سلام کہوں اور نماز کا اذان کس سے لون عبداللہ بن الزبیر نے کہا میرے باپ کے اور محمد بن طلحہ نے کہا میرے باپ کے یہ بات جناب ام المومنین مخالف تھیں کہ پوچھی انہوں نے مروان کو کھلا بھیجا کیا تو ہماری بات کو بگاڑنا چاہتا ہے۔ عبدالرحمن بن عتاب نماز پڑھا لیکن معاویہ بن جہل کہتے ہیں کہ اگر مروان طلحہ باب ہو جاتا تو ضرور ہم آپس میں لڑ مارتے۔ نہ زبیر طلحہ کو اور نہ طلحہ زبیر کو چوڑنے والا تھا جناب ام المومنین کے ساتھ اور اموات المومنین بھی انکے وادع کرنے کے واسطے مکہ سے ذات عرق تک نکلی تھیں سلام کی حالت پر رونے لگیں اور انکے ساتھ تمام لوگ رونے لگے۔ اس دن سے زیادہ کوئی رونے کا دن نہیں دیکھا گیا اسکا نام یوم الخیب کہا گیا۔ پر وہ لوگ بصرہ کو نکلے اور جناب امیر علیہ السلام اپنے لشکر لیکر بیع الاول شذنبیسیں ہجری کی آخری تاریخ میں شام کے قصد یربند سے باہر نکلے۔ آپ ابھی روانگی میں تھے کہ ام الفضل کے قاصد پہنچ کر خبر دی کہ طلحہ وزیر اور ام

المومنین غمناک ہو کر مکہ سے بصرہ کو چلی گئی ہیں۔ حبیب کو یہ خبر ملی اکابر اہل مدینہ کو بلا کر اپنے انکے سامنے خطبہ پڑھا اور خدا کی حمد و ثناء کے بعد بیان فرمایا کہ کسبیات کا انجام بخیر نہیں ہوتا جب تک کہ خدا اسکو ہستی نہ کرے پس تم خدا کی مدد کرو خدا تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے سب کام اچھے کر دیگا۔ جناب علیؑ نے یہ فرما کر شام کی طرف سوا عراض فرمایا اور بصرہ کی طرف روانہ ہوئے تاکہ طلحہ و زبیر کے بصرہ میں پہنچنے سے پہلے رستہ میں انکو جالین اور انکو واپس کر لائیں یا ان سے جنگ کریں۔ حبیب آپ ربذہ میں پہنچے تو آپ کو خبر ملی کہ وہ بصرہ کی میدان سے تیرہ گئے ہیں۔ علقمہ بن وقاص المیشی کہتا ہے کہ حبیب اہل بصرہ طلحہ و زبیر سے بیعت کر چکے تو میں طلحہ سے ملا اکثر میں نے علیؑ کو ملتا ہوا سبھتا ہوا دیکھا کہ اکثر وہ اپنی وارثی کو بکری ہوئے خلوت میں متفکر بیٹھے رہتے ہیں سینے لئے کہا یا اباجہد میں آپکو ہمیشہ خلوت میں شگفتہ پایا کرتا تھا اب دیکھتا ہوں کہ آپ اپنی وارثی کو بکڑے ہوئے متفکر بیٹھے رہتے ہیں اگر کوئی بری بات تمہارے پیش آئی ہے تو کوئی نیک امر اختیار کر لو۔ مجھ سے کہنے لگو کہ حضرت عثمان کے حق میں مجھ سے خطا ہو چکی ہے جسکی توبہ میں سوا اسکے نہیں جانتا کہ انکے خون کے طلب میں میرا خون بہا یا جائے۔ میں نے آپ اپنے بیٹے محمد کو واپس مسجدین آگئی زمین ہے اور عیال ہی ہے اگر آپ پر کوئی حادثہ وارد ہو تو وہ ابکر بعد آپ کی زمین اور عیال کی خبر گیری کر سکے کہنے لگے شاید وہ تیری بات مان لے۔ میں نے محمد کے پاس جا کر کہا کہ اگر کوئی حادثہ میرے باپ پر نازل ہو اور تو زندہ رہے تو تو اسکی زمین اور عیال کی خبر گیری کر سکتا ہو اسنے کہا میں اپنے باپ سے سوا کسی کے لئے طلب نہیں کر سکتا۔ روایت ہے کہ طلحہ ان دنوں میں کہا کرتے تھے کہ ہم قبل سے اکثر اس فتنہ کے باتیں کیا کرتے تھے انکے دوستوں میں سے کسی نے کہا آپ ہسکا نام فتنہ رکھتے ہیں اور خود اس میں پڑتے ہی ہیں۔ کہنے لگے تجھ پر سخت افسوس ہے۔ کبھی ہم فتنیاب بھی ہوئے ہیں مگر کبھی نہیں ہی ہوئے مگر کبھی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا کہ میں نے اپنے قدم دھرنے کی جگہ کو نہ معلوم کر لیا ہو مگر میں اس معاملہ میں نہیں جانتا کہ مقبل ہوں یا مدبر شہاب ابن طارق کہتا ہے کہ جناب امیر جنگ جبل کے لئے تشریف لائے اور ربذہ میں فروکش ہوئے آپ کے لشکر میں میرا ایک رفیق تھا میں اسکے ملنے کے لیے گیا اور جناب امیر علیؑ السلام کی تشریف آوری کی وجہ پوچھی اسنے بیان کیا کہ طلحہ اور زبیر اور جناب ام المومنین عائشہ حضرت امیر سویر خلافت ہو کر بصرہ کی طرف چلی گئی ہیں اور وہ لڑنے پر آمادہ ہیں۔ میں نے اپنے جی میں کہا۔ اگر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواریم میں اور جناب ام المومنینؑ کے ساتھ جنگ کروں تو یہ ایک امر گران معلوم ہوتا ہے اور اگر جناب امیر علیؑ السلام کے ساتھ جنگ کروں تو یہ بھی مشکل ہے کیونکہ وہ سب مومن سوا لی ہیں۔ اسی اثنا میں میں اپنے دوست کو پاس سوا لشکر جناب امیر کے خدمت میں گیا

اور سلام عرض کیا۔ آپ نے سلام کا جواب ارشاد فرمایا میں آپ کے پاس شہید کیا۔ آپ نے میری جانب متوجہ ہو کر ان لوگوں کا تمام ذکر بیان فرمایا جب آپ اس قصد کو بیان کر چکے تو آپ نے نماز کا حکم دیا اور ہمارے ساتھ ظہر کی نماز ادا کی پھر کوٹ کر بیٹھ گئے جناب حسن علیہ السلام اٹھ کر ان کے سامنے جا بیٹھے اور کروڑوں گھنٹے میں آپ سے عرض کیا تھا مگر آپ نے نہ مانا میں نے پھر عرض کیا تھا۔ اب یہ یکم ہے کہ آپ کل کیسے تنگ موقع میں لڑینگے اور کوئی آپ کا مددگار نہ ہوگا۔ جناب امیر نے فرمایا کہ تو سو ہی کیا بات ہے تم ہمیشہ لوگوں کی طرح سے روتے ہو۔ تنے کیا ایسی بات کہی تھی کہ جسکی نسبت تمہارا زعم ہے کہ میں نے اسے نہیں مانا جناب حسن نے عرض کیا جب لوگوں نے جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے گہ کو گہر کہا تھا تو میں نے عرض کیا تھا کہ آپ بیان سے کسی سمت کو چل دیں۔ جب یہ لوگ جناب عثمان کو قتل کرینگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھونڈینگے اور آپ کی بیعت کرینگے۔ لیکن آپ نے نہ کیا۔ پھر جب حضرت عثمان شہید ہو گئے اور لوگ آپ سے بیعت کرنے کو آئے میں نے عرض کیا کہ جب تک آپ کے پاس تمام عرب کے قاصد نہ آجائیں آپ بیعت نہ لیں۔ پھر جب طلحہ وزیر بیعت کر لیے آئے تو میں نے کہا کہ آپ انکا کتنا مانع اگر تمام ہست اجماع کرے تو آپ بیعت قبول کریں اور اگر اختلاف واقع ہو تو آپ فضائی الہی پر راضی رہیں۔ جناب امیر علیہ السلام نے کہا ہاں میں گفتار نہیں بنتا چاہتا کہ جب آدمی اسکے بیٹے میں گہتا ہے تو اسکو حیران کر کے اسکو پاؤں میں سے ڈالتا ہے اور زیاب زیاب پکار کر ہلکی لہجہ میں گہتا ہے تو اسکو حیران کر کے اسکو اور عاصی کو مطیع اور مخالف کو فرمان پذیر سے لڑاتا ہے پھر خدا جو چاہے سو کرے پھر جناب امیر نے ربیعہ میں طلحہ وزیر کی طرف خط لکھا۔ کہ اے طلحہ اور اسے زیر تم بخوبی جانتے ہو۔ کہ جب تک لوگوں نے میری بیعت کا ارادہ نہیں کیا میں نے ہی انکا قصد نہیں کیا۔ تم دونوں کسی کے رعب سے دو بکر بیعت نہیں کی اسے زیر تو تو شہسوار قریش ہے اور اسے طلحہ تو تو شیخ المہاجرین ہے۔ قبل اسکے کہ تم اس بات میں بڑے اسکا چوڑ دینا تمہارے لیے زیبا تھا۔ عثمان کے بیٹے موجود ہیں وہ عثمان کی ولی ہیں اور انکے خون کا مطالبہ کر سکتے ہیں تم دونوں مہاجرین میں سے ہو۔ تم اپنی والدہ کو گھر سے باہر بھیج لائے ہو جس میں کہ خدا نے اسے قرار سے بیٹھو رہنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تمہاری لیے کافی ہو۔ و سلام۔ اور جناب ام المومنین عائشہ کو یہ خط علیحدہ لکھا کہ آپ کو اپنے گہ سے ایسے امر کی طلب ہے کہ باہر نکلتا زیبا تھا۔ جو آپ کی شان کے مناسب ہوتا۔ پھر آپ کا یہ زعم ہے کہ صلح میں اناس کے سوا آپ کی اور کوئی ہر اد نہیں۔ بلکہ آپ یہ تو بیان کریں کہ عورتوں کو لشکر کی سپہ سالاری سے کیا سروکار ہے۔ آپ اپنے زعم میں جناب عثمان کے خون کا مطالبہ کرتی ہیں۔

عثمان بنی امیہ میں سوتھے آپ بنی تمیم میں سی ہیں جس نے کہ آپ کو اس امر کے لئے گھر سے باہر نکالا ہے اکبر پر
 بنا لکھتے کیا ہے وہ ایک بیماری گناہ کا ترکیب ہوا ہے۔ آپ خدا سے ڈرین اور اپنے گھر کو لوٹ جائیں
 اور ستر کا لحاظ رکھیں۔ پھر جناب امیر علیہ السلام نے محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کو اہل کوفہ کی طرف خط
 دیکر روانہ کیا اور اس میں لکھا کہ میں نے تم کو سب شہروں کے باشندوں میں سے انتخاب کیا ہے اور جو امر
 کہ اس وقت حادث ہوا ہے اس کے لئے میں تمہاری طرف توجہ کی ہے پس تم خدا کے دین کے اعوان اور
 انصار بنو۔ اور ہمارے ساتھ آمادہ ہو جاؤ۔ شاید کہ اس امت میں پھر اصلاح عود کر آئے اور ہم لوگ
 ایک دوسرے کے بہائی بن جائیں تو دونوں محمد کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور جناب امیر لوگوں میں خطبہ پڑھا
 کو کھڑے ہوئے اور ارشاد کیا کہ پروردگار نے اسلام کی وجہ سے ہمیں عزت دی ہے اور ہمارا قدر بلند
 کیا ہے اور دولت اور باہمی نفرت اور عداوت کو بعد اسی کی وجہ سے ایک دوسرے کا بہائی بنایا ہے پس
 جب تک کہ خدا نے چاہا لوگ اس پر چلتے رہے اسلام انکا دین اور حق انکا مذہب اور قرآن انکا پیشوا رہا
 یہاں تک کہ میں ان لوگوں کے ہاتھ میں آپس میں آپس میں جنکو کہ شیطان نے پسلا یا ہے اور وہ ضرور اس
 ہمت کو پسلا نوا لایا ہے جس طرح سے اس امت سے پہلی امتوں میں پھوٹ پڑی ہے۔ اس امت میں
 بھی غرور پڑ گیا۔ ہونیوالے شہر سے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں (اسکو دوسرا کر) فرمایا ہونیوالی بات ضرور
 ہو کر رہے گی اور عنقریب یہ ہمت تہتر فرقوں میں بٹ جائیگی جن میں ایک کے سوا سب جہنمی ہونگے پھر
 تم اپنے پیغمبر کی تکریم کرو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو اپنا شعار بناؤ۔ اور انہیں کی سنت کا
 اتباع کرو۔ اور جو مشکل کہ پیش آئے تمکو اس میں قرآن کی طرف رجوع کرو جو کہ قرآن حبل الہی ہے
 مانو اور جس سے انکار کرے اس کو چوڑو اور اس پر خوش رہو کہ اللہ تمہارا رب اور سلام تمہارا دین اور
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری نبی ہیں اور قرآن کے نصیحت اور پیشوا ہونے پر رہنی رہو۔ پھر آپ
 رنبہ سوزی قار کی طرف روانہ ہوئے اور دونوں کوفہ میں پہنچ گئے ابو موسیٰ کو خط دیا انہوں نے
 اس کے سامنے پڑھا اور کچھ جواب نہ دیا۔ رات کو ذوی الحج کے لوگ اکٹھے ہو کر ابو موسیٰ کے پاس
 گئے اور پوچھا کہ روانہ ہونے کی نہ بت تمہاری کیا ہے ابو موسیٰ نے کہا آج تو نہیں میں کل
 اپنی راسی بیان کرونگا۔ دوسرے روز ابو موسیٰ نے منبر پر چڑھ کر بیان کیا کہ دو امر ہیں ایک آخرت
 کے واسطے گھر میں بیٹھے رہنا۔ اور دوسرا دنیا کے واسطے گھر سے باہر نکلنا جو ان دونوں میں آج
 سمجھو اسے اختیار کرو پس لوگوں میں سے ان دونوں محمدوں کے ساتھ کوئی چلنے کے لئے
 آمادہ نہ ہوا۔ اور وہ دونوں غصہ میں آکر ابو موسیٰ سے سخت دوست کہنے لگے ابو موسیٰ نے کہا

کہ ابی تک عثمان کی بیعت میری اور تمہاری آقا کے گلے میں تپتی ہوئی ہے اگر لڑائی سے چارہ نہیں تو جب تک کہ عثمان کو قاتلون سوجھان کہیں کہ ہوں فراغت حاصل ہو جائے۔ کوئی نہیں لڑ سکتا۔ دونوں محدود ہوا سے جناب اثیر کی خدمت میں واپس چلے آئے اور ساری خبر بیان کی۔ آپ نے اشر سے فرمایا تو ہماری طرف سے ابو موسیٰ کو پاس جا اور اس کی بات پر اعتراض نہ کر تیری رائے کو سوا ابو موسیٰ کو فہ کے عمل پر نہیں رہ سکتا جناب حسن کو بھی اپنے ساتھ لیجا اور اس فساد کی اصلاح کر جناب حسن اور اشر ایسے وقت میں کو فہ میرا ہو چکر کہ اس وقت لوگ مسجد میں جمع تھے اور ابو موسیٰ انہیں خطبہ سنارہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اے لوگو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب وہی لوگ ہیں جو شرفیاب صحبت ہوئے ہیں پس ہی لوگ ان لوگوں سے کہ جنکو شرف صحبت حاصل نہیں ہوا خدا اور رسول کا زیادہ علم کہتے والے ہیں۔ تم کو نصیحت کرنا ہمارا فرض ہے یہ فتنہ سخت ہے۔ مینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ عنقریب ایک فتنہ پیدا ہونیوالا ہے کہ میٹھا ہوا کٹرے ہوئے سے اور کٹرا ہوا چلنے والے سے اور چلنے والا سوار سے بہتر ہوگا خدا تعالیٰ نے ہمکو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے اور ہمارا خون اور مال یکساں ہے ہر حرام کیا ہے جناب حسن علیہ السلام نے کٹرے ہو کر ابو موسیٰ سے فرمایا اے بڑے تیری مان مرے ہماری عمل ہو علیحدہ ہو جا۔ ابو موسیٰ نے عرض کیا آپ آج کی شب مجھے مہلت دین۔ جناب حسن علیہ السلام نے منبر پر چڑھ کر خطبہ ارشاد کیا اے لوگو۔ تم اپنے امیر کی دعوت مانو اور اپنی بہائیوں کی طرف دوڑو۔ امیر المؤمنین فرماتے ہیں میں ان دورا ہوں میں ہوا ایک۔ اہ پر نکلا ہوں با ظالم ہوں با ظالم اگر ظالم ہوں تو جو شخص میری مدد کرے گا خدا تعالیٰ اسکی مدد کرے گا۔ اور اگر ظالم ہوں تو مجھے پکڑے گا۔ خدا کی قسم ہے طلحہ وزیر وہ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے مجھ سے بیعت کی ہے اور وہی سب سے پہلے لڑائی کے لیے نکلے ہیں آیا مینے کسی کے مال میں ہاتھ ڈالا ہے یا خدا کے کسی حکم کو بدلا ہے۔ پس تم جلدی کرو۔ ادا چھی بات کو مانو۔ اور برائی بات سے بچو۔ عمار بن بارس نے بھی یہی گفتگو کی۔ امام بخاری جامع صحیح میں ابن مریم عبداللہ بن زیاد سے روایت کرتے ہیں کہ جب طلحہ وزیر اور ام المؤمنین عائشہ بصرہ کی طرف چلی گئی جناب اثیر نے عمار بن یاسر اور اپنے فرزند ارجمند حسن علیہ السلام کو کو فہ میں ہماری پاس بھیجا جناب حسن نے منبر پر چڑھ کر اور عمار بن یاسر نے منبر کے نیچے کٹرے ہو کر بیان کیا کہ جناب ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ بصرہ کو چلی گئی ہیں۔ خدا کی قسم ہے وہ دنیا و آخرت میں تمہاری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں خدا نے اسوقت تمکو امتحان میں ڈالا ہے کہ تم علی کی اطاعت کرتے ہو یا ام المؤمنین کی اور اشر سے ایک قبیلہ اور حاجت کو دعوت کرنے لگے۔ لوگ بھی انکی دعوت کو پذیرا کرنے لگے۔ مہند بن عمر نے کٹرے ہو کر اپنی قوم سے کہا امیر المؤمنین

نے ہکوبلایا ہے اور اپنے فرزند ارجمند کو بھیجا ہے۔ تمکو انکی بات پذیرا کرنی چاہیے۔ اور انکے حکم کو ماننا چاہیے اور اپنی رائے کو مدد دینا چاہیے تم انکے ساتھ جلد چلو۔ حجر بن عدی نے کہا امی لوگو! میں نے تم کی دعوت کو قبول کر دیا تم سبکو دشمن ہو یا زیراجس حالت میں ہو دوڑ کر چلو۔ تم سب میں سے اول میں رہنا انکی کا فرمان پذیر ہوں جناب حسن نے فرمایا اب ہم روانہ ہوتے ہیں جو شخص خشکی کو رستہ لٹا چاہتا ہو وہ ہماری ساتھ چلی ورنہ دریا کی راہ سے ہماری پیس ہو پونچ جائے فونہرا آدمی خشکی کے رستہ کو سرائے کے ہمراہ ہو لیئے اور دھنرا آٹھ سو ذی قارین دریا کی رستہ کو جناب ابیہریر السلام کی خدمت میں پہونچے آپ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جیسے بزرگوار صاحبوں کے ساتھ انکی ملاقات کی اور آؤ ہرگت کر کے فرمایا۔ اسے کو فوالو تم نے عجم کے بادشاہوں کو قتل کیا ہے اور انکے جگہ کو توڑ پھوڑ کر انکی میراث چھین لی ہے۔ ہم نے تم کو اسلئے بلایا ہے کہ تم ہمارے اور ہمارے اہل بصرہ کے بہائے بندو ک دریاں گواہ بنے رہو۔ اگر وہ لوٹ جائیں تو یہی ہماری مراد ہے۔ اور اگر وہ ہٹ کر نیگے تو ہم ان سے بدارا پیش آئینگے یہاں تک کہ وہ ہم پر ظلم شروع کریں۔ میں کوئی رفع فساد کے وسطو اصلاح کی بات انہیں صرف کرنے سے باقی نہیں چھوڑوں گا۔ پھر اپنے ققاع رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اہل بصرہ کے پاس جانیکا حکم دیا۔ ققاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے تھے ان سے جناب ابیہریر نے فرمایا تم جا کر طلحہ وزیر کو خدائے ڈراؤ اور ان دونوں کو الفت اور جماعت کی طرف دعوت کرو اور فرقت اور سبائیت کی برائی بتلاؤ۔ تمہاری حبیبی آدمی خود جانتا ہے کہ ایسی حالات میں کیا کرنا چاہیے۔ ققاع بصرہ میں پہونچے اور اول جناب ام المومنین کو خدمت میں گئے اور سلام کے بعد عرض کیا اے ماورہ ریان اس شہر میں انکی تشریف آوری کا کیا باعث ہو جناب ام المومنین فرمایا۔ میرے بیٹے میرا آنا صرف لوگوں میں اصلاح قائم کرنے کے لیے ہوا ہے ققاع نے کہا آپ طلحہ وزیر کو میری پاس بلا دین تاکہ میں آپ کے سوا جہ میں اسے لٹکوں کروں جناب ام المومنین نے انکو بلا بھیجا جب وہ خدمت میں حاضر ہوئے ققاع نے ان سے کہا میں نے جناب ام المومنین کو تشریف آوری کا باعث پوچھا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ میرا آنا صرف لوگوں میں اصلاح پیدا کرنے کے لیے ہوا ہے۔ آپ دونوں صاحب بیان کریں کہ آپ اس میں متابع ہیں یا کہ مخالف دونوں صاحبوں نے کہا ہم متابع ہیں ققاع نے کہا اب آپ بیان کریں کہ اصلاح کی کیا صورت ہے خدا کی قسم ہے اگر تم نے اسکو سمجھیں جیادیا تو البتہ آپ اصلاح کر دیو گے ہمیں اور اگر آپ نے انکار کیا تو کوئی صورت پیدا نہ ہو سکے گی دونوں نے کہا جناب عثمان کے قاتل ویدی جہین ققاع نے کہا یہ ہر وقت نہیں ہو سکتا۔ میری رائے میں آنا ہے کہ ہر وقت یہ ہر گز نہیں ہوئی آگ بھادی جائے تاکہ مسلمانوں کا خون زمین پر نہ گرنے اس کے

لیکن یہاں اور کوئی دوسرا طریقہ تھا اگر تم نے انکار کیا تو کام بگڑ جائیگا۔ اور اس سے اعراض کرنا علامت خیر اور مال
 کے نکلنے کا باعث ہوگا۔ تم لوگوں کو عافیت پہنچاؤ خدا تمہیں عافیت روزی کر دیگا تمہیں کی
 نخیان بنو اور بلا کو مست چھوڑو تاکہ تمہیں اندھین آپس میں نہ لڑوادی۔ دونوں کہنے لگے تم نے ٹھیک کہا
 ہے۔ اگر یہ معاملہ آپ سے شخص کے راہ پر چل نکلا تو درست ہو جائیگا۔ ققاع وہاں سے واپس چلے آئے
 اور جناب امیر سے عرض کیا۔ آپ بہت خوش ہوئے۔ تمام لوگ صلح پر مطلع ہو گئے۔ جبکہ وہاں سے معلوم ہوتا تھا برا
 معلوم ہوا۔ اور جس نے خوش ہونا تھا خوش ہو گیا تمام عرب کی قاصد بصرہ سے جناب امیر کی خدمت میں حاضر
 ہو گئے تاکہ اپنے اہل کوذ کے بھائیوں کی رائے سے واقفیت حاصل کریں کوذ مالون نے یہی ان سے بیان
 کیا کہ صلح کے سوائے کوئی دوسرا خیال ہمارے دل میں نہیں۔ یہ جناب امیر خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے
 اور حمد و ثناء کے بعد جاہلیت کا اور سبکی برائیوں کا ذکر کیا پھر آپ نے ارشاد کیا کہ میں کل بیان سے کوچ کرنے
 والا ہوں جس نے کہ عثمان کے قتل پر اعانت کی ہو وہ ہماری ساتھ نہ چلے۔ ذی قاد میں جناب عثمان کے
 قاتلون میں سے دو ہزار آدمی جناب امیر کے لشکر میں موجود تھے رات کو یا ہم مشورت کرنے لگے ان کے رئیس
 عبداللہ بن سبا جو ابن ہسودار کے نام سے بھی مشہور ہے ان سے کہنے لگا تمہاری عزت اسی میں ہے کہ
 تم لوگوں میں سے رہو اور جناب علی کا ساتھ نہ چھوڑو۔ جب صبح ہو تو تم لوگوں میں ملے لگے لگے جو لوگ
 کہ تمہاری ساتھ ہونگے وہ بھی ناچار ہو کر لڑ پڑینگے۔ جب جنگ چڑ جائے تو تمہیں قتل و شاد بیکہنا کہ کیا ہوتا
 ہے وہ لوگ عبداللہ بن سبا کی راہ پر متفرق ہو گئے۔ جبکہ جناب امیر اپنے بیٹے عبداللہ کے پاس جا اترے اور
 وہاں سے بصرہ کا ارادہ کیا۔ اعراب بن سنان المنضری جناب امیر علیہ السلام سے کہنے لگا یا امیر المومنین
 آپ بصرہ کی طرف کیوں تشریف لائے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں لوگوں میں صلح قائم کرنے کے لئے اور
 اس آگ کے بڑھنے سے شعلہ کو بجھانے کے لئے آیا ہوں شاید میری وجہ سے پروردگار اس امت کے
 تفرقہ کو دور کر دے اور جمعیت عطا فرمائے اور یہ لوگ لڑائی کو چھوڑ دیں۔ اعراب بن سنان نے کہا
 اگر ان لوگوں نے ہماری کہنے کو نہ مانا آپ نے فرمایا ہم انکا پیچھا چھوڑ دینگے جس طرح سے کہ وہ ہم کو چھوڑ دیں
 وہ کہنے لگا اگر انہوں نے ہمیں نہ چھوڑا۔ آپ نے فرمایا اگر وہ ہم کو نہ چھوڑیں گے تو ہم انکو اپنی جان سے زور
 کے ساتھ ہٹائینگے۔ اس نے کہا آیا کوئی نظیر ان پر قائم ہو سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں اس جگہ معلوم
 ہوتا ہے کہ اصل کتاب ہے کچھ عبارت رکھتی ہے واسطہ علم الیہ و جہ نہیں کہہ سکتا یا ابوسلام کہرا ہو کر کہنے لگا
 امیر المومنین آپ اس قوم کے ساتھ جنگ کی تاخیر کرنے میں کوئی حجت مد نظر رکھتے ہیں آپ نے
 فرمایا ہاں۔ جب کسی دشمن کو حکم نہ پایا جائے تو اس میں اس امر پر حکم کیا جاتا ہے جو احتیاط کے

مناسب ہوا جس میں نفع عام ہو۔ وہ کہنے لگا پھر سہارا اور انکا کیا حال ہو نیا والا ہے آپ نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ جو کوئی ہم میں سے ہو اور ان میں سے قتل ہو گا اگر اسکا دل خدا کے ساتھ خالص ہے تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔ پھر طلحہ اور زبیر اور جناب ام المؤمنین عائشہؓ گصبرہ سے روانہ ہو کر قصر ابن زیاد کے پاس پہنچے جناب ابیہر کا لشکر بھی وہاں پہنچنے سے فاصلہ سے بچا ہوا تھا کہ یہ انکو اور وہ انکو دیکھ سکتے تھے۔ تین دن تک وہاں پر ٹھہرے۔ سو ا صلح کے اور کوئی امر مد نظر نہ تھا۔ اور باہم خط و کتابت جاری تھے۔ اور ان دونوں لشکروں کا ملنا جمادی الآخر کے نصف ستر اڑتیس ہجری کو ہوا۔ جناب امیہ بن ابی سفیان نے لشکر میں خطبہ پڑھنے کو کہہ کرے ہو اور فرمایا اے لوگو تم اپنے ہاتھ اور زبان کو ان لوگوں سے روک رکھو جو شخص آج کے دن دشمنی کریگا وہی کل دشمن قرار دیا جائیگا۔ اور جناب ام المؤمنینؓ ازو کے قبیلہ کے پاس فروکش ہوئے۔ ان دونوں میں سبرہ بن سحان قوم ازد کا رئیس تھا۔ کعب بن سوار اسکو کہنے لگا جب کہ یہ دونوں لشکر ایک دوسرے کے آگے سامنے اتری ہیں تو اب انکا بندر ہٹا غیر ممکن معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ دونوں لشکر لہراتے ہوئے دو دریا ہیں۔ تم میری بات مانو اور تم انکے درمیان مت گسو۔ اپنی قوم کو بھی ان سے بچا رکھو۔ مجھے خوف ہے مبادا صلح نہ ہو۔ اور جنگ چڑ جائے یہ دونو بہائی ہیں اگر باہم رضی ہو گئے تو یہی اور اگر نہ ہوئے تو یہی کل ہم انپر حکم تمیر نیگے۔ کعب جاہلیت میں نصرانی تھے۔ سبرہ نے ان کو کہا بھو ڈر ہے کہ تجھ میں نصرانیت کا کچھ بقیہ نہ رہ گیا ہو۔ تو مجھے یہ کہتا ہے کہ اصلاح بین الناس سے غائب رہوں اور جناب ام المؤمنینؓ اور طلحہ اور زبیر کی مدد نہ کروں جبکہ ان لوگوں نے صلح کا اسادہ کیا ہے۔ خدا کی قسم ہے میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا۔ خطاب بن رشید تمیم اور عدی اور کفل اور بنی عبدمناة اور بنی الیاس کے بیچ قبائل کی جمعیت کو ساتھ اور ابوالحر بنی تمیم اور بنی عمر کے گروہ کے ساتھ اور ہلال بن وکیع خنظلہ کی قوم کے ساتھ اور سبرہ بن سحان قبیلہ ازد کے ساتھ اور ساجع بن مسعود سلمی بنی سلیم کے ساتھ اور زفر بن الحارث بنی عامر کے ساتھ اور غطفان بن شعیب بنی بکر کے ساتھ اور حارث بن رشید بنی ناحیہ کے ساتھ اور ذوالاحمر حمیری ہمیں کے لوگوں کے ساتھ جناب ام المؤمنین کے لشکر میں حاضر تھے۔ پس بنی سضر اپنے بہائی بندوں مصر کے قریب اور ربیعہ اپنے رشتہ داروں ربیعہ کے نزدیک اور اہل مین اہل مین کے پاس جو جناب امیر علیہ السلام کے لشکر میں تھے اترے جناب امیر کے لشکر کی تعداد بیس ہزار کے قریب اور طلحہ وزبیر کی فوج کی تعداد تیس ہزار کے قریب تھی ان دونوں لشکر کے فروکش ہونے کے تیسری شب کو عبداللہ بن عباسؓ کی زبان جناب امیر نے طلحہ وزبیر کو اور طلحہ وزبیر نے جناب امیر کو سلام کہلا بھیجا۔ اور باہم صلح کے لئے قاصداً دوسرے کرنے لگے اور صلح کی بات دونوں گروہوں میں شائع ہو گئی لوگ نہایت

یہی خوش ہوئے اور صلح پر مطلع ہونے سے شب کو ایسی خوشی سے سو کہ ویسے کہی نہیں سکتے تھے قاتلان
ختمائے حب لوگوں کی باہمی خط و کتابت کو دیکھا اور صلح کی قرار داد پر مطلع ہوئے نہایت پریشانی
میں ٹپکے اور تمام حالات باہم مشورت کرتے رہے آخر انکی رائے نے لڑائی کے فتنہ اٹھانے پر اتفاق کیا
ابھی رات کا اندھیرا باقی تھا کہ انہوں طلحہ وزیر کے لشکر پرچون مارا۔ افسانہ دونوں کے لشکر میں
سے مضر اپنی ہم قوم مضر پر اور ربیعہ پر اس طرح سے قبیلہ والے اپنے قبیلہ کے لوگوں پر جو جناب امیر
کے لشکر میں تھے اٹھ اٹھے اور لڑائی پر پاموگئی۔ لوگ حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ طلحہ وزیر کے سینہ
پر عبدالرحمن بن الحارث اور مسیرہ پر عبدالرحمن بن عتاب قائم ہو گئی اور خود طلحہ وزیر قلب میں جا
تھیرے اور پوچھنے لگے لڑائی یک یک کیوں چڑھ گئی ہے لوگوں نے جواب دیا اسکی وجہ یہیں نہیں معلوم
نارون کی چھاؤں ہی تھی کہ ہم پر تلواریں پڑنے لگیں طلحہ وزیر کہنے لگے تا وقتیکہ ہم انکو قتل نہ کریں
علی ہماری بات نہیں مانیں گے۔ اور جناب امیر یہی اپنے صحابہ کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور پوچھنے لگو
یہ لڑائی کیونکر شروع ہوئی سانبہ نے عرض کیا کہ جب تک کہ ہم پرچے نہیں گرا دیے ہمکو نہیں معلوم
ہوا کہ کیا ہو رہا ہے۔ پھر ہم ہی سوار ہو گئے۔ اور جنگ شروع ہو گئی۔ جناب امیر نے فرمایا جنگ کے طلحہ
وزیر قتل نہ ہو جائیں وہ ہماری اطاعت کر لیا لے نہیں کہہ بن سوار جناب ام المومنین کی خدمت
میں جا کر کہنے لگے اے ماورہ ریان آپ سوار ہو جائیں لڑائی اسی چڑھ گئی ہے لوگ صلح سے انحراف
کر گئے ہیں۔ انکو ایک ہوج میں سوار کرایا گیا اور ہوج کی چار طرف کو زور سے چپا دیا جناب امیر
نے اپنی فوج میں باوازل بند پکار کر ارشاد کیا۔ اے لوگو میں تمکو خدا کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ کسے
بھاگتے ہوئے کا چھپا ہوا نہ کرنا اور زخمیوں کا لباس نہ اتارنا۔ اور لونڈی اور غلام مست بنانا اور
لے کے سلاح اور سامان اور کپڑوں کو رست لٹا۔ پھر اپنے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر جناب
الہی میں عرض کیا الہی تو دانا ہے کہ طلحہ وزیر نے مجھ کو بیعت کر کے لڑائی کی ہے تو جس طرح سے
چاہے اور جس چیز کے ساتھ چاہے اندونو سے میری حق میں ہر طرح سے کفایت کر۔ جناب امیر اور
حضرت علی علیہ السلام کی سواری خاصہ کی خچر شہبانا می پر سوار تھے صرف تیس چنے اور دوا
اور ہے اور عمامہ باندھ دیتے۔ نہ ہتھکڑی پہنی لگائے ہوئے نہیں تھے۔ جب یہ پہنچ کر
آئی آپ دونوں صفوں کے درمیان میں جا کھڑے ہوئے اور میدان میں نکلنے پیر رنی اللہ عنکوا
بند پکار کر فرمایا نہ پیرین العیاض کہاں ہیں انکو چاہیے کہ میرے پاس آئیں لوگوں نے عرض کیا یا
المومنین آپ اس حالت میں وزیر کو بلاتے ہیں باوجودیکہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ وہ قریش کے بادشاہ

لیکن جو مجھے ابن الزبیر اور عبدالرحمن بن عتاب کے ساتھ جنگ کرنی میں وقت پیش آئی وہ کسی سو پیش نہیں
آئی۔ میں نے اکثر صحبت ناک بہادر دل ثابت سینہ والوں کا سامنا کیا ہے مگر قریب تھا کہ میں ان دونوں
نجات نہ پاتا میں اپنے دل میں کہتا تھا کاش میرا ان سے سامنا نہ ہوتا۔ اس روز کے ایسے ایسے واقعات کثرت
سے روایت ہو سکے ہیں دونوں لشکروں میں ہر جہل کے گرد بقدر لوگ مارے گئے انکا شمار شکل ہے
اور بقدر کہ ہاتھ اور بازو ٹکٹ کر گر گئے تھے انکی گنتی ہی نہیں تھی جناب امیر علیہ السلام یہ دیکھ کر چلائے
کہ اونٹ کی پاؤں کاٹ ڈالو عجب لوگوں نے اسکے پاؤں کاٹنے کا ارادہ کیا اور متفرق ہو کر ڈوٹے
بھیر بن دیخا انکلی نے جلدی سے دوڑ کر اسکی ہانگ کاٹ ڈالی اور وہ ایک پہلو کے بل زمین پر گر گیا
گرتے ہوئے ایسی ہونک آواز نکالی کہ کبھی سنتے میں نہیں آئی تھی یہ سکا ہوج زمین پر گرا تو
ایک سخت شور برپا ہو گیا۔ تیروں کے لگنے کی کثرت سے ہوج خارشست کی نظیر بنا ہوا تھا لوگوں نے
اسکے ارد گرد گھیر ڈال لیا۔ اور جس نے ہانگ کاٹ لیا جناب امیر علیہ السلام نے سنا دی کر دی
کہ کوئی ہانگ لے والا نکلیں یہاں تک کہ کچھ عرصہ تک کچھ عرصہ تک کسی خیمہ میں نہ کہے اور مہیا راوی
کچھ اور سامان نہ لے کر پہلے مقتولوں کے درمیان میں ہی ہوج کے اٹھانیکا حکم دیا۔ اور ام المومنین
کی خدمت میں انکے بہائی محمد بن ابی بکر کو بھیج کر حکم دیا کہ اس ہوج کے گرد خیمہ برپا کر دیں اور خود
ملاحظہ کریں کہ جناب ام المومنین کو کوئی تیر وغیرہ تو نہیں لگا۔ محمد بن ابی بکر نے ہوج میں سے کچھ
دیکھا چاہا ام المومنین نے فرمایا تو کون ہے محمد بن ابی بکر نے عرض کیا میں آپ کا قریبی اہل ہوں
فرمانے لگیں کیا تو سارنیت عیسٰی خیمہ کا بیٹا ہے محمد بن ابی بکر نے عرض کیا ہاں میں وہی ہوں
ام المومنین نے فرمایا امیر سے باپ کی یادگار خدا شکر ہے کہ جس نے تجھے سلامت رکھا ہے۔ رات
کے وقت محمد بن ابی بکر نے انکو بصرہ میں داخل کیا اور عبداللہ بن خلف الخزاعی کے گھر میں صفیہ
بنت الحارثہ بن ابی طلحہ بن عبدالغری بن عثمان بن عبدالدار کے پاس جو ام طلحہ الطلحات کو
نام سے مشہور تھیں۔ ہا امارا۔ اور خیموں کو رات بھر کے آسائش ملی اور بصرہ میں داخل ہو گئے۔
اور جناب امیر نے بصرہ کے باہر نندل جلال فرمایا اور مقتولوں کے دفن کا حکم دیا۔ لوگ بصرہ سے باہر
نکل کر انکو دفن کرنے لگے جناب امیر خود بدولت ہر ایک مقتول کی لاش پر تشریف لیجاتے تھے عجب
کعب بن سوار کی لاش پر پہنچ کر فرمایا کہ تم لوگوں کا زعم تھا کہ سخرینہ احمقوں کی کوئی ماس گدہ کا
شریک نہ ہوگا واکہ کعب بن سوار۔ تو بڑی اچھے آدمی تھے۔ یہ عبدالرحمن بن عتاب کو دیکھ کر فرمایا
یہ شخص قوم کا یسوب تھا۔ یہ وہ شخص تھا کہ لوگ ہر وقت اسکے ارد گرد ہر کرتے تھے اور انعام کے

حاصل کرنے کیلئے انکے پاس جمع رہتے تھے وہاں سطلوہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر پہنچے اور کہنے لگے انا میرا دانا
 المیراجیوں یا اباجہ افسوس ہے۔ میں ہرگز نہیں چاہتا تھا کہ قریش کو اس طرح سے خون میں تڑپا ہوا پاؤں
 والہ یا اباجہ کہنے پر شعر کیا اچھا لگا ہے ۛ فقی کان یدنیہ الغنی صدیقہ + اذا ما ہوا مستغنی
 و یبعد الفقر + ایک جوان تو نگہی میں اپنی دولت کو اپنے قریب بٹھایا کرتا تھا۔ جب وہ ہکا دوست
 تو نگہ ہو گیا تو وہ اسکی فقیری کی وجہ سے اس سے دوری اختیار کرنے لگا۔ پھر محمد بن طلحہ کو پڑا ہوا دیکھ کر
 فرمایا اسے اسکی باپکی اطاعت فرماؤ والا ہے پھر آپ کے تمام اہل کو فہ اور اہل بصرہ کے مقتولوں کا جنازہ
 پڑھ کر سب کو ایک بڑی قبر میں دفن کیا۔ اور دونوں لشکروں کے ہتھیار اور کپڑے جمع کر کے مسجد میں
 رکھوا دی اور فرمایا کہ ہتھیاروں کے سوا لوگ اپنی اپنی چیز کو بچا کر لے جائیں۔ اور ہتھیاروں کو خزانہ
 میں جمع رکھنے کو یثے فرمایا کیونکہ وہ غلبہ حاصل ہوئے ہیں۔ پھر آپ بصرہ میں تشریف لے گئے تمام
 والوں نے یہاں تک کہ رخصیوں نے اور پناہ مانگنے والوں نے ہی آپکی بیعت کی۔ بیعت لیکر آپ جناب
 ام المومنینؓ کے پاس تشریف لائے اور ان سے سلام علیک کر کے انکے پاس بیٹھ گئے۔ پھر جناب ام
 المومنینؓ نے مقتولوں کی نسبت استفسار کیا کہ دونوں لشکروں میں سے کون کون مارے گئے ہیں۔
 حبیان و مقتولوں کے نام بیان کیے گئے فرمانے لگے خدا ان پر رحم کرے لوگوں نے عرض کیا کیونکہ
 ہو سکتا ہے فرمایا کہ میں اس طرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں کہ فلاں فلاں شخص حنت
 میں ہوئے جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اسید کرتا ہوں کہ اندونوں لشکروں میں سے جس کیسیکا
 دل خدا کے لیے خالص تھا اور مارا گیا خدا اسکو حنت میں داخل کر دے گا پھر جناب ام المومنینؓ کے لیے
 سواری اور زاد راہ وغیرہ کا سامان کر کے انکو مکہ کی طرف روانہ کرنا چاہا اور جو لوگ کہ بصرہ میں قیام
 کرنا پسند کرتے تھے انکے سوا جسدہ کہ لوگ حضرت ام المومنینؓ کے لشکر کے اس واقعہ کے بعد بچ گئے
 تھے انکی بیعت میں روانہ کیے اور اہل بصرہ کی چالیس عورتیں انکے ساتھ بھیجیں اور انکے ساتھ انکی
 بہای محمد بن ابی بکر کو بھی روانہ کیا اور کوچ کے روز خود بدولت تشریف لائے ابوالمکی خدمت میں
 تھیرے رہے جناب ام المومنینؓ فرمانے لگے ذالہ میرے اور علی کے درمیان کوئی پہلے دشمنی نہیں تھی
 غلبہ ایسی محبت تھی جیسے کہ عورت کو اپنے سسرال والوں سے ہوا کرتی ہے۔ جناب امیرؓ نے فرمایا سو فرماتی
 ہیں۔ سو اس امر کے ہمارے اور انکے درمیان میں کہی کسی قسم کا کوئی تنازع نہیں ہوا وہ دنیا اور
 آخرت میں ہماری کوئی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں۔ پھر جناب ام المومنینؓ مکہ کی طرف روانہ ہوئے
 اور جناب امیرؓ بھی چند میل تک بطریق مشایعت انکے ہمراہ گئے اور اپنے دونوں صاحبزادوں کو لپک

ایک دن تک انکی مشابعت میں رہنے کے لیے بیوی بیاہنا یا ام المؤمنین حج کے دنوں تک مکہ میں رہیں بہر
مدینہ کو تشریف لے گئیں جب جناب امیر اہل بصرہ کی ہجرت سو فاع ہو چکے جس قدر کہ لوگ انکی رکاب
سعادت میں حاضر واقع ہوئے تھے بیت المال کو اپنے تقسیم کرنیکا حکم دیا چنانچہ ہر ایک آدمی کو پانچ سو نیا
عطا ہوا اپنے فرمایا اگر حد اسے پاکنے اہل شام پر نظر پاب کیا تو ہر ایک کو اتنا ہی انعام دیا جائے گا
قعقاع رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ جمل کی لڑائی کے ساتھ صفین کی لڑائی کو کچھ مشابعت نہیں
اگر تم ہوتے تو دیکھتے کہ ہم نیز دیکھے مثلاً اپنے سینہ پر دہر کر جہانی کی نہیں سر اوٹکی بہا لین جمل والوں
کے بدن میں چھوٹے تھے اور وہ بھی جیسے یہی معاملہ کرتے تھے۔ عبداللہ بن مسنان الکاهلی کہتے
ہیں کہ جمل کے دن جیسے اس قدر تیر چلائے کہ ہمارے تر گش خالی ہو گئے اور اس قدر نیزے مارے کہ انکی
بہا لین ٹوٹ گئیں۔ ہمارے سینے اور انکو سینو مثل جہلی کی کے سوراخ سوراخ ہو گئے تھے۔ جناب امیر
نے جلا کر فرمایا تھا کہ اے مہاجرین اور انصار کے نوحہ نشو تلوار میں کھینچ لو سرون کے خود پر تلواروں
کے پڑ چکی صدا بالکل ہو بیوں کے پٹے کی آواز کے مشابہتھی۔ مدینہ کے لوگ مغرب سے پہلے اس واقعہ
سے آگاہ ہو گئی تھی۔ اور اسکی خبر انکو یونانی کلمہ چلیں مقتولوں کے اعضا کو لیکر اڑ جاتی تھیں چنانچہ
ایک ہاتھ کو لیکر لڑی وہ مدینہ میں اسکے پیچہ میں سے گر گیا۔ لوگوں نے اسے اٹھا کر دیکھا اسکی انگوشتی
کا نقش پڑا گیا اسچہ عبدالرحمن بن عتاب رضی اللہ عنہ کا ملم کندہ تھا۔ اس طرح سے مکہ اور مدینہ کی
مابین کے باشندے بھی اس سے مطلع ہو گئے تمام مورخ جناب امیر کے لشکر کے مقتولوں کی تعداد ایک
ہزار ستر تک بیان کرتے ہیں۔ اور کل لشکر کی تعداد بیس ہزار کے قریب تھی۔ اور اصحاب جمل کے
مقتولوں کی تعداد ستر ہزار سات سو نوے آدمی بیان کرتے ہیں اور انکے لشکر کی کل تعداد
تیس ہزار تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نصف سے زیادہ مارے گئے تھے *

جنگ صفین میں جناب امیر کی شجاعت

کمال الدین بن طلحہ اشاعی مطالبہ سئل میں لکھتے ہیں ایک ان میں سے صفین کی لڑائی ہے
جس میں جناب امیر علیہ السلام کو متعدد واقعات پیش آئے اسکا ہر ایک واقعہ ایسا ہو جسکے سننے
سے بہادر آدمی کا دل کانپ اٹتا ہے اور بچہ بوڑھا ہو جاتا ہے جب جناب امیر علیہ السلام نے معرکہ
جمل سے فراغت پا کر کوفہ کا قصد کیا اور جناب عثمان غنی کے عامل یہمان جبرین عیادہ البعلی او عامل
آذر بیجان شعث بن قیس کو بلا بھیجا اور ان کو ہجرت لیکر عمل پہنچا تو سابق رہنے دیا۔ بہرہ

سے آپ باہر نکلے اور فوج آگے لے کر کے معاویہ کو ہاتھ ملایا اور اہل شام کی لڑائی کے لیے لوگوں کو ہتھیاروں سے لیس کر دیا۔ یہ بات معاویہ کو بھی معلوم ہو گئی۔ اس نے اپنے وزیر عمرو بن العاص سے مشورہ کیا۔ عمرو بن العاص نے کہا: جبکہ جناب امیر بذات خاص اپنے کو فکے ہین تجھے ہی بذات خود اہل لڑائی کے لیے نکلنا سنا ہے معاویہ نے عمرو بن العاص کو اپنے ہمراہ لیکر خط لکھا اور فوج آگے لے کر کے ایک علم عمرو بن العاص کے پاس اور ایک اسکے دونوں بیٹوں عبداللہ اور محمد کے لیے اور ایک اسکے غلام کے سپرد کیا۔ یہ دونوں یعنی جناب امیر اور معاویہ ایک دوسرے کے مقابلے کے لیے روانہ ہوئے اور فرات پر جا ملے۔ جناب امیر علیہ السلام نے ابو عمرو اور نسر بن محسن انصاری اور سعد بن قیس الہمدانی اور شیبہ بن ربیع التیمی کو بلا کر کہا تم اس شخص یعنی معاویہ کے پاس جاؤ۔ اور اس کو خدا کی طرف بلاؤ۔ اور اطاعت اور جماعت کی طرف دعوت کرو۔ شاید کہ خدا اسے ہدایت کرے اور اس امت کی باہمی تفرقہ کو مٹا دے جس فرد وہ لوگ بطریق سفارت معاویہ کے پاس گئے۔ اس مذکورہ شخص نے اپنی تفریق پر ہی اول البشر بن عمرو الانصاری نے خدا کی صفت و ثناء کے بعد معاویہ سے کہا: اے معاویہ دنیا تجھ سے زائل ہو نیوالی ہو اور تو آخرت کی جانب رجوع کرنے والا ہے۔ خدا تجھ سے حساب لینے والا اور جزا دینے والا ہے۔ میں تجھے خدا کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ تو اس امت میں تفرقہ ست ڈال اور لوگوں کا خون زمین پر پست گرا معاویہ نے اسکی بات کاٹ کر کہا کہی تو نے اپنے دوست اسلام میں سبقت رکھنے والے صاحب فضل صاحب دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار کو یہ وصیت کی ہے اے ابن عمر تو بیان کر کیا کہنا چاہتا ہے۔ بشیر بن عمرو نے کہا میں تجھے خدا سے ڈرنے اور جو کچھ تیرا ابن عمر تجھے کہتا ہے اس کے ماننے کے لیے کہتا ہوں کیونکہ اس نے تجھے دنیا و آخرت کی نسبت اختیار دیا ہے۔ معاویہ نے کہنے لگا: کیا میں عثمان کے خون کا دھوی چوڑا دن۔ واللہ میں کہی یا ایسا نہیں کر سکتا۔ یہ سعد بن قیس اور شیبہ بن ربیع گفتگو کرنے لگے۔ معاویہ نے انکی گفتگو کی طرف التفات نہ کر کے کہا تم بیان سے چلے جاؤ میرے پاس تلوار کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ شیبہ نے کہا تو ہمیں تلوار سے ڈرانا ہے۔ خدا کی قسم یہ ہم تجھ سے پہلو تلوار کے ساتھ تیری طرف مجاہدت کرنیوالے ہیں یہ کہہ کر وہ معاویہ کے پاس ہو گئے اور جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا ماجا بیان کیا۔

مسعودی رحمۃ اللہ علیہ راجع الذہب میں لکھتے ہیں کہ معاویہ نے جناب امیر علیہ السلام کے قدم سے پیچھے رہنے پر مجبور ہو کر اپنے لشکر کے لیے ایک عمدہ موقع اختیار کر لیا۔ فرات پر تیرنے والے کے واسطے اس گردنواں میں اس مقام سے بہتر کوئی جگہ نہ تھی۔ اس مقام کے سوا اور زبان ٹپکے اور بچے

تیلے نئے جہان پر گھاٹ دوڑتا ہوا اور پانی کا لینا دشوار تھا۔ معاویہ نے ابوالاعور سلمیٰ کو حوا کے قتل
 الجیش کا افسر تھا چالیس ہزار آدمی کے ساتھ گھاٹ کی راہ بند کرنے کے لیے متعین کیا۔ جناب امیر
 جناب امیر کے لشکر کے نو ہزار عراق کے باشندے وہاں پہنچ کر تھکے تھکے تھے۔ ان کے اپنے اپنے گھروں پر پہنچے
 ہوئے تمام رات پیاسے پڑے رہے۔ عمرو بن العاص نے معاویہ سے کہا۔ ان لوگوں کو یہی پانی پینے کے
 واسطے چوڑھوڑ دینا چاہیے۔ معاویہ نے جواب دیا۔ واللہ ہرگز ایسا نہیں ہوگا جس طرح عثمان میاں سے
 مر گئے ہیں اس طرح سے یہ لوگ بھی میاں سے مر جائیں تو بہتر ہے۔ جناب امیر نے سخت کو حکم دیا کہ
 چار ہزار سوار لیکر معاویہ کے لشکر میں گھس جاؤ اور انکو پریشان کر کے اپنے آدمیوں کو پانی پلا
 لاؤ۔ ہم باقی سوار اور پیادے لیکر تمہارے پیچھے آتے ہیں۔ سخت وہاں سے روانہ ہوئے اور جناب
 امیر انکے پیچھے ہوئے اور معاویہ کی فوج میں گھس گئے۔ ابوالاعور فوج کو گھاٹ کو رستہ سونپا دیا
 جس مقام پر کہ معاویہ تھیرا ہوا تھا وہاں جا اترے۔ معاویہ نے عمرو بن العاص سے کہا۔ یا اباعبید
 اس شخص کی نسبت تیرا کیا خیال ہے جس طرح سے ہم نے اسکو پانی سے روک رکھا تھا یہ بھی ہمیں ملے
 دیگا۔ عمرو بن العاص نے جواب دیا جب تک کہ تو انکے اطاعت میں داخل نہ ہو جائے یہ تجھے پانی
 کا ایک قطرہ دینے پر ہی راضی نہ ہوگا معاویہ نے جناب امیر کی خدمت میں آدمی بھیج کر گھاٹ کی آمد و
 رفت اعداد اپنے لشکر کے لیے پانی پینے کے واسطے اذن مانگا۔ جناب امیر علیہ السلام نے اذن کو
 اذن عطا فرمایا۔

پھر جناب امیر اپنے دوستوں میں سے ایک ایک قوم بزرگ کو سوار دیکر جنگ کے لیے میدان میں
 بھیجے گئے۔ انکے مقابلہ میں معاویہ بھی اپنے دوستوں کی ایک جماعت بھیجتا رہا اور باہم لڑائی
 ہوتی رہی۔ کبھی جناب امیر خود مبدلت اور کبھی مالک شہتر اور کبھی حجر بن عدی الکندی اور
 کبھی زیاد بن حصص التیمی اور کبھی سعید بن قیس الریاحی اور کبھی قیس بن سعد الانصاری لڑتے
 کے لیے نکلا کرتے تھے اور معاویہ کی طرف سے کبھی عبدالرحمن بن خالد بن الولید اور کبھی
 ابوالاعور سلمیٰ وغیرہ میدان میں آیا کرتے تھے۔ مذی الحج کے تمام دنوں میں اس طرح جنگ
 ہوتی رہی کبھی کبھی دن میں دو دو دفعہ بھی لڑائی ہو جاتی تھی۔ جب محرم کا مہینہ آگیا اور پھر
 سبب سنو ان سال شروع ہوا۔ قاعدہ عرب کے مطابق لڑنا ملتوی کر دیا گیا۔ اور طرفین میں
 صلح کی امید پر قاصدون کی آمد و رفت شروع ہوئی لیکن آخر محرم تک صلح کی کوئی بات قرار
 نہ پائی۔ صفحہ کی پہلی تاریخ کو جناب امیر نے اہل شام میں منادی کر نیکا حکم دیا۔ کہ اسے شام والو

امیر المومنینؑ فرماتے ہیں سینے ٹکڑی کی طرف بلایا تھے اسکی طرف التفات نہیں کی اور تم سرکشی سے باز نہیں آئے اور نہ تم نے اطاعت قبول کی خدا تعالیٰ خیانت کر نیا لون کو پیا نہیں کرتا یہ جناب اختیارنے کوفہ کے سواروں پر بالکشتہ کو اور بصرہ کے سواروں پر سہل بن حبیب کو اور کوفہ کے پادشہ پر عمار بن یاسر کو اور بصرہ کے پیادوں پر معمر بن قیس کی کو مقرر کر کے اپنا علم ہاشم بن عتبہ کو دیا اور میدان میں تشریف لے آئے۔ معاویہؓ اپنی شامی فوج کے ساتھ میدان میں آکر ہوا۔ جب میدان کا رخ گرم ہوا تو غلام کی فوج میں سے ایک دلاور مجربہ کار شہسوار خرق نامی باہر نکلے دونوں صفوں کے درمیان میں اگر مبارز طلب کرنے لگا اہل عراق میں سے عبید المرادی اسکے مقابلہ کو لکلا پہلے باہم نیزہ بازی کرتے رہے پھر تلوار لگانے لگے۔ شامی نے اسکو مار ڈالا اور گھوڑے سے اتر کر اسکا سر کاٹ کر پیشانی کے بل زمین پر اونڈھا کر کے رکھ دیا۔ اور گھوڑی پر چڑھ کر مبارز طلب کرنے لگا۔ ازو کے قبیلہ کا ایک نوجوان مسلم بن عبدالرحمن نامی اسکے مقابلہ کو نکلا اس شامی نے اسکے ساتھ ہی وہی معاملہ کیا جو اس سے پہلے جو ان کے ساتھ کیا تھا۔ یہ کہہ کے پھر مبارز طلب کرنے کو کھڑا ہوا۔ جناب اسید علیہ السلام لباس بیکار اسکے مقابلہ کو نکلا شامی انکو پہچان نہ سکا۔ جناب اس نے پیوستی کیے کندیہ پر تلوار ماری کہ اسکی طرف کا کندہ باکٹ گیا اور وہ زمین پر گر گیا۔ آپ گھوڑے پر سوار ترے اور اسکا سر تن سے جدا کر کے اسکا ہند آسمان کی کیطرف پہیر کر زمین پر رکھ دیا۔ اور گھوڑے پر سوار ہو کر مبارز طلب فرمانے لگے شام کا ایک اور شاہ سوار آپ کے مقابلہ کو نکلا آپ نے اسکے ساتھ ہی وہی معاملہ کیا جو اسکے پہلے دوست کے ساتھ کیا تھا اس طرح سے سات سوار یکے بعد دیگرے آپ کے مقابلہ پر نکلے آپ انکے ساتھ ہی طرح سے پیش آئے جس طرح کہ پہلے شامی سوار کے ساتھ پیش آئے تھے۔ یہ دیکھ کر شام کے لوگ آپ کے سامنے سے ہٹ گئے پھر اور کوئی آپ کی مبارزت پر پیش قدمی نہ کر سکا۔ آپ دونوں صفوں کے درمیان میں ٹپکنے لگے۔ تغیر لباس کی وجہ سے شامی حضرت کو نہیں پہچان سکتے تھے معاویہ کا ایک غلام تم تھا جسکو کہہ رہے تھے۔ شخص ہمدانی میں شہرہ آفاق تھا معاویہ نے اس سے کہا۔ امیر حرب تو اس سوار کے مقابلہ میں جا اور اسکو قتل کر کے۔ میرا جی ٹھنڈا کر تو دیکھتا ہے کہ اس نے میرے کتنے دوست مار ڈالے ہیں۔ حرب کہنے لگا۔ میں اس سوار کے مرتبہ کو خوب تازہ چکا ہوں۔ اگر تیری تمام فوج ہی میرے مقابلہ میں لکے گی تو یہ اسکو ہی قتل کر دینا۔ اگر تیرا یہی منشاء ہے کہ میں اسکے مقابلہ میں جاؤں تو یہ مجھے لے کر اسکے ہاتھ سے میری موت اچکی ہے۔ ورنہ اسکے سوا کسی اور کے مقابلہ میں بھیج کر دیکھو۔ معاویہ کہنے لگا میں برگزینی موت کا خواستہ نگار نہیں۔ تو اپنی جگہ پر ٹھہرنا کہ تیرے

سو کوئی اور شخص اس کے مقابلہ کو نکلے۔ جناب امیر علیہ السلام باؤز بلند فرمانے لگے اسے شامیوں تمہیں
 کیا ہو گیا ہے۔ کہ تم میں سے کوئی نوجوان میرے سامنے نہیں آتا۔ بہر آئے اپنے سراقہ میں سو مسخرہ شاہ
 سب لوگ آپ کو پہچان گئے۔ اور آپ اپنے شکر کی طرف واپس ہو گئے بہر ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ دونوں
 لشکر آمنے سامنے کھڑے ہوئے شام کے بہادر وں میں سے ایک شخص جو کرب بن اصباح کے نام سے مشہور
 تھا میدان میں دونوں صفوں کے بیچ میں کھڑا ہو کر مبارزہ طلب کرنے لگا۔ عراق کے لوگوں میں
 سے ایک شہسوار جس کا نام مبرقع الخولانی تھا اس کے سامنے گیا شامی نے اسے قتل کر دیا۔ بہر حال
 الحکمی اس کے ساتھ لڑنے کو نکلا وہ بھی اس کے ہاتھوں سے مارا گیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے اس کی جگہ
 کو دیکھا اور خود بدولت سوار ہو کر اس کے سامنے تشریف لے گئے اور اس کو پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے
 اس نے جواب دیا مجھے کرب بن اصباح الحمیری کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اسے کرب بن بختہ کہتا ہوں
 کہ تو اپنے دل میں خدا کا خوف کر میری لگا ہوں میں تو بہادر معلوم ہوتا ہے۔ پس اگر جو بہادر احال
 ہو وہی تیرا ہی ہو تو بہتر ہے۔ تو خدا کے عذاب سے اپنی جان کو بچا۔ کہیں معاویہؓ تجھے جہنم میں نہ بھیجی
 کرب نے کہا یا علی اگر آپ لڑنا چاہتے ہیں تو میرے پاس تشریف لائیں۔ یہ کہہ کر وہ اپنی تلوار کو چمکائی
 لگا جناب امیر علیہ السلام نے اس کے پاس جا کر اپنی تلوار کو میان سے باہر کیا۔ ایک آدھ گہری تک آپس میں
 جو ٹین چلتی رہیں جناب امیر نے سبقت فرما کر ایک ایسی ضرب لگائی کہ وہ قتل ہو کر زمین پر گر گیا۔
 آپ اس سے فانیع ہو کر بہر شامیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ہل میں مبارزہ پکارنے لگے اس کا بہائی حاش
 الحمیری آپ کے مقابلہ پہنچا اپنے ایک ہی وار میں اس کا کام ہی تمام کیا۔ سیطرح سے جا بادی اس ذراپ
 کے ہاتھ سے قتل ہوئے آپ لڑتے جاتے تھے اور یہ آیت پڑھتے جاتے الشہر الحرام بالشہر الحرام
 والکھات قصاص فنز اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم و اتقوا
 اللہ واعلموا ان اللہ مع المتقین یعنی حرمت کا مہینا مقابل حرمت کو مہینے مکہ اور اوب رکھنومین
 بدلا ہے بہر جس نے تمہیں زیادتی کی تم اس پر زیادتی کرو جیسے اس نے تمہیں زیادتی کی اور ڈرتے رہو اور
 اور جان رکھو کہ اللہ پہنچا روں کے ساتھ ہے۔ بہر آپ نے چلا کر فرمایا اسے معاویہ میری اور تیری تلوائی
 ہے بیچ میں عرب کا ناحق کام تمام ہوا جاتا ہے تو خود میرے سامنے آتا کہ جو فخریاب ہو میدان اس کو
 ماتہ میں رہے۔ معاویہ نے جواب دیا۔ مجھے آپ کے مقابلہ کی ضرورت نہیں آپ نے عرب کے یہ جابجوتخوا
 ورنہ سے ارڈا لے اُنہ انہیں پر آپ کفایت کریں۔ معاویہ کی فوج میں سے عروہ بن اود
 چلایا کہ اسے ابن ابی طالب اگر معاویہ آپ کے مقابلہ سے ڈرتا ہے آپ میرے مقابل تشریف

لائین۔ جناب امیر اسکی طرف تھے۔ عہدہ نے پیش قدمی کر کے ایک از چلا یا جو اوچا پڑا جناب امیر نے
 بڑھ کر ایک ایسی طرح لگائی کہ وہ قتل ہو کر گر گیا۔ جناب امیر نے فرمایا۔ سید ہاجنم کو چلا جا۔ عہدہ کا مارا یا
 شامیون پہنایت گران گذرا کیونکہ وہ انکے مشہور بہادرون میں سے شمار کیا جاتا تھا۔ اتنے میں
 ہو گئی اور حضرت امیر اپنی فوج میں واپس ہو آئے پھر ایک اور روز ایسا ہی اتفاق ہوا کہ دونوں لشکر بالقابل
 کھڑے ہوئے۔ جناب امیر سب معمول دونوں لشکروں کے درمیان ٹھہر رہے تھے عمرو بن عاص فوج سے
 باہر نکلا چونکہ جناب امیر نے اپنا ہمیشہ بلا ہوا تھا کہ کمین معاویہ سے آنا سامنا ہو گا اور یہ روز کا تھا
 نہٹ جائے۔ اسوجہ سے وہ حضرت کو پہچان نہ سکا اور میدان میں نکلا اور یہ رخ پڑنے لگا۔ **یا اہل الفتن**
یا اہل الکوفة یا اہل الفتن + اہل بکمد لا اری ابدا الحسن + اے کوفہ کے سپہ سالار + اور اے فتنہ کے
 جگانے والو + میں تمہیں مار ڈالوں گا۔ اور ابابا حسن کا لحاظ نہیں کرونگا۔ جناب امیر علیہ السلام نے اس پر
 حملہ کیا۔ اس نے حضرت کو پہچان لیا اور میدان سے پیٹھ پھیر کر ہٹا آئے مگر اسے نیز مارا نیز اسکی زہر
 کے حلقہ میں گر گیا۔ اور وہ جٹکا کما کر زمین پر گرا۔ اسکو یہ خوف پیدا ہوا کہ جناب امیر اب مجھے زندہ نہیں
 چھوڑینگے اس نے اپنی دونوں ٹانگیں اٹھا کر اپنی شرمگاہ کو ننگا کر دیا۔ حضرت امیر نے اس سے اپنا سونہ
 پیر لیا اور اپنے لشکر میں واپس چلے گئے۔ عمرو بن عاص وہاں سے اٹھ کر خوف زدہ معاویہ کے پاس گیا۔
 معاویہ سے دیکھ کر سہتر لگا۔ عمرو بن عاص کہہ سنا ہوا کہ کہنے لگا تو کیوں مہتا ہے واسطہ اگر تو میری جگہ
 پر ہوتا تو میری شرمگاہ بھی اس طرح نگی ہو جاتی جس طرح سے کہ میری نگی ہو گئی تھی۔ اگر اسوقت میں جناب
 امیر واپس نہ جاتے تو میرے عیال کو ضرر و تشیم کر جاتے اور میرے مال کو لوٹ لیتے۔ معاویہ نے کہا سینے
 تو سہنی سے یہ بات کہی تھی اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم سخری بداشت نہیں کر سکتے ہو تو میں ہرگز ایسا نہ کرتا
 عمرو بن عاص نے کہا میں تمہاری سخراپن سے ختم نہیں ہوتا۔ لیکن اس بات یہ ہے کہ اگر ایک بہادر
 دوسرے بہادر سے لڑتا ہوا اور وہ گر جائے اور دوسرا اسکے مارنے سے دستکش ہو کر اسکو قتل نہ کرے
 تو آسمان اس پر خون آنسو سے روتا ہے۔ معاویہ نے کہا بلکہ ہمیشہ کے لئے فضیحت اور رسوائی
 دنیا میں یادگار رہ جاتی ہے۔ عمرو بن عاص نے کہا سینے ان کو نہیں پہچانتا تھا۔ اگر میں انکو پہچان
 لیتا تو کبھی انکی طرف قدم نہ لگتا۔ پھر معاویہ کے لشکر کے شہسواروں میں سے بشیر ابن ارطاة نے
 حم شجاعت میں مشہور تھا جناب امیر کے پکارنے کو سنا کہ آپ معاویہ کو اپنے مقابلہ میں طلب فرماتے
 ہیں اور معاویہ مقابل جانے سے جان چھڑاتا ہے اسلئے اس نے اپنے غلام لاحق سے مشورہ کیا کہ میں
 علی کے مقابل جانا چاہتا ہوں شاید میرے ہاتھ سے قتل ہو جائیں اور میری وجہ سے انکی شہرت ہو

سے گم ہو جائے۔ لاحق نے کہا اگر تو اپنے مین انکے مقابلہ کا حوصلہ دیکھتا ہے تو اس امر کی طرف مبادرت کر
ورنہ اس قصد سے باز آ۔ کیونکہ بخدا یہ شخص بہادر ٹھوکنے والا ہے۔ فانت لہ یا بغیر ان کنت مثلاً
والا فان للیت للضیع اکل + متی تلقہ فالوٹ فی داس دمحہ + وحی سیفہ شغل لنفسک
شاغل + امیر بشیر اگر تو اسکی مانند ہے تو اس کے ساتھ لڑائی کا قصد کرو ورنہ تو خود جانتا ہے کہ شیر کفتار کو
کمانے والا تو کب اس کے پاس جاسکتا ہے کیونکہ اس کے نیزہ کے سر میں موت ہے اور اسکی تلوار میں
تیری جان کے ساتھ سروکار ہے۔ بشیر نے کہا اے لاحق تجھ پر افسوس ہے۔ بہلا موت کی سوا اور تو کوئی
بات نہیں ہے پر جو کچھ ہو سو ہو۔ مین اس کے مقابلہ کے لیے جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر بشیر میدان میں گیا جہاں
امیر علیہ السلام نے دیکھ کر اس پر نیزہ سے حملہ کیا وہ نیزہ کی نیوی سے زمین پر چپ گر پڑا اور اپنی دونوں
ہاتھیں اٹھا کر شرنگاہ کو کھول دیا جناب امیر نے اس سے سوند پیر لیا۔ بشیر کو دکر کٹا ہو گیا اس کے
سر سے مغفرا تر گئی جناب امیر علیہ السلام کے لشکر کے آدمیوں نے اسے پہچان کر جناب امیر سے عرض کیا
یا امیر المؤمنین یہ بشیر بن ارطاة ہے آپ اس کو زندہ نہ جانے دیں آپ نے فرمایا اگر یہ بشیر بن ارطاة ہی
ہے تو یہی اسکی شکل گم ہونے دو۔ جس بات کا کہ یہ سختی ہے وہی اسپر فارو ہو۔ پھر بشیر گھوڑے پر
سوار ہو کر معاویہ کے پاس چلا گیا معاویہ جس کر کہنے لگا کوئی شرم کی بات نہیں عمرو بن عاص کو یہی
میں معاملہ پیش آیا ہے۔ جناب امیر کی فوج میں سے کوفہ کے ایک جوان نے زور سے چلا کر کہا اے
اہل شام تمکو حیا نہیں آتی تمکو عمرو بن عاص نے معرکہ جنگ میں اپنا ستر کھول دیا خوب سکھا دیا ہے بشیر
عمرو بن عاص کو اور عمرو بن عاص بشیر کو دیکھ کر آپس میں ہنسا کرتے تھے۔ جناب امیر علیہ السلام سے
شام کے باشندے نہایت خوف زدہ ہو گئے اور کسی کو انکی مبارزت پر جرأت کرنے کی حیا نہ رہی
ایک دفعہ جناب عثمان کا غلام جس کا نام احمد تھا میدان میں آیا اس کے مقابلہ میں کیسان حضرت امیر کا
غلام لڑنے کو نکلا۔ احمد نے اسے قتل کر ڈالا جناب امیر نے یہ دیکھ کر فرمایا۔ اگر میں تجھے قتل نہ کروں
تو خدا مجھے قتل کرے۔ یہ کہہ کر اپنے اسپر حملہ کیا وہ غلام بھی تلوار کھینچ کر جناب امیر پر حملہ آور ہوا
جناب امیر نے اسکی تلوار پر تلوار ماری اور قریب جا کر ہاتھ بڑھایا اور اسکی گردن کو پکڑ کر گھوڑے پر سے
اٹھا لیا۔ اور زمین پر دے پٹکا کہ اسکی بڑی بلی چور چور ہو گئی۔ معاویہ اپنے غلام حرث کو جو نامور
بہادر تھا جناب امیر کے مقابلہ کرنے سے ڈرایا کرتا تھا ایک دفعہ جناب امیر بیس بدگھر میدان میں نکلا مسابہ
طلب فرما رہے تھے عمرو بن العاص نے حرث کو کہا اے اس سوار کا مقابلہ کر اور قتل کرنے سے حکومت
چوڑ حرث میدان میں گیا وہ جناب امیر کو پہچان نہیں سکتا تھا کچھ دیر نہ گزری کہ جناب امام نے اسکو

سہ کے چاند پر تلوار ماری جسکے گھاؤ سے وہ گمائل ہو کر زمین پر گر گیا معاویہ اور اہل شام ہار گئے کہ چناب
 امیر بن معاویہ کو اپنے غلام کے مارے جانیکا نہایت قلق گذرا عمرو بن عاص سے کہنے لگا تو نے میرے غلام
 کو مروا ڈالا ہے کیونکہ تو نے اسے غرہ کر کے میدان میں بھیجا تھا۔ بہر ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ جناب
 امیر کے دوست عباس بن ربیعہ الماشمی میدان میں نکلے اور دوسرے معاویہ کے دوستوں میں سے غوار
 انکے مقابلہ کو آیا عباس سے کہنے لگا اے عباس تو میرے ساتھ لڑے گا؟ عباس نے کہا تو میرے ساتھ
 نیچے اتر کر جنگ کریگا؟ یہ کہہ کر دونوں گھوڑے سے نیچے اترے اور جنگ کرنے لگے دونوں لشکر ہتھیاروں
 سے دونوں بہادری کی کارستانی دیکھنے لگے ایک گھنٹہ تک دونوں لڑتے رہے کوئی اندونوں میں
 سے ایک دوسرے پر غالب نہ آیا۔ بہر دوبارہ جنگ کرنے لگے عباس بن ربیعہ کو شامی کی زرہ کا بند ایک
 جگہ سے ڈھیل نظر آیا عباس تلوار نہایت تیز تھی عباس نے اسکی زرہ کو ڈھیل بند کے بیجا بیچ میں تاک کر
 ایسی تلوار لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہو گیا۔ لوگوں نے یہ ہفتہ کی صفائی دیکھ کر تمکیر کا نعرہ بلند کیا اور
 حیران رہ گئے۔ معاویہ اور دیگر اہل شام کو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ علی لباس بد بکری میدان میں آئے
 ہوئے ہیں۔ عباس بن ربیعہ سے لوٹ کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور تھوڑی دیر تک دونوں صفوں کے
 درمیان میں ٹپکتے رہے۔ پہلے پہلے مکان کو دھس چلے گئے۔ معاویہ نے اپنے لشکر والوں سے کہا کوئی
 ہے جو میدان میں جا کر اس سوار کو قتل کرے میں اسے ہتھیار نعام دے دوں گا یہ سن کر ہتھیار گان میں
 میں سے بنی لخم کے دونوں جوان اچھل پڑے کہ ہم اس مہم کو انجام دینگے۔ معاویہ نے کہا شخص کتم دونوں
 میں سے اس سوار کے قتل کرنے پر سبقت کرے گا جو کچھ کہیںے وعدہ کیا ہے اس کو پورا کر دوں گا اور
 دوسرے شخص کو بھی سیکر نعام دے دوں گا۔ دونوں میدان میں گئے۔ اور مبارزت کے مقام پر پہنچ کر
 بلائے لے عباس ہمارے مقابلہ کے لیے باہر نکلے۔ عباس کہنے لگو میں اپنے آقا سے اجازت لیکر تم سے
 پاس آتا ہوں۔ وہاں سے جناب امیر کی خدمت میں اذن لینے کے واسطے گئے جناب امیر نے ان کو
 اپنے پاس بلا کر انکے ہتھیار اپنے زیر تن فرمائے اور انکے گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں تشریف
 لے گئے اسوقت جناب امیر اور ابن عباس میں فرق کر سکا دشوار تھا۔ دونوں لخمیوں نے آپ
 سے کہا کہ عباس آپ اپنے آقا سے اجازت لے آئے ہیں آپ انکے جواب میں اس آیت کو پڑھا
 اذن للذين يقاتلون بانهم ظلموا وان الله على بصير لمظلمين کہ اذن دیا گیا ہے واسطے
 ان لوگوں سے کہ لڑائی کرتے ہیں وہ سبب اس کو ظلم کیے گئے ہیں۔ اور تحقیق اللہ تعالیٰ ان کو
 فتح دینے پر قادر ہے ان دونوں میں سے ایک نوجوان نے آپ پر حملہ کیا آپ نے اسکی ناف پر

معاویہ نے اس سوار کو قتل کر دیا اور اس کے ہتھیار اپنے پاس لے لیے۔

معاویہ نے اس سوار کو قتل کر دیا اور اس کے ہتھیار اپنے پاس لے لیے۔

معاویہ نے اس سوار کو قتل کر دیا اور اس کے ہتھیار اپنے پاس لے لیے۔

تواری اور اس صفائی سے کاٹ ڈالا کہ لوگوں کو گمان نہ ہوا کہ آپ کا دار خالی گیا ہے بلکہ جب گھوڑا اچھلا تو اس کے دونوں ٹکڑے زمین پر گر گئے پھر آپ نے دوسرے جوان پر حملہ کر کے ہسکو بھی اسی کے دوست کے ساتھ ملا دیا۔ پھر جناب امیر علیہ السلام ایک گھنٹہ تک میدان میں گھوڑا پھیرتے رہے معاویہ تار گیا کہ یہ جناب امیر ہیں کہنے لگا کہ خدا ناحق کی جہنم کا ستیاناس کرے۔ جناب امیر تو بیٹھے ہوئے تھے سینے خود سوار ہو کر اپنے آپ کو رسوا کیا۔ عمرو بن عاص نے کہا رسوا تو بخنی ہوئے جو مارے گئے۔ معاویہ نے کہا مردک خاموش، تیرے بولنے کا وقت نہیں۔ عمرو بن عاص نے کہا اگر میرے بولنے کا وقت نہیں تو خدا تعالیٰ بخنیو پیر رحم کرے۔ اور میں جانتا ہوں کہ خدا نے ان پر ضرور رحم کیا ہوگا۔ اس تمام لڑائی میں جو صفین کے نام سے مشہور ہے لیلۃ الہریر کا واقعہ نہایت ہی حیرت ناک ہے اس میں جناب امیر جو وقت کسی آدمی کو قتل کرتے تو باوجود ازلیہ تکبیر پڑھتے۔ شمار کیا گیا تو اس میں اپنے پانسو تیس تکبیر پانسو تیس آدمیوں کے قتل کرنے پر پڑ پڑا اس رات میں کسیل کی طرح سے سو جرن تھے اور جس طرح سے نرمستی سے پیر پیر سے تھے جب صبح نمودار ہوئی مقتولوں کی تعداد تیس ہزار سے تجاوز کر گئی تھی۔ یہ جمعہ کے دن کی رات تھی صبح کو جناب امیر اور آپ کا سارا لشکر میدان کارزار میں مصروف کشت و خون تھا آپ قلب میں رونق افروز تھے سمینہ میں مالک اشتر اور مسیر میں عبداللہ بن عباس گرم پیکا تھے جناب امیر کی فوج پر فتحندی کے آثار نمایان تھے مالک اشتر سمینہ سے مصروف تیر اندازی تھے کہیں اپنے لشکر سے یہ کہتے تھے کہ اس نیزہ کے فاصلہ سے تیر ڈالو اور کہیں کہتے تھے کہ اس کمان کے فاصلہ سے تیر چلاؤ۔ اور کہیں یہ کہتے تھے کہ اسے انداز پر تیر پہنچتے رہو۔ جب جناب امیر نے دیکھا کہ مالک اشتر فتح پانے کے قریب ہیں آپ نے انکی مدد کے واسطے اور لشکر روانہ کیا۔ معاویہ نے دیکھا کہ شام کی فوج ست ہو چکی ہے اور عراق والے غالب آ گئے ہیں شامی ہبا گئے پر کربستہ ہیں ابن علف سے کہنے لگا اس وقت کوئی تدبیر ایسی ہے کہ جس کی وجہ سے ہم پریشانی سے بچ جائیں اور عراق والوں میں ہپوٹ پڑ جائے ہیں عاصم کہا ہاں یہ تدبیر ہے کہ قرآن مجید نیزوں کے ساتھ باندھ کر علم کر دین اور اہل عراق سے یہ کہیں کہ خدا کی کتاب ہمارے اور تمہارے درمیان حکم ہے اگر انہوں نے قبول کر لیا تو ہم لڑائی کو دوسرے وقت پر بالید گئے اگر ان میں سے بعض نے انکار کیا تو بعض ضرور یہ کہیں گے کہ خدا کی کتاب کو ماتا چاہیئے۔ اس وجہ سے ان میں ہپوٹ پڑ جائیگی۔ پس شامیوں نے چند کلام مجید نیزوں سے باندھ کر علم کر دیے اور کمان اہل عراق یہ خدا کی کتاب تمہارے اور ہمارے درمیان حکم ہے جب لوگوں نے کلام اللہ کو نیزوں سے باندھا ہوا دیکھا کہنے لگے ہکو خدا کی کتاب کا لحاظ کرنا چاہیئے۔ جناب امیر نے ان سے فرمایا۔ ای

بندگان خدا اپنے حقوق کو مست چوڑ و مساویہ اور ابن عاص اور ابن ابی معیط اور ابن ابی سرح اور ضحاک کو میں خوب جانتا ہوں یہ لوگ ہرگز قرآن والے نہیں۔ مجھے لڑکپن اور جوانی میں ان سے صحبت رہی ہے بخدا ان لوگوں نے ازراہ مکرو فریب قرآن شریف کو نیزوں پر باندھ کر بلند کیا ہے۔ اب یہ لوگ جنگ میں سست ہو چکے ہیں اور بہانے پر آمادہ ہیں جناب امیر علیہ السلام کی لشکر کے لوگوں نے لڑنے سے انکار کیا جناب امیر نے فرمایا میں ان سے صرف اس لیے جنگ کرتا ہوں کہ وہ خدا کی کتاب کا حکم مانیں لیکن وہ خدا کے حکم سے نافرمانی کرتے ہیں اور عہد کو توڑتے ہیں انہوں نے خدا کی کتاب کو چوڑ دیا ہے۔ مسعود بن بداک التیمی اور زید ابن حصین الطامی جناب امیر سے کہنے لگے جبکہ ان لوگوں نے آپ کو خدا کی کتاب کی طرف بلایا ہے تو آپ انکی دعوت کو قبول کریں ورنہ ہم آپ کو پکڑ کر انکے سپرد کر دیتے۔ جناب امیر اور ابن عباس لڑائی سے دست بردار ہو گئے۔ لیکن مالک اشتر بدستور لڑنے رہے۔ لوگوں نے جناب امیر سے عرض کیا کہ آپ مالک اشتر کو بلالین تاکہ وہ بھی لڑائی سے دستکش ہو جائیں۔ جناب امیر نے یزید بن ہانی سے کہا کہ مالک اشتر کو جا کر یہ کہو کہ میرے پاس چلا آئے اشتر نے یزید سے کہا کہ امیر المومنین کی خدمت میں جا کر میری طرف سے عرض کر کہ یہ وقت میرے آنیکا نہیں آپ اس وقت مجھے یہاں سے نہ ہٹائیں مجھے فتح کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ یزید بن ہانی نے اگر جناب امیر سے اشتر کا پیغام عرض کیا۔ آپ نے اسے دوبارہ اشتر کے پاس بھیج کر کہلا بھیجا کہ بیان فتنہ برپا ہو گیا ہے تم جلدی چلے آؤ اشتر دوڑتے ہوئے جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے جس وقت کہ شامیوں نے قرآن نیزوں پر اٹھائے تھے مجھے معاً خیال پیدا ہو گیا تھا کہ ہمارے آدمیوں میں ضرور پوٹ پڑ جائیگی۔ یہ قرآن نیزوں کے ساتھ باندھنا بے شک ابن عاص کا مشورہ ہے ہر قوم کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ اے عراق والو اے دولت اور خواری کے آشناؤ۔ اب تم غالب ہو چکے قریب تھے انہوں نے تمہیں غلبہ پاتے ہوئے دیکھ کر نیزوں پر قرآن شریف بلند کر دیے۔ مجھے دم بہر کو چوڑ دو فتح ابی ابی ہوئی جاتی ہے۔ لشکر کے لوگ کہنے لگے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ہم تجھے اذن دیکر تیرے ساتھ گناہ میں شریک ہوں اختر نے کہا تم مجھے یہ تو بتاؤ بھلا تم کس وقت حق پر تھے۔ آیا جس وقت تم لڑ رہے تھے اور شامی تمہارے بزرگوں کو قتل کر رہے تھے یا کہ اب اس وقت کہ تم نے اپنے ہاتھ لڑائی سے روک لیے ہیں لشکر کے لوگ کہنے لگے کہ اشتر ملن باتوں کو چوڑ دے ہم انکے ساتھ صرف خدا کے لیے لڑتے تھے اب محض خدا کے لیے انکو چوڑ دے ہیں۔ اشتر نے کہا تم دھوکا دے رہی ہو اور دھوکا کھاتے

ہوئے عزت کو چوڑ کر روسیاء ہی کی زندگی کو قبول کر لیا ہے۔ ہم تمہاری نماز کو دنیا و آخرت میں فرماؤ اور خدا کے لئے کے شوق کے لیے سمجھتے تھے۔ میں دنیاوی غرض کے سوا اور کوئی ہمتاری مراد نہیں دیکھتا تم کو برکمانے والی گائے کی مانند ہو کہی تم عزت کا سونہ نہیں دیکھو گے۔ اور ظالمو میرے سامنے سے چلے جاؤ۔ اشتر نے انکو برا بہلا کہا وہ شتر کو بد رو کہنے لگے۔ جناب امیر انپر اور مالک اشتر۔ چلائے تمام لوگ اس بات پر متفق ہو گئے کہ قرآن مجید کو حکم بنایا جائے۔ اشعث بن قیس نے جناب امیر سے عرض کیا میں دیکھتا ہوں کہ جس امر کی نسبت شامیوں نے ہمیں دعوت کی ہے۔ اوس پر ہمارے لوگ بھی رضی ہو جیسے میں کہ قرآن مجید کو انکے درمیان حکم قرار دیا جائے۔ اگر آپ کی منشا ہو تو میں معاویہ سے پوچھ آؤں کہ انکی غرض کیا ہے۔ جناب امیر نے فرمایا جاؤ پوچھ آؤ۔ اشعث معاویہ کے پاس گیا اور کہنے لگا اے معاویہ تم نے قرآن شریف نزول پر کیوں بلند کیے تم میں معاویہ نے کہا اے بیٹے کہ ہم اور تم خدا کی کتاب اور اسکے حکم کی طرف رجوع کریں۔ اشعث نے کہا یہ بات بالکل ٹھیک ہے۔ وہاں سے واپس آکر جناب امیر کی خدمت میں معاویہ کی تمام گفتگو بیان کی سب لوگ کہنے لگے ہم بھی اسی بات پر رضی ہیں۔ پھر اہل شام نے کہا کہ ہم تو ابوسوسے کی حکومت پر رضی ہیں۔ جناب امیر نے فرمایا تم نے اول میری نافرمانی کی ہے اب تو مت کرو۔ میں ابوسوسے میں حکومت کی لیاقت نہیں پایا وہ ضعیف الراے ہے عمرو بن عامر کے مکروں سے واقف نہیں۔ اشعث اور زید بن حصین اور مسعر بن قیس کی کہنے لگے ہم اسکے سوا کسی پر رضی نہیں جس پر ہمیں کہ ہم بڑے ہیں اس نے ہمیں اس سے پہلے ہی ڈرایا تھا۔ ہم اسکے سوا کسی کی بات نہیں مانیں گے۔ جناب امیر نے فرمایا ابوسوسے سے یہ بات پوری نہیں ہو سکے گی۔ ابن عباس موجود ہیں اگر تم کو میں انکو حکومت پر مقرر کروں وہ لوگ کہنے لگے بخدا ہم اسکی پر وہی نہیں کرتے۔ انکا حکم ہونا تو خدا آپ کا اپنے لیے حکم بنا ہے ہم ایسے شخص کو پسند کرتے ہیں۔ جو آپ کا اور معاویہ کا برابر طرفدار ہو جناب امیر نے فرمایا پھر چوڑ دو کہ میں اشتر کو مقرر کروں وہ بولے اشتر ہی تو یہ آگ لگائی ہے۔ حضرت امیر نے فرمایا جبکہ تم میری بات کو تسلیم نہیں کرتے تو جاؤ ابوسوسی کو میرے پاس لے آؤ۔ اور جو چاہو سو کرو۔ ابوسوسی ان دونوں دونوں گروہوں سے الگ تھے لڑائی میں شامل نہیں ہو جاتے انکا غلام انکے پاس اس خبر کے پہنچانے کو دوڑتا ہوا گیا کہ دونوں گروہوں میں مصالحت ہو گئی ہے۔ ابوسوسی نے صلح کی خبر سن کر کہا الحمد للہ یہ غلام نے بیان کیا کہ تم کو لوگوں نے حکم مقرر کیا ہے۔ کہنے لگا انا سدوانا الیہ احبوں حب ابوسوسی جناب امیر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے

احنف بن قیس ہی ٹرای سے اگٹ شہ وہ ہی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے یا امیر المومنین ابن عاص نے آپ کو زمین پر پٹک دیا ہے۔ میں ابو موسیٰ کی دلی سے متعجب ہوں میں توڑی دوتک اسکے ہمراہ ہوا تھا میں اسکو کند زبان اور بہت جھوٹی حیل کا آدمی پاتا ہوں۔ وہ ان لوگوں کی اصلاح کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا۔ ان کو واسطے ایسا شہر چاہیئے جو انکے پاس بکریاں آسمان کے تاروں کی طرح سے ان سے دور رہے۔ اگر آپ مجھے حکم بناتے تو دیکھتے کہ میں کیا کرتا۔ ورنہ آپ مجھے ابو موسیٰ کے ساتھ دوسرا یا تیسرا حکم بنایا ہوتا۔ عمرو بن عاص نے میرے سامنے کوئی ایسی گروہ نہیں لگائی کہ میں اسکو نہ کہو لدا ہو۔ جناب امیر نے فرمایا لوگ ابو موسیٰ کے سوا کسی پر رضی نہیں تھے۔ پھر ابو موسیٰ اور عمرو بن عاص عہد نامہ لکھنے کے لئے جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کاتب نے عہد نامہ لکھنا شروع کیا جبکہ عثمان بن عفان بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ عہد نامہ ہے کہ امیر المومنین علی بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان اور ان دونوں کے ساتھ والون کے حسب منشا لکھا جاتا ہے۔ عمرو بن العاص نے کاتب سے کہا جناب علیؑ آپ لوگوں کے امیر المومنین ہیں ہمارے امیر نہیں۔ امارت سوا آپ کا نام نہ کر دے۔ احنف بن قیس نے جناب امیرؑ سے عرض کیا آپ ہرگز محو نکرین اگرچہ بعض لوگ بعض کو قتل کر ڈالیں۔ اگر آپ اپنے اپنا نام امارت سوا دیا مجھے خوف ہے کہ یہ کہی امیر المومنین کا نام اپنے لیے قائم ذکر سکین گے۔ آپ نے ہی محو کرنے سے انکار فرمایا۔ شعث بن قیس اس امر میں بحث کرنے لگا اس کے آپ کا نام سوا دیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا امیر اکبر سنت کے مقابل سنت پوری ہو گئی۔ بخدا صلح حدیبیہ کے روز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب عہد نامہ تھا۔ جبکہ میں نے محمد رسول اللہؐ کا کاتب لکھنے لگے آپ رسول اللہؐ نہیں ہیں یا علیؑ تم آپ کا اسم مبارک اور آپ کے والد ماجد کا اسم مبارک لکھو مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اسم مبارک محو کرنے کے لئے حکم دیا۔ میں نے عرض کیا مجھ سے ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہمیں وہ مقام بنا دے۔ یعنی حضرت کو وہ مقام تبادیا حضور نے اپنے دست مبارک سے اسے سوا دیا۔ اور فرمایا عنقریب تجھ سے ہی ایسی خواہش کی جائیگی اور تجھ کو ہی لوگوں کا کہنا ماننا پڑے گا کہ جناب امیرؑ نے کاتب سے فرمایا۔ لکھ یہ وہ عہد نامہ ہے کہ علی بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان اور اہل کوفہ اور اہل شام کی حسب منشا لکھا گیا ہے کہ ہم خدا کے حکم اور اس کی کتاب کو حکم مقرر کرتے ہیں جس پر کہ وہ موت کا حکم دے ہم ہی اس کی موت پاتا ہوں گے اور جسکو وہ زندہ کرے ہم ہی اس کی زندگی پر رضی ہیں گے۔ پس ابو موسیٰ الاشعری اور عمرو ابن العاص اس کے لیے حکم مقرر کیے گئے ہیں جو کچھ کہ یہ دونوں خدا کی کتاب میں پائیں گے اس پر حکم

دیگر اور اگر خدا کی کتاب میں نہ پائیں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت جامع غیر مفرقہ کی طرف رجوع کریں گے دونو منصفون نے جناب علی اور معاویہ اور ان دونوں کے لشکر سے عہد لے لیا ہے اور وہ دونوں ان کے اہل و عیال اور جان و مال کے آئین ہیں۔ اور جو فیصلہ کہ دونوں منصف بیان کریں گے اس کے احرام میں تمام ہمت انکی معاون ہوگی بشرط یہ ہے کہ دونوں منصف تمام ہمت کی نسبت فیصلہ کریں نہ کسی خاص گروہ یا فرقہ کی نسبت اور رمضان کے مہینہ تک ان دونوں کو مصلحت دیکھانی ہے۔ اور اگر ان دونوں کا منشاء ہو تو بعد رمضان کے فیصلہ دی سکتے ہیں اور فیصلہ بیان کر نیکام مقام ایسا ہونا چاہیے جو کوفہ اور شام کے وسط میں ہو۔ عہد نامہ میں شعبہ شہین قیس اور یحییٰ بن حجر اور سعید بن قیس الہمدانی اور عقبہ بن زیاد الحضری اور زید بن حجاج و غیرہ۔ یہاں یہاں حضرت امیر علیہ السلام کی طرف سے اور ابوالاعلیٰ سہمی اور حبیب بن سلمہ و غیرہ معاویہ کی طرف سے گواہ لکھے گئے۔ شعث نے عہد نامہ لوگوں کو پکڑ کر سنایا۔ اور یہ عہد نامہ بندہ کے روز تیرہویں شہر سنہ ۱۱ ہجری کو لکھا گیا۔ سب لوگوں نے متفق ہو کر کہا کہ وہ متعجل منصفون کا اجتماع ہونا چاہیے۔ بعد ازاں صفین سے لوگ واپس چلے آئے۔

علامہ سعودی رحمۃ اللہ علیہ مروج الذهب میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کو صفین میں ایک سو دس وزنک تھیرنا پڑا تھا۔ آپ کے لشکر میں سے جو لوگ کہ نائل رتبہ شہادت ہوئے ان میں سے چند اہل بدبختی تھے جنہیں عمار بن یاسر معروف بابت سمیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی انہیں میں سے تھے جنگی عمر وقت تریسہ برس کی تھی۔ حضرت امیر کو صفین میں ستر لڑائیاں پیش آئیں۔

علامہ ابن اثیر البحرری کامل التواریخ میں حباب بن جویں العزنی سے ناقل ہیں کہ میں نے حذیفہ بن الیمان سے عرض کیا کہ ہم لوگ فتنہ میں تہمت سے نہایت خائف ہیں ہمیں آپ کوئی طریق اس سے بچنے کا بتادیں۔ وہ کہنے لگے جس گروہ میں کہ ابن سمیرہ ہو تم اسی گروہ میں شامل رہو کیونکہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اسکو سہ ماہی کا ہوا باغیوں کا گروہ قتل کرے گا۔ اور دنیا سے اسکی آخری خوراک پانی ملا دو وہ ہوگا جسے کہتے ہیں کہ میں جناب عمار کی شہادت کے روز ان کے پاس موجود تھا۔ عمار کہہ رہے تھے کہ مجھے میرا آخری رزق دنیا کا لا دو۔ کہنے لگے ایک پیالے میں پانی ملا دو وہ انکو لا دیا میں نے دیکھا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اہدیت کے روایت کرنے میں ایک سہ ماہی خطا نہیں کیا تھا۔ ہر عمار کہنے لگے آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ان کے گروہ سے ملاقات کریں گے۔ بخدا اگر لوگ مجھے بہتر پر ہی شکہ بن تو یہی ہی جانتا ہوں کہ ہم حق

پرہیز اور وہ لوگ باطل پرہیز۔ اسکے بعد عمار جنگ گاہ میں گئے۔ اور ابوالغاریہ کے ہاتھ سے شہید ہو گئے۔ اور ابن حوی اسکی نے انکار اقدس بدن ہو کاٹ لیا بعض آدمی یہ کہتے ہیں کہ آپ کو ابوالغاریہ کے سوا کسی اور نے شہید کیا ہے۔ انکی شہادت سے پیشتر ذوالکلاع نے ایک دفعہ عمرو بن العاص کو کہتے ہوئے سنا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار کی نسبت فرمایا ہے کہ اے عمار بچے باغیوں کا گروہ قتل کر لگا۔ اور تیرا آخری رزق دنیا میں پائی ملا ہو اور وہ ہوگا اکثر ذوالکلاع عمرو بن العاص سے کہا کرتا تھا اے عمرو مجھ پر افسوس ہے یہ کیا بات ہے عمار جناب علی علیہ السلام کی طرف ہیں۔ عمرو بن العاص کہہ کر تا تھا کہ اگرچہ اسوقت عمار جناب علی کی طرف ہیں لیکن عنقریب وہ ہماری جانب چل آئیں گے۔ ذوالکلاع جناب عمار سے پہلے معاویہ کی طرف ہمارا گیا اور بعد میں جناب عمار حضرت علی کی طرف سے مارے گئے۔ عمرو بن العاص نے معاویہ سے کہا میں نہیں جانتا کہ میں ان دونوں میں سے کس کے قتل ہونے پر زیادہ خوشی کروں۔ عمار کے شہید ہونے پر یا ذوالکلاع کے مارے جانے پر۔ بخدا اگر ذوالکلاع عمار کے بعد جیتا رہتا تو اہل شام کے عام لوگوں کو اپنے ساتھ لیکر جناب امیر علیہ السلام کی طرف مائل ہو جاتا۔ جب حضرت عمار شہید ہوئے چند آدمی معاویہ کے پاس گئے ان میں سے ہر ایک یہی کہتا تھا کہ میں نے عمار کو قتل کیا ہے اتنے میں ابن حوی اسکی آکر کہنے لگا۔ میں نے انکو قتل کیا ہے میں نے انکو کہتے ہوئے سنا تھا کہ آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور انکے گروہ سے جا ملیں گے۔ عمرو بن العاص نے اجوی سے کہا تو اور تیرا دوست معاویہ اس بات پر خوش ہو۔ افسوس ہے کہ تیرے ہاتھ نے اس پر فتح حاصل کی لیکن تو نے اپنے خدا کو اپنے آپ پر ناراض کر لیا۔ ذکر کرتے ہیں کہ ابوالغاریہ حجاج کے زمانہ تک زندہ تھا۔ ایک دن حجاج کے پاس کسی ضرورت کے لئے گیا اس نے اسکی خوب آوہانیت کر کے پوچھا کہ عمار بن یاسر کو تو نے ہی قتل کیا تھا وہ کہنے لگا میں نے ہی قتل کیا تھا۔ حجاج کہنے لگا جو شخص کہ بڑے جوڑے چکر آدمی کو قتل میں دیکھتا چاہتا ہو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔ پھر ابوالغاریہ نے اپنی ضرورت بیان کی۔ حجاج نے اس کے پورا کرنے سے انکار کیا۔ اور کہنے لگا ہمارے لوگوں کو دنیا کیونکر دوسکین جبکہ ان کو اس میں سے کچھ ہی نہیں دیا گیا۔ اور سپر یہ خیال کرتا ہے کہ میں فیاست میں عظیم الباع ہو لگا۔ لوگوں نے حجاج سے پوچھا عظیم الباع کسے کہتے ہیں حجاج نے کہا عظیم الباع اس قوی ہیکل آدمی سے مراد ہے جس کے دانت مثل احد کے اور مانین مثل جبل درقان کی ہوں اور اسکا ایک جوڑ مدینہ میں اور ایک ربدہ میں ہو۔ واما اگر عمار کو ساری دنیا کے لوگ آپس میں ملکر قتل کر دیتے تو اللہ تعالیٰ ان سب کو جہنم میں دیکھیل دیتا۔ عبد الرحمن کہہ رہی ہوا یہ کہ عمار شہید ہو گئے میں معاویہ کے لشکر میں گیا

عمر بن العاص اور ابوالاحمد کو تسلی کی باتیں کرتا ہوا پایا۔ میں نے اپنے گھوڑے کو ان کے لشکر میں ڈال دیا تاکہ انکی باتیں خوب غور سے سنوں عبداللہ اپنے والد عمرو بن العاص کو کہہ رہا تھا۔ اباجان آج تنے البیوتھنصر کو قتل کیا ہے جسکی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کہ فرمایا تھا فرمایا تھا۔ عمرو بن العاص نے کہا کیا فرمایا تھا۔ عبداللہ نے کہا تمہیں نہیں معلوم کہ مسجد کی بنائیکے وقت لوگ ایک ایک اینٹ اٹاتے تو اور عمر رضی اللہ عنہ آخرت میں دگنا اجر پانے کے لیو دو دوا بیٹھیں اٹاتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا اے عمار تجھے باغیوں کا گروہ قتل کرے گا عمرو بن العاص نے معاویہ کے ماتم سننے ہو عبداللہ کیا کہتا ہے معاویہ نے کہا کیا کہتا ہے عمرو بن العاص نے عبداللہ کی روایت گربان کیا معاویہ نے کہا کیا کہتا ہے عمار کو قتل کیا ہے بلکہ اس نے قتل کیا ہے حبانے ساتھ اسکو مروان کے لیے لایا تھا۔ پس سکر لوگ اپنے اپنے خیمہ و خرگاہ سے باہر نکل آئے اور باہم کہنے لگے عمار کو اس نے قتل کیا ہے جو انکو اپنے ہمراہ لایا تھا۔ عبدالرحمن بن ابی بکر کہتے ہیں میں نے جانتا کہ معاویہ کی گفتگو زیادہ حیرت انگیز تھی یا کہ اسکے لشکر کے لوگوں کی۔ جب عمار شہید ہو گئے جناب امیر علیہ السلام نے رعبہ اور سہدان کی قوسوں سے کہا تم میری زہ اور میل نیزہ ہو قریب بارہ ہزار آدمی کے جناب امیر کے ساتھ ہو گئے آگے آگے جناب امیر خنجر پر سوار تھے اور پیچھے پیچھے آگے سب لوگ ہو لیے سبے متفق ہو کر حمل کیا اور اہل شام کی صفوں کو تتر بتر کر دیا۔ ہر جناب امیر نے چلا کر فرمایا۔ اے معاویہ لوگ ہمارے درمیان کیوں ہمارے جائیں تو خود فوج سے باہر نکل آ۔ تاکہ میں خدا کے سامنے تجھ سے لڑوں جو شخص ہم دونوں میں سے اپنی حریف کو مار ڈالے تمام اسور اسی کی فات سے متعلق ہو جائیں۔ عمرو بن العاص نے معاویہ کو کہا جناب امیر نے انصاف کی بات بیان فرمائی ہے معاویہ نے کہا لیکن تو نے تو انصاف کی نہیں کہی تو اچھی طرح سے جانتا ہے کہ کوی شخص ان کے مقابلہ پر نہیں گیا کہ قتل نہیں ہوا۔ عمرو بن العاص نے کہا تجھے ان سے مقابلہ نہ کرنا کیا بہلا معلوم ہوتا ہے۔ معاویہ نے کہا تیری ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ میرے بعد تجھے شام کی امارت کو واسطے طمع پیدا ہو گئی ہے۔

علامہ یوسف النکبی الشافعی قدس سرہ العزیز کفایت الطالب میں لکھتے ہیں جب حکومت کا وقت گیا جناب امیر نے چار سو سوار شریح بن ہالی الحارثی کے ماتحتی میں ابوموسے کے ساتھ روانہ کیے اور انکی ہامت نماز عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی۔ ادھر سے معاویہ نے عمرو بن العاص کو چار سو آدمی دیکر روانہ کیا دونوں حکم دوتہ الجندل میں پہنچ گئے۔ عبداللہ بن عمر اور عبدالرحمن بن ابی بکر عبداللہ بن الزبیر اور عبدالرحمن بن ابی بکر بن ہاشم اور عبدالرحمن بن عیث الزہری

اور ابوجہم بن خدیفہ اور مغیرہ بن شعبہ وغیرہ بھی وہاں پہنچ گئے ان دنوں سعد بن ابی وقاص بنی سلیم کے مال کے ساتھ جنگل کو گئے ہوئے تھے انکا ناخلف عمرو بن سعد انکر پاس جا کر کہنے لگا ابو موسیٰ اور عمرو ابن عاص حکومت کے لیے دو متہ الجندل پر اکٹھے ہوئے ہیں اور اکثر قریش کے لوگ بھی فیصلہ سننے کے لیے وہاں گئے ہیں۔ تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست اور خاص کر ان حبیب صاحبوں میں سے ہو جنکو حضرت عمر نے مشورت کو یہ مقرر کیا تھا۔ تم اس امر میں کیوں نہیں داخل ہوتے تم تو لوگوں سے زیادہ تر خلافت کا استحقاق رکھتے ہو۔ سعد نے وہاں کے جانے سے انکار کیا بعض روایات یہ بھی لکھتے ہیں کہ بعد ازاں وہ بھی وہاں تشریف لیگئے تھے لیکن پھر اپنی حاضری سے نادم ہو کر بیت المقدس کو چلے گئے اور وہاں سے احرام عمرہ باندھ کر مکہ معظمہ میں واپس چلے آئے جب کہ عمرو بن العاص اور ابو موسیٰ جناب علیؑ اور معاویہؓ کے حکم مقرر ہوئے تھے اسوقت سے عمرو بن العاص ہر امر میں ابو موسیٰ کو مقدم کرتا تھا اور آپؑ پیچھے رہتا تھا اور نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ میں تم پر کسی امر میں تقدم کرنا نہیں پسند کرتا۔ آپؑ مجھ سے عمر میں بڑے ہیں آپ کس حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی ہے کہ اسے میرے پدر دگار۔ تو عبد اللہ بن قیس کے گناہ بخشدے اور قیامت کے روز اسے اجبی جگہ میں داخل کر ایسے حرکات سے ابو موسیٰ کے دہرہ نشین ہو گیا کہ عمرو بن عاص کا ہر سر میں مجھے اپنی ذات پر مقدم کرنا نے نفس تعظیم و تکریم ہے اور عمرو ابن العاص انکو فریب میں لارہا تھا جب دونوں حکومت کے لیے اکٹھے ہوئے اور ابوجہم رائے لگانے لگے۔ عمرو بن العاص نے کہا آپ بخوبی جانتے ہیں کہ جناب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ منکرم شہید ہو ہیں۔ ابو موسیٰ نے کہا بخدا یہ بات بالکل درست ہو میں بھی سپر گواہی دیتا ہوں میرا اس نے کہا کہ آپؑ کو یہ بھی معلوم ہے کہ معاویہ عثمان رضی اللہ عنہ کا ولی ہے۔ ابو موسیٰ نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔ عمرو بن العاص نے کہا پھر اب آپکو اسے قریش کا ستولی بنانے میں کیا پس و پیش ہے۔ اگر آپ اس امر سے خائف ہیں کہ اسے سبقت اسلام کا درجہ حاصل نہیں یہ شرط تو اس میں موجود ہے کہ وہ خلیفہ مقتول یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کا ولی ہے۔ اور انکے قصاص کا طالب ہے اور صاحب حسن بایست اور صاحب تدبیر ہے اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی صاحبہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بہائی ہے۔ ابو موسیٰ نے کہا اے عمرو بن العاص خدا سے خوف کر۔ معاویہؓ کی شرف میں یہ باتیں جو تو بیان کر رہا ہے آیا اہل دین اور صاحبان فضل کے نزدیک یہ شرف کی باتیں ہو سکتی ہیں۔ اگر میں فضل قریش کو خلافت کو واسطے پسند کرتا تو جناب علیؑ کے سپرد

کرتا۔ یہ بات جو تونے بیان کی ہے کہ وہ عثمان کا ولی ہے، سوا سطلے یہ امر سکو سپرد کیا جائے میں خاصا ہر
 امر کے لیے اسکو خلافت نہیں دے سکتا کیونکہ مہاجرین اور انصار پر سکو کسی طرح سے اولویت حاصل
 نہیں ہے۔ اور تونے جو اسکے غلبہ کی بات کو پیش کیا ہے اگر دائرہ معاویہ تمام اہل زمین پر غلبہ بھی حاصل
 کرے میں سکو خلیفہ نہیں بنا سکتا۔ عمرو بن العاص نے کہا اگر آپ معاویہ کو خلیفہ نہیں بتاتے تو میرے
 بیٹے عبداللہ کی نسبت آپ کیا کہتے ہیں آپ پر سکی صلاحیت اور فضیلت کا حال بخوبی روشن ہے
 ابو موسیٰ نے جواب دیا تو نے اپنے بیٹے کو خود اس فتنہ کے دریا میں ڈبو دیا ہے اسیلے یہ امر سکو متعلق ہرگز
 نہیں کیا جاسکتا۔ عمرو بن العاص کہنے لگا۔ آخر یہ امر ایسے ہی آدمی کے سپرد کیا جائیگا جو روٹی کھاتا
 ہو پانی پیتا ہو۔ یعنی کوئی فرشتہ تو اسکے لیے نہیں آئیگا۔ ابن زبیر نے شکر کہا اے ابو موسیٰ عمرو
 کی بات کو غور سے سن اور خیال کر یہ کیا کہ رہا ہے۔ ہوشیار ہو جا۔ پھر ابن زبیر نے ابن عاص سے کہا
 اے ابن عاص عربیے باہم شمشیر زنی اور تیرا اندازی کے بعد تجھ پر بہرہ و سار کے اس امر کو تیرے سپرد
 کیا ہے۔ تو پھر انکو فتنہ میں مت ڈال اور خدا سے خوف کر۔ پس جبکہ عمرو بن العاص کی آرزو کو ابو موسیٰ
 نے نہ مانا ابو موسیٰ نے اس سے خواہش کی کہ عبداللہ بن عمر کو خلیفہ بنا یا جائے۔ عمرو بن العاص نے
 اس سے اس کے ساتھ اتفاق کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ اسکے سوا کوئی اور رائے پیش کرو۔
 ابو موسیٰ نے کہا میری رائی میں یہ آتا ہے کہ ان دونوں یعنی علی اور معاویہ کو خلافت سے علاحدہ
 کر کے اس بات کو لوگوں کے مشورہ پر چھوڑ دینا چاہیے تاکہ مسلمان جس شخص کو پسند کریں اپنے لیے
 خلیفہ بنالیں۔ عمرو بن العاص نے کہا یہ رائے بہت ہی درست ہے اس پر اتفاق کر کے دونوں باہر نکل آئے
 لوگ انکے انتظار میں تھے کہ دیکھیں کس بات پر دونوں متفق ہوتے ہیں۔ عمرو بن العاص نے کہا
 اے ابو موسیٰ آپ آگے بڑھ کر لوگوں سے اپنی رائے بیان کریں ابو موسیٰ نے بڑھ کر کھالے لوگوں کی
 رائے نے ایک ایسے امر پر اتفاق کیا ہے جسکے ذریعے سے ہم امید کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ اس
 ہمت کے کام کو تمہیک کر دیگا اور لوگوں کی ہر گندگی کو دور کر کے انکے تفرقہ کو مٹا دیگا اور ان کو
 ایک جماعت بنا دیگا۔ عمرو بن العاص نے کہا ابو موسیٰ سچ کہتے ہیں جناب عبداللہ بن عباس نے ابو موسیٰ
 سے کہا تم نے عمرو بن العاص سے اس رائے پر اتفاق کر لیا ہے تو تم اسکو بڑھنے دو تاکہ وہ آپ
 سے پہلے اپنی رائے کا اظہار کرے میں اس کے فریب سے قوت ماہوں مجھے ہرگز اس پر اطمینان نہیں
 ہے شک اسنو ہر وقت تمہاری رائے پر اپنی رضا ظاہر کی ہوگی لیکن جب تم لوگوں کے درمیان اپنی
 رائے ظاہر کرو گے تو وہ برخلاف بیان کرے گا ابو موسیٰ نے کہا میں نے اس رائے پر اتفاق کر لیا ہے اور

ٹہے ناگمان اپنی و اپنی جانب چہرے سات قبرین و کمپین بوجھا کہ یہ قبرین کس کی ہیں لوگوں نے عرض کیا
 یا امیر المؤمنین آپ کے تشریف لیجانے کے بعد خباب بن الارت رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے انہوں نے
 وصیت کی تھی کہ مجھے کوفہ کے باہر دفن کرنا یا انکی قبر سے اور باقی قبرین اور مسلمانوں کی ہیں اقبہ اور
 کوفہ کے باشندے اپنے مردوں کو گہروں اور صحلوں میں دفن کیا کرتے تھے جبکہ اہل خباب کوفہ کے
 باہر دفن ہوئے پھر انکے پہلو میں اور مسلمان ہی دفن کیے گئے جناب باہر نے فرمایا خدا خباب پر
 رحمت نازل کرے وہ اپنی رغبت سے مسلمان ہوئے اور انہوں نے اپنی خواہش سے ہجرت کی اور اپنی
 زندگی میں مجاہد بنے رہے اور ساتھ برس تک امتحان میں رہے۔ یہ خدا اچھے عمل کرنے والوں کے عمل کو
 ہرگز ضائع نہیں کرتا آپ وہاں پر کثرت سے ہو کر فرمانے لگے اے وحشت ناک شہر کے رہنے والو! اور اے
 مخبر کے محلوں کے باشندو! مومن مردوں میں سے اور مومن عورتوں میں سے مسلمان مردوں میں سے اور
 مسلمان عورتوں میں سے تم پر سلام ہو تم مجھے آگے گئے ہو۔ ہم تمہارے پیچھے آئیوالے ہیں اب
 توڑی مدت کو بعد ہم تم سے ملیں گے اے ہمارے بھائیو! تو پہلو اور اپنے مغفرت کراہا اپنی صفو کے
 ساتھ ہمارے گناہوں سے اور انکے گناہوں سے وہ گنہ گار فرمایا سا کو خوشی حاصل ہو جو آخرت کو یاد کرے
 اور باہر پر اس کو لیے نیک عمل کو کے ساتھ اپنی روشی پر قانع اور اپنے خدا پر اطمینان ہے پھر آپ وہاں
 سے ٹہک کر حبال و دوزوں کے کوپے کے پاس پہنچے اور رونے کی آواز سنی آپ نے فرمایا کیسی آواز ہے
 عرض کیا گیا کہ لوگ صفین کے شہدا پر رورہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا میں اس شخص کا گواہ نہیں
 جس نے صبر سے اپنے قتل ہو نیکو گزارا کیا ہے اسی طرح سے خدا تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے وہاں
 سے آگے تر ہوئے اور قصر میں داخل ہو گئے خارجی آپ کے ساتھ کوفہ میں داخل نہ ہوئے اور ایک
 گاؤں میں جس کا نام حروہ تھا جا اتے یہی وہ ہے وہ حروہ یہ شہور ہوئے۔ تحقیق بارہ ہزار آدمی
 تھے انہوں نے اپنے گروہ میں مہادی کرا دی کہ شبیب بن ربیع لقمی ہمارا امیر قتال اور عابد
 ابن ملکوی ہمارا امیر صلوة ہے۔ اور ہر ایک کام شہادت سے کیا جائیگا۔ خدای پاک کے سوا کسی کی
 بیعت و حبیب نہیں اچھے کام کرنے کا یہ ہے اور ربی باتوں کو باہر مہاجا ہے۔ اپنے نعم میں وہ
 یہ سمجھنے لگے کہ جب تک کہ جناب علیؑ نے حکم نہیں مقرر کیا ہے وہ بیشک امام تھے حکومت کے
 مقرر کرنے سے انکو اپنی امامت میں شک پیدا ہو گیا اور اپنی بات میں حیران ہو گئے۔ اور
 حیران کی تعریف خدا تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں بیان فرمائی ہے حیران لہ احصایا عنہ
 الی الہک انتنا یعنی وہ سرسبز ہو اور اس کے پاس کو ہایت کی طرف بلاتے ہیں کہ ہمارے

پاس چلا آ۔ بیعت خارجی اس آیت کریمہ کے درود کو حضرت امیر علیہ السلام کے شان میں خیال کرنے کے
 حالانکہ پروردگار عالم نے اپنی پاک کلام میں ایک غیر شخص کی بات کو مثیلاً بیان فرمایا ہے جسکی توضیح کتب
 تفسیر سے بخوبی مل سکتی ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام کے غلام ہی حیران نہیں تھے بلکہ ان سے گشتگان
 وادی حیرت ہدایت پاتے تھے جب جناب امیر کے دوستوں نے انکی یہ باتیں سنیں جناب عبداللہ بن
 عباس انکے پاس جانے کو آمادہ ہوئے۔ جناب امیر نے ان کو فرمایا تم نے انکی باتوں کی جواب دہی
 میں جلدی نہ کرنا میں تمہارے پیچھے آتا ہوں۔ میرا انتظار کر لینا جب عبداللہ بن عباس انکے پاس
 گئے خراج لے پوچھا یا ابن عباس آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں انہوں نے فرمایا میں جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اور انکے بن عم کے پاس آیا ہوں جو ہم سے زیادہ خدا کو پہچانتے والے ہیں
 اور اسکے نبی کی سنت کو زیادہ جانتے والے ہیں۔ خارجیوں نے کہا۔ امیر ابن عباس ہم نے ایک بڑے گناہ
 سے توبہ کی ہے کیونکہ ہم نے خدا کے دین میں منصف مقرر کیے تھے۔ اگر جناب علی ہی ہماری طرح سے توبہ
 کریں اور ہمارے دشمنوں کے مقابلہ کے لیے آمادہ ہو جائیں۔ تو ہم ہی جناب علی کی طرف رجوع کریں گے
 ابن عباس سے ان کے جواب دینے میں صبر نہ ہو سکا اور ان کو کہنے لگے۔ میں تمہیں خدا کی قسم دیکر
 پوچھتا ہوں کہ جو کچھ کہ خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کیا تم اسکی تصدیق نہیں کرتے؟ کہ مرد اور عورت
 کے حق میں فرمایا ہے کہ تم مرد اور عورت کے اہل میں سے ایک ایک منصف مقرر کرو۔ ان دونوں میں برصالحت کا ارادہ
 کریں خدا تعالیٰ ان میں موافقت پیدا کر دے گا اور اگر وہ ایک خراج بوسے خدا کی قسم اسی طرح سے ہے یا نہیں
 نے کہا اب بتاؤ کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کیوں حکم مقرر نہ کیے جائیں خارجیوں نے جواب دیا جس
 امر کے حکم کو خدا نے لوگوں کے تفویض کیا ہے اس میں خود کرنے کے لیے خدا نے انکو حکم ہی دیا ہے
 اس میں وہ خود ہی کر سکتے ہیں اور حکم لگا سکتے ہیں۔ اور جس امر میں کہ خدا نے خود حکم لگایا ہے اور
 اسکو جاری کیا ہے۔ بندہ انکو اس میں خود کرنے کی گنجائش نہیں۔ جیسے کہ نائی کو سوراخ لگانے اور
 چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم خود خدا نے لگایا ہے۔ ان امور میں لوگوں کو غور نہ کرنا چاہیے ابن عباس نے
 کہا خدا تعالیٰ اس شخص کی نسبت کہ حرم میں لشکار کرے اور ایک خرگوش جسکی قیمت ایک درہم
 کی چوبتائی سے زیادہ نہیں ہے ذبح کرے فرمایا ہے کہ تم میں سے صاحبان عدل اسکی قربانی کا حکم لگائیں
 خراج نے کہا اے ابن عباس کیا تم لشکار کے حکم اور عدت اور مردکی خنجر بھنی کے حکم کو مسلمانوں
 کے خون کے حکم کی بار بٹھیراتے ہو۔ اور کیا تمہارے نزدیک عمرو بن العاص عامل ہے یا بل ہم سے
 لڑ رہا تھا۔ اگر وہ عامل ہو تو ہم عامل نہیں بن سکتے۔ مرنے خدا کے حکم میں منصف قرار دیے ہیں یا وہ

خدا تعالیٰ نے معاویہ اور اسکے احباب کی نسبت ایسا حکم اس طرح جاری فرمایا ہے کہ یا وہ قتل کیے جائیں یا اپنی
 بات کو باز آئیں۔ مٹنے حکمتا میں لڑائی کی میعاد لکھ دی ہے۔ باوجودیکہ جزیہ کے اقرار کرنے والوں کو
 سوا سودہ برات نازل فرما کر خدا تعالیٰ نے اہل حرب کے ساتھ اہل اسلام کی موادعت کو مطلق قطع
 کر دیا ہے۔ یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ جناب امیر بھی آپونچے اور عبداللہ بن عباس سے فرمایا۔ کیا میں نے تمہیں
 ان سے گفتگو کرنے سے منع نہیں کیا تھا؟ یہ خراج سے مخاطب ہو کر فرماتے لگے تمہارا کوئی وکیل
 ہے جو تمہاری طرف سے جواب دے سکے میں نے متفق ہو کر کہا عبداللہ بن ابی بکر کو وکیل ہو۔ جناب امیر
 نے اس سے سوال کیا کہ تم نے ہم پر کیوں خروج کیا ہے اس نے جواب دیا کہ صفین کے روز کی تمہاری حکیم
 کے تقریر نے ہمیں ہمت پر مجبور کیا ہے۔ جناب امیر نے فرمایا جب شامیوں نے قرآن بلند کیے تھے تو
 تم سے نہیں کہا تھا؟ کہ میں ان کے مکہ فریب کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ ان لوگوں نے قرآن شریف
 صرف مکہ کی وجہ سے بلند کیے ہیں تاکہ تمہیں فریب دیکر تمہیں اپنی لڑائی سے باز رکھیں چنانچہ
 انہوں نے اس نکر کو گناہ ٹھکر لٹائی کو منقطع کر دیا اور متپر آفت کے نازل ہونیکے امیدوار ہو بیٹھے
 جناب امیر نے تمام سرگزشت انکو کہ سنائی اور پھر یہ فرمایا کہ اس دن تم نے میری بات ایک نہ مانی۔
 میں نے نصف نامہ میں یہ شرط لکھ دی تھی کہ دو فون نصف اسی امر کو زندہ کریں جسے کہ قرآن نے
 زندہ کیا ہے اور اسی امر کے مارنے کے درجے ہوں جسے کہ قرآن نے مارا ہے قرآن الحمد للہ اور وہ
 الناس کے دونوں پہلوؤں کے درمیان لکھا ہوا ہے وہ خود نہیں بوتا مگر لوگ اس سے مشکل پڑتے
 ہیں۔ خارجیوں نے کہا فرمائیے آپ نے میعاد کیوں مقرر فرمائی تھی جناب امیر نے فرمایا اس لیے
 کہ اس میعاد میں ہماری حقیقت سونا واقف شخص واقف ہو جائے اور واقف کو زیادہ تر شہوت
 طمعا ہے۔ نیز یہ خیال تھا کہ شاید خدا تعالیٰ اس بات کے درمیان اس امرت میں اتفاق پیدا
 کر دے اور سکوراہ رہت دیکھا دے۔ خارجیوں نے کہا اب یہ بتائیے کہ جس دن نصف نامہ لکھا
 گیا تھا اور کہا تھا یہ لکھا تھا یہ وہ امر ہے جسکی خواہش امیر المومنین علی اور معاویہ کرتے ہیں (عمر و
 ابن عباس کے آدھا کا اپنے مومنین کی امانت سے اپنے نام کو مٹا دیا اور کاتب سے یہ لکھوا یا یہ
 وہ امر ہے جسکی عملی اور معاویہ خواہش کرتے ہیں) پس جبکہ آپ امیر المومنین نہ ہوئے اور ہم لوگ
 مومنین میں آپ ہی پہلے سے امیر نہ تھے۔ جناب امیر نے جواب دیا مگر معلوم ہو گا کہ حدیث
 کے روز میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب تھا حضرت ثنیہ بن جحش فرمایا کہ وہ امر
 جس پر محمد رسول اللہ اور سہیل بن عمرو صلوات اللہ علیہما کہتے ہیں اس پر سہیل کہنے لگا اگر یہ آپ کا رسول ہے

جانتے تو جناب جنگ کیسے کرتے ہیں جس طرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اسم مبارک محکم کیا تھا مگر
 ہی امارت مومنین کو اپنا نام محکم کیا ہے۔ اس فعل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل میرا مقتدا تھا۔
 اب بتاؤ کہ تمہاری کوئی حجت باقی رہ گئی ہے۔ تمام لوگ خاموش ہو گئے جناب امیر نے اسے فرمایا۔ اب
 اور اپنے شہر میں چلو خدا تم پر رحم کرے۔ کہنے لگے ہم شخصوں جلینگر۔ لیکن حکومت کی میعاد ختم ہونے
 لگی ہم یہیں ٹھہرتے ہیں جناب امیر انکے پاس ہو واپس تشریف لے آئے۔ وہ لوگ اپنے قول میں بالکل
 جھوٹے تھے۔ جب منصفون نے فیصلہ دیدیا۔ اور ہانی بن شریح ابن عباس کے ساتھ جناب امیر کی
 خدمت میں پہنچ گیا۔ اور حکومت کے فیصلہ سے آپ کو مطلع کیا۔ آپ نے کڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ
 سنایا اور حمد و ثنات کے بعد ارشاد کیا کہ یہ تحقیق مصیبت کا وہ نہ حسرت اور نتیجہ مذہبت ہو مینے تمکو ان
 دونوں شخصوں کی حکومت سے آگاہ کیا تھا لیکن تم نے میرا کتنا نہ مانا اور میری راے کو چھوڑ دیا۔ ان
 دونوں آدمیوں نے جنگ کو تم نے حکم مقرر کیا تھا خدا کی کتاب کے حکم سے پشت ڈال دیا۔ اور جس امر
 کی نسبت قرآن نے موت کا حکم دیا تھا اسکو زندہ کیا اور جس امر کے زندہ کرنے کا قرآن نے حکم دیا تھا
 اسکو مار دیا اور خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر دونوں ہی اپنی اپنی خواہش کے پیرو ہو گئے اور خدا کی حجت
 روشن اور حضرت کی نورانی سنت کو چھوڑ کر دونوں نے اپنی راے سے فیصلہ دیا اور فیصلہ میں اختلاف
 کیا اور دونوں راہ رہت ہو محروم رہے۔ پس تم شام کے سفر کے وسط مستعد ہو جاؤ۔ اور پیر کے روز
 لشکر بیان سے کوچ کر جاؤ۔ یہ فرما کر آپ منبر سے اترے اور خارجیوں کو ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا
 بِإِذْنِ اللَّهِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

خدا کے بندے امیر المومنین علی کی طرف زید بن حصین اور عبداللہ بن وہب الرہبی۔ اور عبداللہ بن الکوی
 وغیرہ کو معلوم ہو کہ ان دونوں منصفون نے کتاب اللہ کی مخالفت کی ہے اور خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر حکومت
 میں اپنی اپنی خواہش کی پیروی کی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل نہیں کیا قرآن کے
 حکم کے منقاد نہیں بنے۔ حسبوقت تمہارے پاس میرا یہ خط پہنچ کر تم میرے پاس چلو آؤ۔ کیونکہ ہم اپنے
 اور تمہارے دشمنوں کی طرف جانیا لے رہے ہیں۔ اور اسی پہلے امر پر پابیت قدم ہیں جس پر کہ ہم پیشتر تھے
 خارجیوں نے جناب امیر کے خط کا جواب یہ لکھا۔ انا بعد اپنے اپنے خدا کا غضب تو نہیں کیا بلکہ
 اپنے آپ کا غضب کیا ہے اپنے اپنی جان میں کفر کیا ہے اگر اپنے ذہن کی تو ہم خود کرینگے کہ ہم کو
 انکے ساتھ کیا رہنا ہو کرنا چاہیے۔ جناب امیر اس خط کو پڑھ کر انکی طرف سے مایوس ہو گئے۔ اور خیال
 کیا کہ انکا پچھا چھوڑ دیا جائے اور شام والوں سے لڑنا چاہیے۔ اسلئے آپ کوفہ کے لوگوں کو خطبہ

سناٹے لگے کٹرے ہو اور خدا کی صفت و ثنا کے بعد فرمایا جس نے جہاد کو ترک کیا اور خدا کے حکم کی تعمیل میں
 سستی کی وہ ہلاکت کے کنارے کے قریب ہے مگر وہ شخص کہ جس کے لیے اللہ تعالیٰ اپنی نعمت و تدارک کرے
 پس تم لوگ خدا سے ڈرو اور جو شخص کہ خدا سے ٹٹرا جاتا ہے۔ اور خدا کی روشنائی کو بھبھانا چاہتا ہے
 اس سے لڑو۔ اور ان خیانت کرنے والوں کو گمراہوں سے جنگ کرو۔ کہ جن کو اگر ولایت مل جائے تو گھر سے
 اور ہر قل کے افعال کی پیروی کرنا پنا فخر سمجھتے ہیں۔ اب اپنے دشمنوں کی لڑائی کے لیے آمادہ ہو
 جاؤ۔ جتنے تمہارے بہائیکون اہل بصرہ کو لکھ بھیجا ہے کہ وہ بھی تمہارے پاس پہنچ جائیں انشا
 اللہ تعالیٰ ان کے پہنچنے کے بعد ہم ہی روانہ ہو جائیں گے۔ جناب امیر المومنین سواند نون ابن عباس
 بصرہ کے حاکم تھے آپ نے ان کی طاعت و اطاعت کی کہ ہم شہر سے نکل کر خلیہ میں فوج کے پاس پہنچ
 گئے ہیں۔ ہماری رائے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنے پر قرار پائی ہے اہل بصرہ میں جو اشخاص کہ
 ہماری شرکت کرنا چاہتے ہوں آپ ان کو اپنی ہمراہ لاویں و اسلام پر آپ نے ہر ایک قبیلہ کے رئیس
 کو لکھ بھیجا کہ اپنے کنبہ کے بہادروں اور غلاموں کو لیکر لشکر میں پہنچ جاتے۔ چنانچہ سب سے اول
 سعد بن قیس الہمدانی نے آکر عرض کیا یا امیر المومنین میں سب سے پہلے حاضر ہوں ان کے
 بعد عقیل بن قیس اور عدی بن حاتم الطائی اپنے اپنے قوم کے بزرگوں اور قبائل کے ساتھ حاضر خدمت
 ہو گئے جنگی تعداد چالیس ہزار تھی ان کے سوا سولہ ہزار غلاموں کا گروہ تھا آپ نے مائیں میں سعد
 ابن مسعود کو بھی لکھ بھیجا تھا کہ لڑائی کے لیے جس قدر کہ بہادر و ستیاب ہو سکیں لشکر میں بھیج دیے
 جائیں۔ اسی اثنا میں جناب امیر کو یہ معلوم ہوا کہ لشکر کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر حضرت ہماری شرکت
 فرماویں تو ہم ان حروریہ سے جنگ کر کے فیصلہ کر لیں جب ہم ان سے نبٹ جائیں گے تو پھر اہل
 شام سے لڑنیکا قصد کریں گے۔ آپ نے لشکر والوں سے فرمایا تم ان خارجیوں کا پیچھا چھوڑ دو۔ اور
 میرے ساتھ معاویہ اور اہل شام کی طرف چلو کہ ان سے جنگ کیا جائے تاکہ وہ خدا کی زمین پر سر
 نہ بن جائیں۔ زندگان خدا کو اپنا خدمتگار نہ بنالین۔ لوگوں نے باوازا بلند عرض کیا یا امیر المومنین
 ہم آپ کے انصار اور شیعہ اور آپ کے پیرو ہیں ہم آپ کے دشمن کے دشمن اور دوست کے دوست
 ہیں ہم آپ کی اطاعت کرنے والے کے مطیع ہیں۔ خواہ وہ کوئی ہو اور کہیں ہو جہاں آپ کی
 منشا چاہے آپ ہم کو ملے چلیں۔ جناب امیر ان کے ساتھ یہ گفتگو کر رہے تھے کہ آپ کو خبر
 پہنچی کہ خارجیوں نے خروج کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی عبداللہ بن الحباب بن الاشج
 رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے۔ اس کی بی بی حمل سے تھیں اسکا پیٹ جاگ کر ڈالا ہے انکو سوا اور

تین عورتوں کو قتل کیا ہے اور ام السنان الصید۔۔۔ کہہ رہی ہے۔ آپ نے حارث بن مرہ العبیدی کو
خوارج کی جانب روانہ کیا کہ اس خبر کی صحت کو دریافت کر کے مکہ پہنچیں اور کوئی بات لکھنے سے باقی نہ
چھوڑیں۔ جب حارث خارجیوں کے پاس گئے اور ان سے اسکا ماجرا پوچھا ان کہنچتوں نے انکو بھی مار ڈالا
حضرت امیر ابی لشکر ہی میں رہتے کہ آپ کو انکے قتل کی خبر ملی تو گوان نے عرض کیا یا امیر المومنین
آپ ان خارجیوں کو کیوں بلے چھوڑی جاتے ہیں تاکہ ہمارے مال کو ہمارے پیچھے لوٹیں اور ہمارے
عیال کو مار ڈالیں۔ آپ ہمارے ساتھ ان کی لڑائی کو تشریف لے چلیں۔ جب ہم ان سے فراغت
حاصل کر لیں گے تو ہم اپنے شامی دشمنوں کی طرف چلیں گے۔ شعث بن قیس نے بھی کڑے ہو کر اسی
بات کی تائید کی۔ اکثر خیال کیا جاتا تھا کہ شعث خارجیوں کی طرف ذاری کر دیا۔ کیونکہ صفین کے روز
اس نے کہا تھا کہ اس قوم نے نہایت انصاف کی بات کہی ہے کہ شامی ہموکتا ب السیرطوف دعوت
کرتے ہیں اب جبکہ شعث نے انکی خلاف یہ بات بیان کی تو لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ وہ خوارج کی رے
کا طرف دار نہیں ہے۔ حضرت امیر نے بھی خوارج کی طرف روانہ ہونے کا قصد فرمایا اتنے میں ایک
ازوی قوم کا منجم حکام مسافرین عدی تھا حاضر ہو کر عرض کرنے لگا یا امیر المومنین آپ خارجیوں
کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے فلان ساعت میں باہر نکلیں اور اگر آپ اس ساعت کو سو کسی دوسرے
وقت میں تشریف لے جائیں گے تو آپ کو اور آپ کے دوستوں کو نہایت تکلیف پہنچے گی۔ حضرت نے اس کے
قول کی مخالفت کی اور اسکی مقرر ساعت کے برخلاف دوسری ساعت میں جنگ پر تشریف لے گئے
اور ظہریاب ہو گئے جب جناب امیر کوچ فرما کر خوارج کے اتنے قریب جا پہنچے کہ ہان سے آپ افلا اور وہ
آپ کو دیکھ رہے تھے آپ نے انکو کھلا بھیجا کہ اگر تم ہمارے بھائیوں کے قاتلوں کو دیدو کہ ہم ان کو
قتل کر دیں تو ہم تمہیں قتل نہیں کریں گے اور تمکو چھوڑ دیں گے۔ کیونکہ ہم اہل شام کے ساتھ جنگ کرتے
کو جانیا لے ہیں۔ شاید خدا تعالیٰ تمہارے دلوں کو پیر دے اور جس نیک کلام کو تم پہنچ کر رہے تھے اسی
کیطوف تمکو لوٹا دے۔ خوارج نے جواب دیا کہ ہم سبے متفق ہو کر انکو قتل کیا ہے۔ اور ہم سب ملکر تمہارے
خون کو بے انا حلال سمجھتے ہیں۔ حضرت امیر کے لشکر سے قیس بن سعد بن عبادہ باہر نکل کر کہنے لگے۔
اے بندگان خدا تم ہمارے بھائیوں کی قاتلوں کو ہمیں دیدو اور جس امر سے کہ تم ہم سے علیحدہ
ہوئے ہو۔ اور ہمارے ساتھ ہو اسی امر میں شامل ہو جاؤ۔ اور ہمارے دشمنوں اور اپنے دشمنوں
کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے ہم سے مل جاؤ۔ تم بڑے بہاری گناہ کا ارتکاب کر رہے ہو کہ ہمو مشرک
شیراتے ہو اور خود مسلمانوں کے خون بہاتے ہو۔ عبد اللہ بن سحرہ اسلمی انکے جواب میں کہنے

لگا۔ ہم پر حق ظاہر ہو گیا۔ ہم تمہارا اتباع ہرگز نہیں کریں گے۔ ہر جناب اسیر علیہ السلام خود بدولت لشکر سے باہر تشریف لے گئے اور خوارج کو مخاطب کر کے فرمانے لگے۔ اے کھنگاروں کے گروہ جسکو کہ ناحق کے جگایسے اور یہودہ ٹٹے نے فتنہ اور فساد برپا کر دیا ہے اور خواہش نفسانی اور ستیزہ خوی نے حق کی پیروی سے باز رکھا ہے۔ تمہارے نفوس خود سرکش ہیں۔ اور تمہارے حکومت کی آڑ پکڑ کر ہی تمہارے خود محبوب سے اسکی خواہش کی تھی۔ میں تو اسے باہی جانتا رہا۔ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ شامی تمکو دھوکا دے رہے ہیں۔ تمہارے مخالفوں کی مانند میرے کہنے کو نہ مانا اور مثل ما فرمان لوگوں کے میرے دشمن بن گئے ہیں ناچار اپنی رائے کو بھی تمہاری رائے کی طرف پھیر دیا باوجودیکہ اسوقت شامیوں کا کام تمام ہو چکا تھا اور وہ پریشان خواریں دیکھنے کے قریب ہو گئے تھے لیکن تمہارے بڑے بوڑھوں کی رائے اسے برقرار پائی کہ دو شخص حکم نبائے جائیں ہر مینے اندونوں سے یہ شرط یہی ای کہ قرآن سے فیصلہ کریں اور ہرگز اس سے تجاوز نہ کریں مگر ان دونوں نے حق کو چھوڑ دیا۔ باوجودیکہ حق انکی آنکھوں کے سامنے پھر رہا تھا۔ اب تم بیان کر دے کیوں تم ہمارے ساتھ لڑنے کو حلال سمجھتے ہو۔ ہر تم لوگوں کو ناحق ستاتا اور۔۔۔ انکے گلے کاٹتے ہو یہ بات تو دنیا و آخرت میں صاف گناہا کمانے کی نشانی ہے پس ناخوارج جلانے لگے کہ ہرگز کوئی جواب نہ دے اور لڑائی یہ آمادہ ہو جاوے اور بیکار کر کہنے لگے حنظل کے سوا اور کوئی مقام آرام کا نہیں ہے حضرت اپنے صحابہ کے پاس اپنی شریف لے آئے اور صف آرائی کا حکم دیا میمنہ پر حجر بن عدی اور میسرہ پیشہ بیب بن ربیع یا سہل بن فیس الریاحی کو قرار کیا اور حواری کی سپہ سالاری ابو ایوب انصاری کی سپہ فرمائی اور پیادوں کی انسری ابوقحافۃ الانصاری کے متعلق کی اور مقدمہ پیشہ فیس بن سعد بن عبادہ کے سپہ دیکھا اور خود قلب بن جاگزین سپہ خوارج نے میمنہ زید بن قیس الطائی اور میسرہ شیرک بن عوفی عبسی کے سپہ دکر کے سوارین پر حمزہ بن سنان الاسدی اور پیادوں پر حرقوص بن زہیر السعدی کو مقرر کیا۔ اور جناب اسیر علیہ السلام نے رات امان حضرت ابو ایوب انصاری کے تفویض فرمایا۔ انہوں نے باواز بلند چکا کر سنا دی کر دی کہ جو شخص اس علم کے نیچے آجائیکا اور اس کے کو قتل نہ کیا ہوگا اور کسی مسلمان کو اذیت نہ پہونچائی ہوگی۔ اسکو قتل سے امان ہوگا اور جو شخص کو قتل چاہائے یا دلائن کو لوٹ جائے اسکو بھی امان حاصل ہے۔ اگر ہوقت بھی ہمارے بہائیوں کے قاتل ہوکو دیکھ جائیں تو ہمیں تمہارے ساتھ جنگ کرنے کی ضرورت نہیں سنا دی کو سنکر فردہ بن نوفل الانصاری پانسو سوار

لیکہ حضرت امیر کے لشکر میں آٹھ اور ایک گروہ نہیں کوفہ کو اور ایک گروہ مدائن کو چلا گیا۔ بارہ ہزار کے قریب ان کی جمعیت تھی لیکن ان میں سے چار ہزار باقی رہ گئے۔ اور جناب امیر کے ساتھ جنگ کر نیکو دڑے۔ اپنے اپنے لشکر سے فرمایا جیتک کہ وہ تیر حملہ نہ کریں تم ان سے کچھ پست کہو اتنے میں خارجی اُراح فی الجزۃ دیکھارے ہوئے حملہ آور ہوئے۔ حضرت امیر کے لشکر و حصوں میں منقسم ہو گئی اور خارجیوں کو بیچ میں لے لیا۔ صیفا و سیف کی فوجیں دونوں طرف سے انہر ٹوٹ پڑیں تیر انداز اپنے سامنے اکٹھے ہوئے اور پیادے تلواروں اور نیزوں سے انہر ٹوٹ پڑے۔ کچھ دیر نہیں گذری باقی تھی کہ سوا سات آدمیوں کے تمام خارجی مار گئے۔ دو آدمی ان میں سے خراسان کی طرف بھاگ نکلے چنانچہ اب تک اس ملک میں ان دونوں کی نسل موجود ہے اور دو آدمی یمن کی جانب فرار ہوئے وہاں ہی ان کی نسل موجود ہے جو اباضیہ کے نام سے مشہور ہے کیونکہ ان کے مورث اعلیٰ کا نام عبداللہ بن اباض تھا۔ اور دو آدمی تل موذن کی طرف چلے گئے۔ جناب امیر کے لشکر کو تمام انکا مال و متاع غنیمت میں دستیاب ہوا اور حضرت کے لشکر میں سے صرف دو آدمی مارے گئے۔ اور خارجیوں سے صرف سات آدمی باقی بچے۔ حضرت امیر علیہ السلام کی راست تھی کہ آپ نے اس جنگ کو پیشتر اپنے صحابہ ارشاد فرمایا تھا کہ ہماری فوج میں سے دس آدمی ہی نہیں مارے جائیں گے اوسانکی گروہ میں سے دس آدمی ہی باقی نہیں بچیں گے۔

محدثین کی ایک جماعت نور وایت کیا ہے۔ کہ جناب امیر خواجه کے ظہور سے پیشتر اپنے صحابہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ عنقریب ایک ایسا گروہ خروج کرے والا ہے جو دین کو اس طرح پر ہاک گا جس طرح کہ تیر کمان سے بھاگتا ہے۔ انکی علامت یہ ہے کہ ان میں ایک نہ تھا آدمی ہوگا۔ بارہا لوگوں نے اس نقشہ کو جناب امیر سے سنا ہوا تھا۔ جب یہ نہروایوں نے خروج کیا۔ تو آپ اپنے دوستوں کے ساتھ انکے جنگ کے کیے تشریف لے گئے اور جو سارا ملکہ گذرنا تھا گذر چکا اور آپ کو جنگ سے فراغت حاصل ہو گئی۔ آپ اپنے صحابہ فرمایا۔ اب انہیں تم اس نہتی کو تلاش کرو لوگ اسکو تلاش کرنے لگے بعض شخصہات نے ان سے عرض کیا وہ تو ان میں نہیں ملتا۔ بلکہ بعض یہی کہتے تھے کہ وہ ان میں نہیں ہیں آپ نے فرمایا واللہ انہیں میں سے قسم ہے خدا کی نہ میں نے جوٹ بولا ہے اور نہ مجھ سے جوٹ کہا گیا ہے۔ اتنے میں ایک شخص نے اگر مژدہ سنایا کہ یا امیر المومنین سمجھئے اسے وہ مژدہ نکال ہے بعض اویان کا یہ بیان ہے کہ قبل اسکے کہ کوئی آکر اسکے دستیاب ہو نیکام مژدہ سناتا حضرت خود بدولت ہلکی تلاش کو نکلے آپ کے ساتھ یہ ابن تمامہ الحنفی اور ریان بن صبرہ بھی سرگرم تلاش ہوئے ناگمان نہ کے کنارے ایک گڑھے میں چپ ہوے لاشوں کے نیچے سر بامد ہوا سب لوگوں نے ہلکے دیکھا کہ اسکا ایک ہاتھ م بازو کے نہیں ہیں اور جائز بات ہے

کے بازو پر چھوٹ پستان کی صورت کا ایک لوہڑا گوشت کا لگا ہوا ہے۔ اور سپر پستان کا ساسر ہی
 ہوتا ہے اور سپر کانے کانے بال جم ہوئے ہیں۔ جب اسکو کہیں چاہتا تھا تو وہ بڑبڑ پورے ہاتھ کے
 برابر لایا ہو جاتا تھا اور جب چوڑ دیا جاتا تو پھر سمٹ کر پستان کی سی شکل بن جاتا تھا۔ جب جناب امیر
 اسکو دیکھا تو کبیر کا مغز بلند کیا اور فرمایا: واللہ نہ میں نے جھوٹ کہا تھا۔ اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا تھا۔ اگر
 اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ تم عمل نیک نہ چوڑ بیٹھو۔ تو میں تمکو اس شخص کی شان میں کہ جو ان لوگوں
 سے لڑا ہے اور لڑائی میں اس شخص کو نگاہ رکھا ہے چنانچہ جس حق پر کہ ہم میں جو کچھ کہ خداے پاک
 نے اپنے نبی کریم کی زبان مبارک پر جاری فرمایا ہے ضرور بیان کر دیتا۔

جناب امیر علیہ السلام کے لشکر سے صرف سات آدمی شہید ہوئے۔ یہ واقعہ شہر ارتیس پھری میں پیش آیا
 اور اس واقعہ میں جناب امیر علیہ السلام کے دوستوں میں سے یزید بن نويرة الانصاری رضی اللہ عنہ
 شہید ہوئے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف صحبت حاصل کیا تھا اور انکو شرف سبقت
 فی الاسلام بھی حاصل تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے صحبتی ہونے کی نسبت اپنی زبان
 مبارک سے نشانت بیان فرمائی تھی انکو ابتداء واقعہ ہی میں خواب نے شہید کیا۔

ان لوگوں کی تعداد جنکو جناب امیر علیہ السلام نے اپنا ہاتھ قتل کیا

روضۃ الصفا میں خاوند شاہ لکھتے ہیں: قتل ست کہ حضرت امیر و رایم ترع فرزندان خداداد بسیار است
 نمودہ بود از انجملہ یکے این ست کہ بامیر المومنین حسن فرمود کہ چون من رحلت کنم چنان کن کہ خلق را
 معلوم نشود کہ دفن من کدام است کہ من وہ ہزار کس از شجاعان کفر و دلیران اسلام کہ قتل برایشان
 واجب بود بدست خود کشتہ ام و میر سم کہ قرار تھا قبر من بشکافند و مخالفت من از نبی بامیر بیشتر است
 اتنے۔

جناب امیر علیہ السلام کو فضائل جہانیزہ کا کیا

اب ہم جناب امیر علیہ السلام کے فضائل جہانی کا حال لکھتے ہیں اور یہی دوسرے پر ہے جیسے حسن صورت
 و قوت بدن +

جناب امیر علیہ السلام کا حسن صورت

حسب صورت میں جناب امیر علیہ السلام بعد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام عرب میں مشہور تھے۔
عن ابی الجحاج قال رأیت علیاً یخطب کان من احسن الناس وجہاً راسہ الغابہ ابی الجحاج کہتے
ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو خطبہ پڑھتے ہوئے دیکھا ہے کہ سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھے

جناب امیر علیہ السلام کا جسمانی حلیہ مبارک

۱۱ عن محمد بن باقر قال کان علی مقبل العینین عظیم صاذا بطن اصلع رقبۃ لا یضرب راسہ
الغابہ جناب محمد بن باقر علیہ السلام مروی ہے کہ حضرت امیر بڑی سبیلہ آنکھوں والی اور توندیلی پیٹ والے
تھانکے چاند پر بال کم تھے انکا قد میاں تھا وارثی کونین رنگتے تھے۔

۱۲ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ یطہر قوماً من الذنوب بالصلح فی
رؤسہم وان علیاً کا ولہم راخرجہما السلام نجم الدین ابو بکر بن محمد بن حسین السیلابی الزناد
فی مناقب العصابہ ابن عباس مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ
نے ایک قوم کو گناہوں سے جو انکے چہرے میں پکے پال کیا ہے اور علی ان سب سے پہلے ہے۔

۱۳ عن ابی لبید قال رأیت علیاً یتموضأ فخر العمامۃ عن رأسہ فرأیت رأسہ مثل راحق علیہ مثل
خط الاصابع من الشعر راخرجہ ابن الغضاک ابولبیہ مروی ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو وضو
کرتے ہوئے دیکھا آپ اپنے اپنا عمار سر سے اٹھا یا سینے آپ کے سر کو دیکھا کہ مثل میری ہتھیلی کے تھا اس پر انگلیوں
کے خط کی طرح بال تھے۔

۱۴ عن قیس بن عباد قال قدمت المدینۃ اطلب العلم فرأیت رجلاً علیہ بردان ولہ صغیرتان قد
وضع یدہ علی عاتق عمر فقلت من هذا قالوا علی راخرجہ ابن الغضاک قیس بن عباد کہتا ہے کہ میں
مدینہ میں علم حاصل کرنے کے لیے گیا ایک آدمی کو دیکھا اس پر صرف دو چادریں تھیں میں نے ایک ردا اور ایک
تہ بند اور انکی دو چھتھیں گندے ہوئے تھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ دھرے ہوئے تھے
میں نے پوچھا یہ کون ہیں لوگوں نے کہا علی ہیں۔

قال محب الطبری فی دیاض النضر ولا تضاد بینہما او یکون الشعر الخضر عن وسط رأسہ وکان فی جوانبہ
شعر متربیل یعنی ان دونوں ایتوں میں تضاد نہیں ہے جبکہ جناب علیؑ کے سر قدس کچھ چاند پر یکم ہونا بالوں
کا نام ہے اور گدی کی طرف کے بال چوٹے ہونے تسلیم کیے جائیں۔

(۵) قال ابو اسحاق السبعي آيته ابيض اللاس واللحية وكان ربا خضب اللحية راسا الغابة
ابو اسحاق سبسي كلبان هو کہ سینے جناب امیر علیہ السلام کو دیکھا ہے کہ وہ لمن کے سر اور وار پیچ
کمال بالکل مضبوط تھے اور کہیں ریش مبارک کو خضاب بھی کیا کرتے تھے ۔

(۶) عن رزام بن سعد الخضبي قال سمعت ابي نعيم عليا قال كان رجل فوق الرجة خضم
المنكبين طويل اللحية وان شئت قلت اذا نظرت اليه قلت احم وان تبنته مع قريب قلت
ان يكون اسماء في من ان يكون احم (راسد الغابة) رزام بن سعد الخضبي سے منقول ہے کہ سینے
اپنے والد کو جناب امیر علیہ السلام کا علیہ بیان کرتے ہوئے سناتا ہے کہ جناب امیر میانہ قد سے کچھ اونچے
تھے انکے شانے اور بازو بہرے بہرے اور گھنی وارھی تھی اگر تو انکو دور سے دیکھتا تو کہتا کہ سبز
رنگ مین اور اگر تو گہری نظر کر کے انکو قریب سے دیکھتا تو کہلتی ہوئی گندمی رنگ تھی قریب سبز
رنگ کے ۔

(۷) عن قدامت بن عتاب قال كان علي خضم البطن خضم وشاش المنكب خضم عضلة الذراع خضم
عضلة الساق دقيق مستدقها قال ورأيت يخطب في يوم من الشتاء عليه قميص واذا
قطران معتم بشي مما يجر في سواد كمر راسد الغابة) قدامت بن عتاب سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام
توندیے پر پٹھلے تو انکی شانہ کی بڑی چوڑی تھی انکے بازو بہرے بہرے اور کلائیان باریک اور
انکی رانیں پر گوشت اور پٹھ لیاں تیلی تھیں سینے انکو جاڑے کے موسم میں دیکھا تھا وہ قطری قمیصر
پہنے ہوئے اور قطری تہ بند باندست ہوئے تھے انکا عامر سیاہ و ہار یون والا تھا ۔

(۸) عن ابی الجحاج قال رأيت عليا يخطب وكان من احسن الناس وجها وقيل كان كائنا كسر
ثم جدد لا يغادر شيبه خضيت المشي خضوك السن راسد الغابة) ابو الجحاج سے روایت ہے کہ جناب
امیر علیہ السلام کو سینے خطبہ پڑھتے ہوئے دیکھا کہ سب لوگوں سے خوبصورت تھا اور روایت ہے کہ سر
تھے اپنی وارھی کو نہیں رنگتے تھے آہستہ چلتے تھے انکے دانت ہنسی سے کھلے رہتے تھے ۔

(۹) واحسن ما رأيت في صفته رضي الله عنه كان ربة من الرجال الى القصر ما هو ادعج
العينين حسن الوجه كانه القمر ليلة البدر حسنا خضم البطن عريض المنكبين شثن الكفين
احين كان عنقه ابرق فضة اصلع ليس في رأسه شعر الا من خلفه كتف اللحية منكبيه مشا
كثاثن الضارعي الا يدين عضد من ساعده ارتجت ارتجا اذا مشى تكفأ وان اسلك فلاح
رجل اسلك بنفسه فلم يستطع ان يتنفس وهو الى السمرة ما هو شديد الساعد واليد فاذا

مشی الی الحرب هر اهل ثبت الجنان قویا ملصداً احد قط الاصره انجاءاً منصوراً علی من لا قام
 لا انقیاب) علامہ ابن عبد البر استیعاب میں بعد ترجمہ جناب امیر علیہ السلام لکھتے ہیں کہ میں نے کیا خوب
 انکے اوصاف لکھے ہوئے دیکھے ہیں کہ جناب امیر کا شمار کئی مبارک میدانہ مگر سید رہگشتا انکی انگلی انگلیں بڑی بڑی
 اور کالی تھیں انکا چہرہ خوبصورتی میں جو وہ ہیں رات کے چاند کی مثل تھا۔ انکا پیٹ تو ندیا اودان کے
 کندھوں کی بڑی چوڑی تھی انکی ہتھیلیں سخت تھیں ہولی ہولی انگلیوں کی سطح انکی گردن مثل ایک چاندی
 کی صراحی کے تھی۔ انکے چاند پر بال کہتے مگر گدی اور سر پہچھ کی طرف سے سر بالوں سے ہوا ہوتا
 انکی دائرہ ہی اسقدر گہنی تھی کہ کندھوں کے دونوں طرف تک پہنچتی تھی دونوں کندھوں کی ہڈیاں مثل
 شیر کے کندھوں کی ہڈیوں کی تھیں انکی کلائی اور بازوؤں میں فرق نہیں تھا بیٹھے دونوں ایک سوتھے
 اور ٹھوس اور مضبوط تھے چلنے میں آگے کو ہٹ کر چلتے تھے جیسا کسی کی کلائی بکڑ لیتے تو اس شخص کا
 کلا گٹ جاتا کہ وہ سانس نہیں لے سکتا تھا وہ رنگ میں گندم گون تھے انکی کلائی اور ہاتھ سخت ہتھ
 جب جنگ کو جاتے تھے تو در کر نہایت تندرست دل سے جاتے تھے وہ ایسے بہادر تھے کہ جس سے جنگ
 کی اس پر فتح یا ہار ہو سکے۔

(۱۰) عن الشعبي قال رأيت علياً وداسه ولحيته قلن بيضاء اخوجه بن الغضائك) شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے
 ہیں کہ میں نے جناب امیر کو دیکھا کہ آپ کا سر اور دائرہ ہی سفید روئی کی طرح تھی۔
 اور محب الطبری زیاض المصنوعین لکھتے ہیں وروی انه كان اصفر اللحية والمشهور انه كان ابينها في
 يشبه ان يكون خضبرة ثم ترك يبييضه روایت ہے کہ آپ کی ریش مبارک زرد تھی اور مشہور زیادہ تر یہ
 ہے کہ سفید تھی شاید کہی آپ نے اپنی ریش مبارک رنگا ہوا اور پہچوڑ دیا ہو۔

جناب امیر علیہ السلام کی قوت بین

عن ابي داود قال خرجنا مع علي بن حسين بنه رسول الله صلى الله عليه وسلم فبنايت به فلما دنا من الحصن
 فخرج اليه لاهل قاتلهم فضربه وحلوه وروى وطرح ترسه من يده فتناول البنيكان عند الحصن
 فتبرس به فنه فلم يزل يبد حتى فتح الله عليه ثم القاه من يده حين فرغ فلقد رأيتني في نفر
 معي سبعة عشر وانا منهم محمد بن علي ان نقلت لك الباب فما نقلته (الخروج احمد) ابو رافع
 رضی اللہ عنہ سے منقول کہ جب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر کو علم دیکر
 خیرین رواد کیا ہم جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھے۔ ایک یہودی نے قلعہ سے نکل کر ان

پر چوٹ چلائی آپ نے سپر ہیٹنگ کر قلعہ کا دروازہ اٹھا لیا جب تک کہ خدا تبارک و تعالیٰ نے آپ کو فتح دی وہ آپ کے ہاتھ اقدس میں تھا۔ پھر آپ نے اسے ہیٹنگ یا سینے سترہ آدمیوں کے ساتھ اسے لوٹا جا با وہ ہم سے نہ لوٹ سکا۔

عن جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ قال حمل علی الباب علی ظہر یوم خیبر حتی صعد المسلمون علیہ ففتحوها وانضم جروہ بعد ذلك فلم یجمله الا اربعون رجلا (تاریخ الخلفاء) وفی کذا الحال عن جابر بن سمرہ قال هذا حدیث حسن وفی طریق ثم اجتمع علی سبعون رجلا جہدہم ان اعادوا الباب راخرجہما الخاکمی فی الاربعین (جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ) قال عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیبر کے دروازہ کو اپنی پشت اقدس پر اٹھا لیا تا بیان تک کہ مسلمانوں نے اسے چڑھ کر قلعہ کو فتح کیا بعد اس کے چالیس آدمیوں نے اس کو اٹھانا چاہا۔ تو نہ اٹھا سکے کثر العمال میں یہ حدیث جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہوئی ہے اور صاحب کثر العمال کہتے ہیں کہ یہ حدیث کفری ہے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر ساٹھ آدمیوں نے اس کے لوٹانے پر کوشش کی۔

(۲) لما توجه علی الی صنفین واحتاج اصحابہ الی الماء والتسقی فیدناوشما لا فلم یجد وہ فقد بجم امیر المؤمنین عن الجادة قليلا فلاحهم الدير فساروا ميا لون من فيه عن الماء فقال بينكم وبين الماء فرسخان فساروا الى حيث اقول لكم انكم تجدون الماء فقال امير المؤمنين اسمعوا ما يقول الراهب فقالوا يا مرناسير الى حيث اومى لينا العلفنا ندرك الماء وليس لنا قوة فقال على لا حاجة بكم الى ذلك ولوى عنق بغلته نحو القبلة و اشار الى مكان يقرب الدير فقال اكشفوا فظهرت صخرة عظيمة فقالوا يا امير المؤمنين ههنا صخرة على الماء فاجتهدوا في قلعها فما زالت عن موضعها فاجتمع القوم وجهدوا في تحريكها فلم يجدوا الى ذلك سبيلا واستصعبت عليهم فلما رأى ذلك لوى رجله عن سرجه ثم صرع ساعده ووضع اصابعه تحت جانب العنق فحركها وقلعها بيده فظهر لهم الماء فبادروا وشربوا وكان اعذب ما هو شرب في سفرهم وابروه ثم جاءوا الى العنق فقتلوا بها بيده ووضعها حيث كانت والراهب ينظر من فوق ديرة فنادى يا قوم انزلوني فانزلوه فوق بين يدي امير المؤمنين فقال يا هذا انت نبى مرسل قال لا قال فمالك مقرب قال لا قال انا وصى رسول الله محمد بن عبد الله خاتم النبيين قال ابسط يدك اسلم على يدك فبسط امير المؤمنين والراهب اسلم على يده (رواه)

السُّؤْلُ لَطَلْحَةَ الشَّلْفِ) جناب امیر علیہ السلام جب عین کی طرف متوجہ ہوئے ایک مقام پر جناب امیر کے رفقائے پاس قانی نرزا دہنے بائیں ڈھونڈا کہیں تپہ نہ ملا جناب امیر ماکوڑا ہتھوڑا تار کر ایک طرف لینگے توڑی دور جا کر میدان میں عیسائیوں کا ایک گرجا دکھائی دیا لوگوں نے اس کے قریب جا کر اسکر باوری سے پانی کے لیے ہتھسار کیا اس نے کہا کہ پانی یہاں سے دو فرسخ پر ہے حطوف کہ میں تمہیں اشارہ کرتا ہوں اس طرف چلے جاؤ اسید ہے کہ تمکو پانی مل جائے گا امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ سنو رہیب کیا کہتا ہے لوگوں نے عرض کیا کہ وہ ہم کو پانی کا پتہ بتاتا ہے کہ یہاں سے دو فرسخ پر ہے لیکن ہم میں دبان تک پہنچنے کی طاقت نہیں جناب امیر نے فرمایا تمکو دبان جانے کی ضرورت نہیں قبلہ کی طرف اپنی حجر کا منہ پیر کر اس کے قریب ایک مکان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اسکو کہو دو لوگوں نے کہو دنا شروع کیا دبان ایک بہاری پتھر نمودار ہوا لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنین بیان پر پتھر ہے جس میں کہو دنا ممکن نہیں آپ نے فرمایا یہی پتھر پانی پر ہے لوگوں نے اسکو اکھاڑنا شروع کیا اسکو جنبش تک نہ ہوئی اور وہ اپنی جگہ پر سے نہ ہٹا۔ تمام لشکر کے لوگوں نے متفق ہو کر زور مارا مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹا۔ یہ دیکھ کر آپ اپنی سواری سے اترے اور آستین کو ڈٹکر اس پتھر کے نیچے انگلیاں رکھ کر اسکو ہلایا اور ہاتھ پڑا ہٹا لیا اسکے نیچے سے نہایت میٹھ پانی کا چشمہ نکل آیا لوگ دوڑ کر پانی پینے لگے انکو پورے سفر میں ایسا ٹنڈا اور میٹھا پانی نہیں ملا تھا بہر آپ نے اس پتھر کو زمین پر رکھ دیا جس طرح سے کہ وہ پہلے تھا اسہا پہاڑ کی جہت پر سے یہ کیفیت دیکھ رہا تھا لوگوں سے کہنے لگا مجھے نیچے اتار لوگوں نے اسے جہت پر سو نیچے اتارا اور جناب امیر کی سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ آپ بنی برسل ہیں آپ نے فرمایا نہیں وہ بولا تو آپ فرشتہ مقرب ہیں آپ نے فرمایا نہیں میں خدا کے رسول محمد ابن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کا وصی ہوں راہب کہنہ لگا آپ ہاتھ بڑھائیں میں آپ کے ہاتھ پر شرف باسلام ہوتا ہوں آپ نے ہاتھ بڑھایا اور وہ رہیب لمان ہو گیا۔

(۳) عن علی قال انطلقت انا والنبي صلى الله عليه وسلم حتى اتينا الكعبة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اجلس صعد على منكبى فذهب ففرض به فراي مني خضعاً وجلس النبي صلى الله عليه وسلم وقال اصعد على منكبى فصعدت على منكبى قال ليخيل الى اني لو شئت لنتل افق السماء حتى صعدت على البيت وعليه مثال صغرا ونحاس فجعلت اذا ولع عن يمينه وعن شماله ومن بين يديه ومن خلفه حتى استمكنت منه قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم اقدت به فقد قت به فتكسر كما تكسر القوارير فخر نزلت فانطلقت انا ورسول الله صلى الله عليه وسلم

علیہ السلام نسبق حتی قوارینا بالبیوت خشية ان یلقانا احد من الناس راخرجه احمد والحاکم
 جناب علی فرماتے ہیں کہ ایک نوحہ بین او جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں گئے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے مجھے فرمایا بیٹھ جا میں بیٹھ گیا اور میرے دوش پر سوار ہوئے میں اٹھنے لگا جبکہ جناب نے
 میز بنی تا تو انی کو دیکھا تو اتر پڑے اور خود بدلت بیٹھ گئے اور فرمایا میرے کندھے پر سوار ہو میں جب
 دوش اقدس پر سوار ہوا تو خیال کیا جاتا تھا کہ اگر میں جاہلون تو آسمان کے کنارے تک پہنچ
 جاؤں یہاں تک کہ میں خانہ کعبہ کی چیت پر چڑھ گیا۔ وہاں ایک سورت پتیل پاتا نیسے کی رکھی ہوئی تھی
 میں اسکو دھنسنے بائیں اور آگے پیچھے سے ہلانے لگا یہاں تک کہ وہ اکثر گئی جناب نے مجھے فرمایا کہ اسکو
 پسینہ لگے مینو سٹا اکھاڑ کر پسینہ یاد وہ بت اس طرح سے ٹوٹ گیا جس طرح سے کہ کا پتھر ٹوٹ جاتا ہے
 نبیؐ اتر آیا اور جناب کی معیت میں دوڑنے لگا اور ہم دونوں گہر میں چپ گھر تاکہ کوئی ہمکو نہ دیکھ
 علامہ ابن حدید کہتے ہیں کہ اس بت کا نام میل تھا اور وزن میں اسقدر بھاری تھا کہ کئی آدمی اسکو
 نہیں اٹھا سکتے تھے جناب امیر نے اسکو باسانی اٹھا لیا۔

باوجودیکہ حضرت امیر اکثر صائم الہر رہتے تھے۔ اور کمانا بھی پیٹ بہر کر نہیں کھاتے تھے اور وہ
 ہی سوکھی روٹی ہوا کرتی تھی اسپر قوت کا یہ حال تھا کہ ابن قتیبہ لکھتے ہیں ماصارہو اعدا الا صرہ
 یعنی کسی پہلوان سے حضرت نوکشتی نہیں کی کہ اسکو بچاڑا نہ ہو۔ حضرت کی قوت جسمانی کا حال بالتفصیل
 باب شجاعت میں بیان ہو چکا ہے صرف اسقدر بیان کافی ہے۔ غرض کہ حضرت کی قوت مطلقہ قوت خدا
 تہی چنانچہ خود حضرت کا مقولہ ہے ما قلعنا باب خیر بقاء جمانیہ لا کن یقوتہ رحمانیہ یعنی
 ہم نے خیر کا دروازہ قوت جسمانی سے نہیں اکھاڑا بلکہ قوت رحمانی سے اکھاڑا ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کے فضائل خارجیہ کا بیان

فضائل خارجیہ کئی قسم پر ہیں مثلاً نسب کا عالی ہونا۔ قربت اچھی ہونی۔ مصاہرہ میں شرف ہونا۔ اولاد کا عالم ہونا۔

جناب امیر کی نسب عالی

حکمی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن
 کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مکرہ بن الیاس
 بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اذہن بن ناحور بن یعرب بن قہوب بن یغلب بن

ثابت بن اسماعیل علیہ السلام بن ابراہیم خلیل الرحمن علیہ السلام نسب عالی اس سے کیا بہتر ہو سکتی ہے کہ جناب برقعنی والد بن کبیرت بن ہاشمی اور ہم صدر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھی جسکو فضائل میں بیشمار حدیثیں وارد ہیں ۔

بنی ہاشم کے فضائل کا بیان

(۱) عن واثلہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اصطفیٰ بنی کنانہ من بنی اسمعیل واصطفیٰ من بنی کنانہ قریشاً ثم اصطفیٰ من قریش بنی ہاشم راخرجه المسلم والترمدی وابو ہاشم وغیرہم) واثلہ سے روایت ہو کہ انور مایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے منتخب کیا اللہ تعالیٰ نے بنی کنانہ کو بنی اسمعیل سے اور منتخب کیا بنی کنانہ سے قریش کو پیر بربرزیدہ کیا قریش سے بنی ہاشم کو ۔

(۲) عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال جبریل علیہ السلام قلبت الارض مشارقها ومغاربها فلم اجد بنی اب افضل من بنی ہاشم۔ راخرجه احمد فی المناقب الذہبی فی الخالص والمحامی والسمرقندی وابن الجراح) جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جبریل علیہ السلام نے فرمایا ہے میں نے مشرق اور مغرب کے زمین کو لوٹا ہے لیکن بنی ہاشم سے زیادہ افضل کسیا پ کی اولاد کو نہیں پایا ۔

بنی ہاشم کا سب سے اول جنت میں جانا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا معشر بنی ہاشم والذی بعثنی بالحق نبیاً لو اخذت جملۃ کتاب الجنۃ ما بدات الا بکم راخرجه احمد فی المناقب والخاص الذہبی والمحامی) جناب علی سرورایت ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اگر کوہ بنی ہاشم اس ذات پاک کی قسم ہے جس نے مجھ کو حق کے ساتھ بنی مبعوث کیا ہے اگر میں جنت کے دروازہ کی کنڈی پکڑی تو میں ہرگز تمہارے سوا کسی سے اندر داخل کر نیکا آغاز نہیں کروں گا

بنی ہاشم کی عباد کا سلمانوں پر ضرب ہونا

عن زيد بن اسلم عن ابيه قال قال عمر بن الخطاب للزبير بن عوام هل لك في ان تعود الحسن
ابن علي فانه مريض فكان الزبير تلكا عليه فقال له عمر ما علمت ان عيادة بنى هاشم فرضية
وزيادتهم نافلة راخرجه بن السمان في الموافقة، زبير بن اسلم اچھے والد سے روایت کرتے ہیں
کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ حضرت زبیر بن عوام سے کہا کیا تم جناب حسن کی بیمار پرسی کا ارادہ رکھتے ہو
کیونکہ وہ بیمار ہیں زبیر رضی اللہ عنہ کو کچھ اس میں توقف تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم نہیں جانتے ہو کہ
عیادت بنی ہاشم کی فرض ہے اور زیارت انکی نقل ہے *

بنی ہاشم کا بغض نفاق کی علامت ہوتا

عن طلحة بن مصرف قال كان يقال لبغض بنى هاشم نفاق راخرجه ابو بكر ابن يوسف البهلول
طلحہ بن مصرف کہتے ہیں کہ عہد صحابہ میں کہا جاتا تھا کہ بنی ہاشم کا بغض علامت نفاق ہے *

بنی عبدالمطلب کے فضائل کا بیان

عن انس بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال نحن بنى عبدالمطلب سادات اهل الجنة
انا وحمزة وعلي وجعفر والحسن والحسين والمهدي راخرجه ابن ماجه والد يلى انس
بن مالك کہتے ہیں کہ بتحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم بنی عبدالمطلب اہل
جنت کے سردار ہیں میں اور حمزہ اور علی اور جعفر اور حسن اور حسین اور ہدی۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا بني عبدالمطلب اني سالت الله
ثلاثة ان يجعل لكم رجاءا خيرا رجاءا راخرجه بن السري، انس بن مالك سے روایت ہے
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے بنی عبدالمطلب یہ تمہارے لیے خدا سے تین باتوں
کی دعا کی ہے کہ تمکو سخی اور دلیر اور رحیم دل بناوے *

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا بني عبدالمطلب اني سالت الله
الخصيت قائمكم وان يهدي ضالككم وان يعلم جاهلكم وان يجعلكم رجاءا خيرا راخرجه
الملا في سيرة وابو بكر محمد بن ابی نصر بن ابی بکر الفتاویٰ ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے بنی عبدالمطلب میں نے خدا سے آرزو کی ہے کہ تمہارا قائم کو
نابت رکھے اور تمہارے گمراہ کو ہدایت کرے اور تمہاری جاہل کو تعلیم کرے اور تمکو رحیم دل و نجیب بنا

عن ابن عباس قال دخل الناس من قریش علی صفیہ بنت عبد المطلب فجلوا یتفاحرون وید کرون
 الجاهلیة فکالت صفیة منار رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالوا تنبت النخلة فی الارض الکباء
 قالت وما الکباء قالوا الارض التي لیست بطیبة فذکرت ذلك صفیة لرسول الله صلی الله علیه
 وسلم فقال یا بلال هب بالصلاة فهب فقام علی المنبر فنادی بصبوحا لیا بها الناس من انا قالوا
 انت رسول الله صلی الله علیه وسلم قال انسبونی قالوا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب قال اجل انا محمد بن عبد الله وانا
 رسول الله فما بال اقوام یدتذلون اهل فوا الله لانا افضلهم اصلا وخیرهم موضعا اخرجه
 البزار والمحب للطبری فی الاکتفاء ابن عباس نقل کرتے ہیں کہ چند آدمی قریش کے صفیہ بنت عبد المطلب
 کے پاس گئے اور فخر کرنے لگے اور جاہلیت کا ذکر کرنے لگے جناب صفیہ نے کہا ہم میں سے جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ کہنے لگو ایک درخت زمین کا بائیں پیدا ہوا ہے صفیہ نے کہا کیا چیز ہے وہ
 کہنے لگے کیا وہ زمین ہے جو اچھی نہ ہو۔ کسان کو صفیہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا
 آنحضرت نے بلال سے کہا اے بلال لوگوں کو نماز کے لئے پکار بلال رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز کے
 لئے پکارا حضرت منبر پر کھڑے ہو کر فرمانے لگے اے لوگو میں کون ہوں لوگوں نے عرض کیا آپ
 رسول اللہ میں آپ نے فرمایا سیری نسب بیان کرو لوگوں نے کہا آپ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہیں
 آپ نے فرمایا ہاں میں محمد بن عبد اللہ اور رسول اللہ ہوں پس کیا حال ہے ان لوگوں کا جو میرے اہل کو
 حقیر سمجھتے ہیں واللہ میں سب لوگوں سے از روی صل و وضع بہت افضل ہوں ۛ

عن العباس بن عبد المطلب قال بلغ رسول الله صلی الله علیه وسلم ما یقول الناس فی اہل فوا
 المنبر فقال من انا فقالوا انت رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال انا محمد بن عبد الله
 ابن عبد المطلب ان الله خلق الخلق فجعلنی فی خیر خلقه ثم جعلهم فرقتین وجعلنی
 فی خیر فرقة وخلق القبائل فجعلنی فی خیر قبيلة وجعلهم بیوتا فجعلنی فی خیرهم
 بیتا رخرجه احمد جناب عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ لوگ آپ کے اہل کی نسبت کچھ کہتے ہیں پس حضرت منبر پر چڑھے اور فرمانے
 لگے میں کون ہوں لوگوں نے عرض کیا آپ رسول اللہ میں آپ نے فرمایا میں محمد بن عبد اللہ ہوں خدا
 خلقت کو پیدا کیا اور مجھے اپنی بہترین خلقت میں گردانا پھر انکے اور گروہ بنائے اور مجھے انکے
 بہتر گروہ سے بنایا پھر ہر فرقہ سے قبائل بنائے اور مجھے ان میں سے بہتر قبیلہ میں سے بنایا پھر انکے
 گھر بنائے اور مجھے ان میں سے اچھے گھر میں سے بنایا ۛ

جناب ابوطالب بن عبدالمطلب کا ذکر

جناب ابوطالب کا نام عبدمناف ہے بعض موصوفین نے عمران ہی لکھا ہے حاکم لکھتے ہیں کہ ان کا نام عبدمناف ہے اور ابوطالب انکی کنیت ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبدالمطلب بن عبدالمطلب کے برادر عینی تھے ان دو نو بزرگواروں کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت عمرو بن عائذ المخزومیہ تھیں سید احمد دحلان رحمۃ اللہ علیہ سیف النبوة میں لکھتے ہیں کہ ابوطالب ممن حرم الخمر علیہ فی الجاہلیۃ کا یہ عبدالمطلب یعنی ابوطالب ان لوگوں میں سے تھے کہ جنہوں نے جاہلیت میں اپنے پر شراب کو حرام کیا ہوا اتنا مثل اپنے والد عبدالمطلب کے ۔

ابوطالب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تخمیناً ۳۵ برس بڑے تھے۔ اور باوجودیکہ فقیر تھے لیکن شیخ فقر اور سید بطحا اور رئیس مکہ معظمہ مشہور تھے حبیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبدالمطلب بن عبدالمطلب کا انتقال ہو گیا تو اس وقت آپکی جد امجد عبدالمطلب بقیہ حیات تھو حضرت انکے دامن عاطفت میں پرورش پاتے رہے جب جناب عبدالمطلب کا انتقال ہو گیا تو جناب ابوطالب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کفیل حال ہوئے اصحابہ فی تمیز اصحابہ میں علامہ ابن حجر لکھتے ہیں امامات عبدالمطلب اوصی محمد الی ابی طالب فکفله واحسن تربیتہ وسافر بجمعیۃ الی الشام وھو شاب لمّا مات قام فی نصرته وذب عنہ لمن عاداه وجمعۃ مدائخ منها قولہ لما استسقی لھل مکۃ فسقوا وایض یستسقی العمام بوجہ + ثمّ الیتامی عصۃ للارامل یعنی جب جناب عبدالمطلب کا انتقال ہو گیا انہوں نے جناب ابوطالب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت کے لیے وصیت کی پس جناب ابوطالب نے آپکی عمدہ طرح سے کفالت کی اور تربیت میں اپنے باپ کی وصیت بجالائے۔ اور آپ کو ساتھ لیکر شام کا سفر کیا حضرت اس وقت جوان ہو چکے تھے اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث بالرسالۃ ہوئے جناب ابوطالب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنے کو ائمہ کثرے ہوئے۔ اور جو لوگ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہو گئے تھے انکے شر کو حضرت سے دور کیا اور حضرت کی بہت تعریفیں بیان کیں منجملہ انکے جناب ابوطالب کا وہ مشہور شعر ہے کہ جب ایک دفعہ مکہ کے لوگ خشکالی میں مبتلا ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے باران رحمت نازل ہوئی جناب ابوطالب نے آپ کی مدح میں کہا تھا جب کا ترجمہ یہ ہے کہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت خوبصورت اور نورانی چہرہ والے ہیں آپ کی وجہ سے

ابو بکرؓ نے ہجرت ہجرت میں اور میں ان کے پشت و پیادہ میں محدث علی ابن ابی طالبؓ
 الدین الفاضل بنی ہاشم بن عبدالمطلبؓ کی ہمدی کا حال جو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کے ساتھ کرتے رہے ہیں اس طرح سے بیان کرتے ہیں وکان ابو طالب فی کل لیلة یا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم ان یأتی فراشه و یضطجع بہ فاذا نام الناس اقامہ و امر لحد نبیہ او غیرہم
 من اخوانہ او ابن عمہ ان یضطجع مکانہ خوفا علیہ ان یقتلہ احد من یرید بہ السوء یعنی
 جناب ابو طالب ہر شب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر پر لیٹنے کے لیے کہتے اور چپ لوگ سو جاتے
 تو آپ کو وہاں سے اٹھا کر اپنے کسی میٹھے یا بیانی یا ابن عم کو آپ کے بستر پر اس خوف سرسلائی کہ مبادا وہ
 لوگ کہ آپ کے ساتھ رہائی کا ارادہ رکھتے تھے آپ کو تکلیف نہ پہنچائیں ۔

عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ وینہون وینا ون عنہ قال تولت فی ابو طالب کل ینی عن اذی
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا عمل جاء بہ (اخرجه عبد الوفاق فی المصنف) جناب ابن عباسؓ اس آیت
 کے خان نزول میں جبکہ یہ ترجمہ ہے کہ بندہ کرتے ہیں اور باز رکھتے ہیں اس سے) کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب
 ابو طالبؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ وہ لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی سے باز رکھتے
 تھے اور حضرت کو یہی جسکے لیے وہ مبعوث ہوئے تھے بندہ کرتے تھے ۔

وما نقلہ القرطبی فی کتابہ الاسمی بالاعلام عنہ مدو محبت ابی طالبؓ لسیدنا رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد خرج الکعبۃ یوما وادان یصلی فلما
 دخل فی الصلوۃ قال ابو جہل لعنہ اللہ من یقوم الی هذا الرجل فیفسد علیہ الصلوۃ فقام
 عبد اللہ بن الزبیری واخذن فرثا و دما فلطم بہ وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانتقل النبی صلی
 اللہ علیہ وسلم من صلوۃ و اقی الی ابی طالب عمہ وقال یا عم الا ترى ما فعل بی فقال لہ ابو طالبؓ
 من فعل بک هذا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن الزبیری فقام ابو طالبؓ فوضع سیدہ
 علی عاتقہ و مشی حتی اقی القوم فلما راوہ قد اقبل فوضوا لہ فقال ابو طالبؓ ان قام رجل
 جلیتہ لبیفی هذا فمر قال یا بنی من فعل بک هذا فقال عبد اللہ بن الزبیری فاخذ
 ابو طالبؓ فرثا و دما فلطم وجوہہم و تباہموا سالہم القول قرطبیؓ کہتا ہے علامہ میں آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جناب ابو طالبؓ کی سچی محبت کا ذکر اس طرح سے کرتے ہیں کہ ایک دن جناب
 رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں تشریف لگے اور نماز پڑھنے لگے ابو جہل ملعونؓ نے
 کہا کوئی ہے کہ اچھی نماز کو فاسد کرے پس سر عبد اللہ بن زبیریؓ نے اٹھ کر لیا اور خون آنحضرت صلی

امام علیہ السلام کے منہ مبارک پہلے یا حضرت دہان سے نماز کو ترک کر کے اپنے چچا ابوطالب کے پاس گئے اور کہا اے چچا تم نہیں دیکھتے ہو کہ میرے ساتھ کیا کیا گیا ہے ابوطالب نے پوچھا کہ یہ کتنا غمی کس نے کی ہے آپ نے فرمایا عبداللہ بن زبیری نے پس جناب ابوطالب اپنے کاندھے پر تلوار رکھ کر لوگوں کو بلا کر آئے جب ان لوگوں نے ابوطالب کو متوجہ اپنی طرف پایا تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے جناب ابوطالب نے کہا واللہ اگر کوئی تم میں سے اٹھیں گا تو میں اس تلوار سے اس کو قتل کروں گا بعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اے میرے بیٹے کس نے تم سے یہ گستاخی کی ہے آپ نے عبداللہ بن زبیری کا نام لیا جناب ابوطالب نے لید اور خون لیکر ان کے چہرہ پر اور دائرہ میون کو اور کپڑوں کو ملدیا اور سخت دست بائین کہیں *

انکے اسلام لائیکے نسبت نہایت اختلاف ہے۔ ثقۃ الحفاظ ابو الکریم عبدالسلام بن محمد بن حسن لکھتے ہیں: اتفق ائمۃ اہل البیت ان اباطالب مات مسلماً وخلاف اہل البیت فی الاسلام غیر معتبر یعنی اہل بیت علیہم السلام اس بات پر متفق ہیں کہ جناب ابوطالب مسلمان ہو گئے تھے اھل انکے اسلام میں اہل بیت کے خلاف روایتیں معتبر نہیں *

انسان العیون میں علامہ علی بن برہان الدین الشافعی لکھتے ہیں عن مقاتل ان اباطالب قال عند موته یا معشر بنی ہاشم اطیعوا محمداً وحسناً قوا ترشدوا مقاتل سے روایت ہے کہ جناب ابوطالب نے وقت وفات بنی ہاشم کو وصیت کی کہ اے گروہ بنی ہاشم تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور انکو سچا جانو نہایت بکڑو۔ رستگاری پاؤ گے *

عن ابن عباس قال لما تقارب من ابی طالب الموت نظر العباس الیہ بمرک شفته فاحضه الیہ فقال یا بنی اخی والله لقد قال اخی الکلمۃ الی امرتہ بھار انسان العیون للعلامہ علی بن برہان الدین الشافعی) اس روایت کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی علی الرحمتہ نے بھی مدارج النبوة میں لکھا ہے۔ در روایت ابن اسحاق آمدہ کہ وہ سے اسلام آوردہ بہ نزدیک موت۔ وابن عباس گفت کہ چون قریب شد موت ابوطالب نظر کرد عباس بسوئے دے و دید کہ می جنبانہ لبہا سے خود را پس گوئی نہاد بسوئے او پس گفت یا بنی اخی واللہ تحقیق گفت برادر من کلیرا کہ امر کردی تو اور ابدین کلمہ۔

ابن عساکر اپنی تاریخ میں ذیل ترجمہ جناب ابوطالب صاف طور سے قائل ہوئے ہیں کہ لاندہ اسلام خود جناب ابوطالب کے بعض شمار سے انکا اسلام ثابت ہوتا ہے چنانچہ انکا قول ہے

ودعوتنی وعلت انک صديق ولقد صدقت وکنت قبل اميناً

ولقد علمت بان دين محمد من خير اديان البرية ديناً

یعنی ہدایت کی تونے بھٹکوا دینے جان لیا کہ تو سچا ہے۔ اور بے شک تونے سچ کہا ہے اور تو پہلے سر امین ہے اور جان لیا میں نے کہ دین محمدی تمام خلقت کے دنیوں سے بہتر ہے۔

عن ابی ذر افہ قال سمعت اباطالب يقول سمعت بن اخی محمد بن عبد الله يقول انه ربه بعثه لصلواته
الاحكام وان يصيد الله وحده ولا يعبد سعة غيره ومحمد المصطفى الامين راخو جہا بن عباس کہ
فی تاریخہ) ابوزر افہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب ابوطالب کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ میرے بھائی کا بیٹا محمد
بن عبد اللہ کہتا ہے کہ خدا نے مجھے صلہ رحم کے لیے بھیجا ہے اور اسکے پیو میں ایک خدا کی پرستش کروں
اور اسکے سوا کسی دوسرے کو پوجوں اور محمد بہت بہت گوارا میں ہیں *

اگرچہ جناب ابوطالب کے اسلام کی نسبت مورخین کا اختلاف ہے لیکن اس میں کسی کو کلام نہیں کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب کی وفات پر نہایت تاسف فرمایا ہے اور ان کے انتقال کے برس کا
نام عام الحزن رکھا۔ اور خدا سے انکی مغفرت مانگی قال الواقدي عن علي لما توفي ابوطالب خرج
رسول الله صلى الله عليه وسلم فبكاء شديدا ثم قال اذهب فاحمله وكفنه غفر الله له فقام

لما العباس برسول الله اتجواله فقال اي والله اني لادجوله وحبل رسول الله ليتغفر له اياماً
ولا يخرج وقال ابن عباس عارض رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال وصلتك رحا فجزاك الله
يا محمد خيرا رتذ کر خواص الامہ لسط ابن الجوزی) واقدی کہتے ہیں کہ حضرت علی فرماتے تھے
جب جناب ابوطالب کا انتقال ہوا اور میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی خبر پہنچائی آپ
بہت روئے اور مجھے ارشاد کیا جا انکو غسل دو اور کفناؤ خدا انکو بخشے عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا
رسول اللہ آپ انکی مغفرت کے امید رکھتے ہیں آپ نے فرمایا واللہ میں امید رکھتا ہوں اور آپ کہتے دن گھر
سے باہر نکلے اور ابوطالب کے لئے طلب مغفرت کرتے رہے ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ابوطالب کے جنازہ کے لئے جاکر اکیلا اور فرمایا اے محمد! میں تم سے صلہ رحم کیا لایا اور اے محمد! میں تم سے صلہ رحم کیا لایا

عن ابی سعید الخدري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما بعثت الى اربع عمرة لما العباس فبكتي باي
الفضل فله ولولاه الفضل الى يوم القيمة لما ختمت ذكفي باي الاملا فاحلى الله قدره في الدنيا والآخرة ما عبد
العزى فبكتي باي لهب فادخله الله النار والهبا عليه ما عبد مناف فبكتي باي يظافله ولولاه
المطاوعة لفرقت الى يوم القيمة راخو جہا بن عباس کہتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا کہ میں نے

فیروزے *

عن علی قال لما مات ابوطالب خیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بوثہ فیکل وقال اذہب فاطمہ
 یکنہ ووارثہ عقرامہ لہ ورجلہ راخوہ ابوہ واولادہ والنسائی وابن خربزہ وغیرہم جناب
 علی کہتے ہیں کہ جب ابوطالب فوت ہو گئے تو میں نے جناب سرور دنیا و دین کو انکے انتقال کی خبر دی آپ
 نے مجھے فرمایا جاؤ انکو نہلاؤ اور کفن پہناؤ اور دفن کرو خدا ان کو بخشے اور رحم کرے *

جنس روایات میں یہی معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے جنازہ پر تشریف ہی لے گئے
 بلکہ انکے جنازہ کے لیے انکو بنی احمام سے تازیع بھی کیا ہے چنانچہ ابن عساکر اپنی تاریخ میں
 لکھتے ہیں عن ابی عامر المحوری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخرج معارضنا جنازۃ ابی
 طالب ہو یقول یا ہم وصلک ذحایفے ابی عامر ہونہی کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم جناب ابوطالب کے جنازہ پر انکی بنی احمام سے تازیع کرنے کو نکلے اور فرمایا اے چچا میں تم سے
 صلہ رحمی چاہتا ہوں *

اس میں بھی شک نہیں کہ جناب ابوطالب اپنی اولاد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی
 وصیت کرتے رہے عن علی انہما سلم قال لہ ابوطالب الذم ابن عمک راخوہ ابن عساکر
 جناب علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں اسلام لایا مجھ سے ابوطالب فرمانے لگے اپنے ابو
 عم کی متابعت کرو *

عن عمران بن حصین ان اباطالب قال لجعفر لما سلم قبل جناح ابن عمک صلی جعفر
 مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم راخوہ ابن عساکر عمران بن حصین نقل کرتے ہیں کہ جب جناب
 جعفر مشرف باسلام ہوئے تو ابوطالب نے ان کا اپنا بن عم کے بانہ کی طرح لایا چچا جعفر آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز کو ادا کیا *

جب تک کہ جناب ابوطالب بقیہ حیات رہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی قسم کی تکلیف نہیں
 پہونچنے دی عن هشام بن عروہ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما نالت
 منی قرابتی عیثا اکوہ حتی مات ابوطالب راخوہ بن حریب الطبری فی تاریخہ ہشام
 بن عروہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ جناب رسالت اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جیسا کہ ابو
 طالب زندہ رہے میں مکروہ امر فرشتے سے نہیں پہنچا *

جناب امیر کی والدہ ماجدہ جناب فاطمہ زہرا بنت اسد بن ہاشم کا ذکر

علامہ ابن حجر انکے صدر ترجمہ میں کہتے ہیں فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف القریشیۃ الهاشمیۃ
 امر علی بن ابی طالب وہی اول ہاشمیۃ ولدت خلیفۃ قال الزہری اول ہاشمیۃ ولدت لہا
 یعنی جناب فاطمہ بنت اسد بن ہاشم اور مرہبان جناب اسیر المومنین علی علیہ السلام وہ پہلی ہاشمیۃ ہیں جن
 سے اول خلیفہ بنی ہاشم تولد ہوتے اور زہری رحمۃ اللہ علیہ جنہوں سے سب کے اول تدوین حدیث فرمائی ہے
 فرماتے ہیں کہ جناب فاطمہ بنت اسد پہلی ہاشمیۃ عورت ہیں جو ہاشمی ہر جناب ابو طالب کے حاملہ ہو کر نچ جنبی
 ہیں یعنی جناب اسیر علیہ السلام ایسے اول ہاشمی ہیں کہ جنکے دونوں ماں باپ ہاشمی تھے +
 جناب فاطمہ بنت اسد کو سلام پر سب مورخ متفق ہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک
 ہجرت تھیں اور سابقات الاسلام کی فہرست میں بعد خدیجۃ الکبریٰ کے انہیں کا نام درج ہے۔ قال
 الشعبی سلمت وهاجرت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو اپنی والدہ کے برابر
 سمجھتے تھے +

عن النسب بن مالک قال لما ماتت فاطمة بنت اسد بن ہاشم امر علی فدخل علیہا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم وجلس عند رأسہا وقال وحک اللہ یا امی کنت امی بعد امی تجوعین و
 تشبعین وتعرین وتکسین وتنعین نفک طیل طعام وقطعتی تریدین بذلک وجہ اللہ
 والدار الآخرۃ وقال انس امر بغسلہا فلما بلغ الماء الذی فیہ الکافور اسکبہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم علیہا والبسہا قمیصہ وامر عمر واسامۃ بن زید وابی ایوب لافضای عنہما
 قبرہا فلما حضروا بلغوا لحد حفرة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیہ وخرج ترابہ ثم اضجع
 فیہ وادخلہا فیہ هو وابوبکر والعباس ثم دعا بهذا الدعاء اللهم اغفر لہا فاطمہ بنت
 اسد والقنہا جنتہا ووسع علیہا مدخلہا بحق نبیک محمد والانبیاء الذین من قبلک انک ارحم
 الراحمین وروی عن ابن عباس نحو ذلک وزاد فقالوا ما رأینا کذا صنعت بل حدما صنعت بهذا
 قال انه لم یکن بعد ابی طالب ابرمنہا البستہا قمیصی لتکس من حلل الجنة وخطمت فی
 قبرہا لیہون علیہا عذاب القبر وروی ایضا من علی باختلاف سیر اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ
 ان ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب فاطمہ بنت ہاشم جناب علی کی ماور مرہبان کا انتقال ہو گیا
 جناب رسالت اک صلی اللہ علیہ وسلم انکے جنازہ پر تشریف لے گئے اور انکے سر پرانے میٹھے لگئے اور فرمایا
 اے میری ماں تجھ پر خدا رحم کرے تو میری ماں کے بعد میری ماں تھی تو آپ بہو کی رہتی تھی اور مجھے کہلاتی
 کرتی تھی اور تو آپ تنگی رہتی تھی اور مجھے پستایا کرتی تھی تو اپنی جان کو اچھے کمانے سے باز رکھتی تھی

اور مجھے کھلائی تھی تو خاص خدا کے لیے اور آخرت کو گھر کے لیے جیسے سلوک مجھ سے کرتا رہی سائنس کہتے ہیں کہ بچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے غسل کا حکم یا حبیب اس پانی کے ڈالنے کی نوبت پہنچی جس میں کہ کاغذ ملا ہوا تھا۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے اپنے وہ پانی ڈالا اور اپنا پیرا ہن انکو پہنایا اور جناب عمر بن خطاب اور اسامہ بن زید اور ابوالیٰ ہذا رضی اللہ عنہم کو قبر کھودنے کا حکم دیا جب وہ قبر کھود چکر اور لحد تک پہنچے تو آپ نے اپنے دست مطہر سے ہکو کھودنا شروع کیا اور اس سے مٹی نکالی اور اس میں لیٹ گئے اور ان کو خود بدولت حضور نے اور جناب ابوبکرؓ اور عباسؓ نے قبر میں اتارا ہر انکے لیے یہ دعا پڑھی کہ اے پروردگار سیری مان فاطمہ بنت اسد کو مغفرت کرا اور اسکی دلیل ہکو تلقین فرما اور میری قبر کو کشادہ کر لطیفیل اپنے بنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دو سر انبیاء علیہم السلام کو مجھ سے پہلے گزرے ہیں ابن عباسؓ نے اپنے اللہ عنہما سے یہی اس طرح سے مروی ہے انہوں نے اس بات کو اپنی روایت میں زیادہ بیان کیا ہے کہ جب جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم انکی قبر میں خود بدولت لیٹے تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے انکے ساتھ وہ معاملہ کیا ہے جو حج تک آپ نے کسی سے نہیں کیا آپ نے فرمایا کہ بعد جناب ابوطالبؓ کے ان سے زیادہ کوئی میرے ساتھ نیکی کر نیوالا نہیں تھا میں نے اس لیے اپنا پیرا ہن انکو پہنایا تاکہ وہ جنت کی پوشاک پہنیں اور ان کی قبر میں میں اس لیے لیٹا کہ اپنے عذاب قبر آسان ہو جائے۔ جناب امیر نے بھی اس حدیث کو توڑے سو حقیقت کے ساتھ روایت کیا ہے *

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت فضیل

۱) عن ابن عباس قال توفي لصفية بنت عبد المطلب ابن فمكت عليه قال طهار رسول الله صلى الله عليه وسلم تبكين يا عمه من توفي له ولد في الاسلام كان له بيتا في الجنة يسكنه فلما خرجت لقيها رجل فقال لها ان قرابة محمد صلى الله عليه وسلم ان تغف عنك شيئا فمكت فسمع رسول الله صلى الله عليه وسلم صوتها فخرج من ذلك وخبره وكان صلى الله عليه وسلم مكرما لها فقال لها يا عمه تبكين وقد قلت لك ما قلت قالت ليس لك ابكافي واخبرته بما قال الرجل فغضب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا بلال هجر بالصلاة فخرج شرفا فقام فحمد الله واثنى عليه ثم قال ما بال اقوام يزعمون ان قرابتي لا تنفع ان كل سبب ينقطع يوم القيمة الا بسبب ولسي وان رحمى موصولة في الدنيا والاخرة راخرج بالطبراني والبيهقي (ابن عباسؓ سے مروی)

عند کہتے ہیں کہ جناب صفیہ بنت عبد المطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہی کا ایک بیٹا مر گیا وہ رونے لگیں آپ نے ان سے کہا بہی جان تم روتے ہو حالانکہ جس شخص کا بیٹا اسلام میں مرجائے حنت میں ہو گا ایک گہر رہنے کے لیے ملیگا جناب صفیہ گھر سے باہر نکلیں تو ان سے ایک آدمی کہنے لگا جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت سے آپ کو کچھ نفع نہیں ملیگا وہ بہرہ رونے لگیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا حضرت گہرا لٹھے آپ اپنے نہایت مہربان تھے آپ نے اپنے کہہ بہی جان سے آپ کو کچھ کہنے کا حق تھا کہ اسے آپ پر روتی ہیں جناب صفیہ نے عرض کی میں بیٹے کے مرنے سے نہیں روتی اور آپ کو تمام قصہ سنایا جو کہ اس آدمی نے کہا تھا جناب بہت خفہ ہوئے اور بلال سے فرمایا اے بلال لوگوں کو نماز کے لیے پکار بلال نے لوگوں کو نماز کے لیے پکارا بہر جناب خطب کے لیے کھڑے ہوئے اور بعد حمد و ثناء بارشعائے کے فرمایا کیا حال ہے اس گروہ کا جو یہ خیال کرتے ہیں کہ میری قرابت قیامت کو دن نفع نہیں دیگی۔ تحقیق کہ ہر ایک سہل و سبب قیامت کے دن میرے سبب اور سب کو سوا منقطع ہو جائیگی میری قرابت دنیا و آخرت میں ملنے والی ہے *

۲۲ عن عبد المطلب بن ربیعۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کا یدخل قلب امرئ ایمان حتی یحبکم وہ ولقرابتی راخرجه احمد والترمذی عبد المطلب بن ربیعہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وادہ کسی آدمی کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوگا جب تک کہ تم سے نہ اور میری قرابت کی وجہ سے محبت نہ کرے *

اگرچہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شرف قرابت میں حضرت عباس بن عبد المطلب ہی شریک ہیں لیکن جناب علی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تر قریب ہیں کیونکہ جناب عبد اللہ ماجد سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوطالب والد ماجد جناب علی علیہ السلام بڑا ورعینی تھے ان دونوں بزرگواروں کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت عمرو بن العائد المخزومیہ تھیں یہ قریب حضرت عباس کو حاصل نہیں تھا چنانچہ اسکا ذکر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا ہے *

۲۳ عن الشعبي قال بیفا ابوبکر جالس اذ طلع علی فلما رآه قال من سرہ ان ینظر الی اقرب الناس قرابتہ واعظمہم متراہ وافضلہم حالۃ واعظمہم معنا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلینظر الی هذا الطالع و اشار الی علی بن ابی طالب راخرجه ابن السمان والد القطنی شعبی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے کہ جناب علی علیہ السلام تشریف لائے جب انہوں نے جناب علی کو دیکھا تو کہنے لگے جو شخص کہ خوش ہوتا ہو کہ ایسا آدمی کو

کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ قرابت والے اور سب سے بڑے منزلت والے اور سب سے افضل حالت والے اور سب لوگوں سے بڑے رتبہ والے کو دیکھنا چاہتا ہو تو اس آئیو والے کو دیکھے اور جناب علی بن ابی طالب کی طرف اشارہ کیا۔

(۴) قال ابو بکر بن عیاش لو انانی ابو بکر وعمر وعلی لبدلت بحاجۃ علی قبلہما لقرابۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولان اخر من السماء احب الی من ان اقد مہما علیہ (صواعق محرقة) ابو بکر عیاش کہتے ہیں کہ اگر میرے پاس ابو بکر اور عمر اور علی تشریف لائیں تو میں حضرت علی کے ضرورت کو پہلے روا کر دوں گا ان دونوں صاحبوں کی ضرورت پر بوجہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے آسان سے زمین پر گرنا میرے نزدیک بہتر ہے اس سے کہ میں ان دونوں صاحبوں کی ضرورت کو جناب امیر کی ضرورت پر مقدم سمجھوں۔

(۵) اخرجا الدارقطی ان علیاً یوم الثوری احتج علی اہلہ فقال لہم انتہد کربا لہ صلی اللہ علیہ وسلم احد اقرب الی رسول اللہ فی الہم منی من جملہ صلی اللہ علیہ وسلم نفسہ ونبیۃ ابنائہ غیرہ قالوا اللہم لا واقطنی روایت کرتے ہیں کہ مشورت کے روز اہل شورے پر جناب امیر نے حجب پیش کی کہ میں تمہیں قسم دیکر بوجہ پتا ہوں کہ تم میں رشتہ داری میں مجھ سے کوئی زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قریبی ہے میرے سوا اور کس کے نفس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نفس اور کس کے بیٹوں کو اپنا بیٹا کہا ہے سب نے کہا خدا کی قسم کوئی نہیں۔

(۶) واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض فی کتاب اللہ من المؤمنین والمہاجرین عن عباس قال ذلک علی لانہ کان مؤمناً مہاجراً ذادہم راخوجہ بن مردویہ اور قرابت والے بعض ان کے نزدیک ترین بعض سے اس کی کتاب میں ایمان والوں اور ہجرت کرنے والوں میں سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب امیر سے مراد ہے کیونکہ وہ مومن اور مہاجر اور صاحب قرابت تھے۔

مصاہرت کا شرف

(۱) عن محمد بن سیرین فی قولہما وهو الذی خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصہا قال انہا نزلت فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی بن ابی طالب ہوا بن حم النبی وزوج فاطمۃ فکان نسبا وصہا (کفایت الطالب) محمد بن سیرین رحمتہ اللہ علیہ سے اس آیت کر شان رسول میں کہ بسا کہ عرب یہ ہے

کہ وہ وفات جس نے پانی سے بہشت کو پیدا کیا اور یہ نسب اور سسرال کے لئے بنائے (بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی بن ابی طالب کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ وہ جناب رسول پاک کو ابن عم اور جناب سیدہ کوزجہ بن پسائے کے دو رشتہ ایک از روئے نسب اور ایک از روئے سسرال والی کے ٹھہرائے۔

(۲) عن محمد بن الخطاب قد ذکر عندنا علی قال ذاک صہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل جریلا فقال ان اللہ یأمرک ان تزوج ابنتک من علی (اخرجہ بن السمان) جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ ذکر کیا اور ان کے پاس جناب علی علیہ السلام بھی تشریف رکھتے تھے۔ کہ یہ یعنی جناب علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہیں خیر بل نے شرف نزول فرما کر کہا کہ امیر اجل جلالہ و عم نوالہ حکم فرماتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی دختر نیک اختر کی شادی علی سے کریں۔

(۳) عن ابی حمزہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا علی وتیت ثلاثا لم یؤتی احد ولا انا وتیت صہرا مثلی ولماوت انا مثلی وادعت صدیقہ مثل ابنتی ولماوت مثلها وادعتیت الحسن والحسین من صلبک ولماوت من صلبہ مثلها ولا انتم منی وانا منکمما ر اخرجہ الدیلمی ابو سعید شرف الذیوۃ والامام علی بن موسی الرضا فی مسندہ) ابی حمزہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ یا علی بیچتے تین ایسی باتیں عطا ہوں ہیں کہ کسی ایک کو حاصل نہیں ہو سکتا اور بیچتے ہی وہ باتیں نہیں ملیں۔ بیچتے تو مجھ سے سسرال ملا ہے کہ مجھ کو نہیں ملا اور تجھ کو صدیقہ میری بیٹی جیسی ملی ہے کہ مجھ کو ایسی نہیں ملی تجھ کو میری صلیب سے حسن اور حسین ملے ہیں اور مجھ کو میری صلیب سے ان جیسا نہیں ملا۔ تحقیق تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ (۴) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم اشہد قد بلغت هذا الخی و ابن عمی وصہری وابو ولدی اللہم کب من عاداہ فی النار (اخرجہ بن البخاری) ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے پروردگار تو گواہ رہو میری لوگوں کو یہ بات پہونچا دی ہے کہ یہ یعنی علی بن ابیطالب میرا بھائی اور ابن عم اور میرا داماد اور میرا بچوں کا باپ ہے اے پروردگار جو شخص کہ اسے دشمن رکھے اسے آگ میں اوندھا کرے۔

یہ شرف جناب سر تفسر علیہ التحیۃ والتثاویر کی ذات باریکات کے سوا کسی صحابی کو حاصل نہیں ہوا۔ اگرچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی جناب سرور صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے۔ لیکن جناب نبوی کی اشرف اولاد حضرت سیدہ ہی تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اطہار کا ظہور حضرت سیدہ جی

ہوا ہے اور حضرت سیدہ کے سوا حضرت کی نسل منقطع ہو گئی ہے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جناب سیدہ علیہ الخیرہ والہا کے مناقب و فضائل کا کس قدر اس مقام میں ذکر کیا جائے۔

مناقب جناب سیدۃ النساء فاطمہ الزہراء علیہا الخیرہ والہا

جناب سیدہ علیہا السلام کی سن ولادت میں مورخین کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک انکا تولد مبارک بعثت کو پانچ برس پہلے ہے اور بعض کے نزدیک سال بعثت میں واقع ہوا ہے عن عبد اللہ بن محمد بن سلیمان بن جعفر المہاشمی بقول ولد فاطمة سنة احدى واربعين من مولد النبي صلی اللہ علیہ وسلم (استیعاب) عبد اللہ بن محمد بن سلیمان بن جعفر ہاشمی سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ علیہا السلام کا تولد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت کے اکتالیس برس کے بعد واقع ہوا ہے۔

بعض مورخین کے نزدیک بعثت کو پانچ برس کے بعد واقع ہوا ہے۔ بہر حال بقول صحیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث بالرسالة ہوئے بعد حضرت سیدہ علیہا السلام کا تولد ہوا ہے۔ اور احادیث سند صحیحہ ذیل بھی اسی کی تائید ہیں۔

عن سعد بن ابی قاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتانی جبریل بفرجة من الجنة فاكلتها ليلة اسرى بي فعلق خديجة فحملت بفاطمة فكننت اذا اشتقت رائحة الجنة شمت فيه فاطمة راخو جہ الحاکم سعد بن ابی قاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جبریل جنت کی ایک ہی میرے پاس لائے اور شب عراج میں منبر اُسے کہا پاد اور خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، اسی شب میں مجھے حاملہ ہوئیں اور فاطمہ کو جنین پس جب مجھ کو جنت کی بو کا شوق غالب ہوتا ہے تو میں فاطمہ کا دہن مبارک سونگتا ہوں۔

(۴) عن ام المؤمنين عائشة قالت قلت يا رسول الله اذا اقبلت فاطمة جعلت لسانك في فيها فانك تريد ان تلحقها عسلا فقال صلی اللہ علیہ وسلم انه لما اسرى بي الى السماء وادخلني جبريل الجنة وناولني تفاحة فاكلتها فصارت نطفة فلما تولدت من واقعت خديجة ففأنت من تلك النطفة فكلما اشتقت الى تلك التفاحة قبلتها راخو جہ الخطيب الذکابی و ابو سعد فی شرف النبوة) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ منبر عرض کیا یا رسول اللہ حیکہ جناب فاطمہ تشریف لانی ہیں آپ اپنی زبان مبارک کو انکے منہ میں اتارتے

ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا آپ شہد جاٹ رہے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شب سراج میں مجھ کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی اور جبریل مجھ کو جنت میں لے گئے اور وہ سیری پاس جنت کی ایک ہی لائے میں ہوئی کہ وہ تحلیل پا کر ایک لطفہ کی شکل بن گئی جیسا کہ زمین پر آیا اور سے جناب خدیجہ کبریٰ حاملہ ہوئیں اور اس لطفہ سے جناب فاطمہ پیدا ہوئیں جب مجھے اس ہی کی طرف شوق غالب ہوتا ہے تو میں جناب فاطمہ کے موندہ کو چومتا ہوں ۔

جناب فاطمہ علیہا السلام کی والدہ ماجدہ کا نام نامی ام المومنین سابقۃ الاسلام صدیقۃ الکبریٰ حضرت بنت خویلد ہے جو سب سے اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائی ہیں جنکے فضل میں لا تعدو لائے احادیث وارد ہیں ۔

عن عمار بن یاسر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فضلت خديجة على نساء امتي كما فضلت مريم على نساء العالمين (اخرجه الديلمي) روایت ہے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدیجہ کو سیری بہت کی عورتوں پر اس طرح سے فضیلت دی گئی ہے جس طرح سے کہ مریم بنت عمران کو تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت عطا ہوئی ہے ۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل نساء اهل الجنة اربع مريم بنت عمران وخديجة بنت خويلد وفاطمة بنت محمد وانسية بنت فراحم قال ابن عباس خطروا الله صلى الله عليه وسلم اربع خطوط ثم قال اندرون لم خطت هذه الخطوط قالوا لا قال ذلك (اخرجه الديلمي)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر خط کہیںے اور پھر فرمایا آیا تم جانتے ہو میں نے یہ خط کیوں کہیںے ہیں لوگوں نے عرض کیا نہیں فرمایا کہ اہل جنت کی عورتوں میں سے جابر عورتیں افضل ہیں مریم بنت عمران اور خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد اور انسہ بنت مراحم ۔

جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وجہ تسمیہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی ہے ۔

(۱) انس بن مالک قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما سميت فاطمة لان الله قطعها من النار (اخرجه الديلمي) انس بن مالک سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے اسے فاطمہ نام رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انکو دوزخ کی آگ سے جدا کیا ہے ۔

(۲) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ابتقي فاطمة حوراء ادمية لم يفتن

ولم تطلث انما سماها فاطمة لان الله عز وجل فطمها من النار (اخرجه العسافى) ابن عباس روى
 کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ میری بیٹی فاطمہ نوع انسان میں جو
 ہے حیض و نفاس سے ظاہر ہے ہر نام اس لئے فاطمہ رکھا گیا ہے کہ بہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہر کو کو فرخ
 کی آگ سے خدا کیا ہے *

عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا فاطمة علي يا رسول الله لم صليت فاطمة
 قال ان الله قد فطمها وذريتها من النار (اخرجه ابو القاسم الدمشقي وقله صاحب الطب
 عن مسند علي بن موسى الرضا عليه الف التحية والثناء) جناب علی علیہ السلام کہتے ہیں کہ ایک
 دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ کو مکر پکارا حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ
 آپ نے ان کا نام نامی فاطمہ کیوں رکھا ہے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے ان کو اور ان کی ذریت کو فرخ
 کی آگ سے بچا دیا ہے *

اسد الغابین وکالت فاطمة تکتی بابیها ای فاطمة بنت محمد) یعنی جناب فاطمہ اپنے والد ماجد
 کے نام مبارک کنیت کی جاتی تھیں یعنی فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم *

بعض لوگ ام الحسن بھی کہا کرتے تھے (نزل الابرار)
 جناب سیدہ کے اشہر القاب ہیں سے البتول - سیدۃ النساء - فضل النساء - خیر النساء - لصدیقہ
 الزہراء - المبارکہ - الطاہرہ - الزکیہ - الراضیہ - المرضیہ - المحدثہ - ہیں (نزل الابرار)

البتول

عن علی قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سئل ما البتول فانا سمعناک یارسول
 اللہ تقول مرہم بتول وفاطمہ بتول فقال البتول التي لم تحمق قط ای

لم تحق فان الحيض مکروه فی بنات الانبیاء (اخرجه الحاكم) جناب علی علیہ السلام کہتے
 ہیں کہ ایک دفعہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ بتول کو کیا معنی ہیں کیونکہ ہم
 نے آپ کو کہ بتول اور فاطمہ بتول فرماتے ہوئے سنا ہے فرمایا بتول وہ ہے جس نے سر جی کو نہ دیکھا ہو
 یعنی ہر کو کو یہی حیض نہ ہوا ہو کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی بیٹیوں پر حیض مکروہ ہے *

سیدۃ النساء

(۱) عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول الله
 صلی اللہ علیہ وسلم لفاطمۃ الارضیین ان تکون سیدۃ

نساء العالمین وسیدۃ نساء المؤمنین وسیدۃ نساء اهل الجنة وسیدۃ نساء هذه الامة
 (اخرجه الحاكم) ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی

امام علیہ وسلم نے جناب فاطمہ سے فرمایا آیا تم اس سے راضی نہیں ہو تین کہ تم تمام جہان کی عورتوں کی سردار ہو۔ اور تم تمام مومنین کی عورتوں کی سردار ہو۔ اور تم تمام اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہو۔ اور تم اس ہمت کی عورتوں کی سردار ہو۔

(۲) عن حذیفۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال نزل ملک من السماء فاستاذن اللہ ان یسلم علی فبشر فی باز فاطمۃ سیدۃ نساء اهل الجنة (اخرجه احمد والترمذی والنسائی والرویان والحاکم وابن حبان) روایت ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک فرشتہ آسمان سے نازل ہوا اللہ تعالیٰ سے اس سے سلام کرنے کے لیے اذن طلب کیا اور مجھ کو خوشخبری پہونچائی کہ تحقیق فاطمہ اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔

(۳) عن ابی سعید ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فاطمۃ سیدۃ نساء اهل الجنة الاما کان مریم بنت عمران (اخرجه ابو یعلیٰ وابن حبان والطبرانی والحاکم) ابوسعید ناقل ہیں کہ تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فاطمہ سردار ہے اہل جنت کی لوگوں کی عورتوں کی سوا مریم بنت عمران کے۔

(۴) عن فاطمۃ قالت قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فاطمۃ اما ترضین ان تاتی بیوم القیامۃ سیدۃ نساء المؤمنین (اخرجه الدیلمی) جناب سیدہ علیہا السلام سے مروی ہے کہ مجھ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے فاطمہ تو راضی نہیں ہوتی کہ فیارت کے روز تو سب مومنین کی عورتوں کی سردار ہو۔

(۵) عن عمران بن حصین ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عاد فاطمۃ وہی مرخصۃ فقال لہا کیف نجتک یا ابنۃ قال ابی وجعت وانہ لیزید فی مالی طعام اکلہ قال ابنتی اما ترضین انک سیدۃ نساء العالمین قال یا ابت فاین مریم بنت عمران قال سیدۃ نساء ما ہا وانت سیدۃ نساء عالمک انا واللہ لقد زوجتک سیدۃ فی الدنیا والاخرۃ (استیعاب عبد البر) عمران بن حصین کہتے ہیں کہ ایک دفعہ سرور دنیا و دین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جناب فاطمہ کی عیادت کو گئے وہ مریم بنت عمران حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا اے بیٹی ہم یہ کیا حال تیرا دیکھ رہے ہیں عرض کیا یا رسول اللہ میں بجا یہ ہو گئی ہوں۔ اور مجھ کو ان کا بھی ناچار کیا ہے کہ میرے پاس کچھ کھانسیکی چیز نہیں جسے میں کھا سکوں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آیا تو راضی نہیں ہوتی کہ تو تمام جہان کی عورتوں کی سردار ہو جناب فاطمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ پس مریم بنت عمران کہاں رہیں حضرت نے فرمایا وہ اپنے عالم کی سردار

سے تم اپنے عالم کی ہو۔

(۶) عن ام سلمة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم دعا فاطمة عام الفتح حدثها فبكت ثم حدثها ففصحت فلما توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم سالتها عن بكائها وخصوها فقالت اخبرني انه يموت فيكيت ثم اخبرني اني سيدة نساء اهل الجنة الاميريم بنت عمران ففصحت بالخبر (الترمذي) جناب ام المؤمنين اہم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ فتح مکہ کی برس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ کو بلایا ان سے کوئی بات کی وہ رونے لگیں پھر ان سے دوسری بات کی وہ ہنسنے لگیں جب جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا میں نے انکو انکے رونے اور ہنسنے کی وجہ دریافت کی جناب فاطمہ فرمائی کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے انتقال پر ملال کی خبر دی میں نے روتے ہوئے یہ حضرت سے مجھے خبر دی کہ میں سوا میریم بنت عمران کے سب اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہوں پس میں ہنس پڑی۔

(۷) عن ابی ہریرۃ و ابی الدرداء قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطمة سيدة نساء العالمين ما خلا ميريم بنت عمران (اخرجه الديلمی الطبرانی وابن حبان) ابو ہریرہ اور ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب ختم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ فاطمہ سب جہان کی عورتوں کی سردار ہے سوا میریم بنت عمران کے۔

(۸) عن عائشة قالت كنا ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند فاطمة فاطمة ما تضحی مشيتها من مشية رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما راها قال مرحبا يا ابنتي ثم اجلسها ثم سارها فبكت بكاء شديدا فلما رأى حزنها سارها الثانية فاذا هي تضحك فلما قام رسول الله صلى الله عليه وسلم سالتها عما سارك قالت ما كنت لا فتى على سر رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما توفي قلت عزمت عليك بما عليك من الحق لما اخبرتي قالت اما الان فنعيم اما حين سارني في امر الاول فانه اخبرني ان جبرائيل كان يبارضني القرآن كل سنة فلو انه عارضني به العام متين ولا اركل الاجل الا قد اقرب فاقضى الله و اصبري فاني نعم السلف انا لك فلما رأى جرحي سارني الثانية قال يا فاطمة الاتوضين ان تكويني سيدة نساء اهل الجنة وسيدة نساء المؤمنين راخوها لجناري والمسلم جناب ام المؤمنين عائشة صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب بی بیوں کے لیے پس موجود تھیں اتنے میں جناب فاطمہ علیہا السلام تشریف لائیں انکی رفتار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار جو چپتی نہیں تھی۔ یعنی نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفتار کے مشابہت تھی جو چپتہ نہ اٹکو دیکھا تو مرحبا لے میری بیٹی کسکد لپکا۔ پیران سو سرگوشی کی وہ سخت روئو جو چپتہ نہ اٹکا غم و اندوہ دیکھا دوبارہ ان سو سرگوشی کی وہ ہنس ثرین حبیب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گئے جناب عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے جناب فاطمہ سے پوچھا کہ حضور نے آپ سے کیا سرگوشی کی تھی۔ جناب فاطمہ نے کہا میں ہرگز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دراز کو افشا نہیں کرنے کی جب حضور اس درویش سے رحلت فرما گئے تو میں نے جناب فاطمہ سے کہا میں تم کو اس حق کی جو میرا غیب سے قسم دیکر پوچھتی ہوں کہ مجھے اس کو بتاؤ۔ جناب فاطمہ نے فرمایا۔ اب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما چکے ہیں اب میں اس کو بیان کرتی ہوں جس سے اس میں مجھ سے حضور نے سرگوشی کو تو بیان کیا کہ ہر ریس میں جبریل مجھ سے ایک دفعہ قرآن مجید کا مقابلہ کیا کرتے تھے اس سال میں دو دفعہ مقابلہ کیا ہے میں سو اس کے علین و دیکھتا کہ میری رحلت قریب آگئی ہے پس تو خدا سے ڈرنا اور صبر کرنا میں تیرا احباب آگے جانے والا ہوں۔ جب حضور نے میرے رونے کو ملاحظہ کیا تو پیر مجھ سے سرگوشی کی اور فرمایا یا فاطمہ تو رہنی نہیں ہوتی کہ ہو تو سب اہل حبت کی عورتوں کی سردار اور سب مومنین کی عورتوں کی سردار۔

افضل النساء

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل النساء

اهل الجنة خديجة بنت خويلد وفاطمة بنت محمد را خروجه ابو داود

والنساء والحاكم ابن عباس رضوا اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب اہل حبت کی عورتوں سے افضل خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

خير النساء

عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير النساء اثنى فاطمة

بنت محمد را خروجه الحاكم انس بن مالك روايت کرتے ہیں کہ حضور نبی

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب میری بہت کی عورتوں سے بہتر فاطمہ بنت محمد ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من نساء العالمين مريم بنت عمران وخديجة بنت

خويلد وفاطمة بنت محمد وانسية بنت فراحم را خروجه احمد انس بن مالك روايت کرتے ہیں کہ یہ

تحقیق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ افضل میں کافی ہیں بڑے لینے سب دیا

کی عورتوں سے ہر عورت میں مریم بنت عمران اور خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد اور انس بنت

مزامم۔

الصنف الثامن

عن ابی الحسن قال قال النبي صلى الله عليه وسلم يا اهل اوتيت ثلاثا لم يوفق

ہواور میں تم سے ہوں ۔

جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نزدیک احباب اہل بیت ہو جناب کا

॥ ५ ॥

خاندانیئے علی بن ابی طالب

سے زیادہ آنحضرتؐ کو جناب فاطمہؑ پیاری تھیں اور سب مردوں سے زیادہ جناب علیؑ۔

جناب فاطمہ کا بضعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونا

عن علی قال كنت عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال النبي صلى الله عليه وسلم اي شيء خير للمرأة فستوا فلما رجعت قلت لفاطمة اي شيء خير للنساء قالت ان لا يراهن الرجال فذكرت ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال ان فاطمة بضعة مني (اخرجه البزار في مسنده) حضرت علی سے منقول ہے کہ میں ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں موجود تھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کے لیے کیا چیز مناسب ہے سب چپ ہو رہے جب میں بول کر گھر میں آیا تو میں نے جناب فاطمہ سے پوچھا کہ کونسی چیز عورتوں کے لیے بہتر ہے انہوں نے جواب دیا کہ انکو مرد نہ دیکھنی پائین پس میں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کو بیان کیا آپ نے فرمایا فاطمہ میرے بدن کا ٹکڑا ہے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ جس نے فاطمہ کو ایذا دی

(۱) عن المسوون مخرومة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطمة بضعة مني فمن اذاها فقد اذاني (اخرجه الدیلمی و احمد والحاکم) مروی ہے سوربن مخزوم سے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ میرا ایک ٹکڑا ہے جس نے اسکو ایذا دی مجھکو ایذا دی ۔

(۲) عن ابن الزبیر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما فاطمة بضعة مني يؤذيها ما اذاها (اخرجه احمد والترمذی والحاکم) منقول ہے ابن زبیر سے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ میرے دل کا ٹکڑا ہے ایذا دیتی ہے وہ چیز مجھے جو اسے ایذا دیتی ہے ۔

(۳) روی عن مجاهد قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو اخذ بيد فاطمة فقال من عرف هذا فقد عرفها ومن لم يعرفها فهي فاطمة بنت محمد وهي بضعة مني وهي قلبي وهي روحي التي بين جنبي من اذاها فقد اذاني ومن اذاني فقد اذى الله (اخرجه ابن عساکر) مجاہد کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے گھر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا جو شخص اسکو پہچانتا ہو پہچانتا ہو اور جو کوئی نہ پہچانتا ہو پس یہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور یہ میرے دل کا ٹکڑہ اور میرا دل ہے اور یہ میری روح ہے جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے جس نے اسکو ایذا دی مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے خدا کو ایذا دی ۔

ذکر اس بات کا کہ جناب فاطمہ کا غضب اللہ تعالیٰ کا غضب ہے

عن علی قال ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمة یا فاطمة ان الله يغضب بغضبك ويغضب
بضالك راخوجا بوبعلی۔ والطبرانی والحاکم وادونعیم فی الحلیۃ والدیلمی جناب علی علیہ السلام
فرماتے ہیں کہ بتحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ علیہا السلام سے فرماتے تھے کہ بے شک اللہ تعالیٰ
نیرے غضب کی وجہ سے غضب میں آتا ہے اور تیری خوشی سے خوش ہوتا ہے *

جناب شہید کا حیض و نفاس کے طاہر ہونا

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ابنتی فاطمة حوراء ادمیۃ
لم تحض ولم تطمث انما سماها فاطمة لان الله فطمها من النار راخوجا (الدوکانی) ابن عباس رضی
اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرور دنیا و آخرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سیری بیٹی فاطمہ انسانی
حور ہے جو حیض اور طمث سے پاک ہے۔ اس لیے اس کا نام فاطمہ رکھا گیا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس کو
دوزخ کی آگ سے جدا رکھا ہے *

(۲) عن علی قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سئل ما البتول فانا سمعنا لایا رسول الله تقول
مریم بتول وفاطمة بتول فقال البتول التي لم ترحم قط ای لم تحض فان الحيض مکروه فی
بنات الانبیاء راخوجا الحاکم جناب علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
پوچھا گیا بتول کس کو کہتے ہیں کیونکہ یا رسول اللہ ہم نے بار بار سنا ہے کہ آپ مریم بتول اور فاطمہ
فرمایا کرتے ہیں حضور نے ارشاد کیا بتول وہ ہے جو سرحی کو نہ دیکھے یعنی حیض اور طمث سے پاک ہو۔
کیونکہ حیض نبیوں کی بیٹیوں کے لیے مکروه ہے *

(۳) عن اسماء بنت عمیس قالت قبلت فاطمة بالحسن فلم ار لها دما فقلت یا رسول الله لمرار
لفاطمة دما فی حیض ولا نفاس فقال لها صلی اللہ علیہ وسلم اما علمت ان ابنتی طاهرة ملام
لا یری لها دما فی طمث (مسند اہل البیت) اسماء بنت عمیس روایت کرتی ہیں کہ حسن علیہ السلام
کے تولد کے وقت میں جناب بایسید کی والی تھی میں نے انکو کسی قسم کا خون جو عورتوں کو ولادت کے
وقت ہوا کرتا ہے نہ دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر عرض کیا یا رسول اللہ میری
جناب بایسیدہ کے لیے خون حیض اور نفاس کا نہیں دیکھا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا آیا تو نہیں جانتی کہ سیری بیٹی پاک اور پاکیزہ ہے اس کے لیے طمث میں خون نہیں دیکھا جاسکتا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جناب فاطمہ سوز یادہ کو شہید نہیں تھا

(۱) عن ام سلمة قالت كانت فاطمة اشبه الناس شبهاً ووجهاً بالنبي صلى الله عليه وسلم راخوجه ابن عباس
جناب ام المؤمنين ام سلمہ کہتی ہیں کہ جناب سیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شکل و شمائل میں نہایت
شبہیتیں +

(۲) عن عائشة قالت ما رأيت احداً اشبه سمتاً ودلاً وهدياً وحدثاً برسول الله صلى الله عليه وسلم
في قيامها وتعودها من فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت وكانت اذا دخلت على رسول
الله صلى الله عليه وسلم قام اليها فقبلها واجلسها في مجلسه كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا دخل
عليها قامت من مجلسها فلما مرض رسول الله صلى الله عليه وسلم دخلت فاطمة على رسول الله
صلى الله عليه وسلم فأكبت عليه فقبلته ثم رفعت رأسها فبكت ثم أكبت عليه ثم رفعت رأسها
فبكت فقلت ان كنت لاطن ان هذه من اعقل النساء فاذا هي من النساء فلما توفى رسول
الله صلى الله عليه وسلم قلت لها رأيت حين أكبت على النبي صلى الله عليه وسلم ورفعت رأسك فبكت
ثم أكبت عليه فرفعت رأسك فبكت ما حملك على ذلك قالت اني اذا لبذرة - اخاف انهم ميتا
من وجه هذا فبكت ثم اخاف اني اسرع اهله لحوقه فبكت راخوجه الترمذی و ابو داود
والنسائی و ابو حاتم باختلاف ليس جناب ام المؤمنين حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے
کہ میں نے جناب فاطمہ سے زیادہ قیام و قعود میں بات کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسیکو
شبہ نہیں دیکھا جب فاطمہ تشریف لائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقام سے اٹھ کر بڑے ہوتے
اور انکی پیشانی پر بوسہ دیتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مر لیں ہوئے جناب فاطمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس تشریف لائیں اور حضور پر جبک پڑیں اور چہرہ اقدس کو چومنے لگیں پھر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پر جبکین اور سر اٹھا کر سینے لگین مینے کہا میں گمان کرتی تھی کہ یہ بیٹے جناب فاطمہ تمام
عورات کے عقلمند ہیں یہ تو معمولی عقل والی عورتوں میں سے نکلیں جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فوت
ہو گئے مینے انے کہا مینے آپ کو دیکھا کہ جب آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جبکین تو سر اٹھا کر رونے لگیں
پھر دوبارہ آپ ان پر جبکین اور سر اٹھا کر سینے لگین۔ آپ کو اس بات پر کس چیز نے برا لگینہ کیا تھا۔
آپ نے فرمایا کہ سہقت اسکی وجہ بیان کرنا باعث افشا ہوتا حضور نے مجھ کو خبر دی تھی کہ ہم اس مرض
میں انتقال فرمائیں گے پس میں رو پڑی پھر مجھ کو خبر دی کہ میں انکو سبیل سے چلے انکے ساتھ
جاملوں گی پس میں اسوجہ سے ہنسنے لگیں +

ذکر اس امر کا کہ جب جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے تشریف لائے تو سب

اول جناب سیدہ علیہا السلام سہ ملاقات فرماتے

(۱) عن ثوبان قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سافر اخرجه بائین فاطمة واول من دخل علیہ اذا قدم فاطمة) اخرجه احمد والبیہقی ثوبان کہتے ہیں کہ جب جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر کو تشریف لیجاتے تو سب سے آخر جناب فاطمہ علیہا السلام ان سے ملتیں۔ اور جب تشریف لاتے تو سب سے اول جناب فاطمہ سے ملتے۔

(۲) عن ابی ثعلبة قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قدم من غزو او سفر بدأ بالمسجد فضلی فیہ رکعتین ثم اتی فاطمة ثم اتی ازواجہ (اخرجه ابوعمر) ابو ثعلبہ کہتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزو یا سفر سے تشریف لاتے تو مسجد کو شروع کرتے اور اس میں دو رکعتیں پڑھ کر جناب فاطمہ کے پاس تشریف لاتے پھر ازواج کے پاس تشریف لیجاتے۔

(۳) عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قدم من سفر قبل فاطمة (الغالب) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے تشریف لاتے تو پہلے جناب فاطمہ کے پاس جاتے۔

قیامت کے نزدیک اول حبیبین جناب فاطمہ کا داخل ہونا

(۱) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول شخص یدخل الجنة علی وفاطمة مثلھا فی هذه الامۃ کمثل مریم بنت عمران فی بنی اسرائیل الی سریرہ کہتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اول جنت میں داخل ہوئے وہ علی اور فاطمہ ہیں فاطمہ کی مثال سرائست میں ایسی ہے جیسکی نبی اسرائیل میں مریم بنت عمران۔

(۲) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبعث الانبیاء یوم القیامتہ علی الدواب لیوافق المؤمنین من قومہم ویبعث صالح علی ناقته وابعث انا علی البراق وتبعث فاطمة امامی (مجمع الاحیاء فی مناقب الاحباب) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمام نبیا علیہم السلام قیامت کو دن ایسے چار پاؤں کے اور سوار کیے جائیں گے جو انکی قوم کے مومنوں کے مطابق ہوں گے اور صالح پیغمبر اذنتی پر سوار کیے جائیں گے اور میں براق پر سوار ہوں گا اور میرے آگے فاطمہ ہوں گی۔

قیامت کے روز جناب سیدہ کے مرود کے وقت اہل موقف کو سر جھکانا

اور نگاہ نیچے رکھنے کا من جانب اللہ تعالیٰ حکم ہونا

(۱) عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان يوم القيامة نادى مناد من بطنان العرش يا اهل الموقف غضوا ابصاركم ونكسوا رؤسكم لتجوز فاطمة بنت محمد صلى الله عليه وسلم على الصراط واخرجها اسمعيل بن احمد ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب رسول قبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا پکارنے والا عرش کے اندر سے پکارے گا اے اہل موقف اپنی آنکھیں بند کر لو اور اپنے سر جھکا دو تاکہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم صراط سے گزر جائے ۔

(۲) عن ابی ایوب الانصاری قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان يوم القيامة جمع الله الاولين والآخرين في صعيد واحد ثم نادى مناد من بطنان العرش ان الجليل جل جلاله يقول نكسوا رؤسكم وغضوا ابصاركم فان هذا فاطمة بنت محمد صلى الله عليه وسلم تريد ان تمر على الصراط (اخرجها الخوارزمي) ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قیامت کے دن اللہ سبحانہ و تعالیٰ سب اولین و آخرین کو ایک میدان میں جمع کرے گا پھر ایک پکارنے والا عرش کے اندر سے پکارے گا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے اہل موقف تم اپنے سر کو جھکا لو اور اپنی آنکھوں کو بند کر لو یہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں صراط سے گزرنے کا ارادہ رکھتی ہیں ۔

(۳) عن علی ازالنہی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا کان يوم القيامة نادى منادى اهل الجحيم غضوا ابصاركم عن فاطمة بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حتی تمر (اخرجها الديلمي في المجالسة والجمع في الدلائل والسير في بلاد السافرة) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہوگا دن قیامت کا ایک پکارنے والا پکارے گا اے لوگو بند کر لو اپنی آنکھیں ۔ جب تک کہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ گزرے ۔

جناب سید کو حبت میں ام موسیٰ ام سریم بنت عمران کی ستر قتر یا وہ ملو

عن ابی سعید الخدری انه صلی اللہ علیہ وسلم مر فی السماء الشابة قال رأیت فیہا لم یجد کلاماً ولا سیه امرأة فرعون وخدیجة بنت خویلد قصوراً من یاقوت ولفاطمة بنت محمد سبعین نضلاً من مرجان الاحمر مکلاً بالؤلؤ ابوابها من عود (اخرجها ابن مردويه) ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنے ساتوین آسمان پر گندہ کر کے دیکھا کہ مریم امدام موسیٰ اور آسیہ فرعون کی بی بی اور حضرت خدیجہ بنت خویلد کے لیے یاقوت کے گہر بنے ہوئے ہیں اور فاطمہ

جنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ستر قصر ہونگے کے دیکھئے جو موتیوں سے خربے ہوئے تھے انکے دروازے
عمود کی ٹکڑی کے تھے +

جنت جینا سب شیکار سر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مکان میں ہونا

عن ابی فاختہ قال قال علی زار فارسل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و بات عندنا والحسن والحسين
ناثمان فاستسقى الحسن فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلہ یفعل بصرہا فی القلح ثم جاء
لینقیہ فتناول الحسن فتناول الحسن للشرب فمتعه وید ابی الحسن فقالت فاطمة یا رسول اللہ
کانہ احبہما الیک قال ہوا استسقى ول مرة ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی
اباک و ہذین یعنی حسنا وحسینا و ہذا الراقد یعنی علیا فی مکان واحد یوم القیامتہ انجی
احمد فی المناقب جناب علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے
اور زینت میں بسر فرمائی اور جناب حسن اور حسین علیہما السلام دونوں سوئے ہوئے تھے پس حضرت حسن
نے پانی مانگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور ٹک کی طرف تشریف لیگئے اور پیائے میں پانی
ڈالا پیر آئے تاکہ پلا دین حسن کو اور پکڑ لیا اسے جناب حسین نے پینے کے لیے پس حضور نے انہیں
روک دیا اور پہلے جناب حسن کو پلایا اور فرمایا جناب فاطمہ علیہا السلام نے یا رسول اللہ گویا آپکو اندرون
میں سے حسن سے زیادہ الفت ہے فرمایا اس لیے کہ حسن نے پہلو مانگا تھا پیر فرمایا کہ میں اور تم اور یہ دونوں
یعنی حسن اور حسین اور یہ سونیا لایئے علی قیامت کے دن مکان واحد میں ہونگے +

اس حدیث سے بعض صاحبوں کا شبہ بالکل جاتا رہتا ہے جو ایک قیاسی سلسلہ پیش کرتے ہیں کہ ام المومنین
جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہیں کیونکہ اہمات المومنین جنت میں
بمعیت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مکان اور ایک درجہ میں ہونگے۔ اور حضرت سیدہ بمعیت جناب
مرقنوی دوسرے قصر جنت میں تشریف رکھتے ہونگے۔ لامحالہ جناب مرقنوی کے مکان سے حضور کا مکان
درجہ عالی پر ہوگا اسوجہ سے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی حضرت سیدہ علیہا السلام سے برتر
مقام میں ہونگے اور جنت میں برتر مقام ہونا دلیل فضیلت ہے۔ لیکن احادیث کے مقابل نزعات
کو پیش کرنا نہ چاہیے۔ اہل حدیث کے معتقدات کو دیکھنا چاہیے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ صاف لا
تفضل احد علی بضعة الرسول کے قائل ہیں +

فعلی بن حمزہ اللہ علیہما بنی تفسیر میں لکھتے ہیں عن ابن عباس فی قولہ لکما والحقنا بعد ذلک قال

ان الله يرفع ذرية المؤمنين في درجة وان كانوا ذرية في العمل ثم قرأ الذين آمنوا واتبعوهم
ذرياتهم بايمان والحقنا بهم ذرياتهم والتناهم من عملهم من — شئ قال
سید جلال الدین السمهودی فان كان هذا في ذرية مطلق المؤمن فماذا لا بد من يتصل الله
عليه السلام (جواهر العقدين) ابن عباس رتبہ کریم کی تفسیر میں جبکہ ترجمہ ہے کہ کہنے انکی ذریعہ کو ان سے ملا دیا ہے
فرماتے ہیں کہ پروردگار عالم مومن کی ذریت کو اسی کے درجہ میں کہے گا اگرچہ چل میں اس سے کمر ہو مگر
پہر اس آیت کو پڑھا جبکہ ترجمہ یہ ہے راوردہ لوگ کہ ایمان لائے اور انکی راہ چلی انکی اولاد ایمان سے
پہونچا دیا کہنے ان تک انکی اولاد کو اور گھٹا یا نہیں ان سے ان کا کیا کچھ بھی سید
جلال الدین سمهودی کہتے ہیں کہ یہ مرتبہ مطلق مومن کی ذریت کو ملے گا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت
کا درجہ دیکھنا چاہیے *

جناب سیدہ علیہا السلام کے نکاح کا بیان

(۱) عن عبد الله بن جعفر الهاشمي قال انكم رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطمة بعد واقعة احد
وكان عمرها اذ ذاك خمسة عشر سنة وخمسة اشهر ونصف وكان سن علي احدى وعشرين سنة
 وخمسة اشهر وقال زبير بن بكار تزوجها علي في السنة الثانية من الهجرة وكان عمرها اذ ذاك
خمسة عشر وخمسة اشهر (استيعاب) عبد الله بن جعفر بن سليمان بن جعفر الهاشمي کہتے ہیں کہ جناب رستا
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ کا نکاح بعد واقعہ احد کے کیا ہے انکی عمر اس وقت پندرہ برس ساڑھے چھ
ہونے کی تھی۔ اور جناب علی کا سن مبارک اسی سال اور پانچ ماہ کا تھا۔ اور زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ جناب
فاطمہ سے جناب علی کا نکاح ہجرت کو دوسرے برس ہوا ہے اور جناب فاطمہ علیہا السلام کا سن اس وقت
پندرہ برس اور پانچ ماہ کا تھا *

(۲) عن الحارث عن علي قال خطب ابي بكر وعمر عني فاطمة رسول الله صلى الله عليه وسلم فابي رسول
الله صلى الله عليه وسلم فقال عمر انت لها يا علي فقلت مالي من شئ الا درعي فزوج رسول الله صلى
الله عليه وسلم (اسد الغابة في معرفة الصحابة) حارث جناب علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جناب
ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے واسطے جناب فاطمہ علیہا السلام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خوشگامی
کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا عمر رضی اللہ عنہ نے جناب علی سے کہا یا علی آپ جناب فاطمہ کی
زوجیت کے لیے مناسب معلوم ہوتے ہیں جناب علی نے کہا میرے پاس تو سوا زرعہ کے اور کوئی سامان

بنیادی نہیں اسحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے انکا نکاح کر دیا *

(۳) عن عبد بن بريدة عن ابيه قال خطب ابو بكر فاطمة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انها صغيرة فخطبها على فزوجها منه عبد الله بن بريدة اپنے والد کے روایت کرتے ہیں کہ جناب ابو بکر نے حضرت سستیہ کی خوشنگاری کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ ابھی چوٹی ہیں لہذا جناب علی نے خوشنگاری کی حضور نے ان سے نکاح کر دیا *

(۴) عن ام سلمة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو لم يخلق علي ما كان لفاطمة كفوراً راجحاً الدليلی جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر علی نہ پیدا ہوتے تو فاطمہ کے لیے کوئی کفو نہ ہوتا *

(۵) عن انس قال كنت عند النبي صلى الله عليه وسلم فغشيته الوحي فلما افاق قال لي يا انس اتدري ما جاءني به جبرائيل من صاحب عرش عز وعلا قلت يا بني انت وامى ما جاءك به جبريل قال قال لي ان الله تبارك وتعالى يامر ان تزوج فاطمة من علي فانطلق وادع لي ابا بكر وعمر وطلحة والزبير وبعد تصح من الانصار قال فانطلقت فدعوتهم فلما ان اخذوا بحالهم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الحمد لله الحميد بنعمته والمعبود بقدرته المطاع سلطانة المهر والنج من عذابه النافذ امر في ارضه وسماؤه الذي خلق الخلق بقدرته ومنهم باحكامه واغرم بدينه واكرمهم محمد صلى الله عليه وسلم ان الله عز وجل جعل المصاهرة نسباً لاحقاً وامراً مفارضاً وحكماً عادلاً وخيراً جامعاً وشيخاً به الارحام والزماً للانام فقال عز وجل وهو الذي خلق من الماء بشراً فجعله نسباً وصهراً وكان ربك قديراً وامر الله تعالى بحجى الى قضائه وقضاءه بحجى الى قدره ولكل قدر اجل ولكل اجل كتاب يحجر الله ما يشاء ويثبت وعنده ام الكتاب ان الله تعالى امرني ان ازوج فاطمة من علي واشهدكم اني زوجت فاطمة من علي على اربعة اشياء مثقال فضة ان رضى بن لك على السنة القائمة والعرضية الواجبة فنجع الله شملهما وبارك الله لهما اطاب الله شملهما وجعل شملهما مفاتيح الرحمة ومعادن الحكمة وامن الامة اقول قولي هذا واستغفر الله لي ولكم ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عليه وسلم متبهما يا علي ان الله امرني ان ازوجك فاطمة واني قد زوجتكما على اربعة اشياء مثقال فضة فقال علي رضي الله عنهما يا رسول الله ثمران عليا خيراً حسناً شكراً لله فلما رفع رأسه قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم بارك الله لكما وحليكما واسعد جدكما واخرج منكما

کثیر الطیب قال انس واسه لقد اخرج منہما النکیر الطیب راخوجہ احمد فی المناقب و ابو حاتم (انس
 سے منقول ہے کہ میں ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں موجود تھا آپ کو وحی کے سبب ہر
 غش طاری ہوا جب افاقہ میں آئے مجھ سے فرمایا اے انس تعالٰیٰ تہا میرے پاس جبریل خداوند عرش کی
 طرف سے کیا حکم لایا ہے میں عرض کیا میرے مانبا آپ پر فدا ہوں جبریل آپ کے پاس کیا حکم لائے ہیں
 فرمایا کہ جبریل نے مجھ سے کہا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو حکم کرتا ہے کہ فاطمہ کی علی سے تزویج کریں پس تو
 جا اور میرے پاس ابو بکر و عمر و طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم اور انہیں کی تعداد کے موافق انصار میں سے لوگوں
 کو بلا لا۔ انس کہتا ہے کہ میں گیا۔ اور انکو بلا لایا۔ پس حسب وقت وہ لوگ آئے اور بیٹھے جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا کہ جمیع حمد ثابت واسطے اللہ کے جو محمود ہے سب بیا اپنی نعمتوں کے اور محبوب
 بہ سبب اپنی قدرت کے اور اطاعت کیا گیا ہے سبب اپنی غالب ہونیکے اور اسکی طرف لوگ گریز کرتے ہیں
 اسکے خدا ہے۔ جاری ہے حکم اسکا اسکی زمین اور اسکی آسمان میں وہ ایسا ہے کہ اسنے خلقت کو
 قدرت سے پیدا کیا ہے اور اپنے احکام سے انکو تمیز دی ہے اور اپنے دین کے سبب سے انکو عزت بخشی
 ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے انکو زندگی عطا فرمائی ہے۔ تحقیق اللہ عزوجل نے ساری شے
 کو نسب تازہ اور امر و حب اور حکم عادل اور خیر جامع گردانا ہے اور اسکے سبب سے رحمن کو ملا یا ہے اور
 تمام خلق پر سکولام کر دیا ہے اور فرمایا ہے وہ اللہ ایسا ہے کہ اسنے پانی سے آدمی کو پیدا کیا پس اسکا
 واسطے نسب اور سلسلہ الارشتہ قرار دیا اور تیرا پروردگار ہر چیز پر قادر ہے۔ اور خدا کا حکم اسکی قضاء
 کی طرف جاری ہوتا ہے۔ اور اسکی قضا قدر کی طرف جاری ہوتی ہے۔ اور واسطے ہر فضل کے ایک قدر
 ہے اور واسطے ہر قدر کے ایک زمانہ معین ہے اور واسطے ہر زمانہ معین کے ایک کتاب ہے محو کذبتا
 اللہ جس چیز کو چاہتا ہے اثبات کرتا ہے اور اسکے پاس ہے اس کتاب۔ یعنی لوح محفوظ اما بعد
 اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کا علی سے عقد کروں اور میں تمکو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے فاطمہ
 کا علی سے چار سو شقال جاندی پر عقد کیا ہے۔ اگر علی کہ بات پر رضی ہو یہ سنت قائم ہے اور فریضہ
 و حسب پس اللہ تعالیٰ ان دونوں میں جمعیت عطا کرے اور ان دونوں میں برکت دے اور ان دونوں
 کی نسل کو پاکیزہ کرے اور ان دونوں کی نسل کو رحمت کی کنجیان اور رحمت کی کان اور ہمت کرے
 امان بنا سکے میں یہ کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے ہر تقدیر کرتا ہوں بعد
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم کہ فرمایا یا علی اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ سے
 تیرا نکاح کروں سارے سینے تم دونوں کا چار سو شقال جاندی پر عقد کیا ہے پس علی نے عرض کیا

راضی ہوں بعد اسکے حضرت علی سجدہ میں گرے شکر کرنے کے لئے پس جب اپنا سر مبارک سجدہ سے اٹھایا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں کے واسطے اور تم دونوں پر برکت کرے اور تم دونوں کی کوشش کو نیک کرے اور تم دونوں سے اولاد پاکیزہ بکثرت پیدا کرے۔ انس کہتے ہیں کہ فاطمہ حق سبحانہ و تعالیٰ اندونون سے اولاد پاکیزہ بکثرت پیدا کی ہے۔

(۴) عن انس قال لما زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ امہم ان یحجزوها فجعل لها سریرا ووسادۃ من ادم حشوها کیف وقال زنی ابنتی الی علی وامر بہ ان لا یجعل علیہا حق ایتھا فجاءت مع لہم یمین حتی قدت فی جانب البیت فلما صلی العشاء اقبل برکۃ فیہا ما لا یخل فیہا فقال لفاطمۃ تقدی فقدمت وفتحہم بینہا وعلی رأسہا وقال اللہم انی اعینک بذریعتہا من الشیطان الرجیم ثم قالہا ادبری فادبرت فصب بین کتفہا وقال اللہم انی اعینک بذریعتہا من الشیطان الرجیم ثم قال تقدم یا علی وصب علی رأسہ وبین ثدیہ ثم قال اللہم انی اعینک بذریعتہ من الشیطان الرجیم ثم قال ادبری فادبر فصبہ بین کتفہ و قال اللہم انی اعینک بذریعتہ من الشیطان الرجیم فقال لعلی دخل باہلک لیسم اللہ الرحمن الرحیم فبکت فاطمۃ فقال ما یمیک وقد زوجتک اقدم سلا واحسنہم خلقا فخرج وغلق علیہما الباب بیدہ (اخرجہ احمد و ابوحاتم والنسائی و ابوالخیر الحاکمی) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ کا عقد کر دیا تو گون گوانکے جہان کی تیاری کا حکم دیا انکے لیے ایک تخت اور ایک پھونتا چترے کا لیف خرما سے بہرا ہوا بنایا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میری بیٹی کو علی کے لیے زینت دو اور جناب علی کو کہلا بھیجا کہ جب جناب فاطمہ پہنچیں تو تجیل نہ کرے۔ پس جناب سیدہ ام امین کے ساتھ جناب علی کے گھر میں تشریف لے گئیں اور گھر میں ایک طرف بیٹھ گئیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء سے فارغ ہوئے تو پانی کا ایک ٹوٹا لیکر تشریف لائے اور اس میں اپنا لعاب دھن مبارک سے ڈالا اور جناب فاطمہ سے کہا آگے آؤ وہ آگے گئیں حضرت نے انکی چپائی پر اور سر مبارک پر اس پانی کے چنبیٹے دیے اور دعا کی کہ اے پروردگار! میں میری بیواہ مانگتا ہوں اپنے لیے اور اسکی ذریت کے لیے شیطان جیم سے بہراں سے کہا تو ٹوٹوہ لوٹیں اور انکے دونوں کندھوں کے درمیان پانی کے چنبیٹے دیکر دعا کی کہ اے پروردگار! میں میری بیواہ مانگتا ہوں اپنے لیے اور اسکی ذریت کے لیے شیطان جیم سے بہر جناب علی سے کہا یا علی آگے آؤ وہ آگے گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی چپائی اور سر اقدس پر اس پانی کے

چنٹے دیے اور دعا کی کہ اے پروردگار میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے لئے اور اس کی ذریت کو لیٹے شیطان
جہیم سے پہر ان کو کہا لوٹو وہ لوٹے اور ان کی دونوں کندھوں کے درمیان میں پانی کے چنٹے دیکر فرمایا اے
پسندگار میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے لئے اور اس کی ذریت کو لیٹے شیطان جہیم سے پہر جناب علی سے
کہا اب آپ اپنے اہل کے پاس تشریف لیجا بیٹن ساتھ نام امہ مہربان رحم والے کے پس جناب فاطمہ زہرا
مگین ہرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یا فاطمہ تم کیون روتی ہو مینے تمہارا نکاح ایسے شخص سے
کیا ہے جو سب سے پہلے سلام لانیوالا ہے اور سب سے اچھے خلق والا ہے۔ یہ فرما کر آنحضرت بابہ تشریف لے آئے
اور اپنے ہاتھ سونکا دروازہ بند کر دیا۔

ذکر اس امر کا کہ جناب سید علیہ السلام کا نکاح پروردگار کے حکم سے ہوا ہے

(۱) عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله عز وجل امرني ان ازوج فاطمة
من علي (اخرجه الديلي في فروع وس الاخبار والطبراني في الكبير ابن مسعود سمر وایت ہی کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تحقیق پروردگار عزوجل نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ فاطمہ کا
علی سے نکاح کروں۔

(۲) عن انس بن مالك قال ابوبكر خطب الى النبي صلى الله عليه وسلم ابنته فاطمة فقال صلى الله
عليه وسلم يا ابابكر لم ينزل القضاء ثم خطب عمر مع علة من قریش فقال له مثله لا في بكر فقيل لعل
لو خطبت الى النبي صلى الله عليه وسلم لم تخلق ان يزوجها قال وكيف وقد خطبها اشراف قریش فلم
يزوجها فخطبها فقال صلى الله عليه وسلم قد امرني رب عز وجل بذلك (اخرجه احمد) انس رضی
اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جناب فاطمہ کی خواستگاری کی
حضور نے ارشاد فرمایا یا ابابکر حکم خدا نازل نہیں ہوا۔ پھر حضرت عمرؓ نے چند قریش کے آدمیوں کے ساتھ
خواستگاری کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو یہی ویسا ہی جواب دیا جو کہ جناب ابوبکرؓ کو دیا تھا۔ تب
حضرت علیؓ سے کہا گیا۔ اگر آپ خواستگاری کرتے تو جناب فاطمہ کے لئے زیادہ حقدار تھے جناب علیؓ نے
کہا میں کس طرح سے ہستدعا کروں کیونکہ اشراف قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انکی نسبت ہستدعا
کی اور حضور نے انکا نکاح نہیں کیا۔ پس جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ سے انکا نکاح
کر دیا۔ اور فرمایا کہ مجھ کو اسکا حکم پروردگار نے کیا ہے۔

(۳) عن عمر قال ذكر عندنا علي قال ذلك صهر رسول الله صلى الله عليه وسلم قد نزل جبريل فقال

ان الله يا محمد ان تزوج فاطمة من علي راخرجه ابن السمان روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جناب علی کا ذکر کیا گیا وہ کہنے لگے وہ داماد ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحقیق جبریل نازل ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو امر کرتا ہے کہ آپ فاطمہ کا علی سے نکاح کر دیں ۔

(۴) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي ان الله زوجك فاطمة وجعل صداقها الارض فتمت مشي عليها مبغضالك مشي حراما راخرجه الدليلی) ابن عباس کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یا علی تحقیق اللہ تعالیٰ نے تجھے سے فاطمہ کا نکاح کیا ہے اور تمام زمین کہ آگامہ قرار دیا ہے پس جو شخص بحالت تیرے بغض کے اس پر چلتا ہو اس کا چلنا حرام ہے

جناب سیدہ علیہا السلام کا مهر

واختلف في مهره اياها روى انه مهرها درعة وانه لم يكن له ذلك الوقت صفراء وبضراء وقيل ارسلها يزوج فاطمة على اربعمائة وثمانين درهم راسه تعجب عبد البر جناب سیدہ علیہا السلام کے رہن علی کا اختلاف ہے روایت ہے کہ ان کا مهر زرہ تھی کیونکہ جناب علی کے پاس سو وقت سونے چاندی کچھ موجود نہیں تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جناب علی نے چار سو اسی درہم پر ان سے نکاح کیا تھا

ذکر اس بات کا کہ جناب سیدہ علیہا السلام کا نکاح ملائکہ کی گواہی سے ہوا ہے

(۱) عن النبي قال بينا رسول الله صلى الله عليه وسلم في المسجد اذ قال لعلي هذا جبرائيل يخبرني ان الله عز وجل زوجك فاطمة واشهد على تزويجها اربعين الف ملك واوحى الى الملك ان انثري عليهم الدوا والياقوت فتثرت عليهم الدوا والياقوت راخرجه الملافة سيرة) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے فرمایا کہ جبریل نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ اللہ عزوجل نے تیرا نکاح فاطمہ سے کیا ہے اور ان کے نکاح پر چالیس ہزار فرشتے کو گواہ کیا ہے اور طوبی و خیرت کو اشارہ کیا کہ ان پر درو یا قوت نثار کرے پس اس نے درو یا قوت ان پر نثار کیے ۔

(۲) عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لفاطمة يا فاطمة لما اراد الله ان املكك بعلي له امر الله جبرائيل فقام السماء الرابعة وصف الملائكة صفوا ثم خطب عليهم فزوجك من علي ثم اذن للجنات فحملت الحلي والحلل ثم امرها فتثرت على الملائكة

فمن اخذ منهم شيئاً اكثر مما اخذ غيرة افترض به الى يوم القيمة (اخرجه الديلمی) ابن سعد وروایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ سے فرمایا یا فاطمہ حبیبہ تعالیٰ نے ارادہ کیا تمکو علی کی ملکیت میں رکھوں جو جبریل کو حکم دیا اس نے کترے ہو کر چوتھے آسمان پر فرشتوں کی بہت سی صفیں باندھیں پھر ان پر خطاب ارشاد فرمایا یہ جنت کی درخت کو حکم دیا وہ زیورات اور عمدہ حلون سے بارور ہوا پھر اسکو حکم دیا اور اس نے ان زیورات کو فرشتوں پر پھینکا پس جس نے ان میں سے نسبت دوسرے کے کچھ زیادہ لیا وہ اسکی وجہ سے قیامت تک فخر کرتا رہا۔

(۳) عن بلال بن حماتہ قال طلع علينا رسول الله صلى الله عليه وآله ذات يوم متبهما ضاحكا ومشرقاً كدارة القمر فقام اليه عبد الرحمن بن عوف فقال يا رسول الله ما هذا النور قال نبأته انتني من ربي في اخي وابن عمي ابنتي فان الله زوج علياً من فاطمة وامر بصنوان خازن الجنان فهن شجرة الطوبى فصلت رفاقاً يعني صكاً كابد محبى اهل بيت وانشأت تحتها ملائكة من نور ودفع الى كل ملك صكاً فاذا استوت القيمة باهلها بالخلألق فلا يبقى محب لاهل بيتي الا وقعت اليه صكاً فيه فگا له من النار فصار اخي وابن عمي وابنتي فكاك رجال ونساء من امتي من النار (رواه ابو بكر الخوارزمي) بلال بن حماتہ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے ہوئے ہماری پاس تشریف لائے۔ اپکارخ انور چاند کے مالہ کی طرح سے نورانی تھا عبد الرحمن بن عوف نے اس پر عرض کیا یا رسول آج جبرہ اقدس پر یہ کیسا نور ہے آپ نے فرمایا مجھے میرے پروردگار سے میرے بہائی اور ابن عم اور میری بیٹی کی نسبت بشارت آئی ہے تحقیق اللہ تعالیٰ نے علی کے ساتھ فاطمہ کا نکاح کیا ہے اور صنوان خازن جنت کو حکم کیا ہے اس نے درخت طوبی کو ہلایا ہے وہ بارور ہو گیا ہے یعنی اسکا ہر ایک ثمرات تجا کاغذ بن گیا اور شجر طوبی کے نیچے فرشتے نور کے پیدا کیے اور ہر ایک فرشتے کو ثمرات کا کاغذ یا جیکہ قیامت اپنے تمام لوگوں کے ساتھ قائم ہوگی پس میرے اہل بیت کا محب باقی نہیں رہے گا۔ کہ اوپر پڑھنا گناہگار اس میں دوزخ کی آگ سے رہائی کا پروانہ لکھا ہوا ہوگا۔ پس میرا بہائی اور ابن عم اور میری بیٹی مردوں اور عورتوں کے لیے دوزخ کی آگ سے رہائی کا سبب بنے گی۔

جناب بیٹہ کی اولاد کا بیان

قال ابو عمر فولدت له الحسن والحسين وامر كلثوم وزينب ولم يزوج علي عليها غيرها حتى ماتت رضى الله عنها ابو عمر کہتے ہیں کہ جناب فاطمہ علیہا السلام نے جناب علی کے لیے امام حسن و امام حسین و امام کلثوم و امیر زینب

کو جناب ہے۔ اور جناب علی علیہ السلام نے ان کے سامنے انکو سوا دوسرا نکاح نہیں کیا۔ چنانکہ کہ انکا انتقال ہو گیا۔

جناب سید الخضر صلی اللہ علیہ وسلم کو تاسعہ اول آخرت لاحق ہو گیا

(۱) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا فاطمة انت اول اهل الحوقابي راخرجه الديلي) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا فاطمہ تم سب میرے اہل سے پہلے مجھ سے ملو گے۔

(۲) عن عائشة قالت ما رأيت احدا اشبه برسول الله صلى الله عليه وسلم من فاطمة كانت اذا دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم قام اليها فلما مرض رسول الله صلى الله عليه وسلم دخلت فاطمة فأكبت عليه ثم رفعت رأسها فبكت ثم أكبته ثم رفعت رأسها ففجعت فلما توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم علمت لما رأيت حين أكبته على النبي صلى الله عليه وسلم ورفعت رأسك فبكت ثم أكبته عليه فرفعت رأسك ففجعت ما حملك على ذلك قالت اني اذا البذرة اخبرني انه ميت من وجه هذا فبكت ثم اخبرني اني اسرع لحوقا به فذلك حين ففجعت راخرجه الترمذي وابوداؤد والنسائي) المذرة قال المروزي البذرة الذي يفشون ما يسمون من السريقا بلذرت بين الناس تشيها بيد راحب جناب ام المؤمنين عائشة صدیقه رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جناب فاطمہ کے سوا کوئی شخص نہ تھا۔ جب وہ جناب رسالتاب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تشریف لائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے لیے اٹھ کھڑے ہوئے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو جناب سیدہ تشریف لائیں اور حضرت پر جب لگنیں پھر سر اٹھا کر رونے لگیں پھر دوبارہ حضرت پر جب لگنیں اور سر اٹھا کر سنسنے لگیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا تو میں نے ان سے کہا کہ میں نے تمکو دیکھا جبکہ آپ پہلے مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب لگنیں تو سر اٹھا کر رونے لگیں اور پھر دوبارہ جب لگنیں اور سر اٹھا کر سنسنے لگیں۔ آپ کو اس بات پر کس چیز نے برا لگتی تھی کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا۔ اس وقت اسکے فشا کا اندیشہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی تھی کہ ہم اس بیماری سے انتقال فرمانے والے ہیں اس لیے میں رونے لگی پھر مجھ کو خبر دی کہ تم بہت جلدی مجھ سے ملنے واسطے ہو پس اس وجہ سے میں سنسنے لگی۔

جناب سید علیہا السلام کی وفات کا بیان

(۱) عن عائشة قالت انما لم تضحك في مدة حياتها بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وانها كانت تذرف من الحزن عليه وشوقها اليه (اخوجه بن عساكر في تاريخه) جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سورت ہے کہ جناب سیدہ علیہا السلام بعد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی مدت حیات میں نہیں مہینے اور غم میں پگھلتی رہیں۔ اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کے شوق میں گھلتی رہیں۔

(۲) عن عائشة رضي الله عنها ان فاطمة بنت عاشت بعد رسول الله صلى الله عليه وآله ستة اشهر ودفنت ليلا (اخوجه بن عساكر) ام المؤمنين جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب سیدہ علیہا السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد چھ مہینے تک زندہ رہیں اور رات کے وقت دفن ہوئیں۔

(۳) عن عروة ان فاطمة توفيت بعد النبي صلى الله عليه وآله بستة اشهر (استيعاب) عروة رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تحقیق حضرت سیدہ علیہا السلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھ مہینے بعد فوت ہوئیں۔

(۴) وقيل بعضهم ماتت بعد وفات ابيه بمائة يوم (استيعاب) بعض راویوں نے یہی کہا ہے کہ جناب سیدہ نے اپنے والد بزرگوار صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے سو دن بعد انتقال فرمایا ہے۔

(۵) روى ابن شهاب ثلثة اشهر (استيعاب) ابن شہاب زہری جنہوں نے سب سے اول حدیث کو حکم عمرو بن عبد الغریزیدون کیا ہے روایت کرتے ہیں کہ جناب سیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد تین مہینے تک زندہ رہی ہیں۔

(۶) عن ابن بريدة قال عاشت بعد النبي صلى الله عليه وآله سبعين يوما (استيعاب) ابن بريدہ کہتے ہیں کہ جناب سیدہ ستر دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہیں۔

(۷) قيل عشرين يوما ونزل الابرار) یہی کہا گیا ہے کہ پچاس دن زندہ رہی ہیں۔

(۸) قيل باربعين يوما ونزل الابرار) بعض نے چالیس دن ہی کہے ہیں۔

(۹) قال عبد الله بن حارث وعمر بن دينار توفيت بعد ابيها ثمانية اشهر (استيعاب) عبد اللہ بن حارث اور عمرو بن دينار کہتے ہیں کہ اپنے والد کے آٹھ مہینے بعد جناب فاطمہ علیہا السلام نے انتقال فرمایا ہے۔

والاصح الما ثبت بعد وفات ابيها بستة اشهر وهو مذاهب الجمهور (استيعاب) اور زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ جناب سیدہ اپنے والد ماجد کی وفات کے چھ مہینے تک زندہ رہی ہیں اور یہی جمہور کا مذہب ہے۔

(۱۰) قال الملائكة ماتت الثلاثة لثلاث خلون من شهر رمضان سنة احدى مئتين وخمسة وستين
عشرين سنة (استيعاب) مدائنی کہتے ہیں کہ جناب سیدہ نورِ رمضان کی تاریخِ شہادت گیارہویں ہجری میں
وفات پائی ہے سو قوت اکی عمرِ انتسٹ برس کی تھی ۔

(۱۱) قال ابن الخشاب توفت لها ثمان وعشرين سنة وخمسين يوما رتار يخرج مواليہ ووفات اهل
بيت) ابن خشاب کہتے ہیں کہ جناب سیدہ کی عمر شریف وفات کو وقت اثنا عشر برس اور پچاس دن کی تھی
(۱۲) قال الزبير بن بكار سالت عن عبد الله بن حسين يا ابا محمد كم بلغت فاطمة بنت محمد صل
الله عليه وسلم من السن فقال ثلثين (استيعاب) زبير بن بكار کہتے ہیں کہ میں نے جناب عبد اللہ بن حسین
سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا یا ابا محمد جناب سیدہ علیہا السلام کا سن
مبارک وفات کی وقت کیا تھا۔ فرمایا تیس برس کا ۔

(۱۳) واختلفوا في غسلها اخرجہ احمد عن ام سلمة قالت اشتكت فاطمة فمرضتها فاصبحت
يوما كانت مثل ما كانت فخرج علي فقال يا امته اسكبي لي غسلا فقامت واغتسلت
كالحسن ما كانت تغتسل ثم قالت ناولني ثيابي الجدد ففنا ولها اياها فليستها ثم قالت
قد الفراش الى وسط البيت فقدمت فاضطجعت واستقبلت وجعلت يد يها تحت خدها
وقالت انا مقبوضة وقد اغتسلت فلا يكتفى احد وقبضت فجاء علي فبكى فقال والله لا
يكشفها احد ثم حملها وصلى عليها ودفنها رتد کہ خواص کلمہ) جناب سیدہ کو غسل میں علما
سیر کا اختلاف ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت
کرتے ہیں کہ جناب سیدہ بیمار ہوئیں اور ان کا مرض طول پکڑ گیا۔ ایک دن صبح کو ٹہنیں ان کا مزاج
مبارک جیسے کہ تھا ویسے ہی علیل تھا جناب علی گھر سے باہر تشریف لگئے جناب سیدہ نے خادمہ
ارشاد کیا کہ ہمیں غسل کرا۔ آپ نے نہایت عمدہ طرح سے غسل کیا اور ایسا غسل کیا کہ حالتِ صحت سے
بھی بدرجہا بہتر تھا۔ پھر فرمایا کہ ہمارے نئے کپڑے لاؤ خادمہ نے نئے کپڑے لائے آپ نے انکو پہنا۔ پھر ارشاد
کیا کہ ہمارا بستر گھر کی انگن میں بچھا دو۔ خادمہ نے آپ کا بستر صحن کے درمیان بچھا دیا۔ آپ رو قبیل
ہو کر لیٹ گئیں اور اپنے دونوں ہاتھوں کو حصار کے نیچے رکھ لیا۔ اور فرمایا۔ میں سو قوت انتقال کرتی
والی ہوں اور میں نے غسل کر لیا ہے۔ مجھ کو اب کوئی نہ کو لے یہ فرما کر دارِ آخرت کو رحلت کر گئیں۔ پھر
جناب علی تشریف لائے اور رونے لگے اور کہا کہ خدا کی قسم ہے انکو کوئی نہیں کہو لیگا پس رسول
سے جنازہ کو اٹھا کر لے گئے اور نماز ادا کی اور انکو دفن کر دیا ۔

(۱۴) وفي نزل الابرار قد فتنها بغسلها فذلك ولم تغسل بعد الموت وكان ذلك شئ خاص به ابوها
صلى الله عليه وسلم اور نزل الابرار میں ملا رنجش لکھتے ہیں کہ جناب سیدہ اخی خنسل سو دفن ہوئی ہیں جو کہ
بحالت حیات خود انہوں نے کیا تھا اور یہ ایک ایسی بات تھی کہ ان کے والد ماجد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے
لینے خاص مقرر کی تھی *

(۱۵) روى عن محمد بن اسحاق ان الملائكة غسلها (طبقات ابن سعد) محمد بن اسحاق - وایت کرتو
ہیں کہ بعد وفات فرشتوں نے انکو غسل دیا ہے *

(۱۶) روى ان اسماء بنت عميس غسلتها رتد كذا (خواص الامم) یہی روایت ہے کہ اسماء بنت عمیر
نے جناب سیدہ کو غسل دیا ہے *

(۱۷) والاحم از عليا غسلها وكانت اسماء بنت عميس فقيب عليها وكان ذلك مخصوصا بعلي
انما انكر علي بن مسعود قال له اما سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول هي وجتك في الدنيا
الاخرة (نكتة خواص الامم) زیادہ تر صحیح یہ بات ہے کہ جناب علی نے انکو غسل دیا تھا اور اسماء بنت عمیر
حرون بنان تھیں۔ اور یہ بات صرف جناب علی کے لیے ہی مخصوص تھی۔ چنانچہ عبد اللہ بن مسعود نے اسکی
نسبت آپ پر اعتراض ہی کیا تھا جناب علی نے فرمایا کہ شاید تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد
بارک کو نہیں سنا ہے کہ مجھ سے فرمایا تھا کہ یہ دنیا و آخرت میں میری بی بی ہیں *

(۱۸) قيل صلى عليها علي وقيل عباس بن علي (نزل الابرار) روایت ہے کہ جناب سیدہ کے جنازہ کی
تلاز حضرت علی نے پڑھی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں حضرت عباس نے پڑھی تھی

(۱۹) وقيل انها دفنت في زاوية عقيل رتد كذا (خواص الامم) یہی روایت ہے کہ جناب سیدہ علیہا
اسلام عقیل بن ابیطالب کے گھر کے کونے میں دفن کی گئی ہیں *

(۲۰) وقيل انها دفنت في البقيع الغرقد رتد كذا (خواص الامم) اور بعض کہتے ہیں کہ بقیع غرقہ میں لگایا
جسدا طہرہ دفن ہے *

اولاد صالح

جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کا جناب امیر علیہ السلام کی صلیب ہونا
(۱) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم اشهد اني قد بلغت هذا اخی وابن
عمی صہ و ابو ولدی اللهم کب من عا داء فی النار را خوجه ابن البخاری۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ

سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے پروردگار گواہ رہو کہ میں نے ہنپا دیا ہے
 لہ یہ یعنی علی بن ابیطالب (میرا بیٹا) اور ابن عم اور میرا داماد اور میرے بچوں کا باپ ہر اے پروردگار
 جو شخص اسکو دشمن رکھے اسکو اوندھا ورنج کی آگ میں گرا۔

(۲) عن ابی عباس قال كنت انا والعباس جالسین عند رسول الله صلى الله عليه وآله اذ دخل علي
 سلم فرم علي رسول الله صلى الله عليه وآله وقام اليه وعانقه وقبل بين عينيه واحبسه عن يمينه
 فقال العباس يا رسول الله اتحب هذا فقال يا عم والله اشد حبا مني ان الله جعل ذرية
 كل نبي في صلبه وجعل ذرية في صلب علي راخرجه ابو الخير الحاکمی والخطيب في تاريخه والطبرانی
 ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور عباس بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں جناب علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور سلام کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے جواب سلام دیا اور اٹھ کھڑے ہوئے اور معانقہ کیا اور پیشانی پر بوسہ دیا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا
 آیا یا رسول اللہ آپ ان سے محبت کہتے ہیں آپ نے فرمایا اے چچا واللہ خدا کے لیے میں ان سے نہایت
 محبت رکھتا ہوں تحقیق پروردگار نے ہر ایک نبی کی ذریت کو اسی کی صلب میں قرار دیا ہے اور
 میری ذریت کو علی کی صلب میں قرار دیا ہے۔

(۳) عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله ان الله جعل ذرية كل نبي في صلبه و
 جعل ذرية في صلب علي راخرجه الطبرانی في المعجم جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آن
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تحقیق اللہ جل جلالہ عم نواسہ ہر ایک نبی کی ذریت کو خاص
 اسی کی صلب کے قرار دیا ہے اور میری ذریت کو علی کی صلب کے قرار دیا ہے۔

(۴) عن علي قال طلبنى رسول الله صلى الله عليه وآله ووجدني في حائطنا ثما فقربني
 برجله قال قم فواسه لارضيتك انت اخي وابو ولي راخرجه احمد في المناقب جناب
 علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ڈھونڈا اور ایک دیوار کے نیچے
 سویا ہوا پایہ اٹھنے پر مبارک سے مجھ کو بلا کر فرمایا اٹھ میں تجھے خوش کرتا ہوں کہ تو میرا بیٹا
 اور میرے بچوں کا باپ ہے۔

(۵) عن محمد بن اسامة بن زيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله لعلي ما انت يا علي
 فختني وابو ولي وانت مني وانا منك راخرجه احمد والبخاری والحاکم محمد بن ہمام
 بن زید سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی سے فرماتے تھے پس یا علی تو ہمارا

واما اور ہمارے بچوں کا باپ ہے۔ اور تو میرا اور میں تیرا ہوں۔

(۲) عن ابن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم اشهد قد بلغت هذا اخی وابن عمی وصهری وابو ولدی اللهم کب من عاداه فی النار راخرجه الشیرازی فی الالقاب وابن النجار ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اے میرے پروردگار گواہ رہو میں نے پہنچا دیا ہے کہ یہ میرا بہائی اور ابن عم اور داماد میری بچوں کا باپ ہے اور اسے دشمن کہے اُسے اذنا آگ میں دھکیل۔

ذکر اس بات کا کہ جناب سید علیہما السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل منقطع ہوگئی

(۱) وفی اسد الغابہ انقطع نسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لہذا سدا الغابہ فی تہذیب الصحابہ میں علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں کہ سوائے نسل جناب سیدۃ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل منقطع ہوگئی ہے۔ (۲) قال السہوودی فی جواہر العقیدین لما رای علی بن ابی طالب الحسین یسرع الی الحرب فی الصفین قال یا ایہا الناس امدکوا عنی ہذین الغلامین اخاف ان یقطع بہما نسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علامہ جلال الدین سہوودی جواہر العقیدین میں لکھتے ہیں کہ جبکہ جناب امیر علیہ السلام نے دیکھا کہ امام حسینؑ و زین کے میدان میں لڑائی کے لیے تشریف لیجا رہے ہیں۔ فرمایا اے لوگو ان دونوں لڑکوں کو عینے حسنین علیہما السلام کو تمام لوگوں میں ڈرتا ہوں کہ انکے شہید ہو جائیں کیونکہ میں نے انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل منقطع نہ ہو جائے۔

جناب سید کی ولادہ کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ولی اور عصہ بنونا

(۱) عن فاطمة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل بني ابي تميم يمتون الى عصبة الاولاد فاطمة فانا وليهم وعصبتهم راخرجه الطبرانی قال العلامة بن حجر الملقب بقوی بعضہا بعضا رصواعن محرقہ جناب سید علیہما السلام سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر ایک بنی ابی کی نسبت ایک عصہ کی طرف کیجاتی ہے مگر فاطمہ کی اولاد کے لیے میں ولی اور عصہ ہوں۔

(۲) عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لكل بنی ابی عصبة ینتمون الیہ الاولاد فاطمة فانا ولیہم وانا عصبتہم وہم عترتی وخلقوا من طینتی راخرجه الحاکم فی المستدرک وابن عساکر فی تاریخہ جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

کہ ہر ایک نبی یا کسے لیے عصبہ ہوا کرتا ہے کہ اس کی طرف انکو منسوب کیا جاتا ہے مگر اولاً فاطمہ کے اہل کے لیے ولی اور عصبہ بن ہون اور وہ میری محترمت ہیں اور میری طینت سے پیدا ہوتے ہیں۔

(۳) سال الرشید عن من ہی کاظم کیف قلتما نافذہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانتم ابناؤ علی قلاموسی ومن ذریئہ داؤد وسلیمان الی قال عیسیٰ ولیس لہ اب (صواعق محرقہ) روایت ہے کہ جناب موسیٰ کاظم علیہ السلام سے رشید نے پوچھا کہ آپ اپنے آپ کو ذریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر کہلاتے ہو یا وجود یکا آپ تو حضرت علی کی ذریت ہیں جناب امام نے یہ آیت ٹہری کہ جسکا ترجمہ یہ ہے کہ ابراہیم کی ذریت سوداؤ اور سلیمان تھے۔ اور عیسیٰ جس امام نے فرمایا کہ شیخ کا تو باب نہیں وہ اپنی مان کیوجہ سے ذریت ابراہیم بن سوثر ہے۔

(۴) عن الشعبي عاصم بن النجود المقری ان الحجاج ابن یوسف الثقفی بلغه ان یحیی بن یمر الثابی یقول ان الحسن والحسین من ذریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وكان یحیی یومئذ بخراسان فكتب الحجاج الی قتیبة بن مسلم والی خراسان ان ابعت الی یحیی بن یمر فبعث به الیه فقام بین یدیه فقال انت الذی تزعم ان الحسن والحسین من ذریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اجل یا حجاج قال بالشعبی فتعجبت من جوابه فقال الحجاج تاتینی بها بینه واخمة من کتاب اللہ ولا تاتینی بهذا الا لیت ندع ابنائنا وابنائکم وبنائنا وبنائکم قال فان خرجت ورا من ذلك واتبك بها بینه واخمة من کتاب اللہ فهو ما فی قال نعم فقال قال اللہ تعالیٰ ووهبنا لہ اسحق و یعقوب کلاھدینا من قبل ومن ذریئہ داؤد وسلیمان وایوب ویوسف وموسیٰ وهارون کذلک یجری الحسنین و ذکرنا ویجری عیسیٰ الیاس کل من الصالحین ثم قال یحیی بن یمر من کان ابو عیسیٰ قد الحقہ تعالیٰ بذریۃ ابراہیم وما بین عیسیٰ و ابراہیم اکثر ما بین الحسن والحسین ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم فتاد یخرب ابن خلکان۔ وخیق الحیوان للدمیری والرفعی الا زھر) شعبی اور قاری عاصم بن النجود رحمہما اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ حجاج بن یوسف الثقفی کو خبر ملی کہ یحیی بن یمر الثابی یہ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسن اور حسین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت ہیں اسوقت یحییٰ خراسان میں تھے حجاج نے قتیبہ بن مسلم والی خراسان کو لکھا کہ یحییٰ بن یمر کو میری طرف روانہ کر قتیبہ نے یحییٰ کو حجاج کے پاس بھیج دیا حبیب وہ سامنے آیا حجاج نے کہا آیا تیرا زعم ہے کہ حسن و حسین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریت ہیں یحییٰ نے کہا ہاں شعبی کہتا ہے مجھے یہ

کے بے دھڑک ہان کہنے سے تعجب آیا۔ حجاج نے کہا کوئی دلیل و واضح کتاب اس سے بیان کر۔ اور قل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم کی آیت کو دلیل میں پیش کر یو۔ تیجے نے کہا اگر میں نے اس آیت کے سوا دوسری آیت قرآن سے واضح طور پر پیش کی تو تو مجھ کو امان دیگا۔ حجاج نے کہا ہان تیجے نے یہ آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے (اور دیا تھے) اسکو سحاق اور یعقوب سبکو پہنے ہدایت کی اور نوح کو پہنے ہدایت کی اس سے پہلے اور اسکی قدرت سوداؤ اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون اسطرح سے ہم خبا دیتے ہیں محسنوں کو اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس ہر ایک نیکون میں سے، ہر تیجے بڑا پیر نے کہا جیسے کا کون باپ تھا کہ اسے سب سے بڑا بنایا۔ انکو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں ملا دیا ہے اور عیسیٰ اور ابراہیم علیہما السلام کے درمیان فاصلہ جناب حسن اور حسین اور حضرت صلے علیہ وسلم سے سوا ہے +

(۴) عن الطیثم عز ذکوان مولى المعاونیة قال قال لی معاویة لا اعلم احدا سبی هذین الغلامین ابنی رسول الله صلی الله علیه وکأن قولوا ابنی علی قال ذکوان فلما کان بعد ذلک امر فی ان اکتب بنیہ فی الشرف قال فکتبت بنیہ وبنی بنیہ وترکت بنی بناتہ ثم اتیتہ بالکتاب ففطر فیہ فقال ویکل اغفلت اکبر بنی فقلت من قال اما بنو فلاتہ بنی لاینتہ قال فقلت الله اکبر لیکون بنی بناتک بنیک ولا لیکون بنی فاطمة بنی رسول الله صلی الله علیه وکأن لایبغ من هذا احد منك (اخرجه الحافظ عبد الغزیز بن الاخضر) امیر معاویہ کا غلام ذکوان بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ معاویہ نے کہا میں نہیں جانتا کہ ان دونوں لڑکوں (یعنی حسن و حسین) کو کس نے جناب رسالت کی کبھی بٹھے قرار دیا ہے۔ انکو تو علی کے بیٹے کہنا چاہیے۔ ذکوان کہتا ہے کہ اسکے بعد مجھ کو معاویہ نے دفتر میں اپنی اولاد کو نام لکھنے کا حکم دیا۔ میں نے ہسکر سیٹوں اور پوتوں کا نام لکھا اور نوہوں کا نام چوڑ دیا اور وہ کاغذ معاویہ کے دکھانے کو لایا۔ معاویہ مجھے کہنے لگا تو میرے بڑے بیٹوں کے نام درج کر لے بول گیا ہے میں نے کہا وہ کون ہیں معاویہ بولا آیا میری فلائی بیٹی کے بیٹے میرے بیٹے نہیں ہیں میرے کہا امیر اکبر قیری بیٹی کے بیٹے تو میرے بیٹے نہیں اور جناب فاطمہ کے بیٹے آنحضرت صلی الله علیه وسلم کے بیٹے نہ تھیرے معاویہ نے کہا ارے چہا رہہ تجھے کوئی یہ بات نہ سن پائے +

قیامت کے دن آنحضرت صلی الله علیه وسلم کی نسب کے کل سبب اور نسب کا منقطع ہونا

۱۱ عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله صلی الله علیه وکأن سبب منقطع یوم القیامت الا

سببی نسبی کل ولد ام فان عصبتهم کابیرهم ما خلا ولد فاطمة فانی انا ابوهم وعصبتهم راخرجہ
ابوصالح۔ وابونعیم فی الحلیۃ۔ وابن السمان۔ والمسلم فی المتابعات والدارقطنی والطبرانی فی
الاوسط والیہقی۔ وابوالحسن المغازی فی المناقب۔ والد ولابی فی الذریۃ الطاہرۃ جناب
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک سبب اور نسب
قیامت کے دن منقطع ہو جائیگی مگر میرا نسب اور سبب۔ اور ہر ایک مان کے بیٹوں کے لیے عصبہ
باپ کی جانب سے ہوتا ہے بجز اولاد فاطمہ کے کہ میں انکا باپ اور عصبہ ہوں۔

(۲) عن فاطمة وابن عمر و صحیح عرجس کما مر انہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کل
سبب منقطع یوم القیۃ ما خلا سببی نسبی راخرجہ الطبرانی جناب سیدہ علیہا السلام
اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور جیسے کہ صدر مین بیان کیا گیا ہے اسی حدیث کی حضرت
عمر رضی اللہ عنہ سے تصحیح ہو چکی ہے کہ انہوں نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ
ہر سبب و نسب قیامت کو دن منقطع ہوگی بجز میرے سبب اور نسب کے۔

جناب سیدہ علیہا السلام کی اولاد کا طیب ہونا

عن انس قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فغشیہ الوحی فلما افاق قال هل تدرک ما جاء به
جبریل قلت اللہ ورسولہ اعلم قال امر فی ربان ازوج فاطمة من علی فادعی ابابکر وعمر فلما
اقبل علی فقال له یا علی ان اللہ امر فی ان ازوجک فاطمة وقد زوجکما علی اربعۃ مئة منقال
قصة ارضیت قال یا رسول اللہ رضیت قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعل اللہ منکما الکثیر الطیب
وبارک اللہ فی لکما قال انس اللہ لقد اخرج منہما الکثیر الطیب راخرجہ ابو الخیر فروینی
والرویان فی مسند الدولابی والسمهودی فی جواهر العقولین انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے
ہیں کہ میں جب اب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا کہ حضور وحی کے نزول سے ہیوش ہو گئے جبکہ
ہیوش میں آئے مجھ سے فرمایا اے انس تو جانتا ہے کہ جبریل میرے پاس کیا پیغام لایا ہے میں نے عرض
کیا کہ اللہ اور اسکا رسول زیادہ جانتے والا ہے آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں
فاطمہ کا علی سے نکاح کروں تو جا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو بلالاجب جناب علی تشریف لائے آپ نے
ان سے ارشاد کیا یا علی بہ تحقیق پروردگار عالم نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کا نکاح کروں میں نے
تم دونوں کا چار سو شقال چاندی پر نکاح کیا ہے۔ آیا تو راضی ہے۔ جناب علی نے عرض کیا یا رسول

امیرین اضی ہوں۔ آپ نے دعا فرمائی اور کہا اللہ تعالیٰ تم دونوں میں سب سے بہت سوسٹیب پیدا کرے یا نہ کرے
میں خدا کی قسم ہے اللہ تعالیٰ نے اندونون میں سے بہت سوسٹیب پیدا کیے ہیں۔

جناب سید علیہا السلام کی اولاد کا قطعی حجتی ہونا

عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله ان فاطمة احصت فرجها وان الله ادخلها باحسا
فرجها وذريتها الجنة اخرج الطبرانی ابن خزيمة عن منقول هو کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے کہ بہ تحقیق فاطمہ علیہا السلام نے اپنے آپ کو نگاہ رکھا ہے اور اس نگاہ رکھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے
اسکو اور اس کی ذریت کو جنت میں داخل کیا ہے۔

جناب سید علیہا السلام کی اولاد پر دوزخ کی آنچ کا حرام ہونا

را، عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله يا فاطمة تدبرين لم سميت فاطمة قال علي لم سميت
فاطمة يا رسول الله قال ان الله قطعها وذريتها من النار اخرجہ ابو القاسم الدمشقی و
نقلہ عبد الطبری عن مسند علی بن موسی الرضا جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہو کہ ایک دفعہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے فاطمہ تم جانتے ہو کہ میں نے تمہارا نام فاطمہ کیوں رکھا ہے علی
نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے کیوں فاطمہ نام رکھا ہے حضور نے ارشاد کیا اسیلے کہ پروردگار نے
اسکو اور اس کی ذریت کو دوزخ کی آگ سے بچا یا ہے۔

جناب سید علیہا السلام کی اولاد کا قیامت کے دن غیر معذ ہونا

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله لفاطمة ان الله غير معذيك ولا لولدك يوم القيامة
اخرجہ الطبرانی فی الکبیر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی
سے فرماتے تھے کہ بہ تحقیق اللہ تبارک و تعالیٰ تجھ کو اور تیری اولاد کو قیامت کو دن عذاب نہیں اگر فیوال

صوت لاوت کے باعث جناب امیر کی اولاد کا اپنا بی کرام کے نام سے پکارا جانا

عن العباس بن عبد المطلب قال كنت عند النبي صلى الله عليه وآله اذا قيل علي فلما راه اسفرو وجهه
فقلت يا رسول الله انك تسفر في وجه هذا الغلام فقال يا عم والله اشهد حبا مني ولم يكن بني

الا وذریۃ الباقیۃ بعد من صلیہ ان ذریۃ من بعدی من صلب هذا انه اذا کان یوم القیۃ
دعی الناس باسمائهم واسماء امہاتہم سترامن اللہ علیہم الا هذا ولینساقون یدعون باسمائهم
واسماء ابائہم لصلۃ ولادہم ررجع الذہب للسعودی) جناب عباس بن عبد المطلب نے فرمایا
کہ ایک دفعہ میں جناب سرور انبیاء علیہ السلام نے التنا کے حضور میں بیٹھا ہوا تھا کہ ناگہان جناب علی تشریف لائے
جب حضور اقدسؐ انکو دیکھا چہرہ اقدسؐ زرد ہو گیا مینے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کا چہرہ مبارک اس لڑکے
کو دیکھ کر کیوں زرد ہو گیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چچا و امہ نے مجھ کو اس سو سخت
محبت پر کوئی نبی نہیں گذرا کہ اسکی ذریۃ اسی کی صلب کے اسکے بعد باقی نہ رہی ہو۔ اور میری ذریۃ
میرے بعد اسکی صلب سے باقی رہے گی۔ جب قیامت کا دن ہوگا لوگوں کو خدا کی طرف سے جو بھانگی پر وہ پوچھ
کے انکے ناموں سے اور انکی ماؤں کے ناموں سے پکارا جائیگا۔ الایہ یعنی علی بن ابی طالب) اور اسکی
اولاد کو وہ باعث انکی صحت ولادت کے انکے ناموں اور انکے باپوں کے ناموں سے پکارے جائینگے

مناقب جناب امام حسن علیہ السلام سبط الاکبر

(۱) قال الزہری ولد الحسن بن فضال من رمضان سنۃ ثلاث من الهجرة (راسد الغابہ) زہری رحمۃ اللہ
علیہ کہتے ہیں کہ جناب حسن علیہ السلام کی ولادت باسعادت نصف رمضان ہجرت کے تیسرے سال واقع
ہوئی *

(۲) قال ابن سعد وابن عبد البر ولد الحسن سنۃ ثلاث من نصف شهر رمضان وقيل في شعبان
وقيل سنۃ اربع وقيل سنۃ خمس الاول اصح راصابہ فی تذکرۃ العصابہ) علامہ ابن سعد طبقات میں اور
ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں کہ جناب امام حسن علیہ السلام ہجرت کو تیسرے برس نصف رمضان
کو اور بعض کے نزدیک چوتھے برس اور بعض کے نزدیک پانچویں برس پیدا ہوئے ہیں اور پہلی بات
صحیح تر یاد ہے *

(۳) روی ابن الخشاب الشيعي انه ولد سنة اشهر ولم يولد سنة اشهر مولود ففاض الا الحسن
وعيسى بن مريم وفي رواية الا الحسن عجي رتاريخ موليد ووفات اهل بيت) ابن خشاب نے ذکر
کرتے ہیں کہ جناب حسن چہ مینے کے پیدا ہوئے ہیں کوئی لڑکا چہ مینے کا نہیں پیدا ہوا اور یہ زندہ
رہا ہو بخیر حسن اور عیسیٰ ابن مریم کے اور ایک روایت میں ہے بخیر حسن اور عیسیٰ بن زکریا کے

(۴) عن ابي الفضل قال قلت يا رسول الله رأيت كان عضوا من اعضاءك في بيتي فقال خيرا

رأيتہ تلد فاطمة خلا ما فترضعه بلبن قثم (اخرجه البغوی والدولابی) ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں خواب دیکھا ہے کہ حضور کے جس اطہر کا ایک ٹکڑا میرے گھر میں ہے حضور نے فرمایا تو نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے فاطمہ ایک بیٹیا جنے گی تو ہو سکوقثم بن عباس کا دعوہ پلائے گی *

(۵) عن علی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الحسن بکبش وقال یا فاطمة احلقی رأسہ وقصی بزنہ شعرة فضة فكان وزنه درهما او بعض درهم (اخرجه الترمذی) جناب علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن علیہ السلام کے عقیقہ میں ایک سینڈ ہاؤج کیا اور فرمایا ہے فاطمہ اس کے سر کو سنڈوا۔ اس اسلکو بالون کے برابر چاندی تصدق کر۔ پس ان بالون کا وزن ایک درہم یا اس سو کچھ کم تھا *

(۶) عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الحسن والحسين کبشا کبشا او کبشین (اخرجه ابوحاتم) ابن عباس سے منقول ہے کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسین علیہما السلام کا عقیقہ ایک ایک سینڈ ہے سو یا دو دو سینڈ ہون سے کیا تھا *

(۷) عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الحسن والحسين وختنهما بسبعة ايام (اخرجه الطبرانی) جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسین کا عقیقہ اور ختنہ ساتویں دن کیا تھا *

(۸) عن علی قال لما ولد الحسن اذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اذنه الیمنی واقام فی اذنه اللیسی وختنہ يوم السابع وعق عنه کبشین وزنی شعرة وقصد قبعة فضة واعطی لقابلة رجل الحقیقة (نزل الابرار) جناب علی سے روایت ہے کہ حبیب حسن علیہ السلام تولد ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے دائے کان میں افان اور اوٹے کان میں افاست پڑھی اور ساتویں ختنہ کیا اور دو سینڈ عقیقہ کیے اور انکے سر کے بالون کو وزن کر کے اس کے برابر چاندی خیرات کی اور عقیقہ کے سینڈ ہے کے پائے دائی کو عطا کیے *

(۹) عن علی قال لما ولد الحسن سمیتہ باسم عمی خمرۃ فلما ولد الحسن سمیتہ باسم عمہ جعفر (نزل عاتق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) قال فی امرت ان اغیر اسم ابنی ہذین فقلت اللہ ورسولہ اعلم فسمی احدا وحسینا (اخرجه احمد والبیہقی کلینک الشاشی والمحاکی فی المستدرک) جناب علی ذکر کرتے ہیں کہ حبیب حسن پیدا ہوئے تو مجھے انکا نام اپنے چچا حمزہ کے نام پر حمزہ رکھا اور

جب بن پیدا ہوئے انکا نام انکے چچا کے نام پر چغیر رکھا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلا کر فرمایا کہ مجھ کو
حکم ہوا ہے کہ میں اپنے ان دونوں بیٹوں کے نام بدل دوں سینے عرض کیا اور یہاں رسولؐ یا وہاں جو
والا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکا نام حسن اور حسین رکھا۔

(۱) عن اسماء بنت عمیس قالت قلت فاطمة بالحسن ~~بنی~~ بنی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا اسماء علی بنی
فدفعته الیہ فی خرقہ صفراء قالہا عنہا قال لا الہ الا الہ لیکن لا تلغفوا مولودا فی خرقۃ صفراء مغلقة
فی خرقۃ یضاد فاخذہ فاذن فی اخنہ الیمنی واقام فی الیمنی ثم قال یعلی ای شئ سمیت ابنی فقال
ما کنت لاسبقک بذلك فقال لا انا اسبقو ربی فبط جابریل فقال یا محمد ان ربک یقر الی السلام
و یقولک علی منک بمنزلہ ہارون من موسیٰ لکن لا بنی بعدک ثم انبک هذا باسم ولد ہارون
فقال و ما کان اسم ہارون یا جابریل فقال شابر فقال ان لسانی عربی فقال سمہ الحسن ففعل صلی
اللہ علیہ وسلم فلما کان بعد حول ولد الحسن فجاء انبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکرت مثل الاول و سأت
قصة التسمیة کا الاول وان جابریل امرہ ان یمیہ باسم ولد ہارون شابر فقال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم مثل الاول فقال سمہ حسنا راخرجه الامام علی بن موسی الرضا علیہ الخیرۃ والثنا فی
مسندہ والوصابی فی فضائل الاربعۃ الخلفاء اسابت عیسٰی کو چھٹا کہ میں جناب حسن کی ولادت میں حجر
تھو کی عالی تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لے کر مجھے ارشاد کیا ای اسمیر سے بیٹے کو مجھے کہا میں نے جناب
حسن کی حضرت کی گود میں پیدا کیے انکو زور دیکر کہ میں اپنی ہوا تھا حضرت نے وہ پڑا انا کر پہنیک یا اور فرمایا کیا بنو
تسے میں نہیں لیا ہوں کسی بچے کو زور دیکر میں بت لیا ہوں کہ میں نے انکو خیر کہہ نہیں لیا میں نے کہا کہ میں نے
میں باغیان اور بائین کلان میں اقامت نہیں ہے یہ جناب یا میں سے پوچھا کہ میں سے بیٹے کا کیا نام رکھا ہے جناب میرے
عرض کیا میں اس میں حضور پرستی نہیں کر سکتا ہوں۔ آپ نے ارشاد کیا میں ہی اس میں اس بچے رب
پرستی نہیں کرتا۔ پس جبریل علیہ السلام نے نازل ہو کر کہا خدا تعالیٰ نے آپکو سلام کہا جاؤ فرمایا ہے کہ علیؑ
آپ سے بہتر نہ ہارون کے میں موسیٰ سے لیکن وہ آپ کے چھوٹی نہیں ہیں آپ اپنی بیٹے کا نام ہارون
کے بیٹے پر رکھیں۔ حضرت نے فرمایا ہارون کے بیٹے کا نام کیا تھا۔ جبریل نے کہا شابر حضرت
فرمایا میری زبان عربی سے جبریل کہنے لگے آپ ان کا نام حسن بنی فاطمہ سے رکھیں۔ حضرت نے
اسم علیہ وسلم نے حسن رکھا۔ دوسرے میں نے کہہ دیا کہ میں نے اس کا نام حسن رکھا ہے حضرت نے فرمایا
اور حضرت نے اسم علیہ وسلم تشریف لے کر پہنچے یہی مسالہ ہے جس پر آج جناب حسن کی ولادت
ہوئی وقت پیش کرتا تھا۔ جبریل نے اسی کا نام حضرت ہارون علیہ السلام کے بیٹے شابر پر حسن

تھا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی کیا اور انکا نام حسین کہا۔

(۱۰) علی قال لما ولد الحسن سميت به حرباً فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال اروني ابنى ما سميت به قلتنا حرباً قال هو حسن فلما ولد الحسين فقال هو حسين فلما ولد الثالث سميت به حرباً فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال اروني ابنى ما سميت به قلتنا حرباً فقال هو محسن ثم قال انما سميتهم بولد هارون شبر وشبير ومشبر راخو حه احمد والطبراني والدارقطني والحاكم والبيهقي وابن عساكر جناب امير عليہ السلام روایت کرتے ہیں کہ جب حسن تولد ہوئے تو ہم نے انکا نام حرب کہا پس سروسو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا مجھے دکھاؤ میرے بیٹے کا تھے کیا نام رکھا ہے ہم نے عرض کیا حرب آپ نے فرمایا اسکا نام حسن ہے۔ پھر جب حسین پیدا ہوئے تو مجھے انکا نام حرب رکھا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا مجھے دکھاؤ میرے بیٹے کا تھے کیا نام رکھا ہے ہم نے عرض کیا حرب آپ نے فرمایا اسکا نام حسین ہے۔ پھر جب تیسرا لڑکا پیدا ہوا مجھے انکا نام حرب رکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا مجھے دکھاؤ میرے بیٹے کا نام تھے کیا رکھا ہے میں نے عرض کیا حرب آپ نے ارشاد فرمایا اسکا نام محسن ہے پھر فرمایا میں نے انکے نام ہارون علیہ السلام کے بیٹوں کے نام پر رکھے ہیں اور ان کے نام شبر اور بشیر اور مشبر تھے۔

(۱۱) عن سليمان بن ابي حنيفة قال سمى هارون ابنيه شبرا وشبيرا واني سميت ابني الحسن والحسين كما سمى هارون ابنيه راخو حه البغوي) روایت ہر سلمان بن ابی حنیفہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت ہارون نے اپنے دونوں بیٹوں کا نام شبر و شبیر رکھا تھا میں نے اپنے دونوں بیٹوں کا نام حسن و حسین رکھا ہے۔

(۱۲) عن عمران بن سليمان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الحسن والحسين اسمان من اسماء اهل الجنة ما سميت للعرب بما في الجاهلية راخو حه بن سعد) عمران بن سليمان کہتے ہیں کہ سرور دنیا و دین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسن و حسین دو اسم ہیں اسماء اہل جنت کو کہی جاتی ہیں۔

اور قبل اس پر ان کا نام الحسن و حسین اسم و تصویر مثل جبل جلیل و قمر خیر الدلیلی) مجھے کہا گیا ہے کہ یہ دونوں نام سریانی میں اور اچھے معنی میں ہیں لیکن اسم ہے اسماء ایک کی تصویر مثل جبل جلیل اور قمر خیر کی۔

عربی یہ نام جاہلیت میں نہیں رکھے۔

(۱۳) قال ابو محمد العسكري سماء النبي صلى الله عليه وسلم الحسن وكناه ابا محمد لم يكن هذا الاسم في الجاهلية
راسد الغابہ جناب ابو محمد عسکری فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امام حسن کا نام حسن اور
انکی کنیت ابو محمد رکھی تھی۔ اور یہ کنیت جاہلیت میں کسی کی نہیں تھی۔

(۱۴) قال النبي صلى الله عليه وسلم سبط من الاسباط (راسد الغابہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے کہ حسن سبط میں اسباط میں سے۔

(۱۵) ويلقب السيد والنقي والطيب والذكي والولي والمجتبي (نزل الابرار) آپکے اشعار القاب میں سے
سید اور نفی اور طیب اور زکی اور ولی اور مجتبیٰ ہیں۔

جناب امام حسن علیہ السلام کا حلیہ مبارک

كان اوج العيتين سهل الخدين دقيق المصيبة كثر اللحية ذافرهم كان عنقه ابريق فضة عظيم
الكراديس لعبدابدين المنكبين دبعة ليس بالطويل ولا بالقصير من احسن وجها وكان يخصب بالطلا
وكان حبل الشعر حسن البدن (ذکر الد و لابی) آپکی آنکھیں سیاہ اور بڑی بڑی غلامانی خوشنما تھیں۔ خستار
پتے ستابی خط و ذل کے تھوڑے کلاں یا گیل گاؤں تھیں ٹانگیں بھی گنجان کاٹون کی توک بل کہانی تھی تھی۔ گردن چمک مٹی کی طرح
سفید اور بلند تھی شانے اور بازو گرد گرد اور کمر سے نیچے سبز چڑا چکلا تھا۔ قد بہ قدر دراز نہ اتنا ہنکنا بلکہ وسیع تر تھا۔ آپکی صورت
نہایت پاکیزہ تھی و مسکان گ کیا کرتے تھے آپکے بال گہو گراستے تھے۔ بدن خوب صورت اور سڈول تھا۔

جناب حسن علیہ السلام کا سب لوگوں کو زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شہر ہو رہا
راہ عن علی قال الحسن اشبه الناس بالنبي صلى الله عليه وسلم ما بين صدره الى المراس والحسين اشبه
الناس بالنبي صلى الله عليه وسلم ما كان اسفل من ذلك راخو جہ ابن سعد فی الطبقات جناب امام علی علیہ
السلام سے منقول ہے کہ حسن علیہ السلام سینے سے لیکر متر تک سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ مشابہ تھے اور حسین علیہ السلام اس سے نیچے یعنی سید سے پاؤں تک حضور کے ساتھ سب سے زیادہ
مشابہ تھے۔

(۱۶) عن انس بن مالك قال لم يكن اشبه بالنبي صلى الله عليه وسلم من الحسن (راسد الغابہ) انس بن
مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امام حسن سے کوئی زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم شکل نہیں تھا

(۳) عن عقبہ بن الحارث قال صلی اللہ علیہ وسلم اخرجتم منی و معہ علی فرای الحسن یلعب مع الصبیان فحملہ ابو بکر علی عاتقہ قال بابی شبیہ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم لیس شبیہ بعلی قال و علی تعبہم (رواہ البخاری)
 عقبہ بن الحارث سے روایت ہے کہ ایک روز جناب ابو بکر رضی اللہ عنہ عصر کی نماز پڑھ کر مسجد سے باہر نکلے جناب علی علیہ السلام بھی انکے ہمراہ تھے امام حسن کو دیکھا کہ ٹوڈوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں ابو بکر نے انکو اپنے کندھے پر اٹھالیا اور کہا مجھے اپنے باپ کی قسم ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شبیہ میں علی کے ہمشکل نہیں اور علی ہنس رہے تھے +

احب خلایق ہو جناب امام حسن علیہ السلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نزدیک

(۱) عن عبد اللہ بن الزبیر قال اشبه اهل النبی صلی اللہ علیہ وسلم واجہم الیہ الحسن بن علی رأیتہ یجئ و هو ساجد فیرکب رقبتہ او قال ظہرہ فما یزله حق یكون هو الذی یزل ولقد رأیتہ یجئ و هو راكع فیفرج لہ بین رجلیہ حتی ینخرج من جانب الآخر (اخرجہ ابن سعد) عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ امام حسن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب گہروالوں میں زیادہ آنحضرت کے ساتھ شبیہ تھے۔ اور سب گہروالوں سے آنحضرت کو پیارے تھے۔ تحقیق میں نے انکو دیکھا ہے کہ وہ آتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں ہوتے اور امام حسن حضور کی گردن مبارک پر بالشت اطہر پر سوار ہو جاتے اور جب تک کہ وہ خود نہ اترتے حضور انکو نہ اتارتے۔ اور یہ تحقیق میں نے انکو دیکھا ہے کہ وہ تشریف لائے ہیں۔ اور حضور حالت رکوع میں ہیں حضرت نے انکے لیے اپنی دونوں ٹانگیں کھول دیں اور وہ ایک طرف سے گیسے اور دوسری طرف سے نکل گئے +

(۲) عن ابی ہریرۃ قال لا زال احب هذا الرجل یعنی الحسن بن علی بعد ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصنع بھما یصنع بغیر قال رأیت الحسن فی حجر النبی صلی اللہ علیہ وسلم و هو یدخل اصابعہ فی لحیتہ والنبی صلی اللہ علیہ وسلم یدخل لسانہ فیہ ثم یقول اللھم انی احبہ فاجہد ذنوبی (عقبی)
 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ میں اس وقت سو ہمیشہ اس مرد نبیؐ امام حسن کو دوست رکھتا ہوں جب کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انکے ساتھ پیش آتے دیکھا ہے کہ انکے سوا کسی کو دیکھ کر میں پیش نہیں آئے۔ میں نے جناب حسن کو حضور کے اغوش.... مبارک میں دیکھا ہے کہ وہ حضور کی ریش مبارک مبارک میں اپنی انگلیاں ڈال رہے ہیں اور حضور اپنی زبان اطہر کو انکے مونہ میں ڈال کر... فرماتے ہیں کہ اے پروردگار میں اسے پیار کرتا ہوں تو یہی اس کے پیار کرے +

(۳) عن البراء بن عازب قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم والحسن علي عاتقه وهو يقول اللهم اني احبه فاحبه رواه البخاري) برابر بن عازب کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ امام حسن حضور کے کندھے پر سوار ہیں اور حضور فرماتے ہیں اسے پروردگار میں اسے پیار کرتا ہوں تو ہی اسے پیار کر۔

(۴) عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدخل بدلع لسانہ للحسن بن علی فاذا دای الصبی حمی اللسان فیش الیہ راخرجه بن سعد ابو سلمہ بن عبد الرحمن سوروا یتبرک لہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حسن بن علی کے لیے اپنی زبان میں مبارک سوا بھگتا اور جب وہ زبان مبارک کی سرخی کو دیکھتے تو اس کی جانب جھک پڑتے۔

(۵) عن ابی ہریرۃ انہ لقی الحسن بن علی فی بعض طرق المدینۃ فقال لہ کشف لی عن بطنک فذاک ابی حتی اقبل حیث رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبلہ قال فکشف عن بطنہ فقبل سرتہ راخرجه ابو حاتم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے جناب حسن علیہ السلام کو مدینہ طیبہ کی بعض بازاروں میں دیکھا اور کہا آپ پیٹ سے کپڑا اٹھا دیں تاکہ جس جگہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا ہے میں بھی وہاں پر بوسہ دوں جناب امام حسن نے اپنا بطن مبارک کھول دیا پس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی ناف کو بوسہ دیا۔

(۶) عن ابی ہریرۃ قال خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فطافوا بالکعبۃ لا یکلنی ولا اکلہ حتی جاء سونوقینقاع ثم انصرف حتی اقی جناء فاطمۃ فقال اثم لکم یعنی حسنا فظننا انہ انما تحبہ امہ لا تغسلہ وتلبسہ مخافا فلما یلبث ان جاء یسعی حتی اعتنق کل واحد منہما فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللهم انی احبه فاحبه واحب من یحبه راخرجه احمد والبخاری والمسلم وابن ماجہ وابویعلی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ایک جماعہ کے نزدیک ہو کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلنا حضور مجھ سے بات کرتے تھے اور نہ میں حضور سے بات کرنے کی جرات کر سکتا تھا۔ کیا تک کہ بنی قینقاع بازار میں تشریف لینگے۔ اور پھر وہاں سے لہٹے اور جناب فاطمہؑ کے گھر پر تشریف لائے اور فرمایا کیا لوگ اب بھی مجھ سے نہیں کہتے کہ میں نے ان کی شادی ان کی والدہ ماجدہ نے انکو کپڑا پہلا ہے اور وہ انکو نہلا ہے میں کپڑا اتار کر پہنا رہی ہوں کچھ دیر نہیں گندی تھی کہ وہ دوڑتے ہوئے اور حضور کے سینہ مبارک سے چھپ چکے دونوں نے ایک دوسرے کو سیدھے چٹا لیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے پروردگار میں اسے پیار کرتا ہوں تو ہی اسے پیار کر اور اسے

ہی پایا کر جو کہ اس سے پیار کرے ۔

عن المقبری قال کنا مع ابی ہریرۃ فجاء الحسن بن علی سلمہ فرد علیہ المقوم ومضی ابو ہریرۃ لا یعلم فقیل لہ هذا حسن بن علی سلمہ فلحقہ فقال وعلیک یا سیدک فقیل لہ تقول لہ سیدک فقال اشہد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انہ سید (اخرجه الطبرانی) مقبری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے ہم ساتھ ابو ہریرہؓ کے پس آئے حسن بن علیؓ سلام ارشاد کیا پس حجاجؓ ابیہ قومی نے آپ کو اور چلے گئے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور نہ جانتے تھے (کہ یہ کون ہے).... لوگوں نے کہا انکو کہ یہ سلام کہنے والے حسن بن علیؓ ہیں ابو ہریرہؓ دوڑ کر جاسے اور فرمایا وعلیک السلام یا سیدیؓ پس کہا گیا انکو کہ تم نے یا سیدیؓ کیوں کہا ہے ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سید کہا ہے ۔

(۸) عن انس بن مالک قال بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راقد فی بیوتہ علی قفاہ اذ جاء الحسن بدرج حتی قد علی صدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمئنتہ فقال وحبک یا انس دع ابنی وثمۃ فوادى فان من اذ ا هذا فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ثم دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الماء فصبہ علی البول صبا راخرجه الطبرانی فی الکبیر) انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک دفعہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گہرین پیٹھ کے بل ہوئے تھے ناگہان حضرت حسرت علیہ السلام تشریف لائے اور سر رکتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک پر پیٹھ گئے سینے آپ کو روکا پس فرمایا آنحضرتؐ نے افسوس ہو تجھ کو اے انس چوڑ دے میرے پیٹے اور میرے دل کے پیل کو پس جس نے ایدادی اس کو اس نے ایدادی مجھے اور جس نے مجھے ایدادی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایدادی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی مٹکا کر اٹکا بول دہو ڈالا ۔

(۹) عن زید بن الارقم قال قام الحسن بن علی یوما یخطب فقام رجل فقال ابی اشہد لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر فجاء الحسن یمشی حتی اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورفعه علی حائقہ وقال من احبنی فلیحبہ والیبلغ الشاہد منکم الغائب ولو کراۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما حدثتک بہ راخرجه الحاکم زید بن ارقم سے روایت ہے کہ ایک روز جناب حسن علیہ السلام خطبہ فرماتے گئے اتنے میں ایک شخص نے کھڑے ہو کر فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا کہ جناب تشریف لا رہے ہیں جب حضور نے انکو دیکھا انکو پکڑ کر ان پر کندہ پراٹھا لیا اور فرمایا کہ جو کوئی مجھ کو دوست رکھتا ہے اسکو چاہیے کہ اسکو دوست رکھے اور تم حاضرین پر سلام

ہے کہ یہ بات ان لوگوں کو پہونچا دین جو کہ غائب ہیں اگر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت نہ ہوتی تو میں یہ بات نہ بیان کرتا *

(۱۰) عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حامل الحسن بن علی عاتقہ فقال رجل نعم المکب رکبت یا غلام فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونعم الراكب هو راخرجه البخاری والمسلم والترمذی والحاکم) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حش بن علی کو اپنے دو شاہ قریں پر اٹھائے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے کہا اے صاحبزادے یہ اچھا مرکب ہے جس پر کہ تم سوار ہو حضور نے فرمایا کہ یہ سوار ہی تو عمدہ ہے *

(۱۱) عن عبد اللہ بن شداد بن الہاد عن ابیہ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ العشاء وهو حامل حسنا فقدم السبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضعه ثم کبر للصلوۃ فصلی فمجد بین ظہران فی الصلوۃ سجدة اٹا لہا قال ابی انی رفعت رأسی فاذا صبی علی ظہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو ساجد فرجبت الی سجودی فلما قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوۃ قال الناس یا رسول اللہ انک سجدت بین ظہران صلوۃ انک سجدت اطلتھا حتی ظننا انہ قد حدث امر او انه یوحی الیک قال کل ذلك لم یکن ولكن ابی هذا ارتحلتی فکرت ان سجدة حق یقضى حاجته راخرجه احمد والبخاری والطبرانی والحاکم والبیہقی) عبد اللہ بن شداد بن الہاد اپنے والد سے نقل ہیں کہ ایک دفعہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عشا کے نماز کے لیے برآمد ہوئے اور جناب حسن علیہ السلام کو اٹھائے ہوئے تھے انکو زمین پر بٹھا کر حضور نے تسبیح کہی اور نماز شروع کی جب نماز میں سجدہ کو گئے تو اسکو طول دیا میرا باپ کہتا ہے کہ سینے سے اٹھایا کہ: دیکھتا ہوں کہ جناب حسن حضور کی پشت پر سوار ہیں اور حضور سجدہ میں ہیں پس سینے ہی سجدہ کی طرف رجوع کیا جب حضور نماز ادا کر چکے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آج آپ نے نماز کے درمیان چھوٹے سجدہ کو یہاں تک طول دیا کہ ہمیں گمان ہوا کہ کوئی امر حادث ہوا ہے یا وحی نزول فرمایا ہے آپ نے فرمایا ان میں سے کوئی بات نہیں تھی لیکن یہ میرا بیٹا میری پشت پر سوار ہو گیا تب مجھے برا معلوم ہوا کہ میں اسے جلدی سے اتاروں جیتا کہ اسکی آرزو پوری نہ ہوئے *

(۱۲) عن ابی بکر رضی اللہ عنہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر والحسن بن علی الجنبہ وهو یقول ان ابی هذا سید لعل اللہ ان یصلی بہ ففتین عظیمتین (اخرجه احمد والترمذی وابوداؤد والنسائی والطبرانی) ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب سرور دنیا و دین کو منبر

پیشتر تشریف رکھتے ہوئے دیکھا کہ پہلو میں جناب حسن علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے یہ میرا بیٹا سرور ہے اسید ہو کہ پروردگار اسکی وجہ سے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دیگا (۱۳) اخبر الدارقطنی ان الحسن بن علی جابر لابی بکر وہو علی منیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انزل عن مجلس ابی فقال قتد واسه انه للمجلس بیک ثراخذہ واجلسہ فی حجرہ وبکی دارقطنی کہتر ہین کہ جناب امام حسن علیہ السلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر بیٹھے ہوئے تھے جناب حسن نے ان سے کہا میرے باپ کی جگہ سے نیچے اتر آؤ حضرت ابوبکر نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے واللہ یہ تیرے باپ کی جگہ ہے پیر ابوبکر نے جناب حسن کو بکر پر اپنی گود میں بٹھا لیا۔ اور رونے لگے۔

(۱۲) عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من سرہ ان ینظر الی سید شباب ہل الجنة فلینظر الی الحسن (صواعق محرقہ) جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہ جو انان اہل جنت کو دیکھنا پسند کرتا ہے وہ حسن کو دیکھے۔ (۱۴) عن الدہلہ بن عازب ابن مسعود وابی ہریرۃ قالوا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لحن فلیحبہ یعنی الحسن (اخرجہ الدہلی) بابر بن عازب اور ابن مسعود اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مجھے دوست رکھتا ہوا سکو چاہیے کہ اسے دوست کرے یعنی حسن بن علی علیہ علیہ السلام۔

جناب امام حسن علیہ السلام کی کرامات

عن: لا عیش قال تعطل رجل علی قبر الحسن فجعل یبکی کما ینتہی الکلب ثم مات فسمع یعوفی قبرہ (اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ) عیش رحمتہ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ ایک خبیث... نے جناب امام حسن علیہ السلام کی نزار طہر پر پاخانہ پیر دیا پس اسکو جنون ہو گیا۔ اور کہتے کی طرح سے بھونکنے لگا۔ اور مر گیا جب وہ دفن ہوا تو اسکی قبر سے ہی گتے کے بھونکنے کی سی آواز نکلتی رہی۔

جناب امام حسن علیہ السلام کا زہد

عن زہلہ ماری انہ خرجہ تعالیٰ من مالہ ثلاث مہرات وشاطرة مرتین حق فی نعلہ (مراد الجنان اما عبد اللہ سیافعی) اور جناب حسن علیہ السلام کے زہد کی نسبت روایت ہے کہ تین دفعہ انہوں نے

اپنی کل مال کو راہ خدا میں لٹا دیا اور وہ فوجیا آؤ مال کو مختصاً یہاں تک کہ اپنی جوتی کا ٹیکہ پڑن کہہ رہا اور ایک ماہ
تھک کر بیٹھا۔

جناب امام حسن علیہ السلام کا جود

وعن جوده انه سألہ اشکان فاعطاه خمسين الف درهم وخمس مائة دينار وقال ايت بحمال حمل
لك فاني بحمال فاعطاه طيلة سائمه وقال يكن كراء الحمال من قبلي رمانة الجنان لليافعي او جناب
امام حسن علیہ السلام کی خواہش کی نسبت برعایت ہو کہ ایک شخص نے ان سے کہہ بانگا اپنے اسکو پچاس ہزار
پانسو درہم بخش دیا اور کہا حمال کو لے آنا کہ اٹھا کر لیجائے وہ حمال کو لے آیا آپ نے اس حمال کو
اپنا چوغہ اتار دیا اور ارشاد کیا کہ مزدور کی مزدوری یہی ہماری طرف سے ہونی چاہیئے۔

(۲) ان رجلا سألہ وشکا الیہ حالہما فقال لهما الحسن وکیلہ وجعل یحاسبہ علی نفقاتہ ومقبوضاتہ
حتی استقصاها فقال ہات الفاضل فاحضر خمسين الف درهم فہو قال ما فعلت بالخمسمائة
دینار التي معك قال عندی قال فاحضرها فلما حضرها دفع الدلائم دالدا نایرا لی الرجل
واعتمد رصدا انوار الابصار ایک شخص نے جناب حسن علیہ السلام سے کہہ بانگا اور اپنے حال زاری کی
شکایت کی اپنے وکیل کو بلایا اور آپ اس کی اپنی آمدنی اور اخراجات کی جانچ کرنے لگے یہاں تک کہ تمام
جانچ ہو چکی پس اپنے وکیل سے فرمایا اب جو کچہ کہ اور باقی فاضل ہو اسکو لے آ۔ وہ پچاس ہزار درہم لے آیا
پھر اپنے فرمایا کہ تیرے پاس پانسو دینار تھے تو نے کیا کیے ہیں وکیل نے عرض کیا وہ میرے پاس
موجود ہیں آپ نے فرمایا اسکو حاضر کر حیا پس نے حاضر کیا آپ نے وہ سب درہم و دینار اس شخص کو دیدیے
اور اس کو مقرر خواہی کی۔

(۳) ومن کرمہ ما قتل عنہ انه سمع رجلا یسأل الله ربہ ان یمنی قمر عشرة الاف درهم فانصرف
الحسن الی منزلہ وبعث بہا الیہ رنودا ابصار اور جناب کے کرم کی نسبت نقل ہے کہ اپنے
سنا کہ ایک آدمی اسے بل جلالہ سے دس ہزار درہم مانگ رہا ہے جناب حسن علیہ السلام وہاں سے گھر کو
لوٹ پڑے اور اسکے پاس دس ہزار درہم بھیج دیے۔

(۴) قبل الحسن لای شی نزلہ لا تر دسائلہ وان كنت علی فاقہ فقال انی دسائل وفیہ راضی
وانا استغنی عن سائلہ واولادہ واولادہ واولادہ واولادہ واولادہ واولادہ واولادہ واولادہ واولادہ واولادہ واولادہ
علی الناس فاختار منقطع العادة ان یتجلی لعادة وانشدہ اذا ما اتانی سائل قلت جیا
من فضلہ فحق علی معجل ومن فضلہ فضل علی کل فاضل وفضل امام القتی حین فیصل

رہنما لا بصائر جناب حسن ہو لوگوں نے عرض کیا کہ انکو سہم دیکھتے ہیں کہ باوجودیکہ آپ فاقہ سے بھی ہوتی ہیں تو سائل کو رو نہیں کرتے آپ نے فرمایا میں خدا کی درگاہ کا سائل ہوں اور خدا سے مانگنے والا ہوں اور مجھے حیا آتی ہے کہ سائل ہو کر سائل کو رو کروں۔ خداوند تعالیٰ نے میرے ساتھ یہ عادت جاری کی وہ مجھ پر اپنی نعمتوں کو پہنچاتا ہے اور مینے عادت کی ہے کہ اسکی نعمتوں کو اسکی خلقت پر پہنچاؤں پس میں ڈرتا ہوں کہ عادت اللہ منقطع نہ ہو جائے اگر میں اپنی عادت کو رو کون بہرے شعر پڑھاؤں کہ جیسا میرے پاس سائل آتا ہے تو میں اسکو مر حبا کہتا ہوں۔ اسکے فضل ہی سے ہے مجھ پر حسن کو جلدی ادا کرنا۔ اوسا سی کے فضل سے ہر ایک فاضل پر فضل ہے۔ اور جو ان مرد کی عمر وہ حصہ نہایت فضل جس میں کہ بخشش کرتا ہے +

جناب امام حسن علیہ السلام کی تواضع

ذكر جماعة من العلماء في تصانيفهم انه مر بصبيان معجم كسر خبز فاستضافوه فانزل من على فريسة فاكل معهم ثم حملوا الى منزله وكسا لهم وقال ليد لهم لانهم لم يجدوا غير ما اطعمون ونحن نجد اكثر منه (مرآة الجنان للباحث) علما کی ایک جماعت نے اپنی تصانیف میں اسکا ذکر کیا ہے کہ جناب امام حسن علیہ السلام ایک دفعہ چند لڑکوں کے پاس سے ہو کر گذرے انکے پاس روٹیوں کے ٹکڑے تھے لڑکوں نے آپ کی ضیافت کی آپ گھوڑے پر سے اترے اور انکو ساتھ کمانے کو بیٹھے پیرا انکو اپنے گھر لے گئے اور انکو نئے کپڑے پہنائے اور انکے لیے بدلا دیو کے واسطے حکم دیا اور فرمایا کیونکہ میں سوا اسکی کہ جو کچھ انہوں نے ہکو کھلایا ہے اور کچھ نہیں ہتا۔ اور ہمارے پاس تو اس سے زیادہ ہے۔

جناب امام حسن علیہ السلام کا توکل

ما روی انه بلغه ان ابا خديجة رضي الله عنه يقول الفقرا حب الى من الغنا والسقم احب الى من الصحة فقال رحم الله اباهما انا اقول من اتكل على حسن اختيار الله تعالى لم يخير ما اختار الله له (مرآة الجنان للباحث) روایت ہے کہ جناب امام حسن کو خبر ملی کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تو انکی سے میرے نزدیک فقر بہتر ہے اور صحت سے بیماری آپ نے فرمایا ابوذر پر خدا رحم کرے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جس نے خدا کے حسن اختیار پر توکل کیا کیونکہ خدا کے اختیار کو اور کچھ اختیار کرے +

جناب امام حسن علیہ السلام کا علم

(۱) عن حمیر بن اسحاق قال کان مع ان امیرا علینا فکان یسب علیا کل جمعة علی المنبر والحسن یسمع فلا یرد شیئا ثم ارسل الیه رجلا یقول له بعلی وبعلی وبعلی وبک وبک وبک وما وجدت مثلك الا مثل البغلة یقال لها من ابوک فتقول اخی الغریب فقال له الحسن ارجع الیه فقل له انی والله ما احمو عنک شیئا مما قلت ولكن موعدی وموعدک الله فان کنت صادقا جزا الله بصدقت وان کنت کاذبا فانه اشد نقمة راخوچه بن سعد) حمیر بن اسحاق کہتے ہیں کہ مروان ہم پر حکمران تھا اور وہ ہر جمعہ کو منبر پر چڑھ کر جناب امیر علیہ السلام پر سب کیا کرتا تھا۔ اور جناب حسن علیہ السلام سناتے تھے۔ اور جناب نہ دیتے۔ ایک دن اس نے جناب حسن علیہ السلام کو پاس ایک آدمی کو بھیجا۔ اور یہ کہلا بھیجا کہ علی پر اور علی پر اور علی پر اور تجھ پر اور تجھ پر اور تجھ پر مثال ایک حجر کی ہے کہ جب اس کو پوچھا جاتا ہے کہ تیرا باپ کون ہے وہ کہتا ہے کہ میری ماں گھڑی ہے۔ جناب حسن علیہ السلام نے فرمایا۔ تو واپس مروان کے پاس جا کر سہار لطیف سے بیان کر دے کہ خدا کی قسم ہے کہ ہم تجھ سے کسی بات کو نہیں بہولے۔ لیکن ہمارے اور تیرے درمیان پروردگار الفصاف کرنے والا ہے اگر تو سچ کہہ رہا ہے تو خداوند تعالیٰ تجھ کو جزا دیگا۔ اور اگر تو جھوٹ بک رہا ہے تو پروردگار کی نعمت بہت سخت ہے۔

(۲) عن زبیر بن سوار قال کان بن الحسن وبن مروان کلاما فاقبل علیہ مروان فجعل یغلظ وحسن ساکت فامتنع مروان بہینہ فقال له الحسن ویحک ما علمت ان الیمان للوجه و الشمال للفرج اف لك فسکت مروان راخوچه بن سعد) زبیر بن سوار سے نقل ہے کہ جناب امام حسن علیہ السلام اور مروان کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی مروان گالیوں بکنے لگا جناب حسن چپ ہو رہے مروان نے اپنے سیکے ہاتھ سے ناک سنکی جناب حسن نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر تو نہیں جانتا کہ سید ہا ہاتھ موندنے کے لیے ہے اور اٹا فرج کے لیے افسوس ہے تجھ پر مروان چپ ہو گیا۔

(۳) حمیر بن اسحاق قال ما تکل عندی احد کان احب الی اذا تکلر ان یتکلم من الحسن ما سمعت منه کلمة فحس قط الامم فانه کان بن الحسن و عمر بن عثمان خصومة فی ارض فخرج الحسن امر الی ریضہ عمر فقال الحسن فلیس علینا الا ما رزم افنہ قال فہذا اشد

کلمہ فخش ما سقتنا منه قط (راخو جہ بن سعد) عمیر بن سحاق کہتے ہیں کہ میں نے میری پاس گفتگو نہیں کی
 نہ مجھے پہلی معلوم ہوئی ہو جبکہ جناب امام حسن بات کرنے لگتے تو اسکا چپ رہنا جناب حسن کے سامنے کھجلا اٹھتا
 ہوتا۔ میں نے کہیں کوئی کلمہ فخش انکی زبان مبارک سے نکلتے ہوئے نہیں سنا۔ مگر ایک دفعہ کہ جناب حسن اور
 عمرو بن عثمان بن ایک زمین کی نسبت جھگڑا تھا۔ جناب حسن علیہ السلام نے ایک امر پیش کیا عمرو بن عثمان
 اس پر راضی نہ ہوا جناب حسن نے فرمایا ہمارے پاس تلک پیٹھی ڈالنے کے سوا اور کوئی امر نہیں۔ عمیر بن
 سحاق کہتے ہیں کہ یہ جھگڑا سخت فخش کا کلمہ تھا جو میں نے بھی جناب حسن سے نہیں سنا تھا۔

جناب امام حسن علیہ السلام کی عبادت

قیل ان الحسن بن علی حجۃ حرات ماشیا وکان یقول انی لاستیجی من ربی ان القاء ولوامش
 المسیۃ (مسند الغابہ) کہتے ہیں کہ جناب حسن علیہ السلام بہت سے حج پیادہ پا کیے تھے اور فرمایا کرتے
 تھے کہ مجھے حیا آتی ہے کہ میں اپنے رب کے ملوں اور اسکے گھر کی طرف پیادہ پانچاؤں۔
 (۲) عن عبد اللہ بن عمر قال لقد حج الحسن خمساً وعشرين حجة ماشیا راخو جہ الحاکم (عمید
 بن عمیر ناقل ہیں کہ جناب حسن علیہ السلام نے پچیس حج پیادہ پا کیے تھے۔

جناب امام حسن علیہ السلام کی خلافت کا بیان

ولی الخلافة بعد قتل بابیه ثلاث عشرة یقیت من رمضان من شکره اربعین وبایعه اکثر من
 اربعین الفا کانوا قد بایعوا اباه وبقی سبعة اشهر خلیفة بالعراق ثم ترك الخلافة لاسد الغابہ
 جناب حسن اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد رمضان کے تیرہ دن باقی رہے چالیسویں سنہ میں
 خلیفہ ہوئے چالیس ہزار آدمی سے زیادہ نے انکی بیعت کی اور ان لوگوں نے انکے والد زبیر گوار کی
 بیعت بھی کی تھی۔ اور عراق میں سات مہینے خلیفہ رہے پھر اپنے خلافت کو ترک کر دیا۔

(۲) عن سفینة قال سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یقول الخلافة ثلاثون عاماً ثم یكون بعد
 ذلك للملک راخو جہ احمد صاحب السنن وصحیح بن حبان سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ
 میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خلافت تیس سال ہوگی پھر بادشاہی ہوگی۔
 احادیث کو امام احمد بن حنبل نے اور صاحبان سنن اربعہ نے روایت کیا اور ابن حبان اکیل صحیح
 کی ہے۔

قال العلماء لم يكن في الثلاثين بعد علي عليه السلام الا الخلفاء الاربعة واما الحسن ونايخ
الخلفاء علماء كثر من كثر من ريسون من صرف خلافت خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی اور جناب امام
حسن کی خلافت کے دن تھے ۔

(۳) عن سعيد بن جعفر قال قلت لسفيان بن امية يزعمون ان الخلافة فيه قال كذب
بنو الزهراء قام بلهم ملوك من اشد الملوك واول الملوك معاوية (تاريخ الخلفاء للسيوطي)
سعيد بن جہان کہتے ہیں کہ سنی سفینہ سے پوچھا بنی امیہ کا زعم ہے کہ خلافت ان میں ہے وہ کہنے
لگے یہ گنجی عورت کو پوت جھوٹ بولتے ہیں یہ بادشاہ ہیں سخت ترین بادشاہوں میں سے اور پہلا
بادشاہ معاویہ ہے ۔

(۴) عن يوسف بن سعد قال قام الرجل الى الحسن بن علي بعد ما ترك الخلافة فقال سق
وجوه المسلمين فقال ان النبي صلى الله عليه وسلم ارى بنی امیہ علی المنبر فساء ذلك فترات
انا ازلناه في ليلة القدر وما ادراك ما ليلة القدر ليلة القدر خیر من الف شهر تمکھا بعد
بنو امیہ راخرجه الترمذی والحاکم وابن جریر قال حسن اسد الغنابہ (یوسف بن سعد بن نقل ہے کہ جب
جناب امام حسن علیہ السلام نے خلافت کو ترک کر دیا ایک شخص نے کڑے ہو کر کہا آپ نے مسلمانوں
کا یونہی کالا کر دیا ہے ۔ آپ نے فرمایا یہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ
بنی امیہ حضور کے منبر پر چڑھتے اترتے ہیں حضور کو برا معلوم ہوا حضور کی تسلی کے لیے یہ سورت نازل
ہوئی کہ مجھے اناری کعبہ قدر اور یا رسول اللہ تو کیا جانتا ہے کہ لیلۃ القدر کیا ہے لیلۃ القدر نذر
مہینے سے بہتر ہے ۔ یہ وہی نذر مہینہ ہے کہ میرے بعد بنی امیہ جبراً ملک ہونگے ۔

(۵) وقد اختلف في وقت وفاته قال الواقدي مات سنة ثمان واربعمائة (اصابہ فی تمیز
الاصحابہ) جناب حسن علیہ السلام کی وفات میں اختلاف ہے واقدی کہتے ہیں کہ ہجرت انجاسویں
برس آپ نے انتقال فرمایا ہے ۔

(۶) وقال المدائني مات في ربيع الاول سنة خمسين (اصابہ) اور مدائنی کہتے ہیں
کہ یکا سوین برس آپ کا انتقال ہوا ہے ۔

(۷) وقال الهيثمي بن هادي مات سنة اربع واربعمائة (اصابہ) اور ہیثم بن ہادی کہتے ہیں کہ
چوالیسویں برس آپ نے رحلت فرمائی ہے ۔

(۸) وكان سبب موته ان زوجته جعد بنت الاشعث بن قيس سقت السم فكان توضع تحت طست

و ترفع اخروی نحو اربعین یوم فمات منه فلما اشتد مرضه قال لایخیه الحسین یا اخی سقیت لکم
 ثلاث مرات ولم استقمثل هذا انی لاصنع کبدی قال الحسین من سقاک یا اخی قال ما سواک
 عن هذا تريد ان تاتلهم اکلهم الی الله عز وجل ولما حضرته الوفاة ارسل الی لعلته فوی
 الله تعالی عنها بطلبها ان یدفن مع النبی صلی الله علیه وسلم فاجابته الی الخ لک فقال لایخیه اذا
 انامت فاطلب الی عائشة ان ادفن مع النبی صلی الله علیه وسلم فلعلک کنت طلبت منها فاجابت
 الی الخ فلعلها تستحب منی فان اذنت فادفنی فی بیتها واما اظن القوم یفتی امیہ میمنہ عونک فان
 فعلوا فلا تراجمهم فی ذلک فادفنی فی بقیع الغرقہ فلما توفی جاء الحسین الی عائشة فی ذلک فقال
 نعم وکرامته فبلغ ذلک مرہان وبنی امیہ فقالوا والله لا یدفن هنا لک ابد اقبلہ ذلک الحسین فان
 غلبت السلاخ ولعبہ مرہان فصرع ابوہریرۃ فقال والله انه لظلم منعم الحسن ان یدفن مع واهہ انه
 لاین رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم اتی الی الحسین فکلمہ وناشدہ الله وقال الیس قد قال اخوک
 ان حصد فردنی الی مقبرۃ المسلمین ففعل فحملہ الی البقیع ولم یشہد احد من بنو امیہ اسد الغلبہ
 جناب امام حسن علیہ السلام کی موت کا سبب یہ ہوا کہ آپ کو آپ کی بیوی جعدہ بنت شعث بن قیس نے
 زہر دیا ایک ٹشت آگے لے کر کہا جاتا تھا اور وہ خون سے پیرا ہوا اٹھا لیا جاتا تھا یہی حالت چاروتک ہی کہ نکاح مرض
 مزیج کر گیا۔ آپ نے بہاوی جناب امام حسین علیہ السلام سے فرمایا اسے بہاوی مجھ کو نہیں دفعہ زہر دیا گیا
 ہے لیکن کہی آیا زہر نہیں دیا گیا۔ میرا جگر کٹ کر گر گیا ہے۔ جناب امام حسین نے عرض کیا آپ کو
 کس نے زہر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا تم کیوں پوچھتے ہو آپ کا ان سے لڑیکا ارادہ ہے۔ میں ان کو خدا
 کے سپرد کرتا ہوں۔ جب جناب امام کی وفات کا وقت قریب آیا۔ جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا
 کی خدمت میں پیغام پہنچا کہ آپ مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن ہونے کی اجازت دین
 جناب ام المومنین نے اسکو منظور کیا جناب امام حسن علیہ السلام اپنے بہاوی جناب حسین علیہ السلام سے
 فرمانے لگے جب ہمارا انتقال ہو جائے آپ جناب ام المومنین سے میرے دفن کرنے کی نسبت کہلا
 بیجین انہوں نے مجھ سے شاید کہ بوجہ یا اقرار کر لیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مجھ کو
 جگہ دیجائے گی پس اگر وہ اجازت دیدین مجھ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کرتا
 لیکن ہمارا خیال ہے کہ بنی امیہ کی ذمہ آپ کو میرے دہان پر دفن کرنے سے مانع ہونگے پس ان کو
 زہر کر دین اور آپ مجھ کو بقیع غرقہ میں دفن کر دین جبکہ جناب امام حسن علیہ السلام کا انتقال ہو گیا
 جناب امام حسین علیہ السلام حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاس اسکے لیو تشرف

لے گئے آپؑ فرمایا بہتر ہے اوسان کا دفن ہونا عین کرامت ہے یہ خبر مروان اور بنی اسیر کو پہونچی۔ کہنے لگو ہم اس جگہ کہی نہیں دفن ہونے دینگے حبیب جناب امام حسین علیہ السلام نے سنا سلاح جنگ ذریب تن فرماؤ اور مروان نے بھی ہتھیار باندھ لیے یہ سنکر ابوہریرہ کہنے لگے خدا کی قسم ہے ثنا ظلم ہے کہ جناب امام حسن علیہ السلام کو انکے والد ماجد علیہ التحیۃ والتنا کے پاس دفن کرنے سے منع کیا جائے۔ واسر وہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں۔ یہ جناب امام حسین علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ آپ جنگ نہ کریں آیا آپ کے آپکے بہادر بزرگوار نے نہیں کہا تھا کہ اگر آپ کو کسی قسم کا خوف ہو تو مجھ کو سلمانوں کے مقبرہ میں دفن کریں پس جناب امام حسین حضرت امام حسن علیہ السلام کے جنازہ کو حنت لہجے میں لے گئے اور بنی اسیر میں سے کوئی شخص آپ کے جنازہ پر نہ حاضر ہوا۔

(۹) وسمتہ امرأتہ جدۃ بنت الاشعث بن قیس الکندی وقالت طائفة کان ذلک منها بتد معاویۃ (استیعاب) اور آپ کو آپکی بیوی جدہ بنت اشعث بن قیس الکندی نے نہر دیا۔ اور ایک لڑوہ کا قول ہے کہ یہ نہر دنیا اسیر معاویہ کی سازش سے تھا۔

(۱۰) وذکر ان امرأتہ جدۃ سقتہ المم وقد کان معاویۃ دس لیہا ان احتلت فقتل الحسن فجعلت لیک بائۃ الف درهم وزوجتک یزید فکان ذلک الذی بعثها علی یمہ فلما مات ولی لها المعاویۃ بالمال وارسل الیہا انا خب جبات یزید ولولا ذلک یوفینا لک بتزوجہ (مروج الذهب المستودک) ذکر کرتے ہیں آپ کی بیوی جدہ نے آپ کو نہر دیا اس میں معاویہ کی سازش تھی کہ اگر تو نے کسی حلیہ سے جناب امام حسن کو قتل کیا تو میں تجھے کو ایک لاکھ درہم سے بھیجے گا اور یزید عین سے تیرا نکاح کر دوں گا۔ پس اس فریب میں اسکو جناب امام حسن کی نہر دینے پر راضی ہو گئے کیا تھا حبیب جناب امام حسن رحلت فرما گئے اسیر معاویہ نے جسے حسب عدہ مال سکے پاس بھیج دیا اور کہلا بھیجا کہ میں یزید کی زندگی کا خواہاں ہوں اگر اس بات کا خوف نہ ہوتا تو میں تیرا نکاح اس سے کر دیتا۔

(۱۱) عن الفضل بن عباس قال وفد عبد اللہ بن عباس علی معاویۃ قال فوامہ انی لغی المسجد کبر معاویۃ فی الخضر الکبر اهل الخضر ثم کبر اهل المسجد فیکبر اهل الخضر ثم اخرجت فاخترت بنت قرطۃ بن عمرو بن نوفل بن عبد مناف من خوخی لہا فقالت سرک اللہ یا امیر ما هذا الذی بلغک قبروت ببقال موت الحسن بن علی فقالت انا لله وانا الیہ راجعہ ثم بکت وقالت مات سید المسلمین وابن بنت رسول رب العالمین۔ فقال معاویۃ فماذا لہما

فعلت انه كان كذا ان يبكي عليه ثم بلغه الخبر ابن عباس فراح فدخل على معاوية قال علمت
 ابن عباس ان الحسن توفي قال الذالك كبرت قال نعم قال والله ما موته بالذی اجلك
 ولئن اصابته فقد اصببت بسيد المرسلين وامام المتقين ورسول رب العالمين فحبر
 الله تلك المصيبة ورفع تلك العبرة فقال ويحك يا ابن عباس ما كلمتك الا وجدتك معدارا حجة
 محمد ابن جرير الطبري في تاريخه فضل بن عباس کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عباس بطریق سفارت معاویہ
 کے پاس گئے ہوئے تھے وہ ناقل ہیں کہ میں مسجد میں ناگمان معاویہ نے تکبیر بلند کی اور قصر خضر کے آدمی بھی
 تکبیر کہنے لگے اور انکی آواز سنکر مسجد کے لوگ بھی تکبیر پڑھنے لگے پس کفر فاختہ بنت قریظ اپنی کمر کی سی
 باہر نکلیں اور کہا اے امیر خدا تجھ کو خوش رکھے کون سی ایسی خبر آپ کو ملی ہے کہ جسکی وجہ سے آپ خوش
 ہوئے ہیں معاویہ نے کہا جتنا حسن علیہ السلام کے مرثیہ کی خبر سے خوش ہوا ہوں۔ فاختہ اناسہ وانا الیہ رجوع
 کمر روئے لگین اور کہنے لگے افسوس ہے کہ مسلمانوں کا سردار اور رسول رب العالمین کی بیٹی کا بیٹا
 مر گیا ہے۔ معاویہ نے کہا ہاں قسم ہے خدا کی وہ ہدیکہ اہل تھا جو کچھ کہتے گریات۔ وہ ہرگز اس کا
 اہل نہیں تھا کہ کوئی اسپر روئے۔ یہ خبر ابن عباس تک پہنچ کر وہ آرام کر کے معاویہ کے پاس گئے معاویہ
 کہا اے ابن عباس مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ حسن بن علی کا انتقال ہو گیا ہے عبد اللہ بن عباس نے کہنے
 لگے اہا تم نے اسی لیے تکبیر پڑھی تھی معاویہ نے کہا ہاں ابن عباس نے کہا وائے اگر وہ مر گئے ہوں تو تو بھی
 باقی نہیں رہیگا۔
 ادا اگر ہم مر جائیں گے تو سید المرسلین اور امام المتقین اور رسول
 رب العالمین کے پاس پہنچ جائیں گے پس خداوند تعالیٰ ہمارے زخم کی مرہم پٹی کرے گا اور ہماری لٹو
 پونچھ جائیں گی معاویہ کہنے لگے تجھ پر افسوس ہے اے ابن عباس میں نے کہی تجھ سے گفتگو نہیں کی کہ
 شکو طیار نہ پایا ہو۔

مناقب جناب امام حسین علیہ السلام

- (۱) قال اللیث ابن سعد ولدت فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم الحسين بن علي في
 ليال خلون سنة اربع (اخرجه الدوقلابي) لیث بن سعد کہتے ہیں کہ جناب حسین علیہ السلام پیر کی کچھ تیر
 برس کے پھر گزرے ہوئے پیدا ہوئے۔
- (۲) قال الزبير بن بكار ولد الحسين بن خمس خلون من شعبان سنة اربع (اسد الغابة) زبیر بن بكار
 کہتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام شعبان کی پانچویں تاریخ ہجرت کے چوتھے برس تولد ہوئے ہیں۔

(۳) قال جعفر بن محمد لم يكن بين الجمل بالحسين بعد ولادة حسن الاطهر واحد راسد الغائب جناب امام بقرصادق عليه السلام بن محمد باقر سے منقول ہے کہ حسین علیہ السلام کی حمل اور ولادت حسن علیہ السلام میں فاصلہ ایک طہر کا تھا۔

(۴) وقال القنادة ولد الحسين بعد الحسن بسنة وعشرة اشهر فولد ستين وخمسة اشهر ونصف شهر من المحنة راسد الغائب اور قنادہ کہتے ہیں کہ جناب امام حسین علیہ السلام جناب امام حسن علیہ السلام کی ولادت کے ایک برس اور دس مہینے بعد تولد ہوئے بیت ابن جناب امام حسین علیہ السلام ہجرت و سار ہے تین مہینے کے بعد پیدا ہوئے

(۵) قال الواقدي علفت فاطمة بالحسين بعد ولادت الحسن بخمسين ليلة (اصابه) وهذا ارجح المرويات (نزل الابرار) واقدي حرمه الله عليه لکھتے ہیں کہ جناب حسین علیہ السلام کا علوق حضرت حسن علیہ السلام کے چچا سوین شریک کے بعد ہوا ہے۔ علامہ ابن حجر نے اسکو اصحابہ فی تنزیہ الصحابہ میں لکھا ہے اور نزل الابرار میں علامہ بخشتی لکھتے ہیں کہ سب واقیون ہیں یہ روایت راجح ہے۔

(۶) قال بعض الرواة انه ولد لسته اشهر (نزل الابرار) بعض اوپون کا یہ قول ہے کہ جناب حسین علیہ السلام چھ ماہ کے پیدا ہوئے ہیں۔

(۷) فلما ولد اذن النبي صلى الله عليه وسلم في اذنه اليمنى واما في اذنه اليسرى وختة يوم السابع من ولادته وعق عنه كبشا او كبشين وقال لفاطمة زنى شعرة ونصدي في بونته فضة واعطى لفاطمة رجل العقيقة (نزل الابرار) جب جناب امام حسین علیہ السلام تولد ہوئے تھوڑے ہی عقیقہ کیلئے انکے سید کا نین اذان اور اٹنے کا نین اقامت کی اور ساتویں روز عقیقہ کیا اور ایک سینڈ باعقیقہ کیا یا دوسینڈ ہے بچ کیے جناب فاطمہ سے فرما۔ اسکے بالوں کو وزن کر کے اسکے برابر چاندی خیرات کروادو امی کو عقیقہ کے پائے دو۔

(۸) عن محمد بن المنكدر قال ان النبي صلى الله عليه وسلم ختن الحسين بسبعة ايام. وخرجته اذ ولد في محمدين المنكدر رکتہ میں کہ جناب بنی امیہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امام حسین علیہ السلام کا ساتویں روز ختنہ کیا ہے۔

(۹) وسماه رسول الله صلى الله عليه وسلم حسينا وكان يكنى ابا عبد الله ويلقب بالسيد والطيب الزكي والسبط والرشيد والهادي والمبارك والتابع لمحنة الله والدليل على ذات الله والشهيد الاكبر (نزل الابرار) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انکا نام حسین اور کنیت

ابا عبد اللہ۔ اور لقب سید اور طیب اور زکی اور سبط اور رشید اور وقی اور مبارک اور تابع لمصنعة السلام
اور دلیل علی ذات اللہ اور شہید اکبر رکھا۔

(۱۰) عن علی قال الحسن اشبه برسول الله صلى الله عليه وسلم ما بين الصد إلى الرأس و
الحسين اشبه برسول الله صلى الله عليه وسلم ما كان اسفل من ذلك اخوجه الترمذی جناب
امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے سینہ تک حسن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شبیہ تھے اور حسین صدر
سے پاؤں تک حضور کے مشابہ تھے۔

(۱۱) عن النضر بن مالك قال اتى ابن زياد برأس الحسين فجعل في طست يكت عليه قال في
حسنه شيئا قال النضر كان اشبه بهم رسول الله صلى الله عليه وسلم اخوجه ابو نعيم في الحنية
النضر بن مالك کہتے ہیں کہ ابن زیاد کے پاس جناب حسین علیہ السلام کا سر اقدس ایک طشت میں لایا
وہ چھڑی مار کر آپ کے حسن و جمال میں کچھ کہنے لگا۔ النضر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ سب لوگوں کے
زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شبیہ تھے۔

(۱۲) عن يعلى بن مرقا قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حسين مني وانا من حسين احب الله
من احب الحسين حسين سبط من الاسباط اخوجه الدلیلی وابن سعد وابن ابی شیبہ و
احمد و البخاری وابن ماجہ و الترمذی و الحاکم و ابو نعیم و ابن اثیر فی اسد الغابہ علی
بن مرہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسین محبوب ہے اور میں حسین کے
ہوں خدا اسکو دوست رکھتا ہے جو حسین کو دوست رکھے حسین سبط ہی سبط ہے

(۱۳) عن الغبراء بن جریب: بينما عبد الله بن عمر جالس في ظل الكعبة اذ اراد الحسين مقبلا
فقال هذا احب اهل الارض الى اهل السماء اليوم را صابا في تميز الصحابة غير ابن جریب
روایت ہے کہ ایک روز عبد اللہ بن عمر کعبۃ اللہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگہان جناب امام حسین
علیہ السلام کو تشریف لائے ہو دیکھا اور کہا کہ آج کے دن یہ شخص اہل آسمان کے نزدیک تمام اہل زمین سے
زیادہ محبوب ہے۔

(۱۴) قال الزبير بن بكار حدثني مصعب قال حج الحسين خمس وعشرين حجة ماشيا را اسدا الغبراء
عن مصعب بن عبد الله قال حج الحسين خمساً وعشرين حجة ماشيا را اخوجه الطبرانی في الكبير
زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ مجھ سے مصعب نے کہہ دیا کہ جناب حسین علیہ السلام نے پچیس حج پا پیا وہ کہتے ہیں
(۱۵) عن ابی هريرة قال ابصرت عيناى وسمعت اذ نأى رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو اخذ

بکفی حسین و قدماہ علیہ قدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو یقول حزقه حزقه ترق علیہ
بقہ قال فرق الغلام حتی وضع قدمہ علی صدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال لا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افتح فاک ثم قبلہ ثم قال اللہم انی احبہ فأحبہ راخو جہ ابو عمر
والطبرانی فی الکبیر ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی دو نوں ٹکھون سے دیکھا اور دونوں کا نون سے سنا
ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ جناب حسین علیہ السلام کے پکڑے ہوئے تھے
اور جناب حسین کے دونوں قدم حضور کو سینہ مبارک پر تھوڑا آپ فرما رہے تھے کہ مجھے بھلائی ہے اور پورا چل رہا ہے پس لشکر
نے یعنی امام حسین نے چلا لیا اور دونوں قدم حضور کے سینہ مطہر پر رکھے یہ آپ نے فرمایا اپنے منہ
کو کھول بہر اپنے انکے منہ کو چومنا اور فرمایا اے پروردگار میں اس کو محبوب رکھتا ہوں تو یہی اس کو
محبوب رکھہ +

(۱۶) عن عبید بن حنین قال حدثنی الحسن بن علی قال اتیت عمر و هو یخطب علی المنبر فصعدت
الیہ فقلت انزل عنی منبر لای واذهب الی منبر ابیک فقال عمر لم یکن لابی منبر و اخذنی فاجلس
معه اقلب صوی بیدی فلما نزل انطلق بی الی منبر لہ فقال لی من علمک فقلت واللہ ما
علفنی احد قال فأتیتہ وهو خال بمعاویہ وابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی الباب
فخرج ابن عمر فوجعت معہ فقلت لی بعد ذلک فقال لہ امارک قلت یا امیر المؤمنین انی جئت وانت
خال بمعاویہ مع ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فقال انت احق من ابن عمر
رضی اللہ عنہم سندا صحیحہ عند الخطیب راصابہ عبید بن حنین کہتے ہیں کہ جناب حسین علیہ
السلام مجھ سے بیان فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں حضرت عمر کے پاس گیا وہ منبر پر خطبہ پڑھ رہے
تھے میں نے اوپر چڑھ کر کہا میرے باپ کے منبر پر سے اتر جا اور جا اپنے باپ کے منبر پر بیٹھ یہ عمر رضی
اللہ عنہ نے کہا میرے باپ کا منبر نہیں تھا۔ یہ کہہ کر مجھ کو پکڑ کے اپنے پاس منبر پر بٹھا لیا۔ میں اس پر
بیٹھا رہا اور کنگروں کو ادھر ادھر لوٹ پوٹ کرتا رہا جب وہ منبر سے اترے مجھ کو اپنے ساتھ اپنے
گہر میں لیگئے اور مجھ سے پوچھا کہ یہ بات تم کو کس نے سکھائی ہے۔ میں نے کہا واللہ مجھ سے کہا
کسی نے نہیں سکھائی جناب امام فرماتے ہیں کہ ہم میں انکے پاس گیا وہ معاویہ کے ساتھ
خلوت کر رہے تھے اور ابن عمر دروازہ پر تھے پس ابن عمر لوٹ پڑے اور میں بھی انکے ساتھ لوٹا
آیا۔ پھر اسکے بعد عمر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور کہنے لگے جتنے آپ کو نہیں دیکھا میں نے کہا یا
امیر المؤمنین میں تمہارے پاس آیا تھا تم معاویہ کے ساتھ خلوت میں تھے۔ پس ابن عمر انکے

ساتھ لوٹ گیا۔ وہ کہنے لگے تم ابن عمر سے زیادہ تر حقدار تھے۔

(۱۷) عن البراء بن عازب قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم حامل الحسين على عاتقه وهو يقول اللهم اني احبه فاحبه رنزل الابرار) برابر بن عازب کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حسین علیہ السلام کو کندھے پر اٹھائے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یا اہل امین اس سے محبت رکھتا ہوں تو یہی اس سے محبت کر۔

(۱۸) عن جابر بن عبد الله قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من سره ان ينظر الى سيد شباب اهل الجنة فليتنظر الى الحسين بن علي ر اخرج بن حبان - وابو يعلى وابو عساكر) جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اہل جنت کو سرور کو دیکھنے کی آرزو رکھتا ہو وہ حسین ابن علی کو دیکھ لے۔

(۱۹) عن ابی ہریرۃ از النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلس فی المسجد فجاء الحسن بن علی بنی حتی سقط فی حجرہ فجعل صابغہ فی لحيۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمد ای الحسین فادخل فاه فی فیه ثم قال اللهم انی احبه فاحبه واحب من یحبه ر اخرجہ خیرم) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے جناب حسین علیہ السلام تشریف لائے اور آپ کی غونٹ مبارک میں لیٹ گئے اور اپنی اذنگلیاں حضور کی ریش مبارک میں ڈالنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے مونہ کو کھولا اور اپنا منہ انکے مونہ میں ڈالا پھر فرمایا اے پروردگار میں اس کو محبوب رکھتا ہوں تو یہی اسے محبوب رکھ۔

(۲۰) عن ابی ہریرۃ قال رأیت رسول الله صلى الله عليه وسلم يمتص لعاب الحسن كما يمتص لرجل النملة ر اخرج ابن العساکر) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جناب حسین علیہ السلام کی لعاب دہن اس طرح سے چوستے تھے جس طرح سے کہ آدمی کبوتر کو چوستا ہے۔

(۲۱) عن زید بن زیاد خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم من بيت ام المؤمنين عائشة رضي الله تعالى عنها فامر علي باب فاطمة فسمع حسينا يبكي فقال له تعالى ان بكاءه يؤذيني رنزل الابرار) زید بن زیاد کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے نکل کر جناب سیدہ علیہا السلام کی دستانہ پر سے گزرے اور جناب حسین علیہ السلام کو دوتے ہوئے سنا اور فرمایا فاطمہ تم نہیں جانتے کہ اس کے رونے سے میرا دل دکھتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امام حسین کی شہادت پر خبر دینا

عن ابی امامۃ الباہلی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تنکوا هذا الصبی یعنی حسیناً قال
وکان یومر ام سلمۃ فتزل جبریل قد دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال لا مرسلۃ لا یجوز
احدا یدخل علی فجارا لحسین فلما نظر الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی البیت اراد ان یدخل فاختار
امرسلۃ واعتنقته وجعلت تنأحیه ویسکته فلما اشتد البکا دخلت عنہ فدخل حق جالس فی حجر
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال جبریل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ان امک ستقتل ابتک هذا فتناول جبریل
ترتۃ فقال بمکان کذا او کذا فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد احضن حسینا کاسفا للبال مغموا
فطنت امرسلۃ انه غضب من دخول الصبی فقالت یا نبی اللہ جعلت لک الغدا انک قلت لنا لا تنکوا
هذا الصبی وامرتنی ان لا ادع احدا یدخل علیک فجاءت فخلت عنہ فلم یرد علیہا جوابا فخرج
الی الصحابة وھم جلوس فقال لھم ان امتی یقتلون هذا و فی القوم ابو بکر وعمر وقال صلی اللہ
علیہ وسلم هذا ترتبہ وادھم ایاھا راخرجه الطبرانی فی الکبیر فی مسند ابی امامۃ الباہلی (۱) ابی
امامہ باہلی سے مروی ہے کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ اس لڑکے یعنی امام حسین علیہ
السلام کو تم مت رولا یا کرو۔ اس روز جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی باری تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل
مازل ہوئے حضرت گھر کی کوٹھری میں تشریف لیگئے۔ اور ام سلمہ سے فرمایا میرے پاس کسی کو مت آنے دینا
ناگمان جناب حسین علیہ السلام تشریف لائے اور حضرت کو دیکھ کر کوٹھری میں گھس کر گئے جناب ام سلمہ نے انکو
پکڑ کر گلے سے لگالیا۔ اور انکو اندر جانے سے روک رکھا اور انکو روکنے سے چپ کرانے لگیں جب وہ سخت
رہنے لگے جناب ام سلمہ نے انکو چوڑ دیا۔ اور وہ حضرت کے پاس جا کر گود میں بیٹھ گئے۔ جبریل علیہ السلام نے
عرض کیا آپ کی بہت انکو عنقریب قتل کر دے گی اور تہہ بڑھا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تھوڑی سی بیٹی دی
اور کہا وہ ایسے مکان میں شہید کیے جائیں گے۔ پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب حسین کو گود میں بیٹھ کر
نبات نکلیں برآمد ہوئے جناب ام سلمہ نے خیال کیا کہ شاید حضرت جناب حسین کے اندر جانسی ناراض ہوویں وہ عرض کر ڈالیں
یا نبی امیرن انکو قربان ہو جاؤں حضرت نے ہمیں فرمایا تاکہ اس لڑکی کو ست رلا یا کرو اور یہی حکم دیتا کہ کسی کو سر یا پر
گھر میں مت داخل ہونے دینا جناب امام حسین تشریف لائے تو زمین نے انکو روک رکھا تا حضرت نے جناب
ام سلمہ کو کچھ جواب ندیا اور صحابہ کے پاس تشریف لائے سب صحابہ بیٹھ ہوئے تھے حضرت نے انکو فرمایا تجھ تو
میری بہت ہنسکو شہید کر لی صحابہ میں حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے حضرت نے انکو دکھا کر فرمایا
کہ جہاں پر یہ شہید کیے جائیں گے وہاں کی بیٹی ہے ۔

(۲) عن النضر بن الحارث قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان ابنتی هذا تقتل بارض

العراق قال لما ذكر بلا فتر شهيد ذلك منكم فليصرفه فخرج انس بن الحارث الى كربلاء فقتل بها مع الحسين وراخجه بن السكن والبغوي وابن مندة وابو نعيم وابن عساكر) انس بن الحارث کتوہین کہ منو جناب سوال اہل علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے امام حسین عراق کی زمین مارا جائیگا جسکو کہ بلا کہتے ہیں۔ پس جو شخص کہ تم میں سے وہاں موجود ہوا اسکو چاہیے کہ اسکی مدد کرے۔ پس انس بن حارث امام حسن کے رکاب سعادت میں نکلے اور وہاں شہید ہو گئے۔

(۳) عن عائشة رضي الله عنها ان النبي صلى الله عليه قال اخبرني جابر بن عبد الله ان ابني الحسين يقتل بارض الطف فجادني بهذه التربة واخبرني ان فيها مغجبة راخوجه بن سعد والطبراني جناب ام المؤمنين عائشة صدیقا رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جابر بن عبد اللہ السلام نے مجھکو خبر دی ہے کہ میرا بیٹا حسین طلع کی زمین میں مارا جائے گا۔ اور یہی مٹی مجھکو لا کر دکھائی گئی ہے۔ کہ اس میں انکی قبر ہوگی +

(۴) عن ابی سلمة بن عبد الرحمن ان الحسین دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعنده جابر بن عبد الله في مشربة عائشة رضي الله عنها فقال له جابر بن عبد الله ستقتله امتك وان شئت اخبرتك بالارض التي يقتل فيها واشار جابر بن عبد الله الى الطف بالعراق فاخذ تربة حمراء فاداه اياها راخوجه البیهقی) ابی سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب امام حسین علیہ السلام پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں تشریف لائے اور ہوقت حضور کے پاس جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جابر بن عبد اللہ شریف رکھتے تھے حضرت جابر علیہ السلام نے حضور سے عرض کیا کہ انکو آپ کی ہمت مار ڈالے گی اور اگر آپ چاہیں تو میں اس زمین سے خبر دی سکتا ہوں جس میں کہ وہ شہید ہونگے اور جابر بن عبد اللہ نے اپنے ہاتھ سے طلع عراق کی طرف اشارہ کیا اور سرخ مٹی وہاں کی اپکے دکھائی +

(۵) عن ام الفضل بنت الحارث ان النبي صلى الله عليه قال اتاني جابر بن عبد الله فاخبرني ان ابني ستقتل ابني هذا يعني الحسين واتاني من تربة حمراء راخوجه ابو داود والحاكم ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھکو جابر بن عبد اللہ السلام نے خبر دی کہ میری ہمت اس پر بیٹھے یعنی حسین کو عنقریب قتل کر دیگی۔ اور مجھے سرخ مٹی وہاں کی لادی ہے +

(۶) عن ام الفضل بنت الحارث قالت دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم ما بالحسين فوضعت في حجر جانبي القفانة فاذا عينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فها قال اتاني جابر بن عبد الله فاخبرني ان ابني ستقتل ابني هذا فاتاني بتربة من حمراء راخوجه الحاكم والبيهقي) ام الفضل بنت حارث |

کہتے ہیں کہ میں جناب حسین علیہ السلام کو لیے ہوئے ایک دن آنحضرت کے حضور میں گئے اور سینے انکو حضور کے گود میں رکھ دیا پر مجھے ایک کام پیش آگیا جیسا کہ میں فرما رہا ہوں تو کیا دیکھتی ہوں کہ حضور کی چشم مبارک خشک یا زمین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور خبر دی ہے کہ میرے اس بیٹے کو میری ہمت قتل کرے گی اور مجھ کو دہان کی سرخ مٹی لاکر دکھائی ہے ۔

(۶) عن ام سلمة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم دخل على اليوم ملك ولم يدخل على قلبها فقال لي ان ابنك هذا حسينا مقتول وان شئت اريتك من تربه الارض التي قتل فيها فاخرج تربه حمراء راخو حمر احمد جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائی تھے کہ آج میرے پاس ایک فرشتہ آیا ہے جہاں گئے اس کے کہی نہیں آیتا کہنے لگا یہ تحقیق یا لکھا بیٹا حسین شہید ہونے والا ہے اگر آپ چاہیں تو جس زمین میں وہ قتل ہونگے اسکی مٹی حضور کو دکھاؤں پر سرخ مٹی مجھے دکھا کر دی ۔

(۷) عن ام سلمة از رسول الله صلى الله عليه وسلم اضطلع ذات يوم فاستيقظ وهو ناثر دني بفتح تربة حمراء يقلبها فقلت ما هذا التربة يا رسول الله قال ان هذا من جابريل ان هذا يعني الحسين يقتل بارض العراق وهذا تربتها راخو حمر اسحاق بن راهويه والبيهقي وابو نعيم جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک روز پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خواب استراحت فرما کر اٹھے انکے دست مبارک میں مٹی تھی جسکو ٹوٹ پوٹ کر بے تہہ سینہ عرض کیا یا رسول اللہ یہ مٹی کیسی ہے آپ نے ارشاد کیا کہ جبریل نے مجھ کو خبر دی ہے کہ حسین اقصیٰ میں شہید ہونگے اور یہ دہان کی مٹی ہے ۔

(۸) عن ام سلمة قالت كان الحسن والحسين يلعبان في بيتي فانزل جابريل فقال يا محمد ان امك تقتل ابنك هذا من بعدك واوحى الى الحسين واتاه بتربة فضعها ففرق قال ربحكوب وبلاد وقال يا ام سلمة اذا تحولت هذا التربة دما فاعلى ان ابني قد قتل فجعلتها في قارورة راخو حمر ابو نعيم جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب حسین علیہما السلام میرے گہ میں کہیلے تھے تھے پس جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہنے لگے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ تحقیق لکھی ہمت اس آگے بیٹے کو آگے بعد قتل کرے گی اور حضور کو اس جگہ کی مٹی لاکر دکھائی آپ نے ہنس کر فرمایا اس سے تکلیف اور رنج کی آتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایسا علم عطا کیا کہ جب تم اس مٹی کو لوٹو اور خون ہو مٹی پاؤ پس سمجھ لو کہ یہ میرا بیٹا شہید ہو گیا ہے میں نے وہ ایک سیدہ میں ڈال دی ۔

(۹) عن سعد بن حبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فاعلى الى الحسين واتيت بتربة واخبرت

بقائلہ (اخرجہ الدلیلی) سفاذ بن جہل کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے حسیب کی شہادت سو خیر وار کیا گیا ہے اور مجھ کو اسکی مٹی دکھائی گئی ہے اور اسکے قاتل کی خبر دی گئی ہے *

(۱۰) عن ابن عباس قال ما كنا نذكر اهل البيت متوافرين ان الحسين يقتل بارض الطغر اخرجہ الحاکم ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم اور بیت سواہل بیت ہرگز اس میں شک نہیں کرتے تھے کہ حسین علیہ السلام زمین طغ میں شہید کیے جائیں گے *

(۱۱) عن ابن عباس قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نصف النهار اشعث واغبر بید قارودہ فیہا دم ملقط فسالہ فقال دمر الحسین واحمہا بہ لہ ازل اتبعہ منذ الیوم فخطر وافوجد واملق قتل ذلک الیوم راخرجہ احمد والترمذی والبیہقی) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے تو لیدہ سو غبار الوہ انکے ہاتھ میں ایک شیشی تھی اس میں مٹی سے ملا ہوا خون تھا حضور سے استفار کیا گیا آپ نے فرمایا حسین اور اسکے دوستوں کا خون ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں ہمیشہ اسکو دیکھا کرتا تھا ایک دن اسکو دیکھا کہ بالکل خون ہو گیا ہے پس معلوم ہوا کہ جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے ہیں *

(۱۲) عن انس قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال استاذن ملک المطر بہ ان یزود النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذن بہ وکان فی یوم امرسلۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا امرسلۃ احفظی علینا الباب لا یدخل احد فشاہ علی الباب اذ دخل الحسین فاقتحم فوثب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلقہ ویقبلہ فقال الملك اتعبہ قال نعم قال ان ستقتلہ امتک وازنتک اربک المكان الذی یقتل بہ فاراک فجاء بسجلۃ او تراب احمر فاخذتہ امرسلۃ فجعلتہ فی ثوبہا راخرجہ البغوی فی معجمہ وابو حاتم فی معجمہ وابو نعیم فی الحلیۃ واحمد والملا فی سیرتہ دروی احمد نحوہ وفی ردایۃ الملاحات امرسلۃ فمرنا ولنی کفا من تراب احمر وقال ان ہذا من تربۃ الارض التی یقتل بہا فمقی صار دما فاعلی انہ قد قتل قالت عامرسلۃ فوضعتہ فی قارودہ عندی وکنت احول ان یوما یحول فیہ دما النسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مدینہ کے فرشتے نے پروردگار عالم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے اذن مانگا خداوند تعالیٰ نے اسکو اذن دیا اسدن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گہر تشریف کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے ام سلمہ دروازہ بند کر دے تا کہ ہمارے پاس کوئی نہ آئے اتنے میں جناب حسین تشریف لائے اور دروازہ کو دھکیل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ السلام پر کوڑے حضرت انکو چوسنے لگو فرشتے نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ ن سو محبت کے ہو میں آپ پر فرمایا ہاں۔ اس نے عرض کیا کہ آپ کی ہمت انکو قتل کر گئی اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ مکان دکھاؤں جہاں پر وہ شہید ہو گئے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ جگہ دکھائی۔ اور حضرت کو نرم مٹی یا خاک وہاں کی لاکر دی پس اس مٹی کو جناب ام سلمہ نے اپنے کپڑوں میں لپیٹ لیا بغوثی نے سحرمین اور ابو جہم نے اپنی جامع صحیحہ میں اور ابو نعیم نے علیہ الاولیاء میں اس حدیث کو روایت کیا ہے اور امام احمد نے بھی اسے روایت کی ہے۔ اور ملانے اپنی سیرت میں اس حدیث کو کسب قدر زیادتی سے روایت کیا ہے کہ جناب ام سلمہ روایت کرتی ہیں کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹی پر سنج مٹی مجھ کو دی اور کہا یہ مٹی اس رخ میں کی ہے کہ جہاں وہ شہید ہو گئے پس جبکہ یہ خون بنجائے تھے جان لینا کہ وہ قتل ہو گئے ہیں جناب ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے اسکو ایک شیشی میں رکھ لیا۔ اور میں اسکو لوٹ پوٹ کرتی رہی ایک دن جو سینے اسکو لوٹا تو وہ خون ہو گئی تھی *

(۱۳) عن الشعبي قال مر على بكر بلا عند مسبق الى صفين وحاذي نديوى قرية على الفرات فوقت وسال عن اسم هذه الارض فقيل له كربلا فبكى حتى بل الارض من دموعه ثم قال دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يبكي فقلت ما يبكيك قال كان عندى جبريل انقا واخبرني ان ولدى الحسين يقتل بشاطئ الفرات بموضع يقال له كربلا ثم قبض جبريل قبضة من تراب فمحنه اياها راخرجه احمد) شعبى عليه الرحمة فرماتے ہیں کہ صفین کی طرف جاتے ہوئے جناب امیر علیہ السلام قرینہ نبوی کے مقابل فرات کنارے گزرے تھے وہاں پہچان کر آپ نے کہا کہ اس کا نام کیا ہے لوگوں نے کہا کہ بلکہ آپ رونے لگے یہاں تک کہ آپ کے اشکوں سے زمین تر ہو گئی۔ پھر فرمایا کہ میں ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا حضور رو رہے تھے میں نے عرض کیا جناب کیون گریہ کر رہے ہیں حضرت نے فرمایا ابی ابی جبریل میرے پاس آئے تھے مجھ کو کہنے لگے کہ میرا بیٹا حسین فرات کے کنارے پر شہید کیا جائیگا جس مقام کا نام کر بلا ہے پھر جبریل نے وہاں کی مٹی کی مٹی پر کر بجھے سنگبای *

(۱۴) عن اصبح بن نباته قال اتينا مع علي بن ابي طالب قبر الحسين فقال ههنا مناخ ركابهم وههنا موضع رحالهم وههنا مرقى دما ثم فرقة من آل محمد صلى الله عليه وسلم يقاتلون بهذه العرصة تبكي عليهم السماء والارض راخرجه الملا وابو نعيم) اخطب الخطباء المبلغ بالبصرة اصبح بن نباته رحمة اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم جناب امیر علیہ السلام کی رکاب سعادۃ میں موضع قبر حسین

علیہ السلام پر گنبد ہے جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں: یا انکے اوثقون کے بیٹھنے کی جگہ ہے یہ انکے سبب کی جگہ ہے یہ انکے خون کے بہنے کی جگہ ہے۔ ایک گروہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اس میدان میں شہید ہوگا انہیں آسمان اور زمین روئیں گے۔

(۱۵) عن الشعبي قال ان ابن عمر قدم المدينة فاخبر ان الحسين قد توجه الى العراق فلحقه في مسيره ليلتين عن الربذة فقال له ان الله تعالى خير نبيه بين الدنيا والاخرة فاختر الاخرة وانك تضعه والله لا يليها احد منها ابدا وما صرفها الله تعالى عنكم الا للذي هو خير لكم فارحبوا فابي فاعتنفه ابن عمر قال استومعتك الله تعالى من قتل راخرجه اليه (شعبي رحمه الله عليه) کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ طیبہ کو آرہے تھے انکو خبر لگی کہ جناب حسین علیہ السلام نے عراق کی طرف توجہ فرمائی ہے وہ ان کو سفر میں آئے اور ربذہ میں دو راتیں انہیں کے ساتھ رہے پس کھینچ گئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو درمیان دنیا اور آخرت کے مختار کیا ہے۔ پس حضور نے آخرت کو اختیار فرمایا اور آپ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ میں آپ لوگوں میں سے کسی ایک کو بھی دنیا نہیں ملے گی اور خدا تعالیٰ نے آپ صاحبوں سے اسکو نہیں ہٹایا مگر ایسی چیز کے لیے جہاں آپ کے لیے بہت بہتر ہے۔ آپ بیان سوادیش شریف لے چلے۔ آپ نے انکار کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ۶۰ ہوتا ہوں شہید ہو۔

(۱۶) عن محمد بن عمر بن حسن قال كنا مع الحسين بن علي كربلا فنظرا الى الثمذی الجوشن فقال صلوا لله ورسوله قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كاتي انظروا الى كلب الملقع بلع في دم اهل بيتي وكان شمرا بن عساكي محمد بن عمر بن حسن کہتے ہیں کہ ہم جناب امام حسین علیہ السلام کے ساتھ نہر کربلا پہنچے کہ ناگهان آپ نے شمذی الجوشن کو دیکھا اور فرمایا اللہ اور اللہ کے رسول نے سچ کہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہم ایک کنوچکبری کو دیکھ رہے ہیں کہ سیرے اہل بیت کو خون کو چاٹ رہا ہے۔ اور شمرا بن عساکی ہمارے ساتھ تھا۔

(۱۷) عن ام سلمة قالت رأيت النبي صلى الله عليه وسلم في المنام باكيا وبأسه وحشته الغاب فسالته فقال شهدت قتل الحسين انقار اخرجه الترمذی والد يلعوا الحواكم واليه (جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا سوتے ہوئے اور سر اقدس اور ریش مبارک غبار آلودہ سینے و جبہ ہستفاری کی آپ نے فرمایا ہم ابھی قتل حسین پرے آرہے ہیں۔

(۱۸) عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عيشرا بنتي فاطمة ومعها ثياب مصبوغة

بالدم فتعلق بقائم من قوائم العرش فتقول يا عادل احكم بيني وبين قاتل ولدي فحكم لابن
 وبع الكعبة راخرجه الدلیلی، جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
 تھے قیامت کو سفیری بیٹی فاطمہ اٹھیں گے اور انکے پاس خواتین ہوں گی اور انکے پاس
 کو پڑ کر کہیں گے لے عادل انصاف کرو در بیان میرے اور میری بیٹی کے قاتل کے۔ پس حکم دیا جائے
 گاہب منشا میری بیٹی کی۔ کعبہ کے رب کی قسم ہے *

(۱۹) عن عیسیٰ الحضرمی انه سافر مع علی الی صفین فلما حاذی نینوی نادی صبرا اباعبداللہ بنط
 الفرات قلت ما ذی قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدثنی جدا یئل ان الحسین یقتل بنط
 الفرات وادانی قبضة من تربته راخرجه ابو نعیم) صحیحہ حضرمی (جنہون نے جناب امیر کے ساتھ صفین
 کی طرف سفر کیا ہے) کہتے ہیں کہ جب جناب امیر علیہ السلام موضع نینوی کے مقابل ہوئے بچے چلا کر فرمانے
 لگے یا اباعبداللہ فرات کے کنارے صبر کرو۔ مینے عرض کیا یہ کیا بات ہے جناب امیر علیہ السلام نے
 فرمایا یہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ کو جبریل علیہ السلام نے آگاہ کیا ہے کہ بے شک
 امام حسین علیہ السلام فرات کے کنارے شہید کیے جائیں گے اور اس جگہ کی مٹی کی ایک مٹی مجھے
 دکھائی ہے *

(۲۰) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاتل الحسین فی تابوت من النار علیہ
 نصف عدن ابل هل النار راخرجه الدلیلی والحاکم فی المستدرک والذہبی فی التلخیص
 جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جناب حسین علیہ السلام
 کا قاتل آگ کے ایک صندوق میں ہوگا اس پر نصف اہل نارا کا عذاب ہوگا۔

عن رأس الجملوت قال کنا نسمع انه یقتل بکربلا ابن نبی فکنت اذا دخلتها رکعت فری
 حتی اجوز عنها فلما قتل الحسین جعلت السیر بعد ذلک علی ہیئت راخرجه الطبرانی فی الکبیر
 اس حالت کا بیان ہے کہ میں ہمیشہ سناتا تھا کہ کربلا میں کسی نبی کا بیٹا قتل کیا جائیگا اور طرح میں کربلا میں
 پہنچتا تو ادب کی وجہ سے اپنے گھڑ کو بلند کر دیتا تھا اور چلا کر لیتا تھا حسین علیہ السلام کے شہید ہونے کے بعد ہی میں اسی
 طرح وہاں سے گزرتا رہا *

جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا بیان

قال العلامة ابوالحاق الاسفہانی فی کتابہ السمی بنو العین فی شہد الحسین فیما

تسعين جالساً في بيته يوماً من الأيام الا وفارس الى بابيه وطرقه فقال الحسين من بابايت قليل له رسول
من اهل الكوفة فاذن له بالدخول فدخل عليه اخراج الكتاب وناول له فانخذله وقمره فاذا هو من اهل
الكوفة ويقولون فيه يكون في علمك يا حسين يا ابن بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يزيد بن معاوية
ظلم وجار وقتل الرجال ونهب الاموال ولحقى وقدم وقد عم ظلمه سائر الاقطار يامر بالقتل وينهى عن المعزة
ويثرب بالخمر ولا يخش الله وافتر القبايح في جميع البلاد واظهر الظلم والجور في العباد وعلم مراقبته الله
في شيء من الاشياء واخفى العدل في الرعية واظهر الظلم والجور بالكلية وانت اقد ارسلنا اليك يا ابا
عبدالله سابقاً نحو الف كتاب فطلبك ان نخصرك عندنا ونحن نساعدك على المزيد وناخذ خلافة
اميك وجدك لان الخلاف لك ولا بيبك ولا ليزيد ولا لابيه تتولى علينا احداً من اهل بيتك و
نسألك بحق جدك محمد صلى الله عليه وسلم ان تحضر البنادان لم تخرقني غدر بين يدي الله سبحانه
خاصتك ونقول يا ربنا ظلمنا الحسين ورضي فينا بالظلم ما جوابك الذي تقول لله وتخلص به من
حقوق الله فلما قرأ الحسين المكتوب اقشعر جلده خوفاً من الله تعالى راسياً، علاماً برحمته اسفل سري ابي
كتاب ميسر بن نور بعين في مشهد الحسين من كهنتم من كرايك دن جناب امام حسين عليه السلام ما ينه كهر من يتلى
هو سے تھے کہ کوفہ کے ایک سواری نے دروازہ کشکشا یا جناب امام حسینؑ نے فرمایا دروازہ پر کون ہے عرض کیا
گیا اہل کوفہ کا ایکالچی ہے آپنے اسکواندر داخل جو نیکا اذن دیا اس نے داخل ہو کر حساب امام کو ایک خط دیا
آپنے اسکولیگر پڑھا دیکھا کہ یہ خط اہل کوفہ کی طرف سے ہے اس میں کہتے ہیں۔ یا امام حسین اے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے آپکو معلوم ہوگا کہ یزید بن معاویہ نے ظلم اور جور اور بے گت جوان کو قتل کرنا اور
لوگوں کے مال کا لوٹنا شروع کیا ہے اور سرکش اور غرور کو اختیار کیا ہے ہر طرف اسکا ظلم پھیل گیا ہے یہی
باتوں کے لیے حکم کرتا ہے اور اچھی باتوں سے باز رکھتا ہے شراب پیتا ہے خدا سے نہیں ڈرتا تمام مردوں
میں برایوں کو پسینا تا ہے ظلم اور جور کو خدا کے بندو نظر ظاہر کرتا ہے کسی نے گئے کرنے میں خدا سے خوف
نہیں کرتا۔ عدل کو رعیت سے پوشیدہ اور ظلم و جور بالکل ظاہر کر رہا ہے یا ابا عبد اللہ ہم پہلے قریب ایک ہزار
خط کے آپکی خدمت میں بھیج چکے ہیں ہم آپکی تشریف آوری کے لیے عرض کرتے ہیں کہ آپ ہمارے پاس
تشریف لائیں ہم آپکی نیزہ کے مقابلہ میں مدد کریں گے اپنی باچاؤ کی خلافت کے لیے کیونکہ خلافت آپکا وہ آپکے
والد بنو ہاشم کا حق ہے نہ یزید اور اسکے باپ کا آپ ہم سپاہی بن بیت میں سے کیونکہ الی گو کہ مسجد میں ہم
آپکے جدا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ دیگر عرض کرتے ہیں کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیں۔ اگر آپ
تشریف نہیں لائیں گے ہم کل خدا کے سامنے اپنے جگر بیٹے اور ہم کہیں گے اے ہمارے پروردگار امام حسین علیہ

السلام نے ہر ظلم کیست اور ہم میں ظلم اور جبر کو رد کیا ہے آپ خدا کو کیا جواب دیں گے اور اس کے حقوق سے
کیونکر چوٹیں گے جب جانا ہا امام حسین علیہ السلام نے خط کو پڑھا اس کے بعد کہ پر رونگٹے کھڑے ہو گئے
خدا پاک کے خوف سے۔

قال عمار بن معاوية المذنبى قلت لابي جعفر محمد بن علي بن الحسين حدثني عن مقتل الحسين كاني
حضرتہ قال لما مات معاوية الوليد بن عتبة بن ابي سفيان علي المدينة فارسل الى الحسين لياخذ بيعة
ليليه فقال اخبرني ورفق به فاحرم فخرج الى مكة فاتاه رسل اهل الكوفة انا قد حبسنا افضنا عليك
ولسنا... فخرج الجميع مع الوالي فاقدم علينا رجل من اهل بيتك قال وكان النعمان بن بشير
الانصاري الى الكوفة فبيعت الحسين اليهم مسلما فقال سرا الى الكوفة فانظر ما كتبوا فان كان حقا
قدمت اليه فخرج مسلما حتى اتى المدينة فاخذ منها دليلا في ابريه فاصاب بصرة عيش فمات
احد الدليلاين فقدم مسلم الكوفة فقتل على رجل يقال له عويجه فلما علم اهل الكوفة بقدره
دعوا اليه فبايعه منهم اثنا عشر الفا فقام رجل ممن يهودي يزيد بن معاوية الى النعمان بن بشير
قال انك ضعيف مستضعف قد فسد البلد فقال له النعمان لان اكون ضعيفا في طاعة الله
احب الي ان اكون قويا في معصية الله ما كنت لا هتك ستر فكتب الرجل بذلك الى يزيد فدعا
يزيد مولاه يقال له سرحون فاستشاره فقال له ليس للكوفة الا ابن زياد وكان ممن عز له
عن البصرة فكتب اليه برضاء عنه وانه قد اضاف اليه الكوفة وامره ان يطلب مسلما فان ظفر به
قتله فاقبل بن زياد في وجوه اهل البصرة حتى قدم الكوفة ملتها فلا يمر على احد الا قال له اهل
المجلس عليك السلام يا بن رسول الله يظنونك الحسين قد علموا نزل بن زياد القصر دعا
مولاه فدفع اليه ثلاثة الاف درهم فقال اذهب حتى تسال عن الرجل الذي يبايعه اهل الكوفة
فادخل عليه اعلم انك من حمص وادفع اليه المال وابعه فلم يزل المولى يتلطف حتى ولوه
على شجرة بلي لبيعة فذكر له امره فقال لقد سرق اذ هذا الله وغاني ان امرنا لم يستحكر فما دخل
على مسلم فبايعه ودفع له المال وخرج حتى اتى ابن زياد فاخبره وتحول مسلم حين قدم
ابن زياد من تلك الدار الى داره فاني ابن عروة المرادي وكان ابن زياد قال لاهل الكوفة ما بال
هاني ابن عروة لصا تني فخرج اليه محمد بن الاشعث في الناس من وجوه اهل الكوفة وهو علم
باب داره فقالوا له ان الامير قد ذكرك واستبطاك فانطلق اليه فركب معهم حتى دخل
على بن زياد وعنده غريجة القاضى فلما سلم عليه قال له يا هاني اين مسلم بن عقيل فقال لا ابني

فخرج اليه المولى الذي دفع الدراهم الى مسلم فلما رآه سقط في يده قال ايها الامير والله ما دعوتني الى
 منزلي ولكنه جاء فطرح نفسه علي فقال اتيتني به فتلكاء فاستدناؤه فادنوه فضربه بالقضيب فامر مجيب
 فبلغ الخبر قومه فاجتمعوا على باب القصر فسمع ابن زياد الجلبة فقال لشريم القاضي اخرج اليهم فاعلمهم
 اني انما حبستكم لا استجيزه عن خير مسلم ولا با من اليه منو فبلغهم ذلك فتفرقوا ونادى مسلم لما بلغه
 الخبر شعاره فاجتمع اليه اربعون من اهل الكوفة فركب بعث ابن زياد الى وجوه اهل الكوفة فجمعهم
 عنده في القصر فامر كل واحد منهم ان يثرف على عشيقته فيردهم فكلبهم فجلسوا يتسللون فامسى مسلم
 وليس معه الا عدد قليل منهم فلما اختلط الظلام ذهبوا فلبسوا ثيابهم وحده تردد في الطريق
 بالليل فاقى يارب امرأة فقال اسقي ماء فسقته فاستمر قائما فقالت يا عبد الله انك متراحم في شأنك
 قال انا مسلم فحل عندك ما وى قالت نعم ادخل فدخل وكان لها ولد من مولى محمد بن اشعث
 فانطلق الى محمد بن اشعث فاخبره فلم يجبا مسلم الا والد ارقد احيط بها فلما رأى ذلك خرج
 بسيفه يدقعه عن نفسه فاعطاه محمد بن اشعث الامان فامكن من يده فاقى به الى ابن
 زياد فامر به فاصعد على القصر ثم قتله وقتل هاني بن عروة واصلهما ولم يبلغ الحسين ذلك
 حتى كان بينه وبين القادسية ثلثة اميال فلقية الحزب بن يزيد التيمي فقال ارجع فاني لم ادع لك خيرا
 واخبره الخبر فنهز ان يرجع وكان معه اخوة مسلم فقالوا والله ما نرجع حتى نصيب ثأركا او نقتل
 مناروا وكان ابن زياد قد جهز الجيش بملاقاته فلاقوه بكرى بلا فتزلهام ومعه خمسة اربعمائة
 من الفرسان ونحو ثمان مائة رجل فلقية الحسين واميرهم عمر بن سعد ابن ابي وقاص وكان ابن زياد
 وكلامه الرى وكتب له بعهدت عليها اذا رجع من حرب الحسين فلما التقيا قال له الحسين اختر
 مني احد تلك اما ان الحق تبغ من الثغور واما ان ارجع الى المدينة واما ان اضع يدي في يد يزيد
 فقيل ذلك لعمر بن سعد منه فكتب فيه الى زياد فكتب اليه لا اقبل منه حتى يضع في يدي فامتنع حسين
 فقاتلهم فقتل معه اصحابه ومنهم سبعة عشر شابا من اهل بيته ثم كان آخر ذلك ان قتل واتي
 برأسه الى ابن زياد فارسله ومن بقي من اهل بيته الى يزيد منهم علي بن حسين كان مريضا ومنهم
 عتبة بن زياد فاطمة فلما قدوا على يزيد ادخلهم على عياله ثم جهزهم الى مدينة راصابه
 في تمنا الصحابة (ابن جهم) عمار بن معاوية وسمي كهنه بين كهنه بناب ابو جعفر محمد بن علي بن حسين عليه
 وعلى آباء السلام عرض كيا كآب مجھے جبار حسین علیہ السلام کی شہادت کا ذکر اس طرح بیان کریں کہ
 انکی تصویر میری آنکھوں میں پڑ جائے آپنے انشاء کیا کہ حیا میر معاویہ پر گیا ان دونوں میں ولید بن عثمان بن

ابی سفیان مدینہ کا حاکم تھا۔ اس نے جناب امام حسین علیہ السلام کی طرف زید کی بیعت کرنے کے لیے پیغام بھیجا آپ نے فرمایا مجھے مصلحت دی اور زمری کی اس نے مصلحت دی آپ مکہ معظمہ میں تشریف لے گئے۔ آپ کے پاس کوفیوں کے خط پہنچے کہ ہنسنا چلی وہ سے اپنے آپ کو زید کی بیعت سے روک رکھا ہے۔ اور ہم حاکم کے ساتھ نماز جمعہ میں شریک نہیں ہوتے آپ ہماری پاس اپنا آدمی اپنے گھر کے لوگوں میں سے بھیج دیں اند نون نعمان بن بشیر الانصاری کوفہ کا حاکم تھا۔ جناب امام حسین علیہ السلام نے ان کے پاس مسلم کو بھیجا اور فرمایا کوفہ کی طرف جاؤ اور دیکھو یہ کیا لکھتے ہیں اگر سچ ہے تو ہم کوفہ میں آئیں۔ مسلم وہاں سے مدینہ طیبہ میں آئے اور وہاں سے دو رہنما اپنے ساتھ لیکر بیان کی طرف نکلے۔ پاس کیوجہ سے ایک ہنمار گیا۔ اور مسلم کوفہ میں پہنچ گئے اور عروج نامی ایک شخص کے گھر میں فرو شک ہوئے جب کوفیوں کو ان کی تشریف آوری کی خبر ملی تو جوق جوق ان کی خدمت میں آنے لگے اور ان میں سے دستدار آدمی نے بیعت کی۔ ایک شخص زید کی ہوا خواہوں میں سے نعمان بن بشیر سے کہنے لگا تو ضعیف ہے اس لیے شہر گر گیا ہے نعمان بن بشیر نے کہا اگرچہ میں خدا کی طاعت میں ضعیف ہوں لیکن میں اس کو اس سے بہتر سمجھتا ہوں کہ خدا کی معصیت میں قوی ہوں میں نے کبھی کسی کی پردہ دہی نہیں کی۔ اس آدمی نے یہ ماجرا زید کو لکھ بھیجا زید نے اپنے غلام سرحدن کو مشورہ کیا اس نے رائے دی کہ ہوقت کوفہ کی حکومت کے لیے ابن زیاد ملعون سے کوئی زیادہ لائق نہیں زید نے اس کو بصرہ سے معزول کیا ہوا تھا۔ زید نے اس کو خط لکھ کر خوشنود کر لیا اور اس کی حکومت میں کوفہ کو اور بڑا دیا اور حکم دیا کہ کوفہ میں پہونچ کر مسلم کو تلاش کر دو اگر وہ ہاتھ لگ جائیں تو مار ڈالے۔ ابن زیاد اہل بصرہ کے سامنے کوفہ کو روانہ ہوا۔ اور لباس بد بکرتا کہ اندھیرے میں وہ اہل کوفہ ہوا۔ کسی آدمی کے پاس پہونچ گئے تا کہ وہ اور اہل مجلس اس کو جناب امام حسین علیہ السلام کا گمان کر کے السلام علیک یا بن رسول اللہ نہیں کہتے تھے۔ اور خیال کرتے تھے کہ جناب امام حسین علیہ السلام تشریف لے آئے ہیں۔ جب ابن زیاد قصر دارالامامہ میں اترا اس نے اپنے ایک غلام کو تین ہزار درہم دیے اور کہا جا کر اس شخص کو تلاش کر کہ جسکی اہل کوفہ بیعت کرتے ہیں۔ اور اس کے پاس پہونچ کر چبلا کہ میں جمہور سے آیا ہوں اور یہ روپیہ اس کو دیدے اور اسکی بیعت کر۔ وہ غلام اس طرح سے ہر ایک سے ملائمت پھرتا ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کو ایک بزرگ کے پاس لے گئے اس نے اس کے پاس اپنا حال بیان کیا۔ وہ بزرگ بولا کہ مجھے سرت حاصل ہوگی جبکہ تجھے اور مجھے اللہ تعالیٰ ہدایت دیگا۔ یہاں تک کہ ابھی کچھ نہیں ہوا ہے پہر اس کو مسلم کے پاس لے گیا اور اس نے بیعت کی اور وہ مال انکو دیدیا اور ان سے نکل کر ابن زیاد کے پاس آیا اور خبر بیان کی جس پر ابن زیاد کوفہ میں آیا تا کہ ہوقت مسلم عروج تک

سے ہانی بن عروہ مرادی کے گھر میں چلے گئے تھے۔ ابن زیاد لوگوں سے کہا کرتا تھا۔ کہ ہانی کا کیا حال ہے وہ میرے
 ملنے کو نہیں آتا۔ پس محمد بن شعبہ کا بھائی کو فہ کے ساتھ اسکے پاس گیا وہ سوقت اپنے گھر کے دروازے
 پر تھا اسکو کہنے لگا اسیر تجھے یاد کرتا ہے اور تیرے نہ ملنے کی وجہ پوچھتا ہے وہ اسکے ساتھ گھوڑے پر سوار
 ہو کر ابن زیاد کے پاس گیا ابن زیاد کے پاس اسوقت قاضی شریح بھی موجود تھا حبیب اس نے ابن زیاد
 کو سلام کیا ابن زیاد بولا اے ہانی مسلم کہاں ہیں وہ کہنے لگا میں نہیں جانتا ہوں ابن زیاد نے
 اس غلام کو جس نے کہ درہم دیئے تھے اسکے سامنے کیا جب ہانی نے اس غلام کو دیکھا ابن زیاد کے
 سامنے زمین پر گر گیا اور کہنے لگا اے امیر مینے مسلم کو اپنے گھر میں نہیں بلایا وہ خود آگیا ہے ابن زیاد
 نے کہا اسکو میرے پاس لاؤ کہہ سائے لوگوں نے اسکو پکڑ کر نزدیک کیا ابن زیاد نے جیڑی سے ہک مارا اور
 اسکے قید کرنے کا حکم دیا حبیب نے خبر اسکی قوم کو پہنچی قصر دارالامارہ کے دروازے پر اکٹھے ہو کر آئے حبیب
 ابن زیاد نے جنگل سنا قاضی شریح سے کہا نکلو انکو کہدے کہ میں نے ہانی کو اسیلے بند کیا ہے کہ
 اس سے مسلم کی خبر پوچھوں مجھ سے کوئی تکلیف اسکو نہیں پہنچے گی۔ لوگ سنکر متفرن
 ہو گئے جب مسلم کو ہانی کے قید ہونے کی خبر لگی کو فہ کے چالیس ہزار رو اسکے پاس جمع ہو گئے اور مسلم
 سوار ہوئے سوقت قصر میں ابن زیاد کے پاس اکابر کو جمع تھے اس نے انکو حکم دیا کہ اپنے قبیلہ
 سے باقیں کر کے انکو لوٹا دو وہ انکو تسلی دینے لگے شام کی وقت مسلم کے پاس چند نفر کو سوا کوئی باقی نہ رہا
 جب اندھیرا ہو گیا تو وہ بھی جاتے رہے اور مسلم لکھ رہ گئے رات کو راہ میں ہنگام کر ایک عورت
 کے دروازہ پر پہنچے اس عورت سے کہا مجھے ہانی پلا اس نے ہانی پلایا اور کہا اے بندہ خدا
 تم پریشان معلوم ہوتے ہو تمہارا کیا حال ہے آپ نے کہا میں مسلم ہوں آیا تیرے پاس آمد ام کی جگہ ہے
 اس عورت نے کہا ہان اپنا اندر آئیے آپ اندر گئے اس عورت کا ایک بیٹا تھا جو محمد بن شعبہ کی غلامی
 کیا کرتا تھا۔ اس نے جاکر محمد بن شعبہ کو خبر پہنچائی۔ ناگہان مسلم کو یاد پڑے ہین کہ تمام گھر کا لوگوں نے
 محاصرہ کر لیا ہے جب مسلم نے یہ کیا اپنی تلوار کھینچ کر باہر نکلے اور جنگ کرنے لگے محمد بن شعبہ نے ان کو
 ہان دیکر ہاتھ پکڑ لیا۔ اور ہمراہ لیکر ابن زیاد کے پاس آیا۔ ابن زیاد نے حکم دیا کہ انکو قصر کی خیمت پر لے جاؤ
 لوگوں نے خیمت پہنچ کر ایکو شہید کیا اور ہانی بن عروہ کو بھی مار ڈالا اور دونوں کی نعش کو لٹکوا دیا پھر خیمت
 امام حسین علیہ السلام کو دی ملی جب تک کہ وہ قتل نہ ہو سکیں تین میل پر پہنچ گئے۔ آپ صحر بن زید القیمی طا
 اور عروہ بن کیا آپ واپس تشریف لے جایا وین اور انکو مسلم کے شہید ہونے پر آگاہ کیا حضرت کہ۔ کاب سادات میں
 مسلم بن حنظل کے بھائی بھی تھے۔ انہوں نے کہا جب تک کہ ہم بدلا نہ لیں یا قتل نہ ہو جائیں و اللہ ہم سے

ہسین جابئین گئے۔ ابن زیاد نے انکو یہ فوج تیار کی ہوئی تھی جو ان سے کربلا میں انکی اس فوج
 کا امیر عمر بن سعد ابن ابی وقاص تھا ابن زیاد نے ری کی حکومت کا اسکو وعدہ کیا تھا کہ جناب امام حسین علیہ
 السلام سے جنگ کر نیکیے بعد اس ملک کا اسکو حاکم کیا جائیگا جناب امام حسین علیہ السلام نے اسکی بیان
 فرمایا کہ تین باتوں میں سے ایک بات کو اختیار کرے یا تو ہمیں کسی قلعہ تک پونچھ جانے دے۔ یا ہم مدینہ
 طیبہ کو لوٹ جائیں یا کچھ نذر دیکے پاس ہو چکا ہو۔ عمر بن سعد پچھلی شرط کو قبول کیا اور ابن زیاد کو
 لکھ بھیجا ابن زیاد نے جواب میں لکھا میں قبول نہیں کرتا حسین کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیا جانا چاہیے
 جناب امام حسین علیہ السلام نے اسکو قبول نہ فرمایا۔ کس بات پر جنگ شروع ہو گئی اور آپ کے ساتھ
 تمام آپ کے صحابہ شہید ہو گئے ان میں آپ کا اہل بیت کے سقرہ جو ان تھے آپ کے آخر میں شہید ہوئے
 آپ کا سر اقدس ابن زیاد کے پاس لائے ابن زیاد نے اسکو اور آپ کے اہل بیت کو نذر دیکے پاس بھیج دیا۔
 ان میں جناب علی بن حسین علیہ السلام رضی تھے۔ اور جناب کچھ بچے تھے حضرت زینب بنت فاطمہ علیہا السلام
 بھی تھیں زینب نے انکو مدینہ منورہ میں بھیج دیا۔

۱۴) وقته سنان بن انس النخعی وقيل قتله رجل من بني مدحج وقيل قتله شمر بن ذی الجوشن
 وکلن شمرا برص واجهت خولی بن یزید الاصبغی من حمیر بآسہ واتی بہ الی بن زیاد واستیعب
 جناب امام حسین علیہ السلام کو سنان بن انس نخعی نے قتل کیا ہے بعض یہ کہتے ہیں کہ بنی مدحج کے ایک
 آدمی نے بعض کہتے ہیں شمر بن ذی الجوشن نے قتل کیا ہے اور شمر برص اترتا۔ اور خولی بن
 یزید الاصبغی آپ کا سر اقدس نیز پر چڑھا کر ابن زیاد کے پاس لایا تھا۔

۱۵) واختلف فی سن الحین یوم قتله فقيل قتل وهو ابن سبع وخمسين وقيل قتل وهو
 ابن ثمان وخمسين (استیعاب) آپ کے سن مبارک میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ شہادت کر
 وقت ستاون برس کے تھے بعض اٹھاون برس بیان کرتے ہیں۔

۱۶) عن هلال بن نافع انه قال كنت واقف مع عمر بن سعد احدث واذا الصياح يقول البئر
 ايها الامير فقد قتل الحسين فواء ما رأيت قتيلاً مضطجداً بمثل هذه وحلى هذا فوجدت
 وجالدي بعد الى السماء ثم حضرت ما في بدنه من جراح السيف والرمح والبنال فوجدت
 مائة وعشرين جرحاً رنود العين في مشهد الحسين) هلال بن نافع کہتا ہے کہ میں عمرو بن
 سعد کے پاس کھڑا ہوا باتین کر رہا تھا کہ ایک چلا تا ہوا آیا اسے امیر شہادت ہو حسین ہادی گئے
 ہلال کہتا ہے خدا کی قسم میں نے کسی قاتل کو خون میں تھڑا ہوا انکی مانند نہیں دیکھا اور باوجود

اسکے چہرہ کا نور و جمال آسمان کی طرف صعود کر رہا تھا۔ پیر مینے لنگے جسد اطہر کے رخنوں کا شمار کیا جو تلواریں
سے اور فیروزانہ ہو اور تیروں سے لگے تھے کل ایک سو بیس زخم تھے +

(۲) انہ قتل علی اس اعلیٰ وستین یوم الجمعۃ و قیل یوم السبت و هو یوم عاشورا من المحرم
یکربلا من ارض العراق (الغابہ) جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت ۱۰؍ ۱۲؍ ۶۱؍ شہید پیری کے
ابتداء میں جمعہ کے دن ہوئی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ہفتہ کے دن ہوئی ہے دسویں محرم کو کربلا کے میدان
میں جو ملک عراق میں واقع ہے ۛ

(۷) عن حبيب بن ثابت قال لما أصيب الحسين قال زيد بن ارقم بيا يا مسجد انظروها شهد
اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم اني استودعتكهما وصالح المؤمنين فقل لابن زياد
ان زيد بن ارقم قال كذا وكذا فقال ذلك شيخ قد ذهب عقله راخرجه الطبراني في الكبير
حبيب بن ثابت كتاب هو كبرياء حسين شهيد علي بن زيد بن ارقم نے مسجد کے دروازہ میں بیان کیا ہاں تھے یہ کیا فعل کیا ہے
گو ایسا ہی تھا ہوں کہ میں نے حضرت کو فراتے ہوئے سنا ہے کہ اے پسر دغا میں اندو کو اور صالح المؤمنین سے میری خبر کرنا ہوں
حبیب یہ بات ابن زیاد سے بیان کی گئی زید بن ارقم یوں کہتے ہیں وہ کہنے لگا یہ سب بڑا ہے کچھ عقل جاتی
رہی ہے۔

جناب ایاہم حسین علیہ السلام کی شہادت و چہ نبات کا جو

(۱) عن حبیب بن ثابت قال سمعت الجنة تنوح على الحسين وهي تقول مسمی النبی جینیہ۔ فله بریق فی الخدود ابواہ فی علیا قریش وجد خیر الجود وداخرہ ابو نفیم حبیب بن ثابت کہتے ہیں کہ سینے پر یوں کو جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر روتے سنا ہے کہ کمتی تمین۔ بنی صلی علیہ وسلم نے انکے ماتھے کو چومے ہے انکے خساروں میں چپکے تھے۔ انکے مان باپ قریش کے بزرگ تھے۔ انکو مناسب ناماؤن سے بہتر تھے۔

(۴) عن ام سلمة قلما كانت ليلة قتل الحسين سمعت قائلاً يقول ۛ ايها القاتلون جلا حسينا ۛ
ابثروا بالعداب والتكيل + قد لعنتم على لسان ابن داود + وموسى وحامل الاخيـل رموه
عوقه جناب ام سلمه رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے امام حسین علیہ السلام کی شب شہادت میں ایک
کہنے والے کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ اے جہالت سے امام حسین مہر کے قتل کرنے والو تمکو عذاب اور خاری
کی بشارت ہو۔ تمہر لعنت والی جاہلی ہے سلیمان ابن داود کی اور موسیٰ اور حامل خیل میں سے کسی کی

قال الحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة وزادا بوعيلي وابن حبان والحاكم في روايتهم عن
 ابی سعید و ابو نعیم عن علی والطبرانی عن کلیهما الا ابی خالة عیسی بن مریم و یحیی بن زکویا و
 زاد ابن ماجه عن ابن عمر و الحاكم عنه وعن ابن مسعود والطبرانی عن مالک بن الحویرث والدلیلی
 عن انس و ابن عساکر عن علی و ابن عمر بعد قوله صلى الله عليه وسلم اهل الجنة و ابوهم اخیر منهما
 وفي الطبرانی عن حذيفة و ابوهم افضل منهما وفي رواية الطبرانی عن اسامة بعد قوله
 صلى الله عليه وسلم اهل الجنة اللهم انی احبهما فاحبهما وعند ابن عساکر من احبهما فقد احبنی
 ومن ابغضهما فقد ابغضنی والدلیلی عن ابی هريرة من احب الحسن والحسين فقد احبنی و
 من ابغضهما فقد ابغضنی امام نسائی اور دیلمی اور ضیاء خدیفه رضی اللہ عنہ سے اور ابو یعلیٰ ابو سعید
 اور امام احمد اور ترمذی اور ابن حبان و دونو صاحبون سے اور ابن ماجہ ابن عمر سے اور ابن عساکر
 بن سعد سے اور حاکم چارون صاحبون سے اور ابو نعیم جناب علی علیہ السلام سے اور طبرانی ان سے
 اور ابن عمر اور حذیفہ اور ابو سعید اور ابو ہریرہ اور جابر اور براء بن عازب اور اسامہ بن زید اور
 مالک بن الحویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اور دیلمی انس اور ابن عساکر جناب علی اور انکے فرزند
 ارجبہ جناب حسن اور ام المومنین جناب عائشہ اور ابن عمر اور ابن عباس اور ابی ریشہ سے اور ابن
 النجار ابی ہریرہ اور جناب امام حسین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا ہے کہ حسن اور حسین جنان اہل جنت کے سردار ہیں اور ابو یعلیٰ اور ابن حبان اور
 حاکم نے اپنی روایت میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے اور ابو نعیم نے جناب علی سے اور طبرانی نے
 دونوں صاحبون سے روایت کرنے میں یہ الفاظ زیادہ کیے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 یہی فرمایا کہ سو میری خالہ کے بیٹوں عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا کے اور ابن ماجہ نے ابن عمر
 سے اور حاکم نے ان سے اور ابن سعد سے اور طبرانی نے مالک بن حویرث سے اور دیلمی نے
 انس سے اور ابن عساکر نے جناب امیر علیہ السلام اور ابن عمر سے بعد سرد عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 کے قول مبارک کے یہ زیادہ روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا اور ان دونوں کا بیٹا امام حسین کا
 والد ماجد ان سے بہتر ہے۔ اور طبرانی نے حذیفہ سے روایت کی ہے کہ اس کے والدین ہانے افضل
 ہیں۔ اور ایک روایت میں طبرانی نے جو اسامہ رضی اللہ عنہ سے کی ہے اس میں بعد لفظ اہل
 جنت کے یہ الفاظ روایت کیے ہیں کہ اے میرے پروردگار میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں
 تو بھی ان دونوں سے محبت رکھ۔ اور ابن عساکر کے نزدیک یہ الفاظ مروی ہیں کہ آپ نے فرمایا جو

علیہ السلام وقد سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الحسن والحسين هما رجاؤنا من الدنيا والآخرة
التساق والذبلی) ابو نعیم کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر کے پاس سنا ہوا تھا کہ ایک عراق کے آدمی نے اگر
ان سے مجھ کے خون کی نسبت پوچھا کہ اگر گہرے کو گھاتے تو اسکا کیا حکم ہے۔ ابن عمر نے کہا کہ اس آدمی
کی طرف دیکھو کہ مجھ کے خون کی نسبت پوچھتا ہے حالانکہ ان لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے بیٹے کو قتل کیا ہے اور تحقیق سینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حسن و حسین
دونوں دنیا سے میرے لیے پہول کے لئے پودے ہیں۔

(۹) عن ابی ایوب الانصاری قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والحسن والحسين
یلعبان بین یدیه فقلت اتعجبان بالرسول اللہ قال وکیف لا اجمعان وھما رجاؤنا من الدنیا
والآخرۃ الطبرانی والاضیاء ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ۔ یہ روایت ہے کہ ایک دفعہ
جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا اور جناب امام حسن اور امام حسین علیہما
السلام حضور کے سامنے کھیل رہے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ان سے محبت رکھتے ہیں آپ
نے فرمایا میں کوئی مکان سے محبت نہ کروں۔ اور حالانکہ یہ دونوں اس دنیا سے میرے دوست پہولوں کے
پودے ہیں۔

(۱۰) عن اسامہ بن زید بن حارثۃ قال طرقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلة لبعض الحاجۃ
تخرج وهو مشتمل علی شیء ولا ادری ما هو فلما فرغت من حاجتی قلب ما هذا الذی انت
مشتمل علیہ فکشف فاذا الحسن والحسين۔ فقال هذا ابناؤی وابناؤ بنتی
اللہم انک تعلم ان اجمعان فاجہما راخوجا الذیل والیساری والطبرانی) اسامہ بن زید
ابن حارثہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں ایک کی حاجت کے لیے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ
مبارک کے دروازہ کی زنجیر کشکشا لی حضور پرآمد ہوئے حضور کی گزین کوئی چیز منہم ہوتی تھی
میں نہیں جانتا تھا کہ کیا چیز ہے جب میں اپنی ضرورت کو عرض کر چکا تو یہ بتے عرض کیا یا رسول اللہ
حضور کی گزین کیا ہے آپ نے اپنی ردا کو کھل دیا۔ جناب امام حسن اور حسین گزین تھے آپ نے
ارشاد فرمایا یہ میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں اس لیے خدا تر جاتا ہے کہ میں انکو پیار کرتا ہوں
تو ہی ان سے پیار کر۔

(۱۱) عن بريدة قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب اذا جاء الحسن و الحسين علیہما قیامہ ان
احمران منیہاں ویشتران فخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المذہب فخلعہما ووضعہما بین

بلیہ ثم قال صدق الله ورسوله انما امواركم واولادكم فتنه نظرت الى هذين الصبيين يمشيان
ويعثران فلما صحتي قطعت حلتي ودفعتها راخو جہ احمد والترمذی وابن ماجہ وابن
داؤد والنسائی وابن جہان والحاکم) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب پیغمبر خدا صلی
اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے کہ جناب امام حسن اور حسین علیہما السلام گرتے پڑتے تشریف لائے انکو
گلے میں سرخ کرتے تھے حضور انکو دیکھ کر منبر سے نیچا اتر آئے اور انکو اٹھالیا اور اپنے سانسے بٹھالیا پھر
فرمایا کہ اے اہل بیت! رسول نے سچ کہا ہے کہ سوا اسکے نہیں کہ تمہارا مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں۔
میں ان کو کون کو چلتے اور گرتے پڑتے دیکھا اور مجھ میں صبر نہ رہا یہاں تک کہ میں نے اپنی بات کو کانٹا ٹھکانا لیا
(۱۲) عن عقبہ بن عامر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الحسن والحسین سیفا العرش ولیا بعلمین
(راخو جہ الطبرانی) عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حسن
اور حسین دو عرش کی شمشیر ہیں کہ معلق نہیں۔

(۱۳) عن یعلی بن مرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الحسن والحسین سیطان الاسباط راخو جہ
النجادی والترمذی وابن ماجہ یعلی بن مرہ سے منقول ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
ہیں کہ حسن اور حسین دو سیطان ہیں اسباط میں سے۔

(۱۴) عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال احب الی الحسن والحسین راخو جہ الترمذی
انس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے سب سے زیادہ
پیارے حسن اور حسین ہیں۔

(۱۵) عن ابی ہریرۃ قال قال من احب الحسن والحسین فقد احبنی ومن
ابغضہما فقد ابغضنی راخو جہ احمد وابن ماجہ والحاکم والذہبی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل
ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس نے حسن اور حسین سے پیار کیا اس نے مجھ سے
پیار کیا اور جس نے ان سے بغض کیا اس نے مجھ سے بغض کر لیا۔

(۱۶) عن ابی ہریرۃ قال وقف رسول الله صلى الله عليه وسلم على بيت فاطمة فخرج اليه الحسن والحسين فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم انت عاتق البقي واخلد باصبعيه
فرقى على عاتقه وخرج الاخض والحسين فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم مرحبا بك انا
بابلثا انت عاتق البقي واخلد باصبعيه فاستوى على عاتقه الاخر واخلد رسول الله صلى الله عليه وسلم
على باطنه فاحتق وضع فواما على فيه ثم قال اللهم انا احبها فاجعلها واحبها

لاخروج الطلحان فی الکبیر ابی ہریرہ روایت ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب بنی غنم کے دروازے پر
 کھڑے ہوئے تھے میں امام حسن یا امام حسین یا ہر ایک حضرت نے اسے اشارہ کیا اے میری آنکھوں کی روشنی کا اپنے باپ
 کے کانہ پر سوار ہو پس وہ صاحبزادہ حضرت کی دونوں انگلیاں بکڑ کر دوش اقدس پر سوار ہو گیا اتنی میں دوسرا صاحبزادہ
 نکلا آیا حضرت اس سے بھی فرمایا شاباش اے میری آنکھوں کی روشنی کا اپنے باپ کے کانہ پر سوار ہو۔ پس وہ صاحبزادہ
 بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں انگلیاں بکڑ کر دوش اقدس پر سوار ہو گیا۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے انکی گردن کو ہاتھ سے پکڑا اور اپنا منہ انکے منہ پر رکھ کر فرمایا اے امہ میں ان کو دوست
 رکھتا ہوں۔ تو یہی ان کو دوست رکھ۔ اور دوست رکھ اس شخص کو جو انہیں دوست
 رکھے +

(۱۸) عن ابی ہریرۃ قال دخل النبی الاقصر بن حابس علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرائیہ یقبل اما
 حسنا واما حنیفا فقال تقبلہما ولی عثرۃ من ولد ما قبلت واحدا فقال رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم انہما یرحمکم لا یرحمکم الا یرحمہ ابو حاتم ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قیس قرع
 ابن حابس جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آیا اور انکو دیکھا کہ کبھی حسن او کبھی حسین
 علیہما السلام کو چوم رہے ہیں کہنے لگا آپ ان دونوں کو چومتے ہیں اور باوجودیکہ میرے دین بچہ ہیں
 میں ایک کو یہی نہیں چومتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نہیں رحم کرتا نہیں رحم کیا جاتا۔
 (۱۹) عن عبد اللہ بن مسعود قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی والحسن والحسین تیوثیان
 علی ظہرہ فیبا علیہما الناس فقال صلی اللہ علیہ وسلم دعوہما بانی ہما داعی من احب فیحب
 ہذین لا یرحمہ ابو حاتم والنسائی والمحقق الدمشقی والدیلی وابن السری عبد اللہ ابن
 مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے اور حسن و حسین
 علیہما السلام آپ کی پشت مبارک پر کودا کرتے تھے ایک دفعہ لوگوں نے انکو ہٹا دیا آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا انکو چوڑ دو۔ میری ہان اور میرا باپ ان پر صدق ہوں جو کوئی مجھے پیار کرتا ہے
 مجھے پیار کرے +

(۱۹) عن اسرائیل قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من احب الحسن او
 الحسین فقد احبنی ومن ابغضہما فقد ابغضنی راخروج ابی ہریرہ فی ثوب النبی۔ وعن
 ابی ہریرۃ مثله راخروج بن حرب الطائی والمحقق السلفی وادب الطاہل الندلسی اسرائیل
 رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص

حسن اور حسین کو پیار کر لیا مجھ سے پیار کر لیا۔ اور جس نے ان سے بغض کیا مجھ سے بغض کیا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
اسی کی مثل مروی ہے +

(۱۹) عن ابی ہریرۃ قال کنا نصلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم العشاء فاذا سجد وثبت الحسن اور
الحسین علی ظہرنا فاذا رفع رأسہ اخذنا ہما یداً من خلفہ اخذنا رفقاً فیضع ہما علی الارض فاذا
عاد عاد احقی قضی صلوٰۃ فاقعد ہما علی فخذ یدہما رواہ احمد ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں
کہ ایک دفعہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عشاء میں پڑھ رہے تھے جب سرور دین نبی نے
سجدہ کیا حسین علیہ السلام حضور کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے جب جناب نے سر اٹھایا تو ان دونوں
صاحبزادوں کو اپنے دست مبارک سے اٹھاتے ہوئے پیچھے سے اٹار کر پیچھے بٹھا دیا اور جب پھر حضور سجدہ
کو لوٹے تو وہ دونوں صاحبزادے پھر حضور کی پشت اقدس پر سوار ہو گئے یہاں تک کہ حضور نماز کو
ادا کیا اور ان دونوں کو اپنی زانو پر بٹھالیا +

(۲۰) عن انس بن مالک قال کتب النبی صلی اللہ علیہ وسلم لوجہ لوجل عہد فدخل الرجل لیسلم علی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهو جلی فرائ الحسن والحسین یرکبان علی عنقہ مرتق و یرکبان علی ظہر
مرتق و یرکبان یدایہ وخلفہ فلما فرغ صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ الرجل ما یقطعان الصلوۃ غضب
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال ناولتی عہدک فاخذہ فمرقہ ثم قال من یحجمہ یناد لہ یدو قریبنا
فلیس منا ولا اتامنہم اخرجہ الغسانی وابن ابی القریاق انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے واسطے پروانہ لکھا ہوا تھا وہ حضور میں سلام کے لیے حاضر ہوا
حضور وقت نماز میں تھے اس نے دیکھا کہ حسین علیہ السلام کہیں آگے گردن مبارک پر اور کہیں پشت
اقدس پر سوار ہوتے ہیں اور آگے پیچھے سے ہو کر گزرتے ہیں جب حضور نماز سے فارغ ہوئے تو اس
شخص نے کہا ان دونوں صاحبزادوں نے کیا نماز کو خراب کیا ہے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
مخسب میں آکر اس آدمی سے کہا اپنا پرمانہ ہمیں دے اور اس سے وہ پروانہ لیکر پھاڑ ڈالا اور فرمایا
جو کوئی ہمارے چہرہ پر رحم کرے اور ہمارے ثبوت کی توقیر کرے وہ ہمارے ہم نہیں ہیں
(۲۱) عن سلمان قال دخل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیسلم علی الحسن والحسین باہم اپنی
ہاتھوں غریب غریب راخوجہ الطبرانی فی الکبیر سلمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ فرمایا صلی
اللہ علیہ وسلم نام رکھو انکا حسن اور حسین یا تم نام دونوں فرزندوں ہارون علیہ السلام انکا نام
غیر اور شیر تھا +

۲۱) عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم امرت ان اسی هذا بن حسنا وحسینا راخرجه
 اللہ تعالیٰ جناب اعلیٰ السلام سے مروی ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جناب پیغمبر
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اندرون کا حسن اور حسین نام رکھنے کا حکم ہوا ہے +

۲۲) عن ابی ہریرۃ قال کان الحسن والحسین بصطرحان بین یدی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکان
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من حسن فقالت فاطمة یا رسول اللہ تقول من حسن فقالت
 ازجبریل یقول من حسین راخرجه ابن مننی فی معجمہ (البوسیریہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب
 حسین علیہما السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کشتی کر رہے تھے اور جناب رسالتما
 صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے شاہد باش سے حسن جناب سیدہ علیہا السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ
 حسن کو شاہد باش دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا حسین کو جبریل شاہد باش دیتا ہے +

۲۳) عن بن عباس قال بینما نحن ذات یوم مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قبلت فاطمة تنکی فقا
 لها قد اذ ابولک ما تنکیک قالت ان الحسن والحسین خرجا ولا ادری ابن باتا فقال لہا رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تنکین فان خالفهما الطف بہما منی ومنک ثم رفع یدہ فقال اللہم
 احفظہما وسلمہما فاتی جبریل وقال یا محمد لا تحزن فہما فی طریق بنی النجرا نائین و
 قد وکل اللہ بہما ملکا یحفظہما فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومعاہما حتی اتی الخلیفۃ
 فاذا ہما متعقین نائین واذا الملك الموکل بہما قد جعل احد جناحہ تحمہما والاخر
 فوقہما یظلہما فاکب النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیہما یقبلہما حتی انتہیما من توہما ثم جیل
 الحسن علی عاتقہ الامین والحسین علی عاتقہ لایسر قتلہما ابوبکر فقال یا رسول اللہ ناولنی احد
 الصبیبن احملہ عنک فقال نعم اللطیف مطیعہما ونعم الراكبان ہما وادوہما خیر منہما حتی اتی
 المسجد فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی قدسیہ وہما علی عاتقیہ ثم قال معاشر المسلمین
 الا اذکر علی خیر الناس جبراً وجدة قالوا بلی یا رسول اللہ قال الحسن والحسین جبراً وجدة
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخاتم النبیین وجیدتہما خدیجۃ بنت خویلد سیدۃ النساء الخیرۃ
 الا اذکر علی خیر الناس باجاً واباً قالوا بلی یا رسول اللہ قال الحسن والحسین ابوجہا علی واما
 فاطمة سیدۃ النساء الخیرۃ الا اذکر علی خیر الناس عمامۃ قالوا بلی یا رسول اللہ قال الحسن
 والحسین عمامۃ جعفر بن ابی طالب عمامۃ عائشہ بنت ابی طالب الا اذکر علی خیر الناس
 خالاً وخالۃ قالوا بلی یا رسول اللہ قال الحسن والحسین خالہما القاسم بن رسول اللہ صلی اللہ

علیہ السلام وخالتهما ذینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللهم انک تعلم ان الحسن والحید
 فی الجنة ومن احبهما فی الجنة ومن ابغضهما فی النار یا خوجہ الملائکۃ (سیدہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما
 کہتے ہیں کہ ایک دن ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں تھے کہ ناگہان جناب سیدہ
 علیہا السلام روتی ہوئیں تشریف لائیں حضور نے اسے فرمایا تیرا باپ تجھ پر فدا ہو تم کیوں روتی ہو عرض
 کیا کہ حسنین گھر سے نکل گئے ہیں ہمیں معلوم گمان ہو گئے ہیں حضور نے فرمایا انکا خالق انپر تجھ سے
 اور مجھ سے زیادہ مہربان ہے پھر ہاتھ اٹھا کر آپ کے دعا کی اسے میرے پروردگار انکی حفاظت فرما اور انکو
 سلامت رکھ پس حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور کہا یا محمد آپ غمگین نہ ہوں وہ دونو خطیرہ نبی بخار میں سو
 گئے ہیں خدا تعالیٰ نے انپر ایک فرشتہ کو موکل کیا ہے کہ انکی حفاظت کرے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم اپنے اصحاب کرام کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور خطیرہ میں تشریف لائے اور حسنین علیہما السلام ایک
 دوسرے کے ساتھ لیٹا ہوا اور سوتا ہوا دیکھا اور وہ فرشتہ جو انپر موکل ہے اس نے اپنا ایک بازو انکے
 نیچے بچھ دیا ہوا ہے اور ایک بازو کا انپر سایہ کیا ہوا ہے پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم کران کو
 جوا اور جگایا پھر جناب حسن کو دایسے کندھے پر اور جناب حسین بائیں کندھے پر سوار کیا ابوبکر رضی
 اللہ عنہ رستمین کے انہوں نے عرض کیا یا رسول مجھے ایک صاحب زادہ کو دیدین کہ میں اٹھالوں
 آپ نے فرمایا نہایت عمدہ ہے ساری ناکی اور وہ نہایت عمدہ سوار ہیں۔ اور ان کا بابا نے بہتر ہے پھر آپ
 سید میں تشریف لائے اور دونوں پاؤں پر کھڑے ہو گئے۔ اور وہ دونوں صاحبزادی آپ کے کندھوں پر
 سوار تھے۔ آپ نے ارشاد کیا اے گروہ مسلمانان میں تمکو آگاہ کروں ان دونوں شخصوں سے جو سب آدمیوں کا
 از روی دادا اور دادی کے بہترین لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور بیان فرما دیں آپ نے فرمایا وہ
 حسن اور حسین ہیں کہ انکا دادا خدا کا رسول اور بیویں کا ختم کرینہو لایا ہے ادا کی دادی ام المومنین تھیں
 بنت خویلد اہل جنت کی ہر لون کی سوار ہے بہتر بابا کہ میں تمکو آگاہ کروں ان دونوں شخصوں سے جو سب
 آدمیوں کا از روی دادا اور دادی کے بہترین لوگوں نے عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا وہ حسن اور حسین ہیں
 کہ ان کا باپ علی بن ابی طالب ہے ادا کی ہاں فاطمہ ہے جو سب دنیا کی ہر لون کی سوار ہیں بہتر ارشاد
 کیا کہ میں تمکو آگاہ کروں ان دونوں شخصوں سے جو سب آدمیوں کا از روی دادا اور دادی کے بہترین لوگوں نے
 عرض کیا ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا حسن اور حسین ہیں کہ انکے چچا جعفر طیار ہیں ادا کی یہی ام المومنین
 بنت ابی طالب ہیں کہ میں تمکو آگاہ کروں ان دونوں شخصوں سے جو از روی ماسون اور خال کے سب سے
 بہترین لوگوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا وہ حسن اور حسین ہیں کہ انہوں نے انکا قاسم بن محمد

صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور خالد انکی زینب صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہے پھر آپؐ نے دعا کی کہ اس میرے
پر درگاہ تو جاتا ہے کہ حسن با وحسین جنت میں ہونگے اور جو کوئی ان سے محبت کرے گا وہ بھی جنت میں
ہوگا اور جو کوئی ان سے بغض کرے گا وہ دوزخ میں ہوگا ۔

(۲۲) عن جابر قال دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يصلي والحسن والحسين علي
ظهره وهو يقول نعم الجبل جملكما (اخرج به النسائي) جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں جناب رسالت
تأب صلوات اللہ علیہ وسلم علی آلہ الامجاد کے حضور میں گیا آپ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے اور جناب
حسنین علیہما السلام حضور کی پشت مبارک پر چپے ہوئے تھے۔ آپؐ فرمایا کیا اچھا ہے تمہارا اونٹ
(۲۳) عن سلمان قال كنا حول النبي صلى الله عليه وسلم فجاؤنا امرا من فقلت يا رسول الله لقد
صل الحسن والحسين قال وذلك زاد النهار فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم قوموا واطلبوا
ابني قال واخذ كل رجل حذاء وجهه واخذت نحو النبي صلى الله عليه وسلم فلم نزل حتى اتي
سفر جبل واذا الحسن والحسين ملتقيا كل واحد منهما صاحبه واذا شجاع قائم على نيه يخرج
من فيه شبه النار فاسرع رسول الله صلى الله عليه وسلم فاسرع مخاطبا لرسول الله صلى الله عليه وسلم
سألت انا ب قد دخل في بعض الا حجة ثم اتانا رسول الله صلى الله عليه وسلم فافرق بينهما ومعه
وجوههما وقال يا بني داعي اتما اكرمكما على الله تعالى ان جعل احدهما على عاتقه الايمن و
الاخر على عاتقه الايسر فقلت طوبى لكما نعم المطية مطية كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
وفهم الراكبان هما وابوهما خير منهما (اخرج به الطبراني في الكبير في مسانيد الحسن) روایت ہے
سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک وقت ہم جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ
ہوئے تھے اتنے میں امام امین نے اگر عرض کیا یا رسول اللہ میں بہت آگیا ہے حسنین کہیں گم ہو گئے ہیں
حضرت نے فرمایا میرے بچوں کو تلاش کرو ہر ایک نے اپنی ناک کی سیہ پکڑ لی میں حضرت کے ساتھ
ہو گیا۔ ہم ایک پہاڑ کے نیچے پہنچے حسنین علیہما السلام کو ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے سوتیلے
اور ایک سانپ کو ان پر سایہ کیو ہوئے دیکھا جس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے حضرت اس کی
طرف دوڑے اور حضرت کی طرف دوڑا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ باتیں کرنے لگا
ہیروہ لوٹ کر ایک سوراخ میں گس گیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبرہ کر ان کو جدا
کیا اور ان کے چہرہ کا اخبار پوچھا اور فرمایا میرے مان باب تم پر خدا ہون تم خدا کے
بڑے پیارے ہو۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کو ایک کا ندھے اور دوسرے

دوسرے کا نسب پراٹھا لیا۔ مینو کا اسی صاحبزادہ تین مبارک ہوتھاری سوار کی کیا اچھی ہے
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ سوار بھی تو اچھے ہیں اور ان کے مان بپ
ان کے بہتر ہیں۔

(۲۴) عن ابن عباس قال لما فتح الله المدائن على أصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله أيام عمر بن الخطاب
بالأقطاع فبسطت في المسجد فاول من بدء اليه الحسن فقال يا امير المؤمنين اعطني حقة بنافذة
الله على المسلمين فقال عمر بالرحب والكرامة فامر له بالف درهم ثم انصرف مبدرا اليه الحسين فلم
له بالف درهم ثم انصرف فبدر اليه عبد الله بن عمر فامر له بخمسمائة درهم فقال له يا امير المؤمنين
اذا رجل مشددا ضرب بالسيف بين يدي رسول الله صلى الله عليه وآله والحسن والحسين
طفلان يد رجلان في سكك المدينة تعطيهم الف الف درهم وتعطيني خمسمائة قال عمر نعم اذهب
فأتى باب كائهما وامرهما وجد كجد هما وجدتهما وعم كعمهما وعمتهما وخالة
كخارهما فانك لاتاتيني به اما ابوهما علي المرتضى ومهما فاطمة الزهراء وجدتهما محمد مصطفى
وجدتهما خديجة الكبرى وعمهما جعفر بن ابی طالب وعمتهما ام هانئ بنت ابی طالب خالتهما
رقية وامر كلثوم بنتا رسول الله صلى الله عليه وآله وخالهما ابراهيم راخرجه ابو سعيد السمان
ابن عباس بن نبي الله تعالى عنهما كيتي من كحب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحاب پر مدائن کو فتح کیا جتنا ب عمر نے غنیمت کے مال کی تقسیم کرنے کا حکم دیا
سب کے پہلے جناب امام حسن علیہ السلام انکے پاس تشریف لائے اور کہا اے امیر المؤمنین ہمارا حق و کچھ
اس خیر سے جو کہ اللہ جل جلالہ نے مسلمانوں کے لیے فتیہ دی ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا بزرگی سے اور
گرامت سے پس جناب عمر رضی اللہ عنہ نے انکے لیے ہزار درہم کا حکم دیا تب وہ لوٹے تو جناب امام حسین علیہ
السلام تشریف لائے جناب عمر کے انکو یہی ہزار درہم کا حکم دیا۔ جب وہ لوٹے تو عبد اللہ بن عمر انکے
پاس آئے جناب عمر رضی اللہ عنہ نے انکے لیے پانسو درہم کا حکم دیا عبد اللہ بن عمر کہنے لگے یا امیر المؤمنین
میں مصبوط آدمی ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ملو اسے لاتا ہوں اور حسن اور حسین
لڑکے تھے اور مدینہ کے بازاروں میں کھیل کرتے تھے آپ نے انکو ہزار ہزار درہم اور مجھ کو پانسو درہم دیا
ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں جا اور میرے پاس انکے باپ جیسا باپ اور انکی ماں جیسی ماں اور
انکے دادا جیسا دادا اور انکی دادی جیسی دادی اور انکے چچا جیسا چچا اور انکی بہن جیسی بہن اور انکی
مامن جیسا مامن اور انکے خال جیسی خال لیکر آ۔ تو ہر گز نہیں لاسکے گا۔ انکا باپ علی مرتضیٰ

انکی بان فاطمہ زہرا ہے انکے جہاں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں انکی مدد کر یہ جناب ام المومنین خدیجہ کبریٰ میں انکی چچا جعفر طیار اور انکی بہن ام ہانی بنت ابی طالب اور انکی خالہ رقیہ اور ام کلثوم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ ان اور آپر ابراہیم علیہ السلام انکے امون ہیں *

اہل عبا علیہم السلام کے فضائل کا بیان

۱۲، عن انس بن مالك قال في قوله تعالى مرج البحرين يلتقيان قال علي وفاطمة يخرج منهما اللؤلؤ والمرجان قال الحسن والحسين راخرجه صاحب كتاب الدرر) النضر بن مالك اس آیت کریمہ کی تفسیر میں کہ دو دریا باہم ملتے ہیں فرماتے ہیں کہ دو دریا سے مراد جناب علی اور فاطمہ ہیں اور دوسری آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ نکاح میں آنے والے اور موزنگا کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ ان سے مراد حسن اور حسین ہیں *

۱۳، عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اول من يدخل الجنة انا و انت وفاطمة والحسن والحسين قلت فنجونا قال من وداكم راخرجه ابن سعد والحاکم جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اول جنت میں میں داخل ہونگا پہرہ علی تم اور بہرہ فاطمہ اور حسن اور حسین میں سے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے محبوب آپ سے فرمایا تمہارے پیچھے *

۱۴، عن ابی هريرة قال نظر رسول الله صلى الله عليه وسلم الى علي وفاطمة والحسن والحسين فقال انا حبيب لمن حاربكم وسلم لمن سلككم راخرجه احمد والطبرانی والحاکم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کی طرف نگاہ فرما کر کہا میں لڑنے والا ہوں اس سے جو ان سے لڑے۔ اور صلح کرنا والا ہوں اس سے جو ان سے صلح کرے *

۱۵، عن زيد بن ارقم قال نظر رسول الله صلى الله عليه وسلم الى علي وفاطمة والحسن والحسين فقال انا حبيب لمن حاربهم وسلم لمن سلكهم راخرجه الترمذی والطبرانی فی الکبیر) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کی طرف نظر فرما کر ارشاد کیا میں جنگ کرنا والا ہوں اس سے جو تم سے لڑے اور صلح کرنا والا ہوں اس سے جو تم سے صلح کرے *

۱۵) عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیم خیمہ وهو سکی علی قوس عربیة فی الخیمۃ علی وفاطمة والحسن والحسین فقال یا عشر المسلمین انا سلم لمن سألهم اهل هذه الخیمۃ وحرب لمن حاربهم وولی لمن والاهم ولا یحبہم الا سعید المجدل طیب المولادۃ ولا یبغضہم الا شقۃ الجدر وحی الولادة نقلہ محب الطبری فی ریاض النضرۃ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خیمہ پر پا کرتے ہوئے دیکھا اور آپ عربی کمان پر تکیہ کیے ہوئے تھے۔ اور خیمہ میں جناب علی اور فاطمہ اور حسین اور حسن علیہم السلام تشریف فرما تھے حضور نے ارشاد کیا اے گروہ مسلمانوں کے میں ہاں خیمہ والوں سے صلح کرنا۔ ان کے ساتھ صلح کرنا والا ہوں اور جنگ کرنا والوں کے ساتھ جنگ کرنا والا ہوں اور اسے دوست رکھتا ہوں جو انہیں دوست رکھے انکو نہیں دوست رکھو گا مگر نیک بخت پاک ولادت والا۔ اور انکو نہیں دشمن رکھو گیگا مگر بد بخت نام پاک ولادت والا۔

(۶) عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ الا ابی خالۃ عیسیٰ بن مریم ویحییٰ بن زکریا واما ایتہ سیدۃ نساء اہل الجنۃ الا ام کلثوم مریم (الخدیجہ ابوبکر ابن حبان والطبرانی والحاکم) ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن و حسین ابوبکر کے جوانوں کے سردار ہیں مگر میری خالہ کے بیٹے جیسے بن مریم اور عیسیٰ بن زکریا اور فاطمہ ابوجنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

۱۶) عن ابی ہریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبعث اللہ الانبیاء یوم القیامۃ علی الدواب و یبعث اللہ علی ناقۃ کیمایا فوق یا مینین من اصحابہ المشر و یبعث الحسن والحسین علی ذائقین من ذوق الجنۃ و علی بن ابی طالب علی ناقۃ و انا علی الدراق و یبعث بلال علی ناقۃ فنادی بالادان و شاہلا۔ متاحفا حتی اذا بلغ اشہد ان محمداً رسول اللہ شہد بہا جیم الخلائق من الاولین والآخرین فقبلت ممن قبلت منہ راخرجه الطبرانی وابوالشیخ والحاکم والخطیب وابن عساکر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یا نبیغۃ کریم اللہ قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام کو دو بات پر اور صالح نبی کو انکی اوشنی پہنا کہ وہ قیامت کو دن اپنی است کے مومنین کے ساتھ موافقت کریں اور حسن و حسین جنبت کے ناقہ ان پر سوار کیے جائیں گے۔ اور علی بن ابی طالب بسے ناقہ پر سوار کیے جائیں گے اور بین براق پر سوار ہو گا اور بلال اپنے ناقہ پر سوار کیا جائیگا۔ اور اذان میں نکارے گا اور تمام مخلوق حق حق نکارے گی۔

اور حبیب شہدائے محمد رسول اللہ کی گاتام اول و آخر کی خلافت کی شہادت و بیگونی جس سے کہہ سکتے ہیں
رنا ہوگا اس سے قبول کروں گا *

(۸) عن حذیفة قال قلت لأمی اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاصلی معہ المغرب اسأله ان یبیت عفری
ولک فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصلیت معہ المغرب فصل نبی صلوٰۃ العشاء ثم اقبل فقتلته
فمنع صوتی فقال من هذا احدثیفة قلت نعم قال حاجتک غفر لک ولک ان هذا ملک
لم یزل الارض قط قبل هذه اللیلة استأذن ربہ ان یسل علی ویشرف بان فاطمة سیدة
نساء اهل الجنة والحسن والحسین سید شباب اهل الجنة راخرجه الترمذی واخرجه
احمد والنسائی وابن حبان والریضانی والحاکم باختلاف سیرہ الطبرانی فی الکبیر، حذیفة بن
اسعد عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنی والدہ سے کہا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں میرے
ان کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھنے جاتا ہوں اور حضور نبوی سے اپنے لیے اور تمہارے لیے دعائے
مغفرت چاہوں گا۔ پس میں خدمت میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوا۔ اور حضور
کے پیچھے مغرب کی نماز ادا کی پھر حضرت نے عشا کی نماز پڑھی اور پھر لوٹ پڑے میں نے حضرت کا اتباع
کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا آواز کھینچا کہ کون ہے آیا حذیفة ہے میں نے عرض کیا ہاں آپ
نے فرمایا تیری کیا حاجت ہو خداتیری اور تیری ماں کی مغفرت کرے یہ ایک ورشتہ اس کے پلے
کبھی زمین پر نہیں نازل ہوا تھا۔ اس نے اپنے پروردگار سے میرے سلام کے لیے اذن پایا ہے اور
مجھ کو بشارت دی ہے۔ کہ فاطمہ ابھنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور حسین جوانان اہل
جنت کو سردار ہیں *

(۹) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ملکاً لمرکن دار فی فاستأذن اللہ
فی زیارتی فیبشرنی ان فاطمة سیدة نساء امتی وان الحسن والحسین سید شباب اهل
الجنة (اخرجه بن عساکر) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ ایک فرشتے نے میری زیارت نہیں کی تھی خداوند تعالیٰ نے اسے میری زیارت کا اذن
دیا۔ اس نے مجھ کو بشارت دی ہے کہ فاطمہ میری بہن کی تمام عورتوں کی سردار ہے اور حسین اور
حسین ابھنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

(۱۰) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فاطمة وعلیاً والحسن والحسین
فی حضرت القدس فی قبة بیضاء معقہا عرش اللہ تعالیٰ (اخرجه بن عساکر) ابن عمر رضی اللہ عنہ

اسے عنت سے مروی ہے کہ جناب رسول کا ثناءات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہ تحقیق فاطمہ اور علی اور حسن و حسین رب العزت کی پاک و درگاہ میں گنبد سفید میں ہونگے کہ جسکی سقف خدا کا عرش ہوگا۔

(۱۱) عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا وعلی و فاطمہ والحسن والحسین یوم القیامت فی قبة تحت العرش (راخو جہ الدلیلی) ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اور علی اور فاطمہ اور حسنین قیامت کے دن عرش کے نیچے ایک قبر میں ہونگے۔

(۱۲) عن بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر رجالکم علی وخیر شباکم الحسن والحسین وخیر نساءکم فاطمہ (راخو جہ الخطیب) ابن عباس کو فی تاریخہما (ابن مسعود رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہارے سب آدمیوں میں بہتر علی ہیں۔ اور تمہارے نوجوانوں میں بہتر حسن حسین ہیں اور تمہاری عورتوں میں بہتر فاطمہ ہیں۔

(۱۳) عن ابن عباس عن علی ز النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابناؤا الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنة وابوہما خیر منہما (راخو جہ ابن ماجہ عن ابن عمر والحاکم عنہ وعن ابن مسعود والطبرانی عن ابن الحریث وابن حسا کو عن ابن عمر وعلی) عبد اللہ بن عمر اور جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ بہ تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسن اور حسین جو انان اہل جنت کے سرور ہیں اور انکا باپ ان سے بہتر ہے۔

(۱۴) عن علی ز النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ بید حسن وحسین قال من احبنی واحب ہذین واباہما وامہما کان معی فی درجتی یوم القیامت (راخو جہ الترمذی والدلیلی) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ بہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اور حسین کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جو شخص مجھے اور ان دونوں کو اور اند دونوں کے مان باپ کو پیارا رکھے وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔

(۱۵) عن علی قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا و فاطمہ وحسن وحسین مجتمعون ومن احبنا یوم القیامت فی مکان واحد ناکل ونشرب حتی یفرق بین العباد (راخو جہ الطبرانی فی الکبیر) حضرت امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں اور فاطمہ اور حسنین اور جو لوگ ہمارے دست رکھتی ہیں ایک مکان میں جمع ہونگے کہا میں گے اور حسین گے یہاں تک کہ لوگ متفرق کیے جا دیں گے۔ وذنخی وذنخ کے لیے۔ اور جنہستی جنت کے لیے۔

(۱۵) عن النبي صلى الله عليه وآله قال من ولي عيلاً لم يطلب سادات أهل الجنة أنا وحسنا
وعلى وجعفر والحسن والحسين والمهدي راجعون بن علي بن الحنفية والمهدي (النسب مني) عن
ابن جبرين کہ تحقیق جناب رسالت اب علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہم اولاد عبد المطلب اہل جنت کے
سوا زمین میں اور حمزہ اور علی اور جعفر اور حسن اور حسین اور علی +

(۱۶) عن ابن عباس قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله يقول يا ذنبا والاعمتنا انا عتبة
وعلى لقاحها وفاطمة حملها والحسن والحسين ثمارها ومحبوا اهل بيت ورتقا وكلنا في
الجنة حقا حقا خرجنا الى ابي ابن عباس رضي الله عنهما سے مروی ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم سے میں نے ان کا لون کے ساتھ سنا ہے ورنہ دونوں ہر سہ ہجرت میں کہ میں و رخت ہوں اور
علی اسکا پوند ہے اور فاطمہ اسکا حمل ہے اور حسن اور حسین اس کے پل میں اور ہم اہل بیت کے محبوب ہر
اور اقی ہیں سچ سچ ہم جنسیت میں ہونگے +

(۱۷) عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله فاطمة اني واباؤك وهذين يعني حسنا
وصبنا وهذا اللؤلؤ يعني عليا في مكان واحد يوم القيمة اخرجنا احمد جناب امير المؤمنين
روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہ علیہا السلام سے فرماتے تھے کہ میں اور تم
اور حسن اور حسین اور یہ سونیا لا یعنی علی قیامت کے دن ایک مکان میں ہونگے +

(۱۸) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله انا ميزان العدل وعلي كفتاه والحسن
والحسين محبوه وفاطمة علاقتہ والائمة من امتي هموز يوزن فيه اعمال الصالحين لانا و
المبغضين لنا اخرجنا الى ابي ابن عباس کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ میں میزان قیامت کا کھلم کھلا ہوں اور حسن اسکی کتان میں اور فاطمہ اسکا ملاوہ ہے اور میری ہمت
کے امام اسکی حق میں کہ جس میں ہمارے محبین اور مبغضین کے اعمال وزن کیے جانے ہیں +

(۱۹) عن علي بن ابي طالب قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله علي ولي الله وفاطمة امته والحسن
والحسين صفوة الله علي باغضبهم لعنة الله اخرجنا الى ابي جناب امير المؤمنين کہ سرور
کہ جناب رسالت اب علی علیہ السلام نے فرماتے تھے کہ حبیب شب عراج کو ہمیں سیر کرانی گئی ہے جنت
کے دروازہ پر سونے سے لکھا ہوا پلچا الہ الا اس محمد حبیب ہے علی خدا دوست ہے فاطمہ
کی کنیز ہے حسن و حسین برگزیدگان خدا اور ان کے بغض کہنے والوں پر خدا کی لعنت ہے +

فائدہ

خانمان ثبوت یعنی ان ذوات مقدسہ کی شان میں ہر لفظ استعمال ہوئے
میں (۱) آل (۲) البیت (۳) عترت (۴) ذوالقربیہ جنگلی نسبت تفسیر
کے ساتھ محبت و راجع ذیل ہے *

آل کی تحقیق

لغت میں آل کا لفظ خاص قرابت داروں اور گھر کے لوگوں کے لیے
وضع ہوا ہے اور کہی صود کے رشتہ دار ہی مراد لیے جاتے ہیں۔

بعز کے نزدیک آل اہل وضع میں اہل تبار (۵) یا ہمزہ سے بدل گیا جیسے کہ یہیات اور ایہات میں یا
ہمزہ بجا ہے ہر قوالی ہمزہ میں کی وجہ سے ایک ہمزہ الف سے بدل گیا۔ اسی لیے اسکی تفسیر (اہل)
مستعمل ہے *

کسائی امام نحو کے نزدیک اسکی تفسیر (اہل) ہی آئی ہے *

اہل کا اطلاق بہ نسبت آل کو عام ہے کیونکہ محاورہ عرب میں اہل البصرہ بولا جاتا ہے نہ آل البصرہ
امام راغب مفردات میں کہتے ہیں آل اہل سے تو بنا ہے لیکن آل کی صافست اعلام نا طعین کے ساتھ
مخصوص ہے اور اسماء نکرہ اور زمانہ اور مواضع کی طرف مضاف نہیں ہوتا بلکہ لفظ اہل کے چنانچہ
کلام عرب میں آل زید یا آل عمر مستعمل ہے نہ آل رجل اس طرح سے آل ہو وضع و آل قریہ اور آل زمان
بھی شمل نہیں کئے اسکے اہل و اہل ہو وضع اور اہل قریہ اور اہل بلدہ وغیرہ کلام عرب میں شامل
و ذوالک ہے *

ابن عوف کہتے ہیں کہ آل سے قریبی رشتہ دار مراد ہیں جو کسی شخص کی طرف قرابت میں رجوع کریں اور یہ
ماخوذ ہے لفظ اہل سے کہ اسکے معنی رجوع کے ہیں در کتاب الغرہین لابن صبیح یا احمد بن محمد بن ابی
عبید اللہ العبدی *

ابن درید جمہور میں کہتا ہے کہ آل سے قریبی رشتہ دار مراد ہیں *

اس بات کے متعین کرنے میں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کون ذوات مقدسہ ہیں علماء
کا اختلاف ہے ایک گروہ کے نزدیک ازواج مطہرات اور جناب علی مرتضیٰ اور جناب سیدہ اور جناب
علیہم السلام سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آل امجاد ہیں *

اس ایک گروہ کا اشتخاص مراد لیے میں جنہر ذرکہ حرام ہے یعنی اولاد عبد المطلب
تیسرے گروہ نے پیروان دین کو بھی آل میں داخل کیا ہے۔

اس ایک گروہ نے آل سے صوفیات جناب علی و جناب سیدہ اور جناب علیہم السلام کو ملا دیا ہے

امام رتبہ مفردات میں ملتے ہیں ویستعمل فیمن یختص بالانسان اختصاص ذاتہ او قربة قریبة
 اوجہ فقال ال ابراہیم وال عمران وقال اخلوا ال فرعون اشد العذاب وقیل ال النبی لقابہ
 وقبل المختص من بحیث العلم وذاك اهل الدین ضربان مختص بالعلم المیقن والعمل المحکم
 فیقال لہم ال النبی وامتہ وضرب یختصون بالعلم علی سبیل التقید ویقال لہم امتہ محمد
 ویقال لہم ال محمد وکل ال النبی امتہ ولیس کل امتہ الہ یعنی اس لفظ کا استعمال
 عربی میں کیا جاتا ہے جو انسان کے ساتھ خصوصیت یا قرابت قریبہ رکھتا ہو یا دوستی کی وجہ سے نزدیک
 اللہ تعالیٰ آل ابراہیم اور آل عمران کا لفظ قرآن شریف میں وارد کیا ہے اور فرمایا ہے اور
 ال فرعون تم سخت عذاب میں داخل ہو۔ آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حضور کے قریبی رشتہ دار مراد
 بہت حد تک ہیں اور بعض لوگ ان سے بھی مراد لیتے ہیں جو علم کی حیثیت سے حضرت کے ساتھ خصوصیت
 رکھتے ہیں۔ اور ان سے مراد و نیدار لوگ ہیں جنکی دو شہین ہیں ایک وہ لوگ جو علم الیقین اور عمل
 محکم کے ساتھ مخصوص ہیں۔ پس وہ لوگ آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی امت کہلائے جاتے ہیں
 اور دوسرے وہ لوگ کہ بطریق تقلید علم کے ساتھ خصوصیت رکھتے ہیں اور وہ محض امت کہلائے
 جاتے ہیں ان پر آل کا اطلاق نہیں ہوتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کل آل آپ کی امت ہے۔ اور
 کل امت آل نہیں ہے۔

یہ عبیدہ نقل کرتے ہیں کہ میں نے ایک فصیح اعرابی کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ کہہ یا تھا راہل مکہ
 ال اللہ فقلنا ماتعنی بذلك قال الیوم مسلمین والمسلمون ال اللہ وانما یقال ال فلان
 بلوئیس المتبع وفی شہ مکہ لانہا ام القرے۔ ومثل فرعون فی الضلال واتباع قومہ لہ
 فقلنا لہ یقال للقبیلۃ الرجل ال قال لا الاہل بیتہ خاصۃ انتہی یعنی اہل مکہ خدا کی
 آل ہیں تنہا اس سے پوچھا کہ اس سے تیری کیا مراد ہے وہ کہنے لگا کیا یہ لوگ مسلمان ہیں۔
 مسلمان خدا کی آل ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ آل فلان کی تو اس سے اسکے متبعین مراد ہوتے
 ہیں نہ کہ یہی اسی کے شبیہ ہے کیونکہ وہ ام القرے ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کہ فرعون کے متبعین
 کو گمراہی میں اسکی آل کہا گیا ہے۔ ہننے کہا کہ کیا کسی آدمی کے قبیلہ کو اسکی آل کہا جاتا ہے وہ
 بولائیں بلکہ اسکے گھر کے لوگوں کو خاص کر اسکی آل کہا جاتا ہے۔

اسی کی سدیدہ حدیث ہے جسکو کہ امام بغوی نے شرح السنۃ میں لکھا ہے عن عبد الرحمن بن ابی
 لیلی قال لعقیف کعب بن عجمۃ قال الا احدثی لک حدیثہ سمعتہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ

فقت بلی اصدھا الی فقال سالنار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف الصلوۃ علیکم اهل البیت قال قولوا
اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد كما صلیت علی ابراهیم و آل ابراهیم وبارک علی محمد وعلی
آل محمد كما بارکت علی ابراهیم و آل ابراهیم انک حمید مجید (واخرجہ البخاری) عبد الرحمن بن ابی
لیس سے روایت ہے کہ محمد بن کعب بن عجرہ نے اور کہنے لگے کہ میں تجھے ایک تحفہ دوں جو میں نے سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم سے سات مہینوں کا بیان فرمایا کعب کہنے لگے ہنسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چاہا
کہ یا رسول اللہ آپ اپنی بیت پر کس طرح سے درود بھیجتا ہیں یہ اپنے فرمایا کہ تم اس طرح سے پڑھاؤ کہ اسے
پروردگار رحمت بیچ محمد پر اور آل محمد پر اس طرح سے کہ تو نے رحمت نازل کی ہے حضرت ابراہیم پر اور انکی
آل پر اور برکت دے محمد اور آل محمد کو جس طرح کہ تو نے برکت دی ہے ابراہیم اور آل ابراہیم کو تو ہی
ہے ستودہ بزرگ *

کمال الدین بن طلحہ شافعی رح مطاب ہمسوا من حدیث کورج کر کے نقلت ہین فالنبی صلی اللہ علیہ وسلم
احدہ انا لاخ والمفسر والمفسرہ سوا فی المعنی فیکون الہ اهل بیتہ و اهل بیتہ الہ فیتوارن
فی المعنی ویکشف حقیقۃ ذلک (نزل آل اهل بیتہ) یعنی جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک کو درود
کے ساتھ تفسیر بیان فرمائی ہے اور مفسر اور مفسرہ ہشتین برابر ہیں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل
آپ کے آل بیت ہین اور اہلبیت آل میں پس یہ دونوں معنی میں مستحق ہیں اور اسکی حقیقت کا اثبات
اس سے ہوتا ہے کہ آل اہل بیت اس تقریر سے یہ امر تو ثابت ہو گیا کہ آل کو مراد اہل بیت ہے
اب رہا یہ امر کہ آل اور اہلبیت کیوں کون ذوات مفرد ہین پس حدیث سند جزیل سکی تعین
نے بے کافی ثبوت ہے *

عن تھربن حوشب عن ام سلمۃ قالت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمۃ انتی بروجت
ابنک فجات بہم فلقی علیہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کساء ثم قال اللهم ہو لآل محمد
فا جعل صلوۃک وبرکاتک علی ابراہیم و آل ابراهیم انک حمید مجید (واخرجہ ابیہقی) شہ بن
جوشب جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہین کہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جناب فاطمہ سے کہا اپنے خاوند اور دونوں بیویوں کو ہمارے پاس لے آؤ حبیب و دوست اپنے بزرگ
لائقین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہر اپنی چادر اڑا دی اور فرمایا اے میرے پروردگار یہ آل
محمد سے تو اپنی رحمت اور برکت انہر نازل کر جیسے کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر نازل کی ہے
شک تو ہے ستودہ اور برگزیدہ *

دوسرا فرق اپنے قول کی تائید میں حدیث کو پیش کرتا ہے جسکی سند صحیح ہونے پر مسلم اور نسائی اور ابوداؤد نے اتفاق کیا ہے۔ عن عبد اللہ بن ربیعۃ بن الخثعم قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان هذه الصدقات انما اوساخ الناس وانها لا تخل کال محمد یعنی عبد اللہ بن ربیعۃ بن الخثعم کہتے ہیں کہ یہ صدقات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرأتے ہوئے کسے کسے ہے کہ یہ صدقات لوگوں کی میل ہیں اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر حلال نہیں۔

تیسرا اگر وہ کہے کہ یہ روایان دین کو ہی ظاہر میں شامل کرتا ہے اسکا حاکم اس آیت سے ہے رال ال لوط المنجی (اجدین) یعنی لوط کی آل کہ ہم سب کو نجات دینے والے ہیں اس پر تمام مفسر متفق ہیں کہ اس آیت میں آل لوط سے تمام متبعین جناب لوط مراد ہیں۔

ابن کثیر و ابن کمال الدین بن علی بن ابی طالب البسول میں اپنی اسے ظاہر کرتے ہیں ر فامعانی کلاھا مجمعة فہم علیہم السلام فانہم اہل بیتہ و تحرم علیہم الصدقة و ہمدایتون بدینہ والمتبعون فہم وسبیلہ فاطلاق اسم آل علیہم حقیقۃ و علی غیرہم مجازا بالاتفاق، یعنی آل کے تمام معانی ان طایفہ ذات مقدسہ علیہم السلام میں مجتمہ ہیں۔ کیونکہ یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت ہیں اور انہیں پوسہ و حرام ہے۔ اور یہی حضور کے دین کے پورے پیرو ہیں اور یہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر شیک چلنے والے ہیں پس آل کے نام کا حقیقت میں انہیں پر اطلاق ہو سکتا ہے اور ان کے غیر پر مجاز ابولا جلتا ہے اور اس پر علماء کا اتفاق ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ فضائل بہ نسبت میں جقدر کہ احادیث وارد ہوئی ہیں ان میں کسی جگہ لفظ آل کا اور کسی جگہ لفظ ذریت کا اور کسی جگہ لفظ عترت کا استعمال ہوا ہے پس ان تمام الفاظ کا مفہوم ظاہر اہل بیت ہی ہو سکتے ہیں تمام مفسرین پر آل کا حمل ہرگز نہیں ہو سکتا اسکا ما با اتفاق بہ نسبت و جامعیت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی شخص شیعہ سنت نبوی نہیں گذرا۔ پس اگر آل کا لفظ عام ہوتا اور اس سے متبعین مراد ہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بات دوسرے لیکر جناب علی کو نہ دیتے اور یہ نفر مٹتے کہ اسکو میرے اہل میں سے ایک آدمی لیجا بیٹھا۔

عن ابن عباس قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ابابکر لبوزۃ التوبۃ و سمعت علیا خلفہ فافہم منہ قال لا ینہب بها الا انا اور رجل من اہل بیۃ ہونی وانا منہ وراخر جہ احد و البتانی (یعنی ابن عباس سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر کو سورہ توبہ دیکر بھیجا اور ان کے پیچھے جناب علی کو روانہ کیا انہوں نے حضرت ابو بکر سے اس حوت کو لے لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر کوئی کہیں ایسا بیگم نہ کرے کہ کوئی آدمی جو میرا ہوا وہ میں ہوں۔
الطیفہ قال المنصور لجعفر بن باقر علیہما السلام عن وانتم فی رسول اللہ سواد فمنا
 فضلكم فقال لو خطب الیکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتزوج منکم لجازلہ
 ولا یجوز لمارب تنوچ منا (من المحاضرات للراغب اصفہانی) منصرفہ والقی جناب امام جعفر بن
 محمد باقر علیہ السلام سے کہتے تھے کہ ہم اور تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت میں برابر ہیں
 پس تمہیں ہم پر کیا فضیلت ہے۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم تم سے نکاح کی خواہش گاری کرتے تو جائز ہوتا۔ اور ہم سے نکاح کی خواہش گاری
 نہیں کر سکتے تھے۔

(۲) قال المامون لعاوی فما فضلكم علینا فی العرب من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انہ صلی اللہ
 علیہ وسلم یدخل علی حرمنا ولا یدخل علی حرمکم رقیل الشیخ ابی القاسم الحسین بن محمد بن الفضل
 الراغب الاصبہانی فی المحاضرات) مامون نے ایک علوی سیدی کو کما ٹکو پیچر عرب ہونے میں اور جناب رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت میں کیا فضیلت پر علوی جواب دیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہادی محمد کو پچہ
 کرنے کی ضرورت نہیں اور تمہاری عورت کو پچہ کی ضرورت ہے۔

پانچ باتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کا تخت سواوی ہونا

امام فخر الدین رازی کہتے ہیں کہ جد جلال اللہ اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سواوین لہ فی حقہ اشہاء
 یعنی اسے عزوجل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کو پانچ باتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 سواوی شہیرا ہے۔

احل ہا فی السلام قال السلام علیک ایہا النبی وعلیٰ عترتک وعلیٰ اہل بیتک سلام علی
 آل یاسین یعنی پہلا امر یہ کہ سلام میں انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریک اور سواوی شہیرا ہے
 پر دو گار عالم فرماتا ہے کہ سلام جو تجھ پر ہے نبی اور رحمت خدا کی اور اسکی برکتیں اور ان کے اہل بیت کے
 میں فرمایا کہ آل یاسین یہ سلام جو میرا ہے خدا کا ہے۔

سیہ نور الدین علی بن حماد الدین عبد اللہ الشافعی رحمۃ اللہ علیہ جو بہر العقیدین میں کہتے ہیں نقل جعفر
 من الحسن بن عیسیٰ بن عباس قال فی قولہ تعالیٰ سلام علی آل یاسین علی ابن عباس۔ ونقلہ الشافعی
 عن الکلی فیقال علی آل یاسین علی ابن محمد سماہ اللہ یاسین نقل یعقوب تاسو شیل واصلی

علی محمد علی آل محمد کما باریک علی ابراہیم وال ابراہیم انک حمید مجید راخوجہ مسلم) وعند الطبرانی
 منکنت حتی جاءہ الوحی فقال تقولون اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو مسعود بدیدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم
 پاس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہم سعد بن عبادہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے بشیر بن سعد نے
 عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو امتہ تعالیٰ آپ پر درود پڑھنے کا حکم کیا ہے پس ہم کس طرح آپ پر درود پڑھا
 کرین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو رہے یہاں تک کہ ہم کو خیال پیدا ہوا کہ کاش بشیر بن سعد
 حضور سے نہ سوال کرتے۔ پھر آپ نے ارشاد کیا کہ تم یوں پڑھا کرو۔ اے ہم پر درود گار رحمت نازل کر محمد اور
 آل محمد پر جیسے کہ تو نے رحمت نازل کی ہے ابراہیم اور آل ابراہیم پر بے شک تو ہی ستودہ اور برگزیدہ ہے
 ہمارے پروردگار برکت دی محمد اور آل محمد کو جیسے کہ تو نے برکت دی ہے ابراہیم اور آل ابراہیم کو تجھ تو
 تو ہی ستودہ اور برگزیدہ ہے۔ یہ روایت تو مسلم کی ہے احمد طبرانی نے اس روایت کو اس طرح پر روایت کیا ہے
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشیر بن سعد کے پوچھنے پر خاموش ہو گئے یہاں تک کہ حضور کی طرف جناب الہی
 سے وحی نازل ہوئی اور آپ نے ارشاد کیا کہ تم یوں درود پڑھا کرو اللہم صلی اللہ

عن شہر بن حوشب عن ام سلمة قالت ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمة اتینی بزوجه
 وابنیک فجات بہم فالتقی علیہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کساء کان تحتی خیبر یا اصباہ من
 خیبر ثم قال اللہم هؤلاء آل محمد فاجعل صلواتک وبرکاتک علی محمد کما جعلتہا علی ابراہیم
 وال ابراہیم انک حمید مجید راخوجہ الیہ تعالیٰ شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ جناب ام المومنین ام سلمہ
 رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ بتحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ سے کہا
 میرے پاس اپنے شوہر اور دونوں بیٹوں کو بلال لاؤ وہ انکو اپنے ہمراہ لائیں آپ نے ایک کپڑا جو مجھے خیبر میں
 لگاتھا اور میرے پاس تھا ان پر ڈال دیا اور دعا کی کہ اے میرے پروردگار یہ آل محمد ہیں پس تو اپنی رحمت اور
 برکتیں ان پر نازل فرما بطرح سے کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر نازل کی ہیں اور تو ہی ستودہ اور برگزیدہ
 عن عمر رضی اللہ عنہ قال انه لا یكون الصلوة الا بقرادة ویتشهد وصلوة علی النبی واللہ رفقہ
 حافظ بن حجر فی عمل الیوم واللیلۃ جناب عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نماز نہیں ہونی مگر ساتھ قرار
 کے اور تشهد کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود پڑھنے کو
 عن انس رضی اللہ عنہ قال لا صلوة لمن لم یصل فیہا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم (رواہ ابن عبد البر) علی
 بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس شخص نے تشهد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی آل پر درود نہ
 پڑھا وہ اسکی نماز نہیں ہوتی۔

عن الشعبي قال من لم يصل على النبي في التشهد فليعد صلوته (اخرج ابواليهودى) شعبى حجة
 الله عليه کہتے ہیں کہ جس نے تشہد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور انکی آل پر درود نہ پڑھا اسکو چاہیے کہ
 نماز کا اعادہ کرے *

روى عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا تصلوا على الصلوة البتراء قالوا وما الصلوة البتراء يا
 رسول الله قال تقولون اللهم صل على محمد ولتسكتون بل قولوا اللهم صل على محمد
 وعلى آل محمد رجواهل العقدین لجلال الدین السہودی الشافعی وینابیع جناب سرور کائنات
 صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا مجھ پر تم درود اقص نہ پڑھا کرو صحابہ نے عرض کیا یا
 رسولنا قصر درود کیا ہے اپنے فرمایا کہ تم لوگ کہا کرتے ہو کہ اے ہمارے پروردگار رحمت نازل
 کر محمد پر اور پر تم خاموش ہو جاتے ہو بلکہ یوں کہا کرو کہ اے پروردگار رحمت نازل کر محمد صلی اللہ علیہ
 وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر قد قال الامام الشافعی رحمۃ اللہ علیہ

يا اهل بيت رسول الله حاكم
 فخر من الله في القدر انزلہ
 كفاكم من عظم القدر انكم
 من لم يصل عليكم لا صلوة له

ابو اھرا اوتدین السہودی) امام شافعی حجتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اے اہل بیت رسول اللہ تمہاری محبت
 کو خدا نے فرض کیا ہے اور قرآن شریف اسکو لیے نازل کیا ہے تمہارے مرتبہ کی بڑائی اسکیلئے ہی
 کافی ہے کہ جو شخص تم پر درود نہ پڑھے اسکی نماز نہیں ہوتی ۔

والمرابعة تحريم الصدقة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تحل الصدقة لمحمد ولا لآل
 محمد صلى الله عليه وسلم يعني چوتھا امر کہ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے اہل
 بیت کو شریک اور ساوی کیا ہے وہ صدقہ کا حرام ہوتا ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 ہے کہ صدقہ محمد اور آل محمد پر حلال نہیں +

عن الحسين بن علي قال انا آل محمد لا نحل لنا الصدقة رجواهل العقدین السہودی الشافعی
 جناب حسین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل ہیں ہم پر صدقہ حلال
 نہیں *

عن ابی ہریرۃ قال اخذ الحسن بن علی ثمن من ثمر الصدقة فجعلها في فيه فقال النبي صلى الله
 عليه وسلم كنه ليطرحها ثم قال الا شعرت ان لا تحل لنا الصدقة (اخرج ابوالاسلام والطحاوی)
 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب حسن علیہ السلام نے ایک پہل صدقہ کے پہلوں میں سے

لیکرا اپنے منہ میں ڈال لیا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کون کون کیا تاکہ وہ والدین پہ فرمایا تو نہیں جانتا کہ ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔

والخاصۃ، المحبة قال الله تعالى فاتبعوني जबكم الله قال لاهل بيته قل لا اسألكم عليه اجرا الا المودة في القربى (فقوله السمهودي) یعنی پانچواں نام کہ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے اہل بیت کو شریک اور مساوی کیا ہے وہ محبت ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دیوار رسول اللہ اتباع کرو۔ پیرائے کو اللہ دوست رکھیگا۔ اور حضرت کے اہل بیت کی نسبت فرمایا ہے کہ یا محمد کہہ سکتے نہیں ناگنا میں اس پر اجر مگر دوستی قریبیہ کی۔

احادیث فضائل آل علیہ السلام

(۱) عن الاعمش عن ابی وائل قال قرأت مع محمد بن عبد الله بن مسعود ان الله اصطفى ادم ونوحا وال ابراهيم وال عمران وال محمد وال لعالمين (تفسير ثعلبی) عیسیٰ ابی وائل بن نائل میں کہہ کہتے تھے کہ میں نے عبد اللہ بن مسعود کو قرآن شریف میں اس آیت کو اس طرح پڑھا ہے کہ خدا نے آدم اور نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران اور آل محمد کو سب جہان سے برگزیدہ کیا ہے۔

عن سلمان قال انزلوا ال محمد بنزل الراس من الجسد وعلى منزلة العين من الواس فان الجسد لا يهتدي الا بالراس وان الراس لا يهتدي الا بالعين (راخرجہ الطبرانی فی الکبیر) سلمان عہد وایت ہو جان لوال محمد صلی اللہ علیہ وسلم بمنزل سر کے ہے بدن سے اور جناب علی بمنزل آنکھ کے سر کے پس تحقیق بدن نہیں رہتا پا تا مگر ساتھ سر کے اور سر نہیں رہتا دیکھتا مگر ساتھ آنکھ کے۔

(۲) وفي تفسير قوله تعالى اهدنا الصراط المستقيم قال مسلم بن حبان سمعت ابا بريد يقول صراط محمد والہ (تفسير ثعلبی مع عالم التنزيل) اور اللہ تعالیٰ کے قول میں کہ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ دکھا ہم کو راہ سیدھی مسلم بن حبان کہتے ہیں کہ میں نے ابو بريد سے سنا ہے کہ کہتے تھے کہ صراط مستقیم سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی آل کی راہ ہے۔

(۳) عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حب ال محمد يومئذ خير من عبادة ست ومن مات عليه خل الجنة (راخرجہ الدیلمی) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول پاک صلوٰات اللہ علیہ وسلم علی آلہ نے ارشاد فرمایا کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک دن کا محبت کرنا ایک برس کی عبادت کرنا برابر ہے۔ اور جو شخص اس پر راہ جنت میں داخل ہوگا۔

۴۷ عن علی بن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی محمد وعلی آل محمد مائة مرة قضی اللہ لمائة حاجة (راخو جبال الدلیلی) جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سو دفعہ درود پڑھتا ہے خدا تعالیٰ اسکی سو حاجتیں پوری کرتا ہے *

۴۸ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو ان رجلا قام علی قدمیہین الرکن والمقام وصام وصلی ثم لقی اللہ تعالیٰ مبغضا لآل محمد دخل النار (راخو جبال الدلیلی) ابن عباس رضی اللہ عنہ وعن والدیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ اگر کوئی آدمی بامین رکن و مقام اپنے دو نوقد مونپر کھڑا ہو کر روزہ رکھے اور نماز پڑھتا رہے پھر خدا سے جائے ورا نخل لیکر وہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بغض رکھتا ہو تو وہ دوزخ میں داخل ہوگا *

۴۹ عن عبد اللہ الجلی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مات علی حب آل محمد مات شهیدا الا من مات علی حب آل محمد مات مغفورا الا من مات علی حب آل محمد مات فی الجنة کما تزین العروس الی بیت زوجها۔ الا من مات علی حب آل محمد فتم اللہ من قبریہ بایان من الجنة الا من مات علی حب آل محمد جعل اللہ ذوارقہ ملائکة الرحمة الا من مات علی حب آل محمد جاء یوم القيمة مکتوب بین عینیہ ایتہ من رحمۃ اللہ الا من مات علی بغض آل محمد مات کافرا۔ الا من مات علی بغض آل محمد لم یثم راحة الجنة (رواہ الثعلبی) عبد اللہ جلی کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص آل محمد کی محبت پر مرادہ شہید مرا۔ اور جو شخص آل محمد کی محبت پر مرادہ مغفور مرا۔ اور جو شخص آل محمد کی محبت پر مرادہ جنت کی طرف خرامان ہوگا جیسکہ دولہن اپنے دولہا کے گھر کی طرف خرامان ہوتی ہے۔ اور جو شخص آل محمد کی محبت پر مرادہ قیامت کے دن آئیگا اسکی پیشانی پر اللہ کی رحمت کی آیت لکھی ہوئی ہوگی اور جو شخص آل محمد کے بغض پر مرے گا وہ کافر مرے گا۔ اور جو شخص آل محمد کے بغض پر مرے گا وہ جنت کی بوتلک نہیں سونگھے گا۔

۵۰ عن مجاہد عن ابن عباس قال لما خلق اللہ عز وجل آدم ونفخ فیہ من روحہ عطس فاحمد اللہ الحمد لله رب العالمین فقال له رب یرحکم فلما سجد له الملائکة تدخلوا العجب فقال یا رب خلقت خلقا هو احب الیک منی فلم یحب ثم قال الثانی فلم یحب ثم قال الثالث فلم یحب ثم قال الرابع فقال اللہ عز وجل لایم ولولا هم ما خلقتک فقال یا رب انبیہم فادعی اللہ

فروجل الملائكة انجسها ففعلوا انجس فلما رقت اذا ادم نجس تراشباح قدام العرش فقال يا رب من هؤلاء
قال يا ادم هذا نبي وهذا علي امير المؤمنين وهذا فاطمة بنت نبي وهذا الحسن والحسين ابنا علي وولد
نبي ثم قال هم الاول ففرج بذلك فلما اعترف الخطية قال يا رب اسالك بمحمد صلى الله عليه وعلى آله
والحسن والحسين لما غفرت لي فغفر الله له فهذا قال الله تبارك وتعالى فتلقى ادم من ربه بكلمات فتا عليه
فلما اصبط الى الارض صاغ خافنا ننقش عليه محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم ويكنى ادم بابي محمد
راخو به ابو القم محمد بن علي بن ابراهيم التتري في خصائص العلوية (مجلد ابن عباس نقل کہ تو بہن کے جیسے
تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کے قالب میں اپنی روح کو ڈالا تو حضرت آدم جب تک کہ الہام ربانی سے
خدا کا شکر بجالائے۔ خدا نے یہ حکم اس کا جواب دیا یہ جب فرشتوں نے حضرت آدم کو سجدہ کیا تو حضرت
آدم نے بوجہ عجب خدا سے عرض کیا۔ کہ کیا کوئی مخلوق تو نے مجھ سے زیادہ محبوب پیدا کی ہے جناب الہی
سے اس کا جواب ملا یہ دوبارہ عرض کیا تب بھی جواب ملا اس طرح تیسری مرتبہ پوچھا۔ اور جواب پیا چوتھی
دفعہ کے استفسار پر ارشاد ہوا ہاں اگر ہم انکو نہ پیدا کرتے تو بچے ہی نہ پیدا کرتے۔ آدم نے عرض
کیا ایسی پروردگار وہ شخص جس نے دیکھا کہ کون ہیں۔ خدا تعالیٰ نے عرش کے پردہ کو فرشتوں کو پردہ
اٹھانیکا حکم دیا۔ جب انہوں نے پردہ اٹھایا تو عرش کے سامنے بائیں طرف میں نظر پڑا آدم
نے کہا ایسی پروردگار یہ کون بزرگ ہیں باری تعالیٰ نے ارشاد کیا۔ یہ میرا بیٹا ہے اور یہ امیر المؤمنین علی ہے اور
یہ میری بیٹی کی بیٹی فاطمہ ہے اور یہ حسن حسین علی کے دونوں بیٹے ہیں اور یہی سب سے پہلے پیدا ہوئے ہیں
آدم کو اس نے دیکھ کر خوش ہوئی پس جب آدم سے لعنہ ہر زبوں ہوئی تو آدم نے کہا ایسی پروردگار میں ان
بچہ تن پاک کو کس سید گردان کر عرض کرتا ہوں کہ تو میری خطا سے درگزر فرما پس خدا نے حضرت آدم کو بخش دیا
پس یہی قصہ ہے جس کا القرآن میں ذکر کیا ہے پس سیکھ لے آدم نے ان پر کچھ کلمہ اور توبہ کی انکو
سے) یہ جب آدم زمین پر اتارے گئے تو انہوں نے ایک انگوٹھی باکرا سید محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نقش
کندہ کیا اور حضرت آدم کی کنیت ابو محمد ہو گئی۔

اہل بیت کی تحقیق

از روئے لغت اہل اہل وہ لگ ہیں جو اسکے ساتھ ایک گہرا ایک نسب میں شریک ہوں اور انہیں دوزخ
کے قاطع مقام ہنگی دین اور سعادت اور شرف کے لوگ بھی اسکے اہل کہلاتے (دیکھو غزوات امام رضا)
اس امر کے متعین کرنے میں کہ اہل بیت نبوی کون کون ذوات مقدسہ ہیں اختلاف کیا ہے۔ امام

ہاں کہ رحمة اللہ علیہ کے نزدیک بنی ہاشم مراد ہیں یعنی بنی قصى اور بعض نے تمام قریش کو شامل کیا ہے۔
 زید بن ارثم کے نزدیک صرف بنی عبد المطلب ہیں۔ سعید بن جبیر کے نزدیک ازواج مطہرات اور اولاد
 بیت ہیں۔ قتال اور ابوسعد خدری اور الشعم بن ہاشم اور ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ ادرام سلمہ
 رضی اللہ عنہما کے نزدیک صرف اہل عبا مراد ہیں اور آیت تطہیر نہیں کی شان میں نازل ہوئی ہے
 اور قتادہ وغیرہ تابعین ہی اسی کے قائل ہیں۔

متاخرین نے ان مختلف اقوال میں ایک گود تطبیق پیدا کی ہے کہ بیت دراصل تین ہیں (بیت نسب)
 (بیت سکنے) (بیت ولادت) (۱) بنی ہاشم اور اولاد عبد المطلب اہل بیت نسب ہیں۔

(۲) ازواج مطہرات اہل بیت سکنی ہیں۔

(۳) اولاد امجاد اہل بیت ولادت ہیں۔

اہل عباہر سبب ازویا و قتل انہیں چکے ہوئے ستاری ہیں۔ اور باوجود منہر جمع مذکر کے ازواج کا اہل بیت
 سے خارج کرنا سابق آیت کے مخالف ہے۔ کیونکہ آیات سابق و لاحق میں انہیں کی طرف خطاب ہے۔ اور
 منہر جمع مذکر تالیف کیوجہ سے ہے کیونکہ رجال دینے جناب علی (کوسنیں) ان میں داخل ہیں۔ لیکن
 زید بن ارثم کی حدیث ثابت ہوتا ہے کہ ازواج کو اہل بیت میں داخل نہیں کیا عن زید بن حبیب

قال انطلقت انا وحصین بن سیدہ و عمران بن حصین الی وید بن ارقم فلما جلسنا قال لا یصبر
 لقد لقیتم یارزید خیرا کثیرا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمعت منه وخررت معہ و
 سلیمت خافہ حدیثا یارزید ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا بنی اخی لقد
 کبرت سنی و قدیم عھدکم و نسیت بعض الذی کنت اسمی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فما احدثکم فاقبلو و ما لافلا تکلمو فیه ثم قال قام فیتار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم خطبنا
 مبارک یوم خیابان مکہ و المدینۃ فحمد اللہ و اتنی علیہ و عطا و ذکر ثم قال اما بعد ایہا النبا
 نا انا نبی و نسلک ان یا نبی رسول ربی قانا ا جیب وافی تارک فیکما الثقلین کتاب اللہ
 ذی الھدی و النور فخذ و بکتاب اللہ و استمسکوا ببخت و مرغب فیه ثم قال و اهل بیعی
 انکم کما اللہ فی اهل بیعی فقال حصین یارزید ایس نساء ہا اهل بیتہ فقال لا وایہ اللہ
 ان المرأة تكون مع الرجل العصر من الدهر ثم یطلقھا فأتیہم الی ایہا و قومہا۔ اهل بیتہ
 اصلہ و عصبتہ الذین حرصوا الصلۃ بعدہ را خرجہ المسلمون زید بن حبان کہتے ہیں
 کہ میں ام حصین بن سیدہ اور عمران بن حصین زید بن ارثم رضی اللہ عنہ کی پاس گئے حبیب ہم

انکے پاس بیٹو تو صدیق کمالے زید آپ نے بہت نیکی حاصل کی ہے کہ آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور ان ہوا حادثہ کو سنا ہے اور حضور کی صحبت میں غزوات کیے ہیں اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہے جو کہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ہم سے بھی بیان کریں زید کچھ لگو لے میرے بہتجہ میری عمر بہت ہو گئی ہے اور زمانہ سیرا پرانا ہو گیا ہے بعض باتیں کہ میں نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھیں اور مجھے یاد تھیں میں انکو بول گیا ہوں پس جو کچھ کہ میں نے بتایا وہ اسے قبول کرو اور جو کچھ کہ میں نے نہ کہوں اس میں کلام کر دیر کہتے تھے کہ ہم میں ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چشمہ کے کنارے جسو خرم بولتے ہیں درمیان مکہ اور مدینہ کے تھیں پڑھنے کو کھڑے ہو پس خداوند تعالیٰ کی حمد و ثناء اور وعظ اور نصیحت بیان فرمائی اور فرمایا اے لوگو میں بھی ایک شہر ہوں اب گمان ہو کہ میرے پاس فتح اکا قاصدا آگیا پس میں اسے مان لوں گا اور میں تم لوگوں میں دو بیماری چیزیں جو پڑھنا ہوں ایک تو خدا کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے۔ پس تم خدا کی کتاب کو لے لو اور اسکے متمسک ہو جاؤ۔ پس جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو رانگیختہ کیا اور اسکی عزت دلائی۔ پھر فرمایا دوسری چیز اہل بیت ہے میں تم کو اپنے اہل بیت میں خدا کو یاد دلانا ہوں پس حصین نے کہا یا زید آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت نہیں زید نے کہا نہیں۔ خدا کی قسم ہے عورت مرد کے ساتھ بہت تھوڑے زمانہ تک رہتی ہے پھر اسکو وہ طلاق دیتا ہے پس وہ عورت اپنے باپ اور قوم کی طرف رجوع کرتی ہے۔ انکے اہل بیت آپ کی اصل اور خویش میں جنہر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے ائمہ دین کی شرح میں امام نووی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں رامن اہل بیتہ فشاء مقال لا ہذا دلیل کا بطلان قول من قال ہم قریش کلہا فقد کان فی سائہ قریشیۃ وھن عائشۃ وحفصۃ وام سلمۃ وسودۃ وام حبیبۃ رضی اللہ عنہما یعنی حصین ابن سبہ کے اس سوال پر کہ آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت نہیں زید بن ارقم کا یہ کہنا کہ نہیں۔ یہ ایک دلیل ہے اس قوم کے باطل کرنے کے لیے کہ جو شخص کہتا ہے کہ تمام قریش آپ کی اولاد ہیں کیونکہ آپ کی بیبیوں میں قریشی عورتیں ہی تھیں اور وہ جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ اور جناب حفصہ اور ام سلمہ اور سودہ اور ام حبیبہ ہیں۔ رضی اللہ عنہما اور جناب ام المومنین ام سلمہ کی حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے۔

آیۃ القلم

(۱) عن ام سلمة قالت ازھنۃ الایۃ نزلت فی بنی النبی انما یرید اللہ لیزھب عنکم الرجز اھل البیت فطہروا تطھروا وانا جالسة عند الباب فی البیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی وفاطمة وحسن وحسین فخلعوا ربکما، وقال اللہم هؤلاء اھل بیتی وحامتی اذهب عنھم الرجز وطہروھم تطھروا قالت ام سلمة وانا معھما رسول اللہ قال انکم علی الخیر راخو جہ المسلم والترمذی والدولابی والبیہقی) جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ یہ آیت میرے گھر میں نازل ہوئی (جسکا ترجمہ یہ ہے) سوا اسکے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے اللہ کہ لیجائے تم سے پلیدی کو اسے اہل بیت اور پاک کرے تم کو پاک کرنا۔ میں دروازہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی اور گھر کے اندر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی اور جناب سیدہ اور حسنین علیہم السلام تشریف رکھتے تھے سیر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انپر کھڑا اثر دیا اور فرمایا اے میرے پروردگار یہ میرے اہل بیت اور میرے مددگار ہیں ان سے پلیدی کو لیجا اور پاک کر دے ان کو پاک کرنا۔ جناب ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی انہیں میں سے ہوں اتنے فرمایا تو خیر یہ ہے

(۲) عن ام سلمة قالت بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتی یوما اذ قالت الخادمة ازعلیا وفاطمة بالسدة قالت فقال لی قومی فتخرج عن اھل بیتی قالت فقلت فتختیت من البیت قریبا فدخل علی وفاطمة والحسن والحسین وھما صبیان صغیران فاخذ الصبیان بعضھما واجلسھما فی حجر فقبلھما واعتق علیا بالحدی یدیہ وفاطمة بید الاخری فقبل فاطمة وعلیا فاقتد علیہم خمیسہ سوداء فقال اللہم الیک لا الی النار انا واهل بیتی قالت قلہ۔ وانا یا رسول اللہ فقال وانت علی مکانک راخو جہ احمد والطریق) جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف رکھتے تھے کہ فلاں نے عرض کیا کہ جناب علی اور سیدہ دروازہ پر ہیں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد کیا کہ اوٹھ اور میرے اہل بیت کو ایک طرف ہو جا ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں اٹھ کر گھر سے قریب ایک طرف کو ہو گئی۔ پس جناب علی اور فاطمہ اور حسنین گھر میں داخل ہو گئے اور حسنین ابھی چوٹے لڑکے تھے۔ پس دونوں لڑکوں کے بازو پکڑ کر انکو اپنی گود میں بٹھا لیا۔ اور انکو بوسہ دیا۔ اور جناب علی کی گردن میں ایک ہاتھ ڈالا اور دوسرے ہاتھ سے جناب فاطمہ کو پکڑا۔ اور اندرون کو بھی بوسہ دیا۔ اور انپر سیاہ کحل پاڑ دیا اور فرمایا اے میرے پروردگار میں نے سیر کرنا ہوں نہ روزخ کی میں اپنے آپ کو اور اپنے اہل بیت کو ام سلمہ کہتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول

اندر اور میں بھی فرمایا تو اپنے مکان پر ہے۔

(۱۳) عن عمر بن ابی سلمہ ریبہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال نزلت انما یرید اللہ لیدھب عنکم ارجس اهل البیت ویطہرکم تطہیرا فی بیتہم سلمہ قد عا النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیا و فاطمہ و حسنا و حسینا فحملہم بکساء ثم قال اللهم هؤلاء اهل بیتی فاذهب عنهم الرجس وطہرہم تطہیرا قالت ام سلمہ وانا معہم یا نبی اللہ قال انت علی مکانک راخرجہ الیہم والی الحاکم عمر بن ابی سلمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ریبہ یعنی جناب ام المومنین ام سلمہ کی بیٹو سے روایت ہے کہ انبار ید السراخ کی آیت جناب ام سلمہ کے گہتر نازل ہوئی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی ورتیدہ اور حسین علیہم السلام کو بلوایا اور انکو کپڑا اڑھا کر فرمایا اسے سیکر پر و روگاریہ سیکر اہل بیت میں ان کی پیدی کو دور کر دیا کہ انکو پورا پاک کرنا۔ ام سلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ہی انہیں کے ساتھ ہوں آپ نے فرمایا تو اپنی جگہ پر ہے *

(۱۴) عن ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا قالت خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من شعل سوہ فجاء الحسن بن علی فادخلہ ثم جاء حسین فدخل معہم جات فاطمہ فادخلہا ثم جاء علی فادخلہ ثم قال لئلا یرید اللہ لیدھب عنکم الرجس اهل البیت ویطہرکم تطہیرا راخرجہا سلم و الترمذی جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم گہرے باہر تشریف لائے اور پیڑیاہ بالون کی ایک گلی تم نقش تھی پس حسن تشریف لائے آپ نے انکو اس میں لے لیا پھر حسین تشریف لائے وہ بھی ان کے ساتھ داخل ہو گئے پھر جناب فاطمہ تشریف لائیں انکو بھی حضرت نے داخل کر لیا پھر جناب علی تشریف لائے انکو بھی حضرت نے داخل کر کے فرمایا سوا اس کے نہیں کہا اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ ای اہل بیت تمہی پیدی کو دور کرے اور پاک کرے تم کو پورا پاک کرنا۔

(۱۵) عن عائشہ بن الاسقع قال تبت فاطمہ سألہا عن علی فقالت توجہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت انتظر مواذ ابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد اقبل ومعہ علی و الحسن والحسین فاخذ بید کل واحد منهم حتی دخل الحجر فاجلس الحسن علی فخذہ الیمنی الحسن فخذہ الیسری وجلس علی و فاطمہ بین یدیه ثم لفت علیہم الکساء ثم قرا ما یرید اللہ لیدھب عنکم الرجس اهل البیت ویطہرکم تطہیرا راخرجہ احمد والیہ حاتمہ والیہ الحاکم والیہ قوی الدلیلی ہوا ثمر بن الاسقع کہتے ہیں کہ میں جناب سید علیہما السلام کی خدمت میں اس غرض سے گیا کہ جناب علی کے ہاتھ میں لون گچھوون وہ فرماتے لگیں کہ جناب علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف تشریف لے گئے میں ان کے انتظار میں وہاں بیٹھ گیا کہ اس نے میں حضرت تشریف لائے اور حضور کے ساتھ جناب علی اور حسین بھی تھے پس آپ نے ان میں سے

پھر ایک کا ہاتھ پکڑا کر حجرہ میں داخل ہو گئے پس جناب حسن کو اپنے دامنی ران پر بٹھایا اور جناب حسین کو بائیں پر اور جناب علی اور سید علیہما السلام کو اپنی سامنے بٹھایا۔ اور انکو دو پر کپڑا پٹا دیا اور پیر ایت کو پڑھا کہ سوا کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ اسے اہل بیت پلیدی کو تم سے دور کرے اور پاک کرے تکو پڑ پاک کرنا۔

(۶) عن انس بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يمر باب فاطمة ستة اشهر اذا خرج الى سلق الفجر يقول الصلوة يا اهل البيت انما يريد الله ليزهبنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا۔ (اخرجه احمد والترمذی) انس بن مالك رضي الله عنه کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چہ میمنے تک جناب سیدہ علیہا السلام کے دروازے پر سے گذرتے جبکہ نماز صبح کے لیے گہرے باہر تشریف لاتے اور فرماتے الصلوة یا اہل البیت اور پیر آیت تطہیر پڑھتے۔

(۷) عزابی الحمر قال صحبت رسول الله صلى الله عليه وسلم تسعة اشهر فكان اذا اصبح اتى على باب فاطمة وهو يقول اهل البيت يحكم الله انما يريد الله ليزهبنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا۔ (اخرجه احمد) ابو حمزہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے وہیں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں رہا جب صبح ہوتی تو جناب فاطمہ کے دروازے پر تشریف لاتے اور فرماتے کہ اے اہل بیت تم پر اللہ رحم کرے اور پیر یہ آیت تطہیر پڑھتے۔

(۸) عن الحسن بن علي قال في خطبة نحن اهل البيت لذي قال الله سبحانه فينا انما يريد الله ليزهبنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا۔ (اخرجه ابن سعد) جناب امام حسن علیہ السلام نے ایک دفعہ خطبہ میں ارشاد کیا کہ ہم میں اہل بیت جنگی شان میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ سوا کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ تم سے پلیدی کو دور کرے اور پاک کرے تکو پڑ پاک کرنا۔

(۹) عن ابی سعید فی قوله تعالى انما يريد الله ليزهبنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا قال انها نزلت في خمسة النبي وعلي وفاطمة والحسن والحسين۔ (اخرجه احمد في مناهج ابن جرير الطبري مرفوعا والطبراني والشمعي في تفسيره وهذا الحديث حسن على رأي اكثر العلماء وقد صححه بعضهم) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ

عزہ کہتے ہیں کہ یہ آیت تطہیر پنج تن پاک کے شان میں نازل ہوئی اس حدیث کو امام احمد نے اپنی مسند میں اور ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف مرفوع کرتے اور طبرانی نے معجم کبیر میں اور شعبی نے اپنی تفسیر میں کہا ہے اور بیہدشت

اکثر علماء کے نزدیک سچے اور بعض نے اسکی صحت بھی بیان کی ہے ۔

(۱۰) وذهب ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وجماعۃ من التابعین منهم مجاہد و
قادة و غیرہما الی انہم علی وفاطہ والحسن والحسین (تفسیر معالم التنزیل) یعنی ابوسعید
خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تابعین میں سے ایک جماعت کہ جن میں سے مجاہد اور قتادہ
وغیرہما ہیں انکا یہ مذہب ہے کہ آیت تطہیر میں علی اور فاطمہ اور حسنین علیہم السلام ہی مراد ہیں
(۱۱) عن علی قال نحن اهل البیت قد اذہب اللہ عزوجل عنا الفواحش ما ظہر منها
وما بطن (بخاری الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہمیں وہ اپبیت ہیں جسکو کہ خدا
عزوجل نے بُرائیوں کا ظاہر و باطن کی دور کی ہیں۔

آیت مباہلہ

(۱) عن سعد بن ابی وقاص قال لما تلت هذه الآية فقل تعالوا نذبح ابنائنا وابنائکم
ونسائنا ونسائکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنة اللہ علی الجکاذ بین دعا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا وفاطہ وحسنا وحسینا فقال انہم ہولاء اہل بیتی
ازخرج مسلم والترمذی والنسائی) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
جب آیت نازل ہوئی کہ پس کہہ دو یا رسول اللہ نصاریٰ کو کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے
بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو پیر و عاکرین اور
اسد کی لعنت ڈالیں چہوٹوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم
السلام کو بلایا اور فرمایا اے خدا پر میرے اہل بیت ہیں۔

(۲) عن جابر بن عبد اللہ قال انفسنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابنائنا الحسن والحسین
ونسائنا فاطمہ رواہ الحاکم فی المستدرک) جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ انفسنا جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی مراد ہیں اور ابنائنا سے جناب حسنین اور نسائنا سے
حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

(۳) عن ابن عباس قال ان رجلاً من نجران قدموا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا ما شانک
تذکرہا حبنا قال من هو قالوا عیسیٰ تزعم انہ عبد اللہ قال جل قالوا فہل رأیت مثل عیسیٰ او نبی
بہ ثم خرجوا من عند فجاءہ جبرائیل فقال لہ قل لہم اذا اتوک ان مثل عیسیٰ عبد اللہ کمثل آدم

وفی رایتہ ان واحد منهم قال لا اله الا الله وقال اخو المیسر هو الله لا اله الا الله
 من الخیر ویا رب لا کلام ولا یصل من الطین طیراً وقرع ان عبد فکا صلیا علیہ هو عبد الله وکل
 القاه الی مریم فضربوا فقالوا انما نحن لایزعمون ان تقول هو الله قالوا ان کنت صادقا فانما عبد الله عی
 الملقی ویشع کلام ولا یصل من الطین طیراً فینفخ فی فیطیر فسکت عنهم فترک الملقی یقول
 له کما لقد کفرا لدین قالوا ان الله هو المیسر ابن مریم قوله تعالی ان مثل عیسی عند الله کمثل
 آدم وقوله تعالی من حاجک من بعد ما جائک من العلم فقل تعالی واندع ابنا تا وابدانکم نساءنا
 ونساءکم افنساوا ففسدکم ثم نبهل ففعل لعنة الله علی الکاذبین ثم قال لهم ان الله
 امرنی لم تنقادوا للاسلام اباہلکم ثم انهم وعدوا الی الغد ولما اجمعوا صلی الله علیہم اقبل ومعہ
 حسن حسین وفاطمہ وعلی وعلی بن ابی طالب فقال لهم اسقوا لی لاری وجوها لوسا لوالله ان یقل
 لهم جلد لا زال فلا تباہلوا فہتکوا ولا یبق علی وجه الارض نصر الی فقال لہ صلی الله علیہ
 وسلم لا تباہلک (خرجہ ابوہاتم نقلت من سیرہ الحلبیہ) ابن عباس کہتے ہیں کہ بخران کا ایک
 گروہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفایت میں آکر کہنے لگا آپ ہمارا صاحب کیا کہتے ہیں آپ نے فرمایا
 وہ کون ہو وہ بولو کہ عیسیٰ جبکی نسبت آپ گمان کرتے ہیں کہ وہ خدا کا بندہ ہے آپ نے ارشاد کیا کہ میرا گمان
 بجا ہے وہ کہنے لگے آپ نے عیسیٰ کوئی دیکھا ہے یا آپ کو ویس کی خبر ملی ہے۔ یہ کہہ کر وہ آپ کے پاس سے چلے
 گئے۔ پس جنہرل آپ کو پاس تشریف لائے اور کہا جو بے ایمین تو آپ ان سے کہہ دیں کہ
 خدا کے نزدیک عیسیٰ بعینہ آدم کی مثال رکھتے تھے۔ اور ایک دایت میں اس طرح سے ہے۔ کہ گروہ
 بخران میں ایک شخص نے بخیرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں عرض کیا کہ سید خدا کے بیٹے ہیں لگا
 کوئی بابائیں ان کے ساتھ واسے دوسرے شخص نے کہا بلکہ وہ خود خدا ہے کیونکہ وہ مرد و کوزندہ کرتے
 تھے اور غیب کی خبریں دیتے تھے اندر اور کوزہ ہی کو اچھا کرتے تھے اور مٹی سے جانور بناتے
 تھے اور آپ انکو بندہ خیال کرتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا وہ خدا کے بندے اور اس کا پاک کلمہ ہے
 جو مریم کی طرف القا ہوا تھا وہ غصے ہو گئے اور کہنے لگے ہم نہیں راضی ہوں گے جب تک آپ یہ
 یہ کہیں کہ وہ خدا ہے۔ اگر آپ صادق ہیں تو آپ ہمیں کوئی ایسا خدا کا بندہ بتاویں کہ جو مرد
 کوزندہ کرے اور اندر ہے اور کوزہ ہی کو اچھا کرے اور مٹی سے جانور بنائے اور ان میں پہونے اور وہ
 اثر جائیں۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو گئے۔ میں وحی نازل ہوئی کہ اللہ
 تعالیٰ آپ سے فرماتا ہے کہ تحقیق کافر ہوئے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ جبار کہہ دتعالیٰ صلی

فی مسند بن الاکثر، سلم بن الاکثر عنی ما سئل عن سیدی ہر کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرما تو
 ہیں کہ ستارے اہل آسمان کے لیے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری امت کے لیے امان ہیں ۔
 (۲) عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النجوم امان لاهل السماء واهل الارض
 لاهل الارض فاذا هلك اهل بقی جاد اهل الارض من الايات ما كانوا یوعدون
 راخرجه بن المنذر، انس بن مالک کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ستارے
 اہل آسمان کے لیے امان ہیں اور میرے اہل بیت اہل زمین کے لیے امان ہیں جب میرے اہل بیت
 ہلاک ہو جائیں گے اہل زمین کو درد نشانات پیش آئیں گے جن کا ذکر یہود و نصاریٰ کیا ہے ۔
 (۳) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النجوم امان لاهل السماء فاذا ذهبت النجوم
 ذهب اهل السماء واهل بقی امان لاهل الارض فاذا ذهب اهل بقی ذهب اهل الارض
 راخرجه احمد فی المناقب ومسند والحاکم فی المسند ابی یوسف فی مسند والطبرانی فی
 المعجم الکبیر والسیوطی فی احیاء المیت۔ وحسن زادراہ اصول جناب امیر علیہ السلام سے منقول
 ہے کہ جناب رسالت اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ستارے اہل آسمان کے لیے امان ہیں جب
 ہلنے رہیں گے تو آسمان والے بھی جاتے رہیں گے اور میرے اہل بیت زمین والوں کے لیے امان
 ہیں جب میرے اہل بیت کو لوگ جاتے رہیں گے تو زمین والے بھی جاتے رہیں گے ۔
 (۴) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النجوم امان لاهل الارض من
 الغرق واهل بقی امان لا متی من الاختلاف فاذا خالفتها قبیله من العرب فصاروا
 حزب ابلیس راخرجه للحاکم ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا ہے کہ سردار زمین والوں کے لیے عرق سے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری امت
 کے لیے اختلاف و سوامان ہے جبکہ عرب کا کوئی قبیلہ اس کا مخالف ہو جائیگا تو اس قبیلہ کے لوگ
 شیطان کا گروہ بنیں گے ۔

اہل بیت کا مثل با حطین بنی اسرائیل ہونا

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مثل اهل بقی فیکر کمثل باب
 حطین بنی اسرائیل من خلیفہ غفر لہم اللہ الی عن کے یہاں والحاکم فی تاریخہ و ابی یوسف
 وساک والہار و ابی یوسف المناقب عن ابی ذب الطبرانی فی الکبیر والاوسط عن ابی ذب

وفی الصغیر والاوسط عن ابی سعید الخدری ابن عباس اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے اہل بیت ہم لوگوں میں ایسے ہیں جیسے کہ بنی اسرائیل میں توبہ کا دوا نہ جو شخص کہ اس میں داخل ہوا وہ بختا گیا۔

اہل بیت کا مثل سفینہ نوح بنا

عن حبیش بن المغیرہ قال رأیت ابا ذر اخذ بکعبۃ من لکبۃ وهو یقول من عرفی فقد عرفی من لم یعرفی فانا ابوذر الغفاری سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مثل اہل بیتی فیکم کمثل سفینۃ نوح فی قومہ من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا غرق راخرجه الحاکم فی تاریخہ وابو یعلی فی مسندہ والطبرانی فی الکبیر والاوسط وسماک بن الحریج البزار واول الحسن المغازی حبیش بن المغیرہ کہتے ہیں میں نے ابوذر غفاری کو خانہ کعبہ کے دروازہ کی چوکت پر پڑے ہوئے دیکھا وہ کہہ رہے تھے خیر نے مجھے پہچانا ہو پہچانا ہو اور میں نے نہ پہچانا ہو پہچان لے میں ابوذر غفاری ہوں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم میں میرے اہل بیت سفینہ نوح کی مثل ہیں جو انکی قوم کے لیے تھی جو شخص اس پر سوار ہو نجات پاگیا اور جو اس کے مخالف ہوا غرق ہوا۔

(۲۱) عن ابی ذر انہ قال هو اخذ بکعبۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مثل اہل بیتی فیکم کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا هلك راخرجه احمد فی مسندہ والبیہقی فی تاریخہ ابوذر غفاری سے مروی ہے کہ وہ کعبہ شریف کا دروازہ پکڑے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ میرے اہل بیت سفینہ نوح کی مثل ہیں جو اس پر سوار ہوا نجات پاگیا اور جو مخالف ہوا ہلاک ہوا۔

(۲۲) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل اہل بیتی مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف فیھا غرق راخرجه الطبرانی فی الکبیر وابو نعیم فی الحلیۃ والبزار فی المسند) ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اہل بیت سفینہ نوح کی مانند ہیں جو اس پر سوار ہوا نجات پاگیا اور جو مخالف ہوا ہلاک ہوا۔

(۲۳) عن سلمۃ بن الاکوع قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مثل اہل بیتی فیکم کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی راخرجه بن المغازی فی المناقب سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ میرے اہل بیت کی مثل یہ ہے جیسے کہ

نوح علیہ السلام کی کشتی چھ سپر سوار ہوا نجات یاب ہوا ۛ

(۵) عن عبد اللہ بن النضر بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مثل اہل بیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبھا سلم ومن ترکھا غرق راخو جہا الذار فی مسند (عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ یہ تحقیق جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اہل بیت سفینہ نوح کی مانند ہیں جو اسپر سوار ہوا سلامت رہا جس نے اسے ترک کیا غرق ہوا ۛ

(۶) عن ابی سعید الخدری قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انما مثل اہل بیتی فیکم کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا غرق وانما مثل اہل بیتی فیکم کمثل یاجوج فی بنی اسرائیل من دخل غفرلہ راخو جہا الطار فی الصغیر والوسط والکبیر خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سوار آ کر کے نہیں کہ تم میں میرے اہل بیت سفینہ نوح کی مانند ہیں جو اسپر سوار ہوا نجات پا گیا اور جو اس سے مخلف ہوا غرق ہوا۔ اور سوا اسکے نہیں کہ تم میں میرے اہل بیت دروازہ توبہ کی مانند ہیں جو نبی اسرائیل میں تاجو اسین داخل ہوا بخشا گیا ۛ

اہل بیت کے ساتھ ورنہ کی قیاس نہیں ہو سکتا

عن النضر بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اہل البیت لا یقاس بنا احد راخو جہا الذی یخفی فرحہ فی الاخیار والملا فی سیرۃ النضر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اہل بیت میں ہمارے ساتھ کسی کا قیاس نہیں کیا جاسکتا ۛ

(۲) عن علی قال علی المنیر عن اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقاس بنا احد راخو جہا ابو بکر بن حدو یہ (جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے منبر پر فرمایا کہ ہم میں اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمارے ساتھ کسی کا قیاس نہیں ہو سکتا ۛ

اہل بیت کے سوا کسی مرد یا عورت کا جو یہ حیض کی حالت میں مسجد نبوی میں

داخل نہ ہوتا

عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ان مسجد حرام علی کل

حاض من النساء وجنب من الرجال الا على محمد واهل بيته على وفاطمة والحسن والحسين واخرج جبالہ بنی
والطبرانی (جناب امام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ستر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ
فرمایا کہ یہ میری سجدہ چہن والی عورت اور جہنم والی مرد پر حرام ہے مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور انکی اہل بیت
علی اور فاطمہ و حسین علیہم السلام پر۔

قیامت کے دن سب سے اول اہل بیت کی پوری شخصیت صلی اللہ علیہ وسلم کا متفہیح ہونا

عز ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله اول من اشفع امتي يوم القيمة اهل بيتي ثم الاقرب من
الاقرب ثم الاقرب ثم من امن في من اليهن ثم سائر العرب ثم الاعاجم ومن اشفع له اولاهو افضل
واخرج جبالہ بنی (ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت
کے روز سب سے اول جسکی کہ بین شفاست کرونگا وہ میرے اہل بیت ہیں بہر قریش میں سے قریبی کشتہ دار
پہر انصار بہرین والے جو بچہ پر ایمان لائے ہیں بہر تمام عرب بہر تمام عجم کے باشندے اور جسکی میں پہلے شفاست
کرونگا وہی افضل ہوگا۔

اہل بیت کا سب سے اول جنت میں داخل ہونا

(۱) عن علي قال شكوت الى رسول الله صلى الله عليه وآله من احد الناس فقال لي اما تر حتى تكون
رابع اربعة اول من يدخل الجنة انا وانت والحسن والحسين واذا اجتمعنا ايماننا واخرجنا الشفلي
واحمد في المناقب (جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور
میں ایک آدمی سے شکایت کی آپ نے مجھے فرمایا کہ تو نہیں رضی ہوتا کہ ان چاروں میں سے تو چوتھا
جو جنت میں سب سے پہلے داخل ہوئے وہ میں اور تو اور حسن اور حسین ہیں اور ہماری بیبیاں ہمارے
سب سے بہتہ ہوگی۔

(۲) عن ابی داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبي صلى الله عليه وآله قال امل اول اربعة يدخلون الجنة
انا وانت والحسن والحسين وذريتنا خلف ظهورنا واذا اجتمعنا خلف ذريتنا وشفعنا عن
ايماننا وشفعنا اننا واخرج جبالہ بنی (ابو داؤد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ تحقیق جناب یہ سات
آب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے فرمایا کہ وہ چار شخص جو سب سے اول جنت میں داخل ہوئے وہ میں ہوؤں
اور تو ہے اور حسن اور حسین ہیں اور ہماری اولاد ہمارے پس پشت ہوگی اور انکے پیچھے ہماری بی

وہی اور چارے گروہ کے لوگ ہمارے پاس آئے ہونگے +

۱۲ عن ابن عمر قال بينما انا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم وجميع المهاجرين والانصار اذ اذنا نكثت في طسيرة اذ اقبل على عيسى وهو مستعقب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من الغضب
قد اغضبني فلما جلس قال مالك يا علي قال اذ ان بنوا حنظلة قال يا علي اما ترضى ان تكون
ابن اربعة اول من يدخل الجنة انا وانت والحسن والحسين وذو الرينا واشيا عننا عزايماننا
شما نلنا واخرجه احمد في المناقب وابو سعيد عبد الملك في شرف النبوة عبد الله بن عمر كثر
ابن کہ ایک دفعہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ مدت میں حاضر تھا۔ اور تمام صحابہ اور انصار
ہی موجود تھے مگر وہ لوگ کہ لشکر میں تھے کہ ناگمان جناب علی بن ابیطالب پیادہ پاؤں تشریف لائے
ورہ پیچھے گئے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اسکو خفا کیا مجھے خفا کیا۔ جب
جناب علی بیٹھ گئے آپ فرمایا اسے علی تجھ کیا ہوا ہے انہوں نے عرض کیا حضور کے نبی ہونے
پچھستایا ہے حضرت نے فرمایا آیا تو رخصتی نہیں کہ تو چوتھا شخص ان غاروں کا ہو جو سب کے پہلے
جنت میں داخل ہونگے میں اور تو اور حسن اور حسین اور ہماری اولاد اور دست ہمارے دہنے
بائیں ہونگے +

۱۳ عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اول من يخرج الحوض اهل بيتي ومن اجهم
من استيذرا خوجه الديلمي والملافي سيرة جناب امير المؤمنين السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اول وہ لوگ کہ حوض پر وارد ہونگے میرے اہل بیت ہیں اور میری امت کے
وہ لوگ جو انہیں دست کہیں گے +

جنت اہل بیت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک روایت بنا

عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تحلية لفاطمة ابي واياك وهذين يعني حسنا وحسينا
وهذا الراقد يعني عليا في مكان واحد يوم القيمة راخيه احمد في المناقب والديلمي في
فردوس الاخبار جناب امير المؤمنين السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ
علیہا السلام سے فرمایا کہ میں اور یہ دونوں پختہ حسن و حسین اور یہ دونوں یعنی علی و حسین
کے روز ایک مکان میں ہونگے +

اہل بیت کا قطعاً خوشی نہ ہونا

قال الله تبارك وتعالى وسوف يعطيك ربك فترضى نقل الفطحي عن ابن عباس انه قال رضى محمد صلى الله عليه وسلم انه لا يدخل احد من اهل بيته في النار را حقه فقيه بالغزالي في المناقب وابن خزيمة في تفسيره والسبوطي في احكام الميتم الله تعالى في اس آيت كريمه في تفسيره من جبريل كتر حبه يهيه ركه السبهه عن قريش تيرار بختبر ديكاسير فرضيه به عاير كيا) فطحي ابن عباس رضى الله عنهما سے نقل کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم راضی کیسے گئے ہیں کہ نہیں داخل کیا جائیگا آپ کے اہل بیت میں سے کوئی ایک شخص آگ میں (۲) عن عمران بن حصیب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سألت ربي ان لا يدخل النار احدا من اهل بيتي فاعطاني ذلك را خوجه ابو سعيد عيدا الملك الواعظ في شرف النبوة والدعوى في فتوح و الاخبار والملا في سيرة) عمران بن حصیب رضى الله عنه روایت کرتے ہیں کہ جناب سالت تا جلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے پروردگار سے سوال کیا تھا کہ میرے اہل بیت میں سے کسی کا ایک کو وہ آگ میں نہ ڈالے پس خ نے میری دعا کو قبول کیا

اہل بیت کا غیر عذاب ہونا

عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وعدت ربي في اهل بيتي ان لا يعذب بهم و آخره (الحاكم) النسخ رضى الله عنه سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے رب نے میرے اہل بیت کی نسبت وعدہ کیا ہے کہ انہیں عذاب نہیں کریگا

اہل بیت کا شفیع ہونا

عن ابی ہریرہ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الشفعاء خمسة القرآن والرحم والامانة و بيہ کم و اهل بیت نبیکم را خوجه الدیلمی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شفاعت کرنے والے پانچ ہیں قرآن اور رحم اور امانت اور تمہارا نبی اور تمہارے نبی کے اہل بیت

اہل بیت کی محبت کا سات جگہ پر کام آنا

عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احب الي يتي نافع في سبع مواطن اموالهن عظمية عن اهلونات وعند القسور وعند النشور وعند الكتاب وعند الحساب وعند الميزان عند

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اہل بیت کی محبت ساتا مقام ہیں نفخہ سان ہر جگہ خوف بباری ہیں وفات کے وقت قبر میں ۱۰ ٹہنے کی قوت حساب کتاب کے مقام پر میزان کے قریب اور پھر اسط کے پاس *

مسلمانوں کی اپنی ربیت کی اطاعت کا فرض ہونا

عن ابن عباس قال قال النبي صلى الله عليه وسلم ان الله فرغ من طاعته وطاعته اهل بيته على الناس خاصة وعلى الخلق عامة قيل يا رسول الله فما الناس ما الخلق قال الناس اهل مكة والخلق ما خلق الله من ذی روح (راخو جہ الدلیلی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری اور میرے اہل بیت کی اطاعت کو لوگوں پر خصوصاً اور خلافت پر عام طور سے فرض کیا ہے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ کون مین اور خلقت کیا ہے۔ آئیے ارشاد کیا لوگ اہل مکہ مین اور خلقت جو کہ خدا نے ذی روح پیدا کیے مین ۔

اہل ہریت کے محسب کا خبثی ہونا

عن علی از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ بید الحسن والحسین وقال من احبني واحب
هذين وامهما واباهما كان معي في درجتي يوم القيمة راخرجه احمد والترمذی) جنابا میر
السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اور حسین کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جو کوئی مجھ
اور ان دونوں کو اور ان دونوں کے مان باپ سے محبت رکھے گا قیامت کو دن میرے ساتھ میرے
درجہ میں ہوگا ۔

اہل بیت کے دشمن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سفاک محروم ہونا

عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احبوا اهل اهل فاما احبوا اهل من ابغضوا احدا من اهل
بقي فقد حرم عليه شفاعتي اخرج احمد في المناقب، النسائي عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم
بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میرے اہل کو اور علی کو پیار کرو جس نے کہ میرے اہل بیت ہیں
کسی ایک کو بغض نہ کیا۔ تحقیق اس پر میری شفاعت حرام ہو گئی۔
اہل بیت کے دشمن چہ جنت کا حرام ہونا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الله حرم الجنة على من ظلم اهل بيتي او قاتلهم او اغارهم او سبهم راخو جہ الامام علی بن موسیٰ الرضا فی مسندہ جناب بابر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیا ہے اس شخص پر جو کہ میرے اہل بیت پر ظلم کرے یا انٹ لڑے یا انکو لوٹے یا انکو برا کہے ۔

اہل بیت کے دشمن کا دوزخی ہونا

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلى الله عليه واله الذي نفسي بيد لا يغضنا اهل البيت احدا الا اكبله في النار راخو جہ الحاکم وابن حبان وروایۃ الاخری عند ابی اکبر الا دخله الله النار ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلو اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس شخص کی پاک کی قسم ہے کہ جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ہم اہل بیت کو کوئی نہیں بغض کر سکیگا مگر اسکو اللہ تعالیٰ میں دوزخ کا گناہگار کرے گا اور حاکم اور ابان احمد کے نزدیک دوسری روایت میں یوں ہے کہ مگر خدا اسکو آگ میں ڈالے گا ۔

اہل بیت کے دشمنوں پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دعاء بکرتا

عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه واله اللهم ارزق من ابغضني و ابغض اهل بيتي كثرة المال والعيال كفاهم بذلك غيا ان يكثر ما لهم فيطول حسابهم وان يكثر عيالهم فتكثر شياطينهم راخو جہ الدیلمی جناب بابر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے میرے پروردگار جو مجھ سے اور میرے اہل بیت سے بغض کرنے والوں کو مال اور عیال کثرت سے نصیب کر اور ان دونوں کو انکی گمراہی کے کافی گردان تاکہ انکا مال بہت ہو پس ان کا حساب طول بکڑے اور انکا عیال بہت ہو پس ان کا حساب طویل ہو ۔

حدیث انی تارک فیکم لتقلین کا بیان

عن زید بن ثابت عن رسول الله صلى الله عليه واله قال انی تارک فیکم لتقلین کتاب الله و حترقی وانها لن تیفرقا حقیر علی راخو جہ الطبرانی فی مسند زید بن ثابت و فی روایت انی تارک فیکم خلیفتین (میں تم کو دو خلیفے چھوڑتا ہوں) سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ میں تم کو

دوبہری چیزیں چھوڑ جاتا ہوں خدا کی کتاب اور میری عزت وہ دونوں ایک دوسرے سے نہیں جدا ہونگے جب تک کہ میرے پاس نہ آئیں اور ایک روایت میں ہے کہ میں دو ٹھیکے چھوڑے دیتا ہوں ۔

(۲) عن زید بن ارقم قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطیباً بایمانی بخا بیں مکہ والمدینۃ فحمد اللہ واثنی علیہ وعظ و ذکر ثم قال اما بعد ایہا الناس فانما انا بشر یوشک ان یتغیہ رسول ربی فانما اجیب فی تارک فیکم الثقلین اولہم کتاب اللہ فیہ الہدی والنور فخذوا بکتاہ اللہ واستمسکوا بہ فخذ علی کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال و اہل بیتی اذ کو کما اللہ فی اہل بیتی اذ کو کما اللہ فی اہل بیتی راخرجہما احمد المسلمو الترمذی والحاکم زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دن ایک پانی کے کنارے جسے خم کہا جاتا تھا جو ماہرین کہ اور مدینہ کے واقع ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے پس غلام کی صفت و ثناء بیان کی اور وعظ و تذکیر کے بعد فرمایا اے لوگو میں یہی آدمی ہوں گمان کیا جاتا ہے کہ میرے پاس خدا کا پیغام پہنچا بنوالا آئیگا اور میں اسکی اجابت کرنے والا ہوں میں تم میں دو بڑی چیزیں چھوڑنیوالا ہوں اول خدا کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے پس تم خدا کی کتاب کو لیں اور اس سے خشک کرو۔ پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی کتاب پر لوگوں کو بٹانگھینٹے کیا اور عنبت دلایں پھر فرمایا میرے اہل بیت میں تمہیں اپنے اہل بیت کے لیے خدا کو یاد دلانا ہوتا ہے میں تمہیں اپنے اہل بیت کے لیے خدا کو یاد دلانا ہوں ۔

(۳) عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انی اوشک ان ادعی فاجیب و انی تارک فیکم الثقلین اما ان تمسکتم بہ لتقنوا و بعدی کتاب اللہ جبل حملہ دمن السماء الی الارض و عزتی و اہل بیتی و ازل اللطیف الخیر اخبرنی انہما لن یتفرقا حتی یرجعا علی الخوض فاعظوہم فخلفونی فیہما راخرجہ احمد والطبرانی و ابویعلی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ میں پکارا جاؤنگا اور میں اجابت کہوںنگا اور میں تم میں دو بڑی چیزیں چھوڑنیوالا ہوں اگر تم نے ان سے دست کش کیا تو میرے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک اللہ کی کتاب ہے جو آسمان سے ایک دراز سی پتری ہے اور دوسری میرے خویش اہل بیہم ہیں مجھے سہرا بانی والے خبر دینے والے خبر دی ہے کہ یہ دو نو ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے جب تک کہ جو حق پرچہ اور نہ ہوں

(۴) عن جابر بن عبد اللہ قال دایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لہم فہو علی ناقۃ

الغضب لا يخطب فيمعتن يقول ايها الناس اني تركت فيكم ما ان اخذتم به لن تضلوا بعد كتاب الله وعارفي اهل بيتي (اخرجه الترمذي) جابر بن عبد الله رضي الله عنه سے مروی ہے کہ میں نے عرفہ کے دن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ناقہ عسبار پر سوار دیکھا کہ آپ خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں اور میں نے سنا کہ آپ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بعد تم میں وہ چیزیں چھوڑی ہیں اگر تم نے انکو پکڑا تو تم میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے وہ اس کی کتاب اور میرے خویش اہل بیت ہیں۔

(۴) عن زید بن اسلم قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اني تارك فيكم خليفين كتاب الله عز وجل جبل مملوء ما بين السماء والارض وعرفتي اهل بيتي وان هما لن يتفترقا حتى يردا على الخوض (اخرجه احمد في مسنده والطبراني) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماتے ہیں تم میں دو خلیفے چھوڑ دیتا ہوں اسے عز وجل کی کتاب جو ایک دھارسی دریاں آسمان اور زمین کے ہے اور میرے خویش اہل بیت اور بے شک یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے نہیں جدا ہوئے گئے جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں۔

(۵) عن علي بن النعمان عن ابي عبد الله عليه السلام قال قد تركت فيكم ما ان اخذتم به لن تضلوا كتاب الله سبب بين وسببه بايديكم واهل بيتي (اخرجه اسحاق بن راهويه في مسنده) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو تحقیق میں تم میں وہ چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم نے اسکو پکڑا تو تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے وہ ایک تو اس کی کتاب ہے جس کا ایک سر خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ اور میرے اہل بیت ہیں۔

(۶) عن علي بن النعمان عن ابي عبد الله عليه السلام قال اني خلف فيكم ما ان تمسكتم به لن تضلوا كتاب الله عز وجل طر فيه يد الله وطر فيه ما يذكروا وعارفي اهل بيتي ولن يتفترقا حتى يردا على الخوض (اخرجه الزبير والدلائی) جناب علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تم میں وہ چیز چھوڑ دیتا ہوں کہ اگر تم نے اسکو پکڑا تو تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے وہ اسے عز وجل کی کتاب ہے جس کا ایک طرف خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا طرف تمہارے ہاتھ میں ہے اور میرے خویش اہل بیت ہیں۔ اور ہرگز یہ دونوں نہیں جدا ہوئے گئے جب تک کہ حوض پر نہیں اتریں گے۔

(۷) عن ابي خدرانه عن ابي عبد الله عليه السلام قال سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يقول اني تارك فيكم الثقلين كتاب الله وعرفتي فانهم ان يتفترقا حتى يردا على الخوض فانظروا كيف تخلفوني فيها (اخرجه الترمذي) ابی خدرانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ دیتا ہوں کہ اگر تم ان سے جدا ہو گے تو تم گمراہ ہو گے۔

کہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہو کہ میں تم میں دو باری چیزیں چھوڑنیوالا ہوں کتاب اللہ اور میری عبرت پس تحقیق وہ دونوں ایک دوسرے جدا نہیں ہونگے جب تک کہ حوض پر وار نہ ہوں پس یہ کیونکہ تم ان دونوں سے میرے پیچھے کیا رہتاؤ گے ہو۔

(۸) عن ابی رافع مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم غدير خم مصلی عن حجة الوداع قام خطيباً بالناس بالحاجة فقال ايها الناس اني تركت فيكم الثقل الثقيل الاكبر الثقل الاصغر فاما الثقل الاكبر فبيل الله طرفوا الطرف الاخر بايد يكم وهو كتاب الله انتم سكتكم به لتفضلوا ابداً واما الثقل الاصغر فعترتي اهل بيتي ان الله هو الخبير اخبرني انهم لما لن يتفرقا حتى يردوا على الحوض (اخروا بن عقدة) ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ابو رافع کہتے ہیں کہ جب ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجة الوداع سے لوٹ کر غدير خم پر نازل ہوئے تو لوگوں کو دو بہر کی وقت خطبہ سنانے کے لیے کھڑے کیے اور فرمایا اے لوگو میں نے تم میں دو باری چیزیں چھوڑی ہیں ایک ثقل اکبر اور ایک ثقل اصغر پس ثقل اکبر ایک طرف اسکا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا طرف اس کا تمہاری ہاتھ میں اگر تم نے اس سے دست کش کیا تو ہرگز ابد تک نہیں گمراہ ہو گے اور ثقل اصغر پس میرے خویش اہل بیت ہیں یہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے کہ وہ خبر دینے والا ہے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہونگے جب تک کہ حوض پر وار نہ ہوں۔

(۹) ابی ہریرۃ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اني خلفت فيكم اثنين ان تمسكتم بهما لن تضلوا بعد ابد كتاب الله ونسبي ولن يتفرقا حتى يردا على الحوض (اخروا الزبار) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں اگر تم نے ان دونوں کے ساتھ دست کش کیا تو ابد تک گمراہ نہ ہو گے اللہ کی کتاب اور میری نسب اور ہرگز یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے جب تک کہ حوض پر وار نہ ہوں۔

(۱۰) عن ام هانئ بنت ابي طالب قالت بلغ رسول الله صلى الله عليه وسلم من حجة حرة اذا كان بعد ريخم امر به وحاشا فقمتم ثم قام خطيباً بالحاجة ثم قال اما بعد ايها الناس فاني اوشك ان ادعى فاجيب قد تركت فيكم ما لم تضلوا بعد ابد كتاب الله وطرفه بايد يكم وعترتي اهل بيتي اذ كر كما لله في اهل بيتي الا انه لن يتفرقا حتى يردا على الحوض (اخروا الزبار) ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج سے واپس ہو کر غدير خم پر پہنچے دو درختوں کے نیچے جا کر ٹوہنے کا حکم دیا۔ پہر دو بہر کو خطبہ پڑھنے

فضلوا ولا تینوا والقتل الا صغر عثرته کانی حد ثانی اللطیف الخبیران لا یغترق خلق بلقیان
 وسالت الله ربهم ذلك فاعطاهم فلا تسبقوا بهم فتعزلوا ولا تقبلهم فیهما یصل منکر راجح
 ابن عقدة وایہو سلی لدائی والطبرانی فی الکبیر غامر بن ابی لیلی بن حمزہ اور حذیفہ بن اسید اور
 زید بن ارقم رضی اللہ عنہم تا قتل میں جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے تشریف لائے
 اور اس حج کے بعد اپنے کبر کوئی چھ نہیں کیا۔ اور مجنہ میں فروکش ہوئے۔ اپنے دوستوں کو گنگلی
 زمین میں گھڑوانہ تختوں کے جھنڈے کیلئے اترنے سے بند کیا جب لوگ اپنی اپنی فروگا ہوں میں
 فروکش ہوئے ان دوختوں کو برابر کرایا اور انکے پیچھے سے کاتھوں کو جاتا دلائے اہل انکے پیچھے
 نساہت ادا کی پھر فرمایا اے لوگو مجھے میرا بن خبر دینے والے خدا نے خبر دی ہے کہ کسی نبی نے عمر
 نہیں بائی مگر اپنے سے پہلے نبی گندے ہوئے کی گھڑ سے اتری۔ اور میں گمان کرتا ہوں کہ میں بکا
 جاؤنگا پس میں خدا کی دعوت کو مان لوں گا۔ اور میں پوچھا جاؤنگا اور تمہاری پوچھ جاؤنگے کہ آیا اپنے
 خدا کا پیغام پوچھا دیا پس تم کیا کہنے والے تھے سب نے عرض کیا کہ ہم کہیں گے کہ آپ نے پوچھا دیا اور نہایت
 کوشش کی اور نصیحت بیان فرمائی۔ اللہ تعالیٰ انکو جزا دے۔ فرمایا یا اہل یمن گواہی دیتے ہو کہ نہیں
 ہے کوئی معبود سوا خدا کے اور بے شک محمد پکا بندہ اور رسول ہے اور تحقیق جنت اور دوزخ حق ہے
 اور موت کو بعد ہی آئنا حق ہے لوگوں نے عرض کیا ہاں ہم گواہی دیتے ہیں فرمایا اے لوگو تم
 نہیں ستر کہ پورے گار سیر اسولا ہے اور میں تمہاری جانوں کے بھروسہ میں پس چکا کہ سولا میں ہوا
 پس اسکا پہولا ہے حضرت نے علی کا ہاتھ پکڑ کر بیان تک بلند کیا کہ ساری قوم نے انکو دیکھا پھر فرمایا
 اے میرے پورے گار دوست رکھا ہے جو اسے دوست رکھے پھر فرمایا اے لوگو میں تمہارے آگے
 جانیا لا ہوں انکے تحقیق تم کو عرض پورا ہو چکا کہ عرض میری آنکھوں کے سامنے صفا
 نک ہے اور اس میں آسمان کے ستاروں کی تعداد کے موافق پیالے ہیں بے شک جبکہ تم میرے
 پاس آؤ گے تو میں تمکو تباری چیزوں سے پوچھنے والا ہوں۔ پس تم کو کہ تم کیا میرے پیچھے
 لے کر تے ہو بیان تک کہ تم مجھ سے ملو۔ لوگوں نے عرض کیا۔ وہ وہی جی چیزیں کیا میں فرمایا
 وہ جو بڑی بھاری چیز ہے خدا کی کتاب ہے اسکا ایک طرف خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا طرف تمہارے
 ہاتھوں میں ہے پس تم اس کو شک اختیار کرو اور گمراہ نہیں ہو گے اور اسکو مست بدلا اور وہ
 پہلے پوچھا ہی ہے میری عزت ہے پس میرے ہاتھ میں خبر دینے والے خدا نے مجھے بخوبی ہے کہ
 یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہونگے حیات تک کہ مجھ سے ملین گے اسی بات میں

خدا سے طلب کی جائیں شریعت پر عمل فرمائی ہے پس تم میری عزت پر سبقت مت کرو کہ تم ہلاک ہو جاؤ گے اور انکو مرگ سکنے دو کیونکہ تم سے زیادہ ہائے وائے ہیں ۔

(۱۳) عن ابی الطفیل (رحمہ اللہ) قال سمعنا علیہ رضی اللہ عنہ من شہد یوم خلیفہ خم الاقام ولم یمزل رجل یقول انبت ابی الاصل جمعت اقدارہ ووعا قلبہ فقام سبعة عشر رجلا منهم خزیمہ بن ثعلبہ وسہل بن سعد وعدی بن حاتم الطائی وعقبہ بن عامر وابو ایوب الانصاری وابو لیلا وابو الہیکم وابو سعید الخدری وشریح الخزاعی وابو قدامہ الانصاری وسال من قریش فقال علی ہاتوا ما سمعتم فقالوا نشہد انا اقبلنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجة الوداع حق اذا کان الظہر خریج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فامس بشہرات فشدلہن فالتقنا علیہن ثوبہ فمدنا فی المصلی فخرجنا فقلنا لہم فقام محمد اللہ واثقی علیہ ثم قال ایہا الناس ما اتم قائلون قالوا قد بلغت قال اللہ ثم شہد ثلاث مرار فقال انی اوشک ان ادعی فاجیب انی مسئل وانتم مسئلون ثم قال الاوان دماءکم واماوالکم حرام کفرتمہ یومکم هذا وحرمتہ شہرا کم هذا اوصیکم بالنساء و اوصیکم بالجار و اوصیکم بالمایک و اوصیکم بالعدل والاحسان ثم قال ایہا الناس انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اہل بیتی فانہما لن یتفراقا حتی یرد اہل البیت منی بذاک اللطیف النجیب ثم اخذ بید علی فقال من کنت مولاً فعلی مولاً فقال صدقتم وانا علی ذلک من الشاہدین (اخر جہ بن حنفیہ) ابو الطفیل عنی اسعد کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب امیر المومنین نے کثرت سے ہرگز خطبہ بیان فرمایا اور خدا کی حمد و ثناء کے بعد کہا کہ میں اس شخص کو خدا کی قسم دیتا ہوں جو خدا پر ختم کے دن موجود تھا اور وہ کثرت سے ہرگز اس شخص کو کثرت سے جو یہ کہے کہ مجھے خبر ملی ہے یا یہ کہے کہ یہ بات مجھ تک پہنچی ہے مگر وہ شخص کہ جس کے کانوں نے سنا ہو اور دل نے یاد کیا ہو۔ پس سترہ آدمی اٹھ کھڑے ہوئے ان میں خزیمہ بن ثعلبہ اور سہل بن سعد اور عدی بن حاتم طائی اور عقبہ بن عامر اور ابو ایوب الانصاری اور ابولہیل اور ابوسلمہ ابن البیہان اور ابوسعید خدری اور خریج الخزاعی اور ابو قدامہ الانصاری خلیفہ تعالیٰ عنہم اور قریش میں جو چند نفر یہی تھے جناب امیر المومنین نے کہا بیان کر دیجئے کیا سنا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجة الوداع سے لوٹے خبیثہ کا وقت ہوا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خیمے سے باہر تشریف لائے اور درختوں کے نیچے سے جہاز نکال کر دیا اور ان پر پتھر پھینکا کہ لے لو گون کو پکارا ہم اپنے اپنے

[illegible]

۱۰) عن ابن عمر قال اتخذا مكرية رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اخلفوني في اهل بيتي وانكروا
ابن عمر رضي الله عنه سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری کلام یہ تھا کہ تم میرے
اپن بیت کے ساتھ میرے بعد حسن سلوک سے پیش آؤ۔

احادیث متفقہ اہل بیت کے فضائل میں

[illegible]

روى عن علي قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم على الناس فاستوى على المنبر فحمد الله وأثنى عليه

خضع غلاما ومن اكن خصمه وخصمه الله ومن اخضعه الله دخل النار را خوجا ابو سعد الملا (ابو بکر صدیق)
رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نیکی کرو میرے اہل بیت
کے ساتھ میں بیشک انکے لیے کل قسم سے جبرگنوں کا اور جس سے کہ میں جبرگنوں کے والد ہوں گا اس سے اللہ تعالیٰ
جبرگن لگا۔ اور جس سے اللہ تعالیٰ جبرگن لگا وہ آگ میں گسیٹا۔

(۹) عن عمار قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اذاني في اهل بيته فقد اذني الله را خوجا الدلیلی
جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے
میرے اہل بیت کو اذیاد دی اس نے خدا کو اذیاد دی۔

(۱۰) عن عبد الله بن مسعود ربي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يدخل قلبا امرأ ایمنا
حجب خرابتی (راخرجه احمد والترمذی) عبد المطلب بن ربیع سے روایت ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مرد کے دل میں ایمان نہ داخل ہوگا مگر میرے قراقریبوں کی محبت سے۔
(۱۱) عن جابر قال خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فسمعه يقول يا ايها الناس من ابغضنا اهل البيت
حشره يوم القيامة يهوديا اخرجنا الطبراني والبيهقي في اخبار الميقات) جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خطبہ میں فرمایا اور لوگوں میں نے ناراض کیا
جیسے اہل بیت کو اللہ تعالیٰ کو یوں دین میں اور شاہ لگا۔

(۱۲) عن الحسن بن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل شئ اساس واساس الاسلام حب
رسول الله صلى الله عليه وسلم وحب اهل بيته راخرجه البخاري في تاريخه والسيوطي في احياء
الميت) امام حسن علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا حضور پر نور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو
ہر ایک چیز کے لیے ایک بنیاد ہوتی ہے اور بنیاد اسلام کی محبت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور
آپ کے اہل بیت کی۔

(۱۳) عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما في قوله ولست بعلبك رابن خنوف قال رضي الله
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اہل بیت دفع میں نہ داخل ہوتے۔

(۱۴) عن علي رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خفاصا في كالمق ومن احب
اهل بيته راخرجه الطبراني والبيهقي في احياء الميقات) جناب علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے میری شفاعت میری ہمت کر لے جو اللہ میں خیر کے یوں میرے اہل بیت کو دوست رکھے

عزت کی تحقیق

بنت کا قول ہے عزت قال رجل سوا کے مدعا مراد میں جیسے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہم رحل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار اور مدعا میں
 بن سگیت کے نزدیک عزت اور ہبط کے ایک سے ہیں اور ہبط قوم اور قبیلہ کو کہا جاتا ہے اور اس کا
 طلاق عربی زبان میں صرف مردوں پر ہوتا ہے محمد بن طلحہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ مطالبہ سنل میں کہتے
 ہیں کہ بعض کے نزدیک عزت مراد ف عشیرۃ اور بعض کے نزدیک مراد ذریت ہے باب واداء کی اولاد کو
 غیرۃ اور نسل کفایت کرتی ہیں۔

ایسی کہتے ہیں کہ عزت سے قرعی اہل بیت اور کہیں دور کے کشتہ دار بھی مراد ہو سکتے ہیں (الغریبین لا
 مبیہ) تغلب بن احوالی سے روایت کرتا ہے کہ عزت سے صرف ذریت مراد ہے یعنی وہ اولاد جو اس کی
 سلسلے سے پیدا ہو اور وہ نسل چلے کے چمکے ہے۔ عرب اس کے سوا اور کسی کو عزت نہیں کہتے ہیں (اندر
 ی قول کی تائید کرتا ہے) مصباح المنیر۔

پہلے ہی یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت یعنی اولاد جناب امیر علیہ السلام کی جو جناب سیدہ کو بطور
 مبارکہ سے پیدا ہوئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عزت کہلاتی ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح
 اندہ میں کہتے ہیں۔ (رحمۃ اللہ علیہ بنیوں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولاد فاطمہ) یعنی آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی عزت وہ لوگ ہیں جن کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کیا جاتی ہے اور وہ جناب سیدہ کی اولاد میں
 بعض اہل بیت علیہم السلام کے دشمنوں نے اعتراض کیا ہے کہ اولاد بنت ذریت میں داخل نہیں۔ باوجودیکہ
 بیٹے کی اولاد کافیت میں داخل ہونا قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے جس کی بحث ہم پیچھے کر چکے ہیں۔

پہلے ہی اہل علم کے سوا دوسروں کی شان میں وارد نہیں ہوا۔

احادیث فضائل عزت

عن رجل قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول اللهم انصر من نصرک ففہم یومئذ
 وہابی قال ففعل رافعہ بن مالک (جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ پیچھے جب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو فراموش کرنا ہے کہ اسے کبیر پر مدعا ہو گا تو کبیر کے دل کی عزت میں ان کے

آکہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو میں اور تو اور تیری اولاد اہل حق کہوڑوں پر سوار ہونگو اور انکو
سروں پر اور یا قوت کو بیڑا قیامت رکھتے ہوئے ہونگے پس تمکو اللہ تعالیٰ جنت کی طرف جانیگا حکم دینگا اور لوگ
دیکھتے ہونگے ۔

(۷) عن عاصم بن النخوع عن ذریعہ بن حبیش عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان فاطمة احسن
فوجه لخدم الله ذنبتھا علی النار اخبر البزار فی مسند والطبرانی فی الکبیر وابو نعیم فی المحلیت
قاری عاصم بن النخوع ذریعہ بن حبیش سے اور وہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ صادق علیہ السلام نے
نے فرمایا کہ فاطمہ نے اپنے شرکاء کو محفوظ رکھا ہے۔ پس خدا نے اسکی ذریت پر آگ کو حرام
کر دیا ہے ۔

(۸) عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا فاطمة تدعى لما سميت فاطمة قال علي صحت
فاطمة يا رسول الله قال بن الله قد فطمها وذنبتھا من النار لا يخرجھا المحافظ ابو القاسم الدمشقی
ونقله المحب الطبرانی فی لریاض عن سند علی بن موسیٰ لرضا علیہ التخت والفتا جناب میر علیہ السلام
کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ سے فرمایا کہ تم جانتی ہو کہ تمہارا فاطمہ کیون نام ہو ہے
علی نے کہ ہوقت حاضر تھے عرض کیا یا رسول اللہ حضور نے کیون فاطمہ نام رکھا ہے حضرت نو فرمایا
کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا اور اسکی ذریت کو آگ سے چڑھایا ہے ۔

(۹) عن عبد الرحمن بن عوف قال لما فتح رسول الله صلى الله عليه وسلم مكة انصرف الى لطائف فحاصرها
سبع عشرة او تسع عشرة يوما ثم قام خطيبا فحمد الله واثنى عليه ثم قال اوصيكم بعترتي خير فان
معدنكم الحوض والذی نفسی بید انتم من الصلوة والتون الزکوة والعبادة ثم رجلا کفوس یقر
اعناقکم ثم اخذ بید علی فقال هو هذا (اخرجه ابن ابی شیبة وابو یعلی والحاکم) عبد الرحمن بن
عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کو فتح کیا تو طائف کی طرف
لوے اور اسکا ستروہ دن یا انیس دن محاصرہ کیا پھر علیہ کے لیے کپڑے پہنے اور خدا کی حمد و ثناء کے بعد
فرمایا کہ میں تمہیں اپنی محترمت کے ساتھ نیکی کرنے کی وصیت کرتا ہوں پس ایک حوض کوثر تھا کہ
وہ ہے۔ کی جگہ ہے مجھے اسی کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ ضرور
تم نماز پڑھو اور زکوٰۃ دوور نہ تمہاری طرف ایسے ایک آدمی کو بیڑیوں لگا کہ وہ میرے جیسا ہے
وہ تمہاری گردن مارے گا پھر جناب علی کا ہاتھ پکڑ کر منبر پر آیا وہ یہ ہے ۔

(۱۰) عن ابن عمر قال اخبرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم اخلفوني في عترتي اهل

ہیثمی (اخرجہ الطبرانی فی الاسط والسیوطی فی احیاء المیت) ابن عمر سے روایت ہے کہ سب سے آخری کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ہے کہ میرے بعد میری عترت اہلبیت سے نیکی کرو *

(۱۰) عن مغفل بن یسار قال سمعت ابابکر رضی اللہ عنہ یقول علی بن ابی طالب عترۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الذی حث علی القساک لہم اخرجہ الدارقطنی) مغفل بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جناب علی بن ابی طالب ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عترت میں جسکے کہ تکلف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو برا ٹیختہ فرمایا تھا۔

(۱۱) عن ابی لیلی قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن عبد حقاً اكون احب الیہ من نفسه ویکون عاتق احب الیہ من عاتقہ ویکون اهل احب الیہ من اہلہ ویکون ذی احب الیہ من ذاتہ (اخرجہ الدیلمی) ابویعلیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ایمان لائیں گا کوئی بندہ کہ جب تک مجھ پر اپنی جان سے زیادہ محبت نہ کرے اور میری عترت کو اپنی عترت سے سوا پیار نہ کرے اور میرے اہل کو اپنے اہل سے زیادہ محبت نہ کرے اور میری ذات کو اپنی ذات سے زیادہ نہ چاہے *

(۱۲) عن ابی سعید قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما شدد غضب اللہ من وجل علی من اذانی فی عاتق (اخرجہ الدیلمی) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کا غضب بڑھتا ہے اس شخص پر جو کہ مجھ پر میری فریت کی باری میں ایزادیتا ہے۔

(۱۳) ومن خطب الحسن فی ایامہ فی بعض مقاماتہ انہ قال عن حزب اللہ المفلحون وعاتق رسول اللہ اقربون واهل بیت الطاہرون والطیبون واجل الثقلین الذین خلفہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والثانی کتاب اللہ (موسیٰ الذہب للسعوی) جناب حسن علیہ السلام کے خطبات سے کہ آپ نے بعض ایام میں جن مقامات پر فرمائے ہیں نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم ہی ہیں خدا کا گروہ جو رستگار ہوںیو اللہ سے اور ہم ہی ہیں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کے وفستہ دار اور اسکے پاک اولاد میں بہت اہل ایمان و دونوں میں سے ایک جنکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچے چچا کے اور خدا کی کتاب کے دوسرے۔

قری القربی کی تحقیق

ذی القربی سے یہی ذوات مقدسہ مراد ہیں چنانچہ امام ابو الحسن علی بن احمد الواحد علی بنی تفسیر میں
 کہتے ہیں عن ابن عباس قال قلت لعلہ الایۃ قل لا اسألكم علیہ اجراً الا المودة فی القربی قو کو
 من قرأتک ہو لا الذین وجبت علیہم مودۃ ہم قال علی فاطمہ وابناہما رابعہ احمد وابن
 ابی حاتم والطبرانی والحاکم والذہبی والشیخ ابو عیسیٰ ابن عیسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب
 یہ آیت نازل ہوئی جبکہ ترجمہ یہ ہے کہ کہد یارسول اللہ نہیں مانگتا میں تم سے اسکی اجرت مگر قریبیوں
 کی مودت۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں جنکی مودت کو خدا نے ہم پر واجب کیا ہے انہیں
 فرمایا وہ فاطمہ اور علی اور انکے دونوں بیٹے ہیں ۴۰

۴۱ عن ذاذان عن علی قال فینا اهل البیت حم آیت لا یخلفوننا الا کل مؤمن ثم قرأ قل لا
 اسألكم علیہ اجراً الا المودة فی القربی راخبر بہ ابو الشیخ مروی ہے راذان سے کہ جناب امیر
 علیہ السلام فرماتے تھے کہ سورہ حم میں اہل بیت کی شان کی نسبت ایک آیت ہے جسکا کہ مضمون یہ ہے
 کہ ہم اہل بیت کی مودت کو محفوظ نہیں رکھنے گا مگر ہر ایک مومن پر اپنے اس آیت کو پڑھا کہد یارسول
 اللہ نہیں مانگتا میں تم سے اسکی اجرت مگر قریبیوں کی مودت ۴۰

تنبیہ

چونکہ اس فصل میں جناب امیر علیہ السلام کی اولاد صالح کا بیان ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے
 کہ آئمہ علیہم السلام کے مختصر حالات سے اس کتاب کو زینت دی جائے ۴۰

مختصر مونا امامت کے وازوہ امام علیہم السلام میں

(۱) عن جابر بن سمرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال هذا الامر غریزا ینصر من علی ناداهم
 اثنا عشر خلیفۃ کلہم من قریش (اخرجه الثیخان وہ طریق والفاظ ومنها لا یزال هذا الامر
 صالحا ومنها لا یزال هذا الامر ماضیا ورواہما احمد) ومنها لا یزالک مطالعا ماضیا بابل واثنا
 عشر جلا (اخرجه المسلمون ومنها عند ان هذا الامر لا ینقض حتی یقضی لہ فیہ اثنا عشر خلیفۃ
 ومنها عند لا یزالک لاسلام عزیز منیع الی اثنا عشر خلیفۃ ومنها عند لا یزالک سرامق ظمما
 یقضی اثنا عشر خلیفۃ جابر بن سمرة مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۴۰ فرمایا ہے
 کہ ہمیشہ یہ امر عزت والا ہے گا جب تک کہ مدد کریں گے بارہ خلیفہ جو سب قریش کے ہیں

[illegible]

ولدالحسن مصومون (المودعات) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ من اور علی اور حسن اور حسین اور زین العابدین سے مصوم ہیں۔

مناقب امام زین العابدین علیہ السلام

وہو علی بن الحسن بن علی بن ابی طالب علیہ السلام المعروف بزین العابدین ويقال له علي الاصفى ليس للحسين عقب الا من زين العابدین وهو ابو الائمة وسادات التابعین وامه سلافه بنت يزدجرد اخو ملوک فارس وكان يقال لزين العابدین ابن الخیرین لقوله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکلمن عباده بالخیر فان خیرته من العرب قریشی ومن العجم فارس (ابن خلکان) آپ کا نام نامی علی بن الحسن بن علی بن ابی طالب ہے آپ مشہور ہیں زین العابدین کے لقب سے۔ اور آپ کو علی صغریٰ کہا جاتا ہے سوا امام زین العابدین کے حضرت حسین علیہ السلام کی فریاد اولاد باقی نہیں رہی آپ ابو الائمة اور سیدائنا بعین ہیں حضرت کی والدہ ماجدہ کا نام سلافہ بنت یزدجرد ہے یزدجرد پرخاندان فارس کا سلسلہ ختم ہوتا ہے آپ کو ابن الخیرین کہا جاتا ہے کیونکہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کے بندوں میں سے دو گروہ بہترین ہیں میں سے عرب قریش کو اور عجم سے فارس کو منتخب کیا ہے +

(۲) ولد یوم الخمیس فی المدینۃ خامس شعبان سنہ ثمان وثلاثین فی ایام جده علی بن ابیطالب قبل وفاته بسبعین۔ وکنیتہ ابو محمد وابن الحسن ولقب بزین العابدین وسجاد۔ وذوی الثقات والزرک والامین وامه ام ولد اسمها غزاله وقيل امرئسہ وقيل شاه زنان (ملک خراسان الامة لسط بن المجوزی) آپ کی ولادت مدینہ طیبہ میں پانچویں شعبان شمسہ چری کو آپ کو عبدالمجید جناب علی علیہ السلام کے بعد خلافت میں آنکی وفات سے دو برس پہلے ہوئی۔ آپ کی کنیت ابو محمد اور ابن الحسین ہے اور لقب زین العابدین اور سجاد۔ اور ذوی الثقات اور زرکی اور امین ہے جناب کی والدہ ماجدہ ام ولد تھیں جبکہ نام مبارک غزالہ تھا جس کا ترجمہ کہ ام سدر تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ شاه زنان تھا +

فہمی نے طبقات النفاط میں آپ کی کنیت ابو الحسن اور ابو محمد اور ابو عبد اللہ ہی لکھی ہے + اور آپ کا سبب ولقب ہونیکے وجہ تسمیہ کو جناب محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے کہ ان ابی علی ابن الحسن + ما ذکرناہ عن رجل فہم علیہ الامجد ولا قرأ ایہ من کتاب اللہ عزوجل فیہا سجد

الاجل ولا فرغ صلوة مغرہۃ الاجل ولا وفق لاصلاح بین اثین الاجل وکان اثر المجد فی حیر
مواضع سجودہ فی الجہاد بذلک یخصیرک والد علی بن الحسین علیہ السلام جب کہی خدا کی نعمت کا ذکر
کیا کرتے تو سجدہ کرتے اور جب کہی کلام اللہ کی آیت پڑھتے کہ جس میں سجدہ آجاتا تو آپ سجدہ فرماتے اور
جب فرضوں سے فارغ ہوتے تو سجدہ کرتے اور جب دو شخصوں کی صلح کراتے تو سجدہ کرتے۔ آپ کی تمام
مواضع سجود میں سجدے کا نشان پاتے جاتے تھے ایسے آپ کو سجاد کہا جاتا تھا۔ سیدہ سوا آپ کو ذوی
الثفتات بھی کہا جاتا تھا۔

اور آپ کا لقب زین العابدین ہونے کی یہ وجہ ہے کہ آپ ایک رات نماز میں مصروف تھو کہ شیطان نے
مژدہ کی صورت بن کر جا بجا کہ آپ کو عبادت الہی سے باز رکھے حضرت نے مطلق اسکی طرف التفات نہ کی
یہاں تک کہ اوس شخص حضرت کے ہاں مبارک کی مانگی کو کانا لیکر آپ نے نماز ترک نہ کی جب نماز سے فارغ ہوئے
تو غیبی آواز آئی انت زین العابدین رشوا حد الفوق جامع اور امام ہانک کہ تو پرین سحر ذین العابد
لکڑہ عبادتہ یعنی جناب کا نام زین العابدین آپ کی کثرت عبادت کی وجہ سے ہوا ہے۔
انکی ولادت کی نسبت اختلاف ہے بعض کے نزدیک شمسہ میں اور بعض کے نزدیک شمسہ میں اور بعض کے
تذوکیہ شمسہ میں اور بعض کے نزدیک شمسہ میں ہوئی۔

قال ابن سعد فی الطبقات وکان علی بن الحسین من الطبقة الثانية من التابعین وکان ثقة
عامونا کثیر الحدیث عالیا و فیا و دعا عابدا اخا ثقا یمنہ جناب علی بن حسین تابعین کے دور
طبقة میں سے تھے اور نہایت فقاہت دار بہت سچے شیون و اسے بلند قریب والے خدا سے دنیوالو
عابد اور خائف و پرہیزگار۔

وکان ابن عباس اذرا قال عرجا بالجیب بن الحبيب رتن کر خواص الامرا اور ابن
حسین نہیں دیکھتے تو کہتے شاہ با نزل اسے محبوب محبوب کے بیٹے۔

عن صالح بن حسن قال قال رجل لسعيد بن المسيب رأيت احدا اذ رج من فالت قال
فصل رأيت علی بن الحسین قال لا قال ما رأيت احدا اذ رج منه رحلیۃ الامرار للفاظ ابی نعیم
صالح بن حسن کہتا ہے کہ ایک آدمی نے سعید بن مسیب سے کہا کہ میں نے فلاں شخص
سے کسی کو زیادہ متورع نہیں دیکھا۔ سعید نے جواب دیا کہ تو نے علی بن حسین کو ہی دیکھا۔ اس نے کہا
نہیں۔ سعید نے کہا میں نے ان سے زیادہ کوئی متورع نہیں دیکھا۔

قال الذہبی العلیہ مارأینا قرشیا افضل من ذہبی اور عیسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے کسی کو ذہبی سے

لا یتقی احد فی تدبیر ولا شک احد فی تقدیر وکان اهل الحجاز یقولون لہ ثلاثۃ فی الدھر یجئوا
الی اب قریب کلام لیس علیا وکلمہ یصلح للخلافة لشکامل خصال الخیر فہم یضون علی بن الحسین
ابن علی بن ابی طالب وعلی بن عبد اللہ بن جعفر وعلی بن عبد اللہ بن عباس وعلیہم السلام
عثمان عمرو بن ہجر الجاحظ لکھتے ہیں باوجود اختلاف مذاہب جناب علی بن الحسین کی نسبت تمام لوگ تفرق
ہیں اور کوئی شخص آپ کی ہنسگی سکے بارے میں شک نہیں رکھتا۔ اہل حجاز کہہ کرتے تھے کہ ہمارے دنیا میں
کوئی نہیں آدمیوں جیسا نہیں دیکھا کہ بالکل اپنے دادا کے ساتھ مشابہت رکھتے تھے اور ان قبیلوں
کا نام علی تھا اور ہر ایک ان قبیلوں میں سے بیاحت کامل ہونے خصال خیر کے خلافت کی صلاحیت
رکھتا تھا۔ وہ ہیں یعقوب علی بن حسین بن علی۔ اور علی بن عبد اللہ بن جعفر۔ اور علی بن عبد اللہ بن عباس
کات زین العابدین عظیمہ الجاوز والعود الصفر حتی انہ سبہ رجل فتقال عند فقال لہ بالک
اخذی فقال عنک عرض و اشار الی فوالکما خذ العفو و امر بالعرف و عرض عن الجاہلین
وصا حق محتر۔ جناب امام بن العابد بن ثوبے تجاؤ کر قبولے اور عفو کرنے والے اور گناہوں سے
درگزر کرنے والے۔ بھانٹک کہ ایک شخص نے آپ کو برا کہا آپ نے اس سے تعافل فرمایا۔ اس نے کہا آپ مجھ سے
بے پروا ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تجھ سے اعراض کرتا ہوں۔ اور اپنے اس آہستہ کلمات اشارہ فرمایا۔ جسکا
ترجمہ یہ ہے عفو کو اختیار کر اور اپنے کام کا حکم دے اور جاہلوں سے نہ پیڑے۔

عن حص الرقی قال کان علی بن الحسین اذا قوضاً اصفر او نہ فقیل لہ ذلک فقال کلاک دون
بین یدی من اذنت و حک انما یصل فی الیوم واللیلۃ الفدکۃ وصوا حق معروف حص قرشی
کہتے ہیں کہ جناب امام علی بن حسین علیہ السلام جبکہ حضر کرتے تو آپکا رنگ مبارک زرد ہو جاتا۔ آپ کی حرکت
میں اسکی نسبت عرض کیا آپ نے فرمایا تم نہیں جانتے کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں تو یہی ہوتا
ہے کہ جناب ذرات میں ایک ہزار رکعت پڑھا کرتے تھے۔

عن ابی الفرج الاصبہانی قال وقع فی حار علی بن الحسین حریق وحواسا جل فظلموا الناس انہ
یا بن رسول اللہ فیا رسول اللہ فیا رسول اللہ فیا رسول اللہ فیا رسول اللہ فیا رسول اللہ فیا رسول اللہ
خواص الامت علامہ ابی الفرج الاصبہانی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ کے گھر میں آگ لگ گئی تو آپ بوقت
سب سے پہلے لوگ آگ بجھانے لگے حضرت نے سب سے پہلے فرمایا یہاں تک کہ آگ بجھ گئی
تو گونے عرض کیا یا بن رسول اللہ کیوں نہیں پکیر اس آگ سے فاعل کو یا یہاں تک کہ فرمایا حضرت کی
آگ نے۔

قال القزنی جلد رحل الی علی بن الحسین فقال ان فلان یقع فیک فقال قدینا الیہ فقام معروضا
 یظن انه یتنصر لنفسه فلما وصل قال له بالملان ان کان ما قلت حقا ففراہم فی ذلک
 افتراء ففراہم لک رزق کما خواص کلامہ علامہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر یہ شخص منہ جناب
 امام علی بن الحسین علیہ السلام سے جا کر بیان کیا کہ فلان آدمی آپ کی بدگوئی کر رہا ہے اسے اپنے دلیا
 اسکے پاس سے ساتھ چل رہے ہیں اسکے ساتھ ہو لیا ہے۔ سیال یہ ہے کہ آپ سچے ہیں یا نہیں۔
 ساتھ لے چلے ہیں جب آپ اس آدمی کے پاس پہنچے تو فرمایا اسے قتل کر دے کہ تمہارے کہنا سچ
 اگر سچ ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے بخشے اور اگر جھوٹ ہے تو مجھے جلائے۔

اخرج ابو نعیمانہ لما سجد عتاش بن عبد الملک بن حنیفۃ ابیہ فاجتہد ان یتہ لہ الخیر فقام کہ
 من الازحام فصب منہ الی جانبہ فصر وجلس یضرب الی الناس وحولہ جاعل من اہل
 اہل الشام فبینما ہو کذلک اذا قبل زین العابد بن فلان انتہی الی الخیر فشی اماما بن حنیفۃ
 فقال رجل من اہل الشام لعتاش من هذا قال لا اعرفه فخان فکان یوجب اہل الشام فی
 العابد بن فقال النزدوق انا اعرفہ ثم انشاء ما واط ابو نعیم طنبالابرا حنین کتبہ میں کہ سبب
 ہشام بن عبد المطلب بنو بابہ کی زندگی میں حج کو نہ گئے تھے۔ اس نے حج والا سودا
 لیے نہایت زور مارا لیکن لوگوں کے بہتر کی وجہ سے اس کو یہ شرف حاصل نہ ہو سکا۔ پس لوگ کہہ
 نزم کے قریب بیٹھ گیا اور لوگوں کی آمد و رفت دیکھنے لگا اسکے کردار عیان، بل شام کی آیت
 کثرتی وہ اسی ہی حال میں بیٹھا ہوا تھا کہ ناگہان جناب امام زین العابدین علیہ السلام تشریف
 لائے جب حج والا سودا کے پاس پہنچے تو لوگ منتشر ہو گئے یہاں تک کہ آپ کے حج والا سودا کو جواب
 ہشام بن سہل کا ایک آدمی لے ہشام بن عبد الملک کو چاہیے کہ کون بزرگ ہیں جن کی کہ لوگ اس قدر تعظیم
 کرتے ہیں ہشام اس خوف سے کہ سیاوا یہ لوگ امام زین العابدین کی جانب گردیدہ ہو جائیں گی کہ
 لگا ہین ہین ملتا کہ یہ کون ہیں۔ ابو فراس فرزدق جو اس زمانہ میں مشہور شاعر تھا کہنے لگا میں
 ایک عجیبی جان تھا ہوں۔ اس نے فی البدیہہ یہ قصیدہ پڑھ کر سنا یا۔

قصیدہ فرزدق

۱۰۰

مردم ندون سے افسل کی بیات

جیسا کہ انکو دیکھتے ہیں اسکا کہنے والا کہتا ہے

بابتی نہ رہی حکم کرتا ہے کہ نہ صرف یہ کہ

تاریخ: ۱۳۰۲/۱۲/۲۵

اس کے انہیں پورے مسئلہ سے جسکے انہیں پورے

وہی سلاہ کرکے اس کے اندر سے اس کی طبیعت کو ازل سے نکال دیا۔

اسکی پیشانی کے نور سے ہریت کا نور شکستہ ہے

اور کتب اللہ حل اور مرہم ہو جائے

== پیرنگار اندیا کیو اوہ پاک اوہ سرکار ہے

اسکی جو اندر دی + گرم کا خانہ ہوا ہے

اسے حاصل کرنے سے جو کہ مسلمان اور کلمہ

تھک دھار کا من پہنہ عجز اسود حیکوہ۔ شکر چرخے کو لیتا

اگر چہ کہ ان کے لئے کہ جس کی تائید میں ہے

اکو سائے بان نہیں کیسا ہاتھ بگڑ گیا وہ حوذ مہنتیا ہے

اس مسئلہ کتاب کی اس طرح نوز سے تاریخی ہیئت جاری ہے

بچے خند میں ہنسنے لگے۔ یہ دیکھ کر ان کے پیچھے ہٹ کر چلے گئے۔

ما قال لا قط الا في تشهد

کہا میں نے بجز وقت شہد کے لایین کہا

لا يخلف الوعد صيرون نقية

وہ کہ خلاف بین کرتا یہ مبارک نفس والا ہے

عم البرية بالاحسان فانقشعت

اس احسان کے ساتھ خلقت کو گہیر لیا ہے پس دور ہو گیا ہے

من معشرهم دين و فغضهم

یہ اس گروہ سے جو کہ انکی محبت دین ہے اور انکا بغض

ان عدا اهل التقى كانت ائمتهم

اگر پرہیزگاروں کا شمار کیا جائے تو یہ انکے امام ہیں

لا يستطيع جواد بعد غايتهم

جہاں پہنچو ہیں مان کوئی جو انہر وسعت کر نہیالا نہیں پہنچا

هم الغيوت اذا ما ازمت ارميت

یہ بڑے بڑے ابراہین قحط کی تکلیف لوگوں کو بگاڑ دیتی ہے

لا يفيض العسر لسطام من كفهم

ان کو تھکنے کی فراخی کو لینو نہ سدا کو نقصان نہیں پہنچا تی

مقدم بعد ذكر الله ذكرهم

انکا ذکر خدا کے ذکر کے بعد مقدم ہے

لو لا التشهد كانت لاؤة نغم

اگر نہ شہد نہ ہوتا تو اسکا لابی نغم ہوتا

رحب القناء اريت حين يعاينم

بہا زنجو لیے کے گہر کا سخن فراخ ہو رہا ہے جبکہ وہ قصد کرتا ہے

عنها العناية والا ملاق والعدم

خلقت سو رنج اور گدائی اور انسا اس

كفر وقربهم مني ومعتصم

کفر ہے اور انکا قرب بجات دین والا ہے اور نہ خدا کی توبہ مستہر ہے

او قيل من خيرا اهل الارض فيهم

اور اگر پوچھا جاوے کہ زمین پر کون سے لوگوں کی افضل میں تو جلد یا بدلتا کہتا ہیں

ولا يدينهم قوم وان كرموا

ان تک کوئی قوم نہیں پوچھ سکتا اگرچہ وہ منجھا کر نیوالو ہوں

والاسد سدا للشر والباس مجتدم

وہ شیریں شیر کجبار کی جیکہ جیک کا معرکہ گرم ہوتا ہے

سيان ذلك ان اثر و اوان عدا

یہ دونوں چیزیں تنگی اور فراخی کو شجر ابرہہ پر اگر وہ لدا رہو پائے ہوتا

في كل بيت ومختوم به الكلم

ہر گاہم کے آغاز اور اختتام پر

۱۔ شہد شہد ان کا کہ گفتن ۲۔ نقیب مجھے جان منہ فلان میری نقیب لڑکان برک نفس ۳۔ رجب یعنی فراخ

۴۔ فنا اگر دیکھو منہ فنا والداد ۵۔ ارب خوردند ۶۔ یحرم بین پہل معنا مع اعترام مجھے قصد کردن ۷۔ نقیبت

۸۔ اضی انقشاع مجھے کشا دہ شدن در ۹۔ اطلاق در پیش شدن ۱۰۔ عنا یہ و بخر دین کے ۱۱۔ دم نیستی

۱۲۔ دیشی صراح ۱۳۔ ارمہ مجھے سختی و قحط ۱۴۔ الشری رومی ست در کوہ سلمی کہ جائو باش شیلین

۱۵۔ محترم از احدم افزوختہ شدن آتش ۱۶۔

خیر کریمر اید بالند کمضم

سختی اکی دانتی اور ایک دانتی میں ہر چلے ہیں

لاولیه هذا اوله نعم

اے پشوا ہونیکو دیکھو اے صاحبیت ہونیکو دیکھو

والدین مزیت هذا نالہ الام

اور دین اے گہرے استون نے پایا ہے

یابی لم انجیل الذم ساحتهم

انگریز کے معنی اتنے سزا دت انکار کرتا ہے

ای الخلاق لیستے رقابہم

وہ کوئی لوگ ہیں کہ انکو غلاموں کے شمار میں نہیں

مز یعرف الله یعرف اولیة ذا

جو شخص خدا کو جانتا ہو انکو بشوا جانتا ہے

فلما سمعها هشام غضب وحبس فرزوق وامولہ ذین العابدین باثنی عشر الف دهم وقال باعذا
ولو کان عندنا اکثر لوصلناک بہ فقال امتدحتہ اللہ لا عطاء فقال ذین العابدین انا اهل
البیت اذا وہبنا شیئا لا نستعیدہ فقبلہا فرزوق (صواعق محرقة) جب ہشام نے اس عقیدہ
کو سنا تو غصہ میں آکر فرزوق کو قید کر دیا۔ جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے بارہ ہزار دہم فرزوق
کو دین کا حکم دیا کہ اگر سہاگے مایس اس سوز یا دہ ہوتا تو اور زیادہ صلہ پہنچتے فرزوق نے
کہا میں نے خدا کے لیے و انکی مدح کی ہے نہ عطا کے لیے جناب امام نے فرمایا ہم اہل بیت جب کسیکو
کچھ دیتے ہیں تو واپس نہیں لیتے۔ فرزوق نے وہ دہم قبول کر لیے۔

عن الزہری قال حل عبد الملك بن مروان علی بن الحسین معقدا عن المدنیۃ فاقبلہ حدیدا
و وکل بہ حفلة قال فاستاذنتہ فی وداعہ فاذا نواذ دخلت علیہ القیو فی رجلیہ وغل فی یدہ
و هو فی قبة فیکت وقلت وددت انی مکانک وانت سالم فقال یا زہری انتظن ذلک
یکم بنی لو شئت لما کان مانہ لتذکرتہ فی عذاب اللہ ثم اخرج رجلیہ من القید ویدہ من
الغل ثم قال لا جرت علی ہذا یومین من المدنیۃ قال فما مضت الا اربع لیل الا وقد فقدتہ
وقدم الموکلون الذین کانوا مع المدنیۃ یطلبونہ فما وجدہ فما وجدہ فسال بعضہم
فقالوا انا نراہ انہ لنازل ونحن لہ مترصد حتی طلع الفجر فلم نجدہ ووجدنا حدیدہ وقال
الزہری فقلت بعد ذلک علی عبد الملك فاسالنی عنہ فاخبرتہ فقال قد جاءنی یوم فقد
الاعوان فدخل علی فقال ما انا وانت فقلت اقم عندی فقال لا احب شیخیر فواللہ لقد
امتلا قلبی من خیفۃ (صواعق محرقہ) زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ عبد الملك
نے خیم چون جیم عادت خوشہ اللہ سے جو اندری سکہ ہمیں خرچ کتدہ۔

ابن مروان کے حکم سے عاملوں نے امام زین العابدین کو قید کر دیا اور پاؤں میں بیڑیاں اور ہاتھوں میں ہتکڑیاں پہنائیں۔ میں عاملوں سے اجازت لیکر امام کو لینے کے لیے گیا۔ جب میں ان کا یہ حال دیکھا تو مجھ سے نہ رہا گیا اور دلوں کا اور عرض کیا کہ کیا اچھا ہوتا کہ میں بجائے آپ کے اس قید میں ہوتا اور یہ حال آپ کا میں اپنی آنکھوں سے نہ دیکھتا امام نے فرمایا کہ اے زہری کیا تو یہ خیال کرتا ہو کہ میں اس قید سے تکلیف میں ہوں مگر میں چاہوں تو آپ ہی اس سے چھوٹ سکتا ہوں بندگان خدا کو کوئی قید نہ سکتا ہے۔ یہ صرف ایسے ہے کہ ہم اس عذاب کو دیکھ کر ہر وقت عذاب آخرت کو یاد کرتے رہیں۔ یہ کہہ کر پاؤں بیڑیوں سے نکال لیو کہ میں حیرت میں رہ گیا۔ فرمایا کہ ہم صرف دو منزل تک ان لوگوں کے ساتھ ہیں۔ چوتھوں عبد الملک کے نوکر جو امام پر موکل تھے مدینہ میں پلے آئے اور امام کو ڈھونڈ لگے ان کو کہیں پتہ امام کا نہ ملا۔ میں نے ان میں سے ایک کو پوچھا کہ کیا ماجر گذرا ہے اس نے بیان کیا کہ جب ہم ایک منزل میں فروکش ہوئے تو ہم رات بھر سب بیدار تھے صبح کو جب خیمہ میں گئے تو بجز بیڑیوں کے کچھ نہ دیکھا نہ سہی کہتے ہیں کہ جب میں عبد الملک کو پاس گیا تو میں اس وقت کو اس سے نقل کیا۔ اس نے کہا کہ جو وقت میرے گماشتوں کے ہاتھوں سے کل گئے اس میں نیر و پاس شریف کا معرکہ ہوا۔ کہ میرے اور پیکر میان کیا عداوت ہو کہ جبکہ بدو میں تو ہم کو یہ تکلیف دیتا ہے۔ اپنے عرض کیا کہ اب آپ میرے پاس اقامت فرماؤ میں انکار کیا اور چلے گئے مجھ کو ان کے چہرے اس قدر خوف آیا کہ میرا تمام جسم خوف سے بہر گیا۔

منہال بن عمر کہتا ہے کہ ایک دفعہ میں جمع کے لیے گیا اور سجاد علیہ السلام کی قدیم سی سی مشرف ہوا امام نو پوچھا زخریمہ بن کاہل الا صغری کا کیا حال ہے میں عرض کیا میں اس کو کوفہ میں زندہ چھوڑ آیا ہوں فرمایا۔ اللہم اوقہ حرا بعدید۔ اللہم اوقہ حرا بعدید۔ جب میں لوٹ کر کوفہ میں آیا ان دنوں میں مختار ابن ابی عبیدہ بن جراح نے خروج کیا ہوا تھا میری اس دوستی تھی۔ ایک روز میں سوار ہو کر اسکے گھوڑے کو چارہ داتا تھا۔ جب اسکے مکان کے قریب پہنچا تو وہ سوار ہو چکا تھا میں بھی اسکے ساتھ ہو گیا ایک مقام پر پہنچ کر وہ پتھر گیا۔ اس نے میں خرمیہ کو لوگوں نے گرفتار کر کے حاضر کیا۔ مختار نے حکم دیا کہ زنی الفور اسکے ہاتھ قطع کر ڈالو۔ جلا دے اس کے ہاتھ کاٹ ڈالے پھر لکڑیوں کے انبار میں ڈال کر ملا دیا۔ جب میں نے یہ حال دیکھا تو بے اختیار سجانا مد پڑھنے لگا۔ مختار نے مجھ سے اس کا سبب استفسار کیا میں نے اس سے حضرت سجاد علیہ السلام کی دعا کا قصہ بیان کیا۔ اس نے مجھ کو دوبارہ قسم لگا کر پوچھا کہ کیا میں اس امر میں امام پر جھوٹ بول سکتا ہوں۔ مختار گھوڑے سے اتر کر

خدا کا شکر بجالایا۔ جب نماز سے فارغ ہو کر واپسی کا ارادہ کیا۔ تو ماضی میں میرا گھر پڑتا تھا جب میرا گھر
نزدیک آگیا تو میرا سکو دھوت کے لپیٹ کر لے لگا کر لے منہاں آج تو مجھے سوا ماہ کی دعا کی خبر بیان
کی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ آج وہ میرے مائتوں کی پوری ہوئی ہے جھکو چاہیے کہ میں آج اس کے
شکر میں تمام دن روزہ رکھوں۔ یہ کہہ کر مجھ سے مرض ہو گیا (شواہد النبوة)

نقل ہے کہ جناب سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد ایک روز محمد حنفیہ
اصد عنہ حضرت سجاد کے پاس تشریف لائے اور کہا میں تمہارا چچا ہوں۔ اور عمر میں بی بی آپ کے
بڑا ہوں۔ آپ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر علیہ السلام کی تبرکات مجھ کو دیدیں۔ کیونکہ بعد حضرت
امام حسین علیہ السلام کے امامت میرا حق ہے۔ جناب سجاد و ارشاد فرمایا کہ اس امر کا فیصلہ کر لینا ضروری
ہے کہ بعد شہید کر بلا علیہ التحیت والتساکے امام برحق کون ہے۔ تشریف لائے ہم حجر الاسود
سے پوچھ لیتے ہیں۔ دونوں صاحب حجر الاسود کے پاس تشریف لے گئے سجاد علیہ السلام کو اسما
ماثرہ الہی کو پڑھ کر حجر الاسود کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اسے حجر الاسود اس امر کا فیصلہ تیرے
ماتہ میں ہے کہ جناب حسین علیہ السلام کے بعد کون امام برحق اور وصی اور جانشین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہے حجر الاسود حکم رب العزت بزبان فصیحہ گویا ہو کہ اے محمد بن حنفیہ امامت
حضرت سجاد علیہ السلام کا حق ہے کل امویین میں آپ پر انکا اتباع واجب (شواہد النبوة)

نقل ہے کہ جناب امام امیر روز اپنے خدمتگاران کے ساتھ جانب بحر تشریف لینگے۔ جب چاشت
کے وقت کہانا حاضر کیا گیا۔ اسی وقت ہرن ایک ہرن آکر سامنے کھڑا ہو گیا۔ حضرت فرمایا۔ میں علی
ابن الحسین بن علی ہوں میری ماں فاطمہ زہرا بنت رسول اللہ بن اسمعہ بن میرے ساتھ آکر
کہانا کھالے ہرن نے فقرہ حاضر ہو کر مودبانہ گوشہ بساط پر بیٹھ گیا۔ اور کھانا کھا کر چلا گیا
حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ آپ پہلو سکو بلائیں حضرت فرمایا میرا
زہناری ہی ہرگز اسکو نہ چھیڑنا۔ حاضرین نے کہا کہ کیا مجال ہے کہ حضور کی زہناری کو ہم چھیڑیں حضرت نے
آواز دی وہ ہرن پہر آکر حاضر ہو گیا۔ ایک شخص نے اسکی پیٹ پر ہاتھ رکھا وہ فی فقرہ بیٹھ گیا
حضرت فرمایا تنویری زہناری کو کیوں چھیڑا اب وہ ہرگز تمہاری واپس نہیں آئیگا (شواہد النبوة)
عمر سبع و خمسون مہاستقان مع جدہ علی بن ابی طالب عشرہ مع عبدالحسن ثم احدى
عشرہ مع ابی الحسن علیہم السلام یقال سمع الولید بن عبدالمطلب و دفن بالبقیع عند عمہ
الحسن و توفی شہداء و شہدہ تذکرہ خواص الامم) آپ کے عمر ساون برس کی تھی دو برس

آپ اپنی جد امجد جناب علی علیہ السلام کی کنار طاعت میں پرورش پاتے تھے۔ اور دس برس اپنے چچا حسن علیہ السلام کے گھرنے کیلئے رہے اور گیارہ سال اپنے والد بزرگوار جناب حسین علیہ السلام کے ساتھ رہ کر کہا جاتا ہے کہ آپ کو ولید بن عبد الملک نے زہر دیا تھا۔ آپ اپنے چچا جناب حسن علیہ السلام کے پلو میں دو سیان قبرستان بقیع مدفون ہیں ۹۲ھ یا ۹۳ھ میں آپ کی وفات واقع ہوئی ہے۔

قال ابن الصباغ المالکی المکی مات مسموماً وان الذی سمی الولید بن عبد الملک ابن صباغ مالکی کہتے ہیں کہ آپ کا انتقال زہر سے ہوا ہے اور یہ تحقیق ولید بن عبد الملک نے آپ کو زہر دیا تھا۔

وکان یخطب بالحناء والکندر وقیل بالسواد رتد کرہ خواص الامہ اور آپ اپنی ریش مبارک کو حنا اور کتھم سے خنسا بکھا کرتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ رسمہ کیا کرتے تھے۔

توفی فی ثانی العشر محرم ۹۲ھ وکان عمرہ اذ ذاک سبعاً و خمسین سنۃ (رتد کرہ خواص الامہ) آپ کا انتقال بارہویں محرم ۹۲ھ کو ہوا ہے اس وقت آپ کی عمر ستاون برس کی تھی۔

واولادہ خمسۃ عشر احد عشر ذکراً واربعة اناث۔ واشہرہم محمد المکنی بابی جعفر الملقب بالباقر۔ آپ کی پندرہ اولاد ہیں تین گیارہ مرد چار عورتیں سب سے زیادہ تر شہرہ امام محمد بن حنفی ابو جعفر کنیت اور باقر لقب ہے۔

مناقب امام محمد باقر علیہ السلام

وهو ابو جعفر الباقر محمد بن علی بن الحسن بن علی بن ابی طالب امہ ام عبد اللہ بنت الحدیہ ابن الحسن بن علی وهو عاشی من ہاشمیین واما سبب الباقر من کثر سجودہ بقبر الجوی جہتہ ای فقہا ووسعها وقیل لغرارہ علمہ۔ قال الجوهري فی الصحاح البقرۃ التوسع فی العلم۔ قال وکان یقال لمحمد الباقر للبقرۃ فی العلم ولیمی المشاکر والهادی رتد کرہ خواص الامہ) وفی صواعق محرقہ سبب بلایہ من بقرا الارض ای شقها واثار غیباتها ومکانها فکلنک لعلہ واطم من غیبات کتوز المعارف وحقائق الاحکام واللطائف ما لا یحقی الا علی مہ تسون وفاسد الطوبی والسریق ومن ثم قیل هو باقر لعلمہ وجامعہ وشاہدہ ودرندہ وصفاۃ لہ فی ذکاء علمہ وطہرت نفسہ وشرف خلفہ وعمرت اوقاته بطاعۃ اللہ ولہ من الرسوخ فی مقامات العائزہ ما تکل عند السنۃ الواصلین ولہ کلمات کثیرۃ فی السلوک والمعارف لا یضمہا ہذا الجوال وکناه شرفان بن المذنبی روی عن جابر انہ قال لہ وهو صغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ

یسلام علیک فقیل له وکون خلائک قال وکنت جالسا عند الحسین فی حجره ویلاعبه فقال یاجابر
یولد له مولود اسمہ علی اذا کان یوم القیامۃ ینادی منادی یلقیہ سید العابدین فیقوم
ولاه ثم یولد له ولد اسمہ محمد خازن رکبہ یاجابر فاقرأہ منی السلام یقے باقرت من بقر
الارض ہواخوہ ہے یعنی زمین کو پہاڑ کر اسکی مخضیات کو ظاہر کرنے والا جناب امام کو اسلئے باقر
کہتے تھے کہ وہ نبی صاف اور حقان احکام اور حکمت اور لطائف کے سرستہ خزانے ظاہر فرمائی
تھے جو بصیرت کے اندر ہے اور فاسد طبیعت والے پر نہیں ظاہر ہوتے۔ اور اسوجہ سے ہی ان کو
باقر کہا جاتا تھا کہ وہ علم کے باقر اور جامع اور مشہور کرنیوالے اور کون کو بلند کرنے والے تھے جناب
امام کا قلب صاف اور علم روشن اور نفس پاک۔ اور خلقت شریف تھی۔ انکی اوقات خدا کی
طاہت سے معمور تھے۔ اور عارفوں کی سیر و مقامات میں ہتھکڑی رہتے تھے۔ کہ وصف کرتے
والوں کی زبان اس سے قاصر ہے۔ سلوک اور معارف میں انکے اقوال نہایت کثیر ہیں۔ اس
رسالہ میں ان کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ ابن عدنی جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں
کہ جابر رضی اللہ عنہ امام باقر علیہ السلام سے کہتے گئے۔ وہ اتنا لیکر وہ ابی نہایت صغیر السن
تھے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سلام کہا ہے۔ حاضرین نے پوچھا یہ کیوں کر
ہو سکتا ہے۔ جابرنے کہا کہ میں ایک روز سرور عالم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا
اور حسین علیہ السلام انکی گود میں کھیل رہے تھے سرکار نے فرمایا کہ اسے جابر حسین کا ایک لڑکا ہوگا
جسکا نام علی رکھا جائے گا۔ قیامت کے دن منادی ندا کرے گا کہ سید العابدین اثنین اثنین
امام حسین علیہ السلام کا وہ بیٹا اٹھے گا۔ پیر اسکا ایک میاں متحد ہوگا۔ اسے جابر اگر تو ہوقت
زندہ رہے تو ہیکو میرا سلام کہیو۔

قال المنادی فی طبقاتہ سمی باقر لانہ بقرا العلم ای شقہ فعرف اصلہ ولد محمد باقر
بالمدينة فی ثالث صفر سنہ قیل قیل جدہ الحسین ثلاث سنین۔ کنیتہ ابو جعفر۔
القابہ المباقر۔ والشاکر۔ والہادی عبدالرؤف منادی اپنی طبقات میں لکھتے ہیں کہ آپ
کا نام باقر اسلئے رکھا گیا ہے کہ انہوں نے علم کو پہاڑا ہے۔ باقر مشتق ہے بقر کے جس
کے معنی پہاڑ نے کہیں۔ امام محمد باقر علیہ السلام کے صغیر کی تیسری تاریخ کو اپنے جد امجد امام
حسین علیہ السلام کی شہادت کے عین میں بس پہلے مدینہ شریف میں تولد ہوئے انکی کنیت ابو
جعفر اور القاب باقر اور شاکر۔ اور ہادی ہیں۔

قال ابن سعد محمد الباقر من الطائفة الثالثة من التابعين من اهل المدينة كان عالماً عابداً ثقة ابن سعد طبقات میں لکھتے ہیں کہ امام محمد باقر تابعین اہل مدینہ کے تیسرے طبقہ میں سے تھے بڑے عالم اور عابد اور ثقہ تھے ۔

روى عن ابيه وجديه الحسن والحسين وجابر وابن عمر وطائفة وعنه ابنه جعفر الصادق و عطاء وابن جريح و ابو حنيفة و الاوزاعي و الزهري و خلق و ثقته الزهري و غيره ذكره النسائي في فقهاء التابعين من اهل المدينة لطبقات الحفاظ للذہبی) آپ کے اپنے والد اور اپنے اجداد امام حسن و حسین علیہم السلام اور جابر بن عبد اللہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر ایک طائفہ صحابہ سے حدیث کو روایت کیا ہے۔ اور آپ کے آپ کے بیٹے امام جعفر صادق اور عطاء اور ابن جریج اور امام ابو حنیفہ اور امام اوزاعی اور زہری وغیرہ نے حدیث کو لیا ہے اور ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ جس نے کہ سب سے اول حدیث کو تدوین کیا ہے آپ کو حدیث میں ثقہ لکھا ہے اور امام نسائی نے اہل مدینہ کے فقہائے تابعین میں آپ کا ذکر کیا ہے ۔

قال ابو يوسف قلت لابي حنيفة لقيت محمد بن علي قال نعم وسالته يوماً فقلت اراد الله المعاصي فقال ابصلي به فها قال ابو حنيفة فما رأيت جواباً الفخر منه (تذکرہ خواص الامام قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے پوچھا آپ نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ملاقات کی ہے وہ کہنے لگے ہاں میں اس نے ملاقات اور یہ پوچھا تھا آیا خدا تعالیٰ معاصی کا ارادہ کر سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا آیا اللہ تعالیٰ قرعے گناہ کر سکتا ہے۔ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے اس سے کوئی شاندار جواب نہیں دیکھا ۔

قال عطاء ما رأيت العلماء عند احد اصغر علماً منهم كعند ابي جعفر لقد رأيت المحكم عند كل من مغلوباً (تذکرہ خواص الامام عطاء کہتے ہیں علما کو از روئے علم کسی کی پاس اس قدر اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتی ہوئے نہیں دیکھا جس طرح سے کہ وہ اپنے آپ کو جناب امام ابو جعفر محمد باقر کی روبرو سمجھتی تھے۔ میں نے حکم کو ان کے سامنے مغلوب پایا ہے ۔

وقوفي مسموماً كابية وهو علوي من جعتابيه وامه ودفن ايضا في قبة الحسن توفي مثله عن ثمان وخمسين (صواعق محرقہ) آپ ہی اپنے والد ماجد کی طرح سے سوم شہید ہوئے ہیں آپ مایاب دونوں کچلرن سے ملے آپ ہی نزار نقیر میں جناب امام حسن علیہ السلام کے گنبد کے اندر دفن ہوئے ہیں آپ کی وفات ۸۵ سالہ میں ہوئی۔ آپ نے اثنائے برس عمر پائی ۔

قال الذهبی فی طبقاتہ مات سنۃ ۳۳۰ وھو ابن سنیۃ ذہبی بنی طبقاتہ میں اپنی سند وفات ایک سو چودہ برس اور عمر تہتر برس لکھتا ہے *

قال صاحب الارشاد لم ینظر من احد من علم الدین والسنن وعلم القرآن والمسیر والفنون الا کذا مآظہ من ابی جعفر رحمہ اللہ الباقر وعلی ابائنا السلام صاحب ایشاد لکھتا ہے کہ جب تک علم دین اور سنن اور علم قرآن اور سیر اور فنون اور دیگر جناب ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے ظاہر ہوئی ہیں وہ کسی ایک سے ظاہر نہیں ہوئے *

عن زید بن ابی حازم قال کنت مع ابی جعفر محمد بن علی الباقر فمرہنا زید بن علی الخو فقال ابوجعفر اما رأیت ہذا لیخرجن بالکوفة ولیقطن ولیطافن برأسہ فکان کما قال (صواعق محرقہ) زید بن ابی حازم سے منقول ہے کہ میں امام ابوجعفر محمد علی الباقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ زید بن علی آپ کے چوٹے بہائی ہمارے پاس سو ہو کر گذرے جناب امام نے فرمایا ہر کو دیکھتے ہو کہ یہ کوفہ کی طرف جا بیگا اور مارا جا بیگا اور اسکا سر تمام شہر میں پھرایا جائیگا پس جب کہ آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا *

امام جعفر صادق علیہ السلام

ھو جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہ علی ابائنا السلام وروی عنہ ان ابی سمانی جعفر اعلم علی اسم کھڑی الجنة کنیتہ ابو عبد اللہ وقیل ابو اسمعیل ویلقب بالصادق والصابر والفاضل والطاهر (تذکرہ خواص الامہ) آپ کا اسم مبارک جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہے۔ خود آپ روایت فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد نے میرا نام جنت کی ایک نہر کے نام پر جعفر رکھا ہے۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ اور بعض نے نزدیک ابو اسمعیل ہے۔ صادق اور صابر اور فاضل اور طاہر آپ کے القاب ہیں *

ولد بالمدينة سنۃ ۳۳ وقیل سنۃ ۳۴ (طبقات المنادی) آپ سنۃ ۳۳ میں تولد ہوئے ہیں۔ امہ فروہ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق وام القاسم اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر ولد لک کان یقول ولد فی ابوبکر مرتین (طبقات الخاظ للذہبی وطبقات المتکون) آپ کی والدہ ماجدہ کا نام فروہ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق ہے۔ اور قاسم کی ماں کا نام اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر ہے ہی لیے آپ فرمایا کرتے تھے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

محمد و فوج جناب ہے ۔

روی عن ابيه والزهري وناضر وابن المنكر وعنه الثوري وابن عيينة وشعبة ويحيى القطان ومالك وابنه موسى الكاظم وطبقات الحفاظ) آپ اپنے والد ماجد اور زہری اور نافع اور ابن المنکر سے حدیث کو اخذ کر رہے ہیں اور آپ کے سفیان ثوری اور ابن عیینہ اور شعبہ اور یحییٰ القطان اور امام مالک اور آپ کے فرزند ارحمہ جناب امام موسیٰ کاظم نے حدیث کو روایت کیا ہے ۔

وفي الصواعق روی عنه جماعة من اعيان الائمة كعبيد بن سعيد وابن جريم ومالك بن انس و الثوري وابن عيينة وابو حنيفة وابو ايوب السجستاني وقال ابو حاتم جعفر الصادق ثقة لا يسل عن مثله ملازمین حجر صواعق محرقین لکھتے ہیں کہ اعیان ائمہ میں سے ایک جماعت مثل عجب بن سعید و ابن جریر اور امام مالک النسر اور امام سفیان ثوری اور عثمان بن عیینہ اور امام ابو حنیفہ ابو ایوب السجستانی نے آپ کے حدیث کو اخذ کیا ہے اور ابو حاتم کا قول ہے کہ جناب جعفر صادق ایسے ثقہ ہیں کہ دوسرے شخصوں کی نسبت ہرگز نہیں پوچھا جاتا ۔

قال علماء السيرة قد اشتغل بالعبادة عن طلب الرياسة وذكر حافظ ابو نعیم في حلیۃ الابرار عن عمر بن المقدم قال كنت اذ افطرت مالي جعفر بن محمد قلت انه من سلالۃ النبیین (صواعق محرقہ) تمام علماء سیر کا اتفاق ہے کہ آپ ہمیشہ ریاست کی طلب کو چھوڑ کر عبادت میں مشغول رہے ہیں حافظ ابو نعیم علیہ السلام لا بار میں عمر ابن المقدم سے ناقل ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے کہ حبیب میں امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھتا تو مجھے خیال ہوتا کہ یہ انبیا کرام کے سلالہ ہیں ۔

وسعی بعند المنصور لما حمله فاحصر الساعی بلبث شهيد قال له اتخلف قال نعم خلف يا الله العظيم فقال احلفه يا امير المؤمنين بما اراد فقال حلفه فقال له قل - برئت من حول الله وقوته - والقبات الرجل وقوى لقد فعل جفركذا وكذا فامتنع الرجل ثم حلف حق مات مكانه فقال امير المؤمنين لجعفر كما باس عليك انت المبرأ الساحة المأمون الغاية ثم انصرف فلحقه الربيع لجائن حسنة وكسوة مستغنية (صواعق محرقہ) لکھتے ہیں کہ جب منصور مجھ کو گایا تو کسی شخص نے اسکے پاس جناب امام کی نسبت ایک بہتان بیان کیا کہ وہ بہتان دوسرے نے والا شہادت ادا کرنے کے لیے آپ کے سامنے حاضر کیا گیا آپ نے فرمایا تو قسم کھا سکتا ہے یا نہیں کہ میں کما سکتا ہوں یا نہیں کہ میں کما سکتا ہوں اور خدا کے قسم کھائی ۔ آپ نے منصور سے فرمایا یا امیر المؤمنین جس طرح سے ہم چاہتے ہیں اس طرح سے ہم اسکو قسم کھلاؤ گے کہ آپ اس طرح سے اسکو قسم کھلائیں ۔ آپ اس شخص سے کہا تو اس نے

سے قسم کھا کہ میں خدا کی قرمانی سے بیزار ہو کر اپنی قوت اور توانائی کی طرف پناہ پکڑتا ہوں بے شک جعفر نے ایسا ویسا کیا ہے پہلو اس کے آگے نے ایسی قسم کھانے سے انکار کیا پھر قسم کھائی اور اسی جگہ پر گیا منصور نے آپ کو عرض کیا آپ جے عظم پر میں اپکا ساحت شک سے پاک ہے اور آپ آخر کار اس میں پیر حبیب آپ وہاں سے لوٹے تو آپ کو منصور کا غلام ربیع نامی عمدہ جائزہ اور بہاری کسوت لپی ہوئے ملا۔

قتل بعض الطغاة مولانا فلم یزل لیلة یصلی ثم دعا علیہ عند السحر فسمعت الاصوات یقولون ولما بلغه قول الحكم بن عباس الکلبی حصلنا لکم زیاد علی جن وعفلة + ولم نزل علی

علی الجذع یصلب + قال اللهم سلط علیہ کلبا من کلابک فاستر سدا لاسد رصواعق

محرقہ) روایت ہو کہ ایک کے بعض مدعا ثون میں سے آگے ایک غلام کو مار ڈالا۔ آپ تمام رات نماز پڑھتے رہے صبح کے قریب آپ نے دعا فرمائی اور اسکے نزدیک آوازہ سنا۔ اور حبیب آپ کو حکم بن عباس کے

شر کی خبر لگی کہ جسکا ترجمہ یہ ہے۔ کہ مجھے تمہارے زید کو درخت کے تنہ سے پھانسی دیا ہے اور کسی عہدی کو نہیں دیکھا کسی نہ خست کے تنہ سے ویسا ہی ہوا پھر شکر انہوں نے ایک کتا اس پر سلا کر اس کو شیر نے ہار ڈالا

ومن مکاشفاتہ اراد بنو هاشم مبايعه محمد الملقب بالنفس الزكية واخيه في اواخر دولت

بنی امیہ وضعفهم وارسل جعفر لیبایعہما فامتنع فقال والله لیست لی ولا لہما۔ انہما

لما احب الیہما الا صفر لیلین بہا صبیانہم وغلامہم وكان المنصور العباسی یومئذ

حاضرا وعلیہ قباء اصفر فما زالت کلمۃ جعفر تعمل فیہ حتی ملکوا۔ وسبق جعفر الی الخ لک والد

الباقر فانه اخبر المنصور بملک الارض شرقها وغربها وبطول مدتها۔ قال له المنصور مدتی بنی

امیہ اطول ام مدتنا فقال مدتکم ولیلین بهذا الملك صبیانکم کما بالاکتہ فلما

الخلافۃ للمنصور تعجب من قول الباقر رصواعن محرقہ آپ کے مکاشفات میں سے ہے کہ دولت

بنی امیہ کی آخری وقت میں جبکہ ان کو ضعف پیدا ہو گیا بنی ہاشم نے محمد الملقب بالنفس الزکیہ اور

اسکے بہائی سے بیعت کرنا چاہا۔ اور جناب امام جعفر کو یہی بیعت کی تکلیف دی اپنے بیعت سے

انکار فرما کر کہا واللہ بینہ میرے لیے ہے نہ ان دونوں کے لیے بلکہ زرد کپڑے والے کو واسطے ہر

اسکے بچے اور لڑکے اسکے ساتھ کہیں بھی منصور عباسی ہر وقت موجود رہتا۔ اور زرد رنگ کے کپڑے

پہنے ہوئے ہوتا۔ پس آپ کے پیش گوئی نبی عباس میں ظہور کیا اور منصور سلطنت کا مالک ہو گیا اور

آپ سے پہلے آپ کے والد ماجد امام محمد باقر نے منصور کو بادشاہ ہونے سے آگاہ کیا تھا۔ اور اسکی

سلطنت کو حدود شرقی اور غربی اور طول مدت سے خبر دی تھی منصور نے حضرت باقر سے پوچھا

سے خبر دی تھی منصور نے حضرت باقر سے پوچھا

والمی

تہا کہ نبی امیہ کی مدت سلطنت زیادہ ہوگی یا پھر یہ مدت سلطنت اچھے اس کے بیان کیا تھا کہ تمہاری مدت سلطنت بہت زیادہ ہوگی اور تمہارے بال بچر اس ملک کے ساتھ کہیں گے جس طرح سے کہ گیند کے ساتھ کہیلا جاتا ہے جب منصور کو خلافت ملگئی تو جناب باقر علیہ السلام قول کو یاد کر کے تعجب کیا کرتا تھا ۔

اخرج ابوالقاسم الطبري من طريق بن وهب قال سمعت الليث بن سعد يقول حججت ثلاثاً وعشرواًة فلما صليت في المسجد رقيت ابا قبيس فاذا رجل خالس يدعوني فقال يا رب يا رب حتى انقطع نفسي ثم قال يا حي يا قاضي انقطع نفسي ثم قال الهوان في اشتى العنب فاطحنه والله ما ن بردى قد خلقا فاكسني - قال الليث والله ما استتم كلامه حتى نظرت اليه في مملوق وليس علي الا من يومئذ عنب واذا برين موضوعين لم ار مثلهما في الدنيا فاراد ان ياكل فقلت انا شريكك فقال ولم فقلت لانك دعوت وكنت امن - فقال تقدم وكل فقد مت واكلت عنباً لم اكل مثله قط ما كان به تجم فاكلنا حتى شبعنا ولم تتغير الصلة فقال لا تدخروا لاجتماعه منه شيئاً ثم اخذ احد البردين ودفع الى الآخر فقلت انا بعني عنه فاتزر باحدهما وارتي بالآخرى ثم اخذ برديرا الخلفين ونزل وهما يبايع فلقيه رجل بالسعي فقا اكنى يا بن رسول الله صلى الله عليه وسلم ما كسانا الله فانتى عريان فدفعها اليه فقلت له من هذا قال جفرا الصادق فطلبته بعد ذلك لاسمع منه شيئاً فلما قد ر علي رصواعق محرقه ابوالقاسم طبري اپنی تاریخ میں ابن درہک کے طریق سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے لیث ابن سعد کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں سترہ میں حج کرنے کو گیا۔ میں عصر کی نماز پڑھ کر جبل البقیس پہنچا۔ کہا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی بیٹھا ہوا دعا مانگ رہا ہے اور یارب یارب کہتا ہے بے شک کہ اسکی آواز منقطع ہوگئی پھر اس نے یا حی یا قیوم کہا بے شک کہ میرا اسکی آواز بند ہوگئی۔ پھر دعا کی کہ اے ہی میں انگوڑی اتر دو رکشا ہوں تو مجھے انگوڑی کہلا۔ اور میری دو نو چادرین پانی ہو گئی ہیں بچے نیا لباس پہنا۔ لیث کہتا ہے والدہ اپنی انکی دعا ختم نہ ہونے پائی تھی کہ میں نے انگوڑی کے پری ہوئی ایک پیاری دیکھی ان دنوں دنیا میں کہیں انگوڑی کا پتہ ہی نہیں تھا۔ اور دونوں چادرین اس کے ساتھ دھری ہوئی تھیں کہ میں دنیا میں دسی چادرین نہیں دیکھی تھیں پس وہ انگوڑی کھانے لگے میں نے کہا میں ہی آپ کا شریک ہیں کہنے لگے کیون میں نے کہا جب آپ دعا کرتے تھے تو میں آمین کہتا تھا کہنے لگے آگے بڑھ آمین آگے بڑھ کہانے لگا میں نے ایسے لذیذ انگوڑی کھیں کھائے اور ان میں دوا نہ نہیں تھا

پیم کہا کر سیر ہو گئے اس ٹپاری کو دیکھا کہ وہ بھی بھری ہوئی تھی یا پھر فرمایا اس سے ذخیرہ مت کر سیر نہ چسپاں ہو میرا ایک چادر مجھ کو دی میں نے کہا مجھے اسکی ضرورت نہیں آپ نے ایک کو اوڑھ لیا اور دوسری کا تہ بند بنایا اور دونوں پرانی چادرین ہاتھ میں لیے ہوئے نیچے اترے ایک آدمی ملا کہنے لگا یا بن رسول اللہ آپ مجھے لباس پہنائیں تب صدق اسکے کہ خدا نے آپ کو لباس پہنایا ہے کیونکہ میں رنگاہوں اپنے دونوں چادرین اسکو دیدین میں نے اس سائل سے پوچھا یہ کون ہیں اس نے کہا یہ امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں۔ اسکے بعد پھر مینے آپ کو بہت ڈھونڈا تا کہ میں آپ سے کوئی حدیث سنوں لیکن میں نے آپ کو نہ پایا۔

توفی مسئلہ اربع و ثمانین و مائتہ مسموماً (صواعق محرقہ) آپ مسئلہ ہجری میں زہر سے فوت ہوئے۔

قال ابن الصباغ المالکی المکی مات جعفر الصادق مسئلہ فی شوال ولہ من ثمان وستون سنہ فقال انہ مات مسموماً فی ایام المنصور ودفن بالبقیع واولادہ سبعة وستہ واشہرہم کاظم ومن تصنیفاتہ کتاب الجفر (تذکرہ خواص الامہ) ابن الصباغ المالکی المکی کہتے ہیں کہ جناب امام جعفر صادق مسئلہ شوال کے مہینے میں زہر سے فوت ہوئے اگلی ارشاد ہے بس کی فی منصرف کی غلات کے دنوں میں آپکا انتقال ہوا۔ اور ضرار بقیع میں دفن ہوئے آپ کی اولاد چھ بیاسات تھے جن میں سے زیادہ مشہور جناب امام کاظم ہیں۔ آپ کی تصنیفات میں کتاب جفر و النجاس ہے۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

ہو موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی علیہ السلام ولد موسیٰ کاظم بالابواء مسئلہ امہ اولد بقال لہا حمید البربریہ کنیتہ ابو الحسن والقبابہ کثیرۃ کاظم والصابر والصالح والامین (تذکرہ خواص الامہ) آپکا نام موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی ہے آپ کا تولد ابوار ایک موضع کا نام ہے جو بامین نکہ اور مدینہ کے ہے جانیہ جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مادر مہربان آمنہ خاتون کا مرقہ مطہر ہے۔ اور صاحب قاموس کے نزدیک ابوا میں عبداللہ والد ماجد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک ہے اور حضرت آمنہ خاتون کا مزار دار اربعہ میں ہے۔ جو مکہ کے ایک گھر کا نام ہے (بعض کے نزدیک امام محمد باقر بھی ابوا میں ہی قلم ہوئے ہیں) میں مسئلہ کو سہا امایکی والدہ ماجدہ ام ولد تھیں جبکا اسم مبارک حمیدہ پر پڑتا

آپ کی کنیت ابو الحسن ہے اور الکاظم اور الصابر اور الصالح اور الامین آپ کے القاب ہیں۔

وكان يكنى عبداً للصالح لكثرة عبادته واجتهاده وقيامه الليل وكان اذا بلغه عن احد يؤذيه يبعث اليه بال (طبقات الحفاظ للذی) باعث کثرت عبادت اور اجتماعات اور بیداری کے آپ کو عبد الصالح ہی کہتے تھے جیسا آپ آگاہ ہو جاتے کہ کوئی آپ کی انذار سالی کے درپے ہے تو آپ کچھ مال اس کے پاس بھیج دیتے۔

فی فصول المهمة كان موسى الكاظم عبداً لاهل زمانه واعلمهم واسخاهم كفاوا كرمهم نفساً وكان يفتقد فقراً اهل المدينة فيحمل اليهم الدراهم والدنانير الى بيوتهم ليلا وكذلك التفقات ولا يعلمون من اي جهة صلحهم ذلك ولم يعلموا بذلك الا بعد موته فصول مهمة ہیں کہ جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اپنے زمانہ کے لوگوں میں سب سے زیادہ عابد اور سب سے زیادہ علم والے اور سب سے زیادہ سخی ہاتھ والے اور بزرگ نفس والے تھے آپ فقراء اہل مدینہ کے حال پر مہربانی فرماتے اور ان کے گھروں میں درسم و دینار اور کماز وغیرہ بھیجتے اور ان لوگوں کو یہ معلوم ہوتا کہ کسان سے آتا ہے اور یہ راز ان پر امام کی وفات تک کھلا ہے۔

وفي السواحق وكان معروف عند اهل العراق بباب قضاء الخواجة عند الله اعبد اهل زمانه واسخاهم علام من حجر صواحق محرقه میں کہتے ہیں کہ جناب کاظم علیہ السلام اہل عراق میں خدا کی طرف سے حاجتوں کے پورا ہونے کا دروازہ مشہور تھے اور اپنے زمانہ میں سب لوگوں سے زیادہ علم والے اور سب سے زیادہ عابد تھے۔

(روایضا فیہ) سالہ الرشید کیف قلتم نحن ذریت رسول الله صلی الله علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وَاٰلِہٖ وَسَلَّم علی قتلا موسیٰ ومن ذریتہ داؤد و سلیمان الی اترقالی عیسیٰ و لیس لہ اب ایضا فنزحاج بک من بعد ما جاء من العلم فقل قالوا ندع ابناؤنا وابنائکم الایہ ولیدع رسول الله صلی الله علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم النصارى غیر علی وفاطمة والحسن والحسين فكان الحسن والحسين هما الابناء کہتے ہیں کہ مارتن رشید نے آپ کے بچھا کہ آپ اپنے آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت کہلاتے ہیں۔ اور آپ تو علی کی اولاد ہیں۔ جناب امام موسیٰ کاظم نے قرآن کی یہ آیت پڑھی کہ ابرہیم کی ذریت ہو داؤد اور سلیمان تھے۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ کے نام تک پہنچے اور فرمایا کہ عیسیٰ کا کوئی باپ نہیں تھا۔ اور دوسری یہ آیت پڑھی کہ پس جو کوئی تجھے جگڑے اس کے بعد کہ جسکا تجھے علم آگیا ہے پس کہہ دے کہ آؤ ہم پکاریں اپنے بیٹوں کو اور تم اپنے بیٹوں کو۔ آخر آیت کہ

بزرگ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سب اہل نصاریٰ کے مقابلہ میں سوا علی اور فاطمہ اور حسین علیہم السلام کے دوسرے کو نہیں لے گئے۔ پس حسین آپ کے اپنا ٹھہرے۔

ومن بدیع کراماتہ ما حکا ابن الجوزی ورامہ مہزی وخیرہما عن شقیق البیہی انہ خرج حاجا سنہ تسع واربعین ومائۃ فراءہ بالقادسیۃ متفرحا عن الناس فقال فی نفسہ ہذا فقی من الصوفیۃ ازیکوت کلا علی الناس فمقی الیہ فقال یا شقیق اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم فاراد ان یحاللہ فغاب عن عینہ فمأراہ الا بواقصہ یصلے واعضاءہ تضطر ودموعہ تتجاوز۔ فجاء الیہ لیعتذر فحقف فی صلوٰتہ فقال لہ وانی غفار لمن تاب امن فلما نزلوا رمالہ راہ علی بئر سقطت رکوتہ فیہا فذعی فطغی الماء حق اخذھا وقوض وصلے اربع رکعات ثم مال الی کثیب رمل فطرح منہ فیہا وشرب فقال لہ اطعمنی من فضل ما رزقک اللہ تعالیٰ فقال یا شقیق ازترید لمرتل انعم اللہ علیک ظاہرہ وباطنہ فاحسن ظنک بربک فتاولینہا فشریت منها فاذا سویق وسکر وما شربت واللہ الذمہ ولا الحیلے یحافضت ورویۃ واقبت ایا ما کلا اشتی شرا بیا ولا طعاما ثم لمرارۃ الا بمکۃ وهو بغلمان وغاشیۃ وامور علی خلاف ما کان علیہ بالطریق (صواعق محرقہ) آپ کی کرامات بدیعہ میں سے ایک وہ حکایت ہے جسکو ابن الجوزی اور اہل مہری رحمہما اللہ نے شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ ۱۲۹۰ھ ایک سوانحیاس میں شقیق حج کرنے کو گئے اور قادیان میں جناب امام کاظم کو دیکھا کہ لوگوں سے جریدہ طور پر پشیریت لیجا رہے ہیں شقیق اپنے دل میں کہنے لگے کہ یہ نوجوان صوفی یہ جاہتا ہے کہ لوگوں کا بار خاطر بنے آپ شقیق کے پاس سے ہو کر گذرے اور یہ آیت پڑھی کہ راسے شقیق (تم پر پشیر کر و بہت سرگمانوں کے بعض گمان پشیر شقیق) کہ کہیں ایک جگہ آپ کی معیت میں فروکش ہوں۔ لیکن آپ شقیق کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو گئے پھر آپ کو واقصہ میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ آپ کے تمام عصا کاٹ رہے ہیں اور آنسو جاری ہیں شقیق آپکی خدمت میں عذر کرنے کے لیے حاضر ہوئے آپ نے اپنی نماز میں تخفیف فرما کر یہ آیت پڑھی کہ زمین بخشنے والا ہوں اسکو جس نے توبہ کی اور ایمان لایا) جب رمالہ میں پہنچے تو شقیق نے پیرانگو دیکھا کہ ایک کوئین میں آپ کا لوتا کر گیا ہے اور آپ پناہ دے لے کو لٹکا اور کوئین میں باہنی بلند ہو گیا بیاسک کہ آپ نے لوتا پکڑ لیا۔ اور وضو فرمایا اور نماز کی بار رکعات پڑھیں پھر ریت کے ایک ٹیلے کی طرف متوجہ ہوئے اس سے تھوڑی سی ریت لیکر لوٹے

میں ڈالی اور پینے لگے شقیق نے عرض کیجو کچھ کہ آپ کو خدا نے کمایا ہے آپ کا چوٹا مجھ کو عنایت
 فرما دیں آپ نے فرمایا نہیں اے شقیق اگر تو چاہتا ہے کہ ہمیشہ ظاہر و باطن خدا تجھے اپنی نعمتیں عطا فرما
 کرے پس تو اپنے رب کی جانب اپنا گمان نیک رکھا کر پھر اپنے وہ ٹوٹا مجھے دیدیا میں نے اس سے
 پیاتو وہ ستوا و شکر سے بہرا ہوا پایا۔ میں نے کبھی ایسے لذتیں تو نہیں چہے تھے اور نہ اس سے
 زیادہ خوشبودار دیکھے تھے۔ پس میں سیر ہو گیا کئی دن تک مجھ کو پیر ہو کر اور پیاس نہ لگی۔ میں نے پیر
 راستے میں آپ کو نہ دیکھا جب مکہ میں پہونچا تو دیکھتا ہوں کہ آپ نوکروں اور خدمت گاروں کے
 درمیان سوار تشریف لیجاتے ہیں اور جن امور کو میں نے راہ میں دیکھا تھا ان کے برخلاف بڑی
 شان و شوکت سے آپ کی سواری جا رہی ہے۔

وكان موسى الهادي حبه اولاً ثم أطلقه لانه رأى علياً يقول له هل شئتم ان توليتم
 ان تقسد وافي الارض وتقطعوا ارحامكم فانته وعرف انه المراد فاطمته ليلاً ولما قال
 له الرشيد حين رآه جالساً عند الكعبة انت الذي يبايعك الناس سراً فقال انا امام القلوة
 وانت امام النجوم ولما اجتمع امام الوجه الشريف على صاحب الفضل الصلوة والسلام قال
 الرشيد السلام عليك يا بن عم فقال الكاظم السلام عليك يا ابي و
 كانت سبباً لامساكه وحمله معه الى بغداد فحبسه فلم يخرج من حبسه الا ميتاً مقيداً ودفن
 جانب الغربي من بعد ادرصوا عني محرقة خليفه موسى الهادي نے پہلے آپ کو قید کیا تھا پھر چوڑ دیا
 کیونکہ اس نے ایک دفعہ جناب علی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تھا کہ آپ اس سے فرما رہے ہیں تم اسی لمحے
 سے خلافت چاہتے تھے کہ تم لوگ زمین میں فساد اور قطع رحم کرو۔ موسیٰ الهادی نے خواب سے
 بیدار ہو کر معلوم کیا کہ اس سے مراد جناب امام ہیں پس آپ کو رات ہی میں رہا کر دیا۔ اور پھر حبس شدہ
 آپ کو کعبہ کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا تو کہا آپ ہی لوگوں سے پوشیدہ بیعت لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا
 میں دونوں کا امام ہوں اور تو حسین کا امام ہے جس روز کہ دونوں کا امام اور حسین کا امام دونوں ملکر
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد بروکڑے ہونگے رشید حضرت سے عرض کرے گا اے ابن عم السلام
 علیک اور کاظم عرض کرے گا السلام علیک اے میرے باپ یہی آپ کی
 گرفتاری کا سبب ہوا ہارون کشید آپ کو گرفتار کر کے بغداد میں لے آیا اور قید رکھا تا وقت انتقال
 آپ اس سوزمانہ ہوئے۔ اور بغداد کی غریب جانب مدفون ہوئے۔

ولما حج الرشيد سعى به اليه قبان الاموال يحمل اليه من كل جانب حتى تئري صيغة بطلا شين

لف دينار فقبح عليه ان قد لامع بالبصر عيسى بن جعفر بن المنصور طيبة سنة ثم كتب اليه
 رشيد في دمه فاستغفر و اخبرانه لم يبلغ على الرشيد ان لم يمكن يرسل من يسله والا خلى
 بيله فبلغ الرشيد كتابه فكتب للسك ابن شاهر ك تسليمه وامره فيه فجل له سما في طعامه
 قيل في ط ب فتوكل ومات بعد ثلاثة ايام وعمره خمسة وستون سنة (رموا عن محرقه
 بخله بارون رشيد حج کرنے کو گیا تو جناب امام موسی کاظم علیہ السلام کی نسبت کے بغیر کہ پاس کایت کی
 ی کہ آپ کے پاس ہر طرف سوال آتا ہے اور آپ نے تیس ہزار دنیا کی زمین خریدی ہے رشید کو اس پر
 نہندہ کر لیا اور عیسی بن جعفر بن منصور کو عالم بھیج کر آپ کو قید کر دیا۔ ایک سال تک آپ قید میں رہے
 پر ان کے قتل کے لیے عیسے کو لکھا عیسے نے آپ کا قتل کرنے سے معافی چاہی اور یہ لکھ بھیجا کہ خلیفہ کسی
 ذمی کو بھیج دین تاکہ میں امام کو اسکے سپرد کر دوں۔ اگر نہیں بھیجے گا تو میں انکو جو بڑا لگا جب رشید
 کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اس نے لکھ بھیجا کہ امام کو سدی بن شاکر کے سپرد کر دے اور سدی کو جناب
 امام کے قتل کرانیکا حکم بھیج دیا اور سدی آپ کے کہانے میں نہ ہر ملا دیا۔ کہتے ہیں کہ کچھ دن میں آپ
 وزیر ہو گیا جس سے آپ لوٹ پوٹ ہوتے تھے تین دن کے بعد انتقال فرما گئے آپ کی عمر ہر وقت پیشہ
 برکت تھی *

وتوفي في جنس من شهر رجب سنة ١٣٠ واولاده في فصول المهمة سبعة وثلاثون واشهرهم
 على الرضا آپکا انتقال پانچویں رجب ۱۳۰ کو ہوا۔ اور فصول ہمد کے مصنف نے ۷۳۱ آپکی اولاد
 کے آدمی لکھے ہیں *

ومن مصنفاته مسند الامام موسى بن جعفر الكاظم رواه ابو نعیم الاصفهانی صاحب جلیة
 الابرار ركشف الطنون في اسامی الكتب والقنون ایکی مشہور تصانیف میں جو سند پر ہے ابو نعیم
 ابو نعیم اصفہانی صاحب جلیة الارباب نے آپ پر روایت کیا ہے *

امام علی بن موسی الرضا علیہ السلام

ولد علی بن موسی الرضا بالمدينة سنة ١٤٠ وقيل سنة ١٤١ امام ولد يقال له امام البنين و
 اسمها روى كنية ابو الحسن القاب الرضا والصابر والزكي والولي ركن كرم خواص الامم
 جناب امام علی بن موسی الرضا علیہ التتمة والثناء سنة ١٤١ کو مدینہ طیبہ میں تولد ہوئے آپکی
 والدہ ماجدہ ام الولد تھیں جنکو بعض نے ام البنین لکھا ہے۔ انکا اسم خدیجہ اردی تھا

جناب امام کی کنیت ابو الحسن اور القاب ضا۔ اور صابرہ اور زکی اور ولی ہیں *

قال ابراهيم بن العباس ما رأيت اعلیٰ منه كان المأمون يمتحنه بالسؤال عن كل امر فجيده الجواب الثاني وكان قليل النوم كثير الصوم لا يفوت صوم ثلاثة ايام من كل شهر وكان كثير الخیر اکثر ما يكون في الليالي المظلمة وكان جلوسه الصيف على صير في الشتاء على مسجد تذكره خواطري الامير ابراهيم بن عباس کہتا ہے کہ میں نے ان سے زیادہ کسی عالم نہیں دیکھا مامون اکثر سوالات میں ان کا امتحان لیا کرتا تھا۔ اور آپ اسکو جواب شافی دیا کرتے تھے۔ آپ بہت کم سوتے تھے۔ اور روزہ کثرت سے رکھا کرتے تھے۔ ہر مہینے کے تین دن کے روزے آپ نے کبھی نہیں فوت کیے آپ اکثر اندر ہیری راتوں میں خیرات دیا کرتے تھے۔ اور گرمی کے دنوں میں چٹائی پر اور جاڑے کے دنوں میں کنبل پر بیٹھا کرتے تھے *

وفي الصواعق هو ابنهم ذكرا واجلهم قداما ومن ثم احله المأمون محل محجة وانكح ابنته واشترکہ فی مملکتہ وفوض الیہ امر الخلافة فانه كتب يده كتابا سنة احدى ومائتين با على الرضا ولي عمه واشهد عليه جمعا كثيرا لكنه توفي قبله فاسف عليه كثيرا واخبر قبل موته بانه ياكل عذبا اور مانا مسموما وان المأمون يريد دفنه خلف الرشيد ولم يستطع وكان في لك كله كما اخبر به (صواعق محرقة) صواعق محرقہ میں ہے کہ سیادت سوارز و ذکر کے روشن تر ہیں اور قدر میں سب سے برتر ہیں اسوجہ سے مامون نے اپنے سینہ میں انکو جگہ دی تھی اور اپنی بیٹی کے ساتھ انکا نکاح کیا تھا۔ اور اپنی مملکت میں شریک بنایا تھا اور خلافت انکی طرف سپرد کر کے نشہ ہجری میں ایک جماعت کی گواہی سے آپکی ولی عہدی کا عہد نامہ اپنے ہاتھ سے لکھ دیا تھا۔ لیکن آپ اس سے پہلے انتقال فرما گئے جسپر کہ مامون کو نہایت افسوس ہوا آپ نے اپنی موت سے پہلے آگاہ کیا تھا کہ آپکو نہ ہر دار انگوڑا یا نار کھلا یا جانیگا مامون کا ارادہ تھا کہ مرنے کے بعد رشید کے پہلو میں خود دفن ہو لیکن یہ بات اسکو حاصل نہ ہوئی اور مامون کی جگہ پر جناب امام دفن ہوئے۔ یہ سب خبریں جناب امام نے اپنے انتقال سے پہلے بیان فرمائی ہیں *

عن موسى بن عمران قال رأيت عليا الرضا في مسجد المدينة وهارون الرشيد يخطب قال تروني اياه ندفن في بيت واحد رتد كن خواص الامه موسى بن عمران ناقل ہیں کہ میں نے جناب امام علی الرضا علیہ التحیہ والتنا کو مدینہ کی مسجد میں دیکھا اسوقت ہارون رشید منبر پر خطبہ پڑھ رہا تھا آپ فرمایا میں کہتا ہوں کہ میں اور یہ بیٹے ہارون رشید ایک گھر میں دفن ہونگے *

ومنہ الیہ معروف الکوفی استاذ السری لسطی لانه اسلم علی یدہ رواۃ الحاکم (معروف کوفی ہستی
سری سطلی حجتہ اسد علیہ جناب امام علیہ السلام کے غلاموں میں سے تھے کیونکہ وہ آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ سلام
ہوئے تھے)۔

عن محمد بن عیسیٰ بن جیب قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ فی المنام فی مسجد الذی یقول الجحیر فیہ
بلدنا فملت فوجدت عند طبعها من خوص المدینۃ فیہ تمر صیحانی فناولنی عنہما فی تمر فقلنا
کان بعد عشرين یوما قدام ابو الحسن علی المرتضیٰ من المدینۃ وتلک المجد وهرج الناس للسلام علیہ
فمنضیت نحو فاذا هو جالس فی موضع الذی رأیت النبی صلی اللہ علیہ سجد جالساً فیہ وبن یدہ یطبق
من خوص المدینۃ فیہ تمر صیحانی فملت علیہ فاستدنا فی وناولنی قبضۃ من ذلک التمر فاذا اعدتھا
بعد ما ناولنی النبی صلی اللہ علیہ لعل فی التمر فقلت له زدنی فقال لو زادک رسول اللہ صلی اللہ
علیہ لزدناک رواۃ الحاکم محمد بن عیسیٰ بن جیب کہتا ہے کہ میں نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کو خواب میں دیکھا کہ ہمارے شہر کی مسجد میں آپ فروکش ہوئے ہیں میں حضور کے سلام کے لیے حاضر
ہوا ہوں اور سرکار کے سامنے مدینہ کی کجیروں کے بتوں کا طبق رکھا ہوا ہے جس میں صیحانی کجیروں
ہیں اپنے مجھ کو ان میں سے آٹھ کجیروں عطا فرمائی ہیں جیسا اس خواب پر بیس دن گزر گئے تو جناب
امام ابو الحسن علی المرتضیٰ مدینہ شریف لائے اور اسی مسجد میں اترے اور لوگ سلام کے لیے دوڑے
میں ہی آپ کے پاس گیا دیکھا تو آپ اسی مقام پر تشریف رکھتے ہیں جس جگہ پر کہ میں نے جناب نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا۔ اور مدینہ کی کجیروں کے بتوں کا طبق صیحانی کجیروں سے بھرا ہوا
آپ کے سامنے رکھا ہوا ہے میں سلام عرض کیا اپنے مجھے قریب بلا کر مٹی بھر کر ان کجیروں میں سے
عطا فرمائیں میں نے انکو شمار کیا تو اسی تعداد کے مطابق پائیں جو مجھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
سلم نے خواب میں عطا فرمائی تھیں۔ میں نے جناب امام علیہ السلام سے عرض کیا آپ مجھے زیادہ عطا
کرین آپ نے فرمایا اگر تجھے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ عطا کرینگے تو ہم ہی زیادہ دینگے۔
وفی الصواعق لما مغل نیسا بورکما فی نارینھا وشرقھا وعلیہ ظلمۃ لا یری من ورائھا تعرض
لہ الحفظان ابو ذرعة الرازی و محمد بن اسلم الطوسی معہما من طلبۃ العلم والحدیث ما
لا یحصى فتضرعا الیہ ان یریسر وجہہ و یروی لہم وحدیثا عن ابائہما فاستوقف البغلة واعم
علما ندان یکشف المظلمۃ واقرب عیون تلك الخلاق برویت طلعتہ المبارک فكانت لہ ذواتان ملانہ
علی عاتقہ والناس بین صارح وبارک وتمرغ فی التراب مقبل الحافر بغلته۔ فصاحت العلما

یامعاشر الناس فاصتوا واستملی منه الحافظ المذکور ان فقال حدثنی ابی موسیٰ کاظم عن
 ابیہ جعفر عن ابیہ محمد الباقر عن ابیہ زین العابدین عن ابیہ الحسین عن ابیہ علی بن ابیطالب
 قال حدثنی حبیبی وقرع عینی ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال حدثنی
 جبریل قال سمعت رب العرش سبحانہ يقول لا الہ الا اللہ حصنی فمن قالها دخل حصنی ومن دخل حصنی
 عذابی۔ ثم ارخى الستور سار صد اهل الحبار والدوی لذلک یکتبون فانافوا عشرين الفا وفي
 رواية ان الحديث مروي۔ الايمان معرفة بالقلب واقرار باللسان وعمل بالاركان۔ اعلمها فافقتان۔
 وقال احمد لو قرأت هذه الاسناد على مجنون لدبر من جنته صوامع محرمين علماء ابن حجر تارخ
 نيساپور سے ناقل ہیں کہ جب جناب امام علی موسیٰ الرضا نيساپور میں تشریف لیگئے تو زائرین کے ازدحام
 سے چلنا دشوار تھا۔ آپ ایک حجر پر سوار تھے اور آپ پر چھاتا لگا ہوا تھا۔ جسکی وجہ سے لوگ آپ کو نہیں دیکھ
 سکتے تھے ابو زرہ رازی اور محمد بن اسلم طوسی اس زمانہ کے مشہور حافظان حدیث تھے ان کے بزرگ باگ تہام
 لی۔ طلبہ علم اور محدثین کی جماعت کثیر ان دونوں کے ہمراہ تھی جو شمار میں نہیں آسکتی تھی۔ دونوں بزرگوں
 نے نہایت عجز سے عرض کی کہ حضور لوگوں کو اپنے جمال باکمال سے شرف فرمائیں۔ اور اپنے آباء کرام کی
 کوئی حدیث سنائیں۔ آپ نے حجر کو کھڑا کر دیا اور چٹری کو اتار دیا۔ آپ کی طلعت مبارک کو دیکھ کر خلقت کی
 آنکھ کو ٹنڈک حاصل ہوئی۔ دو گیسو آپ کے کندھوں پر لٹکے ہوئے تھے لوگ روتے اور جلاتے اور مٹی میں
 لوٹتے۔ اور حجر کے پاؤں کو جوستے تھے۔ علمائے پکار کر کہا اسے لوگو خاموش ہو جاؤ تمام لوگ خاموش ہو گئے
 دو حافظان حدیث کی اہماس پر آپ نے فرمایا مجھ سے میرے باپ امام موسیٰ کاظم نے بیان کیا ہے۔ امان
 سے انکے والد ماجد امام جعفر صادق نے کہا ہے۔ اور ان سے ان کے پد بزرگوار امام محمد باقر نے روایت
 کیا ہے اور ان سے انکے اب مکرم امام زین العابدین نے نقل کیا ہے۔ اور وہ اپنے باپ امام حسین سے ناقل
 ہیں کہ اور اپنے والد مہربان جناب علی علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے میری آنکھوں کی ٹنڈک
 ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبریل نے آگاہ کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کل لا الہ
 الا اللہ میرا حصہ ہے اور جو میرے حصہ میں داخل ہوا میرے عذاب سے محفوظ ہوا۔ یہ کہ جناب امام
 نے پوچھ پوڑ دیا۔ اور تشریف لیگئے۔ جو لوگ کہ دعوات اور قلم لیکر اس حدیث کو لکھتے ہیں تھے انکا شمار کیا گیا تو
 انکی تعداد بیس ہزار کے قریب ہو چکی گئی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جناب امام نے اس حدیث کو بیان فرمایا تھا
 کہ ایمان قلب کی معرفت حاصل ہونے اور زبان کے ساتھ اقرار کرنے اور ارکان کے ساتھ عمل کرنے کا
 نام ہے۔ شاید یہ دونوں دلائل علیہ علیہ ہوئے ہوں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر

اس حدیث کو انہیں سند کے ساتھ ٹپکھڑویا نہ پہنچا جائے تو البتہ اسکی دیوانگی جاتی رہے گی۔ اور وہ
تذرت ہو جائیگا۔

وكانت وفاته سنة في اخو صفرو وعمر خمس وخمسون ودفن بسنا بأرستان من اعمال طوس و
اولاده خمسة واشهرهم جواد (صواعق) آپ کی وفات سنہ میں مسقط الخری تاربخون میں ہوئی ہے
ہوقت اپنی عمر پچیس برس کی تھی۔ آپ فریسنہ آباد میں جو شہر جو طوس کا ایک گائون ہے دفن ہو
ہیں آپکی پانچ اولاد تین جن میں زیادہ مشہور امام جواد علیہ السلام ہیں۔
ومن مصنفاته مسند اهل البيت (كشف الظنون) آپ کی تصنیفات میں مشہور کتاب سند
بیت ہر جس میں اہل بیت کے روایات کو جناب امام نے جمع فرمایا ہے۔

امام جواد علیہ السلام

امہ امر الولد يقال لها سكينه المرسية وكنيته ابو جعفر لكنية جده محمد الباقر ولقبه - فقی
والجواد والقانع والمرضى ولد بالمدينة تاسع عشر رمضان سنة (تذکرہ خواص الامہ) آپ کی
والدہ ماجدہ ام ولد تین جبکا نام نامی سکینہ المرسیتہ تہا جناب امام کی کنیت آپکے جدامجد امام محمد باقر
علیہ السلام کی کنیت پر ابو جعفر تھی آپکے شہر القاب تھی اور جواد ہیں اور القانع اور المرضی کے
القاب سے بھی مشہور ہیں انیسویں رمضان سنہ کو مدینہ منورہ میں آپکا تولد ہوا۔

(وفي الصواعق) كان واقف والصبيان يلعبون في ازقة بغداد وهرالمون فقر او وقف محمد
وعمره تسع سنين فالتقى محبته في قلبه فقال له يا غلام ما منعك من الانصراف فقال له يا
امير المؤمنين لم يكن بالطريق ضيق فاوسع ملك وليس لي جرم فاخشى الظن بك حسن ان
تفر من لا فنب له فاعجبه كلامه وحسن صورته فقال ما اسمك واسم ابيك فقال محمد بن
علي الرضا فترحم عليه وعلى بيته وساق جواده وكان معه بزة للصيد فلما بعد عن العراء
وارسل باز على دراجة فغلب عنه شرهاده وفي متقاربه سمكة وتعيب من ذلك غاية العجب و
رجع فرأى الصبي على حالهم ومحمد عندهم فقره الا محمد فدنا منه وقال يا محمد ما
في يدك فقال يا امير المؤمنين ان الله خلقني بمرقدته سمكا صغيرا راقصا لها بزة الملوك
والخلفاء فيخبرونها سلالة اهل المصطفى عليه عليهم السلام فقال له انت ابن الرضا حقا
واخذن معه واحسن اليه وما بلغ في اكرامه ولم يزل مشققا به مما ظهر له بيد ذلك

من فضله وعلمه وکمال عقله وظهور برهانه مع صغرسنه وعزم علی تزویج بنته امر الفضل وصمم علی ذلک فمنعه العباسیون من ذلک خوفاً من ان یعهد الیه کما عهد الی ابیه فذکر لهم انما اختار لتمیزه علی کافه اهل الفضل علماً ومعرفة وحلاً مع صغرسنه فتنازعوا فی اقتضای محمد بن ذلک ثم تواعدوا علی ان یرسلوا الیه من یحزنه فارسلوا الیه یحیی بن اکثم وخواص الدوله فامر المأمون بفرش حسن لمحمد فجلس علیه فسأله یحیی سائل فاجابه باحسن جواب ففتال له الخلیفه حسنت یا ابا جعفر فازارت ان تسال یحیی ولو مسئله واحداً فقال له ماتقول۔ رجل نظر الی امرأة اول النهار حرماً ثم حلت له عند ارتفاع الشمس ثم حرمت علیه عند الظهر ثم حلت له لعصر ثم حرمت علیه المغرب ثم حلت له العشاء ثم حرمت علیه نصف اللیل ثم حلت له الفجر فقال یحیی لا ادری فقال محمد امته نظرها اجنبی وهو حرام ثم اشتراها عند ارتفاع النهار واعتقها لزمه وتزوجها العصر وظاهر منها المغرب وكثر العشاء وطلقها رجلاً نصف اللیل وراجعها الفجر فعند ذلک قال المأمون للعباسیین قد عرفتم ما تنکرون ثم زوج فی ذلک المجلس بنته ام الفضل ثم توجه بها الی المدینه فارسلت تشک من لا بیها انه تری علیها فارسل الیهما ابوها انا لم تزوجک له لثوم علی جلاله فلا تعودی بمثلہ صواعق محرقه مین ہے کہ ایک دن آپ بغداد کی گلی میں گھرو ہوئے تھے لڑکے کہیل ہے تھے مامون کی سواری آئی لڑکے بھاگ گئے آپ کٹرے رہے سوقت آپ کی عمر نورس کی تھی مامون نے حبیب جناب امام کو دیکھا۔ تو اسکے دل میں امام کی محبت پیدا ہو گئی اور آپ کو پوچھنے لگا اے لڑکے تو کیوں نہیں بھاگ گیا۔ آپ نے جواب دیا یا امیر المومنین رہتہ تنگ نہیں تھا کہ میرے ہٹ جانے سے تمہاری سواری کا رستہ کشادہ ہو جاتا۔ اور میں مجرم نہیں تھا کہ آپ کے خوف سے بھاگ جاؤ اور تمہاری نسبت میرا گمان ہی نیک تھا۔ کہ بغیر حرم کے کسی کو نہیں بہکا میں گئے۔ مامون کو یہ کلام نہایت پسند آیا۔ اور آپ کی صورت بلی معلوم ہوئی۔ پوچھا تمہارا اور تمہارے باپ کا کیا نام ہے آپ نے فرمایا محمد بن علی الرضا۔ مامون کو آپ پر اور آپ کے والد ماجد پر نہایت ترس آیا اور اپنی گھوڑا بڑا دیا۔ مامون ہر وقت شکار کیلئے کے لیے نکلاتا۔ اور اسکے ساتھ چند بازتے حبیب آبادی سے دور نکل گیا تو ایک باز کو تیر چڑھا وہ غائب ہو گیا جب لوٹ آیا تو اسکی چونچ میں نئی سی ایک مچھلی تھی۔ مامون دیکھ کر نہایت متعجب ہوا اور وہاں سے لڑکا کہیل ہے تھے جناب امام کے سوا سب بھاگ گئے مامون نے قریب ہو کر پوچھا یا محمد میرے ہاتھ میں کیا ہے آپ نے فرمایا یا امیر المومنین خدا تعالیٰ نے اپنی دریا قدرت میں ایک نئی سی مچھلی پیدا کی ہے جسکو کہ بادشاہوں کے باز شکار کرتے ہیں اور اہل بیت مصطفیٰ صلی

صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند اس سے خبر دیتے ہیں مامونؑ کو گناہ کا پاپا مام علی الرضاؑ کے فرزند ہیں آپ کے اپنے ساتھ لیگیا اور نہایت مکرم سے ہمیشہ آپ جس قدر کہ سپردِ کچھ علم و فضل اور کمال عقل اور ظاہر و باطن حقیقت پہنچتی تھی ہر قدر وہ آپ کی تعلیم و تکریم میں سبالغہ کرتا گیا۔ آخر میں اس نے جناب امام سے اپنی بیٹی ام الفضل کے نکاح کرنے کا قصد کیا۔ بنی عباس اس میں خوف سے روکے ہوئے تھے کہ ان کے باپ کی طرح سے کہیں انکو بھی ولیعہد نہ بنائی۔ مامونؑ نے عباسیوں سے کہا میں نے باوجود اس صغر سنی کے تمام اہل فضل پر علم اور فضل اور علم میں ان کے ممتاز ہونے کی وجہ سے اس کام کے لیے منتخب کیا ہے بنی عباس آپ کے ان اوصاف میں تنازع کرنے لگے اور ان لوگوں نے مقرر کیا کہ ہم ایک ایسے آدمی کو لاؤں گے جو ان امور میں انکا امتحان کرے۔ اس بات کو لیے انہوں نے اس شخص مانس کے ذریعہ دست عالم اور بے نظیر منظر بھیجے بنی القتم کو پیش کیا سب اراکین دولت ہر وقت جمع تھے خلیفہ نے جناب امام کے لیے ایک مکلف مسند بچپانیکا حکم دیا جب جناب نے اس پر جلوس فرمایا تبھی نے ان سو چند مسائل پوچھے آپ نے اپنے دلائل و دھج سے جواب دیئے خلیفہ نے کہا یا ابوجعفر آپ بہت ہی اچھی طرح سے انکے مسائل کا جواب دیا ہے۔ اگرچہ ایک ہی مسئلہ ہو مگر آپ مجھے سے ضرور پوچھیں آپ نے مجھے سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ تم اس مسئلہ میں کیا کہتے ہو کہ صبح کو ایک مرد نے ایک عورت کی طرف دیکھا۔ اور وہ ہر وقت اس پر حرام تھی۔ پھر آفتاب کے طلوع کے وقت وہ سپر حلال ہو گئی۔ پھر ظہر کی وقت اس پر حرام ہو گئی اور عصر کے وقت پھر حلال ہو گئی پھر مغرب کے وقت حرام ہو گئی پھر عشا کو حلال ہو گئی اور آدھی رات کو حرام ہو گئی۔ پھر فجر کو حلال ہو گئی تبھی نے کہا میں اس مسئلہ کو نہیں جانتا۔ جناب امام نے فرمایا صبح کو ایک اجنبی نے ایک کنیز کی طرف دیکھا وہ ہر وقت اس پر حرام تھی اور آفتاب کے طلوع کے وقت اسکو خرید لیا وہ سپر حلال ہو گئی ظہر کے وقت اس نے اسکو آزاد کر دیا اور عصر کے وقت اس کو نکاح کیا۔ اور مغرب کے وقت ظنار کیا اور عشا کو کفار دیا۔ اور آدھی رات کو اسے طلاق دے دی اور فجر کو اس سے رجوع کیا پس نہر مامون نے بنی عباس سے کہا جس بات پر تم جھگڑتے تھے اب تم نے دیکھ لیا۔ پھر اسی مجلس میں جناب امام کے ساتھ اپنی بیٹی ام الفضل کا نکاح کر دیا۔ جناب امام مامون کی بیٹی کو لیکر مدینہ شریف چلے گئے وہاں سے اس نے اپنے باپ کے پاس شکایت کر دی کہ بنی عباس امام کنیزوں کے ساتھ خلا و ملا کر کہتے ہیں مامون نے جواب میں کہلا بھیجا کہ تم نے تیرا نکاح اس نے اسیلے نہیں کیا کہ تو اپنے خدا کے حلال کو حرام کرے ہرگز ایسی باتیں نہیں کرے

و توفي من المحرم سنة عشرين ومائتين ودفن في مقابر قرطبة في ظهر جدار الكاظم وعمره خمس و

عشر وثلثمائة سنة ودفن في مقابر قرطبة في ظهر جدار الكاظم وعمره خمس و

ودارت حوله وهو يسميها بكمه ثم رجعت فصعد المتوكل ويحدث معساعة ثم نزل ففعلت معساة لا
 حتى خرج فاتبع المتوكل بجائزة عظيمة فقبل للمتوكل افعل كما فعل ابن عمك قال اتريدون قتلى رصوا
 محرقه) آپ کا نام عسکری ہو جیسا ہوا کہ آپ مدینہ منورہ سے سرسراہ میں جیسا مہر کہتے ہیں نکالے
 گئے تھے اور سامرہ کا دوسرا نام عسکری ہی تھا سیدے آپ عسکری شہر ہوئے۔ آپ علم اور سخاوت میں
 اپنے والد ماجد کے وارث تھے ایک دفعہ کوفہ کے اعراب میں سوا ایک اعرابی آپ کی خدمت میں آکر کہنے
 لگا میں آپ کی جد ماجد کی دوستی کے ساتھ متمسک ہوں اور فرض کے بوجہ سے وہ گیا ہوں میں آپ کے
 سوا اسکے ادا ہونے کی سبیل نہیں جانتا آپ نے فرمایا تجھے کتنا فرض دینا ہے کہنے لگا دس ہزار درہم
 آپ نے فرمایا تو عمر نہ کہا انشاء اللہ ادا ہو جائیگا۔ آپ نے اسکو دس ہزار درہم کا تمسک لکھ دیا اور کہا کہ
 اس تمسک کو لیکر تو مجلس عام میں ہمارے پاس آئے اور سخت تقاضا کیجیو۔ اس نے ویسا ہی کیا اس
 میثقی باتیں کر کے تین دن کا وعدہ کیا خلیفہ متوکل کو یہ معلوم ہوا اس نے تیس ہزار درہم آپ کی
 خدمت میں بھیجے آپ نے وہ سب اس اعرابی کو دے دیئے اعرابی نے عرض کیا یا بن رسول اللہ میری بہت
 درجہ کی آرزو دس ہزار درہم تھے میں ہزار آپ لے لیں آپ نے تیس ہزار میں سے ایک درہم بھی
 واپس لینے سے انکار کیا۔ اعرابی حضرت کی خدمت میں یہ کہتا ہوا لوٹا۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رسالت کو
 مقام کو خوب پہچانتا ہے بعض عافطان اخبار بیان کرتے ہیں کہ متوکل کے سامنے ایک عورت نے
 سیدانی ہونیکا دعویٰ کیا۔ متوکل نے کہا کوئی طریقہ ایسا ہے کہ جس سے اس عورت کے اس دعویٰ
 میں آزمائش کی جائے لوگوں نے جناب امام علی عسکری کی طرف دلالت کی متوکل نے جناب امام کو
 بلا کر اپنے تخت پر بٹھایا اور اس عورت کو دعوے سیادت میں امتحان کرنے سے پوچھا آپ نے فرمایا
 کہ پروردگار نے درندوں پر حسین کی اولاد کا گوشت حرام کیا ہے تم درندوں کو اسکے پیچھے ڈال دو
 پس اس عورت نے اپنے جھوٹ کا اقرار کیا۔ لوگوں نے متوکل سے کہتم انکا تجربہ کیوں نہیں کرتے متوکل
 نے درندے کے قصہ کے صحن میں چتر وا دیئے۔ پھر جناب امام کو بلوایا آپ کو اس میں داخل کر کے دروازہ
 بند کر دیا اور خود چیت پر چڑھ کر ٹاشا دیکھنے لگا جب درندوں نے دروازہ کے کہلنے کی آواز سنی
 تو خاموش ہو گئے جب آپ صحن میں پہنچ کر شیر ہی پر چڑھنے لگے تو درندے اگلی طرف بڑھے۔ اور
 شیر گئے۔ اور آپ کو چوکر گرد پہرنے لگے آپ اپنی استنیں انپر ملتے تھے پھر درندے کہنے لگے
 بیٹھ گئے۔ متوکل جناب امام کے ساتھ چیت پر سے بائیں کرتار ہوا اور اترا یا پھر جناب صحن سے
 باہر تشریف لے آئے متوکل نے آپ کے پاس گمان بہا صد بیجا لوگوں نے متوکل سے کہا تو یہی ایسا

کہہ دیا۔ جس طرح سے تیسرا بن عم نے کیا ہے متوکل کہنے لگا شاید تم میرے قتل کے خواہاں ہو۔
 وقوف ابو الحسن علی النعمانی ولہ من العمر اربعون سنہ یوم الاثنين لحسن لیل بقیت من جمادی الاخر
 سنہ ودفن فی دارہ بمرین راہ یقال انہ مات مسموماً واولادہ اربعۃ اشقر حسن الخالص۔
 وصواعق محرقہ جناب امام ابو الحسن لہادی پر کے دن پچیسویں جمادی الآخر سنہ کو فوت ہوئے
 آپ کی عمر پالیس برس کی تھی اور سارہ میں اپنے گھر میں دفن ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کی ہی زہر سے
 رحلت ہوئی ہے آپ کی چار اولادیں تھیں جن میں سے جناب امام حسن الخالص زیادہ تر مشہور ہوئے۔

الامام حسن الخالص علیہ السلام

امہ ام ولد یقال لہا سوسن وکنیتہ ابو محمد والقابہ الخالص السراج والعسکری لدی اللہ
 ثمان خلون ربیع الآخر سنہ (بتذکرہ خواص الامم) آپ کی والدہ ماجدہ ام ولد تھیں جبکہ نام
 سوسن تھا۔ آپ کی کنیت ابو محمد اور آپ کے القاب الخالص اور السراج اور عسکری تھے۔ آپ آٹھویں
 ربیع الآخر سنہ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔

وقع لبہلول معہ انہ راہ وهو صبی یبکی والصبیان یلعبون فظن انہ یقتصر علی ما فی یدہم
 فقال اشتہرے ما تلعب فیہ یا قلیل العقل ما للعب خلقتنا فقال له فلما ذاخلقتنا قال للعلم والعبادۃ
 فلما من ابن لك ذلك قال من قول الله تعا انما خلقتکم عبثاً وانکم الینا لاترجعون
 فمرآلہ ان یظہر فو عظمایا بیات ثم خرا الحسن مغشیا علیہ فلما افاق قال لہ ما تری وانت
 صغیر لا ذنب لك فقال الیہ حتی یا بہلول انی رأیت والدی تو قیل النار بالخطیب الکبار فثلا
 تقدیر بالاب الصغار وانی اخشوان اکون من صفار خطیب جہنم۔ ولما حبس فخط الناس لہ
 من رای قحطاً شدیداً فامر الخلیفۃ المتمدین المتوکل بالخروج للاستسقاء ثلاثۃ ایام
 فلم یبقوا فخرج النصارى وموہم راہب کلما مد یداً الی السماء هطلت ثم فی یوم الثانی
 كذلك فشکہ بعض الجملۃ وارقد بعضهم فشق ذلك علی الخلیفۃ فامر باحضار الحسن الخالص
 فقال ادرك امتجدك رسول الله صلی الله علیہ وسلم قبل ان یقولک فقال الحسن یجب
 خلوا وازیل القحط انشاء الله تعا وحکم الخلیفۃ فی اطلاق اصحابہ من السجن فاطلقہم لہ
 فلما خرج الناس للاستسقاء رفع الراہب یدہ مع النصارى غیمت السماء فامر الحسن بالقبض
 علی یدہ فاذا فیہا عظم ادمی فاخذ من یدہ وقال استسقی فرفع یدہ فزال الغیم وطلعت الشمس

لعجب الناس من ذلك فقال الخليفة الحسن ما هذا يا ابا محمد فقال هذا عظم نبي خضر به هذا الراهب
 من بعض القبور ما كتف عن عظم النبي تحت السماء الا هطلت بالمطر فامتصوا ذلك العظم
 فكان كما قال وزالت الشيعة عن الناس ورجع الحسن الى داره واقام غريزا مكرها وصلاته
 الخليفة نصل اليه كل وقت (صواعق محرقه) آپ ابی ٹکے ہی تھے کہ آپ ببلول وانا فی دیکھا کہ
 ٹکے کیل رہے ہیں اور آپ ٹکے قریب کپڑے رو رہے ہیں ببلول کو خیال آیا کہ شاید آپ چیز کے لیے
 روتمے میں جس سے کہ ٹکے کیل رہے ہیں ببلول نے کہا سیان صاحبزادی میں ایسی کہیلنے کی
 چیز تمہیں ہی سولے وطن آپ نے فرمایا ہے کہ محل ہم کہیلنے کے لیے نہیں پیدا ہوئے۔ ببلول
 نے کہا پھر ہم کس چیز کے لیے پیدا ہوئے ہیں آپ نے فرمایا علم اور عبادت کے لیے ببلول نے کہا آپ نے
 یہ بات کمان سے حاصل کی ہے آپ نے کہا خدا کی پاک کے کلام مبارک سے کہ آیا تم یہ جانتے ہو کہ تم
 بیکار پیدا ہوئے ہو اور تم ہماری طرف نہیں رجوع کرو گے۔ پھر ببلول نے آپ سے چند نصیحت کی باتیں
 پوچھیں آپ نے چند پند اتنے شعر پڑھے۔ پھر جناب حسن علیہ السلام بیوش ہو کر ببلول پر گر گئے۔ جب بافاقہ
 میں آئے تو اس نے پوچھا کہ آپ کو کیا ہوا ہے۔ آپ ابی بچے میں آپ نے تو ابی کوئی خطا نہیں کیا آپ
 نے فرمایا ببلول میرے پاس سے ہٹ جا میں نے اپنی والدہ کو آگ جلاتے ہوئے دیکھا کہ سوئی لکڑیوں
 کو آگ نہیں لگی جب تک کہ اس نے پہلے چوٹی چوٹی لکڑیاں نہیں جلائیں اس طرح سے ہی مجھ
 ہی شد ہے کہ کہیں میں ہی جہنم کی چوٹی لکڑی نہ بن جاؤں۔ اور جب آپ سامرہ میں قید ہو گئے تو گون
 میں قحط شدید پڑ گیا۔ خلیفہ سعد بن سواد نے لوگوں کو تین دن کی نماز ہتھقار کے وسط شہر سے باہر
 نکلنے کا حکم دیا۔ لیکن سینہ نہ رہا۔ عسائیون کا گروہ بھی شہر سے باہر نکلا ان میں ایک راہب تھا
 جب اس نے آسمان کی طرف ہاتھ پھیلائے بارش ہونے لگی دوسرے روز بھی اسی طرح ہوا۔ بعض جاہلون
 کو شک پیدا ہو گیا۔ ایدوین سے لوٹنے لگے خلیفہ پر یہ بات نہایت شاق گذری حسن خالص علیہ
 السلام کو بلا کر کہا اپنی جد امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت کی دستگیری فرما دیں قبل اسکے
 کہ ہلاک ہو جائے جناب امام نے فرمایا لوگوں کو چاہیے کل شہر سے باہر نکلیں انشاء اللہ میں شک
 زائل کروں گا۔ خلیفہ نے امام کے تمام صحاب کو قید خانہ سے نکال دینے کا حکم دیا وہ سب رہا کیے گئے
 جب نماز ہتھقار کے لیے شہر سے باہر نکلے راہب نے آسمان کی طرف ہاتھ پھیلائے۔ بادل پیدا ہو گیا
 جناب حسن نے راہب کے ہاتھ پکڑنے کا حکم دیا اس میں ایک آدمی کی ہڈی پائی گئی آپ نے وہ ہڈی
 اسکے ہاتھ سے لے لی اور کہا کہ بارش طلب کر اس نے ہاتھ اٹھا یا ابر کہل گیا آفتاب نکل آیا

لوگ اس بات کو نہایت متعجب ہوئے خلیفہ نے جناب امام سے کہا یا ابامحمد یہ کیا چیز ہے۔ فرمایا کیسی نیکی
جسم مبارک کی ہڈی ہے۔ جو کسی قبر سے اس اس کے ہاتھ لگ گئی ہے اور نبی کے جسم اطہر کی ہڈی
کا یہ خاصہ ہے کہ جب آسمان کو برہنہ کر کے دکھائی جائے فوراً ابر پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس کا
آسمان کیا گیا۔ ویسا ہی پایا گیا جیسے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا تھا لوگوں کا شبہ بٹ گیا۔ جناب
امام اپنے گھر کو تشریف لیگئے۔ اور نہایت عزت اور تکریم سے اقامت گزین رہے۔ اکثر بادشاہی
انعامات انکی خدمت میں پہنچتے رہتے تھے۔ *

وفي فصول المهمة ولما اذا علم خبر وفاته ارتجت سمن راي وقامت صيحة واحدة عطلت الاسواق
وعلقت دكاكين وركب بنوهاشم القواد والكتائب القضاة والمعدلون وسائر الناس الخيازة
فكانت سمن راي يومئذ شبيهة بالقيامة فلما فرغوا من تجهيزه بعث الخليفة الى عيسى بن
المتوكل ليصل عليه صلى عليه دفن بالبیت الذي دفن فيه ابوه وكانت وفاته في يوم
الجمعة لثمان خلون من شهر ربيع الاول سنة وعمر ثمان وعشرون سنة ويقال سم ايضا
وله بخلافه غير ذلك ابى القاسم محمد الحجة فصول المهمة من لکھا ہے کہ جب امام کے انتقال کی خبر
مشہور ہوئی تمام سامرہ بل گیا اور غوغا برپا ہو گیا بازار رون مچا ہوا ہوا گئی دکانیں بند ہو گئیں تمام
بنی ہاشم اور قضاہ کا حکم دینے والے اور قاضی اور عدالتی اور عامر خلافت انکے جبارے کر
دوڑی سمن رائے اس من قیامت کا نمونہ تھا جب لوگ آپ کی تجہیز سے فارغ ہوئے تو خلیفہ نے
اپنے بہائی عیسیٰ بن المتوکل کو نماز کے لیے بھیجا اس نے آپ کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور اسی گھر میں دفن
کیا جس میں کہ آپ کے والد ماجد دفن ہوئے تھے۔ آپ نے ربيع الاول کی آٹھویں تاریخ کو جمعہ کے دن
ستائیس دن وفات پائی۔ آپ کی عمر اس وقت اٹھائیس سال کی تھی کہتے ہیں کہ آپ کو یہی زہر دیا گیا
تھا۔ آپ کے پیچھے آپ کے فرزند ارجب ابو القاسم محمد الحجة کے سوا۔ آپکی اور کوئی اولاد نہ رہی

الامام المہدی علیہ السلام

اسمہ محمد کنیتہ ابو القاسم لقبہ الحجة والمہدی والخلف الصالح والقائم والمنظر حسا
الزمان۔ وعمر عند وفات ابیہ خمس سنین لکن اناہ الله فیہا الحکمة ویعملی لقائم قبل لکنہ
تسار وغاب فلم یعرف این ذہب رصواعق محرقہ علامہ ابن حجر ضواعق محرقہ میں لکھتے ہیں
کہ آپ کا نام مبارک محمد اور کنیت ابو القاسم ہے۔ یعنی نام اور کنیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے نام مبارک اور کثرت کے مطابق ہیں اور آپ کا لقب الحجة اور المہدی اور الخلف الصالح اور القائم اور المنتظر اور صاحب الزمان ہے۔ آپ کے والد کی وفات کی وقت آپ کی عمر پانچ برس کی تھی۔ لیکن خدا سے اس چوٹی سی عمر میں آپ کی حکمت عطا کی تھی اور اس لیے آپ کا نام قائم رکھا گیا کہ آپ پوشیدہ ہو گئے اور نہ معلوم ہوا کہ کہاں تشریف لے گئے۔

قال الشيخ ابو عبد الله محمد بن يوسف الكنجي الشافعي رحمه الله عليه في كتابه البيان في اخبار صاحب الزمان من الادلة على بكون المهدي حيا باقيا بعد غيبة الی الان وانه لا امتناع في بقاءه بقاء عيسى بن مريم والخضر والایاس من اولیاء الله وبقاء الاعداء الدجال والابليس للمعین من اعداء الله تعالى وهو لا قد ثبت بقاءهم بالكتاب السنن شیخ ابو عبد الله محمد بن یوسف الشافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب التلمیسی للبیان فی اخبار صاحب الزمان میں جہاں پر کہ انہوں نے بعد قاتل ہونے امام مہدی علیہ السلام کے اب تک انکے زندہ اور باقی ہونے پر دلائل لکھے ہیں ایک دلیل یہی بیان کی ہے کہ شعل عیسیٰ بن مریم اور خضر اور الیاس کے جو خدا کے دست میں اور اعداء و دجال اور ابلیس لعین کی بقاء کے جو دشمنان خدا میں سے ہیں جنہاں مہدی علیہ السلام کے بقاء میں بھی کوئی مانع نہیں اور ان لوگوں کا باقی ہونا کتاب سنت و ثبات پر۔

احادیث مرویہ تعلق وجودنا الامیر علیہ السلام

(۱) عن عبد الله بن عباس قال قال النبي صلى الله عليه وآله يخرج المهدي وعليه غمامة بيضاء من هذا المهدي خليفة الله فاتبعوه راخرجه ابو نعیم والسیوطی فی حرف الوردی فی اخبار المہدی (عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی پیدا ہوگا اور اسکے سر پر بیلی کی ہوی ہوگی غیب سے نڈا کرنے والا نڈا کرے گا کہ یہ مہدی خدا کا خلیفہ ہے اسکا اتباع کرو۔

(۲) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله المهدی منی وهو اجل الوجہ اقرب الاقرب بملا الارض قسطا کما ملئت ظلما وجورا (اخرجه الطبرانی و ابوداؤد و ابو نعیم والدیلمی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا بیان کیا ہے کہ مہدی محبوبین سے ہے چمکتی ہوی پیشانی اور اونچی ناک والا وہ زمین کو عدل اور انصاف سے بہرہ دے گا جیسے کہ وہ ظلم اور جور سے بہرہ لیتی ہوگی۔

(۳) عن عبد الرحمن بن عوف قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله ليبعث الله من عاتق رجلا
افرق الثنايا اجل لجهنم يلاقها وعد لا يخرج ابو نعيم عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تحقیق اللہ تعالیٰ میری اولاد میں سے ایک
ایسے آدمی کو پیدا کرے گا جس کے لگے دانت کشادہ ہونگے اور اسکی پیشانی چمکتی ہوگی وہ عدل
اور انصاف سوزین کو ہر دیگا ۔

(۴) عن حذيفة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله المهدي راجل من ولد وجهك القمطر الذي
واللون لون عري والجسم جسم سرائيل على خلق الايمن خال كانه كوكب دري يملأ الارض عا
كما سلئت جورا يرضى بخلافته اهل السماء والارض والطير في الجور اخرج ابو نعيم والرقيا
في مسند السيوطي في عرف الوردی فی اخبار المہدی (حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی ایک آدمی ہوگا میری اولاد میں سے اسکا چہرہ
مثل چودہویں رات کے چاند کی چمکتا ہوگا اسکا رنگ عرکے لوگوں کی مانند اور جسم سرائیلی قوم کے
مشابہ ہوگا۔ اسکے دانت کشادہ ہوں گے اور اسکا خال چمکتا ہوگا آسمان کے ستارہ کی طرح سے ہوگا زمین کو عدل
سے ہر دیگا جس طرح کہ وہ ظلم سے بری ہوگی اسکی خلافت سوا آسمان اور زمین کے باقی ہوا کو
پزندے خوش ہو جائیں گے ۔

(۵) عن ابی سعید قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله عليه السلام المهدي من اهل البيت الذي يصلي عيسى ابن
مریم خالقه را خرج ابو نعیم بن الحلیة والسیوطی فی عرف الوردی فی اخبار المہدی
ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی ہم
میں سے ایسا شخص ہوگا کہ عیسیٰ ابن مریم اسکے پیچھے نماز پڑھیں گے ۔

(۶) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله المهدي من اهل البيت الذي يصلي عيسى ابن
مریم خالقه را خرج ابو نعیم بن الحلیة والسیوطی فی عرف الوردی فی اخبار المہدی
ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ آدمی ہرگز
ہلاک نہیں ہوگی کہ میں اسکے اول ہوں اور آخر اسکے عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور مہدی علیہ السلام
اسکے پیچھے ہوں گے ۔

(۷) عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله المهدي من اهل البيت الذي يصلي عيسى ابن
مریم خالقه را خرج ابو نعیم بن الحلیة والسیوطی فی عرف الوردی فی اخبار المہدی
ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ آدمی ہرگز
ہلاک نہیں ہوگی کہ میں اسکے اول ہوں اور آخر اسکے عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور مہدی علیہ السلام
اسکے پیچھے ہوں گے ۔

(۱۰) عن ذر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تذهب الدنيا حتى يملك العرب رجل من اهل بيتي يواطى اسمه اسمي (اخرجه ابوداود) ذر بن عبد الله رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا تب تک نہیں جائے گی جب تک کہ عرب کا ایک ایک آدمی میرے اہل بیت میں سے نہ ہو جائیگا جسکا کہ نام میرے نام کے مطابق ہوگا ۔

(۱۱) عن ابی سعید زالنہی صلی اللہ علیہ وسلم قال لقلان الارض ظلما وعدوانا ثم يخرج من اهل بيتي رجل يلاها قسطا وعدلا كما ملئت ظلما وعدوانا ويقسم المال بالسوية ويجعل الله الغنى في قلوب هذه الامة فيملك سبعا وتسعا ولا خير في عيش الحيوة بعد المهدى (اخرجه ابن الحارث واحمد وابو نعيم والسيوطي) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ تحقیق مخبر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ زمین ظلم اور سرکشی سے بھر جائیگی پھر میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی نکلو گا جو اسے عدل انصاف سے بھر دیگا جس طرح سے کہ وہ ظلم اور سرکشی سے بھری ہوگی ۔ وہ مال کو لوگوں میں برابر تقسیم کر دیگا ۔ اللہ تعالیٰ تو نگری کو اس امرت کو لوگوں کے دل میں بھر دیگا ۔ وہ سات برس یا نو برس بادشاہ رہے گا ۔ اور بعد مہدی کے زندگانی میں بہتری نہیں رہے گی ۔

(۱۲) عن حامل الصدق ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ليكون بعدى خلفاء وبعدا الخلفاء امراء وبعدا لامر مملوك وبعدا للملوك جابرة ثم يخرج من اهل بيتي رجل يملا الارض عدلا كما ملئت جورا (اخرجه الطبراني) حامل الصدق روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد خلفاء ہونگے ۔ اور خلفاء کے بعد امراء اور امراء کے بعد بادشاہ اور بادشاہوں کے بعد ظالم پھر میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی پیدا ہوگا جو عدل و زمین کو بھر دیگا جس طرح سے کہ وہ ظلم سے بھری ہوگی ۔

(۱۳) وانه لعنة الساعة قال مقاتل ومن تبعه من المفسرين ان هذه الآية نزلت في المهدي (صواعق مرقية) اور تحقیق وہ جانتے والا ہے قیامت کو ۔ اس آیت کے شان نزول میں مقاتل اور اسکے پیروں نے مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت امام مہدی کے حق میں نازل ہوئی

(۱۴) عن كعب قال انما سمى المهدى لانه يهدي الامم قد خفي يستخرج التابوت من ارض يقال لها انطاكية (اخرجه نعيم بن حماد والسيوطي في عرف الوردی) کوہی روایت ہے کہ انکا نام مہدی اس لیے رکھا جائیگا کہ وہ پوشیدہ امروں کی طرف لوگوں کو ہدایت کرے تاکہ تابت سکینہ کو انطاکیہ کی زمین سے نکالیں گے ۔

(۱۷۱) عن سليمان بن عيسى قال بلغني انه على يد المهدي يظهر تابوت سليمان من بحيرة طبرية حتى يحمل فيوضع بين يدي بيت المقدس فاذا نظر اليه اليرموق اسلمت الاقلية منهم (اخرجه ابو نعيم بن حماد الكوفي والبيهقي في معرفة الوردی) سليمان بن عيسى کہتا ہے کہ مجھے خبر ملے گی ہے کہ مہدی تابوت سکینہ کو بحیرہ طبریہ سے نکال کر اپنے سامنے بیت المقدس میں رکھیں گے سے دیکھ کر بیت تھوڑے عرصہ میں ہی سلام لائیں گے۔

(۱۷۲) عن جعفر بن یسار الشامی قال يبلغ رد المهدي المطالم حتى كان تحت خروص الانسان شيئا انتزع حتى يرده (اخرجه نعیم بن حماد والسیوطی) جعفر بن یسار الشامی کہتا ہے کہ مجھے خبر ملے گی ہے کہ مہدی تمام مظالم کو توڑ دینگے یہاں تک کہ ظالم شخص کے دانتوں کی خروں سے نکال کر وہ چیز واپس دلا دینگے۔

(۱۷۳) عن علي قال ويجال للظالمات فان الله كنوز البست من ذهب لافضة ولكن بهل حال عرفوا الله حق معرفته وهم انصار امهك اخو زمان (اخرجه نعیم الكوفي في كتاب لقات والسیوطی فی عرف الوردی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے کہ ظالمین پر افسوس ہے۔ خدا کے خزانے ہمیں نہ سونے کے اور نہ چاندی کے بلکہ وہ انسان ہیں جن کو خدا کی پوری معرفت حاصل ہے۔ اور وہ مہدی آخر الزمان کے انصاری ہیں۔

(۱۷۴) عن كعب قال قتادة - المهدي خير الناس اهل نصرته وبيعته من اهل كوفان واليمن وابدال الشام على مقلسته جبريل وساقته ميكائيل - محبوب في الخلائق بظفي الله ببالقته الحميا وتامن الارض ان المرأة تتج في خسته نسوة ما معهن رجل لا تنقي شيئا الا الله تعالى يعطي الارض زكوتها واسماء بركاتها (اخرجه نعیم بن حماد والسیوطی فی عرف الوردی)۔ کعب کہتا ہے کہ قتادہ کہا کرتے تھے کہ سب لوگوں سے بہتر مہدی کے انصار اور اسکے ہاتھ پر بیعت کرنے والے لوگ اہل کوفان اور یمن اور ابدال شام ہونگے جبریل انکے مقدمہ بحیث ہیں اور میکائیل سب سے پچھلے فوج ساتھ میں تشریف رکھتے ہونگے۔ خدا سے پاک مہدی کی برکت سے اندام و ہند کے فتنوں کو بٹھا دینگا۔ یہاں تک کہ زمین میں اس کی پیل جائے گا۔ کہ ایک عورت پانچ عورتوں کے ساتھ جو کرنے کو نکلے گی کوئی مرد انکے ساتھ نہ ہوگا وہ سوا خدا کے کسی شے سے خوف نہ کما ئیگی۔ زمین اپنی زکوٰۃ ادا کرے گی۔ آسمان اپنی برکت نازل کرے گا۔

(۱۷۵) عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا وی الی المہدی امہ کما یا وی الخ

الی بصوبہا وبلا الارض حدکما ملئت جودا حق یكون الناس علی مرہم الاول لا یوقظ
 فاقا ولا یہرق دما راخرجه نعیم بن حماد الکوفی والسیوطی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سمری
 ہے کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مہدی کی طرف لوگ اس طرح اگر مجتمع ہو جائیں گے
 جس طرح سے شہد کی مکھیاں اپنے بادشاہ کے قریب جمع ہو جاتی ہیں وہ زمین کو حدل ہی یوں بہر دیگا
 جس طرح کہ وہ پہلے ظلم سے بہری ہوگی یہاں تک کہ سب لوگ اپنے پہلے امر پر متفق ہو جائیں گے۔ بہری
 نہ کسی ہوتے کو جگائیں گے اور نہ کسی کا خون بہائیں گے۔

المہدی کا جناب سیدہ کی اولاد میں سے ہونا

عن ام سلمة قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول المهدى من عترتي من ولد فاطمة
 راخرجه ابوداؤد والنسائي والبيهقي والذہبی) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے
 مروی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مہدی میری آل میں
 کی اولاد سے ہوگا۔

(۲) عن ام سلمة قالت ذكرت عند رسول الله صلى الله عليه وسلم احق المهدى فقال نعم هو حق
 وهو من ولد فاطمة رواه ابن المنار في الملاحم) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ سے مروی ہے کہ میں نے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ذکر کیا کہ کیا مہدی کا
 ہونا سچ ہے آپ نے فرمایا ہاں سچ ہے وہ فاطمہ علیہا السلام کی اولاد سے ہوگا

(۳) عن الزهري قال المهدى من ولد فاطمة وما الخلافة الا فيهم راخرجه نعیم بن حماد
 الکوفی والسیوطی) زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت مہدی جناب سیدہ کی اولاد سے ہوں گے
 اور خلافت ان کے سوانہ میں ہے۔

(۴) عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه انه ولي البيت وقال والله ما ادرى ادع خزائن
 البيت وما فيه من السلام والمال اواقمه في سبيل الله فقال له علي بن ابي طالب مضيا
 اميل المؤمنين فلست بصاحب انما صاحبه مناشا بقرشي بقسمه في سبيل الله في اخر
 الزمان راخرجه نعیم بن حماد والسیوطی) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک روز بیت اللہ کے خزانہ
 میں تشریف لیا کر کہنے لگے میری سوجھ بوجھ میں نہیں آتا کہ بیت اللہ کے خزانے کا مال اور اسکے
 ہتھیار لوگوں کو تقسیم کروں یا اس طرح پر رکھا رہنے دوں جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اے

اسی طرح جس طرح پر ہے اسی طرح پاسکور ہے دو۔ آپ اہل تقسیم کر نیکیا اہل نہیں ہیں اہل تقسیم کرنے کا اہل ناکہ نوجوان ہم اہل قریش میں سے آخر زمان میں پیدا ہوگا۔ وہ ہر خود اکی راہ میں تقسیم کرے گا
عن ابن عباس قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تمضوا لآيام واللبياء حتى يلي منا اهل البيت
فتمت عليهم الفتن ولم يلبسوا فقال بيان عباس بعجز عنها مشيختكم ولا ينالها شبا نكم وهو
امر الله يؤتيه من يشاء راجعاً بن شيبه في مصنفه والسيوطي في عرف الوردی فی اخبار المهمل
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: تہنوت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ دین اور رات کا
سلسلہ تبتک نہیں گزرنے پاے گا جب تک کہ ہم اہل بیت میں سے ایک نوجوان نہیں آئیگا نہ ترنتے
اس کے مشابہ ہونگے اور نہ وہ فتون سے مشابہ ہوگا۔ اے ابن عباس تمہارے بڑے است است
آجائیں گے۔ اور تمہاری نوجوان اس سے نہیں ہٹیں پائیں گے۔ یہ ایک اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جسے چاہے
عطا کرے۔

(۶) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ملكت مومنان وكافران فالمومنان نحو
القرنين وسليمان والكافران نمرود ونجث نصر وسيلكبا خامس من اهل بيتي راجعاً بن
الجوزي في تاريخه والسيوطي في عرف الوردی (ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنان سالہ
تا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مومنین سے اور کافروں سے درود آدمی تمام روز زمین کے مالک
ہوئے ہیں۔ مومنون سے ذوالقرنین اور سلیمان علیہما السلام اور کافروں سے نمرود اور نجث نصر
پانچوں ہم اہل بیت میں تمام روز زمین کا مالک ہوگا۔)

(۷) عن علي بن الهلال المكي قال حدثت علي رسول الله صلى الله عليه وسلم في شكايته التي قص
فيها فاذا فاطمة عند رأسه فبكت حتى ارتفع صوتها ففر رسول الله صلى الله عليه وسلم طرفه
اليها فقال جيتي فاطمة ما الذي يبكيك فقالت اخشي الضيعة من بعلي فقال جيتي اما علمت
ان الله عز وجل طلع الى اهل الارض اطلاعة فاختار منها اباك فبعثه بالرسالة فما طلع
اطلاعة فاختار منها بعلك فادعى الى ان انكحك اياه يا فاطمة نحن اهل البيت قد اعطانا
الله سبع خصال لم يعط احد قبلنا ولا يعطى احد بعدنا انا خاتم النبيين واكرمهم على الله
واحبا المخلوقين الى الله وانا ابوك ووصي خير الاوصياء واحبهم الى الله عز وجل وهو بعلك
وشهيدنا خير الشهداء واحبهم الى الله وهو خرم بن عبد المطلب هو عم ابيك وعم بعلك و
نائبنا له جناحان اخضران يطيران في الجنة مع الملائكة حيث يشاء وهو ابن عم ابيك واخو بعلك

و مناسباً ہذا الامۃ و ہما ابنا الحسن والحسین و ہما سید شباب اہل الجنۃ و ہما والک خیرینما و یا فاطمۃ والذی
نعتنی بالحق از منہا صمد سے ہذا الامۃ اذا صارت الدنیا ہرجاً و مرجاً و ظاہرت الفتن و تقطعت
السبل و اغار بعضہم علی بعض فلا کیر یرحم صغیراً ولا صغیر یؤتی کبیراً و یبعث اللہ عند ذلک
منہما من یفتح حصون الضلالتۃ و قلوبہا غلغلاً یقوم بالادین فی اخر الزماں کہ اقامت پہنی اول الزماں
تیل اللہ فاعدا کہ آملت جوراً یا فاطمۃ لا تحزنی ولا تبکی فان اللہ عزوجل ارجم بک وارو
علیک منی ذلک بمکافی منی و موضعک فی قلابی و زوہاک ہوا شرف اہل بیت حسا و اکرم
منصبا و ارجم بالرحمۃ و اعد لہم بالودیۃ و البصرہم بالفصیۃ و قد سالت ربی عزوجل ان تکل
اول من بلغنی قال علی فلما قبض الذبی علی اللہ علیہ لم یتبق فاطمۃ الا خمسۃ و سبعین یوماً حتی
المقہا اللہ تعالیٰ بذا اخذہ الطیرانی فی الکبیر ابو نعیم والسیوطی فی عرف النوریدی علیہما السلام
المکب سے مروی ہے کہ بناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض الموت میں حضور کے پاس گیا جناب فاطمہ
حضرت سے اور علیہ وسلم کے سر ہاتھ بیٹھی ہوئی تھیں حضرت کی حالت کو دیکھ کر روتے روتے جناب فاطمہ
کی گنگلی بند ہو گئی حضرت تھے اللہ علیہ وسلم نے آٹھ کراٹھی طرف دیکھا اور فرمایا میری پیاری فاطمہ
تم کو پان روتی ہو جناب فاطمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کے بعد ضائع ہونے سے ڈرتی ہوں حضرت
نے دنیا یا میری پیاری کیا تمہیں معلوم نہیں کہ پروردگار نے اہل زمین کو اچھی طرح سے دیکھ کر ان میں
سے ہمارے والہ کو انتخاب کیا اور انکو بدست برسائے کیسے بیجا پروردگارہ اہل زمین کو دیکھ کر ہمارے
شوہر کو منتخب کیا اور مجھے غلام یا اور سینے مہار نکاح ان سے کیا یا فاطمہ ہم اہل بیت کو خدائے سات
ایسی باتیں عطا کی ہیں کہ نہ ہم سے پہلے کسی کو دی گئی ہیں اور نہ ہمارے بعد کسی کو دی جائیگی میں خاتم النبیین
اور خدا کے نزدیک سب مخلوق سے محبوب اور مکرم ہوں اور میں تمہارا والد ہوں اور ہمارا وصی
سب وصیوں کو بہتر اور خدا کے نزدیک ان سے محبوب تر ہے اور ہمارا شوہر ہے اور ہمارا شہید
سب شہیدوں سے افضل اور ان سے خدا کے نزدیک محبوب تر ہے وہ جنوں کا طلب تمہارے
والد ماجد اور تمہارے شوہر کا چچا ہے اور ہم اہل بیت میں سے ایک وہ ہے جس کے دو شیریں ہیں اور
فرشتوں کے ساتھ جہان جاہتا ہے جنت میں اثر مایہ ہے الازمتہار والکاکا ابن عم اور ہمارے
شوہر کا بھائی ہے اور اس امت کے اسباب ہی ہم میں سے ہیں اور وہ دونوں تمہارے بیٹے حسن و
حسین ہیں جو جو ان اہل جنت کو سردار ہیں اور قسم ہے اس خدا کی جس نے کہ مجھے سچائی کے ساتھ
بیجا ہے انکو والدین اسے بہترین اعدا سے خدا کی قسم ہے جس نے کہ مجھے سچائی کے ساتھ بیجا ہے اس

امت کا ہمدی ہی اندونون میں پیدا ہوگا جبکہ دنیا میں جب تک بکھیرے پیدا اور فتنے نمودار ہو جائیں گے
 اندونون کے رستہ رک جائیں گے ایک دوسرے کو لوگ نوٹنے لگیں گے نہ تراچوٹے پر رحم کھائی گئی
 اور نہ چوٹا بڑے کی توقیر کرے گا۔ پس ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ اسکو برا بکھیر کرے گا اور وہ گمراہی
 کے تمام مضبوط قلعوں کو فتح کرے گا۔ اور پروردہ جہالت میں لپٹے ہوئے دلوں کو کو لیگا۔ جسیر کہ میں نے
 ابتداء امر میں دین کو قائم کیا ہے اور وہ آخر زمانہ میں اسکو قائم کرے گا۔ جس طرح کہ دنیا ظلم سے
 بھری ہوئی ہوگی وہ عدل سے بھر دیگا۔ یا فاطمہ تم غم مت کرو مت رُو۔ خدا تم پر بہت مہربان ہے تمہارا
 درجہ میرے نزدیک بلند ہے تم نے میرے دل میں جگہ پائی ہے تمہارا شوہر حسب میں میری سب
 اہل بیت سے افضل ہے اور اسکا منصب ان سب کے منصب سے مکرم ہے اور وہ رعیت کو ساتھ رکھے
 زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اور سب سے زیادہ جہنم کی تہ کو پہنچنے والا ہے۔ میں نے خدا سے
 التجا کی ہے کہ وہ سب سے پہلے تمہیں مجھ سے ملائیگا علی ابن ابی طالب ہیں کہ جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد جناب فاطمہ علیہا السلام پچتر دن سے زیادہ زندہ نہیں
 رہیں۔ خدا نے بہت جلدی انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا دیا۔

(۸) عن علی قال اذا نادى من السماء ان الحق في آل محمد صلى الله عليه فعد ذلك
 بظهر المهدى على افواه الناس ويشربون حبه ولا يكون له ذكر غير اخيه ابو نعيم و
 السيوطي في عرف الوردی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب آسمان سے پکارنے والا
 پکارے گا۔ کہ حق آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور اس آواز کے قریب ہمدی ظاہر ہوگا لوگوں
 کو اسکی محبت پیدا ہو جائے گی۔ اسکے ذکر کے سوا کسی دوسرے کا ذکر انکی زبان پر نہ ہوگا

(۹) عن ابی جعفر قال ینادی منادی من السماء ان الحق في آل محمد صلى الله عليه وسلم
 وینادی منادی من الارض ان الحق في آل عيسى وقال العباس انما الصوت الاسفل
 كلمة الشيطان والصوت الاعلى كلمة الله العليا راجعاً ابو نعيم والسيوطي) ابو جعفر امام
 محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب پکارنیوالا آسمان سے پکارے گا کہ حق آل محمد صلی
 اللہ علیہ وسلم کا ہے تو ایک پکارنیوالا زمین سے پکارے گا کہ حق آل عیسیٰ کا ہے۔ عباس کہتا
 ہے کہ صوت اسفل شیطان کی آواز صوت اعلى خدا سے برتری کی آواز ہوگی *

(۱۰) عن مسعود بن علی قال قلت يا رسول الله انما المهدى ام من غيرنا يا رسول الله قال
 بل منّا ختم الله له كما نينا فخر راجعاً ابو نعيم والسيوطي في عرف الوردی

محمد انجانب امیر علیہ السلام سوعدایت کو تمہیں کہ میں نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا مہدی ہم میں سے ہوگا یا کہ ہمارے غیر میں سے حضرت افریاب ملک ہم میں سے ہوگا۔ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا جیسے کہ ہم سے آغاز کیا ہے۔

(۱۱) عن ابی ہریرۃ قال حدثنی خلیل ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعة حتی ینخرج علیہم رجل من اہل بقی فیضی بھم حتی یرحبون الی الحق قلت وکرمک قال خسا واثنتین (راخرجہ ابویعلی والسبطی) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے میرے دوست جنت ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہاں تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ لوگوں پر ایک آدمی میرے اہل بیت کا نہیں برآمد ہوگا پس وہ انکو مارے گا۔ پھر حق کی طرف رجوع کریں گے میں نے کہا وہ کتنے روز بادشاہی کریگا آپ نے فرمایا پانچ دن دو برس۔

(۱۲) عن سعید بن بن المسیب قال کنا عند ام سلمۃ فذا اکونا المہدی فقالت سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول المہدی من ولد فاطمۃ راخرجہ ابن ماحتر سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ ہم جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں بیٹھے ہوئے مہدی کا ذکر کر رہے تھے جناب ام سلمہ نے فرمایا میں نے مخبر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ فرماتے تھے مہدی فاطمہ کی اولاد میں سے ہوگا۔

(۱۳) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المہدی من عترتی من ولد فاطمۃ راخرجہ ابوداؤد) ابن عباس ہندایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی آل اور فاطمہ کی اولاد میں سے ہوگا۔

(۱۴) عن علی بن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمۃ المہدی من ولدک راخرجہ ابو نعیم جنت امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ سے فرمایا کہ مہدی تیری اولاد میں سے ہوگا۔

(۱۵) عن قتادۃ قلت لسعید بن المسیب الحق المہدی قال نعم هو حق قلت من من هو قال من قریشی قال من ای قریشی قال من بنی ہاشم قلت من ای بنی ہاشم قال من ولد عبد المطلب قلت من ای ولد عبد المطلب قال من اولاد فاطمۃ قلت من ای اولاد فاطمۃ قال حبیبک الان (رواہ المناوی فی الملاحم) قنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے خیراتنا حسین بن علی علیہ السلام سے کہا کہ آیا مہدی کا ہونا حق ہے وہ کہنے لگے ہاں انکا ہونا حق ہے میں نے کہا وہ کس قسم میں سے ہونگے وہ کہنے لگے قریش میں سے میں نے کہا قریش کے کس گروہ میں سے وہ کہنے لگے بنی ہاشم میں سے میں نے کہا

(۱۶) عن النبی بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخفن بنو عبد المطلب بأداة أهل الجنة أنا وحمزة وعلي وجعفر والحسن والحسين والمهدي يخرجون بن ماجة والدیلمی) ابن بن مالک سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اولاد عبد المطلب اہل جنت کے سردار ہیں۔ مین۔ اور حمزہ۔ اور علی۔ اور جعفر۔ اور حسن۔ اور حسین۔ اور مهدی۔

(۱۷) عن حذیفۃ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکرا ہوا کما تثنی ثم قال لولم یبق من الدنیا الا یوم واحد لظول اللہ تعالیٰ ذلک الیوم حتی یتبع فیہ رجل من ولدی اسمہ اسمی نقام سلمان وقال یا رسول اللہ ای ولدک ہو؟ قال من ولدی ہذا وضرب سیدہ علی الحسنین راخو جبہ ابو نعیم فی عوا لہ) حذیفہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ خطبہ پڑھا۔ اور جو ہوئے والی باتیں تین تین انکا ذکر کیا۔ پھر فرمایا کہ اگر دنیا سے ایک دن کے سوا باقی نہیں رہیگا تو ادبہ تجالے اسے ہقدر دراز کر لیگا کہ اس میں میری اولاد میں سے ایک آدمی پیدا کر لیگا جسکا نام میرے نام پر ہوگا۔ سلمان نے کہڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے کس فرزند میں سے ہوگا۔ آپ نے فرمایا میرے اس فرزند میں سے ہوگا۔ اور ہاتھ مبارک حضرت حسین علیہ السلام مبارک ۛ

(١٨) عن ابي هارون العبدى قال اتيت ابا سعيد الخدري فقلت له هل شهد بدرا فقال نعم فقلت الا تخدني بشئ ما سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم في حلي فقال يا بني اخبرك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم مرض مرضه ونقه ودخلت عليا فاطمة تعودده وانا جالس عن يمين رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما رأت ما برسول الله صلى الله عليه وسلم من الضعف خفتها العبرة حتى بدت دموعها على خدوها فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يبكيك يا فاطمة قالت اخشى الصبيتي بك يا رسول الله فقال يا فاطمة ان الله تعالى اطعم عني اهل الارض اطلاعة فاختار منهم اياك ثم اطعم ثانية فاختار منهم بطنك فاوحى الله الى فانكحتك منك واتخذته وصيا اما علمت انك بكرامة الله اياك زوجتك اعلمهم علما واكثرهم حليما واولادهم مومنين فنفكت فاطمة واستبشرت فاراد رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ينيب

منہد الخیر کلہ الذی قصہ اللہ بحمدہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعابا قاتل
 لعلی ثمانیۃ اصرا س عینی مناقب یمان بآلہ ورسولہ وحکمتہ وزوجتہ وسبطاۃ الحسن والحسین
 وامرۃ بالمعروف ونصیۃ عن المنہر یا فاطمۃ عن اہل البیت اعطینا ست خصال لم یعطھا احد
 من الاولین ولا ید رکھا الاخرین غیریۃ۔ نبینا خیر الانبیاء وهو ابولہ ووصینا خیر الاوصیاء
 وهو بعلک وشہیدنا خیر الشہداء وهو خیر عجم ابیک ومناسبطاۃ ہذا الائمۃ وھما ابناک و
 منامہدی الائمۃ الذی یصلی علیہ جسی خلفہ ثم ضرب علی منکب الحسن فقال من ہذا مہدی
 الائمۃ راخو جہ الدار قطی (ابو ہارون العبیدی کہتے ہیں کہ سینے ابوسعید خدری کے پاس جا کر کہا آپ
 جنگ بدر میں موجود تھے۔ وہ بولے ہاں میں موجود تھا سینے کہا کیا تم مجھ سے کہی حدیث بیان کر
 سکتے ہو جو تم نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے علی کے حق میں سنی ہے۔ وہ کہنے لگے ارے
 میری بیڑ میں تجھ سے بیان کرتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مرض الموت سے بیمار ہو کر
 ضعیف ہو گئے۔ تو جناب فاطمہؑ آپ کی عیادت کے لیے تشریف لائیں۔ میں حضرت کی دہنی طرف
 بیٹھا ہوا تھا۔ جب جناب فاطمہ علیہا السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت ضعیف کو دیکھا تو رونے
 سے انہیں اچھو آگیا۔ اور خساروں پر آنسو ظاہر ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا
 اے فاطمہ تم کیوں روتی ہو۔ جناب فاطمہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ کے بعد میں اپنی تباہی سے
 ڈرتی ہوں۔ حضرت نے فرمایا اے فاطمہ پروردگار زمین کے باشندوں پر اطلاع پا کر تیرے باپ کو
 چن لیا۔ پھر دوبارہ اطلاع پا کر ان میں سے تیری خاوند کو برگزیدہ کیا۔ پھر خدا نے میری جانب وحی کی
 اور سینے اس سے تیرا نکاح کر دیا۔ اور اس کو اپنا وصی بنایا۔ تو میں جانتی خدا کی مہربانیوں کو کہ خاص
 تیرے حق میں کی ہیں۔ سینے تیرا نکاح ایسے سے کیا ہے کہ علم میں سب سے زیادہ اور علم میں سب سے
 اچھا اور صلہ میں سب سے مقدم ہے۔ پس جناب فاطمہ سنس پڑیں اور خوش ہو گئیں۔ پھر آنحضرت نے
 جاباکہ ان تمام مہربانیوں کے بیان کرنے سے جوابہ تقالے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی
 آل کے نصیب کی ہیں۔ انکا اور دل بڑھائیں۔ پس آپ نے فرمایا اے فاطمہ علی کے آئندہ دانت غیر ساقب
 ہیں۔ خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ اور حکمت کا حاصل کرنا۔ اور اسکی نزدیکی کو کہہ گا پاک ہونا۔
 اور حسن حسین کا اسکی اولاد میں سے ہونا۔ اسکا امر بالمعروف ونہی عن المنکر یا فاطمہ سم اہل
 بیت میں ہیں چہ چیزیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ ہم پہلے لوگوں کو بھی نہیں دی گئیں اور ہم سے پہلے
 ہی ان چیزوں کو نہیں حاصل کر سکیں گے۔ ہمارا بنی سب نبیوں سے بہتر ہے اور وہ تیرا باپ کا

اور ہمارا دھی سب صیون کو بہتر ہے۔ اور وہ تیرا خاوند ہے۔ اور ہمارا شہید کشت ہیدون سے بہتر ہے
 اور وہ تیرے باپ کا چچا ہے۔ اور اس امت کے سبط بھی ہم مین سے مین اور وہ تیرے دونوں بیٹے
 ہیں۔ اور اس امت کا مہدی بھی ہم مین سے ہے۔ کہ جس کے پیچھے عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھیں
 ہر جناب حسین علیہ السلام کے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا اس سے اس امت کا مہدی ہوگا۔
 اگر جناب امیر علیہ السلام کی باقی اطفال کا حال کی تفصیل یا اجمال سے لکھا جائے تو یہ عجبالہ ہرگز
 مستعمل نہیں ہو سکتا۔ علامہ جمال الدین احمد المعروف بابن عقبہ کی کتاب۔ عمدة الطالب فی انساب
 آل ابیطالب کو مطالعہ سے بخوبی ظاہر ہو سکتا ہے۔ کہ جناب امیر کی نسل میں کیسے کیسے چمکتے ستارے
 پیدا ہوئے ہیں جن کو کہ روز زمین پر بدایت کی روشنی پہیلی ہے۔ *

قَدْ تَمَّ الْبَابُ الثَّلَاثُ مِنْ لَوْحِ الْمَطْلَبِ فِي عَدِّ مَنَاقِبِ سَيِّدِ اللَّهِ الْعَامِلِ

أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ الْبَابُ الرَّابِعُ

چوتھا باب جناب امیر علیہ السلام کے خصوصیات میں

المی

بالعروة الوثقی فی خصائص المرتضی

جناب امیر علیہ السلام کی ولادت باسعادت

عن فاطمة بنت اسد ام علی قالت لما مضت اربعة اشهر من حملی ابی طالب کان محمد صلی اللہ علیہ وسلم اذا نظر الی یقول یا احمی مالک قد تغیر لونک قلت اما علمت انی حامل فقال محمد صلی اللہ علیہ وسلم لا بی طالب ان کانت انتی فزوجینہا فقال ابو طالب ان کان ذکرا فهو لک عبد وان کانت انتی فہی لک امة فلما وضعتہ جلست فی غیابة فقال ابو طالب لا تقصو حتی یأتی محمد فیاخذ حقہ فجاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفقم النساء ماخرج منها غلاما حسنا ففصلہ بید وسماء علیا وبنق فی فیہ واصلم امرع ثم انہ القہ لسانہ فما زال علی یصرحہ تاہم فلما کان من الغد طلبنا لہ ثلثیلا فابی ان یقبل ثدیاً فدعونا محمد صلی اللہ علیہ وسلم فالقہ لسانہ فنام فکان کذلک ما شاء اللہ راخرجه الامام الفقیہ الحسین الکاکی فی کتابہ باحتکاء الصلابہ فی محبۃ العصابۃ جناب فاطمہ بنت اسد حضرت علی علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کہتی ہیں کہ جب حضرت علی کو میرے پیٹ میں رہے ہوئے چار مہینے گزر چکے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اکثر ہمارے گھر میں تشریف لایا کرتے تھے مجھے دیکھ کر فرمانے لگے امان جان تم سفید ہو کیونکہ رسد تھتی جاتی ہو سینے عرض کیا آپ کو نہیں معلوم کہ میں حاملہ ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لڑکی پیدا ہو تو اس سے میرا نکاح کر دینا۔ ابو طالب کہنے لگے اگر لڑکا پیدا ہو تو وہ آپ کا غلام ہوگا اور اگر لڑکی ہو تو وہ آپ کی لونڈی ہوگی جب مجھے لڑکا پیدا ہوا تو سینے سے ایک کپڑے میں لپیٹ رکھا ابو طالب کہنے لگے جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لائیں

اسکرت کون مد اگر خود اپنے حق کو لے لین گے اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قشر لب لاخ اور اس کپڑے کو کھولا اور ایک خوبصورت لڑکا اس میں سونکا لا اور اپنے ہاتھ سے اسے غسل دیا اور علی اسکا نام رکھا اور اس کے منہ میں اپنا لحاب دھن ڈالا وہ لڑکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان کو چوسنے لگا اور چوستا چوستا سو گیا دوسرے روز ہم نے وہ پلانیوالی عورت بلائی اس لڑکے نے اس عورت کا پستان سونہ میں دیا ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا بھیجا حضرت نے آکر اپنی زبان مبارک کو اس کے منہ میں ڈالا وہ حضرت کی زبان مبارک کو چوستا چوستا پھر سو گیا اس طرح نے خدا نے حبیب تک کہ چاہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہی کو چوستا رہا *

قال محمد بن طلحة القافى ولد في ليلة الاحد الثالث والعشرين من شهر رجب سنة تسعائة وعشرين من التاريخ الفارسى المضاف الى اسكندرية اليونانى وكان ملك فارس يومئذ ابو يزيد هرمز وولد بالكنعة البيت الحرام وكان مولاه بعد از زواج رسول الله صلى الله عليه وآله بخديجة بنت خويلد وكان عمر رسول الله صلى الله عليه وآله يوم ولادته ثمانيا وعشرين رالمطالب المسؤل) محمد بن طلحة بن ربيعة اسلم عليه لکھتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کا تولد اقرار کی رات رجب کی تیسویں شب ۹۲ھ اسکندریہ کو ہوا ان دنوں ہرنز کا بیٹا پرویز فارس کا بادشاہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے تین برس خاوی ہو چکے بعد آپ ہمیں خانہ کعبہ بیت اللہ شریف میں تولد ہوئے بہت وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سن مبارک اٹھائیس برس کا تھا۔

عن علي بن الحسين قال كنا ذوار الحسين وهناك نسوة كثيرة اذ اقبلت منهن امرأة فقالت من انت رحمة الله قالت انا زينة بنت العجلان من بنى ساعدة فقلت لها هل عندك عن شي تحذني به قالت اي واحد من عمار بن عباد بن عباد بن نضلة بن مالك بن العجلان الساعدى انها كانت ذات يوم في نساء من العرب اذ اقبل ابو طالب كئيبا حزينا فقلت ما شانك قال ان فاطمة بنت اسد في شدة من الحزن وادخل بيدها وجردها الى الكنعة وقال اجلسي على اسم الله فطلعت طليقة واحدة فوالى خلافا مسرورا نظيفا منظفا لما ركب من وجهه فماتت عليا وحمل النبي صلى الله عليه وآله وسلم الى منزلهما قال علي بن الحسين فوالله ما سمعت شي قط الا وهلا احسن منه راخبرني الفقيه ابن المغيرة الشافعي في المناقب جناب الاميرين العابد بن فرات بن كهم كرم الله وجهه في ريارت كرسى قبة ديان بهت سي مومنين هي موجود تبيين ان من سے ایک عورت بڑے بڑے باس آئی تھیں اس سے بوجہ تہ کو کون کون اس نے بیان کیا میں قبیلہ بنی ساعدہ میں سے ہوں میرا نام زینہ بنت العجلان ہے تھیں کہا اگر تجھے کوئی واقعہ

یاد ہو تو ہم سے بیان کی وہ کہنے لگی مجھ سے عمارہ بنت عبادہ بنت نضالہ بن مالک بن عجلان الساعدی کہتی تھی کہ میں ایک روز عرب کی عورتوں میں موجود تھی اتنے میں ابوطالب تشریف لائے انکو چہرہ سے آثارِ حزن نمایان تھے میں نے پوچھا آپ کا کیا حال ہے وہ فرماتے گئے فاطمہ بنت اسد کو دردِ دل ہے یہی ہے۔ یہ فاطمہ بنت اسد کا ہاتھ پکڑ کر کہہ رہی تھیں اور کہا خدا کا نام لیکر یہیں بیٹھ جا ابھی وہ اچھی طرح بیٹھنے نہ پائی تھی کہ ایک پاک اور پاکیزہ خوش رو لڑکا اسکو پیدا ہوا اس حسن و جمال کا لڑکا کہنے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اسکا نام ابوطالب نے علی رکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے اور فاطمہ بنت اسد کو لگو اٹھا کر گھر کو لے گئے جناب امام زین العابدین فرماتے ہیں وامرہ ہم نے اس سے بہتر کبھی کوئی باوجود نہیں سنی ہے *

جناب امیر علیہ السلام کا غمِ مرقیہ بیت پاتا

عن ابی الحجاج مجاہد بن جابر قال کان من نعمۃ اللہ علی وھما اراد اللہ بہ من الخیر ان قریشاً اصحاباً ازمتہ شذیۃ وکان ابوطالب ذاعیال کثیرۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعبد العباس وکان من ایسر بنی ہاشم یا عم ان اخاک اباطالب کثیر العیال وقد اصاب الناس ما نری فانطلق بنا الیہ فلنخفف من عیالہ لئلا یخذل من بنیہ جلا فنکذلہما عنہ قال العباس نعم فانطلقا حتی اتیا اباطالب فقالا انا نرید ان نخفف عنک من عیالک حتی ینکشف عن الناس ما هم فیہ فقال لھما ابوطالب اذا ترکتما لی عقیلاً فاصنعما ما شئتما فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا فضعہ الیہ واخذ العباس جعفر فضعہ الیہ فلم یزل علی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی بعثہ اللہ عز وجل نبیا فاتبعہ وامن بہ وصدقہ مطالب السؤل والریاض النضر ابو الحجاج مجاہد بن جابر سے روایت ہے کہ جناب علی کے حق میں خدا کی نعمت تھی اور خدا نے انکے حق میں نیکی کا ارادہ کیا تھا کہ اہل مکہ کو دردِ دل کا قحط پیش آیا اور ابوطالب کثیر العیال تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس سے کہہ ان دونوں نام نہی ہا ختم میں بڑے مالدار تھے۔ جا کر کہہ دو۔ ابوطالب بڑے مالدار ہیں اور آپ بیکہ رہے ہیں کہ ہفت لوگوں کو کیا مصیبت پیش آرہی ہے تم سب سے ساتھ ابوطالب کے پاس چلو تاکہ ہم انکا عیال بانٹ سکیں انکا ایک لڑکا میں نے لون اور ایک غم لے لیا اور ہم ان دونوں کا تکفل حل کریں عباس کہتے تھے بہت بھرت بات ہے۔ دونوں کو ابوطالب کے پاس گئے اور کہنے لگو ہم آپ کو عیال کے بوجہ سے کسی قدر سبکدوش کرنا چاہتے ہیں تا وقتیکہ قحط لوگوں کے سر سے اٹھ جائے۔ ابوطالب نے

کما اگر عقل کو میرے لیے چوڑا اور جو چاہو سو کرو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو لپیٹا اور عباس نے جعفر کو لے لیا علی ہمیشہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جتے رہے یہاں تک کہ پھر دگارتے حضرت کو نبی مقرر کیا۔ جناب علی نے حضور کا اتباع کیا اور ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی ۔

جناب امیر علیہ السلام کی سبقت اسلام

(۱) عن سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول اول الناس من هذا الامۃ ورودا علی الحوض اولہا سلا علی بن ابی طالب (اخرجه ابن عبد البر فی الاستیعاب)
سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب ختم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے کہ اس امت کا حوض پر پہلے وارد ہونیوالا اس امت کا سب سے پہلے ایمان لانے والا علی بن ابی طالب ہے
(۲) عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر ہذا الامۃ بعدی اولہا سلا علی بن ابی طالب (المستزید)
سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جناب سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثناء فرماتے جتے کہ میرے بعد اس امت کا بہتر اس امت کا سب سے پہلے ایمان لانے والا علی بن ابی طالب ہے
(۳) عن سلمان الفارسی وابی ذر الغفاری قالَا اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بید علی فقال ان هذا اول من امن بی وهذا افارق هذا الامۃ وهذا یعسوب المؤمنین وهذا اول من یصافح یوم القیمۃ وهذا صدیق اکبر (اخرجه الطبری والدیلمی)
سلمان فارسی اور ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ وہ ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور یہ اس امت کو حق و باطل کو جدا کرنے والا ہے یہ مومنوں کا عیوب (یعنی امیر) ہے اور یہ سب سے پیشتر قیامت کے دن مجھ سے مصافحہ کرنے والا ہے اور یہ صدیق اکبر ہے ۔

(۴) عن ابی ذر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول لعلی انت اول من امن بی و صدق (اخرجه الحاکم)
ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی سے فرما رہے تھے کہ تو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور تو نے میری تصدیق کی ہے ۔

(۵) عن زید بن ارقم قال اول من اسلم علی بن ابی طالب (اخرجه احمد والترمذی)
ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے ایمان لانے والے علی بن ابی طالب ہیں ۔

(۷) عن ابن عمر والنس بن مالک وجابر بن عبد الله عنهما قالوا بعث الله صلى الله عليه وسلم يوم الاثنين واسم علي يوم
الثلاثاء واخرجوا اليه في القوم والتمذي ... (والطبرانی) ابن عمر والنس بن مالک اور جابر رضی اللہ عنہم
روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن بعثت ہوئے اور منگل کے دن علی سلام لائے ۔
(۸) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صلت الملائكة على وعلى سبعة سنين
وذلك لانه لم يرفع شهادة ان لا اله الا الله الى السماء الا منى ومن علي بن ابي طالب اخرجوا الخوارج
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مجھ پر اور علی پر سات
یرس تک فرشتے درود بھیجتے رہے ہیں اس وجہ سے کہ پھر میرے اور علی کے آسمان کی طرف کسی کی لاراں
اللہ پر شہادت دینے کی آواز بلند نہیں ہوئی تھی ۔

(۹) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لعلي بن ابي طالب
اسلاما واول المؤمنين معه ايماناً واعلموا ما يات الله واوفاهم بعهده الله وابوفهم بالبعثۃ و
اقسمهم بالحق واعلمهم عند الله منزلة راجحة احمد) جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کلمہ میں
بہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب علیؑ سے فرماتے تھے کہ تم سلام لانے میں سب مسلمانوں سے پیش
قدم اور پیمانہ لانے کی وجہ سے سب سے مقدم ہو اور تم ان سے کہنا کہ خدا کو پورا کرنے والے ہو
اور رعیت پران سے زیادہ مہربان ہو اور ان سے کہنا کہ پورا پورا تقسیم کرنے والے اور ان سے کہنا کہ
نزدیک بڑی منزلت والے ہو ۔

(۱۰) عن ابي سعيد معاذ بن جبل رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
سبع خصال لا يملك فيهن احد يوم القيامة انت اول المؤمنين بالله ايماناً واوفاهم بعهده الله
وابوفهم بالبعثۃ واقسمهم بالحق واعلمهم منزلة راجحة عند الله يوم القيمة
راخرجوا الديلى عزالي سعيد الخدري والحاكم عن معاذ بن جبل : دلیلی فرودس الاخیار میں ابو سعید خدری
رضی اللہ عنہ سے اور حاکم سند رک میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر آخر
الزمان صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علیؑ تجھ میں سے سات خصلتیں ایسی ہیں کہ قیامت کے روز ان میں
کوئی تجھ سے مقابلہ نہیں کر سکتا ۔ تو خدا پر ایمان لانے میں سب مومنوں سے پہلا ہے اور خدا کے
عہد کو پورا کرنے میں ان سے پہلے ہے اور رعیت پر مہربانی کرنے میں ان سے پہلے ہے اور پورا پورا
میں ان سے پہلے پورا تقسیم کرنے والا اور ان سے پہلے جگہوں کے فیصلہ کرنے میں زیادہ علم والا ہے اور
قیامت کے روز خدا کے پاس سے پہلے اور پھر مرتبہ والا ہے ۔

(۱۰) عن العباس بن عبد المطلب قال سمعت عمر بن الخطاب هو يقول كفوا عن ذكر علي بن ابي طالب فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في علي ثلاث خصال وددت لو ان لي واحدة منهن كل واحدة منهن احب الي مما طلعت عليه الشمس كنت انا وابوبكر و ابو عبیدہ بن الجراح و نفر من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ ضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم على كتف علي فقال يا علي انت اول المسلمين اسلاما وانت اول المؤمنين ايمانا وانت مني بمنزلة هارون من موسى كذب يا علي من زعم انه يحبني ويبغضك (اخرج الطبري وابن السمان) عباس بن عبد المطلب رضي الله عنه كہتے ہیں میں نے عمر بن الخطاب رضي الله عنه کو کہتے ہوئے سنا کہ لوگوں سے کہہ رہے تھے کہ جناب علی کی غیبت کرنے سے باز رہو میں نے جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علی بن مرثیٰ خصلتیں ہیں اگر ان تینوں میں سے ایک ہی مجھے حاصل ہوتی تو میرے نزدیک ان سب چیزوں سے بہتر تھی کہ جس پر آفتاب کا پرتو پڑا ہے میں اور ابوبکر اور ابو عبیدہ بن الجراح چند صحابہ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا اے علی تو اسلام لانے میں سب مسلمانوں کا پیش قدم اور ایمان لانے میں سب مومنوں کا پیش رو ہے اور تیرا مرتبہ میرے نزدیک ایسا ہے جیسکہ ہارون کا موسیٰ سے۔ وہ بالکل جہوٹا ہے جو یہ زعم کرتا ہو۔ کہ مجھے دوست رکھتا ہو۔
ابو تجھے عداوت رکھے۔

(۱۱) عن سعد بن ابی وقاص و ابی سعید و ام سلمة و أسماء بنت عمیس و جابر بن عبد الله قالوا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي انت اول المسلمين اسلاما (اخرج الدیلمی) سعد بن ابی وقاص اور ابو سعید اور ام المومنین ام سلمہ اور اسماء بنت عمیس اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تم سب مسلمانوں سے پہلے اسلام لائے ہو۔
(۱۲) عن معاذة العدویة قالت سمعت عليا يقول علي المنبر منبر البصرة انا صديق الاكابر امتي قبل ان يؤمن ابوبكر واسلمت قبل ان يسلم ابوبكر (اخرج ابن قتيبة في المعازف) معاذة العدویہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے جناب علیؑ السلام کو بصرہ کے منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں صدیق اکبر ہوں میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام لایا ہوں اور ان سے اول ایمان لایا ہوں۔
(۱۳) عن ابن عباس قال نظر علي في وجه الناس فقال اني لا خور رسول الله صلى الله عليه وسلم ووزيره ولقد علمت اني اولكم ايمانا بالله عز وجل و برسوله ثم دخلت من بعدى في الاسلام رسلا رسلا و اني لابن عم رسول الله صلى الله عليه وسلم و شريك في نسب و ابو ولد و زوج سيدة

لساء اهل الجنة راليواقيت لابى عمراء ايمانا بن عبد رضى عنه بيان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب علیؑ نے لوگوں کی طرف دیکھ کر فرمایا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی اور وزیر ہوں تم مجھ کو جانو جو میں تم سے خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان دانتے ہوں تم میرے بعد میں کروں گا گروہ داخل اسلام ہوئے ہو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن عم اور نسب میں شریک ہوں میں ان کے بچوں کا باپ ہوں میں تمام اہل جنت کی عورتوں کی سرشار کا خاوند ہوں۔

(۱۴) عن ابي الغفارية قالت كنت امرأة اخرج مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وادى الحجرجي فلما كان يوم الجمل اقبلت مع علي فلما فرغ دخلت علي زينب عشيّة فقلت حدثيني هل سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم في هذا الرجل شيئا قالت نعم دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو وعائشة على فراش وعليهما قطيفة قالت فاقعي علي كجاسته الاعرابي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان هذا اول الناس ايمانا واول الناس لقاءي و اخرا الناس بي عودا عند الموت

راليواقيت لابى عمراء ايماني (پیلے غفاریہ رضی اللہ عنہما) بتی ہیں کہ میں اسی عورت تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سمیت میں غزوات میں جایا کرتی تھی اور زخمیوں کے علاج کیا کرتی تھی جب جمل کا دن ہوا تو میں ہی جناب علیؑ کے ساتھ جنگ کو نکلی آپ جب اس جگہ سے فارغ ہوئے تو میں رات کو زینب رضی اللہ عنہا کے پاس گئی سینے ان کو کھا جو کچھ کہتم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کو حق میں سنا ہو مجھ سے بیان کرو۔ کہنے لگیں میں ایک روز بنابا سرور عام صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں گئی دیکھا کہ حضرت اور بی بی عائشہؓ ایک بستہ پہ لیٹے ہوئے ہیں اور دونوں پر ایک کپڑا بٹھا ہوا ہے مجھ پر ابھی جبہ اعرابی کی برابر بگڑی ہوئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تحقیق یہ شخص (یعنی علیؑ) ایمان لانے کی وجہ سے سب لوگوں سے اول ہے۔ اور سب سے پہلے قیامت کے دن مجھ سے ملنے والا ہے۔ اور میری موت کے وقت سب آخر وجہ سے بات کرنے والا ہے۔

(۱۵) عن ابن عباس قال كان علي اول من اسلم بعد حاميته وقال ابو عمر هذا حديث صحيح الاسناد لا مطعن في روايته لاحد (اخرجه ابن عبد البر في الاستيعاب) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ علی جناب صدیق اکبرؑ ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے ایمان لائے ہیں۔ ابو عمر کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سب سندیں صحیح ہیں کسی شخص کو اسکی روایتوں میں طعن کی گنجائش نہیں۔

(۱۶) قال الثعلبي في تفسير قوله تعالى والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار قد اتفقت

العلماء ان اول من آمن بعد خلد بحجة رضوا الله عنها رسول الله صلى الله عليه وسلم من الذكور على ابن
ابی طالب هو قول ابن عباس وسلمان والی یزید وجابر بن عبد الله الانصاری وزید بن ارقم و
خباب بن الارت ومحمد بن المنکدر وربیعۃ الرازی ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں آیہ کریمہ والسابقون
الاولون الخ کے تحت میں لکھتے ہیں کہ یہ تحقیق تمام علماء نے ہمہ اتفاق کیا ہے کہ بعد از محمد رضی اللہ عنہما
کے مرون میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جناب علیؓ کے پہلے ایمان لائے تھے۔ یہ ابن عباس اور
سلمان اور ابوذر اور جابر بن عبد اللہ انصاری اور زید بن ارقم اور خباب بن الارت ومحمد بن المنکدر
اور ربیعۃ الرازی رضوان اللہ علیہم کا قول ہے۔

(۱۷) عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السابق ثلاثۃ
فالسابق الی موسیٰ یوشع بن نون والسابق الی علی بن صاحب الیاسین والسابق الی محمد صلی
اللہ علیہ وسلم ابی طالب راخرجه الدیلی (ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے
روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ایمان میں سبقت کرنیوالے تین ہیں۔ پس
حضرت موسیٰ سے کیطرف سبقت کرنیوالے یوشع بن نون ہیں اور حضرت عیسیٰ کیطرف صاحب الیاسین
اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف علی بن ابی طالب ہیں) *

(۱۸) عن ابن عباس فی قوله تعالیٰ السابقون الاولون من المهاجرین والانصار قال سبق یوشع
ابن نون الی موسیٰ وسبق صاحب الیاسین الی عیسیٰ وسبق علی بن ابی طالب الی محمد بن
عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راخرجه الطبرانی والصفحاۃ وابوبکر بن محمد (یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ
السابقون الاولون کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یوشع بن نون نے حضرت موسیٰ کی طرف اور صاحب الیاسین
نے حضرت عیسیٰ کی طرف اور علی بن ابی طالب نے جناب محمد بن عبد اللہ کی طرف سبقت کی ہے) *

(۱۹) عن ابن عباس وابی لیل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ثلاثۃ حبیب النجار
مومن الیاسین الذی قال یا قوم اتبعوا المرسلین وخرقیل مومن الی فرعون الذی قال تقتلون
رجلا ان یقول رب اللہ وعلی بن ابی طالب وهو افضلهم راخرجه ابن البخاری عن ابن عباس
واحمد بن ابی لیل (ابن البخاری رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ
علی ابی لیل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے
کہ صدیق تین ہیں حبیب النجار الیاسین یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حارمین پر ایمان لانے والا
جس نے کہ یہ کہا تھا اسے قوم کے لوگو رسولوں کا اتباع کرو۔ اور خرقیل فرعون کے گروہ سے ایمان

لانیوالا جس نے یہ کہا تھا کہ اسے لوگوں میں سے تم کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پالنے والا خدا ہی ہے اور علی بن ابی طالب وروہ ان سب کا منسل ہیں۔

(۲) عن ابن عباس في قوله تعالى من يطع الرسول فاطع الله واولئك مع الذين انعم الله عليهم قال علي يا رسول الله اهل نقدر على ان نؤثر في الجنة كما روينا في الدنيا قال يا علي ان لكل نبي رفيقا اول من اسلم من امتي فانزلت هذه الآية اولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصدّيقين والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقا فدا عار رسول الله صلى الله عليه وآله عليا فقال ان الله عز وجل قد ازال بيان ساسات فجعلت رفيقي لائلا من اسلم وانت صدّيق الاكبر (تفسير ابن الجحّام) ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فرما کرتے ہیں کہ میں نے اپنے رفیق کو رسول کی اطاعت کی ہے پس وہ لوگ ان کے ساتھ ہیں نہ کہ نہ اپنے رفیق نہ ان کی سیجہ کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ جناب علی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کو جنت میں بھی دیکھ سکتے ہیں جس طرح سے کہ ہم حضور کو دنیا میں دیکھتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی میری جنت کا ایک رفیق ہے کہ وہ سب ملک سے پہلے میں ہی پر اسامہ لائے۔ یہ تبت نازل ہوئی کہ وہ لوگ ان کے ساتھ ہیں جنہیں کہ خدا نے نعمت نازل کی ہو میں نے نبوی و صدیقوں و شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ ہونگے اور یہ لوگ ان کے اچھے رفیق ہونگے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو بلا کر فرمایا۔ یا علی خدا تعالیٰ نے تیرے سوال کا بیان نازل فرمایا ہے۔ اور تجھ کو میرا رفیق بتایا ہے۔ کیونکہ تو سب سے پہلے اسلام لایا ہے اور تو صدیق اکبر ہے۔

(۳) عن سعيد بن حماد عن حماد بن سعيد بن العاص قال قلت لعبد الله بن عباس بن ربيعة بن عامر الاحقر بن عزی بن بکر وعلی فان ابابکر رضی اللہ عنہما کان لہ السن والسابقة مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فان ابابکر رضی اللہ عنہما کان لہ ما شئت من مرضی قاطع فی العلم والبسط فی النسب قرابة من رسول الله صلى الله عليه وسلم وصاهرتہ والسابقة فی الاسلام العلم بالقرآن والفقه فی السنة والتجدة فی الحرف الجوهرا لما عون (اخر جلد الفہمی) سعید بن عمرو بن سعید بن العاص کہتا ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عباس بن ربيعة بن عامر ابو بکر اور علی کے حالات سے خبر دار نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کہیں سال تہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سلام میں بیعت ہی کہتے تھے۔ یہ ایسی بھابیات تھیں کہ لوگ جناب علی رضی اللہ عنہ کی بیعت تھے۔ انہوں نے جواب دیا یا امیر مومنین مجھے جو تو چاہتا ہے اسی کے مطابق علم و فضل میں علی رضی اللہ عنہ ان سے بہتر ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت۔ اور حضرت کا داماد ہونا اور سلام میں

سبقت اور قرآن کا علم اور سنت میں پوری آگاہی۔ اور جنگ میں بہادری اور سخاوت میں بخشش کہتے تھے
 (۲۲) عن ابی ہارون العبدی قال اتیت اسعیلا الخداری فقلت لہ هل شہدت ہذا فقال نعم فقلت
 الا تخذ ثقی بشی ما سمعتہ من رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی علی فقال یا بنی اخبیرک ان رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم فرختہ وقتہ فدخلت علیہ فاطمہ تعودہ وانا جالس عن یمین رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم فلما رأت ما برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد لہ من الضعف خفتہا العبرة حتی بدت دموعہا علی
 خدہا فقال لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یبکیک یا فاطمہ قالت اخشے الضیفہ یا رسول اللہ فقال
 یا فاطمہ ان اللہ اطلع علی اهل الارض طلادۃ فاختر منہا اباک ثم اطلع ثانیۃ فاختر منہم بعلک
 فادعی لہ فانکحت بک واتخذتہ وصیاً اما علم انک بکرامۃ اللہ ایاک زوجک اعلمہم علما واكثرہم
 حلما واقدہم سلما فصمکتہ واستبشرت فاراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یزید ہا من زید الخیر
 کلہ الذی قسم اللہ بحمدہ والحمد للہ علیہ فقال لہا یا فاطمہ لعلی ثمانیۃ اضر اس یعنی
 مناقب ایمان باللہ وراسولہ وحکمتہ وزوجتہ وسبطاہ الحسن والحسین وامرہ بالمعروف
 ونہیہ عن المنکر یا فاطمہ انا اهل البیت اعطیناہ شرفا لہ یعطیہا احد من الاولین ولا
 یدرکها احد من الاخرین غیرنا نبینا خیر الانبیاء وهو ابوک ووصینا خیر الاوصیاء وهو
 بعلک وشہیدنا خیر الشہداء وهو خمرہ عم ابیک ومن اسبطاہ هذا الامۃ وھما بیتک و
 منامہک الامۃ الذی یصلی خلف عیسی ثم ضرب علی منکب الحسنین فقال من هذا منہدی
 الامۃ خر خدجہ الدار فطنی ابو ہارون العبدی کہتے ہیں میں نے ابوسیدہ خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
 پاس چل کر کہا کیا تم بدر کے جنگ میں حاضر تھے کہنے لگے ہاں میں نے ان سے کہا کیا تم مجھے نہیں بتا سکتے
 کہ کچھ جتنے علی کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جواب دیا۔ کہ میرے بیٹے میں تجھے
 سنا ہوں کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو کر نہایت ضعیف ہو گئے جناب فاطمہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کر لیں تشریف لائیں یہ حضرت کے داہنی جانب
 بیٹھا ہوا تھا۔ وہ حضرت پر ضعف کا غلبہ دیکھ کر رونے لگیں رونے سے ان کی سہک بند ہو گئی ایسا نہ کہ
 کہ ان کے رخسار پر آنسو جاری ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا فاطمہ آپ کیون روتی ہیں عرض کیا
 کہ میں آپ کو بعد اپنے ضائع ہونے سے ڈرتی ہوں حضرت نے فرمایا۔ یہ تحقیق بہد گارنے زن کے باشندہ
 کو اجبی طرح دیکھ کر تیرے باپ کو ان میں سے منتخب کیا پھر دوبارہ دیکھ کر تیرے شوہر انتخاب
 کیا پھر میری طرف متوجہ بھی اور میں نے تیرا نکاح کر کے اسے اپنا وصی بنایا۔ آیا تم نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ

نے خاص تمہارے لیے کیا مہربانی کی ہے۔ تیرا خاوند سب سے زیادہ علم والا ہے اور سب سے زیادہ علم والا ہے اور سلام لانے میں سب سے پیش قدم ہے۔ پس جناب فاطمہؑ سکرا میں اور خوش ہو گئیں حضرت نے چاہا کہ انکو اور زیادہ اس خیر سے حصہ دین کہ پروردگار نے محمدؐ اور آل محمدؑ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حصہ عطا فرمایا ہے۔ پس آپؐ فرمایا یا فاطمہ علی کے آئندہ تیز دانت ہیں یعنی مناقب میں اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا۔ اور اُس کے دانائی اور اسکا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یا فاطمہ ہم اہل بیت کو چہ باتیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ ہمارے سوا ہم سے پہلے لوگوں کو نہیں دی گئیں اور ہم سے پیچھے آنے والے بھی نہیں حاصل کر سکتے ہمارا نبی تمام نبیوں سے بہتر ہے اور وہ تیرا باپ ہے اور ہمارا وصی سب وصیا سے افضل ہے اور وہ تیرا شوہر ہے۔ ہمارا شہید سب شہیدوں سے برتر ہے وہ حمزہ ہے جو تیرے باپ کا چچا ہے اور اس کے سبطین وہ دونوں تیرے بیٹے ہیں اور ہمیں سے اس امت کا مہدی بھی ہے جس کے پیچھے حضرت عیسیٰ نماز پڑھیں گے۔ پھر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امام حسینؑ کے دوش مبارک پر ماتہ مار کر نہ مایا مہدی اس ہی ہوگا۔

(۲۳) عن ابی ایوب الانصاری قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرض مرضۃ فانتہ فاطمہ تعودہ فلما مات عاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الجہد والضعف استعبرت فبکت حتی سال اللہ مع علی خدیجاً فقال لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فاطمہ ان لکرامۃ اللہ ایاک زوجتک من اقدمہم سلماً واكثرہم علماً واعظمہم حلماً ان اللہ تعالیٰ اطلع علی اهل الارض اطلاعتہ فاختارنی منهم فبعثنی نبیاً مرسلانہ اطلع اطلاعتہ فاختار بعلک فادھی اللہ الی ان ازوجہ ایاک واتخذہ وصیاً (اخرجه الدارقطني) ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت مریض ہو گئے حضرت فاطمہؑ عبادت کے لیے تشریف لائیں حضرت پر ضعت اور تکلیف کی شدت کو دیکھ کر رونے لگیں یہاں تک کہ اُنکے رخسار مبارک پر قطرات اشک جاری ہو گئے یہ دیکھ کر حضرت نے ارفا کیا یا فاطمہ تم نہیں جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے خاص تمہارے حق میں کیا مہربانی کی کہ میں نے تمہارا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے کہ سلام لانے میں وہ سب سے مقدم ہے اور سب سے زیادہ علم والا ہے۔ اور سب سے زیادہ علیم ہے۔ خدا تعالیٰ نے زمین کے رہنے والوں کو خوب سادیکہ کر مجھے انتخاب کیا اور نبی مرسل بنایا پھر دوبارہ دیکھ کر تیرے شوہر کو منتخب کیا اور مجھے وحی بھی مینے اس کے ساتھ تیرا نکاح کر کے اسے اپنا وصی بنایا۔

(۴۴) عن مرید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا بریدہ فاطمۃ فلما ان دخلنا علیہا ابصر
اباہا دمت عیناہا قال ما ینبیک با بنتی قالت قلت الطیم و کثرت الهم و شدت السقم قال لہا اما
واللہ ما عند اللہ خیر اما ترغبین الیہ یا فاطمۃ اما ترصدین ان زوجک بخیر امتی اقدمہم سلما و
اکثرہم علما و اعظمہم حلما واللہ ان ینیک ستیدا اشباب اہل النجۃ (اخرجه الخوارزمی فی
المناقب) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا ہے بریدہ
اچھے چاہے ساتھ چل کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیاہ پر یہی کہیں جب ہم جناب فاطمہ کے پاس پہنچے وہ ہمیں دیکھ کر
روستے لگیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے میری بیٹی تم کیون روکتی ہو عرض کیا قلت طعام اور کثرت
غم و رشتہ بیماری سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم بے کیا جو کچھ خدا کے پاس ہو اس سے
بہتر کہیں ہے جسکی کہ تم تنہا کرتی ہو؟ یہ تحقیق تیرا شاہد میری گامی ہے بہتر اور ان سے اسلام لانے کی وجہ
سے مقم اور ان سے علم میں زیادہ اور ان سے علم میں بڑا ہے۔ اور تیرے دونوں فرزند اہل بیت
کے جوانوں کے ساتھ ہیں۔

(۲۵) عن مغفل بن يسار قال وضئت النبي صلى الله عليه وآله ذات يوم فقال هل لك في فاطمة نعوذ بها فقلت نعم فقام صوكتنا على حنك دخلنا عليها فقال كيف نجدك قالت والله اشتد حزني واشتد فاقني فقال اما ترضين اني روجتك اقدم امتي سلا واكثرهم علما واعظمهم حلما (الخروج) احمد في المناقب) مغفل بن يسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک روز میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وضو کرایا آپ نے مجھے ارشاد کیا تیرا ارادہ ہے کہ ہم فاطمہ کی عیادت کو لیے چلیں میں نے عرض کیا یہ ہے۔ حضرت مجھ پر تکیہ لگا کر اومٹے اور جناب فاطمہ کے پاس گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا فاطمہ تمہاری یہ کیا حالت ہے عرض کیا واہ یہ پر غم کا غلبہ ہے اور فاقون نے سستا یا ہے حضرت نے ارشاد کیا تم راضی نہیں ہوتے ہو کہ میں نے تمہارا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے کہ میری تمام امت میں اسلام لانے میں مقدم ہے اور سب زیادہ علم والا اور سب زیادہ علم والا ہے۔

(۲۶) قال أبو حازم۔ ومحمد بن المنكدر وربيعة۔ بن عبد الرحمن بن كلب بن علي أول من أسلم وأخرجته
ابن جرير الطبري في تاريخه) أبو حازم اور محمد بن المنكدر اور ربيعة بن عبد الرحمن اور كلب بن علي رضی اللہ عنہم
کہتے ہیں کہ جناب علیؑ پہلے ایمان لائے ہیں ۔

(۴) عن سحاق قال كان اول ذكر من رسول الله صلى الله عليه وسلم وصداق بمأجرا من عبد الله علي بن أبي طالب (أخرج ابن جرير الطبري في تاريخه عن أبي حمزة الثمالية قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم)

اسلام لائے ہیں لیکن لوگوں کو شبہ ہو گیا۔ کیونکہ جناب علی نے ابوطالب کے خون سے اپنا اسلام ظاہر نہیں کیا تھا۔

اصل امر یہ ہے کہ جناب علی علیہ السلام نے بخون ابوطالب اپنے آپ کو امت مسلمہ میں کیا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امہ عالی کی وجہ سے۔ جتنا نچر عاتقہ بن ابی حذافہ نے علیہ السلام کا بیانیہ سے ذیہ اصحاب میں کثرت میں ثمان علی بن ابی طالب کے بعد الت بیوم یعنی بعد اسلام خدا کی جتہ و صلہ تھا معہ صلی اللہ علیہ وسلم فوجہا نصلیان فقال یا محمد ما هذا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا بنی اللہ الذی اصطفیٰ بنفسہ بعث بہ رسالہ فادعوا الیہ والی عبادتہ وکفر باللہ والآخری فقال امر لہ اسم بہ قبل الیوم قلست لقتلہ امر حتی احدث اباطالب فکذریہ ول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یفتی سیرہ قبل ان یستعلن امرہ فقال لہ ما علی ان لہ قسما فاکتم فمکت علی نائما للیلۃ ثم ان اللہ اوقع فی قلب علی ابیہ السلام فاصبحہ فقال یا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذا عرضت علی یا محمد فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشجرا ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و تکفر باللہ والہدی و تبرا من الہاد ففعل علی واسلم یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہا رسالہ موٹیکے بعد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جناب ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے نماز پڑھنے کے پیچھے ایک روز علی تشریف لائے اور ام المومنین کو دعوت کے ساتھ نماز پڑھتے دیکھا۔ عرض کیا یا محمد آپ یہ کیا کر رہے ہیں حضرت نے فرمایا یہ اللہ جل جلالہ کا دین ہے جو اس نے اپنی ذات کے لیے منتخب کیا ہے اور نبیوں کو اسکے لیے مبعوث کیا ہے۔ میں تجھے خدا کی اور اسکی عبادت کی طرف دعوت کرتا ہوں اور لات وغری سے روگردانی کے لیے کہتا ہوں جناب علی رضی اللہ عنہ عرض کیا۔ یہ ایسی بات ہے کہ میں نے آج کے سوا کبھی نہیں سنی میں نے کسی قبل میں مختار نہیں کیا کہ ابوطالب سے یہ پوچھوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی کہ اس بہید کو قتل اسکے اسکے اعلان کا حکم ہوا تھا ہر جگہ حضرت نے فرمایا اگر تم ایمان نہیں لاتے تو اس بات کو مخفی رکھو پس جناب علی پر ایک رات گندی اور خدا نے اسکے دل میں اسلام کی محبت القا فرمائی دوسرے روز صبح کو حضرت کی خدمت میں آکر عرض کیا کل آپ مجھے کیا ارشاد کیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس امر کی گواہی دے کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہیں اور وہ اکیلے خدا ہے کوئی اسکا شریک نہیں لات وغری سے بیزار ہو جا جناب علی نے دیا ہی کیا اللہ اسلام سے مشرف ہو گئے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے لکھتے ہیں فقال مجاہد والحکم فی امر ابی بکر رضی اللہ عنہما انہ اول

من اظہار اسلام) یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے باب میں زیادہ تر یہ صحیح ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے اسلام کا اظہار کیا ہے ۔

لیکن اکثر احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ سب سے پہلے اظہار اسلام ہی جناب علی ہی نے کیا ہے۔ چنانچہ امام احمد بن حنبل اور امام نسائی اور علامہ جریر طبری وغیرہ رحمہم اللہ عنہم نے کئی کئی روایات سے روایت کرتے ہیں (رجال ج ۱، فی الجاہلیۃ الی مسکۃ فانزلت علی العباس بن عبد المطلب فلما ارتفعت الشمس وحلقت فی السماء وانا انظر الی الکعبۃ فاقبل شاب فرمھا ببصرہ الی السماء ثم استقبل الکعبۃ فقام مستقبلاً فالمریلت حتی جاء غلام فقام بیمنہ حتی جاءت امرأۃ فتامت خلفہما فرفع انشاب فرفع الغلام والمرأۃ فرفع الشاب فرفع الغلام والمرأۃ فخرالت اب ساجداً فمجدل معہ فقلت یا عباس اور عظیمہ فقال هل لک من الشاب فقلت لا فقال محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہذا ابن اخی فقال هل لک من هذا الغلام فقلت لا فقال علی بن ابی طالب بن عبد المطلب ہذا ابن اخی و ہل لک من هذه المرأة التي خلفتک فقلت لا قال هذه خدیجۃ بنت خویلد زوجۃ ابن اخی و ہذا احد بنو اریہ رب السموات والارض امیر الدین ہو علیہ السلام فیرض علیہا احد علی هذا الدین غیر ہؤلاء الثلاثة) یعنی ابومحمّد جو بیت میں ایک وفد تکہ میں گیا اور جا کر حضرت عباس بن عبد المطلب کے پاس ٹھہرا جب آفتاب بلند ہوا اور وسط آسمان سے ڈھلایا گیا کہ بیٹھو دیکھو ہاتھ دلاؤ تمہیں میں ایک جوان نے آگے بڑھ کر آسمان کی جانب نگاہ اٹھا کر دیکھا اور قبیلہ کی طرف بڑھا اور اس کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو گیا پھر تڑپ کر دیر کے بعد ایک لڑکا آیا اور اس جوان کے واسطے بانو پر کھڑا ہو گیا پھر ایک عورت آئی اور وہ ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہوئی پھر اس جوان نے رکوع کیا اور اس لڑکی اور عورت نے بھی اس کے ساتھ رکوع کیا پھر جوان نے رکوع سے سر اٹھایا ان دونوں نے بھی رکوع سے سر اٹھایا۔ پھر اس نے سجدہ کیا ان دونوں نے بھی سجدہ کیا میں نے عباس سے کہا کیا انوکھی بات ہے عباس کہنے لگے تو جانتا ہے کہ یہ جوان کون ہے میں نے کہا نہیں وہ کہنے لگے یہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب سے بہائی کا بیٹا ہے ۔ اس کے بعد یہی معلوم ہے کہ یہ لڑکا کون ہے میں نے کہا نہیں کہنے لگے یہ علی بن ابی طالب سے بہائی کا بیٹا ہے اور یہ جانتے ہو کہ یہ عورت کون ہے میں نے کہا نہیں عباس کہنے لگے یہ خدیجہ بنت خویلد میرے بھتیجے کی بی بی ہے اس نوجوان نے مجھے بتایا ہے کہ میرا پروردگار آسمان اور زمین کا پروردگار ہے یہی اللہ تعالیٰ ہے تمام زمین پر ان تین شخصوں کے سوا کوئی دوسرا اس میں پر نہیں ۔

علامہ جریر طبری علیہ الرحمۃ نے اپنی تاریخ الرسل والملوک میں اس کے بعد ان الفاظ کو روایت کیا ہے (قال العقیف بعد ما سلم ورثنا الاسلام فی قلبہ بالمیثنی کنت راجعاً یعنی اسلام لانے کے بعد جبکہ عقیف کے دل میں اسلام کا خوب سوچ ہو گیا تو یہ کہا کرتے تھے کاش میں ان تینوں کے ساتھ چوتھا ہوتا۔ پس جناب عباس کے قول سے کہ ما علی الارض کلھا احد علی هذا الدین غیرہو (لا الذلثۃ) ثابت ہوتا ہے کہ منہوز جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام نہیں لائے تھے کہ جناب علی کا اسلام لانا عباس سے عقیف کنت رضی اللہ عنہ پر ظاہر ہو چکا تھا۔ اور لفظ ہولاء الذلثۃ کی قید سے اور عقیف کو یہ لہفت سے کہ کاش اگر میں اس وقت اسلام لانا تو میں اس وقت اسلام کا چوتھا رکن ہوتا صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جناب ابوبکر ایسی شرف باسلام نہیں ہوئے تھے ورنہ حضرت عباس ہولاء الذلثۃ کی قید نہ لگاتے اور عقیف کنت راجعاً نہ کہتے بلکہ کنت خاصاً کہتے۔ پس قیاس میں نہیں کرتا کہ یہ راجعاً نہ کہتے کہ معلوم ہو گیا ہو۔
 وراہوطا لیسے منہی رہا ہو۔

بعض زوجین علی علیہ السلام کی سبقت اسلام کو تسلیم کر کے یہ کہا ہے کہ انکا اسلام بہ نسبت اسلام میں پیش فضل نہیں سمجھا جاسکتا۔ کیونکہ وہ در عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو وقت جناب علیؑ بنو ہاشم میں ہوئے تھے چنانچہ خود انکا قول ہے کہ سبقتکم الاسلام طرہ حلالاً ما ملقت اولاداً۔
 جسے سینے میں ایسی حالت میں اسلام لائے ہیں سبقت کی ہے کہ میری سبقت میں ہیں، میں بھی پیر
 کی حالت میں تھا۔ ابھی حد احرام تک نہیں پہنچا تھا پس ایک کہ سن لڑکے کا اسلام منشاخ قریش کے
 سلام فائق نہیں ہو سکتا۔
 اسکا جواب دو طرح ہو سکتا ہے

جناب امیر کی عمر اسلام لانے کے وقت

۱۱۱) بعض کے نزدیک مشرف باسلام ہونیکے وقت جناب علی پندرہ یا سولہ برس کے تھے لیکن سب سے زیادہ معتبر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ آپ اس وقت تیرہ سال کے تھے۔ اور ابو عمر تابعی نے ابن ابی کویحیم مانا ہے (دیکھو استیعاب) اس سے زیادہ تر ثبوت محمد بن حنفیہ کی روایت سے ملتا ہے کہ وہ جناب امیر کی عمر (۶۵ سال) کی بیان کرتے ہیں (اسد الغابہ) معروف نے بھی جناب ابوجعفر محمد بن علی الرضا علیہ التوحید والثناء سے حضرت امیر کی عمر اتنی ہی روایت کی ہے اور مطالب السؤل کمال الدین محمد بن طلحہ الشافعی نے بھی اسی کو صحیح مانا ہے۔

پس حکمت تدوین کے بعد بلا خلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۲۳ سال تک اس دار فانی میں رونق افروز رہے ہیں اور حضرت کے انتقال کے بعد جناب امیر (۲۹ھ) ساڑھے اونتیس برس زندہ رہے ہیں پس
 (۶۵) - (۲۳ + ۲۹) = ۱۲ ½ رہے یعنی پینتھ سال تئیس اور ساڑھے اونتیس لگانے کو بعد
 ٹھیک ساڑھے بارہ برس باقی رہے۔

اس ہر صاف ظاہر ہے کہ جناب علی علیہ السلام ایسے وقت میں اسلام لائے ہیں جب کہ انکی عمر بلوغ کے قریب پہنچ چکی تھی اور ان کی عقل خداداد میں بچگی آگئی تھی۔ نہ یہ کہ بالکل طفولیت کے عالم میں تھے (ب) اگر یہی تسلیم کیا جائے کہ جناب علی علیہ السلام لائے وقت بالغ نہیں تھے تو اس پر کوی شرعی دلیل موجود نہیں ہے کہ قبل از بلوغ ایک لڑکے عاقل ہو شیار ہو نہار۔ بچہ مغزو کی الطبع کا اسلام قبول نہ کیا جائے *

اسی طرح سے جناب امام عظیم ابو حنیفہ کو فی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عاقل لڑکے کا اسلام اگرچہ وہ بالغ نہوا ہو۔ مقبول ہو قال الشیخ قاسم بن قطلوبغا الحنفی فی مسندنا حدثنا اسمعیل بن ادریس قال حدثنی ابی عن الحسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا علیاً الی الاسلام وهو ابن تسع سنین او یقول دون التسع ولم یعید الا وثان قط لصغرہ انتہی قال فلو لم یکن الاسلام مقبولا عنہ لما دعاه الیہ وکذا دعا شریک عن اطفال الصحابة الی الاسلام وقبلہ منهم کما یظهر عن کتب الاش و قد بابیع عبد اللہ بن الزبیر وعبد اللہ بن جعفر وجعفر بن الزبیر وہم ابنا سبع سنین۔ شیخ قاسم بن قطلوبغا حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند جس کا نام سند ابو حنیفہ ہے، میں لکھتے ہیں کہ اسمعیل بن ادریس نے مجھے روایت کی ہے اور اس نے اپنے والد سے سنا ہے کہ کتنا عجیبے حسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب بیان کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو اسلام کی دعوت کی اور وہ نو برس یا اس سے بھی کم تھے اور انہوں نے بچپن سے مطلق بتوں کی پرستش نہیں کی تھی۔ اسکے بعد شیخ قاسم بن قطلوبغا کہتے ہیں۔ اگر لڑکے صغیر السن کا اسلام مقبول نہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو کبھی اسلام کی جانب مدعو نہ کرتے۔ اس طرح سے حضرت نے صحابہ کے اکثر اطفال کو اسلام کی طرف مدعو کر کے انکا اسلام قبول کیا تھا چنانچہ کتب احادیث سے بخوبی ظاہر ہے علیہ ابن زبیر اور عباس بن جعفر اور جعفر بن زبیر نے حضرت کی محبت کی اور انکا سن سات سات برس کا تھا حافظ ابو نعیم اور ابن عساکر اور طبرانی علیہم الرحمۃ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بابیع الحسن والحسین وعبد اللہ بن عباس وعبد اللہ بن جعفر

اس کے سوا یا مری جناب امیر کی فضیلت کا کافی ثبوت ہو کہ وہ ایسے سن میں اسلام لائے ہیں کہ خبر
میں اور کون کی طبیعت اکثر لہو و لعب کی طرف مائل ہوتی ہے تو حید کے غور و محض کا سمجھنا اور سنتِ نبوت
کے مطابق عمل کرنا۔ اور معاد کی حقیقت تک پہنچنا ان کے عقول سے باہر ہوتا ہے۔ پس ایسے سن و سال میں
جناب امیر کا اسلام لانا صاف اس امر پر دال ہے کہ آپ عہد طفولیت ہی میں عقل خدا داد کے وسیلہ سے ایسے
موراسم کی تہ کو پہنچ گئے تھے جس کو سمجھنے سے شبہ و شک مشائخ قریش کی عقلین و نگاہ تہمین۔

من جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاثة ما كفر أباه قط مومن الياسين وعلي بن ابي
طالب واسية امرأة فرعون راخرجه ابن عدي وابن عساكر والسيوطي في الدلائل المشهور جابر بن اسعد
عن منقول جده كحضرت نے اڑھاوا کیا کہ تین مخصوص بچے ہرگز خدا سے کفر نہیں کیا ہے مومن الياسين ايضے حضرت یوشع پر
بیان لایا (الا) اور علی بن ابی طالب اور فرعون کی بیوی اسیہ *

عن الحسن بن مديني قال لا يعبد الاوثان قط لصغرهم ومن ثم يقال كرم الله وجهه دون غيره من
الصحابة الخرجه بن سعد في الطبقات وابن عبد البر في الاستيعاب وشيخ قاسم بن قطلوبغا الحنفی
في سنة المنيحة بمسند ابن خزيمة حسن بن مديني رحمه الله عليه كبره من كبرنا بامير المؤمنين
بجانب سوره جزون کی پرستش نہیں کی اس لیے کہ امیر و جہ کما جاتا ہے یعنی خدا نے ان کے
موجود کو نبی کی تہا کہ وہ جزون کے آگے نہیں چکے۔ امیر لقب ان کے سوا اور اصحاب کے حق میں نہیں
پہنچا جاتا (نزل الامار علامہ مدنی)

[illegible]

سوا کسی دو کمر میں نہیں ہو۔ ہر ایک عربی اور عجمی سے پہلے حضرت کو ساتھ نماز میں شریک ہو اور وہ ایسی شخص
ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک جنگ میں حضرت کا علم انکے پاس تھا اور انہوں نے سختی کے دن اپنی
جان سے حضرت کے ساتھ صبر کیا۔ اور انہوں نے حضرت کو غسل دیا اور قبر میں اتارا۔

(۲۲) عن النبی قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الاثنین وصلی بعد علی یوم الثلاثاء واخرجه
المبغوی فی معجم النسخ ضرابہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر کے دن سبوت ہو
اور منگل کے دن جناب علی نے حضرت کے ساتھ نماز پڑھی۔

(۲۳) عن ابی رافع قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلت خدیجۃ یوم الاثنین وصلی علی یوم الثلاثاء
قبل ان یصلی معنا احد من الناس راخرجه احمد فی مناقب ابی رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہو
کہ جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جناب ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
نے پہر کے روز نماز پڑھی ہے اور حضرت علی علیہ السلام منگل کے روز نماز پڑھی ہے قبل اسکے کہ لوگوں میں سو
کوئی شخص ہمارے ساتھ نماز میں شرکت کرتا۔

عن ابی رافع قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثت غداۃ الاثنین وصلی خدیجۃ یوم الاثنین فی
اخر النہار وصلی علی یوم الثلاثاء فمکث علی یصلی مستخفیا سبع سنین واشہر قبل ان یصلی معنا
احد راخرجه الطبرانی فی الکبیر فی مسند ابی رافع ابی رافع روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے
تھے کہ پہلی صبح کو کہ میں نبوت عطا ہوئی اور خدیجہ نے ہی سزا کر بچپے وقت میں نماز پڑھی اور علی نے منگل کے روز نماز پڑھی علی شے
سات سال ہو گئی تھیں پچھلے پچھلے روز نماز پڑھی قبل اسکے کہ کوئی ہمارے ساتھ نماز پڑھتا۔

(۲۴) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزلت علی لتبوء یوم الاثنین وصلی علی یوم
یوم الثلاثاء راخرجه الطبرانی جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ ہم پہر کے بعد نبوت نازل ہوئی اور منگل کے روز علی نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی۔

(۲۵) عن جناب العرب قال سمعت علیا یقول انا اول من اسلم وصلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راخرجه
احمد والنسائی احمد بن حنبل سے روایت ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں وہ
پہلا شخص ہوں جو اسلام لایا ہے اور میں نے حضرت کے ساتھ پہلے نماز پڑھی ہے۔

(۲۶) عن زید بن ارقم قال اول من صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی راخرجه النسائی زید
بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ پہلے نماز پڑھی ہے۔

(۲۷) عن عباد بن عبد اللہ قال قال علی انا عبد اللہ واخو رسولہ وانا صدیق اکبر لا یقول

ذلك بيك الا كاذب صليت قبل المئاس سبع سنين (اخرجه احمد في المناقب والنسائي في الخصائص
وحافظ ابو زيد عثمان بن ابي شيبة في سننه وابن عاصم في السنة والحاكم في المستدرک و ابو نعیم
في الحلیة والعقیلی) عباد بن عبد الله سور وایت ہو کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے میں خدا کا بندہ اور اس کے
رسل کا بھائی اور صدیق اکبر ہوں میرے سوا اس بات کو کوئی نہیں کہہ سکتا مگر جبرٹ کہنے والا میں نے سب
سے سات برس پہلے نماز پڑھی ہے *

(۹) عن ابن عباس وجابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صلت الملائكة على علي عليه
سبع سنين قبل المئاس وذلك بانه كان يصلي ولا يصلي مغنا غيتا (اخرجه الديلمي) ابن عباس
اور جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے سات برس تک ملائک
مجھ پر اور علی پر درود پڑھتے تھے اور یہ سوچے تھے کہ علی میرے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے اور ہم دونوں
کے بغیر کوئی ہمارے ساتھ نماز پڑھنے والا نہیں تھا *

(۱۰) عن علي قال عبد الله قبل ان يعبد احد من هذه الامة سبع سنين (اخرجه الخليلي)
من رياض النضرة في فضائل العشرة المحب للطبري جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ فرماتے
تھے کہ میں نے خدا کی بندگی سات برس قبل سکے کی ہے کہ اس امرت میں سے کوئی خدا کی بندگی کرتا *
(۱۱) عن مجاهد عن ابن عباس قال نزلت هذه الاية اقبوا الصلوة واتوا الزكوة واركعوا مع الراكعين في
رسول الله صلى الله عليه وسلم وعلى خاصة وهما اول من صلا ودك (اخرجه الطبراني في الخصائص
وفقيه بن المغازلي في المناقب وحافظ ابو نعیم في الحلیة) مجاہد رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
کرتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ کہ (قائم کرو تم نماز کو اور دو تم زکوٰۃ کو اور جب کو تم جکے والوں کے ساتھ) خاص کر جناب
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی علیہ السلام کی نشان میں نازل ہوئی ہے کیونکہ انہیں دونوں صاحب
نے پہلے نماز پڑھی ہے *

(۱۱) عن عفيف الكندي قال جئت في الجاهلية الى مكة فنزلت على لعل بن عبد المطلب فلما
ارتفعت الشمس حلقت في السماء وانا انظر الى الكعبة اقبل شاب فرمى بجروحه الى السماء ثم استقبل
الكعبة فقام مستقبلا فلم يلبث حتى جاء غلام فقام عن يمينه فلم يلبث حتى جاءت امرأة
فقامت خلفهما فرمى الشاب فركم الغلام والمرأة فركم الشاب فركم الغلام والمرأة فركم الشاب
ساجدا فجلل الله فقلت يا عباس امر عظيم فقال هل تدري من هذا الشاب فقلت لا فقال
محمد بن عبد الله بن عبد المطلب هذا ابن اخي هل تدري من هذا الغلام فقلت لا فقال علي

ابن ابی طالب بن عبدالمطلب هذا بن اخی۔ هل تدري من هذا المرأة التي خلفها ما قلت لا قال هذا خديجة بنت خويلد زوج ابی اخی هذا حدثني ان ربه رب السموات والارض امر بهذا الدين هو عليه الله ما على الارض احد على الدين غير هؤلاء الثلاثة راخرجه احمد والنسائي وزاد حريير الطبري قال عفيف بعد ما اسلم ورسخ الاسلام في قلبه ياليتني كنت راجعا وزاد احمد قال عفيف لو كان الله يزدني الاسلام يومئذ فاكون ثانيا مع علي بن ابی طالب عفيف كندی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ایام جاہلیت میں مکہ میں گیا اور عباس بن عبدالمطلب کے پاس فروکش ہوا جب آفتاب نے بلند ہو کر گھبراؤ والا میں کعبہ کی طرف دیکھ رہا تھا کہ ایک جوان نے آکر آسمان کی طرف نکاد اٹھا کر دیکھا اور بڑھکر کعبہ کی طرف مونہ کر کے کھڑا ہو گیا۔ کچھ دیر نہیں گزری تھی کہ ایک لڑکا آیا اور جوان کے دلہنے بازو کی طرف کھڑا ہو گیا پھر کچھ دیر نہیں گزری ہوگی کہ ایک عورت آکر ان کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ پس جب اس جوان نے رکوع کیا تو اس لڑکے اور عورت نے بھی رکوع کیا۔ اور جب اس جوان نے سر اٹھایا تو ان دونوں نے بھی سر اٹھایا۔ پھر اس جوان نے سجدہ کیا تو ان دونوں نے بھی سجدہ کیا۔ پس عباس سے کہا یہ ایک انوکھی بات ہے وہ کہنے لگے تو جانتا ہے یہ جوان کون ہے میں نے نہیں جانتا اس نے کہا یہ محمد بن عبد اللہ بن عبدالمطلب میرا بھتیجا ہے۔ اور یہ بھی تجھے معلوم ہے کہ یہ لڑکا کون ہے میں نے نہیں جانتا۔ اس نے کہا یہ علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب میرے بھائی کا بیٹا ہے اور یہ بھی تجھے معلوم ہے کہ یہ عورت کون ہے میں نے کہا مجھے نہیں معلوم کہنے لگے یہ خدیجہ بنت خویلد ہے میری بیٹی کی بی بی۔ اس جوان نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ میرا خدا آسمانوں اور زمین کا خدا ہے صرف اسی بات پر انکو دین کا مدار ہے تمام روز زمین پر ان تین شخصوں کے سوا کوئی دوسرا اس دین پر نہیں۔ علامہ جبریل الطبري نے ان الفاظ کو اور زیادہ روایت کیا ہے کہ جب عفيف رضي الله عنه اسلام سے مشرف ہو گئے اور اسلام ان کے دل میں خوب راسخ ہو گیا تو وہ کہا کرتے تھے کاش میں ان تین شخصوں کے ساتھ جوتھا ہوتا۔ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث میں عفيف رضي الله عنه کی زبان سے یہ الفاظ اور زیادہ روایت کیے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اگر اس خدا تعالیٰ مجھے اسلام نصیب کرتا تو میں جنانا علیہ السلام سے دوسرے درجہ پر ہوتا۔

(۱۲) عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال ان اول شيء علمته من رسول الله صلى الله عليه وسلم قدمت مكة في عمومتي فارتدت فاعلى العباس بن عبدالمطلب فانه يئنا اليه وهو جالس في الكعبة من ثم جلسنا اليه فيئنا نحن عنده اذا اقبل رجل من باب الصفا فقلوه حمرة وله وبرة جعدة

على انصاف اذ نيه اقنى الالف براق الثنا ادعج العينين كثر اللحية دقيق المسربة شفت الكفين حسن الوجه
 معه غلام وامرأة فدسرت محاسنها حتى قصدا انخوا كحجر فاستلمته ثم استلم الغلام المرأة ثم طاف بالبيت سبعا
 والغلام والمرأة يطوفان معه فقلنا يا ابا الفضل هذا الدين لم يكن نعرفه فيكم او شئ حدث فقال
 هذا ابن اخي محمد بن عبدالله والغلام علي بن ابي طالب والمرأة امرأته خديجة بنت خويلد و
 الله ما على وجه الارض احد يعبد الله لهذا الدين الا هؤلاء الثلاثة راخرجه احد في المناقب و
 الطبراني في الكبير في مسند عبدالله بن مسعود (ع) عبدالله بن مسعود رضي الله عنه في رواية كحجر فاستلمته
 جناب رسول الله صلى الله عليه وسلم سبحة بيضاء كالحب ودفن في نيك كاهن في ابيه فحجج كحجر فاستلمته ثم استلم
 پس ہم عباس بن عبد المطلب کے پاس گئے وہ کعبہ سے قریب بیٹھ ہوئے تھے ہم بھی وہاں انکے پاس
 بیٹھ گئے اتنے میں باب صفا سے ایک منج و سپید رنگ کا آدمی آیا اور اسکے رخسار کے گوشہ گوشہ پر بال
 کانون کی نصف گہ پانک تھی اسکی نہایت ادبچی تھی۔ اسکے دانت بہت سفید تھے اسکی آنکھیں بڑی بڑی
 اور نہایت سیاہ تھیں۔ اسکی وارثی بہت گہنی تھی۔ اسکی سبیل نہایت چلی تھی ہاتھوں پر گھٹی بڑی موٹی
 تھی وہ نہایت خوبصورت تھا اسکے ساتھ ایک لڑکا اور بی بی تھی جس نے کہ اپنا سونہ چھپا یا ہوا تھا۔ اس
 جوان نے بڑے حجرا لاسہ د کا بوسہ لیا اور اس لڑکے اور بی بی سے بھی اسکو چومایا وہ جوان سات مرتبہ
 بیت اللہ کے گرد پہرا دیا اسکے ساتھ وہ لڑکا اور بی بی بھی گرد پہرے سے پہنے عبا پہے کہا یا ابا الفضل ہم نے
 تو یہ طریقہ تم میں کہی نہیں دیکھا شاید کوئی نئی بات پیدا ہوئی۔ ہے وہ کہنے لگے پیرے بہائی کا بیٹا
 محمد بن عبداللہ بن عبد المطلب ہے اور یہ لڑکا علی بن ابیطالب سے بی بی بی خدیجہ بنت خویلد اس جوان
 کی بیوی ہے و اسراں تین شخصوں کے سوا کوئی دوسرا ساری زمین پاس زمین والا نہیں ہے *

(۱۵) اخوجه ابن الحاق فی سیرتہ وابن السمان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا حضرت الصلوة
 خرج الى شعاب مكة وخرج معه علي بن ابي طالب مستخفيا من عمه ابي طالب من جميع اعمامه وسائر قومه ففعلوا
 الصلوة فيها فاذا امسوا رجعا فمكثا كذلك ما شاء الله ان يمكثا ثم ان ابا طالب عبر عليه ما يومافوجد
 يصلين فقال لرسول الله صلي الله عليه وسلم يا بن اخي ما هذا الدين ارايت دين قال يا عم هذا دين الله
 ودين ملائكته ودين رسله ودين انبياء ابراهيم وبعثني الله برسولا الى العباد وانت يا عم احق
 من بدلت له النصيحة ودعوت الى الهدى وحق من اجابني ليه و احب اني عليه فقال ابو طالب يا بن
 اخي اني والله لا استطيع ان افارق دين ابائي وما كانوا عليه ولكن الله لا يخلص اليك شئ تكره
 ما بقيت وذكره انه قال لعلني يا بن اخي ما هذا الدين الذي انت عليه قال يا ابت انت رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم وصدق بجا رہا۔ وقتک وصلیت معہ اتبعہ فقال اما انتہ لم یبدعک الا الی الخیر
 فالنومہ ابنی سحاق رحمۃ اللہ علیہ اپنی سیرت میں اور ابن اسحاق قدس سرہ الغزیرہ لکھتے ہیں کہ جب نماز کا وقت
 ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی کو ساتھ لیکر اپنے چچا ابوطالب اور دیگر اعمام اور قوم سے مخفی
 مکان کے پہاڑوں کی غاروں میں تشریف لیجاتے اور نماز پڑھتے اور رات کو وہاں سے واپس آتے جب تک
 کہ پھر دو گار کا ارادہ تھا اسی بات پر شبیرؑ رہے ایک روز حضرت کے ساتھ جناب علی نماز پڑھ رہے تھے
 کہ ابوطالب آپہنچے اور انکو نماز پڑھتے دیکھ کر کہنے لگے اے میرے بیٹے یہ سنا دین ہے کہ جس پر تم
 عمل کر رہے ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چچا جان یہ امر اور اسکے فرشتوں اور اسکے رسولوں
 اور ہمارے باپ ابیہم کا دین ہے اور مجھ کو خدا نے اس دین کے لیے لوگوں کی طرف بھیجا ہے
 چچا جان آپ زیادہ تر خدا پر ہیں اس شخص سے جسکو کہ میں نصیحت کروں اور ہدایت کی طرف بلاؤں اور
 آپ میری بات کو ماننے اور میری مدد کرنے کے زیادہ تر مستحق ہیں۔ ابوطالب نے کہا اے میرے بیٹے مجھ
 سے نہیں ہو سکتا کہ میں اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ دوں۔ لیکن خدا کی قسم ہے تمکو کہ قسم کی برائی
 نہیں ہو چکے گی جب تک کہ میں زندہ ہوں اکثر رواتہ نے یہی ذکر کیا ہے کہ ابوطالب نے جناب علیؑ سے
 پوچھا اے میرے بیٹے یہ کون سا طریقہ ہے کہ جس پر تم عمل کر رہے ہو جناب علی نے جواب دیا کہ میں خدا کے
 رسول پر ایمان لا رہا ہوں اور جو کچھ کہ وہ لائے ہیں میں نے اسکی تصدیق کی ہے اور میں سچ کہتا ہوں کہ
 میں نے انکے ساتھ نماز پڑھی ہے اور میں نے انکا اتباع کیا ہے۔ پس ابوطالب نے اسے کہا تم انکی بات ضرور
 مانو کیونکہ وہ تمکو سونیک بات کے اور کچھ نہیں بتا رہے گے۔

(۱۷) عن حبیۃ العوف قال رأیت علیاً ضحک علی ابنہ لمدارہ ضحک ضحکا اکثر منہ حتی بدت نواجذہ
 ثم قال قول ابیطالب ظہر علینا ابو طالب وانا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلیان بیطون نخلہ
 وان ماذا تصنعان یا بنی فذہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الاسلام فقال ما بالذی تصنعان
 من باس ولكن والله لا تغلوا استی ابدل وضحک تعجباً من قول ابیہ ثم قال اللهم لا اعرف لك
 عبداً من هذا الامۃ عبدك قتل غیر نبيك ثلاث مرات۔ لقد صلیت قبل ان یصلی الناس سبعین
 حبیہ عوفی سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں نے جناب ابیہؑ کو منبر پر بیٹھتے ہوئے دیکھا کہ کبھی اس سے زیادہ منبر
 پر بیٹھتے دیکھا یہاں تک کہ میں نے انکی دائرہ میں نظر نہ لگایا پھر ابوطالب کا قول بیان کیا۔ کہ ایک
 دفعہ میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک محلستان کے اندر نماز پڑھ رہا تھا۔ کہ ابوطالب آپہنچے
 اور کہنے لگے اے میرے بیٹے تم یہ کیا کر رہے ہو حضرت نے انہیں اسلام کی طرف دعوت فرمائی۔ ابوطالب

کہنے لگے اس بات میں جو کچھ کہہ کر رہے ہو کچھ خوف نہیں ہے لیکن وہ لوگوں کے سامنے میرے چوڑ
کبھی اونچے نہیں ہونگے۔ جناب امیر کو اپنے والد کی بات سے اثر کے تحت کبھی ہنسی آئی تھی۔ بہر فرمایا۔ اسے
پروردگار تو گواہ ہے کہ اس امت کا کوئی تیرا بندہ سوائے نبی محمد بنی نہیں جانتا کہ جس نے میرے سوا مجھ سے
پہلے تیری عبادت کی ہو۔ بتنے سب لوگوں سے سات برس پہلے نماز پڑھی ہے۔

جناب امیر کا حضرت کے دوش اقدس پر سوار ہوتے ہوئے کوٹورنا

(۱) عن علی قال انطلقت انا والنبي صلى الله عليه وسلم حتى اتينا الكعبة فقال لي رسول الله صلى الله
عليه وسلم اجلس فصعد على منكبى فذهبت لانهض به فرأى منى ضعفا فأنزل وجلس لي بنى الله
صلى الله عليه وسلم فقال اصعد على منكبى فصعدت على منكبیه قال فتعوض بي قال فيتغیل الی
انی لو شئت لملت افق السماء حتى صعدت علی البیت وعلیه تمثال صفر او غماس فجعلت اذا ولہ
عن یمنہ وشمالہ ومن بین یدیه ومن خلفہ حتی اذا استمكنت منه قال لی رسول الله صلى الله
عليه وسلم اقدف به فقد فت به فتكر كما تنكر القوارير ثم نزلت فانطلقت انا ورسول الله صلى
الله عليه وسلم لانتبى حتى توارینا بالبیوت خشیة ان یلقانا احد من الناس راخرجه احد من
المناقب والمستند۔ والنسائی فی الخصائص، جناب امیر علیہ السلام سے سوا تیرے کہ ایک دفعہ میں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کعبہ میں گیا موجب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا بیٹھ جا میں بیٹھ
گیا آپ میرے کندھے پر سوا ہوئے حبیب میں اٹھنے لگا حضرت نے میری انا تو انی کو دیکھ کر فرمایا بیٹھ جا
آپ اثر پڑے اور اس خدا کے نبی نے مجھے کہا تیرے کندھے پر چڑھ میں دوش اقدس پر سوار ہوا اور
آپ مجھ کو لیکر اٹھے اسوقت مجھ پر گمان ہو سکتا تھا کہ اگر میں جاہلون نہ آسمان کے کنارے تک پہنچ
جاؤں۔ یہاں تک کہ بیت اللہ پر چڑھ گیا اس پر کانسی یا کتانے کی مورت تھی میں نے اسے دامنے بائیں
اگے پیچھے سے ہلانے لگا اسوقت کہ میں نے اس پر قابو پا لیا مجھے حضرت نے فرمایا اسے پیٹکدے
میں سے پیٹکدے یا مورت کا پچھریطح سے ٹوٹ گئی بہر میں اثر آیا اور جناب سورعالم صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ دوش کر گھر میں چپ گیا تاکہ کوئی آدمی ہمیں نہ دیکھے۔

جناب امیر کا کعبہ کے بتوں کو ٹوڑنا

واخرجه الحاکمی وقال بعد قوله فصعد على الكعبة فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم

اکبر و کان من غاس موتد با و ناد و من حدید الی کارض فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم ازل اعالجہ حتی استمکت منہ فقال لی اقد فہ فکان قتہ۔ ثم ذکر باقی الحدیث ابو الخیر الخاکمی اس حدیث میں جناب امیر کے اس قول کے بعد کہ جب بن کعب پر چڑھ گیا، اس طرح سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر نے کہا کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر شاؤ کیا کہ ان میں سے بڑے بت کو پسینکدے وہ تانبے کی سیون سے جکڑا ہوا اور لوہے سے زمین میں گڑا ہوا تھا مجھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے جنبش دینا اس کو ہاتھ مارا یہاں تک کہ میں اس پر قابو پا گیا پھر حضرت نے فرمایا اسے پسینکدو میں نے اسے پسینکدیا پھر جناب امیر نے باقی حدیث کو روایت کیا۔

(۲) عن ابن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل مکة یوم الفتح وحوث ثلثمائة وستون صنما للقبائل العرب لکل قوم صنم فحصل یطعنھا ویقول جاد الحق و زفق الباطل فینکب المصنم بوجهه حتی القاهما جمیعاً وبقی صنم خراعة فوق الکعبۃ وکان من قواریر صفر فقال یا علی ارم بہ فحملہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی سعد فرم بہ فکسرہ ففسر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ حق جاد الحق و زفق الباطل (عبد الباقی) مسعودی روایت ہے کہ فتح مکہ کے روز حضرت کعب بن زہل ہوئے تو کعب کے گرد و قریب سوساٹھ بت قابل عجب کے دیکھے ہوئے تھے ہر ایک قبیلہ کا جدا جدا بت تھا حضرت چٹری کے ساتھ انکو ٹکراتے جاتے تھے اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے کہ حق الکیا اور باطل بہاگ گیا پس سوساٹھ کے بل وہ بت گرتے تھے یہاں تک کہ سب بت گرا دیے صرف کعب کی جیت پر نبی خراء کا ایک بت باقی رہ گیا جو صیقل کہے ہوئے اور ڈھیل ہوئے بتیل سے بنا ہوا تھا حضرت جناب امیر کو کندی پاشا فرمایا یا علی اسکو پسینکدو وہ جناب امیر نے چکر پسینکدیا اور ٹوٹ گیا۔

جناب امیر کا شرح ہجرت حضرت کی بستر مبارک پر سونا

(۱) عن عمرو بن ميمون قال اتى لجالس الى ابن عباس اذا اتاه رهط يقولون في علي بن ابي طالب فودع عليهم ابن عباس وقال لا تهاجروا رسول الله صلى الله عليه وسلم علي ثوبه ونام على فراشه وكان المشركون يؤذون رسول الله صلى الله عليه وسلم فصاح ابو بكر يا بني الله فقال له علي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد انطلق نحو بئر ميمون فادركه فانطلق ابو بكر حتى لحق رسول الله صلى الله عليه وسلم وبيات والكفار يرمون عليا بالحجارة وهو قد لف رأسه في الثوب الى الصبح راخو به احمد والنسائي) عمرو بن ميمون سے روایت ہے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ چند لوگ انکے پاس آکر جناب امیر علیہ السلام کی غیبت کرنے لگے ابن عباس انکی طرف لوٹ پڑے اور کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت اختیار کی حضرت علی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا اوڑھ لیا اور حضرت کے بستر پر

سویں۔ مشہد کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتے تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اگر حضرت کو پکارا جناب علیؑ تھے ان کو کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیویوں کی طرف تشرف نے گئے ہیں آپ وہاں اسے جاملین ابو بکر رضی اللہ عنہ وہاں حضرت سے جا ملے اور جناب علیؑ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر پورے رکھ کر ان پر تہہ پہنچاتے تھے اور وہ اپنے سر کو صبح تک چادر میں چھپا پڑ رہے۔

(۲) عن اسامة بن زيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعبد العباس ان عليا قد سيفك بالحجرة واخرجك الطيراني في الكبير اسامة بن زيد رضي الله عنه کہتے ہیں کہ جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس سے فرمایا کہ یہ تحقیق علیؑ نے ہجرت میں تہہ سبقت کی ہے۔

(۳) عن ابن عباس قال لما اراد رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يهاجرا الى المدينة خلفت علي بن ابي طالب لقضاء ديونه ورد الودائع التي كانت عنده وامر تلك الليالي ان ينام على فراشه قال وا
تسجد بردي هذا الحضرمي لا خضر فتم فيه فانه ان يخلص اليك شئ تكرهه منه صاحب ربا يصيبون
بكمرة والقوم قد احاطوا بالدار قال فارتحل الله الحبة بابل وميكائيل اذ قد اخيت بينكما و
جعلت عمر احدكما اطول من عمر الاخر فانيكما يؤثر صاحب بالحياة فاختار رحلاهما الحياة فاجى
الله اليهما فلا كنتم مثل علي بن ابي طالب اخيت بينه وبين محمد صلى الله عليه وسلم فبانت علي مرارته
فيديہ بنفسه ويؤثره بالحياة اهبطا الى الكرض فاحفظا من عدوه فتدبرا جبريل عند رأسه
والميكائيل عند قدميه والملائكة تنادي بخروجي من مثلك يا ابن ابي طالب الله يا هي بذلك
الملائكة ثم توجه رسول الله صلى الله عليه وسلم الى المدينة فانزل الله تعالى عليه في شان علي
ومن الناس من يشري نفسه ابتغاء مرضات الله والله رؤوف بالعباد قال ابن عباس من يشري
نفسه ابتغاء مرضات علي بن ابي طالب وعن ابن عباس انشد علي شعرا في تلك الليلة
وقد نفسي خيرا من وطئ الحصا + ومن طاف بالبيت العتيق وبالبحر + رسول الله الخلق
اذ مكرو به + فنجاه ذو الطول الكريم من المكر + وبات رسول الله في انفرادنا + موقافي
حفظ الاله وفي ستر + وبات اراعيهم متى ينشرونني + وقد رطنت نفسي على القتل وبكاه +
اخرجه ابواسحاق الثعلبي في تفسيره ابن عباس رضي الله عنہ سے مروی ہے کہ حبیب سرور نے تہہ تات صلی
اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائے گا ابراہہ کیا جناب علیؑ السلام کو اپنے قرض ادا
کرنے کے لیے اور لوگوں کی امانتیں سپرد کر نیکی کے واسطے اپنے پیچھے مدینہ میں چھوڑا اور اپنے بستر
پر سوٹیکے پر حکم دیا اور فرمایا کہ یہ ہماری سبز رنگ حضرمی چادر کو اوڑھ کر سو سو ہرگز تمہیں کوئی امر بکروہ

ان لوگوں کے ہاتھ نہیں پہنچو گا۔ کفار تمام گمراہ ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حیرل اور میکائیل کو فرمایا: تم نے تم دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے۔ اور تم دونوں میں سے ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ بنائی تم میں سے کون ایسا ہو کہ اپنی عمر کا حصہ اپنے دوسرے بھائی کو دیدے۔ دونوں نے اپنی عمر کی کمی کو گوارا نہ کیا۔ خدا کا حکم ہوا تم دونوں علی کی مثل ہو۔ یعنی ہسکوا اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی بنایا ہے۔ دیکھو وہ اپنے بھائی کے بستر پر سو رہا ہے اور اپنی جان کو میرے رسول پر قربان کرنا چاہتا ہے اور اپنی زندگی کو اپنی فدا کرتا ہے تم دونوں زمین پر جا کر ہسکوا کے دشمنوں سے بچاؤ۔ حیرل جناب علی کے سر مبارک کی طرف اور میکائیل باؤن کی طرف اترے اور تمام رات انکی حفاظت کرتے رہے انکے سوا اور فرشتے کہتے تھے واہ واہ اے علی بن ابی طالب تیرا کوئی مثل نہیں خدا اور اسکے فرشتے تجھے فخر کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف متوجہ تھے کہ جناب علی علیہ السلام کی شان میں حضرت پر یہ آیت نازل ہوئی رکون ہے جو بیچ اپنی جان کو خدا کی خوشی کے لیے اور اللہ اپنے بند و نیر مہربان کے ابن عباس کہتے ہیں کہ وہ شخص جس نے اپنی جان کو خدا کی خوشی کے لیے بچاؤ علی بن ابی طالب ہیں اور ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب علی نے اس اتار میں یہ چند اشعار تصنیف فرمائے (نگاہ رکھا میں نے اپنی جان سے بہتر اس شخص کو جس نے سنگریزوں کو روندنا۔ اور جس نے کہ خانہ کعبہ اور حجاز سود کا طواف کیا۔ خلق خدا کے رسول جیسا کہ قوم نے مکر کیا۔ پس خدا بڑے بزرگ کو انکو مکر سے بچایا۔ اور اس میں رسول خدا غار میں پناہ پاش ہوئے۔ خدا کی نگہبانی اور حفظ اور پرہیز میں۔ اور سینے رات کو ایسی حالت میں گذرا۔ کہ میں دیکھ رہا تھا کہ وہ (یعنی کفار) مجھے پریشان کر رہے ہیں۔ اور بے شک میرا نفس قتل ہونے پر اذیت ہونے پر قائم رہا۔

(۴) عن ابی رافع قال دخلہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج الیہا ہلہ وامرہ ان یؤدی عنہا مائتہ ووصایا من کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوصی الیہ وکان یؤتمن علیہ من مال فادی علی امانۃ کھا وامرہ ان یضطجع علی فراشہ لیلۃ خروجہ وقال ان قریشا لم یفقدونی ماداً وک فاضطجع علی علی فراشہ وکان قریش یظرون الی فراش النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیرون علیہ فیظنونہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اذا اصبحوا راو علیہ علیاً فقالوا لو خرج محمد صلی اللہ علیہ وسلم لیخرج علی معہ فحبسہم اللہ بذلک عن طلب النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین رأوا علیاً وامر النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیاً ان یتھتہ بالمدينة فخرج فی طلبہ بعد ما خرج الیہا ہلہ عینی للیل ویکمن النہار حتی قدام المدینۃ فلما بلغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدامہ قال ادعولی علیاً قبل یا رسول اللہ لا یقدر ان یشی فانہ النبی صلی

ﷺ ﻓﻼ ﺭﺍﻩ ﺍﻋﺘﻨﻘﻪ ﻭﺑﻜﻰ ﺣﺘﻰ ﻋﺎﻟﻰ ﺍﻟﺮﺍﺑﻘﺪﻫﻴﻢ ﻣﻦ ﺍﻟﻮﺭﻡ ﻭﻛﺎﻧﺘﺎ ﺗﻘﻄﻠﺎﻥ ﻣﺎ ﻗﻔﻞ ﺍﻟﻨﺒﻰ ﺻﻠﻰ ﺍﻟﻠﻪ
 ﻋﻠﻴﻪ ﻭﺍﻟﻪ ﺳﻼﻡ ﻓﻰ ﻳﺪﻳﻪ ﻭﻣﺴﺤﻪ ﺑﻪﻣﺎ ﺭﺟﻠﻴﻪ ﻭﺩﻩﺍﻟﻌﺎﻟﻤﺎ ﺑﺎﻟﻌﺎﻓﻴﻪ ﻓﻠﻢ ﻛﺘﺸﻜﻪ ﻣﺎ ﺣﻘﺎ ﺳﺘﺸﻪﺩ ﺑﻪﺩ ﻋﻠﻴﻪ ﺍﻟﺴﻼﻡ ﺭﺍﺧﺮﺟﻪ
 ﺍﺑﻦ ﺍﻳﺰﺍﺭﺍﺗﻰ ﻓﻰ ﺍﺳﺪﺍﻟﻐﺎﺑﻴﻪ ﻓﻰ ﻣﻌﺮﻓﺘﻪ ﺍﻟﻤﻌﺎﺑﻪ) ﺍﺑﻮﺭﺍﻓﻊ ﻛﺘﺒﻪ ﻫﻦ ﻛﻪ ﺟﻨﺎﺏ ﺳﺮﻭﺭ ﻛﺎﺗﺎﺕ ﺻﻠﻰ ﺍﻟﻠﻪ ﻋﻠﻴﻪ
 ﺳﻠﻢ ﻧﻪ ﻋﻠﻰ ﻋﻠﻴﻪ ﺍﻟﺴﻼﻡ ﻛﻮ ﺍﺳﻠﻴﻪ ﻣﺪﻳﻨﻪ ﻣﻦ ﺍﭘﻨﻪ ﭘﭽﻪ ﭼﻮﺭﺍﺗﺎ ﺗﺎ ﺁﭖ ﺍﭘﻨﻪ ﺍﻫﻞ ﻛﻮ ﺳﺎﻗﺪﻩ ﻟﯿﻜﺮﺍ ﻭﺭ ﺣﻀﺮﺕ ﻣﻜﻪ
 ﭘﺎﺱ ﻛﻰ ﺍﻣﺎﻧﺘﻴﻦ ﺍﻭﺭ ﻭﺳﻴﺘﻴﻦ ﻟﻮﮔﻮﻥ ﻛﻮ ﺳﭙﺮ ﻭﻛﺮﻛﻪ ﻣﺪﻳﻨﻪ ﻛﻮ ﭼﻠﻪ ﺁﻣﻴﻦ ﻛﻨﻮﻧﻜﻪ ﻣﺸﺮﻛﻴﻦ ﺣﻀﺮﺕ ﻛﻮ ﺍﻣﻴﻦ ﺟﺎﻧﺘﺮ
 ﺗﻪ ﺍﻭﺭ ﺍﭘﻨﻰ ﺍﻣﺎﻧﺖ ﺍﻭﺭ ﻭﺳﻴﺖ ﺁﻧﻜﻪ ﺳﭙﺮ ﻭﻛﻴﺎ ﻛﺮﺗﻪ ﺗﻪ ﺗﻪ ﻋﻠﻰ ﻋﻠﻴﻪ ﺍﻟﺴﻼﻡ ﻧﻪ ﻭﻩ ﺗﺎﻣ ﺣﻀﺮﺕ ﻛﻰ ﺍﻣﺎﻧﺘﻴﻦ
 ﺍﺩﺍﻛﻴﻦ ﺣﻀﺮﺕ ﻧﻪ ﭘﻬﺮﺕ ﻛﻰ ﺭﺍﺕ ﻛﻮ ﺍﻧﻬﻴﻦ ﺍﭘﻨﻪ ﻟﺒﺘﺮ ﻣﺒﺎﺭﻙ ﭘﺮ ﺳﻮﻧﻪ ﻛﻪ ﻟﻴﻪ ﺍﺭﺷﺎﺩ ﻛﻴﺎ۔ ﺍﻭﺭ ﻓﺮﻣﺎﻳﺎ
 ﻛﻪ ﺑﻰ ﻗﺮﻳﺶ ﺗﻤﻴﻦ ﻭﻛﻤﻴﻦ ﮔﻪ ﺗﻮ ﺑﻪﻛﻮﮔﻢ ﺧﺪﻩ ﻧﻬﻴﻦ ﺧﻴﺎﻝ ﻛﺮﻧﯿﮕﻪ ﺟﻨﺎﺏ ﻋﻠﻰ ﺍﺭﺷﺎﺩ ﻧﺒﻮﻱ ﻛﻪ ﻣﻮﺍﻓﻖ
 ﻟﺒﺘﺮ ﺍﻗﺪﺱ ﭘﺮ ﺳﻮﺭﻩ ﻗﺮﻳﺶ ﺍﺱ ﻟﺒﺘﺮ ﺟﻨﺎﺏ ﻋﻠﻰ ﻛﻮ ﻟﯿﺘﺎ ﺑﻮﺍ ﺩﯨﻜﻬﺮﺍ ﺍﻭﺭ ﺍﻥ ﻛﻮ ﭘﻨﯿﻤﻨﻪ ﺧﺪﺍ ﺳﭽﻮ ﻛﺮﺗﺎ ﻣﺎ ﺷﺐ ﺍﻥ ﭘﺮ
 ﭘﺘﺮ ﭘﻨﯿﮕﺘﻪ ﺭﻩ ﺟﻪ ﻛﻴﻮ ﻗﺖ ﺟﻨﺎﺏ ﻋﻠﻰ ﻛﻮ ﺩﯨﻜﻬﺮ ﻛﻬﻨﻪ ﻟﮕﻪ ﺍﮔﺮ ﻣﺤﻤﺪ ﺻﻠﻰ ﺍﻟﻠﻪ ﻋﻠﻴﻪ ﻭﺍﻟﻪ ﺳﻼﻡ ﻧﻜﻞ ﮔﺰﻭﺗﻪ ﺗﻮ
 ﻋﻠﻰ ﺑﻰ ﺍﻧﻜﻪ ﺑﻤﺮﺍﻩ ﺑﻮﺗﻪ ﺍﺳﻮﺟﻪ ﭘﺮ ﭘﻮﺭ ﺩﮔﺎﺭ ﻧﻪ ﻗﺮﻳﺶ ﻛﻮ ﺣﻀﺮﺕ ﻛﻪ ﻃﻠﺐ ﻛﺮﻧﻪ ﺳﻪ ﺑﺎﺯﺭ ﻛﻤﺎ ﺣﻀﺮﺕ
 ﺟﻨﺎﺏ ﻋﻠﻰ ﻛﻮ ﺍﺭﺷﺎﺩ ﻛﻴﺎ ﺑﻮﺍﺗﻤﺎ ﻛﻪ ﻣﺪﻳﻨﻪ ﻣﻦ ﺑﻤﻪ ﺁﻣﻠﻴﻦ ﺑﺎﻧﻮﻥ ﺁﺩﻝ ﺍﭘﻨﻪ ﺗﺎﻣ ﺍﻫﻞ ﻛﻮ ﺭﻭﺍﻧﻪ ﻣﺪﻳﻨﻪ ﻛﻴﺎ ﭘﺮ
 ﺁﭖ ﺭﻭﺍﻧﻪ ﺑﻮﺗﻪ ﺭﺍﺕ ﻛﻮ ﭼﻠﺘﻪ ﺗﻪ ﺑﻪ ﺍﻭﺭ ﺩﻥ ﻛﻮ ﭼﻮﭘ ﺭﻫﺘﻪ ﺗﻪ ﺑﻪ ﺑﻴﺎﺗﻜ ﻛﻪ ﻣﺪﻳﻨﻪ ﺷﺮﻳﻔ ﻣﻦ ﭘﻨﯿﭽﻮ
 ﺟﺐ ﺣﻀﺮﺕ ﻛﻮ ﺍﻥ ﻛﻪ ﭘﻮﺧﻨﯿﻮ ﻛﻰ ﺧﺒﺮ ﻣﻠﻰ ﺗﻮ ﻓﺮﻣﺎﻳﺎ ﻛﻪ ﻋﻠﻰ ﻛﻮ ﺑﺎﺭﻩ ﭘﺎﺱ ﻻﻭ ﻋﺮﺿ ﻛﻴﺎ ﮔﻴﺎ ﻳﺎ ﺭﺳﻮﻝ ﺍﻟﻠﻪ ﻭﻩ ﺣﺎﺯ
 ﺑﻮﺗﻪ ﺳﻪ ﻣﻌﺰﻭﺭ ﺑﻴﻦ ﺣﻀﺮﺕ ﺧﻮﺩ ﺑﺪﻭﻟﺖ ﺗﺸﺮﻳﻒ ﻟﻪ ﮔﺰﺍ ﺍﻭﺭ ﺍﻥ ﺳﻮ ﺑﻐﻠﮕﻴﺮ ﺑﻮﺗﻪ ﺍﻭﺭ ﺍﻧﻜﻰ ﺣﺎﻟﺖ ﺩﯨﻜﻬﺮ
 ﺭﺣﻤﺖ ﺳﻮ ﺁﺩﺑﻴﺪﻩ ﺑﻮﺗﻪ ﺍﻭﺭ ﺍﻧﻜﻪ ﻗﺪﻣﻮﻥ ﻛﻮ ﺩﯨﻜﻬﺮ ﻛﻪ ﻭﺭﻡ ﻛﺮﺍﺗﻪ ﺑﻴﻦ۔ ﺍﻭﺭ ﺍﻥ ﺳﻪ ﺧﻮﻥ ﺷﯿﻚ ﺭﻩ
 ﺑﻪ ﺣﻀﺮﺕ ﻧﻪ ﺍﭘﻨﻪ ﺩﻭﻧﻮﻥ ﺑﺎﺗﻮﻥ ﻛﻮ ﻟﻌﺎﺏ ﺩﻣﻦ ﺳﻪ ﺗﺮﻛﺮﻛﻪ ﺍﻧﻜﻪ ﭘﺎﺩﻥ ﭘﺮ ﻣﻼ ﺍﻭﺭ ﻋﺎﻓﻴﺖ ﻛﻰ
 ﺩﻋﺎ ﺩﺍﮔﻰ ﺟﻨﺎﺏ ﻋﻠﻰ ﺑﺎﭼﻪ ﺑﻮﺗﻪ ﭘﺮ ﻛﻴﻮ ﻭﻗﺖ ﺷﻬﺎﺩﺕ ﺗﯿﻚ ﭘﺎﺩﻥ ﻛﻪ ﺩﻛﻬﻨﻪ ﻛﻰ ﺍﻧﻜﻮ ﺧﺸﺎﻛﻴﺖ ﻧﻬﻮﻱ ﺩ
 (ﻩ) ﻋﻦ ﻣﺤﻤﺪ ﺑﻦ ﻛﻪﺏ ﺍﻟﻘﺮﻅﻰ ﻗﺎﻝ ﻗﺎﻡ ﺣﻠﻰ ﻋﻦ ﻓﺮﺍﺵ ﺭﺳﻮﻝ ﺍﻟﻠﻪ ﺻﻠﻰ ﺍﻟﻠﻪ ﻋﻠﻴﻪ ﻭﺍﻟﻪ ﺳﻼﻡ ﻓﺪﻭﺍ ﺍﻟﻘﻮﻡ ﻣﻦ
 ﻓﻌﺮﻕ ﻧﻘﺎﻟﻮﺍﻟﻪ ﺍﻳﻦ ﺻﺎﺣﺒﻚ ﻗﺎﻝ ﻛﺎﺩﺭﻯ ﺍﻭﺭ ﻗﻴﺎ ﻛﻨﺖ ﻋﻠﻴﻪ ﺍﻣﺮﺗﻢ ﺑﺎ ﺍﻟﺨﺮﻭﺝ ﻓﺎﻧﺘﺮﻭﻭﻩ ﻭ
 ﻭﺯﺭﻭﺏ ﻭﺍﺧﻮﺟﺐ ﺍﻟﻰ ﺍﻟﻤﺴﺠﺪ ﻓﺒﺴﻮﻩ ﺳﺎﻋﺔ ﺷﺮﺗﻮﻛﻮﻩ ﺭﺍﺧﺮﺟﻪ ﺑﻦ ﺟﺮﻳﺎ ﺍﻟﻄﺒﺮﻱ ﻓﻰ ﺗﺎﺭﻳﺨﻪ ﻣﺤﻤﺪ ﺑﻦ ﻛﻪﺏ
 ﺍﻟﻘﺮﻅﻰ ﻛﺘﺒﻪ ﺑﻦ ﻛﻪ ﺟﺐ ﻋﻠﻰ ﻋﻠﻴﻪ ﺍﻟﺴﻼﻡ ﺟﻨﺎﺏ ﺳﺮﻭﺭ ﻋﺎﻟﻢ ﺻﻠﻰ ﺍﻟﻠﻪ ﻋﻠﻴﻪ ﻭﺍﻟﻪ ﺳﻼﻡ ﻛﻪ ﻟﺒﺘﺮ ﺍﻗﺪﺱ ﺳﻮ ﺍﺗﻬﻪ ﺍﻭﺭ
 ﻗﺮﻳﺶ ﻧﻪ ﻧﺰﺩﯨﻚ ﺑﻮﺭ ﻛﺮﺍ ﻧﻜﻮ ﭘﭽﺎﭘﺎ ﺍﻥ ﺳﻪ ﭘﻮﭼﺎ ﻛﻪ ﻣﺘﺎﺭﻩ ﺩﻭﺳﺖ ﻛﻤﺎﻥ ﺑﻦ ﺟﻨﺎﺏ ﻋﻠﻰ ﻧﻪ ﺟﻮﺍﺏ ﺩﻳﺎ ﻣﻦ
 ﻧﻴﻦ ﺟﺎﺗﺎ ﻛﻤﺎﻥ ﺑﻦ ﻛﻴﺎ ﻣﻦ ﺍﭘﻨﻪ ﻧﮕﻤﻴﺎﻥ ﺗﻪﺑﺎﺗﻨﻪ ﺍﻧﻜﻮ ﭼﻠﻪ ﺟﺎﻧﻨﻪ ﻛﻪ ﻟﻴﻪ ﻛﻤﺎ ﻭﻩ ﭼﻠﻪ ﮔﻴﻪ ﻗﺮﻳﺶ
 ﺟﻨﺎﺏ ﻋﻠﻰ ﻛﻮ ﺑﺎﺭﺍ ﺍﻭﺭ ﺑﺎﺭﺍ ﺑﻪﻟﺎ ﻛﻤﺎ ﺍﻭﺭ ﻛﻤﻴﻦ ﺑﺎﺭﺍ ﻛﻤﺎ ﻛﺎﻝ ﻻﺗﻪ ﺍﻳﻜﻮ ﮔﻨﺸﺘﻪ ﺗﯿﻚ ﻗﻴﺪ ﺭﻛﻤﻜﺮ ﭼﻮﺭﺩﻳﺎ۔

جناب امیر کی خصوصیت جناب سیدہ کے نکاح کے

عن بريدة رضي الله عنه قال خطب ابو بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما فاطمة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انهما صغيرا فخطبها علي فزوجها راخرجه ابو حاتم والنسائي) سیدہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت سیدہ علیہا السلام کی خواہش تکا رکھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ چوٹی بہن پر جناب علیؑ نے انکی خواہش تکاری کی اور حضرت نے ان سے جناب سیدہ کا نکاح کر دیا۔

جناب امیر کا گھر حضرت کے گھر کے درمیان میں ہونا

(۱) عن غار قال سالت عبد الله بن عمر، فقلت الا تحدثني عن علي وعثمان قال اما علي فها بيتي من بيت رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا احد ثلث عنه بغير ما ما عثمان فانه اذن ذنبا عظيما يوم احد فعفى الله عنه واذن قبكه ذنبا صغيرا فقتلتموه راخرجه النسائي في الخصائص وغار كرتا ہے ميٹھے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تم علی اور عثمان کے مرتبہ سے مجھ کو خبردار نہیں کرتے وہ کہنے لگے پس علی انکا گھر یہ دیکھ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے پاس ہے انکے سوا کسی دوسرے کا گھر وہاں بچے نہیں بیٹھا۔ اور عثمان پس انہوں نے احد کے کھن بباری گناہ کیا۔ لیکن خدا نے نہیں بخش دیا۔ اور تمہارا ایک چوٹا گناہ کیا اور تم نے انکو مار ڈالا۔

(۲) عن سعد بن ابی عبدیة قال جاد رجل الى بن عمر فسأله عن علي فقال لا تسأل عن علي ولكن افضل السبب اوسط بيوت النبي صلى الله عليه وسلم راخرجه البخاري والنسائي) و زاد البخاري و زاد ثم قال لعل ذاك يسؤك قال اجل قال فارخم الله فافتك انطلق فاجهد على جهلك روزاد النسائي قال فاني ابغضه قال ابن عمر ابغضك الله عز وجل سيد بن صبيدہ سہ روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے جناب علیؑ کی نسبت سوال کیا ابن عمر نے کہا انکی نسبت مت پوچھا انکا گھر یہ دیکھ کہ حضرت کے گھر کے پیچ میں ہے۔ امام بخاری نے اس حدیث میں یہ الفاظ زیادہ روایت کیے ہیں کہ پھر ابن عمر اس شخص سے کہنے لگے شاید تجھے یہ بات بری معلوم ہوئی ہوگی۔ اس نے کہا ہاں ابن عمر بوسے خدا تیری ناک پر مٹی ڈالے گا اپنے رنج میں ہر جا امام علیؑ علیہ الرحمۃ علیہ السلام میں یہ الفاظ روایت کیے ہیں اس شخص نے عبد اللہ بن عمر سے کہا میں نے اپنے جناب علیؑ سے نصیحت کرتا

ما قبل لہو الرایۃ يوم خيبر (راخوہ ابن الحنفیہ) ابیہی فی یوم خيبر بنی النضالۃ منی و یومہ
 رایت ہر تہیہ کی علامت کا پس خین بائیں ہنکی ہنکی کنگھان میں سے مجھے ایک ڈیجائی تو میر
 تہ کی کندہ سرخ لپٹم ہائے اوٹ کھوی زیادہ پیاری ہوئی پھپھا گیا مگر ان ہی بائیں میں کچھ تگے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ کا زوج ہونا۔ اور محمد بن ربیع کرنا کہ انکو وہ ایسے ہی ہوں
 جائز نہیں۔ اور خیر کہ روز علماء ہونا۔

(۴) عن ابن عمر قال کنا نقول خیر الناس ابو بکر ثم عمر ولقد اعلی علی بن ابی طالب ثلاثاً لکنا
 لان یكون لی واحدة منهم احب الی من حماتہم زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابنتہ وولادہ
 لہ وشد الا جواب الابابہ فی المسجد واعطاء الراية يوم خيبر (راخوہ احمد) ابن عمر رضی اللہ عنہما
 ہین کہ ہم کہا کرتے تھے کہ سب لوگوں سے بہتر ابو بکر اور عمر ہیں اور جناب علی کر ایسی خین بائیں میں کی کہ اگر
 ان میں سے مجھے ایک ہی حاصل ہوئی تو میرے نزدیک سرخ لپٹم والے بیٹے سے زیادہ محبوب تھی حضرت
 کی بیٹی کا زوج ہونا اسان سے اولاد کا ہونا اور سب کے انکے وند آگے کے سوا حق کے وند انہی کا
 بند ہونا۔ اور خیر کہ روز علماء ہونا۔

(۵) عن سعد بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس الا جواب الشاؤ و ترک
 بابہ علی (راخوہ احمد) سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے سب صحابی کی آمد و رفت کے وند آگے بند کر دیتے تھے اور حضرت علی علیہ السلام کا وند آگے چوڑا ہوتا
 (۶) عن سعید بن ابی وقاص قال کانت علی بن ابی طالب لکن لا حد کان بیتہ فی المسجد اعطاء
 الراية يوم خيبر شد الا جواب الاباب علی راخوہ احمد و ابو الحسن فقیہ المذاہب (سنن بیہقی)
 وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب علی علیہ السلام کے ایسے خائل ہیں کہ قوسگر کو حاصل نہیں تھی
 انکا کہ مسجد میں تھا۔ خیر کہ روز انکو علم دیا گیا تھا اور انکے وند آگے کے سوا حق کے وند انہی کا ہوتا تھا

(۷) عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس الا جواب الشاؤ و ترک
 بابہ علی (راخوہ احمد) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے سب صحابی کی آمد و رفت کے وند آگے بند کر دیتے تھے اور حضرت علی علیہ السلام کا وند آگے چوڑا ہوتا
 (۸) عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس الا جواب الشاؤ و ترک
 بابہ علی (راخوہ احمد) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے سب صحابی کی آمد و رفت کے وند آگے بند کر دیتے تھے اور حضرت علی علیہ السلام کا وند آگے چوڑا ہوتا

صف آتی جگہ دی جائے کہ جس میں سیرا ستر نکل سکے حضرت نے فرمایا ہمیں اسکا حکم ہی نہیں ہو وہ شخص رہتا ہوا اور نہایت تنگین واپس ہو گیا پھر آپ نے فرمایا علی کے دروازے کے سوا سب سے باز رہنا کہ وہ اس دروازے سے گذرتے اور جنب میں ہوا کرتے ۔

(۱۱) عن علاء بن عزا قال سألت عبد الله بن عمر عن علي وعثمان فقال اما علي فلا تستل عنه احدا وانظر الى منزلة من رسول الله صلى الله عليه وسلم قد سدا ابوابا في المسجد واقربا به واما عثمان فانه اذن في نيا عظيم يوم القعة انجماع ففعل الله واذهب فيكم ذنبا صغيرا فقتلتموه (اخرج النسائي) علاء بن غزاف مشر بن کہ مینے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے جناب علی علیہ السلام اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل کی نسبت پوچھا وہ کہنے لگے علی کی نسبت کسی سورت پوچھا اور انکی منزلت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دیکھ لے کہ ہمارے سب کے دروازے مسجد میں سے بند کر دیے اور انکا دروازہ برقرار رکھا۔ اور حضرت عثمان نے جس قدر کہ دونو گروہ اکٹھے ہوئے ایک بیماری گناہ کیا پھر خدا نے انہیں بخت دیا اور تمہارا ایک چوٹا سا گناہ کیا اور تم نے انکو مار ڈالا ۔

(۱۲) عن اهل المؤمنین ام سلمة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وآله ان مسجدك حرام على كل حائض من النساء وجنب من الرجال الا على محمد واهل بيته علي وفاطمة والحسن والحسين (اخرج ابواليهق والطبرانی في الکبیر) جناب اہل المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میری مسجد ہر حائض عورت اور جنب مرد پر حرام ہے مگر محمد اور اسکی اہل بیت علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین پر ۔

(۱۳) عن عثمان بن عبد الله القرظی من حديث طويل قال خلب علي في اول يوم بويبر فيه عثمان فقال فيها اناشدكم الله هل تعلمون كان يدخل المسجد غيري جنبا قالوا اللهم لا (اخرج ابن صاكر) عثمان بن عبد الله قرظی ایک حدیث طویل کے درمیان بیان کرتے ہیں کہ جس نے عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت ہوئی اس نے جناب علی علیہ السلام نے خطبہ پڑھا اور اس میں قسم دیکر لوگوں سے پوچھا کہ آیا تم میرے بغیر کسی آدمی کو جانتے ہو جو جنب کی حالت میں مسجد کے درمیان جاسکتا تھا سب نے کہا خدا گواہ ہے کوئی نہیں جاسکتا تھا

(۱۴) عن ناصح بن عبد الله التميمي صلی اللہ علیہ وسلم امر بحد الابواب كلها غير باب علي فقال العباس يا رسول الله اترك لي قدرا مما دخل انا وحدى فقال ما امرت بشئ من ذلك فسد ما (اخرج الطبرانی) ناصح بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی کے دروازے کے سوا سب کے دروازوں کو بند کرنے کا امر کیا عباس نے کہا یا رسول اللہ آپ میرے لیے صرف اتنی جگہ چھوڑ دیں کہ جہاں میں میں اکیلا

وخل ہو سکون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکا مجہ کو حکم نہیں ہے پس سببہ وازہ بند کر دیے ۔
(۱۵) عن علی قال اخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بيدي فقال ان معي سألني ان يطهر مسجدك بهاء
واناسلت ربي ان يطهر مسجدك بك ثم ارسل الى ابني بكرا زيدا يلبك قال سمعا وطاعة فسد بابه ثم
ارسل الى عمر بمثل ذلك ثم ارسل الى العباس بمثل ذلك ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما انا
بسد دت ابوابكم وفتح باب علي وليكن الله فقه باب علي وسيد ابوابكم لا خيرة الا لزارقي مستن جناب
امير علي السلام سرور ايت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے دعا
کی تھی کہ وہ انکی مسجد کو بارون کے ساتھ پاک کرے میں نے بھی خدا سے طلب کیا ہے کہ میری مسجد کو تجھ سے
پاک کرے یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم دے بھیجا کہ اپنا دروازہ بند کرین انہوں نے سمعنا وطاعة کہہ کر حکم کی
تعمیل کی پہرہ سیاح سے عمر رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا یہ اسی طرح سے عباس رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا یہ خبر پہنچا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہارے دروازے بند نہیں کیے اور نہ علی کا دروازہ کہولا ہو
مگر خدا نے تمہارے دروازے بند کیے ہیں ۔

(۱۶) عن عمر بن سہیل قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انطلقی فمرہم ان یسیدوا ابوابہم فانطلقت فقلت لہم ففعلوا الا حرمۃ نقلت یا رسول اللہ قد فعاوا الا حرمۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قل لخرج فلیحول بابہ فقلت لخرجہ از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا مریک ان تحول بامک فحولہ فرجعت الیہ ہوقا ثم یصلی فقال ارجع الی بیتک راخرجہا البزار) عمر بن سہیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جا کر لوگوں کو کہہ دے تاکہ اپنے اپنے دروازے بند کر دیں مینے جا کر کہا یا انہوں نے بند کر دیے مگر حمزہ رضی اللہ عنہ نے بند نہ کیا مینے اگر عرض کیا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کے سوا سب نے بند کر دیے آپ نے فرمایا جا کر حمزہ کو کہو کہ البتہ اپنے دروازے کو پیڑ کے مینے ان سے جا کر کہا انہوں نے ہی اپنا دروازہ پھیر لیا میں حضرت کی خدمت میں لٹ آیا آپ نماز پڑھ رہے تھے بعد فراغت کے آپ نے فرمایا جا اپنے گھر واپس ہو جا۔

(١٤) عن حبة العرف قال لما ارسل الله صلى الله عليه وسلم في المسجد شق عليهم
قال حبة كافي لا تفل الى حزم بن عبد المطلب هو تحت قطيعة حمل روحينا تدركان ويقول اخذت
حك و ابا بكر وعمر والعباس واسكت ابن حك فعلم رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قد شق عليهم
فتوى الصالح جماعة فصل المبر فلم يسمع من رسول الله صلى الله عليه وسلم خطبة كان ابلغ منها نجيها وتوحيدا
فلما فرغ قال ايها الناس ما انا سادتها ولا انا فتحها ولا انا اخرجتكم واسكتته ولكن الله هو امره

ثم قرأ الحمد اذ اهوى، اصل صاحبك وما عني وما ينطق عن اللوى ان هو الا وحى يوحى عليه شديداً
 لا تخشوا بوبكر بن مردويه) حبر بنى رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حبیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دروازوں
 کے بند کرنے کا حکم دیا جو مسجد میں تھے لوگوں پر انکا بند کیا جانا نہایت خفا کی گندہ حب کہتے ہیں اب تک میری
 آنکھوں میں ہے کہ میں نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ سرخ رنگی اوڑھے ہوئے ہیں اور انکی آنکھیں آنسو میں
 ڈبڈبا رہی ہیں اور حضرت سے عرض کر رہے ہیں کہ آپ نے اپنے چچا اور ابوبکر اور عمر اور عباس کو مسجد سے
 نکال دیا ہے اور اپنے چچا زاد بھائی کو رہنے دیا ہے حضرت کو معلوم ہو گیا کہ ان لوگوں پر دروازوں کا
 بند کیا جانا شاق گندہ آپ حضرت نے نماز جماعت کی منادی کرائی اور منبر پر چڑھ کر ایسا فصیح و بلیغ خطبہ
 ارشاد کیا کہ تجبید و تحید میں ویسا خطبہ کبھی نہیں سنا گیا تھا احمد و ثناء ماری کے بعد فرمایا اے لوگو میں نے
 ان دروازوں کو نہ بند کیا ہے اور نہ کھولا ہے اور نہ تم کو نکالا ہے۔ اور نہ اسکو بغیر علی کو رکھا ہے۔
 پھر آپ سورہ والخم پڑھا کہ قسم ہے ستار کی جبکہ وہ گرا نہیں گمراہ ہوا تمہارا صاحب اور میں ہمشکا اور
 نہیں بولتا ہے اپنی خواہش سے مگر جبکہ اسکی طرف وحی بھی جاتی ہے سخت قوتوں والا اسکو سکھاتا ہے
 (۱۸) عن حذیفہ بن اسید الخفاری رضی اللہ عنہ قال لما قدم احوال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 لم یکن لہم بیوت وکان یدیتون فی المسجد فقال لہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یتیتوا فی المسجد فقالوا
 ثم ان القوم بنوا بیوت حول المسجد فجاءوا بوابھا الی المسجد ثم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث الیہم معاذ
 ابن جبل فنادی بالکرم فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرید ان یرسل الی الذی فی المسجد وخرج
 منہ فقال سمعنا وطاعة ثم ارسل الی خیرة مسد بابہ وقال سمعنا وطاعة للہ ولرسولہ وعلی متردد لا یدری
 اھو فین یقعد و فین یخرج وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد بنی لہ فی المسجد بیتا بین ابیاتہ فقال لہ
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکن طاهر و مطہر اقبلت خیرة قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعل فقال یا
 محمد اخر حینا و تمسک علی ان شی عبد المطلب فقال لہ کان الامر لی ما جعلت دونک من احد
 واللہ ما اعطاک ایاہ الا اللہ و انک لعل بحیر من امہ و رسولہم الخیرة فقیہ ابو الحسن ابن المقار
 و ابو بکر بن مردويه) حذیفہ بن اسید الخفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حبیب بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 وسلم کے صحابہ میں آئے جو کہ رات کو سونے کے لیے ان کے گھر نہیں تھے اس لیے مسجد میں ہی سو
 رہا کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تم مسجد میں مت سویا کرو کیونکہ تم جنب ہو جاتے ہو
 پھر صحابہ نے مسجد کے ارد گرد اپنے گھر بنا لیے ادا انکے دروازے مسجد میں رکھے حضرت نے معاذ بن جبل
 کو ان کی طرف بھیجا انہوں نے ابوبکر سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو فرمایا ہے کہ اپنا دروازہ مسجد

مین کو بند کر اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سماعت طاعت لکھ کر حکم کی تعمیل کی۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب حضرت
 رضی اللہ عنہ کے پاس سجاد کو بھیجا انہوں نے یہی سماعت طاعت لکھ کر روزہ بند کر لیا جناب علی علیہ السلام
 متروک تھے اور انکو معلوم نہیں تھا کہ آیا میں یہی رہتا ہوں یا کہ نکالاجاتا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے انکا گھر مسجد کے درمیان اپنے گھروں کے چکر میں بنوایا ہوا تھا۔ فرمایا یا علی تم مسجد میں پاک اور پاک
 کر نیوالے ہو کر رہو یہ بات حمزہ رضی اللہ عنہ کو معام ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر
 عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ ہمارے نکالنے میں اور نبی عبدالمطلب کے نوٹوں کو۔ ہنسنے کا حکم دیتے
 ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ کہہ میں نے کیا ہے حکم کے مطابق کیا ہے جو تمہاری کسی کے لیے نہیں
 تھا۔ خدا کی قسم ہمارے یہ مرتبہ خدا کے سوا اور کیسے اسکو نہیں دیا اور اللہ اور اللہ کے رسول کی جانب
 نیکوترین ہو۔

(۱۹) عن عبد بن ثابت قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى المسجد فقال ان الله اوحى
 الى نبيه موسى ان ابن لي مسجد ظاهر لا يكتنه الا انا وعلی وابنا علي راخرجه بن الغزالی بعدی بن ثابت رضی
 اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکل کر فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے
 اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیج کر ارشاد کیا تھا کہ میرے لیے پاک مسجد بنا جس میں موسیٰ اور ہارون
 اور ہارون کے بیٹوں کے سوا کوئی نہ ہے اسی طرح سے خدا تعالیٰ نے مجھے وحی بھیج کر فرمایا ہے کہ میرے
 لیے پاک مسجد بنا جس میں میرے اور علی اور علی کے بیٹوں کے سوا کوئی نہ ہے۔

تفسیر علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ شرح صحیح بخاری میں سدا ابواب کی نسبت ایک دل چسپ بحث لکھی ہے۔
 جو مختصراً درج ہے۔

جاء في سدا ابواب التي حول المسجد احاديث منها حديث سعد بن ابی وقاص اخرجها احمد والنسائي
 واسناده قوى ورواية الطبراني في الاوسط ورجالها ثقات وحديث يزيد بن ارقم اخرجها احمد
 والنسائي ورجالها ثقات وحديث ابن عباس اخرجها احمد والنسائي ورجالها ثقات وحديث
 جابر بن سمرة اخرجها الطبراني وحديث بن عمر اخرجها احمد واسناده حسن واخرج النسائي من طريق
 العلاء بن عمار ورجالهم رجال الصيغ الاخر لا وقد وثقه يحيى بن معين وغير هذه الاحاديث بقوى
 بعضها بعضا وكل طريق صالح للاحتجاج فضلا عن مجموعها وقد اورد ابن الجوزي هذا الحديث
 في الموضوعات واخرج عن سعد بن ابی وقاص وزيد بن ارقم وابن عمر فتصرا على معنى طرفه من هذه

بعض من تكلم فيه من رواته وليس لك علاج لما ذكرت من كثرة الطرق واحداً يتعاب به حاله ولا يفيده
 الصحة الثابتة في باب أبي بكر وزعم انه من وضع المرافضة قابلوابه الحديث الصحيح في باب أبي بكر
 رضي الله عنه وخطأ في ذلك خطأ شنيعاً فانه سلك رداً للاحادِيث الصحيحة بتوهم المعارضة مع
 ان الجمع بين القضيتين ممكن وقد اشكر لك ذلك النزار في مسنده فقال ورد من روايات اهل
 الكوفة الجمع بينهما عادل عليه حديث أبي سعيد الخدري الذي اخبره عن النبي صلى الله عليه وسلم
 قال لا يحل لاحد ان يطرق هذا المسجد جنباً خيراً ولا غيرك والمعنى ان باب علي كان الى حجة المسجد
 ولم يكن لبنيته باب خیر فلذلك لم يورثه وبيد ذلك ما اخرج اسمعيل القاضي في احكام
 القرآن من طريق المطلبين عبد الله بن حنطب ان النبي صلى الله عليه وسلم لما اذن لاحد ان يمر في
 المسجد وهو جنب لا لعل لان بيته كان في المسجد ومصل الجمع ان الامر بسد الابواب في قم
 مرتين ففي الاولى استثنى علي وفي الاخرى استثنى ابو بكر ولكن لا تتم ذلك الا بان يحمل ما
 في قصة علي على الباب الحقيقي وما في قصة أبي بكر على الباب المجازي والمراد به الخوخة كما صرح
 به في بعض طرقها كما نهرنا امره بسد الابواب فسدوها واحداً خوافاً يستفرون الدخول
 الى المسجد منها فامرهم بعد ذلك بسدها فهدموا طريقتهم لا بأس فيها في الجمع بين الحديثين و
 اشار بها ابو جعفر الطحاوي في مشكل الآثار وابو بكر الكلاباذي في المعاني والكلابي وصرح بان
 بيت أبي بكر كان له باباً من خارج المسجد وخوخة الى داخل المسجد وبيت علي لم يكن له باب الا من داخل
 المسجد انتهى كلامه ملخصاً. يعني وہ دربار کہ مسجد کے ارد گرد تھے ان کی نسبت بہت سی حدیثیں وارد
 ہوئی ہیں ان میں سے سدا بن ابی قحاص کی ایک حدیث ہے جسکو امام احمد بن حنبل اور امام نسائی نے
 روایت کیا ہے اسکی سند میں سب قوی ہیں۔ طبرانی نے بھی اسی حدیث کو روایت کیا ہے جسکو سب
 رجال ثقہ ہیں۔ اور ایک حدیث زید بن ارقم کی ہے جسکو امام احمد اور نسائی رحمہما نے روایت کیا
 ہے اسکے رجال بھی ثقہ ہیں اور دو حدیثیں ابن عباس کی ہیں جسکو امام احمد اور نسائی نے روایت
 کیا ہے انکے بھی سب رجال ثقہ ہیں۔ اور ایک جابر بن سمرہ کی حدیث ہے جسکو طبرانی نے روایت کیا
 ہے اور ایک ابن عمر کی حدیث ہے جسکو امام احمد نے روایت کیا ہے ان دونوں کے راوی حسن
 یعنی اچھے ہیں۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو امام نسائی نے علامہ ابن عساکر کے طریق سے روایت
 کیا ہے۔ غرار کے سوا اسکے رجال بھی ثقہ ہیں۔ اور غرار کو یحییٰ بن معین نے ثقہ مانا ہے یہ تمام
 حدیثیں ایک دوسری سے قوی ہیں۔ انکے مجموعہ سے قطع نظر کرکے انکا ہر ایک طریق احتجاج کی

صلاحت رکھتا ہے۔ ابن جوزی نے احمدیث کو موضوعات میں لکھا ہے اور سعد بن ابی وقاص اور زید بن ارقم اور ابن عمر سے ہکدیکر کے بعض طریقوں پر اسکا اقتصار کیا ہے۔ اور ان لوگوں کی باتوں سے اس میں تنقید پیدا کیا ہے جن لوگوں نے احمدیث کے بعض ادویوں میں کلام کیا ہے لیکن اس امر سے ہماری بات میں رخنہ پیدا نہیں ہو سکتا جب کہ ہم نے احمدیث کو بہت سے طریقوں سے ثابت کر دیا ہے۔ ابن جوزی نے ایک اور حجت بیان کی ہے کہ یہ حدیث اس صحیح حدیث کو مخالف ہے جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازہ کی نسبت وارد ہے۔ ابن جوزی کو خیال پیدا ہوا ہے کہ اس حدیث کو بقابلہ اس صحیح حدیث کو جو حضرت ابوبکرؓ کی شان میں وارد ہے رافضیوں نے وضع کیا ہے۔ لیکن ابن جوزی نے بڑی بہاری غلطی کی ہے۔ اور اس نے تعارض کے دسمت صحیح حدیثوں کے رو کرنے کا سہل اختیار کیا ہے۔ باوجودیکہ جمع بین القضیتین ممکن ہے چنانچہ ہزار احزاب علیہ السلام اپنی سند میں اسکی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اہل کوفہ کی روایتوں میں ان کا جمع واقع ہے۔ اور ان دونوں کے جمع کرنے کے لیے وہ حدیث ہے جو ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے سوا اور یا غنی تیرے سوا کسی کو جنب کی حالت میں مسجد سے عبور کرنا جائز نہیں اس سے مراد یہ ہے کہ علی علیہ السلام کا دروازہ مسجد میں تھا اور اس طرح وہاں کے سوا انکے گہ کا اور کوی دروازہ نہیں تھا اسی لیے حضرت نے اس دروازے کے بند کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ اور اسی کی مؤید ہے وہ حدیث جس کو کہ قاضی سمیع نے کتاب احکام القرآن میں مطلب بن عبید اللہ بن حنظل کے طریقے سے روایت کیا ہے کہ حضرت نے کسی کو علی کے سوا جنب کی حالت میں مسجد سے گزرنے کی اجازت نہیں دی تھی اور دونوں حدیثوں کے جمع کا حاصل یہ ہے کہ دروازوں کے بند کرنے کا وہ دفعہ حکم ہوا تھا پہلی دفعہ میں جناب علی علیہ السلام اور دوسری دفعہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کیے گئے۔ لیکن یہ بات ہو تو پوری ہو سکتی ہے کہ جناب علیؓ کے قصد میں حقیقی دروازہ اور جناب ابوبکرؓ کے قصد میں مجازی دروازہ یعنی خوفہ مراد لیا جائے۔ چنانچہ احمدیث کے بعض طریقوں میں اسکی تصریح ہو چکی ہے۔ جب پہلی دفعہ دروازوں کے بند کرنے کا حکم ہوا تو صحابہ نے دروازے بند کر دیے اور خوفہ یعنی درتچے مسجد کی طرف بنا لیے تاکہ نماز کا وقت دیکھ کر مسجد میں آجائیں لیکن جناب علی کا دروازہ آدھرت کے لیے بدستور کھلا رہا بعد میں ان دیکھ کر ان کے بند کرنے کا حکم ہو گیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خوفہ یعنی درتچے کے سوا سب صحابہ کے درتچے بند کیے گئے۔ پس یہی ایک طریقہ لا باس فیہ ان دونوں حدیثوں کے جمع میں ہے اور اسی طریقہ کے ساتھ ان دونوں حدیثوں کو ابوجبر الطحاوی نے مشکل الآثار میں اور ابوبکر کلاباذی نے معالی الآثار میں جمع کیا ہے کہ صاف اسکی تصریح کی ہے کہ مسجد میں ابوبکر رضی اللہ عنہ

کا خوف تھا اور دروازہ مسجد کی جانب سے مسجود تھا۔ اور جناب علیؑ کی طرف سے اس کا خوف نہ تھا۔

جناب امیر کے سوا کوئی شخص نہایت حالت میں نہ تھا

(۱) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: **ہذا المسجد غیرہ وغیرک راخرجه البزار** ابو سعید نے فرمایا کہ یہ مسجد ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کے سوا کوئی شخص نہایت حالت میں نہ تھا۔

(۲) عن ابن عباس سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: **ہو جنب وهو طریقہ وليس له طریق غیرہ راخرجه احمد والنسائی** ابو سعید نے فرمایا کہ یہ مسجد ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کے سوا کوئی شخص نہایت حالت میں نہ تھا۔

(۳) عن مطلب بن عبد اللہ بن حنظل ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم باذنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: **ہو جنب لا علی لا نسیۃ کان فی المسجد راخرجه اسمعیل القاسمی** ابو سعید نے فرمایا کہ یہ مسجد ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کے سوا کوئی شخص نہایت حالت میں نہ تھا۔

(۴) عن ام المؤمنین ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: **ہو جنب لا علی لا نسیۃ کان فی المسجد راخرجه اسمعیل القاسمی** ابو سعید نے فرمایا کہ یہ مسجد ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کے سوا کوئی شخص نہایت حالت میں نہ تھا۔

(۵) عن ابی ہریرۃ قال قال عمر بن الخطاب لعدی اعطی علی ثلاث خصال لان تربت لی واحدة منہن احب الی من ان اعطی حمرا النعم فسل ملہ قال تزوجہ ابنۃ فاطمۃ واسمکناہ بجد مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لہ ما لا یجل لغیرہ والراۃ یوم خیبر راخرجه احمد وابو یعلیٰ الزحاکم فی المستدرک ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نقل ابن عمر بن الخطاب عن امیرہ کہ کرتے تھے کہ علیؑ ام کو ایسی تین باتیں

وہاں میں کہ اُن ان میں سے مجھ ایک ہی حامل ہوتی تو میری جگہ پر شیخ شہدائی اور نٹ سوہی زیادہ تر محبوب ہوتی کہ پٹے لٹنے سوا کیا وہ کیا ہیں کہنے لگے آج شہرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی جناب فاطمہ سے انکا نکاح کرنا اور مسجد میں اپنے ساتھ انکو رکھنا اور جو بات کہ مسجد میں انکے بیٹے جائز تھی ان کے سوا دوسرے کسی کو جائز نہیں تھی۔ اور حنیف کے مذہب کا دیا جانا۔

(۶) عن جابر بن عبد اللہ قال جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن مصطفون في المسجد فأتى به عسيب بن ملح قال اترقدون في المسجد وقد اجفنا واجعل علي معنا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي انك لا تجل في المسجد ما يجلي لا ترضى ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى لا تنق والذی نفسی بید انک لاذن عن حوضی یوم القیامۃ تن ودعہ رجلاً کما یذاد بعیر الضأ عن الماء، بعضاً لك من حوضی کافی انظر الی مكانك عن حوضی (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم مسجد میں سوئے ہوئے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ کے ہاتھ میں کھجور کی ٹہنی تھی فرمایا کیا تم اذکر رہے ہو۔ ہم دوڑنے لگے جناب علیؑ بھی ہمارے ساتھ دوڑے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی او سر آؤ تم کو جائز ہے مسجد میں جو کچھ کہ مجھے جائز ہے آیا تو رضی نہیں ہوا کہ میری منزلت مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مجھ زنبور کے اس ذات کی قسم ہے جبکہ قبضہ قدرت میں میری جان ہے بیشک تو قیامت کو روز میرے حوض سے لوگوں کو ہانک دیگا جبریل علیہ السلام کہ ہانکا ہوا اور نٹ پانی سے ہانک دیا جاتا ہے عوسج کا عصا تیرے ہاتھ میں ہو گا گویا کہ میں تیرے مقام کو اپنے حوض سے ہوقت دیکھ رہا ہوں۔

(۷) عن عثمان بن عبد اللہ القروی من حدیث طویل قال خطب علی یوم یوم قیامہ عثمان فقال قیامہ انما شد کما لہ هل تعلمون معشر المہاجرین والانصار ان احدا کان یدخل المسجد غیرہ جنبا قالوا اللہ اعلم (اخرجہ ابن عساکر) عثمان بن عبد اللہ قروی ایک حدیث طویل میں ذکر کرتے ہیں کہ خبر روز عثمان رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے صحبت کی جناب علیؑ السلام نے خطبہ پڑھا اور اس میں فرمایا اے صحابہؓ اور انصارؓ کہ گروہ میں تمکو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ تم میرے سوا کسی ایسے شخص کو جانتو ہو کہ حالت جنب میں وہ داخل مسجد ہوا کرتا تھا۔ سب نے کہا خدا گواہ ہے آپ کے سوا کوئی نہیں ہے۔

(۸) عن جابر بن عبد اللہ قال اصرنا بسبب ابواب المسجد کلھا غیاب حلۃ فرما فریہ وهو جنب (اخرجہ الطبرانی فی المعجم) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ہم مسجد کے تمام دروازوں کے بند کر کے کھڑے ہوئے اور ابواب مسجد کے کلے غیاب ہوئے فرمایا فریہ وہو جنب (اخرجہ الطبرانی فی المعجم) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ہم مسجد کے تمام دروازوں کے بند کر کے کھڑے ہوئے اور ابواب مسجد کے کلے غیاب ہوئے فرمایا فریہ وہو جنب (اخرجہ الطبرانی فی المعجم)

(۹) عن ابی ارقم از النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الله عز وجل امر موسى هارون ان يبتوا القوم صلاتاً
وامرهما ان لا يبیت فی مسجد ہما جنب ولا یقربوا فیہ النساء الا ہارون وذریۃہ ولا یجمل لحد از قریب
النساء فی مسجدی ہذا ولا یبیت فیہ الا علی وذریۃہ (اخرجہ ابن عساکر والسیوطی فی الدرام المنثور) ابو
رافع سے منقول ہے کہ حضرت نے خطبہ میں ارشاد کیا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ و ہارون کو حکم دیا آئنی قوم کے لیے گھر بناؤ مسجد
میں کوئی جنب نہ رہو پاؤ اور ہمیں محمد لون سے صحبت نہ کریں سوا ہارون اور اس کی ذریعہ کو اور کسی حلال نہیں کہ
سیری یا مسجد میں رہے اور عورت سے صحبت کرے سوا جناب علی علیہ الصلوہ والسلام اور اس کی
ذریعہ کے ۔

حضرت کا بعض صحابہ کو فرمانا کہ سینے تک نہ بیٹھیں لیکن لا اور علی کو نہیں داخل کیا بلکہ حد

(۱) عن ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعند قوم جلوس فدخل
علی فلما دخل خرجوا تلاموا فقالوا والله انما اخرجنا وادخلہ فرجوا فقال صلی اللہ علیہ وسلم ما انا اذ دخلتہ
واخرجتکم بل الله ادخلہ واخرجکم (اخرجہ النسائی) ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ ہم
جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے اور چند لوگ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ جناب علی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے ان کے
آتے ہی وہ لوگ حضرت کے پاس سواٹھ گئے وہ باہم ملاست کر نو لگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہلکے نکلے یا ہے
اور علی کو اپنے پاس کہا ہے جب وہ لوگ حضرت کے پاس لوٹ کر آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا میں تمہیں نہیں نکالا اور علی کو داخل نہیں کیا بلکہ خدا نے ان کو داخل کیا ہے اور تم کو نکالا ہے۔
(۲) عن الحوب بن مالک قال اتیت مکة فلقیت سعد بن ابی وقاص فقلت هل سمعت لعلی منقبۃ
قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد فتودی فینا لیلۃ لیخرج من فی المسجد الا ال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وال علی فخرجنا فلما اصبحم اتانا حمہ فقال یا رسول اللہ وخرجت اصحابک
واعمالک واسکت هذا الغلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما انا امرت بالخواجکم ولا باسکان هذا
الغلام ولكن الله هو امرہ (اخرجہ النسائی فی الخصائص) حرب بن مالک کہتے ہیں کہ میں مکہ میں سعد
بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے پوچھا کہ جناب علی کے بارے میں سننے ہی کوئی منقبہ
سنی ہے کہنے لگے ہم مسجد میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا کرتے تھے ایک رات ہم میں مناکح
کی گئی کہ آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آل علی کے سوا سب مسجد سے نکل جائیں جسے جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہتے تھے کہ لاٹھیاں اور عصاں کرنے لگے یا رسول اللہ اپنے اعمام اور اصحاب کو مسجد نکال دیا ہے اور اس لڑکے کو رکھ لیا ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نے تمہارے نکالنے اور اس کے رکھنے کے لیے نہیں حکم دیا بلکہ خدا نے حکم دیا ہے ۔

(۳) عن حبة العرف قال لما امر رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يواب لنتي في المسجد شق عليه قال حبة كافي لا نظر الى خمر بن عبد المطالب بن عني الله عنه تحت قطيفة حمراء وعيناك تذه فان و يقول اخو حبة عمك و ابا بكر و عمر بن العباس و اسكنت بن عمك فلعلم رسول الله صلى الله عليه وسلم قد شق عليهم فتودى جامعة للصلوة فصعد المنب فلم يسلم من رسول الله صلى الله عليه وسلم خطبة ابلغ منها تجيلا و توحيدا فلما فرغ قال ايها الناس ما انا سددتها ولا انا فقتها ولا انا خرمتها و اسكنته ثم قرء و النجم اذا هوى ما ضل صاحبكم و ما غوى ان هو الا وحى يوحى راخو حبة ابو بكر بن مردويه حبة عري كبتة بين كحبة تنفرتا صلى الله عليه وسلم نے ان دروازوں کے بند کر دیا حکم دیا جو مسجد میں تھے لوگوں پر یہ بات نہایت شاق گذری حبة لختے ہیں ابا بکر میرے آنکھوں پر ہیں کہ جناب احمرہ سرخ رنگی اوڑھے ہوئے ہیں اور رو رہے ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر رہے ہیں کہ آپ نے اپنے چچا کو اور ابو بکر اور عمر کو اور عباس کو نکال دیا ہے اور اپنے ابن عم کو رکھا ہے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ یہ امر ان لوگوں پر شاق گذرا ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جامع کی منادی زالی اور منبر پر چڑھ کر ایسا فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد کیا کہ تجید و توحید میں اس کے بلیغ تر خطبہ کہی نہیں سنا گیا تھا احمد و ثنائے باری تجائے بعد فرمایا اے لوگو میں نے دروازے بند نہیں کیے اور نہ تم کو نکالا ہے اور نہ اسکو رکھا ہے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ والنجم کی یہ آیتیں پڑھیں خبیثا ترجمہ یہ ہے قسم ہے ستار کی جبکہ وہ گرا نہیں گمراہ ہوا تھا صاحب اور نہ ہٹکا اور نہیں بولتا ہے اپنی خواہش کے مگر جبکہ اسکی طرف وحی بھیجی جاتی ہے سخت قوتوں والا اسکو سکھاتا ہے ۔

(۴) عن سعد بن ابی وقاص و کان مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في المسجد قال فتودى فينا ليرج من في المسجد الا رسول الله صلى الله عليه وسلم و صلى فخرجنا باجمعنا فلما اجمعنا اتاه عم فقال يا رسول الله اخرجنا عما لك و اصحابك اسكنت هذا الغلام قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله عز وجل امر موسى ان يبني مسجدا طاهرا لا يكنه الا هو و هارون و ابنا هارون و ان الله قد امرني ان ابني مسجدا لا يكنه الا انا و علي و الحسن و الحسين و هذا الباب الا باب علي قبل

ان ينزل العذاب فخرج الناس مبادرين وخرج حمزة بجر قطيفة له حمراء وعيناها تذرغان وسبى ويقول
يا رسول الله اخرجت عمك واسكنت ابن عمك فقال صلى الله عليه وسلم ما انا اخرجتك ولا انا اسكنته و
لكن الله عز وجل اسكنه واخرجه ابو سعد في شرف النبوة سعد بن ابوقحاص هو منقول ہے (کہ وہ ہی حضرت
کی سمیت بن سہم بن ہارث تھے) ایک اتھکوپار کر حکم دیا گیا۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی
کے سوا سب لوگ مسجد و تکلیفائیں صبح کو حضرت کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ حاضر ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ
حضور نے اپنے اصحاب اور اعمام کو نکال کر اس لڑکے (یعنی علی) کو رکھ لیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا
نے موسیٰ کو حکم دیا تھا کہ ایک یا ایک مسجد تعمیر کرے ہمیں بجز موسیٰ اور ہارون اور انبایہ و روج کی کوئی رہنمائی پوری اس طرح
سے خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ ایک مسجد بناؤں جس میں میرے اور علی اور حسنین کے سوا کوئی نہ رہے ہم لوگ غلام کے
نازل ہونے سے پیشتر اپنے دروازے بند کر دیں لوگ دوڑ کر دروازے بڑا کرنے میں مشغول ہو گئے حمزہ و ہارون و انبایہ و روج
کھینچے ہوئے کھنوں میں آنسو ڈھبائے ہوئے باہر نکلے اور کہنے لگے یا رسول اللہ آپ نے اپنے چچا کو نکال کر اپنے بھائی کو رکھ
لیا ہے حضرت نے فرمایا یہ مینے تم کو نکال دیا ہے اور یہ کہہ کر کہہ لیا ہوں بلکہ خدا نے اس کو رکھا ہے ۔

(۵) عن علی قال اخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بيدى فقال ان موسى سال ذبہ ان يطهر مسجد
بهارون وانا سالت ذبہ ان يطهر مسجدى بك ثم ارسل الى ابى بكر ان سد بابك فاسترجع ثم قال
سمعا وطاعة فسد بابہ ثم ارسل الى عمار بن عبد الله بن مسعود ان يثقل ذلك ثم قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم ما انا سددت ابوابكم وفقت باب على ولكن فقت باب على وسد بابكم واخرجه
الزوار في مسند الوصافي في الاكتفاء بفتح امل الاربعاء الخلفاء جناب مروی ہے کہ حضرت کے سوا ہرگز نہ
ارٹا دیا کہ موسیٰ نے اپنے خدا سے درخواست کی تھی کہ وہ موسیٰ کی مسجد کو ہارون کے وسیلہ سے پاک کرے اور میری لہجہ
رے التجا کی ہے کہ وہ میری مسجد کو تہ سے پاک کرے پھر حضرت نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا کہ اپنا دروازہ بند
کر لے انہوں نے سمع و طاعت کی مگر دروازہ بند کر لیا پھر حضرت عمرؓ اور عباسؓ رضی اللہ عنہما کو بھی یہی کہلا بھیجا ہر
بعد حضرت نے ارشاد کیا کہ میں نے تمہارے دروازے بند نہیں کیے ہیں اور نہ علی کا دروازہ کہلا چوڑا ہے۔ مگر خدا
نے علی کا دروازہ کہلا چوڑا ہے اور تمہاری دروازے بند کیے ہیں ۔

(۶) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان موسى سال ربه ان يطهر مسجد
بهارون وذريتہ وانی سالت الله ان يطهر مسجدى لك ولذريتك من بعدك ثم ارسل الى ابى بكر ان
سد بابك فاسترجع وقال سمعا وطاعة فسد بابہ ثم ارسل الى عمر كذا لك ثم ارسل الى عثمان فقال ما انا سددت
ابوابكم ولا فقت باب على ولكن الله سد ابوابكم وفقت باب على واخرجه ابو نعیم فی فضائل الصحابة

ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت جناب امیر سوار شاہ کو کیا کہہ سکتے تھے خدا سے التجا کی تھی کہ اسکی سجدہ ماروں اسکی قدرت کو ذریعہ سے پا کرے اور سنیو بھی خدا سے درخواست کی ہو کہ وہ میری سجدہ کو تیرے لیے اور تیری قدرت کو میرے پاک کروانے پر حضرت فرما دیا کہ لڑا ہیجا کہ اپنا دروازہ بند کرے انہوں نے سجدہ طاعتہ لکھ کر دروازہ بند کر لیا پھر حضرت عمرؓ کو یہی ایسا ہی کہلا بھیجا پھر حضرت نے سب پر چڑھ کر فرمایا میں نے تمہارے دروازے بند کیے اور نہ علیؓ کا دروازہ کھلا چھوڑا ہی بلکہ خدا نے ایسا ہی فرمایا ہی

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امیر علیؓ کو اپنی آخرت کی خصوصیت دینا

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال اخبرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین اصحابہ فجاء علی بن ابی طالب فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخیت بین اصحابک ولم توادخ سینی و بین احد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت اخ فی الدنیا والاخرۃ (راخو جہ الدار قطنی) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان بھیجا چارہ قائم کیا جناب امیرؓ نے ہونے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اپنے اصحاب میں بہائی بندی کا رشتہ جوڑا ہے اور مجھے کسی کا بہائی نہیں بنا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو دنیا اور آخرت میں میرا بہائی ہے۔

(۲) عن ابن عمر قال اخبرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین اصحابہ حتی بقی علی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما ترضی ان اکون اخاک قال بلی یا رسول اللہ رضیت قال فانت اخ فی الدنیا والاخرۃ (راخو جہ الخلق) وابن عبد البر فی الاستیعاب) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باہم اپنے اصحاب میں بھیجا چارہ بنا یا علیؓ باقی رہ گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علیؓ کیا تو رضی نہیں کہ میں تیرا بہائی ہوں جناب امیرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں رضی ہوں فرمایا تو دنیا و آخرت میں میرا بہائی ہے۔

(۳) عن سعید بن المسیب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخبرنا بین اصحابہ فبقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابو بکر وعمر واخی بن ابی بکر وعمر و قال لعلی انت اخی (راخو جہ احد فی مسند) سعید بن مسیبؓ نے فرمایا کہ میں نے تحقیق سرور دنیا و آخرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے درمیان بھیجا چارہ قائم کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود نبات اقدس اور ابو بکر وعمر اور علیؓ باقی رہ گئے حضرت نے ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کو ایک دوسرے کا بہائی بنایا اور جناب علیؓ سے فرمایا تو میرا بہائی ہے۔

(۴) زید بن عبد اللہ بن ابی و فی قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مسجد فقال این فلان و این فلان فجعل ینظر فی وجہ الصحابۃ و ینفقذ ہم و یعبث الیہم حتی توافوا عندہ

فاخی بینہم فقال لہ علی بن ابی طالب لقد اہبت روحی یا رسول اللہ حین رأیتک فعلت بأصحابک ما فعلت
 غیرہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والذی بعثنی بلیغی نبیاً ما اخوتک الا لنفسی انت منی بمنزلة ہارون
 من موسی وانت اخي ووارثی فقال یا رسول اللہ ما اراث منک قال ما وراث الا نبیاء قبلی قال وما وراثی
 قال کتاب اللہ وسنن انبیائہ وانت معی فی قصری فی الجنة مع فاطمة اخی والحسن والحسین وانت رفیقی
 ثم تلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ اخوانا علی ہر متقابلین راخوہ احمد فی المسند والمناقب والتقی فی
 کنز العمال زید بن عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سردایت ہر کہین ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 پاس مسجد میں گیا آپ ہر شخص کی نسبت استفسار فرماتے تھے فلان شخص کسان ہے اور فلان شخص کسان ہے
 آپ اپنے اصحاب کو تلاش کرتے تھے اور جو شخص کہ موجود نہیں تھا اسے بلواتے تھے یہاں تک کہ تمام اصحاب حضرت
 کے حضور میں جمع ہو گئے پھر آپ نے ان میں بیباچارہ قائم کیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جناب علی علیہ السلام
 نے عرض کیا یا رسول اللہ میری جان تو نکل گئی تھی جبکہ میں آپ کو دیکھا کہ آپ میرے سوا اپنے اصحاب کے
 ساتھ جو کچھ کہنا تھا کیا۔ حضرت نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی کہ جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں نے
 سچے اپنی ذات کے لیے سبکے پیچھے چھوڑا ہوا تھا تو مجھ سے ایسا ہے جیسے کہ بارون موبے سے اور میرا بیبا
 اور وارث ہے پس علی نے کہا یا رسول اللہ میں کیا چیز حضور سے میراث میں لو لگا فرمایا جو کچھ اگلے نبیوں نے
 لیا ہے جناب علی نے عرض کیا اگلے نبیوں نے کیا چیز میراث میں لی تھی فرمایا خدا کی کتاب اور نبیوں کی سنتیں
 تو بہشت میں میرے ساتھ میری قبر میں ہوگا۔ میری مٹی فاطمہ اور حسن اور حسین کے ساتھ تو میرا رفیق ہے
 پھر آپ نے اس آیت کو پڑھا کہ ہای آمنے سامنے تختوں پر ہونگے۔

(۵) عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ فقال لہ مواخ بیکم
 کما اخي اللہ بین الملائکۃ ثم قال لعلی انت اخي ورفیق ثم تلا ہذا الاية اخوانا علی ہر متقابلین
 راخوہ (بو بکر بن مردویہ) زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا حضرت فرما رہے تھے میں تم میں بھائی قائم کرنا والا ہوں پھر جناب علی علیہ
 السلام سے فرمایا تو میرا بیبا ہے اور رفیق ہے پھر آپ نے اس آیت کو ارشاد کیا کہ ہای آمنے سامنے تختوں پر ہونگے
 (۶) عن دا قح ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت اخي وانا اخوہ راخوہ
 المطہری فی الکبیر) ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ پھر تحقیق جناب علی علیہ السلام
 سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرا بیبا ہے اور میں تمیرا بیبا ہوں
 (۷) عن حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اخي رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین

المہاجرین والانصار کان یواخی بین الرجل ونظیرہ ثم اخذ بید علی فقال هذا اخي قال
 خذ يفة فرسول الله صلى الله عليه سيد المرسلين وامام المتقين ورسول رب العالمين
 لذي ليس له شبيه ولا نظير وعلى اخوة راخرجه احمد في المناقب وابو بكر بن مردويه (خليفة بن
 ليان رضي الله عنه سے روایت ہے کہ سرور دنیا و آخرت صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین و انصار کے درمیان
 رشتہ اخوت ملاتے تھے تو ہر ایک صحابی کو اسکی نظیر کے ساتھ اسکا بہن چارہ قرار دیتے تھے۔ پھر علیؑ
 کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ میرا بہائی ہے خلیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید
 المرسلین اور امام المتقین اور رسول رب العالمین میں انکی شبیہ و نظیر کوئی نہیں علی علیہ السلام انکے
 بہائی ہیں ۛ

(۸) عن ابن عباس قال لما اخى رسول الله صلى الله عليه وسلم بين اصحابه من المهاجرين
 والانصار وهو انه صلى الله عليه وسلم اخى بين ابوبكر وعمر واخي بين عثمان بن عفان و
 عبد الرحمن بن عوف واخي بين طلحة والزبير واخي بين ابي ذر الغفاري والمقداد بن
 ابي لهب ثم اخى بين علي وبين احد منهم فخرج على مضض حتى اتي جد ولا
 من الارض وتوسل راعه ونام فيه فلفه عليه الرية التراب فطلبه النبي صلى الله عليه وسلم
 فوجده على تلك الحالة فوكزه برجله وقال له قم فما صلت ان تكون ابا تراب غضبت حين
 حين اخيت بين المهاجرين والانصار ولما واخ بينك وبين احد منهم اما تصفان
 تكون مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي الا من احبك فقد جف بالامن و
 الايمان ومن ابغضك اما ته الله متبة الجاهلية وحوسب في الاسلام راخرجه الطبراني و
 المستطوع في جمع الحيوام والمنق في كثر الحال ابن عباس رضي الله عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب جناب رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان اخوت کا نامنا اس طرح پر قائم کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عمر رضی
 اللہ عنہ کا اور عثمان رضی اللہ عنہ کو عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا اور طلحہ کو زبیر کا اور ابو ذر غفاری کو
 مقداد کا بہائی قرار دیا اور علی کو کسیکا بہائی نہ بنایا جناب علی نہایت غصہ ہو کر نکل گئے اور زمین پر گر گئے
 اور اپنی کلائی کا تکیہ کر کے سو گئے ہوا سے مٹی اڑ کر انکے بدن پر پڑ گئی حضرت نے انکو تلاش کیا اور
 ایسی حالت میں پایا حضرت نے انکو اپنے پاؤں سے ٹھکرا کر فرمایا اٹھ بھائی کو بچا ابو تراب بننے کے کچھ صلاحیت
 نہیں ہے کیا تو خدا ہو گیا جیکہ میرے صاحب کے درمیان اخوت کو قائم کیا اور تجھ کو کسیکا بہائی نہ بنایا کیا تو
 رضی نہیں کہ تو مجھ کو ایسا ہو جیسکہ ہارون موسیٰ سے مگر میرے بعد نبوت نہیں ہے جو شخص کہ تجھے دوست رکھے

وہ اس اور ایمان میں گہرا پیگا۔ اور جو تجھے دشمن رکھے گا خدا اس کو کفار کی موت سے ماریگا۔

(۴) عن انس رضی اللہ عنہ قال لما كان يوم البأهلة اخى النبي صلى الله عليه وسلم بين المهاجرين والانصار وعلی واقف یراه ویعرفه مکانہ ولم یواخر بدینہ و بین احد فانصرف علی باکی العین فانقده النبي صلى الله عليه وسلم فقال ما فعل ابوالحسن قالوا انصرف باکی العین قال یا بلال اذهب فاتی بنفسی بلال الی علی وعلی قد دخل منزله باکی العین فقالت فاطمة ما یبکیک لا ابلک سے عینیک قال یا فاطمة اخی النبي صلى الله عليه وسلم بین اصحاب المهاجرین والانصار وانا واقف یرانی ویعرف مکانی ولم یواخر بدینہ و بین احد قالت لا یخزنک الله لعلہ انما اخرتک لنفسی فقال بلال یا علی اخی النبي صلى الله عليه وسلم فان علی النبي صلى الله عليه وسلم فقال لہ ما یبکیک یا ابا الحسن فقال اخیت بین المهاجرین و بین الانصار وانا واقف تراہی وتعرف مکانی ولم یواخر بدینہ و بین احد قال انما اخرتک لنفسی لا لیرک ان تکون اخا نبیک قال بلی یا رسول الله فاخذہ بیدہ فارقاہ المنین فقال اللهم ان هذا منی وانا منه الا انہ منی بمنزلہ ہارون من موسی الا ان من کنت مولاہ فاعلی مولاہ قال فانصرف علی قریب العین فاتبعہ عمر بن الخطاب فقال یا ابا الحسن اصبحت مولاہی ومولا کل مومن راخرجہ ابوالحسن فقیہ ابن المغالہ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سب ابہ کے رہے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مهاجرین اور انصار کے درمیان بیابا چارہ قائم کیا علی کثرت سے ہوئے تھے حضرت انکو دیکھ رہے تھے اپنے انکے ساتھ کسی کو شریک اخوت نہ کیا جناب روتے ہوئے گھر کو چلے گئے جب حضرت نے انکو نہ دیکھا تو فرمایا ابوالحسن کیا کر رہے ہیں لوگوں نے عرض کیا وہ روتے ہوئے لوٹ گئے ہیں حضرت نے بلال سے فرمایا اے بلال جا کر انہیں بلال او بلال انکے بلانے کے لیے گئے جناب علی اسوقت تک گھر میں داخل ہو چکے تھے جناب سیدہ انہیں رو رہا ہوا دیکھ کر کہا خدا تمہیں نہ رلائے تم کیوں روتے ہو جناب علی کہنے لگے آج حضرت نے مهاجرین اور انصار میں رشتہ اخوت جوڑا ہے اور مجھے حضرت دیکھ رہے تھے لیکن مجھے کسی کا بیائی نہ بنا یا جناب فاطمہ نے جواب دیا آپ انہیں ہنوں شاید حضرت نے تمہیں اپنی ذات مقدس کے بیائی بنانے کے لیے پیچھے رکھا ہو۔ اتنے میں بلال نے بکا کر کہا یا علی حضرت کے پاس تشریف لے چلے جناب علی حضرت کے حضور میں حاضر ہوئے اپنے فرمایا ابا الحسن تم کیوں روتے ہو عرض کیا یا رسول اللہ حضور نے مهاجرین اور انصار کے درمیان بیابا چارہ کیا تا جوڑا ہے لیکن مجھے کسی کا بیائی نہیں بنا یا فرمایا۔ یا علی میں نے تمکو اپنی ذات کے لیے پیچھے ہٹنے دیا تھا۔ آیا تم اپنے نبی کے بیائی بننے سے خوش تہیں جناب امیر نے عرض کیا یا رسول اللہ میں خوش ہوں۔ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں منبر پر چڑھایا۔ اور فرمایا یا مہاجر النبی میرا ہے میں اسکا ہوں یہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے

ہے سو سے جسکا کہ میں مولا ہوں اسکا علی ہوا ہے انس کہتے ہیں کہ جناب علی نہایت ٹھنڈی آنکھوں سے گہر کو دالیں تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ انکے پیچھے اور کہنے لگے اے ابو الحسن آپ کو مبارک ہو کہ آج آپ میرے اور ہر مومن کے مولا بن گئے ہیں +

(۱۰) عن ابن عباس ان علیا کان یقول فی حین النبی صلی اللہ علیہ وسلم افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم واللہ لا یقلب علی عقابنا بعد اذ ہدانا اللہ واللہ لا ین مات او قتل ان انقلبتم علی اعقابکم لا قتلن علی ما قاتل علیہ حق اموت او اقتل واللہ فی لاخو و ولیہ و وارثہ و ابن عمہ و من انخی بینی و بینہ راخوہ احمد والنساق) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب علی علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں کہا کرتے تھے کہ یہ آیت جو نازل ہوئی ہے کہ اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما جائیں یا شہید ہو جائیں تو تم اپنی اڑیوں کے بل پر جاؤ گے (خدا کی قسم ہے بعد اسکے کہ خدا نے ہم کو ہدایت فرمائی ہے اپنے اڑیوں کے بل پر گز نہیں پھرینگے اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما جائیں یا شہید ہو جائیں اور تم اپنی اڑیوں پر پھرنا چاہو تو میں تم سے جہاد کروں گا جس بات پر کہ حضرت کے جہاد کیا ہے واللہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہائی اور وارث اور ابن عم ہوں اور وہ شخص ہوں جسکے ساتھ حضرت نے اپنی برادری کا رشتہ ملا یا ہے +

(۱۱) عن عمر بن عبد اللہ عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخا بین الناس وترك علیا حتی یقی اخرهم لا یری لہ اخا فقال یا رسول اللہ اخیت بین الناس وتركنی قال ولم تلاف ترکک انما ترکک لنفسی انت اخي وانا اخوك فانی اذا کرک قل انا عبد اللہ و اخو رسولہ لا یعدمہا بعدک الا کذاب (راخوہ احمد) عمر ابن عبد اللہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو دنیا کا رشتہ برادری قائم کیا علی سے کہ پیچھے رہ گئے انکا بہائی بنتا ہوا کوئی نظر نہیں آتا تھا حضرت عرض کرتے تھے کہ یا رسول اللہ آپ کے رشتہ اخوت ملا دیا ہے اور مجھے یوں ہی چوڑ دیا ہے حضرت نے فرمایا تو جانتا ہے کہ تم نے تجھے کیوں چوڑ رکھا ہے۔ ہم نے صرف اپنے ذات کے لیے چوڑ رکھا ہے۔ تو میرا بہائی ہے اور میں تیرا بہائی ہوں۔ ہم تجھے بتاتے ہیں یوں کہا کر میں خدا کا بندہ امرا کے رسول کا بہائی ہوں۔ تیرے سوا اگر کوئی یہ بات کہہ گا تو وہ جھوٹا ہے۔

(۱۲) عن یحییٰ بن مرقا قال اخي رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بن المسلمین وجعل خلعہ علیا حتی یقی اخرهم و لیس بعد اخر فقال لہ اخیت بین المسلمین وتركنی فقال انما ترکک لنفسی انت اخي فی الدنیا والاخرۃ وانا اخوك انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی وانت معی فی قصری نے

الجنتہ معاہدتی فاحلہ وانت اخى ورفیقى ثم تلا رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم اخوانا علی سر متقلبین فخر
قال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان ذاکمک احد نقل انا عبد اللہ و اخو رسولہ ولا یدعہا بعدی الا کذا
مقرر اخبرہ جمال الدین الحدیث حین روضۃ اللہ: بی (الادیبین) یسین بن و کتبتہ من کاتب حضرت
امیر علیہ السلام نے مسلمانوں میں اخوت کا رشتہ قائم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باعلی کو پیچھے چھوڑتے چلے گئے
یہاں تک کہ وہ سب آخر گھٹے اور ذکا بہائی بنتے کے لیے کوئی باقی دراجہ باعلی نے عمن کیا حضورؐ مسلمانوں
کو ایک دوسرے کا بہائی قرار دیدیا ہے اور مجھے چھوڑ دیا ہے حضرت نے فرمایا بیٹے تجھے اپنی ذات کے لیے چھوڑا ہے
تو دنیا و آخرت میں میرا بہائی ہو اور میں تیرا بہائی ہوں تو مجھے سب بارون کی جگہ پر ہے موسی سے مگر نبی میرے بعد نہیں ہے
تو میرا سادہ میرے گھر کے میں جنت میں ہوگا۔ تو میرا بہائی ہو اور میں ہے میرے حضرت نے اس آیت کو ارشاد فرمایا کہ بہائی بہائی
اپنے آمنے سامنے کے تختوں پر ہوں گے میں تجھے کہتا ہوں کہ اگر تجھے کوئی پہچنے تو یہ کہیں اس کا بندہ اور اس کے رسول کا
بہائی ہوں میرے سوا اس بات کو کوئی نہیں کہے گا مگر کہ وہ جھوٹ کہنے والا شیرے گا۔

رسول عن عباد بن عبد الله قال قال علي بن ابي طالب رضي الله عنه اخو رسول الله وانا صديق الاكبر لا يقول فلك
بعد الاكاذب صليت قبل الناس سبع سنين الا خرج احد في المناقب والنسائي في الخصائص
الحافظ ابو زيد عثمان بن ابي شبيب في سننه والحاكم في المستدرک والحافظ ابو نعيم في الحلية
والعقيلي عباد بن عبد الله سے روایت ہے کہ جناب امیر علیؑ سلام فرمایا کرتے تھے میں خدا کا بندہ اور اس کے
رسول کا بہائی اور صدیق اکبر ہوں میری سوا یہ بات کوئی نہیں کہہ سکتا مگر جو کچھ کاذب ہیں نے سب پہلے
ساتھ ہی نماز پڑھی ۔

(م ۱) عن ابی الطفیل قال لما جعل اهل الثوری بن علی عثمان وطلحة والزبیر وعبدالرحمن بن
 عوف وسعد بن ابی وقاص اوسعید بن زید فقال علی صل فیكما احدا منی وحدثنا ابو سعید
 بن یزید وبنو داود بن ابی بن المسلمین قالوا اللهم لا راسیة فیما جعل الیوم ابی الطفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں
 کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کر لی تھی جناب علی اور عثمان اور طلحہ وزبیر اور عبدالرحمن بن عوف
 اور سعد بن ابی وقاص باسعید بن زید کے درمیان مشورت کرنے کے لئے جوڑ دیا جناب ہامیر نے
 فرمایا میرے سوا کوئی تم میں ایسا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل کے درمیان
 رشتہ برادری قائم کیا ہو سب کہنو گئے خدا گواہ ہے بہن

١٥١. عن علي قال طلبني النجاشي سه عليه السلام فوجدني في حائط قائما فقمي برجلي وقد آل
فمروا به لا رضيناك انت اخي وا بولدي تقاتل على سنتي من مات على عهدي يموني

کثرا الجنة ومن مات على عهدك فقد فسخ غيبه من مات على عهدك بعد موتك ختم الله بالامن و
الایمان ما طلعت الشمس وما غربت راخرجه و المناقب) مرقی ہے جناب امیر علیہ السلام سے کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تلاش کیا اور ایک دیوار کے نیچے ٹوکھا پایا آیت اپنے پاس مبارک سے
مجھے ملا کر فرمایا اللہ ہم تجھے رضی کرین تو میرا بہائی اور میرے بچوں کا باپ ہے تو میری سنت پر لڑے گا
جو میرے عہد پر لگا وہ جنت کو خزانہ میں ہوگا۔ اور جو میرے عہد پر لگے گا اسے آرزو پوری ہوگی جو چاہے
تیری محبت پر میرے بعد لگا خدا تعالیٰ مسکا خاندن میں اور ایمان سے لگے گا جس تک کہ آفتاب نکلتا اور
چپتا رہے گا *

(۱۶) عن ابن عباس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم اشهدوا قد بلغت
هذا الخي و ابن عمي وصهره و ابو ولدى الى محمد مرعاه في النار راخرجه بن البدر ابن
عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اے میرے چچا پروردگار
تو گواہ رہو کہ میں نے ہو نچا دیا ہے کہ میرا بہائی ام ابن عم اور میرا داماد اور میرے بچوں کا باپ ہے اور
میرے پروردگار جو شخص نہ اس سے بدشمنی کرے۔ ا۔ یہ آیت اور ذکر کرے گا *

(۱۷) عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي انت اخي و رفيقي في الجنة يا علي سبيغ
الوضوء و ان شق عليك و لا تاكل الصدقة و لا تارة الحدير على الخيل و لا تجالس عوام العجم
راخرجه الحليب) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے
ارشاد کیا یا علی تو میرا بہائی اور جنت میں میرا رفیق ہے یا علی وضو اچھی طے سے کر کہ جو اگرچہ تجھ پر
شاق گذرے اور خیرات نہ کہا پورا کر دے کہ گھوڑے پر نہ چڑھا پورا اور نجو سیون کے ساتھ ساتھ بیٹھو۔
(۱۸) عن اهل المؤمنين عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خيرا خوت
علي و خيرا عا می حمزة راخرجه الدیلمی) جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے
کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے سب بہائیوں سے علی اور حمزہ
حمزہ بہترین *

(۱۹) عن ابن عباس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خيرا خوت علي و خيرا عا
حمزة و ذكر علي عبادته و طهارة الطهارة و ابن عمر و ابن عباس رضي الله عنہ سے روایت ہے کہ سرور
کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ میرے سب بہائیوں میں بہترین علی ہیں اور سب چچوں میں
بہترین حمزہ ہیں اور علی کا ذکر عبادت ہے *

تیسری لالہ الہ اللہ محمد رسول اللہ۔ ہر سطر کا طول و عرض ہزار سالہ راہ کا ہوگا۔ حسن تیرے واسطے
 ہاتھ اور حسین بائیں ہاتھ ہونگے بیانیہ کہ تو میرے اور ابراہیم کے درمیان سایہ عرش کے نیچے اگر
 تیرے گلہ اور بیچے جنت کی سبز پوشاک پہنائی جائے گی۔ اور منادی عرش کے نیچے سے ندا کرے گا
 کیا اچھا باب ہے تیرا ابراہیم اور کیا اچھا بدائی ہے تیرا علی بن ابی طالب جو بیچے علی کہ جب مجھ کو لباس پہنا یا جاوے گا تو
 مجھ کو ہی پہنا یا جاوے گا۔ اور جب میں بلا یا جاؤں گا تو تو ہی بلا یا جاوے گا۔

(۲۲) عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت مکتوباً علی
 باب الجنة قال لا الا الا اللہ محمد رسول اللہ وعلی اخو رسول اللہ قبل ان یخلق السموات بالفیض
 راخو جہ فی المنة قلب والدلی فی فردوس الاخبار جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے زمین و آسمان کے پیدا ہونے سے دو ہزار برس پیشتر جنت
 کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ سوا خدا کے کوئی سب و نہین محمد اسکے رسول میں۔ علی اسکے رسول کے
 بہائی میں۔

(۲۳) عن جابر بن عبد اللہ قال سمعت علیاً ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انا اخو
 المصطفیٰ لانشک فی نسبی + بہ ربیت وسطا ما ولدی + جدی وجد رسول اللہ منقر +
 وفا طم زوجی لا قول ذی قند + صدقہ وحبیر الناس فی کلمہ + من الضلالة والاسراک
 والنکد + قال فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال صدقت یا علی رقت من مطالب
 انسؤل لمحمد بن طلحة الشافعی مروی ہے جابر بن عبد اللہ سے کہ میں نے جناب علی کو فرماتے ہوئے
 سنا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی سن رہے تھے کہ میں جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بہائی ہوں
 میری نسب میں کسی طرح شبہ نہیں ہے۔ میں نے ان کے پاس پرورش پائی ہے۔ انکے دونوں نوہری
 میرے بیٹے میں میرا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دادا ایک ہے۔ اور جناب فاطمہ علیہا السلام
 میری زوجہ ہے یہ قول دروغ نہیں ہے۔ میں نے اس وقت حضرت مسلم کی تصدیق کی ہے کہ تمام لوگ گمراہ
 اور شرک اور انکار کی وجہ سے شبہ میں تھے حضرت نے ہنر کر تبسم فرمایا اور کہا یا علی تم سچ کہتے ہو۔

(۲۴) عن ربيعة بن ناجد از رجلا قال لعلی یا امیر المؤمنین لہ وراثت ابن عمک دون عمک قال
 لما نزلت فانذر عشیرتہ الا قریبین وعلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا علی ان اللہ امرت ان
 انذر عشیرتہ الا قریبین فاصم لنا صاعاً من الطعام واجعل علیہ وجلی شاة واملاء بنا عساً من لبن
 ثم اجعل لی نبی عبد المطلب وابغضهم ما امرت بہ ففعلت ما امرت بہ ثم دھو ثوبہ لہ وہم یوشن

میں اس وقت ان تمام لوگوں کو غمگین کر دیا۔ کٹر اسواہ حضرت نے مجھے فرمایا بیٹہ جا میں بیٹہ گیا حضرت نے دوبارہ اور دوبارہ ان کو ہی ارشاد کیا۔ میں بھی ایک، دو، اٹھارہ بار تیسری بار حضرت نے میرے ہاتھ پر ہاتھ مار کر فرمایا تو میرا بہانہ اور ورت اور وزیر ہے۔ اسیلے میں نے اپنے چچا کے سوا اپنے ابن عم کا ورتہ حاصل کیا ہے۔

تنبیہ، یہ مواخات بھی جتنا بامیر علیہ السلام کے فیشن ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ مواخات مساوات کی دلیل ہے۔ لیکن مساوات منصب نبوت میں محال ہے۔ پس لامحالہ مساوات فی العمل بھی جاسکتی ہو اور مساوات فی العمل منقطع کثرت ثواب ہو۔ اور کثرت ثواب برہان فضیلت ہو۔

رانت منی بمنزلة هارون من موسى،

ان صحابہ کرام کے اسماء جن کو تیسرے زواہر ہوئی ہو

وقد صنف القاضی ابوالقاسم علی بن الحسن بن علی التتوخی کتاباً باسماء ذکاء الروایات من نسخة ثلاثین ورقة عتیقة علیها تاریخ الروایة سنة خمس اربعین واربعمائة وروى التتوخی عن ابی انت منی بمنزلة هارون من موسى عن عمر بن الخطاب عن علی وسعد بن ابی وقاص وعبد اللہ بن مسعود وعبد اللہ ابن عباس وجابر بن عبد اللہ الانصاری۔ وابی ہریرة۔ وابی سعید الخدری۔ وجابر بن سمرة۔ رمالک بن الحویرث۔ والبراء بن عازب۔ وزید ابن ارقم۔ وابی رافع۔ وابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ وعبد اللہ بن ابی اوفی۔ واخیه زید بن ابی اوفی۔ وابی سرجند۔ وحذیفہ بن اسید۔ وانس بن مالک۔ وابی بريدة الاسلمی۔ وابی ایوب الانصاری۔ وحقیل بن ابی طالب وحبتی بن جنادة السلولی۔ ومعاویة بن ابی سفیان۔ وامرسة زوجة النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ واسماء بنت عیس۔ وسعید ابن المسیب۔ ومحمد بن علی بن الحسین۔ وحبیب بن ابی ثابت۔ وفاطمة بنت علی وشرحبیل بن سعد یعنی قاضی ابوالقاسم علی بن الحسن بن علی التتوخی فی سنہ چار سو وپنجاہتیس من

۱۔ انکی نسبت ابن خلدان و فیات الاعیان میں لکھتے ہیں ابوالقاسم بن علی التتوخی لکان ادیباً فاضلاً

و ذکرہ الخطیب فی تاریخہ و علیہ الذین روی عنہم اور معانی ان باب میں لکھتے ہیں قال

الخطیب کتبت عنہ وسمعتہ یقول ولدت بالبصرة فی النصف من شعبان سنہ سبعین و

ثلاثمائة وقد قبلت شہادۃ عنہما الحکام فی حدیثہ و لم یزل علیہ خلک مقبولا الی الخمر و

بأن متغظا فی الشہادۃ عنہما طاصدہ قافی الحدیث۔

اس حدیث کے متعلق ایک تیس ورق کا رسالہ لکھا ہے جس میں بہ حدیث کو عمر بن الخطاب اور جناب علی اور سعد ابن ابی وقاص اور عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن عباس وغیرہ ائمہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔

اس حدیث کا متواتر ہونا

(۱) قال ابن حجر في الصواعق المحرقة واهله ان هذا الحديث متواتر فانه ورد من حديث عائشة و ابن مسعود و ابن عباس و ابن عمر و عبد الله بن زمره و ابي سعيد و علي و حفصة و عاقل بن حجر و علقمہ محرقة من يكتتب بهن كذا كاه هو كذا حدیث متواتر ہے کیونکہ یہ حدیث ائمہ المؤمنین عائشہ اور ابن مسعود اور ابن عباس اور ابن عمر اور عبد اللہ بن زمرہ اور ابوسعید اور علی اور حفصہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہوئی ہے

(۲) قال الحافظ بن عبد البر في الاستيعاب في معرفة الاصحاب في روى قوله صلى الله عليه وآله لعلي انت مني بمنزلة هارون من موسى جماعه من الصحابة وهو من اثبت الاخبار واهلها رواه عن النبي صلى الله عليه وآله سعد بن ابی وقاص وطريق حديث سعد فيه كثرة جلال وقد ذكر بن خزيمة وغيره ورواه ابن عباس و ابوسعید الخدری و ام سلمة و أسماء بنت عمیس و جابر بن عبد الله و جماعة بطول ذكرهم حافظ ابن عبد البر كتابه استيعاب في معرفة الاصحاب من يكتتب بهن كذا تخفرت صلى الله عليه وسلم سے انت مني بمنزلة هارون من موسى کی حدیث کو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے اور یہ نہایت ثابت شدہ ترین اخبار اور صحیح ترین روایات میں سے ہے تخفرت صلى الله عليه وسلم سے ... سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور سعد رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بہت طریقوں سے روایت ہوئی ہے جس کا ذکر ابن خزيمة وغیرہ نے کیا ہے اور سعد کے سوا ابن عباس اور ابوسعید خدری اور ام سلمہ اور اسماء بنت عمیس اور جابر بن عبد اللہ اور ایک جماعت نے روایت کیا ہے جن کا ذکر باعث طول کے

(۳) دروی قولہ صلى الله عليه وآله انت مني بمنزلة هارون من موسى جماعه من الصحابة وهو من اثبت الاخبار واهلها رواه عن النبي صلى الله عليه وآله سعد بن ابی وقاص و ابن عباس و ابوسعید الخدری و جابر بن عبد الله و ام سلمة و أسماء بنت عمیس و جماعة بطول ذكرهم و ذكر ابو الهجاء جلال الدين يوسف بن عبد الله بن محمد بن الحسن بن النضر المزني في تهذيب الكمال ابو الهجاء يوسف بن عبد الله بن عبد الرحمن بن الزكي المزني تهذيب الكمال في اسرار الرجال من يكتتب بهن كذا جناب رسول اللہ صلى اللہ علیہ وسلم حدیث انت مني بمنزلة هارون من موسى کو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث نہایت ثابت شدہ ترا حدیث میں سے ہے اور نہایت صحیح حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلى اللہ علیہ وسلم

وسلم سے سعد بن ابی وقاص اور ابن عباس اور ابوسعید خدری اور جابر بن عبد اللہ اور ام المومنین ام سلمہ اور اسماء بنت عمیس اور صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے خبکا ذکر کرنا باعث طوالت ہے
(۴) قال الحافظ محمد بن یوسف الکبیری الشافعی فی کتابہ الطالب ہذا حدیث متفق علی صحیحہ وادام
الائمة الاعلام الحافظ کا بی عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری فی صحیحہ ووسلم بن الحجاج فی صحیحہ
وابوداؤد فی سننہ وابو عیسیٰ الترمذی فی جامعہ وابو عبد الرحمن النسائی فی سننہ وابن سنی
فی سننہ واتفق الجميع علی صحیحہ وصار ذلك اجماعاً منهم قال الحاكم النیشابوری ہذا حدیث
دخل فی حدیث التواتر حافظ محمد بن یوسف الکبیری الشافعی کتابہ الطالب میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث ایسی
ہے کہ جسکی صحت پر ائمہ اعلام اور حافظان حدیث اتفاق کیا ہے ابوم عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری
نے صحیح بخاری میں اور مسلم نے مسلم میں اور ابوداؤد نے سنن میں اور ابوعیسیٰ ترمذی نے جامع الصحیح
میں اور ابوعبد الرحمن النسائی نے سنن میں اور ابن ماجہ نے سنن میں روایت کیا ہے اور ان تمام
ائمہ حدیث نے اس حدیث کی صحت پر اتفاق کیا ہے اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ اس حدیث کی صحت
پر اجماع ہو گیا ہے خاتم نیا بوری رحمۃ اللہ علیہ صاحب تدرک کا قول ہے کہ یہ حدیث حدیث تواتر کو پہنچ
چکی ہے *

(۴) قال السيوطی فی الاذہار المتناثرة فی الاحادیث المتواترة حدیث اما ترضی ان تكون منی
بمنزلة هارون من موسى اخو جده احمد بن ابی سعید الخدری واسماء بنت عمیس والطبرانی عن
امرئ بن عباس بن حشہ بن جنادہ و ابن عمر و علی جابر بن سمرہ والبراء بن عازب و زید ابن
ارقم رضی اللہ عنہم و هكذا ذکره المتقی فی منتخب قطف الاذہار۔ وقال محمد صل عالم فی المعارج
العلی و هذا حدیث متواتر عند السيوطی حافظ جلال الدین ابی بکر السيوطی کتاب الاذہار المتناثرة
فی الاحادیث المتواترة میں لکھتے ہیں کہ حدیث اما ترضی ان تكون منی بمنزلة هارون من موسى کو امام
احمد بن حنبل نے ابوسعید خدری اور اسماء بنت عمیس اور طبرانی نے ام سلمہ اور ابن عباس اور حبشہ
ابن جنادہ اور ابن عمر اور جابر بن سمرہ اور جابر بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت کیا
ہے اور متقی رحمۃ اللہ علیہ نے منتخب قطف الاذہار میں بھی اس طرح سے ذکر کیا ہے اور محمد صل عالم
کتاب المعارج العلی میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث سیوطی کے نزدیک متواتر ہے۔

(۵) وقال مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فی انزالہ الخفافین المتواترة حدیث انت منی بمنزلة
هارون من موسى روى الحسن سعد بن ابی وقاص واسماء بنت عمیس و علی بن ابی طالب رحمۃ اللہ علیہ

ابن عباس وغیرہم سولانا شاہ ولی امر صاحب کثرت و ہوی ازالہ اختتامین لکھتے ہیں کہ حدیث انت منی منزلة ہارون بن موسی کواثرات میں سے ہے احمدیث کو سعد بن ابی وقاص اور اسماء بنت عمیس اور علی بن ابی طالب اور عبد اللہ بن عباس وغیرہ نے روایت کیا ہے *

(۷) وقال شیخ الاسلام ابن تیمیۃ الحرافۃ فی المنہاج ازہد الحدیث صحیحہ بلا ریب ثبت فی الصحیحین وغیرہما شیخ الاسلام ابن تیمیۃ الحرافۃ منہاج میں لکھتے ہیں کہ یہ تحقیق یہ حدیث صحیح ہے بے شک صحیحہ میں درج ہے *

اسامی مخرجین حدیث نزالت

اخج البخاری ومسلم والترمذی والنسائی عن سعد بن ابی وقاص (والبزار عن ابی سعید الخدری) واحمد (عن کلہما) والعلی بن ابی طالب (عن اسماء بنت عمیس وام سلمہ وحذیفہ بن جنادہ وابن عمر ابن عباس وجابر بن سمیر والبراء بن عازب وزید بن ارقم ومالك بن الحویرث) والخطیب (عن عمر) وقال معہم از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعل ما ترضی ان تكون منی بمنزلہ ہارون من موسی (مفتاح النجا لمرزا محمد معتمد خان اللہ خٹکان) یعنی امام بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی نے سعد بن ابی وقاص سے (ابو سعید خدری) سے اور امام احمد بن حنبل ان دونوں سے اور علی نے (ابن عباس) سے اور طبرانی نے (اسماء بنت عمیس اور ام سلمہ اور حبشی بن جنادہ اور ابن عمر اور ابن عباس اور جابر بن سمیرہ اور براء بن عازب اور زید بن ارقم اور مالک ابن الحویرث) سے اور خطیب بغدادی نے (عمر بن الخطاب) سے روایت کیا ہے کہ یہ تحقیق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے ارشاد کیا کہ کیا نور منی نہیں کہ تیرا مرتبہ مجھ سے ایسا ہو جیسے کہ ہارون علیہ السلام کا جناب موسی علیہ السلام سے تھا *

اب ہم ان ائمہ حدیث کے نام کی فہرست سلسلہ وار

دیتے ہیں جنہوں نے احمدیث کی

مخریج کی ہے

✽

ابجہان ائمہ حدیث کی نام کی فہرست سلسلہ وار دیتے ہیں جنہوں نے اس حدیث کی تخریج کی ہے

مختصر شہرہ نام	پورا نام	مختصر شہرہ نام	نام پورا
ابن اسحاق	محمد بن اسحاق صاحب سیرۃ	ابو یعلیٰ	حافظ احمد بن علی ابو یعلیٰ الموصلی صاحب سند
ابوداؤد الطیالسی	محمد بن سلیمان بن داؤد الطیالسی شمس	ابن جریر	حافظ محمد بن جریر الطبری صاحب تاریخ الرجال والملوک والتفسیر
محمد بن کاتب	محمد بن سعد بن منیع الزہری کاتب الدواقدی	ابو حمانہ	حافظ یعقوب بن اسحاق ابو حمانہ الاسفہانی
الواقدی	صاحب الطبقات الکبیر	ابو حمانہ	ابو حمانہ صاحب سیرۃ تلمیذ سلم
ابن ابی شیبہ	عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان	ابو شیعہ	ابو محمد عبد اللہ بن جعفر بن حبان الاصبہانی
احمد	امام احمد بن حنبل صاحب مسند متنب	ابو شیعہ	المعروف بابی الشیم
بخاری	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری	الطبرانی	حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی
	صاحب جامع الصحیح		صاحب جامع ثلث
ابن عرفہ	حافظ ابو علی الحسن بن عرفہ بن ربیع	الحافظ الترمذی	الحافظ ابو العباس الترمذی
مسلم	امام مسلم بن الحجاج قشیری صاحب جامع	ابو الیث	حافظ ابواللیث نصر بن محمد اسمرقندی الحنفی
ابن ماجہ	حافظ محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی صاحب جامع	حاکم	ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ المعروف بالحاکم النیسابوری
ابن حبان	ابو حاتم محمد بن حبان التیمی صاحب جامع		صاحب المستدرک
ترمذی	حافظ ابو عیسیٰ بن سعید الترمذی صاحب جامع	ابو سعد	ابو سعد عبد الملک ابن ابی عثمان محمد بن
	الصحیح		ابو اسیم المعروف صاحب نفوس النبۃ
عبد اللہ بن احمد	حافظ عبد اللہ بن احمد بن حنبل صاحب ذیاد	ابو بکر الشیرازی	احمد بن عبد الرحمن ابو بکر الشیرازی صاحب
	فی المسند		کتاب الاقواب
ابن ابی شیبہ	حافظ احمد بن ابی شیبہ زہیری صاحب	ابن مردیہ	ابو بکر احمد بن ابی بن مردیہ الاصبہانی صاحب
بخاری	حافظ احمد بن عمر بن عبد اللہ الخاقانی صاحب		المناقب
	المسند تلمیذ بخاری	ابو نعیم	حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی صاحب
نسائی	حافظ ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی		حلیۃ الامام ابو داؤد المعزہ
	صاحب السنن	ابن سلیمان	حافظ اسماعیل بن علی بن حسین بن زنجبیل

مختصر نام شهید	پورا نام	مختصر نام شهید	پورا نام
ابن السمان الرازی	ابن اثیر	ابو اسعادات المبارک بن ابی الکریم محمد بن محمد عبدالکریم الشیبانی المعروف بابن الاثیر الجزری صاحب طبہ الاصول	ابو اسعادات المبارک بن ابی الکریم محمد بن محمد عبدالکریم الشیبانی المعروف بابن الاثیر الجزری صاحب طبہ الاصول
التنوخی	حافظ ابی القاسم علی بن الحسن بن علی التنبیجی	الصالحانی	حافظ سعد الدین ابو حامد محمود بن محمد بن حسین بن یحیی الصالحانی
خلیب	حافظ ابو بکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی صاحب التاریخ	الرازی	امام فخر الدین الرازی صاحب تفسیر کبیر
ابن عبدالبر	حافظ ابو عمر یوسف بن عبد الوہاب المعروف بابن عبد البر النمزی القطبی صاحب الاستیعاب	ابن اثیر	ابو الحسن علی بن محمد بن عبد الکریم المعروف بابن الاثیر الجزری صاحب اسد الغایہ
ابن الغازی	حافظ ابو الحسن علی بن محمد بن طیب الجلابی البغدادی بابن الغازی الشافعی صاحب المناقب	البیہقی	ابو الریبع سلیمان بن سالم البیہقی
الدلمی	حافظ بشیر بن شمر دار الدلمی صاحب فردوس الاخبار	ابن التمار	حافظ محمد بن محمود بن الحسن مجاہد الدین ابو عبد اللہ بن التمار صاحب تارخ
بنوی	امام محمد بن الحسن بن مسعود الفراء البغدادی صاحب مفرج السند وصاحب السند	ابن طلحہ	الشیخ کمال الدین ابو سالم محمد بن طلحہ القرطبی الشافعی صاحب طبیب السؤل
العبدی	حافظ دین بن علوی العبدی صاحب الجمع بین الصحاح الستہ	سبط ابن الجوزی	حافظ شمس الدین ابو یوسف یوسف بن قزعلی بن عبد اللہ البغدادی سبط ابن الجوزی صاحب تذکرہ خواص اللامہ
العاصمی	حافظ محمد احمد بن محمد بن علی العاصمی صاحب زین الفتنہ	ابو یوسف کتبی	حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی صاحب کفایۃ الطالب
السلامی	حافظ عمر بن محمد بن خضر الارودی البلی المعروف بالسلامی صاحب سیرۃ	النووی	امام تکیہ بن شرف النووی شارح سلم وصاحب تہذیب الاسماء واللغات
ابن عساکر	حافظ ابو القاسم علی بن الحسن بن ہشام المعروف بابن عساکر صاحب تاریخ	محیط الطبری	حافظ ابو عباس محمد بن احمد بن عبد اللہ بن محمد الکی الشافعی الطبری صاحب الریاض النضرہ
السلفی	حافظ ابو طاهر احمد بن محمد بن احمد بن ابرہیم سلفی الاصبہانی	الحموینی	الشیخ صدر الدین ابو الحجاج ابرہیم بن
الخوانساری	حافظ ابو السوید الخوافی بن احمد بن محمد الکی		
خاندنم	الشیخ خطیب خاندنم		

مختصر نام مشهور	پورا نام	مختصر نام مشهور	پورا نام
	الموید محمد بن عبد الله بن علی بن محمد الحموی دمشقی	الدولت آبادی	ملک العلماء قاضی شهاب الدین بن شمس الدین
	قراکد السطین		از اولی ثم الدولت آبادی صاحب بیت السعد
ابن سید الناس	محدث ابو لغتم محمد بن محمد المعروف بابن سید الناس صاحب عیون الاثر	ابن حجر عسقلانی	الحافظ احمد بن علی بن محمد المعروف بابن حجر
ابن قیم	حافظ شمس الدین محمد بن ابی بکر المعروف بابن قیم الجوزیه الحنبلی صاحب زاد المعاد	ابن الصبیغ	الحافظ نور الدین علی بن محمد المعروف بابن الصبیغ المالکی المالکی صاحب فضول مہمہ
عبد الله بن قیس	امام عبد الله بن اسعد بن علی بن یحییٰ الیافعی صاحب ہدایۃ الجنان	السیوطی	الحافظ جلال الدین ابو بکر عبد الرحمن السیوطی
ابن کثیر	حافظ اسمعیل بن عمر الدمشقی المعروف بابن کثیر صاحب تاریخ	ابن حجر مکی	الحافظ احمد بن محمد بن علی بن حجر البیتیمی المالکی
علاء الدین سنان	شیخ احمد بن محمد بن احمد الملقب بعلاء الدین	صاحب صواعق محرقة	صاحب تاریخ خمیس
اسمانی صاحب العروة الوثقی	اسمانی صاحب العروة الوثقی	المتقی	الحافظ علی ابن حاتم الدین المتقی صاحب کنز العمال
انصاری	الحافظ ولی الدین ابو عبد الله محمد بن عبد الله	جمال الدین محمد	الحافظ علی بن محمد بن فضل الدمشقی المعروف بجمال الدین
المرزی	الحافظ جمال الدین یوسف بن عبد الرحمن المرزی شافعی صاحب کتاب تحف الاشراف	السنادی	الشیخ محمد بن عبد الرؤوف بن تاج العارفین
الزندی	الحافظ محمد یوسف الزندی صاحب نظم ور السطین	السنادی	الشیخ محمد بن عبد الرؤوف بن تاج العارفین
سید احمدی	العارف الربانی سید علی احمدی دمشقی	عیدروس	الشیخ عبد الله بن عبد ربه صاحب کتاب عقد نبوی و سر مطوی
ابن کثیر	حافظ محمد بن محمد بن محمود صاحب الدین ابو الولید الحلبي المعروف بابن کثیر صاحب وضع النہاظر فی علم الاکل و الاواخر	ابن باکثیر	الشیخ احمد بن الفضل بن محمد باکثیر المالکی صاحب کتاب رسیۃ المال
عبد الرحیم السراقی	الحافظ ابو نذیر احمد بن عبد الرحیم السراقی صاحب الفیہ الحدیث و شرح التقریب	محبوب عالم	الموید محمد بن علی بن جعفر طالقانی صاحب سیرۃ محمد و سیرۃ الخلفاء
		السجستانی	سیرۃ محمد و سیرۃ الخلفاء

مختصر مشہور نام	پوری نام	مختصر مشہور نام	پوری نام
شامولی امر محدث	سلاشاہ علی امر احمد بن عبدالرحیم محدث	عبدالغزیز صاحب	پوری نام
الدہلوی	الدہلوی صاحب انزال الحقا	شیخ احمد دحلان	محدث الحرم الشیخ احمد بن ربیع بن احمد
الجبیلی	ابن خیر احمد بن عبدالقادر الجبیلی صاحب کتاب	دحلان الشافعی صاحب سیرت النبی	
	وخیرۃ المال	السید محمد موسیٰ بن حسن الشبلنجی صاحب	اشبلنجی
	المروی رشید الدین خان الدہلوی تلمیذ شا	کتاب نور الابصار	

احمدیہ کے بعض طرق کا بیان

(۱) عن سعد بن مالک قال خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم علي بن ابي طالب غزوة تبوك فقال يا رسول الله اتخلفني في البعاد والصبيان فقال اما ترضى ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبوة بعدى (اخرجه احمد في المسند والبخاري ومسلم والترمذي وابدو اقدم الطيالسي في مسنده واللقان في الخصائص وابن عرفة ومحمد بن سعد كاتب الواقدي في طبقات الكبيش ابو نعيم في خصائص العتقا والطبراني في المعجم الصغير والبعوى في معايير السنة وابن المغازلي في المناقب وابن الاثير الجوزي في جامع الاصول والنووي في تهذيب السام سعد بن مالك مني امر عنه روى عنه ابي جابر سالت ابا عبد الله عليه السلام غزوة تبوك مني جناب اميركوا بنسے پچھو جوڑنا چاہا جناب امير نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے عورتوں اور لڑکوں میں چھوڑنا چاہتے ہیں حضرت نے ارشاد کیا کیا تو عرضی ہنسن کہ تو مجھ سے بہتر ہارون کے ہوموسیٰ سے لیکن نبوت میرے بعد نہیں ہے۔

(۲) عن سعد بن ابی وقاص عن معاوية امره فقال له ما يمنعك ان تشهد ابا تراب فقال اما ذكرت قلنا قال من رسول الله صلى الله عليه وسلم قلنا اسبيلك ان يكون لي واسعة منهم احب الي من حمل النحر سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يخلفني في بعض غزاه فقال له علي يا رسول الله تخلفني مع النساء والصبيان فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم اما ترضى ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبوة بعدى وسمعه يقول يوم خيبر لا يطعن الي يرخد الا يجيب الله ورسوله فقط لا تخلفني مع النساء والصبيان فقال له في حديثه ودفع الراية اليه فقهر الله عليه ولما تلاه هذه الآية نزع ابي ترابها وابناها فكمروا بها وبنوا بكرها ففستوا وانفككم فذبحها رسول الله صلى الله عليه وسلم ورجع بنا ورجعنا فقال اللهم هؤلاء اهل بيتي راخرجه احمد ومسلم والترمذي والنسائي سعد بن ابی وقاص مني

ابو عزہ سے روایت ہے کہ معاویہؓ نے ان کو کہا کہ آپ ابو تراب پر سب کیون نہیں کرتے۔ سعد نے کہا کیا میں نے تم کو
ان تین باتوں کا ذکر نہیں کیا کہ جب کوئی بے سالت آبِ سلو اور علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ میں ہرگز انہیں سب نہیں
کر سکتا۔ کیونکہ ان میں سے الگ ایک بات یہی ہے کہ جو حاصل ہوتی تو میرے نزدیک سرخ پوشم والے اونٹ سے
بہتر نہی مینے جب باہر و کائنات علیہ وسلم سے سنا ہے وہ تھا کہ ایک آٹے ان کو بعض غزوات میں
اپنے پیچھے چھوڑا تھا۔ حضرت سے جناب علی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے محمد قون اور لڑکوں میں چھوڑ
جاتے ہیں حضرت نے فرمایا کیا تو رضی نہیں کہ تو مجھ سے بہتر لڑکوں کے ہوتے سے لیکن نبی میرے بعد
نہیں ہے۔ و نیز میں نے خیبر کے روز حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کل ہم اپنا علم ایسے شخص کو دین گے
کہ وہ اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اللہ کے رسول سے پیار کرتے ہیں۔ سعد کہنے
لگے پس مجھے گردن اٹھا کر دیکھا اور حضرت نے فرمایا علی کہ ان سے اسکو میرے پاس لے آؤ جو بے حاضر ہے
اکل آٹھوں میں آشوب تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکل آٹھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور علم ان کے
حوالہ کیا اور خدا نے انکو فتح دی۔ اور جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اے محمد جب کوئی والدین سے آگاہ ہو
ہم اپنے بیٹے اور تمہاری بیٹی اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو حضرت
نے جناب علی اور فاطمہ اور حسنین کو بلا بھیجا اور دعا کی کہ اے میرے پورے گھر پر میرے اہل بیت ہیں۔

و عن محمد بن المنکدر قال سئل عن السید الخیر ابی ہاشم سعد انہ سمع اباہ سعدا وهو یقول قال اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ اہل توحی ان تکون منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبوۃ بعدی قال سعید
فلما رجع حتی اتی سعدا فقلت فی حدیث بہ ابنک قال وما ہو یا بنی اخي فقلت هل سمعت من النبی صلی
اللہ علیہ وسلم یقول لعل کلنا او کذا قال نعم و اشار الی اذنیہ و قال سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و سلم قال فمنا راخو بہ النسانی فی الخصال (محمد بن المنکدر سعید بن اسحاق نقل ہے کہ محمد بن اسحاق
بن سعد نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ جناب رسالت آبِ صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی کو
فرماتے تھے کہ کیا تو راضی نہیں کہ میری منزلت مجھ سے ایسی ہو جیسے ہارون کی ہوئے سے لیکن نبوت
میرے بعد نہیں ہے سعید بن المسیب کہنے لگے مجھے اب اسیم کے کہنے پر اطمینان نہ ہوا اور خود جا کر
سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تیرے بیٹے نے ایک بات بیان کی ہے سعد نے کہا وہ کیا بات ہے میں نے
کہا کیا تم نے سنا ہے کہ جناب رسالت آبِ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی کے حق میں اس طرح سے ارشاد
کیا ہے سعد اپنے کانوں کی طرف اٹھا کر کہنے لگے میں نے ان سے یہ حدیث حضرت کو فرمائی ہے جو
سنا ہو حضرت یہ دونوں مجھ سے ہوا میں

(۴) عن ابی سعید قال غزا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوة تبوک وخلف فی اہلہ علیا فقال بعض ما منعہ ان یخرج بہ الا انکرہ صحبہ فبلغ ذلك علیا فذکر للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا بن ابی طالب ما ترضی ان تنزل منی بمنزلة ہارون من موسی راخرجه محمد بن سعد کاتب الواقف فی کتابہ الطبقات الکبیر و ابو نعیم فی حلیۃ الاولیاء ابو سعید خدری عن ابن عمر سے روایت ہے کہ جناب نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر کو مدینہ میں چھوڑ کر غزوہ تبوک کو تشریف لے گئے بعض لوگ کہنے لگے حضرت انکی صحبت پر کارہ تھی اسلئے ان کو چھوڑ چلے میں جناب امیر نے سکر اس بات کو حضرت سوبان کیا حضرت نے فرمایا اے ابن ابی طالب کیا تو رضی نہیں کہ قیرا مرتبہ مجھ سے ایسا ہو جیسکہ ہارون کا موسی سے۔

(۵) عن البراء بن عازب و زید بن ارجحہ رضی اللہ عنہما قالما کان عند غزوة جیش الصغیرہ وہی تبوک قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انہ لا بد من ان اقیما و تقیمہ فخلفہ فلما فصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غازیہ قال ناس ما خلفہ الا بشیء کھم منہ فبلغ ذلك علیا فاتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتی الیہ فقال لہ ماجدک یا علی قال یا رسول اللہ الا انی سمعت ناسا یزعمون انک انما خلقتنی بشیء الا کرہتمنی فتصلحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قال یا علی اما ترضی ان تكون منی بمنزلة ہارون من موسی خیر انک لست بنبی قال بلی یا رسول اللہ قال فانه کذلک راخرجه محمد بن سعد کاتب الواقف فی کتابہ الطبقات الکبیر) بار بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جناب نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ جیش الصغیرہ کو جسے تبوک بھی کہتے ہیں تشریف لے چلے جناب امیر سے ارشاد کیا کہ یا ہم بیان تمہارے یا تم تمہارے جس حضرت انکو پیچھے چھوڑ گئے حبیب حضرت وہاں سے تشریف لے گئے بعض لوگ کہنے لگے حضرت کو کوئی بات انکی بری معلوم ہوئی ہے جس کی وجہ سے انکو پیچھے چھوڑ گئے میں حبیب جناب امیر نے یہ بات سنی حضرت کے پیچھے ہوئے یہاں تک حضور کو ملے حضرت نے فرمایا یا علی تم کہیں آئے ہو عرض کیا یا رسول اللہ میں نے لوگوں کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ آپ کو میری کوئی بات بری معلوم ہوئی ہے جسکی وجہ سے آپ مجھے چھوڑ کر تشریف لیچکے ہیں۔ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنس کر فرمانے لگے کیا تو رضی نہیں کہ قیرا مرتبہ مجھ سے ایسا ہو جیسکہ ہارون کا موسی سے مگر یہ کہ تو نبی نہیں ہے حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہیں یہ ایسی ہی بات ہے۔

(۶) عن علی بن ابی طالب قال خلقتک لان تكون خلیفۃ قلت لخلعت عنک یا رسول اللہ قال لا توفی ان تكون منی بمنزلة ہارون من موسی الا انہ لا نبی بعدک راخرجه الطبرانی فی الاوسط

المتقی کثر العمل) جناب امیر علیہ السلام کو مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ تم نے تجھ کو ایسی
 انچھ پیچھے چھوڑا ہے تاکہ تو ہمارا خلیفہ ہو مینے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں آپ کے پیچھے رہوں گا۔ حضرت
 نے فرمایا کیا تو رضی نہیں ہے کہ تیرا مرتبہ ایسا ہو جیسکہ ہارون کا سو سے لے کر بنی میرے بعد نہیں ہے
 (۷) عن جابر قال غزا رسول الله صلى الله عليه وسلم اهل الخلفاء في اهل فقال يا رسول الله يقول
 الناس خذل ابن عمه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اما ترون ان تكون مني منزلة هارون من موسى
 الا انك انتي بعدك راخو جابر بن المغازلي في المناقب) جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے جناب امیر سے ارشاد کیا کہ تم میرے اہل کے ساتھ میرے پیچھے پیچھے رہو۔ جناب امیر نے عرض کیا یا رسول
 اللہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت نے اپنے ابن عم کو چھوڑ دیا ہے حضرت نے فرمایا کیا تو رضی نہیں ہے کہ تیرا مرتبہ
 مجھ سے ایسا ہو جیسے کہ ہارون کا سو سے لے کر بنی میرے بعد نہیں ہے *

(۸) عن علي بن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما اراد ان يغزو غزاة له فدخلها جفرا وامره ان يتخلف على
 المدينة فقال لا تخلف بعدك ابد فدخلني رسول الله صلى الله عليه وسلم فغرم علي لما تخلفت قيل ان
 اكلم قال فبكيت فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يبكيك يا علي قلت يا رسول الله خصال غير
 واحد تقول قرئت ما اسرع ما تخلف عن ابن عمه وخذله وسيكيني خصلة اخرى كنت اريد ان اتعرض
 للجهاد في سبيل الله فكنت اريد ان اتعرض للاجر فيكيني خصلة اخرى كنت اريد ان اتعرض بفضل
 الله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اما قولك تقول قرئت ما اسرع ما تخلف عن ابن عمه وخذله فان
 لك بي اسوة قد قالوا ساحر وكاهن وكذابي واما قولك اتعرض للاجر ما ترون ان تكون مني منزلة
 هارون من موسى الا انه لاحي بعدك واما قولك اتعرض بفضل الله هذا ابها من قتل جادنا
 من اليمن فبعده واستمتع به انت وفاطمة حق ياتيكما الله من فضله فان المدينة لا تصلح الا بي اوبك
 راخو جابر الحاكم في المستدرک وقال هذا حديث صحيح الاسناد والبرار واما نو بكر العاقولي في موائد
 وابن مردويه وابراهيم بن عبد الله الوصابي العيني في الاكتفا في فضائل الاربعة الخلفاء) جناب امیر
 علیہ السلام نے روایت ہے کہ جب جناب امیر نے عرض کیا کہ میں آپ کے پیچھے رہوں گا تو حضرت
 کو بلا کر مدینہ منورہ میں پیچھے رہنے کا حکم دیا جعفر نے عرض کیا میں کہی حضور کے پیچھے نہیں رہوں گا۔ یہ
 حضرت نے مجھے بتایا اور پیشتر اس کے کہ میں ہارون حضرت نے مجھے قسم دیکر اپنے پیچھے نہ ہٹکی بات ارشاد کیا
 کیا نہیں میں رہنے لگا حضرت نے فرمایا تم کہیں نہ دو تو عرض کیا ایک بات نہیں جس کے لیے رقا ہوں۔

لے دو حضرت نے فرمایا تم کہیں نہ دو تو عرض کیا ایک بات نہیں جس کے لیے رقا ہوں۔

کل قریش کے لوگ کہیں گے حضرت ابن ابی نمر کے کس قدر جلدی بنیزار ہو کر اسکو چوڑ دیا۔ دوسرا سیٹے روٹا ہوں کہ
سیر الارادہ فی سبیل اللہ جہاد کرنے کا تھا +

میں جا رہا تھا کہ مجھے اجر حاصل اور اس وجہ سے بھی قتا ہوں کہ میری خواہش تھی کہ خدا کی مہربانی سے مجھے
غنیمت میں سے حصہ ملیگا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا یہ جو تم کہتے ہو کہ قریش یہ کہیں گے کہ
حضرت ابن نمر کے کس قدر جلدی بنیزار ہو کر اسکو چوڑ گئے ہیں پس اس میں تیرے لیے ایک میری منت
مقتدا ہے کہ مجھ لوگ اس حرام کا ذب کرتے ہیں اور یہ جو تم کہتے ہو کہ میں احبار کے ملنے کی بات نہ کر رہا ہوں پس کیا تو رضی نہیں
کہ میری منزلت محمد بن ابی ہریرہ کی سوسو گزنی میری بعد نہیں ہو تو وہ تم کہتے ہو کہ مجھے خدا کی مہربانی سے غنیمت ہو
حصہ ملے پس یہ سب جو کچھ کہہ رہا ہوں اس میں سے آئی ہیں تم انکو سچا سمجھنا اور تم اس کا فائدہ اٹھاؤ جانتا کہ خدا
کی مہربانی سے تمہیں غنیمت ہو حصہ ملے کیونکہ مدینہ میرے یا تیرے سوا شہید نہیں رہ سکتا +

(۹) عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي انت مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي
بعدي وعافني اهل راحه بن المغازل في المناقب) عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے ارشاد کیا کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے جو موسیٰ سے ہے مگر
نبی میرے بعد نہیں ہوگا اپنے انکو اپنے اہل میں پنا خلیفہ بنا کر پیچھے چوڑا۔

(۱۰) عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي انت مني بمنزلة هارون من موسى الا
انه لا نبي بعدي راحه بن المغازل) انس ابن مالک سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جناب امیر سے فرمایا کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے جو موسیٰ سے ہے لیکن نبی میرے بعد نہیں ہے +
(تفسیر) بعد احادیث کہ صدر میں بھی گئی ہیں وہ سب موقع نبوک کے متعلق ہیں۔ لیکن انھیں سے
علوم ہوتا ہے کہ حضرت نے احادیث کو موقع نبوک کے ساتھ اور چند مواقع میں بھی ارشاد کیا ہے جہاں
جناب امام جعفر صادق علیہ السلام روایت فرماتے ہیں عن جعفر الصادق عن ابائہ علیہم السلام قال
ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لعلي في حشره مواضع انت مني بمنزلة هارون من موسى راحه بن المغازل
المصنف في اللوحه القربی نے امام ابن مطلق جعفر صادق علیہ السلام اپنے آبا سے کہ امام علیہم السلام نے
حدیث فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے اس مقام پر
یوں ارشاد کیا ہے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے جو موسیٰ سے ہے +

از انجلا چند مقام درج ذیل ہیں +

بالحق (موقع ولادت حسنین علیہما السلام

۱۱) عن جابر بن عبد اللہ قال لما ولدت فاطمة الحسن قالت لعلی سمہ فقال ما کنت لاسبقی باسمہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم اخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما کنت لاسبقی باسمہ ربی عز وجل فاحی اللہ
 عز وجل الحی ہما یل انہ قد ولد للحمد ولد فاطمہ وحسنہ وقل لہ ان علیا منک بمنزلة ہارون
 من موسیٰ نعمہ باسمہ بن ہارون فہبط جبریل فہناہ من اللہ عز وجل ثم قال ان اللہ تعالیٰ ذکرہ
 امر لہ ان یسمیہ باسم بن ہارون فقال فما کان اسم بن ہارون فقال شہر فقال صلی اللہ علیہ وسلم لسان
 عربی فقال فسمی الحسن راخرجہ الملائکۃ فی کتابہ وسیلۃ المتعبدین فی متابعتہ سید المرسلین طہرا بن
 عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب جناب جن پیدا ہوئے جناب بکسیدہ نے حضرت علی سے کہا اے کانام
 رکھو جناب علی نے فرمایا میں اس کے نام رکھنے میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر سبقت نہیں کر
 سکتا ہر جا کہ حضرت کی خدمت میں عرض کیا حضرت نے فرمایا میں اسکی نام رکھنے میں اپنے پروردگار پر
 سبقت نہیں کر سکتا پس پروردگار نے جناب جبریل علیہ السلام کو فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں
 لڑکا ہوا ہے انکو ہا کہ تختیت دو اور کہو یہ تحقیق علی تم سے بہتر لڑکا ہارون کے ہے موسیٰ سے بہتر اس کے
 بیٹے کا نام ہارون کے بیٹے کے نام پر کہو۔ پس جبریل علیہ السلام نے نازل ہو کر رسم مبارک با واد ا
 لی اور کہا کہ پروردگار فرماتا ہے کہ آپ اسکا نام ہارون کے بیٹے کا نام پر رکھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے پوچھا ہارون کے بیٹے کا کیا نام تھا جبریل نے کہا شہر حضرت نے فرمایا میری زبان عربی ہے جبریل
 نے کہا پس آپ اسکا نام حسن رکھیں۔

(ب) موقع النسا و ابواب مسجد

(۱) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی ان موسیٰ قال ربہ ان یطہر مسجد لہارون
 وفدیتہ وانی سالت اللہ ان یطہر مسجدی لک ولذہریتک من بعدک ثم ارسل الی ابی بکر ان سد
 بابک فاسترحم وقال سمعا وطاعة فسد بابہ ثم االی عمر کذلک ثم سعد المنبر فقال ما انا سدت
 ابوابکم ولا فقت باب علی ولكن اللہ سد ابوابکم وفتح باب علی راخرجہ ابو نعیم فی الخلیۃ ابن
 عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے ارشاد کیا کہ حضرت کو
 علیہ السلام نے پروردگار سے دعا کی تھی کہ انکی مسجد کو ہارون اور اسکی ذریت کے لیے پاک کرے اور میری
 خدا سے دعا کی ہے کہ میری مسجد کو میرے اور میری اولاد کے لیے میرے بعد پاک کرے پھر حضرت نے
 ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کھلا بھیجا کہ اپنا دروازہ بند کر دے اور لوٹ جا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بستر شہم
 لے کر دروازہ بند کر دیا۔ پھر حضرت عمرؓ کی طرف ہی ایسا ہی کہلا بھیجا۔ پھر سیر پر پھر فرمایا نہ سینے تمہارا

فوارہ بند کیمین اور نہ علی کا دروازہ کھولا ہے بلکہ خدا تعالیٰ نے تمہاری دروازہ بند کیے اور جبار علی بن ابی سلمہ
دروازہ کھولا ہے +

(۲) عن جابر بن عبد اللہ انہ قال جانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن مضطجون فی المسجد فی
عصیہ یطرب قال اترقدون فی المسجد واجعل علی معنا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم تعال
اعلیٰ وہ یجل لك فی المسجد ما یجل لی لا ترضون تكون منی بمنزلة ہارون من موسیٰ الا النبی
بالذی نفسی بیدہ لک لئلا یتذ عن حوضی یوم القیامۃ تذ ودعہ رجلا کما یزاد البعیر الضال عن
الماء بصارک من ہویہ کانی انظر الی مقامک من حوضی راخرجه الخوارزمی فی المناقب جابر
ابن عبد اللہ کہتے ہیں ہم مسجد میں سو رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے انکے ہاتھ میں
کھجور کی چٹری تھی فرمانے لگے کیا تم مسجد میں اونگڑ رہے ہو ہم اٹھ کر بیٹھے اور علی بھی ہمارے ساتھ
بیٹھے حضرت نے فرمایا اے علی ادھر آؤ تجھے مسجد میں وہ امر جائز ہے جو کچھ مجھے جائز ہے کیا تو رضی
ہمیں کہ قبری منزلت مجھ سے ایسی ہے جیسے ہارون کی سو سے سوا نبوت کے قسم ہے اس فرشتہ کی
جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ تو میرے حوض سے لوگوں کو اس طرح سے ہانکے گا جس طرح
سے ہتھکڑیا اونٹ پانی سے ہٹکا دیا جاتا ہے تیرے ہاتھ میں جو بیچ کا عصا ہوگا میری آنکھوں میں پھر رہا
ہے تیرا مقام میرے حوض سے +

(ج) موضع عقد سوا خات

(۱) عن زید بن ابی اوفی قال لما اخى رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین اصحابہ فقال علی لقد ذهبی
وانقطع ظہری حین رأیتک فعلت باصحابک ما فعلت غیری فان کان هذا من سخط علی فلک العتبی
والکرامۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی بعثنی بالحق ما اخبرک الا لنفسی وانت منی بمنزلة
ہارون من موسیٰ خیر لہ لا نبی بعثک وانت اخى وادنی قال وما ارف منک یا رسول اللہ قال ما ورت
الا نبیاء من قبلی قال وما ورت الا نبیاء من قبلک قال کتاب اللہ وسنتہ نبیہم وانت معی فی قصری فی
الجنة مع فاطمة ابنتی وانت اخى ورفیقى راخرجه احمد فی المسند والمتقی فی کتالعمال والخطیب
ابو الشیخ والصالحانی والنسبندی زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے صحابہ کے درمیان ہمایا چاہا یا علی کہنے لگے میری جان نکل گئی اور پیٹھ ٹوٹ گئی جب
میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ میرے سوا اپنے اصحاب میں رشتہ انوث قائم کر رہے ہیں اگر یہ مجھ پر کسی
آپ کی ہمارا خشکی کی وجہ سے تو اچھا جیسے آپ کی رضا ہے جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اٹھا دیکھا کہ اگر میری بہت تیرے حق میں وہی بات نہ کہنے لگے تائیں جو میرے علیہ السلام کے حق میں اٹھتا
 کہ ہے میں تو میں تیری نسبت میں بات بیان کرتا کہ نہ گذرتا تو مسلمانوں کے کسی مجھ پر مگر کہ تیرے پٹون
 کی مٹی اٹھا لیتے اور تیرے وضو کے پانی کو لیکر اس سے شفا چاہتے۔ لیکن تیرے حق میں اتنی بات ہی
 کافی ہے کہ تو مجھ سے جبرل ہارون کے ہے موسیٰ سے سوا اسکے کہ نبی میرے بعد نہیں ہے۔ تو میری
 ذمہ داری کو پورا کرے گا اور میرے ننگا پن ڈھانپے گا۔ اور میری سنت پر لوگوں سے لٹے گا۔ اور
 توکل قیامت میں سب خلقت سے میرے نزدیک ہوگا اور تو حرمین پر میرا خلیفہ ہوگا۔ اور تیرے خیمہ نقد
 کے منبروں پر خیمہ موندے مجھے گھیرے ہوئے ہونگے میں انکی شفاعت کروں گا وہ جنت میں میرے
 ہم سایہ ہونگے۔ کیونکہ تیرے ساتھ لڑنا میری ساتھ لڑنا ہے اور تیرے ساتھ صلح کرنا میرے ساتھ صلح کرنا
 ہے۔ اور تیرا ازبیر ازبہ ہے۔ اور تیری اطاعت میری اولاد ہے۔ تو میرے فرض کو ادا کرے گا اور میرے
 وعدوں کو پورا کرے گا۔ حق تیری زبان اور تیرے دل میں اور تیرے ساتھ اور تیرے سامنے اور تیری
 آنکھوں کے آگے ہے۔ ایمان تیرے گوشت اور خون میں ایسا ملا ہوا ہے جیسے کہ میرے گوشت اور خون
 میں ملا ہوا ہے۔ حرمین پر تیرا دشمن وارد نہیں ہوگا۔ اور تیرا محاسب سے غائب نہیں ہوگا۔ جناب امیر
 میں گر گئے اور کہنے لگے شکریہ ہے۔ اس ذات کا جس نے مجھ پر اسلام سے احسان رکھا ہے اور مقرر
 مجھ کو سکایا ہے اور مجھ کو تمام خلائق کے بہتر اور تمام مخلوق سے زیادہ عزت والے اور سب ہاشمیان
 آسمان زمین سے خدا کے نزدیک یادہ بزرگی والے خاتم النبیین اور سیدہ برسلان برگزیدہ اولین
 اور آخرین کا دوست بنایا ہے خدا کا نہایت احسان اور فضل ہے مجھ پر پہلی شخصیت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا اگر باعلیٰ تو نہ ہوتا تو مومنوں کی شناخت نہ ہو سکتی یہ تحقیق خدا تعالیٰ نے ہر ایک نبی کی
 نسل اس کی صلب سے بڑائی ہے اور میری نسل تیری صلب سے بڑائی ہے پس تو میرے پاس خد
 خلقت سے بزرگ تر اور عزیز تر ہے۔ میرا محبوب سب سے محبوب ہے جو حرمین پر میرے پاس آئے والے میں
 بزرگ تر ہے۔

(۵) موقع خطائے خاتم درگاہ

(۱) عن حباب بن الربیع قال بینا عبد اللہ بن عباس جالساً علی شہیر بن عمرو یقول قال رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ اذا قبل رجل محمداً بما به جعل بن عباس یقول قال رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ والہ وسلم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ فقال ابن عباس سالتک یا رسول اللہ عن انتقام
 فکشف العمامۃ عن وجهی فقال ایہا الناس من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا جند فی جہنم

البدر بن ابوذری الغفاری سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقولین والافعیما ورأیت یقولین والافعیما یقول
 علی قائم الدرة وقاتل الفجرة منصور من نصره مخدول من خذله انما انی صلیت مع رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم یوما من الايام صلوۃ الظهر فسال سائل فی المسجد فلم یعطہ احد شیئا فرجع السائل
 ید الی السامع قال اللہم اشهد ان سالت فی مسجد نبیک فلم یعط فی احد شیئا فکان علی داکما فاکو
 الیہ فخصر الیمنی وکان یختم فیہا فاقبل السائل حتی اخذ الخاتم من خصره وذلك یمین النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم وهو یصلی فلما فرغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من صلوۃ رفع رأسہ الی السماء وقال
 اللہم ان اخي موسی سالت فقال رب اشرح لی صدرك ویر لی امری واحلل عقدی من لسانی یفتقر
 قولی واجل لی وزیرا من اهل ہارون اخي شد بہ ازری واشکرک فی امری فانزلت علی قرآنا
 ناطقا مستشدا به عضدک باخیک ونجیل لکما سلطانا فلا یصلون الیکما اللہم فانما محمد
 بیئتک وصفتک اللہم فانشرح لی صدرك ویر لی امری واجل لی وزیرا من اهل علیا اخي اخذ
 بہ ازری قال ابوذری فما استقم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا حتی نزل علیہ جبریل بن عندا شد
 فقال یا محمد اقرأ قال ما اقرأ قال اقرأ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون
 الصلوة ویؤتون الزکوة وهم راکعون راجعہ الثعلبی فی تفسیرہ المسمی بکشف البیان فی
 تفسیر القرآن وکمال الدین محمد بن طلحة الشافعی فی مطالب السؤل وسبط ابن الجوزی فی تذکرة
 خواص الامة ومحمد بن الرندی فی نظم در السطین وابن الصباغ المالکی فی الفصول المهمہ
 والامام فخر الدین الرازی فی تفسیر الکبیر عباس بن الریسی سورہ رایت ہو کہ ایک دفعہ ابن عباس رضی اللہ
 عنہما ہوا نذر مہ کے کنارے بیٹھے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کر رہے تھے کہ ایک شخص نے
 ایک آدمی کو مار پھینکا انکا ابن عباس حدیث کے بیان کرنے سے رک گئے وہ شخص حدیث بیان کرنے لگا
 ابن عباس کہنے لگے اے شخص میں تجھے خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں سچ بتا تو کہن ہے اس نے اپنا چہرہ
 کھول دیا اور کہنے لگا جینے مجھے پہچانا ہو اور جینے نہ پہچانا ہو وہ پہچان لے کہ میں جنید بن جنادہ
 السبکی ابو ذری غفاری ہوں۔ میں نے آنحضرت سے ان اپنے دونوں کانوں کے ساتھ سنا ہے ورنہ یہ
 دونوں ہرے ہو جائیں اور ان دونوں کانوں سے دیکھا ہے ورنہ دونوں ٹہم ہو جائیں۔ آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم جناب علی کی شان میں فرماتے تھے وہ نکو کاروں کا پیشوا ہے اور بدکاروں کا قاتل ہے
 فتحمذہ ہوا جلیس نے اسکی مدح کی اور چوڑا گیا وہ شخص جیسے اسکو چوڑا رہا میں ایک دفعہ جناب سالت آیا
 جسے ابوعبیدہ بن جراح نے اسکی مدح کی اور چوڑا گیا وہ شخص جیسے اسکو چوڑا رہا میں ایک دفعہ جناب سالت آیا
 جسے ابوعبیدہ بن جراح نے اسکی مدح کی اور چوڑا گیا وہ شخص جیسے اسکو چوڑا رہا میں ایک دفعہ جناب سالت آیا

اسے کہہ دیا سائل آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہنے لگا اے خدا گواہ رہو میں نے تیرے رسول کی مسمیٰ میں ہوا کیا تھا مجھے کسی پر کو نہیں دیا جناب امیر کو عزم میں رہے سائل کی طرف اپنے دامن ہاتھ کی چنگلی سے شام کیا اس میں ہلگوٹھی تھی سائل نے بڑبڑاتا دلی یہ سارا ماجرا حضرت کے مواجہ میں ہوا حضرت نماز سے فارغ ہو کر دعا کرنے لگے الہی میرے بہائی دوسی نے تجھے استدعا کی تھی کہ اسے میرے پروردگار میرے سینہ کو کھول اور میرے کام کو آسان بنا میری زبان کی گرہ کو دکھاتا کہ میری باتیں لوگ سمجھ سکیں اور میرے گھر کے لوگوں سے میرے بہائی بارون کو میرا وزیر بنا اسکی وجہ سے میری پشت کو قوی کر اور اسکو میرے کام میں میرا شریک بنا پس الہی تو نے اپنا بولتا ہوا قرآن اس پر نازل کیا کہ ہم تیرے بہائی کی وجہ سے میرے بازو کو قوی کر دینگے اور مہم و فتنوں کو غالب بنائیں گے کہ وہ لوگ تم تکملین ہو پنجہ سکین گے الہی میں محمد تیرا نبی اور تیرا برگزیدہ ہوں۔ الہی پس میرے ہی سینہ کو کھول اور میرے کام کو آسان بنا اور میرے گھر والوں میں سے علی کو میرا وزیر بنا اور اسکی وجہ سے میری پشت کو قوی کر۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ ابھی حضرت نے اپنی دعا کو ختم نہیں کیا تھا کہ جبریل علیہ السلام خدا کے پاس سے تشریف لاکر کہنے لگے اے محمد پڑھ حضرت نے فرمایا کیا پڑھوں جبریل نے کہا پڑھ بھرا بسکے نہیں کہ تمہارا رفیق اللہ اور ہمارا رسول ہے اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں وراثت لیکر وہ رکوع میں ہیں۔

(۲) عن اسحاق بن عمار قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يقول اللهم اني اسألك بما سالك اخو موسى ان تشرح لي صدري وان تيسر لي امري وان تخل حقتي من لساني يفتقها قولي واجعل لي زليلاً من اهل عليا اخي شدة بياض في امرى كي ينحك كثرها وند كرك كثرها انك كنت بنا بصيراً راخو جة الخطيب بن عساكر في تاريخه ما وا بن مردويه في المناقب ومحمد صدر عالم في المعارج العلى) اسحاق بن عمار نے فرمایا کہ اے اللہ میں نے تجھے دعا کی کہ میرے سینہ کو کھول اور میرے کام کو آسان بنا اور میری زبان کی گرہ کھول تاکہ لوگ میری بات کو سمجھ سکیں اور میرے اہل و عیال کو میرے بہائی علی کو میرا وزیر بنا اور اس کے ساتھ میری پشت کو قوی کر اور اسکو میرے کام میں میرا شریک بنا تاکہ ہم حیرت نسیم اور تیرا ذکر کثرت سے کریں اور تو ہمیں دیکھتا ہے۔

(۳) عن موسى بن جعفر قال دخلت على فاطمة بنت علي فقال رفيقي ابو محمد كملك فقالت

یہ علیؑ کی تہذیب ہے۔ انت باطل اول المؤمنین ایمانا واولہم اسلاما ثم قال انت منی بمنزلة هارون من موسی وکتاب علیؑ من ذم انہ چھٹی وینخصک راخرجہ الحسن بن بدیع فیما رواہ الخلفاء واما فی الکوفی والشیرازی فی الاقوال ابن النجار والمتقی فی کتالعمال (وابن السمان والمواقفة ومحب الطبری فی الرایض النضرة فی فضائل العشرة) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہنے لگے علیؑ کے ذکر سے باز رہو۔ میں نے جناب رسالتؐ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علیؑ میں اس میں باتیں ہیں۔ گالگ ان میں سے ایک یہی ہے کہ حاصل ہوتی تو سپاہ چنیزوں سے کہ جو پر آفتاب طلوع ہوتا ہے میں اسکو بہتر سمجھتا ہوں اور ابوبکر اور ابوعبیدہ بن الجراح اور چند نفر اصحاب رضی اللہ عنہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر تھے اور حضرت جناب امیر کے سینہ کے ساتھ تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے کہ حضرت نے علیؑ کے کندھے پر ہاتھ مار کر ارشاد کیا کہ اس علیؑ تو سب مومنوں سے ایمان لانے میں پہلا ہے اور سب مسلمانوں سے اسلام لانے میں مقدم ہے اور تو مجھے بہتر پہنچاؤ گے ہر مومن سے اس نے مجھ پر جوت بولا ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ مجھ سے محبت رکھتا ہے درانحالیکہ تجھ سے بغض رکھتا ہو۔

(۲) عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله في بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي راخرجہ الخليلی المتقی فی کتالعمال (عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتؐ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علیؑ مجھ سے بہتر ہارون کے ہر موسیٰ سے۔ (ح) جناب ام المؤمنین ام سلمہ کے گھر کا موقع۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله يا ام سلمة هذا علي بن ابي طالب الحجة ودمه حي وهو مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي راخرجہ الحافظ ابو جعفر العقیلی والد یحییٰ بن فرج وبن الاخبار) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین ام سلمہ کو مخاطب کیا کہ فرمایا اسے ام سلمہ یہ علی بن ابی طالب ہے اسکا گوشت میرا گوشت ہے احساس کا خون میرا خون ہے اور یہ مجھ سے بہتر ہارون کے ہر موسیٰ سے بہتر ہے۔ (ط) انس رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کا موقع۔

عن انس بن مالك قال بينا انا عند رسول الله صلى الله عليه وآله فقال صلى الله عليه وآله الان يدبيل سيد المسلمين وامير المؤمنين وخليفته علي بن ابي طالب من اهل البيت اذ طلع عليه فقال رسول الله صلى الله عليه وآله والي والي قال فجلس بين يدي رسول الله صلى الله عليه وآله فاجلس رسول الله صلى الله عليه وآله

اسی طرح من جہتہ و وجہہ و غیرہ وجہ حل و غیرہ عرق من وجہ علی ہیو بیجہ فقال لعل
یا رسول اللہ انزل فی ثوب قال اما تری ان تکون منی بمنزلة ہارون من موسی الا انہ لا نبی بعدک انت انی
و ذری و خدین اخلف بعدک تقوی دینی و تعہد بعدک و تبین لہم ما اختلفوا فیہ من بعدک و
تعلہم من تاویل القرآن ما لم یعلی و تجاہدہم علی التاویل کما جاہدہم علی التنزیل و اخرجہ
ابو بکر بن مرد و فی المناقب (۱) الشریح بن یاکے منی اسے سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ہم جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت نے ارشاد کیا کہ ابھی اس وقت مسلمانین اسلام
المؤمنین اور انصار اوصیہین اور نبیوں کے پاس سب لوگوں کا بہتر داخل ہو گا ناگا۔ علی تشریف لا حضرت
نے فرمایا میرے پاس آؤ میرے پاس آؤ انس کہتے ہیں کہ جناب اسیر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے
بیٹھ گئے۔ حضرت اپنی پیشانی اور چہرہ اقدس کا عرق لیکر انکے سونہ کو اور انکی پیشانی اور سونہ کا
عرق لیکر اپنے چہرہ کو ملنے لگے جناب علی نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا کوئی آیت میرے حق میں نازل
ہوئی ہے۔ حضرت نے ارشاد کیا کہ تو میری نہیں کہ تو مجھ سے بہتر لاہون کے ہوسے سے مگر نبی
میرے بعد نہیں ہے تو میرا بھائی اور وزیر ہے اور جن لوگوں کو میں اپنے پیچھے چھوڑ جانے والا
ہوں ان سب سے بہتر ہے تو میرے قرمن کو ادا کرے گا۔ اور میرے وعدوں کو پورا کرے گا۔ اور
میرے بعد جس میں لوگوں کو اختلاف پیدا ہو جائیگا تو انکو بیان کرے گا۔ اور قرآن کے سنے جو انکو
مفسر معلوم ہیں تو انکو سمجھائے گا اور قرآن کی تاویل پر لوگوں سے لڑے گا جس طرح سے کہ میں قرآن
کی تنزیل پر لڑا ہوں +
(۱) مدینہ کی کھجور و نکا بکارنا۔

(۱) کہ یہی نبی مجرب و مکمل ہے۔
عن جابر بن عبد اللہ قال سمعت علیاً یقول لجماعة من الصحابة انکرون لمرسی الصبیحانی فی حقنا قلنا اللہم لا قال خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم فمضی فی طرقات المدینة الامرنا بنخل من نخلاھا فصاحت نخلة بلخی هذا النبی المصطفی وهذا علی المرتضی ثم جزنا ثلثاً ثانیة بثالثة هذا سوسی و اخوه هارون ثم جزناھا فصاحت رابعة بخاسما هذا اخو وهذا ابراهیم ثم جزناھا فصاحت سادسة ببا بصر هذا محمد سید البیین وهذا علی سید الوصیین فتبسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال انما سمی نخل المدینة صبیحاً انما لانصاح بفعلی وفضلک و اخوجه الخوارزمی فی المناقب والسید السمهودی فی خلاصة الوفا یاخبار دار المصطفی و ابن یوسف الکلبی الثاقفی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے جابر بن عبد اللہ کو فرمایا کہ

سنابہ کہ صلوات علیہ سے کہہ رہے تھے کیا تم کو معلوم ہے کہ صبحانی کجھ روئے کا نام کیوں صبحانی رکھا گیا ہے۔ وہ فرما کر نے لگے بخدا ہمیں نہیں معلوم ہے۔ جناب پیر نے فرمایا ایک دفعہ میں جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سعیت میں مدینہ کے باہر کے کھٹوں میں جا رہا تھا ہم ایک کجھ روئے کے جہنڈ کے پاس سو ہو کر گذرے ایک کجھ روئے کے درخت نے دوسرے سے کہا یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ علی المرتضیٰ علیہ السلام ہیں پیر ہم وہاں ہو آگے بڑھے ایک دوسری کجھ روئے کے درخت سے تیسرے سے کہا یہ موسیٰ ہیں اور یہ ہانکے بہائی ہارون ہیں پیر ہم وہاں سے ہی آگے بڑھے چوتھی نے پانچویں سے کہا یہ نوح ہے اور یہ ابراہیم ہے پیر ہم وہاں سے ہی آگے بڑھے۔ چوتھی نے ساتویں سے کہا یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کو سوار ہیں اور یہ علی علیہ السلام وصیوں کے سوار ہیں جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ شکر منہس بڑے پیر حضرت نے فرمایا یہی وجہ ہے کہ ان کجھ روئے کو صبحانی کہنے پکارنے والی کجھ روئے کہا جاتا ہے۔ کیونکہ میری اور تیری فضیلت پر پکارتی ہیں۔

(تفسیر) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے دیا المحبوب میں لکھتے ہیں۔ ویکے از انواع تر صبحانی ست کہ بروایت جابر رضی اللہ عنہ بثبوت رسندیہ کہ در حضرت رسالت پنا صلی اللہ علیہ وسلم دست در دست علی المرتضیٰ سلام اللہ علیہما در بعضی از بابا طین مدینہ میگذاشتند و از میان محمد آواز برآمد کہ ہذا محمد سید الانبیاء و ہذا علی سید الاولیاء۔

(۱) عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله انا نرضى ان تكون منى بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي و لو كان لكانت (الطهات الكبرى) جابر بن عبد الله رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے تھے کہ کیا تو رضی نہیں ہے کہ ہو تو مجھ سے ہارون ہارون کے موسیٰ سے مگر یہ کہ نبی میرے بعد نہیں آوا کر ہوتا تو البتہ تو ہی ہوتا۔

(۲) عن سعيد بن زيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله انا نرضى ان تكون منى بمنزلة هارون من موسى (اخرجه احمد) سعيد بن زيد سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے تھے کہ تو مجھ سے ہارون کے موسیٰ سے۔

(۳) عن مالك بن الحويرث قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله انا نرضى ان تكون منى بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي (اخرجه عبد الله بن احمد في رواته في السند والطهات في الكبرى) ابن الحويرث سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے فرمایا کیا تو رضی نہیں کہ ہر امر ترجیح سے ایسا ہو جیسے کہ ہارون کا موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں آوا۔

۴۴) عن حبشی بن جنادۃ السلولی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت منی بمنزلہ ہارون من
موسی الا انہ لا نبی بعدک راخرجہ الطبرانی حبشی بن جنادۃ السلولی عنی الدرعہ سے روایت ہے کہ جناب
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے تھے کہ تو مجھ سے ہارون کے مرتبہ پر ہے موسیٰ سے
۴۵) عن ابی سرحیۃ وزید بن ارقم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت منی بمنزلہ ہارون من
موسی الا انہ لا نبی بعدک راخرجہ وزید بن معاویۃ البدری فی جمع بین الصحاح الستۃ فی الخمر
ثالث فی ثلاثۃ الاجزاء فی باب مناقب علی (ابو سرکیا وریزید بن ارقم عنی الدرعہ سے روایت ہے کہ یہ
تین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے ارشاد کیا کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے
لڑائی میں میرے بعد نہیں ہے *

۱۶) عن بکربن احمد القصری حدثنا فاطمة بنت علی بن موسی الرضا حدثتني فاطمة وزینب ام کلثوم بنات موسی بن جعفر قلن حدثتنا فاطمة بنت جعفر بن محمد الصادق حدثتني فاطمة بنت علی بن الحسین حدثتني فاطمة وسکينة ابنتا الحسین بن علی عن ام کلثوم بنت فاطمة بنت النبی صلی الله علیه عن فاطمة بنت النبی صلی الله علیه ورضی عنہا قالت الشیخة قول رسول الله صلی الله علیه یوم غدیر خم من کنت مولاه فعلی مولاه وقوله صلی الله علیه ل انت منی بمنزلة هارون من موسی رکننا اخرجہ الحافظ الکبیر ابو موسی المداینی فی کتابہ المسلسل بالاسماء وقال هذا الحديث مسلسل من وجه وهو ان کل واحدة من الفواطم تروی عن بنت لهما فخورا بانه خمس بنات اخ کلوا حلة منهن عن عمتها راجعہ شمس الدین بن محمد الجرجانی فی اسنی المطالب بکربن احمد القصری سور وایت ہر کہ ہم سے جناب فاطمہ بنت علی بن موسی الرضا بیان کرتی تھیں کہ مجھ سے فاطمہ اور زینب اور ام کلثوم جناب موسی بن جعفر کی بیٹیاں تھیں۔ کہ ان سے فاطمہ بنت جعفر بن الصادق نے ذکر کیا اور ان سے فاطمہ بنت محمد بن علی نے بیان اور ان سے فاطمہ بنت علی بن الحسین نے ذکر کیا اور ان سے فاطمہ اور سکینہ جناب حسین علیہ السلام کی صاحبزادیوں نے روایت کیا اور ان سے جناب کلثوم بنت فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ جناب فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہیں غدیر خم کے روز جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھول گیا کہ جبکا میں ہولا ہوں اسکا علی ہولا ہے۔ و نیز حضرت کا ارشاد کہ یا علی کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسی سے ہے۔

اس حدیث کو حافظ ابو موسیٰ المدینی نے کئی مسلسل بالاسمارین روایت کیا ہے اور کہتا ہے

کہ ایک دم سے پھر یہ سلسلہ ہے کیونکہ اس حدیث کو ہر ایک فاطمہ نام مسکونے اپنی بی بی صاحبہ سے روایت کیا ہے یہ روایت پانچ بابنجیوں کی ہے اپنی بی بیوں سے +

(۷) عن عامر بن واثلة سمعت علياً يوم الشورى يقول، لقد تكلم بالله هل فيكم واحد وحدث الله قائلوا اللهم لا قال تشد تكلم بالله هل فيكم واحد قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم انت متى بمنزلة هارون بن موسى الا انه لا نبى بعدك خيري قالوا اللهم لا راجع بالخوارزمي في المناقب ابو الطيب عامر بن واثلة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے شوری کے روز جب با میر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فرماتے تھے میں تم کو قسم دیتا ہوں آپ آقا تم لوگوں میں میرے سوا کوئی ہے کہ جس نے خدا کی توحید کا مجھ سے پہلے اقرار کیا ہو سب سے کہنا بخدا کوئی نہیں جناب امیر نے کہا میں تم کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ میرے سوا کوئی ایسا نہیں ہے جس کو حضرت نے کہا ہو کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے تو مجھ سے کہنے کا بخدا کوئی نہیں +

(۸) عن قيس بن حازم قال جلد رجل الى معاوية سالة عن مسألة فقال سل عنها علي بن ابي طالب وهو اهل فقال اريد جوابك ويحك لقد كرهت رجلا كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يفرح بالعلم خزا ولقد قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم انت متى بمنزلة هارون بن موسى ولقد كان عمر بن الخطاب اذا اشكل عليه شيء اخذ منه راحية احمد في المناقب وابن المغازلي في المناقب فقيه ابو الليث نصر بن محمد السمرقندي في كتاب المجاز وعبد الطبري في الرأى والنظرة في فضائل العشرة والسيد السهودي في حواهر العقدين وابن حجر المكي في الصواعق المحرقة قيس بن حازم نقل ہے کہ ایک آدمی نے معاویہ سے ایک مسئلہ پوچھا معاویہ نے کہنے لگا یہ مسئلہ جناب امیر علیہ السلام سے پوچھ سائل کہنے لگا میں تجھ سے ہی جواب پوچھتا ہوں معاویہ نے کہا تجھ پانچوس ہے کہ تو نے ایسے آدمی کو خیر سمجھا ہے کہ جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ علم کے ساتھ برا ہے پورا ہوتا اور ارشاد کیا ہے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے اور جب کہی عمر بن الخطاب نے معاویہ کو کوئی مشکل پیش آیا کرنی تھی تو ان سے علم حاصل کیا کرتے تھے +

(۹) عن ابن جابر قال قلت لعلي بن الحسين عليه السلام يا سيدي ان ابي حدث عن ابي جعفر وھب بن الخيران ابا عبد المنبر قال خير هذا الامة بعد نبينا ابو بكر وعمر رضي الله عنهما فقال ابن نذھب بك يا حكيم حدثني سعيد بن المسيب ان النبي صلى الله عليه وسلم قال انت متى بمنزلة هارون بن موسى ان المؤمن يهضم نفسه لآخره الخليفة تاريز هذا في تزيي طريف بن عبد الله الميموني

ابن حبیہ نقل ہے کہ علیہ السلام نے سید بن اسیدی سے کہا یا سیدی مجھ سے میرے بچے بیان کیا کہ ابی حمید وہب بن النخیر روایت کرتے تھے کہ آپ کے والد صاحب جناب ابی سید علیہ السلام نے منبر پر چڑھ کر فرمایا کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس امت میں جس کا بچہ ہو جو عمر رضی اللہ عنہما میں جناب سجاد علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اے عقل! اے ہم تجھے کہاں بھیجیں ہم سے صید بن اسیدی روایت کیا ہے کہ جناب رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تو مجھ سے بجز لہ باریون کے ہے موسیٰ سے۔ بے فکد و من کسر نفسی کیا کرتا ہے۔

(۱۰) عن الخضر بن یزید الحدادی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی بین المسلمین ثم قال یا علی انت انی بنزلہ ہارون من موسیٰ فیما نہ لا بنی بیک (اخرجہ عبد اللہ بن احمد فی مناقب الخضر بن یزید القلی سے روایت ہے کہ جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کا باہم ششہ اخوت ملایا اور جناب علی سے ارشاد کیا یا علی تو یہ ایمانی ہے اور مجھ سے بجز لہ باریون کے ہے موسیٰ سے لکن نبی میرے بعد نہیں ہے۔)

حدیث یا علی انت منی وانا منک

(۱) عن ابی ہریرہ قال لما قصد صاحب لواء المشرکین یوم احد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ علی نفسه وحمل علی صاحب لواء فقتلہ فذلل جبریل فقال یا محمد ان هذه لھی المواساة فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منی وانا منہ فقال جبریل انا منکما (اخرجہ احمد والطبرانی فی الکبیر) اور اہم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب احد کے روز مشرکوں کے علمدار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کیا جناب امیر نے حضرت پر اپنی جان کو فدا کر کے اس علمدار پر حملہ کیا اور اس کو مارتا لاکھیر میں علیہ السلام مارے ہوئے اور فرمایا یا رسول اللہ اسکے لیے صلہ ہونا چاہیے آپ نے فرمایا علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں جبریل علیہ السلام نے فرمایا میں تم دونوں کا ہوں۔

(تفسیر) قال الثمری رحمہ اللہ علیہ انما قال جبریل ان هذه لھی المواساة لان الناس فروا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم احد (نہ کو خواص الامۃ) میں نے زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ اسکے لیے صلہ چاہیے یا علیے تھا کہ احد کے دن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے لوگ بہاگ گئے تھے۔

(۲) عن حبشی بن جنادہ کان قد شہد حجة الوداع قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول

ذات الیوم علی منی وانا منہ ولا یفصی دینی سواہ رانحیہ النساء فی والترشح و ابن ماجہ والبیہقی وابن
عاصم وابن قتیبہ والنسائی والباوردی والطبرانی (جستی بن جنادہ سے کہ وہ حجۃ الوداع میں ہی حاضر تھے
روایت ہر کہ میں نے سہی و جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں
اور سوا اسکے کوئی میرے فرض کو اور نہیں کرے گا۔

(تفسیر) احمدیث کے شان و شوہ کی نسبت علامہ سبط ابن الجوزی تذکرہ خواص الامارین لکھتے ہیں
وقیل لما قالہ يوم نزل علیہ واندھشیریک الاقربین یعنی علی منی وانا منہ کی حدیث کو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسے فرما دیا تھا جس سے وہ کہ آیت کریمہ واندھشیریک الاقربین نازل ہوئی تھی۔
لیکن کتب حدیث کی میرے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے اکثر مواقع میں احمدیث کو جناب امیر کی نسبت ارشاد
فرمایا ہے کہی علی منی سے اور کہی انت منی کے الفاظ مبارک سے۔

(۳) عن النبی بن مالک قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم براۃ من ابی بکر ورضولہ عنہ ثمرہا
فقال لا ینبغی لاحد ان یرسل عنی الا رجل هو منی وانا منہ فدعا علیا فاعطاه اباہا راخرجه
الترمذی) السنن بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہر کہ جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر
رضی اللہ عنہ کو بات دیکر کہ والوں کی طرف ارسال کیا ہے آپ نے بلایا اور فرمایا مجھ سے وہ اس حدیث کو لایا
کتا ہے جو میرا ہے ہر چہ باہل کو سورہ بات دیکر روانہ کیا۔

(۴) عن عبد خیر عن علی قال اھدی لنبی صلی اللہ علیہ وسلم قنوموز ففعل فیشتر الموزة وجعلها
فی خبی وقال لہ فائل یا رسول اللہ انک تحب علیا فقال فیما واما علمستان علیا منی وانا منہ
راخرجه الخوارزمی فی المناقب) عبد خیر جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کیلہ کا خوشہ تھخہ میں آیا حضرت کیلے چیل چسکے میرے سونہ میں ڈالنے لگے
ایک کہنے والے نے کہا یا رسول اللہ آپ علی کو دوست رکھتے ہیں حضرت نے فرمایا شاید تو نہیں جانتا
کہ علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں

(۵) عن علی قال صدق من مکتہا فانہ عزہ تنادی باعم یاعم فتناولھا علی فقال لفاطمة دونک
ابنتی فعمک فعملتھا فاحتصم فیہا علی وجعفر وزید فقال علی انا اخذھا وھی انستہ فی قال جعفر
ابنتہ عنی وخالئھا ففعل وقال زید ابنتہ انی ففعل فیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لخالئھا وقال
لخالئھا ففعل لکم وقال علی انت منی وانا منک وقال جعفر انعمت علی خلقی وقال لولدت
مولانا راخرجه النسائی فی الخصال) جناب علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب ہم مکہ سے چلے

ناگاہ جناب سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اسے چچا اے چچا پکارنے لگیں علیؑ نے انکو بیکرجنب قاطع کے حوالہ کیا کہ اپنے چچا کی بیٹی کو اپنے پاس بیٹھا حضرت سیدہ نے اسے اپنے پاس اونٹ پر بٹھا لیا۔ جناب علیؑ اور جعفر اور زید رضی اللہ عنہم من جب گڑا ہونے لگا جناب علیؑ کہنے لگے میں نے اسکو پکڑا ہے وہ میرے چچا کی بیٹی ہے جعفر رضی اللہ عنہ کہنے لگے میرے چچا کی بیٹی ہے اور اسکی خالہ میرے نکاح میں ہے زید کہنے لگے میرے بہائی کی بیٹی ہے حضرت نے اسکا فیصلہ کیا اور اسکو اسکی خالہ کے سپرد کر دیا اور فرمایا کہ خالہ بہنہ زلمان کے ہوتی ہے اور جناب علیؑ سے فرمایا تو میرا ہے اور میں تیرا بہن اور جعفر رضی اللہ عنہ سے کہا تیری صفت اور تیرا خلق میری مانند ہے اور زید رضی اللہ عنہ سے کہا تو بہا یا دوست ہو۔

(۶) عن محمد بن اسامہ بن زید عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امانت یا علی فحقق واوولدی انت منی وانا منک راخرجہ النخوی واحد والطبرانی والحاکم محمد بن اسامہ بن زید اپنے والد سے ناقل ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لیکن یا علی تو پس میرا داماد اور میرے بچوں کا باپ ہے اور تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

(۷) عن بريدة الاصبلي قال بعثنا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم الی الہین مع خالد بن الولید وبعث علیا علی جیش اخر وقال ارقبیتما فعلی وان تفرقتما فکل واحد منكما علیما فلقینا بنی زبید من اهل الہین وظهر المسلمون علی المشرکین فقاتلنا المقاتلة وسببنا الذریۃ فاصطفی علی جریۃ یلقب منہن فکتب بذلک خالد بن الولید الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وامن ان انال منہ فدفعت الیہ وقلت من علی فتغیر وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت هذا مکان العائد یشتفی مع رجل والنوتی بطا عتفی لفت ما ارسلت بہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقن یا بريد فی علی فان علیا منی وانا منہ وهو ولیکم بعدی راخرجہ احمد والنسائی بریدہ سلمی روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خالد بن ولید کے ساتھ مین کی طرف روانہ کیا اور ایک دوسرے لشکر پر جناب امیر علیؑ سلام کو اسیر بنا کر ارسال کیا۔ اور فرمایا کہ اگر دونوں لشکر باہم لجا بیٹیں تو علیؑ امیر سچے جاوین اور اگر جدا جدا ہو گئے تو ہر دو میں سے ہر ایک جدا جدا امیر ہوگا۔ پس ہمارے دونوں لشکر مین کے قبیلہ بنی زبید کے نزدیک ملے اور مسلمانوں نے باہم مدد کر کے مشرکوں کے ساتھ لڑائی مین فتح حاصل کی جسے انکے بال بچوں کو اسیر کر لیا جناب امیر علیؑ سلام نے اپنے لیے ان میں سے ایک نوٹھی کو منتخب کیا خالد بن ولید نے اس حقیقت کو حضرت کی طرف لکھ دیا اور مجھے حکم دیا کہ میرے اس لشکر کے ساتھ حضرت کی خدمت میں پہنچ کر زبانی یہی اس بات کو عرض کروں جسے وہ خط حضرت کو

دیا اور زبانی ہی کہ سنایا حضور کا چہرہ جسکی وجہ سے تنہا ہو گیا مینے کہا میں حضور کے غصہ و خدا کی پناہ مانگتا ہوں حضور نے مجھے ایک شخص کے ساتھ روانہ فرمایا تھا اور اسکی اطاعت کو مجھ پر لازم کیا تھا جو کچھ کہ اس نے کہا مینے ہر کوئی چھوڑ دیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا رب یہ تم علی کے پیچھے مت چھوڑو علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں اور وہ میرے بعد تھا راوی ہے ۔

(۸) عن عمران بن حصین قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیشا واستعمل علی بن ابی طالب فی فسطاط السریة فکسا بجاریة فانکرا لعلہ تعاقدا ریتہ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا اذ القینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فثکروا الیہ الخیرنا ما صنع وکان المسلمون اذا اذاع من سفرہ اذ ابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسلط علیہ ثما نصر فوالی رحا لہم فلما قدمت السریة فسلطوا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقام احد الاربعۃ فقال یا رسول اللہ انک ان علیا صنع کذا وکذا فاعرض عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قام الثانی فقال مثل ذلک ثم قال الثالث فقال مثل مقالہ ثم قال الرابع فقال مثل ما قالوا فاقبل علیہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والغضب یعرف فی وجہہ فقال ما تريدون من علی ما تريدون من علی زعلنا مفی وانا منه وهو ولی کل مؤمن من بعدی راخرجه احد والنساء والحقاکم عمران بن حصین رحمہ اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر پر جناب علی کو امیر بنا کر روانہ کیا جب جناب فوج کے ساتھ روانہ ہوئے ایک کنیز غنیمت میں انکے ہاتھ لگی حضرت امیر نے اس میں اپنا تصرف کر لیا لوگوں کو یہ بات ناگوار ہوئی ان میں سے حضرت کے چار صحابیوں نے باہم عہد کیا کہ جب ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچیں گے تو حضرت سے اس بات کی شکایت کریں گے صحابہ کا یہ طریق تھا کہ جب سفر سے آتے تو حضرت کو سلام کے لیے پہلے حضرت کے حضور میں حاضر ہوتے پھر اپنی اپنی فرودگاہ کی طرف رجوع کرتے سب خور و خور و فوج کا دستہ ہی سلام کے لیے حاضر خدمت ہوا ان چاروں میں سے ایک نے اٹھ کر عرض کیا یا رسول اللہ جناب علی سے ایسا رویہ کیا ہے حضرت نے اس سے مؤخرہ پیر لیا۔ پھر دیکھ کر نے اٹھ کر یہی بیان کیا آپ نے اس سے ہی اعراض فرمایا پھر تیسرے نے یہی بیان کیا پھر چوتھے نے یہی انہیں تینوں کی ہی کہی حضرت ان کی طرف لوٹ بیٹھے اور غضب کے آثار چہرہ اقدس سے نمایاں ہو رہے تھے فرمایا تم علی سے کیا چاہتے ہو تم علی سے کیا چاہتے ہو پختہ علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں اور وہ میرے بعد ہر ایک مومن کا ولی ہے ۔

(۹) عن عمرو بن العاص قال قدمت من غزوة ذات السلاسل وکنت اظن ان لیس احد احب

رسول الله صلى الله عليه وسلم منى فقلت يا رسول الله اى الناس احب اليك قال عائشة قلت انى است
اسالك عن النساء قال ابوها قلت اى الناس احب اليك بعدى بى بكر قال حفصة قلت لست اسالك
عن النساء قال فابوها قلت يا رسول الله فابى علي فالتفت الى اصحابه فقال انظروا الى هذا يئس
عن النفس راخو بن النجاشي عمر بن عامر عن روایت ہے کہ حبیب مین غزوہ ذات السلاسل سے واپس آیا
مجھے گمان تھا کہ حضرت کو مجھ سے زیادہ کوئی عزیز نہ ہوگا مینے عرض کیا یا رسول اللہ تمام لوگوں مین
سے حضور کو کون زیادہ پیارا ہے فرمایا عائشہ منیر عرض کیا میں عورتوں کی نسبت تمہیں پوچھتا
ہوں فرمایا اسکا باپ مینے بہر پوچھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد کون عزیز ہے فرمایا حفصہ منیر گفتار
کیا کہ عورتوں کی نسبت میں نہیں پوچھتا فرمایا اسکا باپ مینے کہا یا رسول اللہ علی کسان سے حضرت
زید صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات فرما کر ارشاد کیا دیکھو یہ مجھے میری جان کی نسبت پوچھتا ہے۔

(۴) اخراج الدارقطنی ان حلیا یوم الثوری حنی علی اہلہا فقال لہما انتما کما باہ علی فیکم
احدا قرب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الحرم من جملہ صلی اللہ علیہ وسلم نفسہ نفسہ ابناہ ابناہ
خیرہ فقالوا اللہم لا وار قطنی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے ثوری کے دن
اہل ثوری محبت قائم کرنے کے لیے فرمایا میں تمکو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کوئی تم مین ہے کہ رحم مین خباب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نزدیک رشتہ دار ہو۔ اور میرے سوا کس شخص کے نفس کو حضرت نے اپنا
نفس اور اسکے بیٹوں کو اپنے بیٹے بنایا ہے۔ سب نے کہا خدا گواہ ہے کوئی نہیں۔

(۵) عن ام المؤمنین عائشہ قالت یا رسول اللہ من خیر الناس بعدک قال ابو بکر قالت ثم من قال
ثم عمر قالت فاطمة الا تقول فی علی شینا قال علی نفسی (ابخرجه النظارى فی خصائص العلوی)
ام المؤمنین عائشہ صدیقہ بنت مروی کہ مینے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے بعد سب لوگوں مین کون بہتر ہے حضرت نے فرمایا ابو بکر
بہر عرض کیا کیا اسکے بعد کون ہے آپ نے فرمایا عمر جناب فاطمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور علی کے حق مین کچھ ارشاد فرمایا
فرماتے حضرت نے فرمایا وہ تو میری جان ہے۔

(تفسیر) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اربعین فی اصول الدین مین کہتے رہت بہاخبار الصحۃ
ان المراد من قوله تعالى وانفسنا هو علی ومعلوم انه یقتنع ان یکون نفس علی هو نفس محمد صلی
اللہ علیہ وسلم بعینہ فلا بد ان یکون المراد هو المساواة بین النفسین وهذا یفید ان کل ما حصل
لحمد صلی اللہ علیہ وسلم من الفضائل والمناقب قد حصل مثله لعلی ما وراء صفة النبوة ثم لا شک
ان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم افضل الخلق فی سائر الفضائل فلا کان علیاً متساوياً فی تلك الصفة

وجہ ان یکتا افضل الخلق میں اخبار صحیحہ سے ثابت ہر کہ آیت مبارکہ میں انفسنا سے جناب علی مراد ہیں۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ نفس جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بعینہ نفس جناب علی بنین ہو سکتا۔ پس بالضرور بیان مساوات سے مراد ہے اور اس طے سوریہ امر حاصل ہوتا ہے کہ جو فضائل و مناقب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات باریکات میں تھے بجز شرف نبوت کے وہی فضائل جناب علی کو بھی حاصل تھے پس اس میں شک نہیں کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام فضائل میں تمام خلقت سے افضل تھے۔ جبکہ ان صفات میں جناب علی حضرت کے مساوی تھے تو یہ بات بھی ضرور ماننی پڑے گی کہ جناب علی بعد رسول آہی افضل البشرین *

جناب امیر کا نظیر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونا

عن ابن بن مالک قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من بنى الا وله نظير في امة فاعلى نظيرى راخو جہ الخلق الدلیلی، انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر نبی کی نظیر اسکی امت میں ہوتی رہی ہے پس علی میری نظیر ہے *

جناب امیر کا نظیر جناب مسیح ہونا

عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفسي بيده لو ان تقول فيك طوائف من امتي ما قالت النصارى في عيسى بن مريم لعلت فيك اليوم مقالا لا تم باحد من المسلمين الا اخذ اللزاب من ما ثر قد منك بطلبون فينا البركة راخو جہ الدلیلی نے فرمادوس اخبار جناب علی علیہ السلام فرماتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس فرات کی کہ جبکہ قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میری امت کے لوگ میرے حق میں ایسی بات نہ کہ گندیرو کہ جو نصاریٰ حضرت عیسیٰ کے حق میں کہہ رہے ہیں تو البتہ آج میں میرے حق میں ایک بات کہتا۔ کہ تو کسی سلمان کے پاس سے ہو کر نہ گنتا کہ وہ تیرے پاؤں کی مٹی لیکر اس میں اپنے لیے برکت طلب نکرتا *

(۲) عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فيك مثل عيسى انفضته اليه حتى فعتوا امه واحبته النصارى حتى نزلوه بالمازلة التي ليس له راخو جہ احمد والناسی جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ باعلی تم عیسیٰ کے مثل ہو کہ یہودیوں نے ان سے بغض کیا یہاں تک کہ انکی والدہ ماجدہ پر پتھان دھروا۔ اور نصاریٰ نے ان

محبت کی یہ بات کہ انکار تہہ ایسا بڑا ایوان کے لیے نہیں تھا

جناب امیر فضائل مرید نبی علیہم السلام کی مانت ہونا

(۱) عن ابی الحسن قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اراد ان ينظر الى ادم في علمه
فان نوح في فضله والى ابراهيم في حمله والى يحيى بن زكريا في زهده والى موسى بن عمران في بطشه
فليتنظر الى علي بن ابي طالب (اخرجه احمد ابو النضر القزويني) واليه في فضائل الصحابة (ابن حجر
رضي اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص علم میں حضرت آدم کو اور فہم
میں حضرت نوح کو اور علم میں جناب ابراہیم کو اور زہد میں حضرت یحییٰ بن زکریا کو اور حلاوت میں حضرت موسیٰ بن
عمران کو دیکھنا چاہتا ہو تو علی بن ابی طالب کو دیکھ لے ۔

(۲) عن ابن عباس رضي الله عنه ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال من اراد ان ينظر الى ادم
في علمه والى ابراهيم في حمله والى نوح في حكمه والى يوسف في جماله فليتنظر الى علي بن ابي طالب
(اخرجه الملا في سيرته) ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص علم میں حضرت آدم کو اور علم میں حضرت ابراہیم کو اور علم میں حضرت نوح کو اور
جمال میں حضرت یوسف کو دیکھنا چاہے وہ علی بن ابی طالب کو دیکھ لے ۔

(۳) عن الحارث الاعور صاحب بایة علي قال بلغنا ان النبي صلی اللہ علیہ وسلم كان في جمع
من اصحابه فقال اريد ادم في علمه ونوحا في فضله و ابراهيم في حكمته فلم يكن باس من
ان ظلم علي فقال ابو بكر رضي الله عنه يا رسول الله اقست رجلا بثلاثة من الرجال فخرج لهذا
الرجل من هو يا رسول الله قال النبي صلی اللہ علیہ وسلم الا تفره يا ابا بكر قال الله ورسوله اعلم
قال ابو الحسن علي بن ابي طالب قال ابو بكر فخرج بذلك يا ابا الحسن (اخرجه ابو بكر بن مردويه)
حارث الاعور جناب امیر علیہ السلام کے علم دار ناقول ہیں کہ ہیکو خیر لگی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اپنے صحابہ کرام کی جماعت میں رونق افروز تھے کہ ارشاد فرمایا میں تمہیں ایسا شخص دکھاؤں
کہ اپنے علم میں وہ جناب آدم اور فہم میں جناب نوح اور حکمت میں جناب ابراہیم ہے کچھ دیر نہیں گزری
تھی کہ جناب علی علیہ السلام تشریف لائے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حضور نے
ایسا آدم بیان فرمایا ہے کہ خصال میں تین عیسوں کے مساوی تقاس کیا جاسکتا ہے وہ کون ہے
حضرت نے فرمایا اے ابوبکر کیا تم اس کو نہیں جانتے حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا خدا اور خدا کا رسول فرمائیے

جانتے واسطے میں فرمایا وہ ابو الحسن علی بن ابی طالب ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے شاہناشا ہے ابو حسن نے اسے
کہا ان ہے *

(ترتیب) صحیفہ کذیبی میں محمد اسلام امام فخر الدین از می علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں هذا الحديث يدل على ان عليا
كان مساويا لهؤلاء الانبياء في هذا الصفات ولا شك ان هؤلاء الانبياء كانوا افضل من سائر الصحابة
والمساوي للافضل افضل فوجيان يكون علي افضل منهم (اربعين في اصول الدين) جتنے یہ حدیث
وال ہے کہ جناب علی ان صفات میں انبیاء کے کرام علیہم السلام کے مساوی تھے اور کسی قسم کا شک نہیں کیا
جاسکتا کہ یہ انبیاء تمام صحابہ سے افضل اور مساوی للافضل افضل ہو ا کرتا ہے اس لیے جناب بھی ان سے افضل
تھیں *

جناب امیر کا غنیمت میں مثل حضرت کے حصہ پانا

عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعل يوم غزوة تبوك اما ترضى ان يكون لك من الايام
مثل مالي ولك من الغنم مثل مالي (اخبرنا الخلعى نقلت من رياض النعمان) روایت ہے انس رضی اللہ عنہ
عنہ سے کہ غزوہ تبوک کے روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے فرمایا کیا تم رضی نہیں کہ تمہیں
وہیابی اجرت جو مجھے ملا ہے اور غنیمت میں بھی تمہارا حصہ مثل میرے حصے کی ہو۔

روى الشيخ تقي الدين في فضائل الشريعة صلى الله عليه وسلم في المسجد بقسم غنائم تبوك فدفن لكل واحد
سهما ودفن علي سهاين فقام زائدة بن الاكوع وقال يا رسول الله اوحى نزل من السماء ام امر من فضلك
فقال صلى الله عليه وسلم انشأكم الله هل رايتكم في راس ميمنتكم صاحب الفرس الاقر المجمل والعامر
الحضراء لها ذواتان من خاتان علي كنفه بيدا حرة قد حمل بها علي الميمنة فاذا لها وحمل
بها علي الميسرة فاذا لها وحمل علي القلب فاذا له قالوا نعم قد رايتا ذلك قال هو جبرائيل قال لي
ادفع سهمي لعل فقال زائدة جبرائيل هم سهم ربي الخليلية في ترجمة غزوة تبوك (علاء الدين في فضائل
عشر مبشرين لکھتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی غنیمت کو تقسیم فرماتے تھے تو ہر ایک شخص کو اپنے اپنے حصہ
اور علی کو دو حصے دیکر انہیں ان کے حصے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دی رہی میں یا اپنی طرف سے ملتا ہوا
میں حضرت ارشاد کیا میں تم کو خدا کی قسم دیکر بچتا ہوں کہ تم نے اپنی فوج میں سے ہر ایک سہر عامر یا غنم ہوا کہ دیکھا تھا
جبکہ دو شہر سے گزرتے ہوئے گیسو لگاتے تھے اور ہاتھ میں ایک حربہ لیے ہوئے تھا اور کفار کے چہرے اور
میسر کی فوج کو اپنے حملوں سے ہلاک کر رہا تھا تو گرنے سے عزم کیا ہے غمک ہم نے دیکھا تھا حضرت علیؑ

وہ جبریل علیہ السلام تھے جنہوں نے مجھ سے کہا تاکہ میرا حصہ بھی علی علیہ السلام کو دیدینا زادہ کہنے لگا بدرک
ہما لیس حصہ پانچواں لے کر۔

جناب امیر کا ہاتھ عدوین حضرت کے ہاتھ کی مثل ہونا

عن حبشی بن جادة قال كنت جالساً عند أبي بكر فقال من كانت له عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فلم أقوم فقال يا خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم وعدني بثلاث حثيات من تمر قال فقال ارسلوه الي علي فقال يا ابا الحسن ان هذا يزعم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم وعدني بثلاث حثيات من تمر فاحتها له قال فاحتها له قال ابو بكر عدوها فوجدنا في كل حثية ستين تمر لا تزيد واحدة علي الاخر فقال ابو بكر صدق رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لي ليلة الجمعة ونحن خارجون من الغار نريد المدينة يا ابا بكر كفي وكف علي في العدد سوار راخرجه ابن السمان نقلت من رياض النضرة حبشي بن جادة کہتا ہے کہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے جس شخص کے ساتھ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہو اسکو چاہیے کہ کھڑا ہو جائے ایک شخص نے کترے ہو کر بیان کیا کہ یا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے حضرت نے تین لب بہر کر کھجور دینے کا وعدہ کیا تھا حضرت ابو بکر نے کہا اسکو جناب علی علیہ السلام کے پاس لے جاؤ اور عرض کرو یا ابا الحسن اس شخص کا زعم ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے تیرے لب بہر کر کھجور دینے کا وعدہ کیا تھا۔ آپ اسکو کھجور دینے کے تین لب بہر کر دیدین جناب امیر نے وہ کھجوریں اسکو دیدیں حضرت ابو بکر نے کہا ہر ایک لب کے چارے شمار کرو۔ ہر ایک میں ساڑھے ساڑھے چارے تھے کسی میں ایک کھجور بھی زیادہ نہیں تھی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے امیر اور امیر کا رسول سچا ہے۔ ہم ہجرت کی رات غار سے نکل چکے تھے کہ حضرت نے مجھ سے فرمایا یا ابا بکر میرا ہاتھ اور علی کا ہاتھ تعداد میں برابر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیر کا شجرہ واحد ہونا

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا و علي من شجرة واحدة والناس من اشجار رشتي (اخرج الطبراني والديلي والحاكم وابو بكر بن مردويه والخوارزمي وابن المغازلي) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں

اور علی ایک شجرہ سے مین اور دوسرے لوگ متفرق شجرہ بن گئے مین +

(۲) عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نہ سمع النبی صلی اللہ علیہ یقول یا علی الناس من اشجار شتی وانا وانت من شجرة واحدة نفقة وجات من عتاب وندع ونخیل صنوان وغیر صنوان یقفے بلم واحد (الخروجہ بن مرویہ وهو حیم علی رأی الحاکم) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جابا بامیر سے فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ متفرق شجرہ بن گئے مین اور مین اور تو یا علی ایک شجرہ سے مین پر حضرت فرماتے کہ آیت کو پڑھا اور بانگ مگورون سے اور کہتے ہیں اور کہو مین ایک شجرہ مین کی اور بن علی شجرہ بن گئے ایک تھائی مین ایک کھجور پلائی جاتی مین ایک پانی سے +

(۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم من شجرة واحدة والناس من اشجار شتی (الخروجہ الحاکم) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مین اور علی ایک شجرہ سے مین اور دوسرے لوگ متفرق شجرہ بن گئے مین -

(۴) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم من شجرة واحدة والناس من اشجار شتی (الخروجہ الطبری فی فضائل الصحابة) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ مرد و عاالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا تیرا خلق اور تیری خلقت میرے مشابہ ہے اور تو ایسے شجرہ سے ہے جس سے کہ مین اور

(۵) عن ابی امامة الباهلی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ان الله خلق الانبياء من اشجار شتی وخلقني وعليا من شجرة واحدة فانما اصلها وعلی فرعها وفاطمة لقاحها والحسن والحسين ثمها فمن معلق من اعصانها نخا ومن زاد عنهما هوى ولوان عبد اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم بین الصفا والمروة الف عام ثم لم يدرك محبتنا اكله الله على مغفیه فی النار ثم تلا قل لا اسألكم عليه اجرا الا المودة فی القربى (الخروجہ الطبرانی) ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے ارشاد فرماتے تھے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ انبیاء کو متفرق شجرہ بن گئے مین اور علی کو ایک شجرہ سے بنایا ہے پس مین اسکی شجرہ ہوں اور علی اسکی شاخ ہے اور فاطمہ اسکا پیوند مین اور حسن اور حسین اسکے پھل مین پس جس شجرہ نے اسکی شاخ کو پکڑا وہ نجات پا گیا اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ نذر نکل گزرا اور اگر کوئی بندہ ہزار برس صفا و مروہ کے درمیان خدا کی عبادت کیے اور پھر ہماری محبت کو حاصل نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ناک کے بل آگ مین گرائیگا۔ یہ حضرت نے اس آیت کو پڑھا کہ مین یا محمد بن مین یا نکت

۱۔ محل را بوسه گشتی و سپند ۲۔ منتخب ۳۔ زنج میل کردن از حق و شک نمود

۴۔ ہوسے از بالا فرو افتادن ۵۔

ہوں میں تم سے اس پر کچھ زوری مگر قراہیوں کی دوستی +

(۶) عن ابی الزبیر المکی قال سمعت جابر بن عبد اللہ یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج من غزوات وعلی قیامہا وعلی انبی صلی اللہ علیہ وسلم الی علی وقال ادن منی فذنا علی منہ فقال خمسک فی خمسین کفک فی کفہ یا علی خلقتک انا وانا انت من شجرہ انا اصلہا وانا فرعہا والحسن والحسین اخضاغنا فمن تعلق بغصن منها ادخلہ اللہ الجنۃ یا علی لو ان امتی صاموا حتی یکونوا کالغنایا وصلوا حتی یکونوا کالاولیاء ثم ابغضوا لکبہم اللہ تبارک وتعالی علی وجوہہم فی النار راخرجہ عبد اللہ ابن احمد بن حنبل وابونعیم وابن المغازلی فی المناقب الطبرانی وابن عساکر ابو الزبیر مکی کہتے ہیں کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ ایک دفعہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کوہ عرفات پر رونق پڑا تو جناب امیر حضرت کے سامنے آ رہے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اشارہ سے اپنے پاس بلا یا حبیبہ حضور میں حاضر ہوئے آپ نے ارشاد کیا اپنا پنجہ میرے پنجہ میں ڈال یا علی میں اور تو ایک شجرہ سے پیدا ہوئے ہیں میں اصل ہوں اور تو اسکی فرع ہے حسن حسین اسکی شاخیں ہیں جس کس نے اسکی شاخ کو پکڑا خدا نے اسے جنت میں داخل کیا یا علی اگر میری ہمت کو لوگ اس قدر زور سے رکھیں کہ مثل کان کان ہر ہر ہو جائیں اور یہاں تک نماز پڑھیں کہ مثل تار کی باریک ہو جائیں پھر اگر تجھ سے بغض رکھیں تو خدا تعالیٰ انکو موتہ کے بل مخرج کی آگ میں گرائیگا +

(۷) عن عاصم بن حمزہ عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ خلقنی وعلیاً من شجرۃ انا اصلہا وعلی فرعہا والحسن والحسین ثمرہا والشیعۃ ورقہا فل یخرج من الطیب الا الطیب انا مدینۃ العلم وعلی بابہا من اراد العلم فلیات الباب راخرجہ الخطیب فی تاریخہ ومحمد یوسف الکلبی الثاقبی فی کفایۃ الطالب عاصم بن حمزہ جناب امیر علیہ السلام سے ناقل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ یہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اور علی کو ایک شجرہ سے پیدا کیا ہے میں اسکی اصل علی اسکی فرع ہے حسن حسین اسکی ثمرہ ہیں پھر سے شیعہ اسکے پتے ہیں کما پاک سے پاک کے سوا کچھ پیدا ہو سکتا ہے؟ میں علم کا شہر ہوں علی اسکا دروازہ ہے جو شخص کہ علم کے شہر تک پہنچنا چاہتا ہے اسکو چاہیے کہ دروازہ کے پاس آئے +

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیر کا ایک نور سے ہونا

(۱) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلقت انا وعلی من نور واحد من قبل ان

يخلق ابونا ادم بالف عام فلما خلق ادم صرنا في صلبه ثم نقلنا من كرام الاصلاب الى معطرات الارحام حتى صرنا في صلب عبد المطلب ثم انقسمنا نصفين فصرت في صلب عبد الله وصار علي في صلب طالب اختارني بالنبوۃ واختار عليا بالشيعة والعلم والفصاحة وانتق لنا اسمين من اسمائه فانا محمد وانا محمد والله الاعلى وهذا علي راخو جيا بن السبوع الاندلسي في كتابه الشفا والعالم والكلالة وسيد محمد جعفر مكي وابراهيم وصافي جناب امير علي السلام سے مروی ہے کہ شافع روز خزاصلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ میں اور علی حضرت آدم سے دو ہزار برس پہلے ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں جب آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ نور ان کے صلب میں چلا گیا پھر وہ بزرگ پشتون سے پاک ارحام میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ عبد المطلب کی صلب میں پہنچا پھر وہ نور دو ٹکڑے ہو گیا میرا نور عبد اللہ کی صلب میں اور علی کا نور ابوطالب کی صلب میں چلا گیا۔ پس خدا تعالیٰ نے مجھ کو نبوت کے ساتھ اور علی کو شجاعت اور علم اور فصاحت کے ساتھ انتخاب فرما کر اپنے اسماء مبارک سے ہمارے لیے دو نام مشتق کیے پس اللہ تعالیٰ محبوب ہے اور میں محمد ہوں اور اللہ تعالیٰ اعلیٰ ہے اور علی علی ہے۔

(۲) عن الحسين بن علي عن ابيه عليهما السلام قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كذا انا و علي نور ابين يدي الله تعالى من قبل ان يخلق ادم باويعه عشر الف عام فلما خلق الله تعالى ادم سلك خلات النور في صلبه فلم ينزل الله تعالى ينقلب من صلب الى صلب حتى اقرع في صلب عبد المطلب فجمعه نصفين فصار في صلب عبد الله وقسم في صلب ابى طالب فلي متى وانا منه محمد الحى وحمدى فمن احبه فنجي احبه ومن ابغضه فببغضه ابغضه راخو جيا بن مردويه والخوارزمي وشهاب الدين احمد والمطهرى والعاظمي جناب امام حسين عليہ السلام اپنے والد ماجد جناب امير عليہ السلام سے روایت فرماتے ہیں کہ جناب سرور دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جناب آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار برس پہلے میں اور علی خدا کے سامنے ایک نور تھے جب خدا تعالیٰ نے آدم کو مخلوق کیا تو وہ نور اس کی صلبا طر میں چلا گیا پھر پورے عالم اس نور کو ہمیشہ ایک صلب کے دو ٹکڑے صلب میں منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ عبد المطلب کی صلب میں وہ نور جاگزین ہوا پھر خدا نے اس کے دو ٹکڑے کر دیے ایک حصہ عبد اللہ کی صلب کو اور ایک ابوطالب کی صلب کو تقسیم کیا۔ پس علی محبوب ہے اور میں علی سے ہوں ہسکا گوشت پیرا گوشت ہوا اس کا خون میرا خون ہے جس نے اس سے محبت کی پس اس نے میری محبت کی وجہ سے اس سے محبت کی اور جس نے اس کو بغض کیا پس میرے بغض کی وجہ سے اس سے بغض رکھا۔

(۳) عن سلمان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كنت انا وعلی بن ابی طالب یدعی الله تعا قبل ان یخلق ادم بأربعة آلاف عام فلما خلق الله ادم قسم ذلك النور جزین فجوز انا وجزی علی راخرجه احمد فی المناقب وعبد الله بن احمد بن حنبل و الخوارزمی وابن عساکر والحموینی ومحب الطبری وابن المغازلی عنه وعن ابی ذر الغفاری رضی الله عنه) وفی رواية الدیلمی خلقت انا وعلی من نور واحد قبل ان یخلق ادم بأربعة آلاف عام فلما خلق الله تعا ادم رکب في ذلك النور فی صلبه فلم یزل فی شئ واحد حتی افترقنا فی صلب عبد المطلب ففی النبوة وفی علی الخلافة وفی رواية ابی القحطیر محمد بن علی بن ابراهیم النظری فی خصائص العلویة عن سلمان قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم یقول خلقت انا وعلی من نور عن یمین العرش تسبیحاً الله ونقل منه من قبل ان یخلق الله عز وجل ادم بأربع عشرة آلاف سنة فلما خلق الله ادم نقلنا الی اصلاب الرجال وارضام النساء الطاهرات ثم نقلنا الی صلب عبد المطلب فتمتاً بنصفین فجعل النصف فی صلب عبد الله وجعل الاخر فی صلب ابيطال فجعلت من ذلك النصف وخلق علی من النصف الاخر واشتق لنا من اسمائه اسماء الله محمود وانا محمد والله الاعلی اخی علی والله فاطم وابنتی فاطمة والله محسن وابناؤی الحسن والحسین فكان اسمی فی الرسالة وكان اسمه فی الخلافة والنجاة فانا رسول الله وعلی سیف الله سلمان رضی الله عنه سے روایت ہو کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ چار ہزار برس آدم کی پیدائش سے پہلے میں اور علی خدا کے سامنے ایک نور تھے خدا نے آدم کو پیدا کر کے اس نور کو دو جزوؤں میں تقسیم کیا پس ایک جزو تو میں ہوں اور ایک خبر علی ہیں۔ امام احمد بن حنبل اور ان کے فرزند رحمہ اللہ اور اخطب خوارزمی اس ابن عساکر اور حموی اور محب طبری نے سلمان سے اور فقہاء ابن المغازلی نے سلمان اور ابو ذر غفاری سے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور دیلمی نے فروس الاخبار میں حضرت سلمان سے اس طرح پر روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ چار ہزار برس آدم کی پیدائش سے پہلے میں اور علی ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ جب خدا نے آدم کو پیدا کیا تو اس نور کو آدم کی صلب بن ملاو یا پس ہمیشہ ایک ہی چیز میں ہم باہم اکٹھے رہتے چلے آئے ہیں یہاں تک کہ یہ ہم عبد المطلب کی صلب بن ایک دوسرے سے جدا ہو گئے پس مجھ میں نبوت اور علی میں خلافت ہے اور ابوالفتح محمد بن علی بن ابرہیم النظری خصائص العلویہ میں سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آدم سے چودہ ہزار برس پہلے میں اور علی عرش کے واسطے طرف ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں ہم خدا کی تسبیح اور تقدیس کیا کرتے تھے جب خدا نے آدم کو پیدا کیا تو ہم سب دوزخ کی پک پستون

سے عورتوں کی پاک رحمن کی طرف منتقل فرمایا یہاں تک کہ ہم منتقل ہو کر عبدالمطلب کی صلب تک پہنچنے پر
 پہلو دو حصوں پر منقسم کر دیا ایک حصہ عبدالمطلب کی صلب میں اور ایک حصہ ابوطالب کی صلب میں تقسیم کر دیا مگر
 ایک حصہ سر اور علی کو دوسرے حصہ سے بنایا اور ہمارے لیے اپنے اسماء حسنہ میں سے نام مشتق کیے
 پس اللہ محمود ہے اور میں محمد ہوں اور اللہ تعالیٰ اعلیٰ ہے اور میرا بہائی علی ہے اور اللہ تعالیٰ فاطر
 ہے اور میری بیٹی فاطمہ ہے اللہ محسن ہے اور میرے دونوں بیٹے حسن و حسین ہیں میرا نام پیغمبری
 میں اور علی کا نام خلافت اور شجاعت میں درج کیا۔ میں خدا تعالیٰ کا رسول ہوں اور علی علیہ السلام
 اللہ تعالیٰ کی تلوار ہے *

(۴) عن جابر بن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ عزوجل انزل قطعہ من نور
 فاسکنہا فی صلب ادم فسا قہا حتی جرتین جزؤا فی صلب عبد اللہ وجزؤا فی صلب بی طالب
 فاخرجنی نبیا و اخرج علیا وصیا و اخرجہ فقیہا ابن المغازلی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے
 روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ خدا تعالیٰ نے نور کا ایک ٹکڑا نازل فرمایا
 اور اس کو جناب آدم کی صلب میں شیرایا پیر کو آگے چلایا یہاں تک کہ اسکی دو جزوین بنائیں ایک جزو
 کو عبد اللہ کی صلب میں اور ایک جزو کو ابوطالب کی صلب میں رکھا پس مجھ کو نبی اور علی کو وصی بنا کر رکھا
 (۵) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلق اللہ تعالیٰ
 قضیبا من نور قبل ان یخلق الدنیا باربعین الف عام فجعلہ امام العرش حق کان اول مبعوثی
 فشق منہ نصفاً فخلق منہ نبیکم فالنصف الاخر علی بن ابی طالب و اخرجہ الخطیب البغدادی
 فی تاریخہ و محمد بن یوسف الکلبی الشافعی فی کفاۃ الطالب الزہندی و شعایب الدین احمد و
 الحموی عن ابن عباس قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی خلقت انا و انت من
 نور اللہ تعالیٰ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب سرور دنیا نبی علیہ السلام ارشاد
 فرماتے تھے کہ دنیا کی پیدائش سے چالیس ہزار برس پہلے خدا تعالیٰ نے ایک نور کی چٹری پیدا کر کے
 جس کے سامنے گاڑی یہاں تک کہ میری پیدائش کا آغاز ہوا۔ اس سے آدمی کو توڑ کر تمہاری نبی کو
 پیدا کیا اور دوسرا آدمی سے ٹکڑے سے علی بن ابی طالب کو بنایا *

حموی عن ابن عباس سے نقل ہیں کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب پیر سرور فرماتے
 ہوئے سنا ہے کہ میں اور تو خدا کے نور سے پیدا ہوئے ہیں *

(۶) عن الشیخ عبد القادر الجیلانی رحمہ اللہ علیہ فہو قاعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی

صلی اللہ علیہ وسلم انتقال لما خلق الله تعالى ابا البشر ونفخ فيه من روحه التفت ادم بمينة العرش فاذا
نوحته اشباح سجدا وكما قال ادم يا رب هل خلقت احدا من طين قبل قال لا يا ادم قال فمن
هو اول الخمسة الذين اراهم في هيتي وصورتي قال هو اولاد خمسة من ولدك ولا مما خلقتك هو اولاد
خمسة شققت لهم خمسة اسماء من اسمائ اولادهم ما خلقت الجنة ولا النار ولا العرش ولا الكرسي
ولا السماء ولا الارض ولا الملائكة ولا الانس ولا الجن فانا المحمود وهذا محمد وانا العالی وهذا
علی وانا الفاطر وهذا فاطمة وانا الاجسان وهذا الحسن وهذا الحسين الیت بعرفی
انه لا یتنی بمثقال حبة من خردل من بغض احدیهم الا ادخلته ناری ولا ابالی یا ادم هو لا یصفو
بهما نجهم وبهما هلكهم فاذا كان لك حاجة فیهما تولى فقل فیما فی اللہ فیما فی اللہ فیما فی اللہ
فمن سقیة النجاة من تعلق بها بنی ومن حاد عنها هلك فمن كان له الى الله حاجة فلیال
بنا اهل البيت راخرجه ابو القاسم عبد الکریم بن محمد بن عبد الکریم الرافی وابراہیم بن
الحمونی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حدیث کے سنا دیکو ابو ہریرہ تک پہنچاتے ہیں کہ انہوں
نے جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت ابو البشر
صلی السلام کو پیدا کیا اور اس کے جسم میں اپنے روح کو پونکھا جناب آدم عرش کے دانے بازو کی طرف
لگا ہوا تھا کہ دیکھا کہ اس میں پانچ قرن پاک کے جسموں کا نور رکوع اور سجود کر رہا ہے۔ آدم نے عرض کیا
اے میرے پروردگار کیا تو نے کسی کو مجھ سے پہلے مٹی سے پیدا کیا ہے رب العزت نے فرمایا نہیں آدم
نے عرض کیا پس یہ کون اخص ہیں کہ جن کو میں اپنی مہیت اور صورت میں دیکھ رہا ہوں۔ خدا تعالیٰ
نے فرمایا یہ تیری اولاد میں سے پانچ شخص ہیں اور جس چیز سے میں نے تجھے پیدا کیا ہے یہ اس سے نہیں ہیں
انکے لیے میں نے اپنے ناموں سے پانچ نام مشتق کیے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتے تو میں جنت دوزخ عرش
کسی آسمان زمین فرشتے انسان جن وغیرہ ہمارے کونہ پیدا کرتا پس میں محمود ہوں اور یہ محمد ہے اور
میں عالی ہوں یہ علی ہے۔ میں فاطمہ ہوں یہ فاطمہ ہے میں احسان ہوں یہ حسن ہے میں محسن ہوں
یہ حسین ہے۔ مجھ اپنی عزت کی قسم ہے کہ اگر کوئی ایک خردل کے دانہ کے برابر ہی اذکا بعض بیکریر
پاس آئیگا تو میں اسی شخص کو ضرور دوزخ میں دیکھوں گا اور مجھے اسکی کچھ بھی پرواہ نہیں ہوگی۔ اے
آدم یہ میرے برگزیدہ ہیں میں انکی وجہ سے بہتے لوگوں کو نجات بخشوں گا اور انکی وجہ سے بہت سے
لوگوں کو ہلاک کروں گا جب تجھے کوئی حاجت پیش آیا کرے تو انکی ذات کے ساتھ میری جناب میں
وسیلہ پکڑ کر۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ ہم نجات کی کشتی ہیں جس سے اس

لشقی کے ساتھ اپنا قلوب اختیار کیا وہ نجات پا گیا اور جس نے اس سے اعراض کیا وہ ہلاک ہو گیا۔ پس جس کی
 کو خدا کی جناب سے اپنی حاجت روائی منظور ہو اس کو چاہیے کہ ہم اہل بیت کو درگاہ الہی میں وسیلہ لائیں
 (۷) عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خلقت انا وعلی من نور واحد سبج
 الله عز وجل فی مبدیة العرش قبل خلق الدنیا ولقد سکن ادم الجنة وخن فی صلبه ولقد ركب
 نوح السفينة وخن فی صلبه ولقد قذت ابراهيم فی النار وخن فی صلبه فلم نزل یقلبنا الله عز
 وجل من اصلا ب طاهر حتی انتہی بنا الی صلب عبد المطلب فجعل ذلک النور بنصفین فجعلنہ
 فی صلب عبد الله وجعل علیا فی صلب بطالب جعل فی النبیق والرهالة وجعل فی علی الفردوسیة
 والفصاحة واشتقلنا اسمائنا من اسمائہ فرب العرش محمد وانا محمد وهو الاعلی وهذا علی
 راخوہ ابو حاتم و ابو محمد احمد بن علی العاصمی فی زین الفقی فی شرح سورہ هل اتی النبی بن
 مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ میں اور علی ایک نور سے
 پیدا ہوئے ہیں ہم خلقت کی پیدائش سے پہلے عرش کے داہنے بازو کی طرف خدا کی تسبیح کیا کرتے تھے
 جب خدا تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بہشت میں سکونت کرنیکا حکم دیا تو ہم انکی صلب میں موجود
 تھے۔ پس جب حضرت نوح علیہ السلام گشتی میں سوار ہوئے تو ہم اسوقت ہی انکی پشت میں موجود تھے۔ جب
 حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے تو ہم انکی پشت میں موجود تھے۔ جب طرح سے ہم کو پروردگار
 ایک پشت سرورہ سری پاک پشت کی طرف منتقل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ہم کو عبد المطلب کی صلب کی طرف منتقل
 کر کے اس نور کو دو حصوں میں بانٹ دیا۔ مجھے عبد اللہ کی صلب میں اور علی کو ابوطالب کی صلب میں
 منتقل کر دیا۔ مجھ کو نبوت اور رسالت ہو اور علی کو شہداء اربعی اور فصاحت و ممتاز فرمایا۔ اور ہمارے اپنے
 اسماء حسنہ میں سے دو نام مشتق فرمائے پس عرش کا پروردگار محمود ہے اور میں محمد ہوں اور وہ اسے
 ہے اور یہ علی ہے *

جناب سرور کائنات سیدنا علی کا جسم اطہر ایک خالک سربا ہو

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کل مولود یولد فھو فی سدرۃ
 من التریۃ التي خلق منها وانا علی ابن ابی طالب خلقنا من تریۃ واحدة راخوہ العاصمی ہاشر
 بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سروردنیا و دین علیہ الف الف التحیۃ و الثناء فرماتے تھے کہ جو لڑکا
 کہ تولد ہوتا ہے اسکی ناف میں خاص اس مٹی کا حصہ ہوتا ہے جس سے کہ وہ پیدا کیا جاتا ہے۔ لیکن میں

اور علی ایک مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں *

جناب امیر کے نور سے فرشتوں کا پیدا ہونا

عن عثمان ابن عفان قال قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه ان الله تعالى خلق ملائكة من نور وجه علي بن ابي طالب واخرجه ابو المؤيد موفق بن احمد بن ابي سعيد اسحاق المصنف المعروف بابن خوارزم في المناقب جناب عثمان بن عفان رضي الله عنه حضرت عمر بن الخطاب رضي الله عنه سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ و تقدس نے اپنے فرشتوں کو علی بن ابی طالب کو نور سے پیدا کیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امیر کو قربانی میں شریک کرنا

قال ابن الجوزي في سيرة حدثني عبد الله بن نجيم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان بعث عليا الى خيبر فلقية بمكة وقد احرم قد دخل على فاطمة فوجدوها قد حلت ونهيات فقال مالك يا بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نحل بجمع فحلنا قال نعم اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما فرغ من الخيرة من سفره قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم انطلق فطف بالبيت وحل كما حل احمالك قال يا رسول الله اني قلت حين احرمت اللهم اني احل بما احل ببنيك وعبدك ورسولك قال فعل معك من هدي قال لا فامركه رسول الله صلى الله عليه وسلم في هديه وثبت على احرامه مع رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى فرغ من الحج ونحس رسول الله صلى الله عليه وسلم عنهما ابن اسحاق سيرة النبية من لکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر کو بخیران کی طرف بھیجے پورا تھا جب وہ وہاں پہنچے تو احرام باندھے ہوئے مکہ میں حضرت سولات کی اور جناب سیدہ کو دیکھا کہ احرام سونگھنے کی تیاری کر رہی ہیں جناب امیر نے کہا اے رسول خدا کی مٹی آپ کیوں احرام کو پہنے ہوئے جناب سیدہ نے فرمایا کہ ہمارے حضرت نے عمرہ کا احرام کے کونو کا حکم دیا ہے اس لیے ہم نے احرام کو پہنا ہے جناب امیر نے حضرت کو پس تشریف لے گئے جب سفر کے حالات حضرت سے عرض کر چکے تو حضرت نے فرمایا جاؤ طواف کر کے اپنے دوستوں کی طرح سوتم باجی تم کو لڑاؤ جناب امیر نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا احرام باندھنے کی وقت دعا کی تھی کہ اس پر دعا کر جس فریہ سو تیرا عجبی اور تیرا بندہ اور تیرا رب اپنا احرام کو لگا میں ہی ہوں فریہ سو اپنا احرام کہ وہ لگا حضرت نے فرمایا کیا تیرے پاس قربانی کے پیڑ کوئی چیز ہے عرض کیا نہیں ہے حضرت نے جناب امیر کو اپنی قربانی میں شریک بنایا اور جناب امیر پرستہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام باندھے رہے یہ سن کر حضرت نے حج سے فارغ ہو کر جناب امیر کی طرف ہی قربانی کی *

(۱) عن جابر قال سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم وثلاثا وستين بدنة واعطا عليا المنحرفين ما غير منها واشركه فهدية ثم امر من كل بدنة ببضعة فجعلت في قدر فطبخت فاكلوا من لحمها وشربا من مرقها
 (اخرجه المسلم) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور انبیا علیہ السلام نے اپنے خاص دست مبارک سر
 تریشہ اونٹ قربانی کیے انکے علاوہ جب قدر کہ قربانی کے لیے باقی اونٹ رو گئے انکی قربانی کے لیے
 جناب امیر کو بچھا دیا اور انکو قربانی میں شریک کیا پھر ایک اونٹ سے تھوڑے سے ٹکڑہ کاٹنے کا
 حکم دیا۔ پس وہ ایک ہندیا میں پکوا کر دو ٹون صاحبوں نے کھایا اور اسکا شور بایا۔

(۲) عن علی قال امرت رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اقوم علي بدنة وان اصدق بلحمها وحلوتها
 وازلا اعطى الجزاء منها شيدا فتال مخنطيه من عندنا (اخرجه المسلم) جناب امیر علیہ السلام کہتے
 ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے اونٹ کی قربانی کے لیے حکم دیا اور فرمایا کہ اسکے تمام
 گوشت اور پوست خیرات کروے اور قصاب کو اس میں سے کوئی شے نہ بجائے جناب امیر علیہ السلام فرماؤ
 ہیں کہ ہم قصاب کو اپنی طرف سے دیتے ہیں *

جناب امیر کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہمیشہ قربانی کرنا

عن علي قال امرت رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اضحى عنه ابدان فكان يضحى عنه الى ان استشه (بکشتن
 الملاحين (اخرجه احمد والترمذي) جناب امیر علیہ السلام تو مروی ہے کہ مجھے جناب رسول اکرم صلی اللہ
 علیہ وسلم نے اپنی طرف سے ہمیشہ قربانی کرنے کا حکم دیا تھا۔ پس جناب امیر اپنی شہادت تک حضرت کی جانب
 سے دو بکے سینڈے قربانی کیا کرتے تھے *

(تفسیر) احمد بن محمد بن شهاب الزہری جنہوں نے سب سے اول بحکم عمرو بن عبد العزیز حدیث
 کو مدون کیا ہے کہتے ہیں، انما خص عنيا بذلك دون اقدربوا اهل القرب من ذكنا لعل الله عليه وسلم فعل
 نفسه (تذکرہ خواص الامم بسبب ابن الحوزی) یعنی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام اقارب
 اور اہل کے سوا جناب امیر کو اس قربانی کے لیے بوجہ انکی قرابت قریبہ کے مخصوص فرمایا ہے۔ گویا کہ جناب
 امیر کا قربانی کرنا خود حضرت کا قربانی کرنا تھا *

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیر کا قبضہ انہیں کی مشیت پر ہونا *

عن ابي خدر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما اسروني * بعت بثلث جالس على سريري بنو اعداء

جلية في المشرق والآخرى في المغرب بين يديه لوح ينظر فيه والدنيا كلها بين عيديه والمخلق بين
 يمينيه ويد تبليغ المشرق والمغرب فقلت يا جبريل من هذا قال هذا عزرائيل تقدم فسلم عليه فقلت
 وسلمت عليه فقال وعليك السلام يا احمد ما فعل ابن عمك علي فقلت اتعرف ابن عمي علي قال وكيد
 لا اعرفه وقد وكلني الله بقبض ارواح الخلائق ما خلا روحك وروح بن عمك علي بن ابي طالب
 كما بمصيته راخرجه الملا في سيرته) ابو ذر رضي الله عنه سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
 فرماتے تھے کہ شب معراج میں مجھے ایک فرشتہ نور کی کرسی پر بیٹھا ہوا دیکھا اور اسکے آگے ایک
 لوح تھی جس میں وہ دیکھ رہا تھا۔ تمام دنیا اسکے سامنے اور خلائق اسکے زانوں میں تھی اسکا ہاتھ
 مشرق سے مغرب تک پہنچتا تھا مجھے جبریل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہے جواب دیا یہ عزرائیل ہے
 آپ بڑھ کر سلام کریں میں نے بڑھ کر سلام کیا اسنو جواب سلام دیکر کیا یا احمد کہ جبرائیل دبا علی بن ابی طالب کو کہہ کر یہی ہنر کیا کہ
 علی بن ابی طالب کو پہچانتے ہو کہنے لگا میں کیوں نہیں پہچانتا خدا نے مجھے خلائق کے ارواح قبض کرنے
 پر مومل فرمایا ہے بجز آپ کے اور ابن عم کے ارواح کے کیونکہ وہ اپنے دونوں کے ارادہ پر موقوف ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب ابی ثریب کو اپنی ہر ایک دعا میں شریک کرنا

(۱) عن عبد الله بن الحارث رضي الله عنه قال قلت لعلی بن ابی طالب خبرنی بأفضل منزلة لك
 من رسول الله صلى الله عليه قال بينا انا نائم عنده وهو يصلي فلما فرغ من صلاته قال يا عبد
 ما سألت الله عز وجل من الخير الا سألت لك مثله وما استعذت الله من الشر الا استعذت لك
 مثله راخرجه الحاملي في اعاليه) عبد اللہ بن الحارث سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام سے
 کہا کہ آپ مجھے اپنی بہترین منزلت سے خبردار کریں جو آپ کی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
 تھی فرمایا میں ایک دفعہ سویا ہوا تھا حضرت میرے پاس نماز پڑھ رہے تھے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے
 مجھ سے فرمایا یا علی مجھے کوئی ایسی نیکی خدا سے طلب نہیں کی کہ ویسی ہی میرے لیے طلب نہ کی ہو اور
 اور کسی شر سے اپنے لیے خدا سے پناہ نہیں مانگی کہ ویسی ہی میرے لیے نہ مانگی ہو۔

(۲) عن علی قال وجئت رجلاً شديداً فأتيت النبي صلى الله عليه فاقامني في مكانه وقام
 يصلي والقى علي طرف ثوبه ثم قال قم يا علي فقد برئت لا بأس عليك وما دعوت الله لنفسي
 شيئاً الا دعوت لك مثله وما دعوت الا قد استجب الي الا انه قيل لا نبى بعدك راخرجه
 النسائي في الخصائص وابن عاصم وابن جرير وصحاح ابن شاهين في السنن جناب امیر علیہ السلام

فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھ درو شدید لاحق ہوا۔ میں حضرت کے حضور میں گیا۔ مجھے حضرت ہٹا کر نماز کو کھڑے ہو گئے اور قانع ہو کر اپنے کپڑے کا کونا مجھ پر جھاڑ دیا اور فرمایا یا علی اٹھ کھڑا ہو۔ یہ تحقیق تو تندرست ہو گیا ہے اب تجھے کوئی قسم کا خوف باقی نہیں ہے۔ میں نے اپنے کوئی دعا نہیں کی کہ وہی ہی تیرے لیے نہ کی ہو اور میں نے کوئی دعا نہیں مانگی کہ وہ قبول نہ ہوئی ہو۔ مگر یہ بات کسی گئی کہ تیرے بعد نبی نہیں ہوگا

(۳) عن سلیمان بن عبد اللہ بن الحارث عن جده عن علی قال مررت فعادنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما دخل علی وانا مضطجع فأتکب بالجنبی فلما رأی قد ضعفتم سجدت سجدة وثوبه وقام الی المسجد فیلطم فلما قف صاوتہ جلدیہ الثوب عنی وقال قم یا علی قد برأت فقامت وقد برأت کانا لمر اشتک شیئاً قبل فقلت فقال ما سألت ربی شیئاً فی صلواتی الا اعطانی ومألت لنفسی شیئاً الا قد سألت ان یراجعہ الذناتی فی الخصائص وانی نعیم فی فضا تل الصلابة) سلیمان بن عبد اللہ ابن الحارث اپنے جد اجد سے اور وہ جناب ہامیر مدیہ سلام سے ناقل ہیں کہ ایک دفعہ میں بیمار ہو گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری عیادت کے لیے تشریف لائے میں لیٹا ہوا تھا آپ میرے پہلو کے ساتھ تکیہ لگا کر بیٹھ گئے سب آپ میری ناتوانی کا ملاحظہ فرمایا اپنا کپڑا مجھے اڑا دیا اور نماز کے لیے مسجد میں تشریف لے گئے نماز سے فارغ ہو کر پھر تشریف لائے اور جب یہ کپڑا اٹھا کر فرمایا یا علی اٹھ کھڑا ہو یہ تحقیق تو تندرست ہو گیا ہے میں اٹھ کھڑا ہوا بے شک تندرست ہو گیا گو یا کہ میں بیمار ہی نہیں ہوا تھا۔ پھر اپنے ارشاد کیا کہ میں نے اپنے خدا سے نماز میں کوئی چیز طلب نہیں کی کہ وہ مجھ کو نہ دی گئی ہو۔ اور میں نے اپنی ذات کے لیے کوئی دعا نہیں کی کہ وہی ہی تیرے لیے نہ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت جناب امیر کے حال پر

عن ابراہیم بن عبیدہ بن رفاعہ بن رافع الانصاری عن ابیہ عن جده قال اقبلنا من بدر ففقدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ففناحت الرقعات بعضها بعضاً فیکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوق فواحتی جلد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومع علی بن ابیطالب فقالوا یا رسول اللہ فقد ناکنا قال ان ابی احسن وجد مفصلاً فی بطنہ ففعلت علیہ راجحہ بن عبد البر فی الاستیعاب) ابراہیم بن عبیدہ بن رفاعہ بن رافع الانصاری اپنے باپ کے اور وہ اسکے دادا سے روایت کرتا ہے کہ جب ہم بدر سے آئے تو ہم سب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گم ہو گئے رفیقان راہ ایک دوسرے کو بھار کر پوچھنے لگے کہ آیا تم لوگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اسی آیت میں

حضرت جناب علی کے ساتھ تشریف لائے تھے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو پہننے تلاش کیا تھا۔ فرمایا ابو الحسن کے پریشمین پچپن ہو رہی تھی ہم اس لیے ان کے ساتھ پیچھے رہ گئے *۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غصہ کے وقت جناب امیر کے کوئی حضور بات نہیں کر سکتا تھا

عن امرئہ قالت رضی اللہ عنہا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا غضب لم یجتوی احد ان یکنہ الا علی راخرجه الطبرانی فی الاوسط والحاکم صحیحہ جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غضب میں ہوتے تو سوا جناب امیر کے کسی کی جرات نہیں تھی کہ حضرت سے بات کر سکتا *۔

جناب امیر کی تر کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک

(۱) عن علی قال کنت اذا سالت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعطانی واذا سکت ابتدانی راخرجه الترمذی والنسائی جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتا تو حضرت مجھے عطا فرماتے اور جب میں چپ رہتا تو حضرت ابتداء فرماتے۔

(۲) عن علی قال کان لی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما دخل ما دخل باللیل وما دخل بالنهار فکنت اذا دخلت باللیل تخفی لی راخرجه النسائی جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو دفعہ حاضر ہونے کے وقت مقرر تھے ایک دفعہ رات میں اور ایک دفعہ دن میں جب کبھی میں رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا تو حضرت کما لشریعتی *۔

(۳) عن علی قال کانت لی منزلة من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن لاحد من من الخلائق فکنت اتیتہ کل یوم فاقول السلام علیک یا بنی اللہ فان تخفی انصرف الی اہلی ولا دخلت علیہ راخرجه النسائی جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسا مرتبہ تھا کہ تمام خلائق میں سے کسی کا نہ تھا۔ میں ہر صبح حاضر خدمت ہو کر یا بنی اللہ السلام علیکم کہا کرتا تھا اگر حضرت کما لشریعتی تو میں اسے چلا آتا ورنہ حاضر خدمت ہو جاتا *۔

(۴) عن الشعبي قال ان ابابکر نظر الی علی فقال من سرہ ان ینظر الی اقرب الناس قرأتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعظمہم منزلة عنا فلینظر الی علی بن ابی طالب راخرجه

ابن السان شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جناب علی علیہ السلام کو طرف نظر کر کے کہا کہ جس شخص کی خوشی ہوگا ایسے آدمی کو دیکھئے کہ جو ہم سب کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بشتہ قرابت اور ملکہ مرقبہ رکھنے والا ہو تو وہ علی کو دیکھ لے +

(حدیث علی منی بمنزلہ الراس من جسد)

(۱) عن البراء بن عازب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم علي مني بمنزلة الرأس من جسد راجع الخليل (۱) براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی مجھ سے ایسا ہے جیسکہ سر میرے جسم سے۔

(۲) عن ابن عباس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم علي مني مثل رأس من بدني راجع الخليل (۲) ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی مجھ سے مثل سر کی ہے بدن سے +

جناب امیر کا بمنزلہ حضرت کے خدا سے ہونا

عن الشعبي قال جاء ابو بكر وعلي يزوران قبولتي صلى الله عليه بعد وفاته بستان ايام قال علي تقدم يا خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ابو بكر رضي الله عنه ما كنت اتقدم رجلا سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول علي مني كما تزلني من ربي راجع الخليل الطبري في رياض الصغرى في فضائل الحسنين شعبی رحمۃ اللہ علیہ ناقل ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور جناب علی علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب حضرت کی قبر اطہر کی زیارت کے لیے تشریف لائے جناب علی علیہ السلام نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا یا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ آگے بڑھیں حضرت ابو بکر نے کہا میں ہرگز ایسے شخص پر تقدیم نہیں کر سکتا جسکی شان میں میں نے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی کی منزلت مجھ سے ایسی ہے جیسے کہ میری خدا سے +

جناب امیر کے سوا آنحضرت کے نام پر نام رکھنا اور اسکے ساتھ حضرت کی کنیت کو شامل کرنا جائز نہیں

(۱) عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تسموا بغير اسمي ولا تسموا بكنيتي راجع جراحه (۱) امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھ سے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ مجھے ایک میٹا پیا ہوگا

جیسکے لیے میرا نام اور میری کنیت جائز ہوگی *

(۲) عن محمد بن الحنفیة عن ابيه علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله ان والدك غلام فسمه باسمه
وكنه بكنی وهو لك رخصه دون خیلک اخرجہ الذہبی فی المخلص محمد بن حنفیہ بنی والدہ ماجدہ جناب امیر سے
ناقل ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تجھے لڑکا پیدا ہو تو میرے نام پر نام اور میری
کنیت پر کنیت رکھنا اور لوگوں کے سوا اسکی تہمین رخصت ہو *

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امیر کے مونہ سے فرما لیا

عن سمرق بن جندب رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحبہ الفأل الحسن فسمہ علیاً
یوماً وهو یقول ما حصرہ فقال یا ابا الحسن لبیک قد اخذنا قالا من فیک قال فخرج رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم الی خیبر فمائل سیف الاسیف علی راخجہ حب الطبری فی ریاض النضرہ) سمرق بن جندب
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حسن کی نال بہلی مام ہوا کرتی تھی
وفہ حضرت نے جناب امیر علیہ السلام سے سنا وہ کہہ لیا حضرت نے فرمایا ہاں ہنسنے یا ابا الحسن تیرے مونہ
سے فال لی ہے سمرق بن جندب کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر کو تشہیف لے گئے وہاں
جناب امیر کی تلوار کے سوا کسی کی تلوار نہ چلی *

جناب امیر کی جزم کی وجہ سے حاطب بن ابی بلتعہ کا خط و کتابت ہونا

نقل الامام ابو الحسن الواحد فی کتابہ المسمی باسباب النزول فی سبب نزول قوله تعالی یا ایہا الذین امنوا
لا تتخذوا عدوی وعدوکم ارباءاً تلقون الہم بالموتۃ قال ان مولاہ لعمر بن صفی بن ہشام بن
عبد مناف قد مت من مکة الی المدینۃ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجوز لقصد فتح مکة فلما
جاءت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لہا امسک جئت قالت لا قال فلما جاء بک قالت اتم
الاهل والعشیرۃ وقد احججت حلجۃ شذیۃ فقد مت علیکم یطوون فتکسونی فحث رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بنی عبد المطلب بنی عبد مناف فکسوها وحملوها واعطوها فانصرفت فنزل
جبریل فاخبرہ ان حاطب بن ابی بلتعہ قد کتب کتاباً الی اهل مکة یقول فیہ من حاطب بن ابی
بلتعہ الی اهل مکة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یریدکم فخذوا حدکم وان دفع الکتاب الی
الخصیۃ المدکورۃ واعطاها عشرۃ منانیر علی ان توصل الکتاب الی اهل مکة فلما اخرج جبریل

النبی صلی اللہ علیہ وسلم بذات اختار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا فبعث معہ الزبیر والمقداد وقال لہم
 انطلقوا الی روضۃ فان فیہا طعینۃ معہا کتاب من حطب الی المشرکین فخذوا منہا واخلوا سبیلہا
 فان لحد فعد الیکم فاخربوا عنقہا فخرجوا حتی ادرکوها فی ذلک المكان فقالوا ین الکتاب
 فحلفت باللہ ما معہا کتاب ففتشوا مناعہا فلم یجدوا کتابا فھمو بالرجوع وتركوها فقال علی
 واللہ ما کذبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیفہ وجزم علیہا وقال اخرجی الکتاب وابلو
 اللہ لا ضربن عنقک وصمد علی ذلک فلما رآہ الجدا اخرجت الکتاب من ذواتہا قد خبتہ فی
 عفاصہا فاحذ الکتاب منہا واخلو سبیلہا وعادوا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاحذ الکتاب
 فوجدہ علی اخبرہ ببجبریل فاستخرج علی بقوة عنقہ وتصمیم اقدامہ وحزمہ ومنانتہ واحتیاطہ
 ذلک الکتاب مطالب السؤل) امام ابو الحسن واحدی کتاب سبب النزول من اس آیت کریمہ کہ
 راہ وہ لوگ کہ ایمان لائے ہو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بیکڑ اور دوستی سے ان سے مت ملو،
 اکی شان نزول میں بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن صفی بن ہشام بن عبد مناف کی ایک نوٹھی وہ مکہ سے
 مدینہ میں آئی۔ ان دنوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی فتح کی تیاری کر رہے تھے جب وہ نوٹھی
 جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پر نوہیں پہنچی حضرت نے اس سے پوچھا کیا تو مسلمان بن کر
 آئی ہے کہنے لگی نہیں حضرت نے فرمایا پھر کیوں آئی ہے۔ عرض کرنے لگی آپ میرے اہل اور میرا کنبہ
 ہیں مجھے ایک سخت ضرورت پیش آئی ہے جس کے لیے یہاں آئی ہوں آپ مجھے کچھ دین اور کچھ پہناؤ
 حضرت نے نبی عبدالمطلب اور نبی عبد مناف کو آمادہ کیا انہوں نے اسکو کپڑا روپیہ دیا وہ بیکر مکہ کو واپس
 چلی اسکے جانے کے بعد حضرت جبریل نازل ہوئے اور فرمایا کہ حاطب بن ابی بلتعہ نے مکہ والوں کی طرف ایک
 خط اس مضمون کا لکھا ہے کہ حضرت تمہاری طرف آنیکا قصد رکھتے ہیں تم اپنا بچاؤ کرو۔ اور وہ خط
 طعینہ کو دیا اور اسکو دس دینار اس خط کے پونچانے کی اجرت دیے ہیں جب جبریل نے حضرت سے یہ
 بیان کیا۔ آپ نے اس کام کے لیے جناب امیر کو منتخب فرمایا اور ان کے رکاب سعادت میں زبیر امیر مقداد
 کو روانہ کیا اور فرمایا کہ فلان روضہ میں طعینہ شیری ہوئی ہے اسکے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا خط ہے
 جو مشرکین مکہ کی طرف اس نے لکھا ہے تم وہ خط اس سے لے لو اور اسے چوڑو۔ اگر نہ دے تو اسے مار
 ڈالو۔ تینوں صاحبوں نے اسکا پیچھا کیا۔ اور اسی مقام پر سکو جا لیا جہاں کا حضرت نے پتہ دیا تھا اس
 سے کہنے لگے حاطب کا خط کہاں ہے اس نے بجائے انکار کیا۔ تینوں صاحبوں نے اسکی تلاشی
 لی لیکن جیب وہ خط دستیاب نہ ہوا۔ تو انہوں نے اسے چوڑا کر دیا اور اسی کا قصد کیا جناب امیر نے

فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے جھوٹ نہیں بیان فرمایا اور تم لو ان کا لکر سجدہ ہو کر بوسے خط لکال
 ہو ورنہ ہم تجھے قتل کر ڈالیں گے۔ یہ آپ نے اپنے ایک قتل کا مصمم غم کر لیا اور اس نے جناب امیر کی ہٹ کو دیکھا
 تو خط چلنے کے سوا ہٹ میں سے نکال کر جناب امیر کے حوالہ کیا۔ وہ خط لیکر حضرت کی خدمت میں آئے۔ حضرت
 نے اس خط کو پڑھا اور حضرت جبریل کے فرمانے کے مطابق پاپا۔ محمد بن طلحہ الشافعی اس روایت کیا کہ نفل کر کے
 کہتے ہیں کہ جناب امیر سیدی کے غم مصمم اور متانت اور احتیاط سے عاقل خط ملا ورنہ کہہ ہی نہ ملتا۔

جناب امیر کا اپنے گھر کی چوٹ جبریل کے پروں کے آواز کو سنا

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ وقد کتبت عنہ علی قال انک لانت کرون رجلا کان یجمع و علی جبریل
 فوق بیتہ (بخاری احمد فی المناقب والمسند) ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس چند آدمی جناب امیر
 کا ذکر کر رہے تھے ابن عباس کہنے لگے تم ایسے شخص کا ذکر کرتے ہو جو جبریل کے آنے کی آواز اپنے
 گھر کی چوٹ پر سے سنا کرتا تھا۔

فرشتوں کا جناب امیر کو سلام کرنا

عن علی قال لما کان لیلة یوم بدر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یبقی لنا من الماء فاجم
 الناس فقام علی فاحتضن قرۃ اقی یثربا بعد القوم مظلمة فاحدس فیہا فاحی اللہ عز وجل الی
 جبریل ومیکائیل جاسرا فیل تاہبوا النصر محمد صلی اللہ علیہ وسلم وحزبہ فہبطوا من السماء لہم
 دوشی یذہل من یہ معظما حازوا بالید سلوا علیہ اکراما وتبیلا (بخاری احمد فی مسند)
 جناب امیر علیہ السلام کہتے ہیں کہ بدر کے روز سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی ہے جو ہمیں
 پانی بلائے لوگ پانی کی تلاش کر کے لوٹ آئے جناب امیر علیہ السلام اپنی مشکیزہ کو نعل میں لیکر ایک اندر سے
 کمرے تنوین پر تشریف لے گئے جب ہمیں خبر خدا تعالیٰ نے جبریل ومیکائیل کو حکم دیا کہ جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم امدانکے گروہ کی مدد کو دوڑو وہ دونوں آسمان سے اترے جس نے اترنے میں ان کے
 پروں کی آواز کو سنا خوف زدہ ہو گیا جب کوئین کے قریب ہو کر گندے جناب امیر کو پل ہونے اور رو
 اکلام و بندگی سکلام عرض کیا۔

جناب امیر کے لیے فرشتہ کا لاسیف الاذوالفقار و لا فتی الاعلیٰ پکارنا

اسم في المناقب ولا كلام في يوم احد قالوا في اسناد روايته بن عباس عيسى بن مهران تكلموا فيه وقالوا
كان شيعياً اما يوم خيبر فلم يطق فيها احد من العلماء وقيل ذلك كان يوم بدر الاول اجمع علامه
سبط ابن الجوزي تذكر خواص الامم من يكتسبهم - کہ اگر یہ کہا جائے کہ لاسیف الاذوالفقار کی شہادت کی بجز
لوگوں نے تصنیف کی ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے ہر کو احد کے دن کا واقعہ بیان کیا ہے۔ مگر
ہمارے نزدیک یہ خیر کے دن کا واقعہ ہے چنانچہ امام احمد بن حنبل نے المناقب میں ہی اس کا ذکر کیا ہے
اور احد کے دن میں ہم کلام نہیں کرتے کیونکہ محدثین کہتے ہیں کہ ابن عباس کی حدیث کے اسناد میں
ایک راوی عیسیٰ بن مهران ہے جسکی نسبت لوگوں نے کلام کیا ہے کہ وہ شیعہ تھا۔ لیکن خیر کے دن
کے واقعہ کی نسبت علماء دین کے سینہ طوع نہیں کیا۔ اور یہی روایت ہے کہ یہ بدر کے روز کا واقعہ
ہے مگر پہلی بات یعنی خیر کے روز کا واقعہ ہونا زیادہ صحیح ہے *

(تفسیر) قال يوسف الكنجي الشافعي كان السيف المنبئ بن الحجاج السهمي كان مع ابنه العاص
بن منبه يوم بدر فقتله علي وحده بالسيف الى رسول الله صلى الله عليه وآله فاعطاه علياً فقتل
دونه يوم احد - وروى ان بلقيس هدت الى سليمان سبعة أسياف كان ذوالفقار منها - و
قد جاء في بعض الروايات من علي قال جاء جبريل الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال ان صنما باليمن
معرفي حديد فابعت عليه علياً فاوقفه وخذ الحديداً قال علي دعاني رسول الله صلى الله عليه
ويعتني اليه فذهبت فدفقت الصنم واخذت الحديد فجئت به الى رسول الله صلى الله عليه وآله فأتته
من السهقين فمما حدثهما ذوالفقار والاخر مخدماً مقلداً رسول الله صلى الله عليه وآله فاعطاني
مخدماً ثم اعطاني بعد ذلك ذوالفقار وانا قاتل دونه يوم احد علامه يوسف الكنجي الشافعي عليه
الرحمة كفاية الطالبين يكتسبهم کہ ذوالفقار منبئ بن الحجاج السهمي کی تلوار تھی بدر کے روز اسکے
بیٹے عاص بن منبہ کے پاس تھی جب جناب امیر نے اسکو قتل کیا اسکی تلوار بیکر حضرت کے پاس آئے
حضرت نے وہ تلوار جناب امیر کو عطا فرمائی۔ آپ نے احد کے روز اسی کے ساتھ جنگ کیا۔
اور ایک روایت میں ہے کہ بلقیس نے جناب سلیمان علیہ السلام کو سات تلواریں تھمیں دی تھیں ذو
الفقار ان میں سے تھی۔

اور بعض روایتوں میں جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جبریل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے آکر بیان کیا کہ میں میں ایک بت ہے جو لوہے میں پوشیدہ ہے۔ علی کو وہ بت عید وادھر اسکو
اکھاڑ کر اسکا لوہا لے۔ جناب امیر کہتے ہیں کہ مجھے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مبارک میں

میں بھیجا بیٹے ہاگر اس بت کو اکھاڑا اور اسکا لواحق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا حضرت نے اس کے
دو تلواریں بنائیں ایک کا نام ذوالفقار رکھا اور دوسری کا نام مخدوم رکھا حضرت نے ذوالفقار کو باندھ لیا
اور مجھے مخدوم علی کی پہر آپ کے ذوالفقار بھی مجھے دیدی بیٹے اعد کے روز اسی سے جنگ کیا ۔

(۴) عن عبد الله بن مسعود انه قال ازجبرائیل اذی بذی الفقار من الجنة فقال یا رسول الله ان
الله یقرک السلام ویقول یا محمد فی الارض ذی الفقار لحد من بنی ادم تستحق اسکا الیکون لایبغضک
وهو یصیر بامرک فضعفی ید من هواهل للممارسته الحروب وقطع هامات الکفرة والمعاندین المساکین
علیک فقال یا حبیبیال من هو قال هو علی فناوله رسول الله صلی الله علیه علیا رزقه الربا من
عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل جنت سے ذوالفقار لیکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیش
لائے اور کہا خدا سے تعالیٰ بعد سلام کے فرماتا ہے کہ ہم نبی آدم سے اس تلوار کے پڑنے والا کسی کو ملین
پاتے ۔ مگر وہ شخص کہ وہ تیرا ولی ہو ۔ اور یہ تلوار تیرے حکم میں رہے گی پس جسکو فن حرب میں پوری مہارت
حاصل ہو اور تیرے دشمن کفار کا سر کاٹ سکے اسکو دیدی حضرت نے کہا اے جبریل وہ کون ہے جبریل
کہنے لگے وہ علی ہے حضرت نے ذوالفقار علی کو دیدی ۔

(۵) عن ابن عباس قال لما رجع علی بعد فتح خیبر معه ذوالفقار فقال یا فاطمة رأیت ذالفقار فإرسع
فتحہ بہ خیبر قال فضحکت فقال علی یا فاطمة اتعرفین فضل ذی الفقار فقالت انی عرفتہا قبل ان تعرف
فتعجب علی من قولها ثم مضى الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ فجاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی فاطمة فقالت
اخبرینى یا فاطمة حتى اسمعها من لسانک فاخبرته فقال من این لك هذا فقالت حین عرجت الی المسجد
قال الله لجبریل اطلم محمد اعلی منزله فی الجنة وبما اعدت له فیها ولامته من النعم فدخلت الجنة
وقال لك جبریل كل من ثمار الجنة وکنت جینت عند شجرة تفاح احمر وفي اصلها ذوالفقار مخزون
مکتوب علیہ لا سیف الا ذوالفقار لا فتی الا علی وزوجته زهرا فجینت عرفت فضل ذی الفقار
فناولت من تلك الشجرة تفاحة واحدة فاکلت نصفها والنصف الثاني اهدته لانی خدیجة حملتها
الیها فاکلته فسللت منك ومن امی وایة ذلک انک کما جلست عندک تقول کما حبست عندک
کافی اجلس فی اصل فیجرة التفاح لان رائحتک تشبه رائحتها فی طیب نفحها فقال رسول الله
صلی الله علیه وسلم صدقت وقبل عینیهما رحن زهرا الربا من الشیخ الامام تاج الاسلام سلیمان بن داود
السقینی ابن عباس کہتے ہیں کہ جب خیبر لوٹے ذوالفقار ہاتھ میں تھی جناب سیدہ سحر کہنے لگی یا فاطمہ
آپنے ذوالفقار کے جوہر دیکھے کہ خدا نے اس کے فدویہ خیبر کو فتح کیا ہے جناب سیدہ ہنس ثین حضرت امیر کے فرمایا یا فاطمہ

کیا لکھو ذوالفقار کی فضیلت کی آگاہی ہے جناب سیدہ نے فرمایا میں اتنا دیکھ جانتے سے پہلے اسکو جانتی ہوں جناب
امیر حضرت سیدہ کی بات سے مستوجب ہے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ مدت میں جا کر جناب سیدہ کا قول نقل کیا
حضرت نے جناب سیدہ کو اگر فرمایا یا فاطمہ میں تمہارے سونہ سے اس بات کو سننا چاہتا ہوں کہ یہ بات تم کو کتنے
سے معلوم ہے جناب سیدہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حب جناب آسمان پر تشریف لے گئے پروردگار نے جبریل
سے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت میں اس مقام پر لیجاؤ جو انکے لیے اور انکی بہت کئے لیے جنت کی
نہشتوں سے بچا لگیا ہو ایک جنت میں لیکن جبریل نے عرض کیا ثمرات جنت میں سو آپ کچھ تناول فرماویں اسوقت آپ ایک سرخ
سیکے درخت کو نیچے تشریف لے گئے اور اسکی جڑ کے نیچے ذوالفقار دبی ہوئی تھی اسپر لکھا ہوا تھا ذوالفقار کے
سوا کوئی تلوار نہیں اور علی کے سوا کوئی بہادر نہیں اسکی زوجہ زہرا امین ہیں اسوقت سرزمین اسکی فضیلت کو جانتی
ہوں پہر آپ نو اس درخت کے سیب میں سے آدھا ٹکڑا کھا یا اور آدھا سیری والدہ خدیجہ کے لیے رکھ لیا۔ حب سیری اللہ
نے وہ ٹکڑا کھا یا اور میں جناب سوانکے بطن اقدس میں قرار پا گئی اسکی نشانی یہ ہے کہ حب آپ میرے پاس بیٹھتی ہوں
تو فرماتے ہیں کہ گویا ہم اسی سیکے درخت کے پاس بیٹھ ہوئیں اور مجھ سے فرمائی میں کہ تیری خوشبو اسی درخت کی خوشبو کی مانند ہے
جناب سرور انبیاء علیہ السلام والثناء انشاء اللہ کیا تم سچ کہتی ہو اور جناب سیدہ کی لکھنوں کو حضرت نے چوم لیا *

جناب امیر کا حضرت کے دوش اقدس پر سوار ہونا

عن علی قال انطلقت انا والنبي صلى الله عليه وسلم حتى اتينا الكعبة فقال لي رسول الله صلى الله
عليه وسلم اجلس وصعد علي منكبى فذهبت لانهض به فرأى مني ضعفا فزل وجلس لي النبي صلى الله
عليه وسلم وقال صعد علي منكبى فصعدت علي منكبى قال فنهض بي قال فيتحيل الي افى لو شئت
لذلت افق السماء حتى صعدت علي البيت وعليه تمثال صفر انفاس فجلت اذا ولد عن يمينه وعن
شماله ومن بين يديه ومن خلفه حتى اذا استمكنت منه قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم اقدف
به فقد فت به فتكسر كما تنكسر القوارير ثم نزلت فانطلقت انا ورسول الله صلى الله عليه وسلم فاستبق
حقق قواريرنا باليدوت خشية ان يلقانا احد من الناس راخرجه احمد والناس في والحاكم جناب امير
عليہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک غمگینیت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خاندان میری محبت سے حضرت نے
فرمایا بیٹھ جا آپ میرے کندھے پر سوار ہوئے حب میں اٹھنے لگا حضرت نے میرے ضعف کو دیکھا اور میرے
کندھے سے اتر کر بیٹھ گئے اور مجھے اپنے کندھے پر سوار کیا اور کڑے ہو گئے اسوقت میری نسبت خیال
کیا جاسکتا تھا کہ اگر میں جا ہوں تو آسمان کے کنارے تک پہنچ جاؤں۔ یہاں تک کہ میں بیت امیر کی
جنت پر چڑھ گیا اسپر تانے پیتل کے ایک مورت تھی میں اسکو مدین بائیں آگے پیچھے سے بلانے لگا یہاں تک

کہ سچے اسپر قابو پایا حضرت نے مجھے فرمایا اے پینک کو سینے سے پینکد یا وہ شیش کی طرح سے چور چور ہو گئی۔ مین جہت پر سواتنایا اور حضرت کے ساتھ دوڑ کر گھر میں چپ گیا تاکہ کوئی آدمی ہلکونہ دیکھ لے

جناب امیر کا ایمان میں اسخ ہونا

عن ابن عباس ان علیاً کان یقول فحیوة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل یقول افان مات او قتل اقلبتم علی اعقابکم واللہ لا یقلب علی اعقابنا بعد ان فہدانا اللہ ولئن مات او قتل لا قتلنا علی ما قاتل علیہ حتی اموت فی کلاھما ولیہ وابن عمہ ووارثہ ومن اتق بہ منی راخوجہ احمد لکن ابن عباس منہ امیر کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات یا برکات ہی میں فرمایا کرتے تھے کہ خدا تمہارے فرماتا ہے کہ اگر میرا رسول مر جائے یا قتل ہو جائے تو تم اپنی ایڑیوں پر ہر جاؤ گے۔ واللہ جبکہ ہم کو خدا نے ہدایت کی ہے ہم ہرگز اپنی ایڑیوں پر نہیں پھریں گے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما جائیں یا شہید ہو جائیں تو جس امر پر انہوں نے جہاد کیا ہے میں بھی اسی پر جہاد کروں گا۔ یہاں تک کہ میں بھی مر جاؤں۔ واللہ میں اسکا بیانی اور ولی اور ابن عم اور وارث ہوں۔ مجھ سے انکا کن حقدار زیادہ ہے۔

جناب امیر کے ایمان کی ٹنڈک کا جبریل کو دل کو پہنچنا

عن عمر بن عبد الغزین ان قوماً یقصدوا علی بن ابی طالب فضعف المنیر محمد اللہ واثنی علیہ صلی اللہ علیہ وسلم و ذکر علیاً و فضلہ و سابقہ ثم قال حدثنی حماد بن مالک الغفاری عن امر المؤمنین امر سلمۃ رضی اللہ عنہا قال بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عندی اذا نام جبریل فنا جاء فقبلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضاحکاً فلما سری عنہ قلت یا بی انت و اخی یا رسول اللہ ما اضحکت فقال اخبرنی جبریل انہ مر جلی و هو یروی ذوقاً لہ و هو نا ثم قد ابدی بعض جسدہ قال فرددت علیہ ثوبہ فوجدت برداً ایمانہ قد وصل الی قلبی راخوجہ الخواندہا نقل ہے کہ خلیفہ عمر بن عبد الغزیر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چند لوگ بیٹھے ہوئے تھے جناب امیر کی شان میں برا کھ رہے تھے۔ عمر بن عبد الغزیر نے منبر پر چڑھ کر خدا کی صفت و ثناء کی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوة کر کے جناب امیر کے فضائل اور سابق الاسلام ہونے کا ذکر کر کے سب ان کو ایمان دیا اور جس باقی بن مالک

(رفود) یقہ النال من الابل من التلاتہ الی عشرہ

انفاری المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتا ہے کہ ام المومنین فرماتی تھیں ایک سوز سور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف رکھتے تھے کہ ناگمان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس حیرتل علیہ السلام تشریف لاکر حضرت سے سرگوشی کرنے لگے۔ جب سرگوشی کر چکے حضرت ہنسنے لگے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہوں آپ کیون ہنستے ہیں ارشاد فرمایا کہ حیرتل نے مجھ سے بیان کیا کہ میرا ایک چراگاہ میں گزرا وہاں علی اپنے اونٹ چراتے ہوئے سو گئے تھے ان کا سینہ کھلا ہوا تھا میں نے انہر کٹڑا لوٹ دیا انکے ایمان کی تہتہ کہ میرے دل کو محسوس ہوئی ۔

جناب امیر کے ایمان کا زمین و آسمان کی بھاری ہونا

عن ابی القاسم محمود البخاری عن رجالہ قال جلد رجلان العثمین الخياط فقال ما ترى في طلاق الامة فقام الخياط فيها اصلع فقال ما ترى في طلاق الامة فقال لهما جئناك وانت امير المؤمنين فنادى عن طلاق الامة فحببت الى رجل فسالتہ فقال عمر يلك اترى من هذا هذا علي بن ابي طالب اشهد علي رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم سمعته وهو يقول لو ان السموات السبع والارض باين السبع وضعت في كفة ووضع ايمان علي في كفة لفرح ايمان علي راخو به بن السمان والحافظ السلفي والفضائي و الديلي والخوازمي) ابو القاسم محمود البخاری اپنے رجال سے روایت کرتے ہیں کہ دو شخص جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس کنیز کی طلاق کے مسئلہ کو پوچھنے کے لیے آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے اٹھ کر جس محلہ میں کہ جناب علی رونق افروز تھے تشریف لے گئے اور ان سے پوچھنے لگے آپ کنیز کی طلاق کی نسبت کیا حکم دینے ہیں ان میں سے ایک شخص حضرت عمر سے کہنے لگا۔ آپ اسیر المومنین ہیں ہم آپ سے مسئلہ پوچھنے کو آئے تھے آپ اسے پوچھنے کو آئے ہیں حضرت عمر کہنے لگے افسوس ہو تو نہیں جانتا یہ کون ہے یہ علی بن ابی طالب ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اگر ساتون آسمان اور ساتون زمین کے طبقے ترازو کے ایک پلہ میں رکھے جائیں اور علی کا ایمان ایک پلہ میں رکھا جائے تو علی کا ایمان ہی بھاری رہیگا

جناب امیر کا خدا کی ذات میں نہایت سخت ہونا

(۱) عن كعب بن جحزة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ان عليا فحشوش في ذات الله عز وجل (اخرجه ابو جهم) كعب بن جحزة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور انہیا علیہ الصلوٰۃ و

السلام نے فرمایا ہے کہ تحقیق علی خدا کی ذات میں نہایت سخت ہو۔

عن یزید بن طلحة بن یزید بن دکانة قال لما اقبل علی من الین لیلۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمكة تعجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واستخلف علی جندہ الذین معہ رجلا من اصحابہ فعمل ذلک الرجل فکسی کل رجل من القوم حلة من البز الذی کان مع علی فلما دنی جنیشہ خرج لیلۃ ہم فاذا علیہم الخلل قال ویک ما هذا قال کسوت لادم لیتحملوا بہ اذا قدموا فی الناس قال ویک انزع قبل ان تنتہی بہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فانزع الخلل من الناس فخرجہا فی البز قال واظهر الخیش شکواہ بما۔ نعم نعم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایہا الناس لا تشکوا علیا فواللہ انہ لا خشر فی ذات اللہ وفی سبیل اللہ (سیرۃ ابن اسحاق) یزید بن طلحہ بن یزید بن دکانہ مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کو ساتھ واپس چل کر کہ من حضرت کو حضور پرانی رہتے ہو جنابا بیٹھنے فوج میں سے ایک شخص کو افسر مقرر فرما کر آپ پر سے حضرت کے حضور میں تشہید لیا گیا جنابا بیٹھ کر تشریف لیجائیے بعد اس شخص نے جنابا بیٹھ کر نوشہ خانہ میں سے فوج کے ہر ایک آدمی کو کپڑے نکال دیے حسین نے کہ کو قریب پہنچی حساب امیرانہ ملنے کو تشریف لائے لوگوں کو نوشہ خانہ کے کپڑے پہنے ہوئے دیکھ کر اس کے بوجہ ان لوگوں نے کپڑے کھانے کے پیچھے من لست کہا میں فوج کو کپڑے دے دیا بیٹھ کر من کہ لوگوں کو عزت کے ساتھ بلو جنابا بیٹھ کر کہا فوج کے حضور کو حضور میں پہنچنے سے پہلے ان لوگوں کو کپڑے واپس کر کے اس شخص نے ویسا ہی کیا اور لوگوں کو کپڑے پہن کر نوشہ خانہ میں واپس کر دیے فوج کے لوگوں نے حضرت کو سامنے اس بات کی شکایت بیان کی حضرت نے فرمایا ای لوگو علی کا شکوہ بہت کرو وہ خدا کی ذات میں اور خدا کے راہ میں بہت سخت ہے +

(۳) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال اشتک الناس علیا فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطیباً فقال لا تشکوا علیا فواللہ انہ لا خشر فی ذات اللہ عز وجل راخوجہا حمد والحاکم والاضیاء والدلیلی) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ چند آدمی جناب علی علیہ السلام کی شکایت کرنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں خطبہ میں بیان فرمایا حضرت علی کی شکایت بہت کرو وہ خدا کی ذات میں نہایت سخت ہو +

(تفسیر) الاخیشن تصغیر اخشن افضل التفصیل من خشن خشونة وفی الاساس فلان خشن فی دینہ اذا کان متشدداً فیہ والمعنی انہ شدیداً لصلب التشدد فی امور الدینیۃ والمبتغیرین للتعلیم) اخیشن اخشن کی تصغیر ہے جو باب خشن خشونة کی افضل التفصیل کا صیغہ ہے۔ اساس الہدایۃ میں علامہ زکریا غزالی لکھتے ہیں فلان شخص اپنے دین میں خشونت والا ہے۔ یہ بات ہر وقت کسی جاہل سے کہی جاتی ہے کہ وہ دین میں نہایت تشدد والا ہو اسکے سننے میں کہ وہ امور دین میں نہایت سخت اور مضبوط ہے

اور تصنیف کا صیغہ اس مقام میں تعلیم کے لیے مستعمل ہوا ہے +

جناب امیر کا خدا کی ذات بابرکات میں دیوانہ ہونا

عن کعب بن عجرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبوا علیا فانہ ممسوس فی ذات اللہ راخرجه ابو نعیم فی حلیۃ الاولیاء کعب بن عجرۃ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کو برا مت کہو نہیں تحقیق وہ ذات الہی میں دیوانہ ہے +

عن ابی ہریرۃ ولید بن خالد رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبوا علیا فانہ ممسوس فی ذات اللہ (تکار اخرجہ الدلیلی) ابو ہریرۃ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کو برا مت کہو وہ تو خدا کی ذات میں دیوانہ ہے۔ (تفسیر) ممسوس مجنون و فی الاس ممسوس الذی مس بہ الجن یعنی ممسوس کہہ سنے مجنون کہہ میں اساس البلاغۃ میں علامہ زحشری لکھتے ہیں کہ ممسوس وہ شخص ہے جسکو کہ پری کا سایہ ہو گیا ہو +

جناب امیر کے گوشت اور خون میں ایمان کا مخلوط ہونا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم ففتح خیبر لولا ان تقول فیک من امتی ما قالت النصارى فی عیسے بن مریم لقلت الیوم فیک مقل لا تمہ علی ملا من المسلمین الا اخذوا تراب رجلیک وفضل طهورک یششفون بہ ولكن نصیبک ان تكون منی وانا منک ترثنی وارثک انت منی بمنزلة ہارون من موس الا انہ لانی بعلک انت قودی دینی وتقاتل علی سنتی وانت فی الآخرۃ اقرب الناس منی وانتک غذا علی الخوض خلیفۃ تذ ودعنا المنافقین وانت اول من یرد علی الخوض وانت اول من دخل الجنة من امتی حربک حربی وسلمک سلمی وسرک سری علانیۃک علانیۃ وسریۃ صدک سریۃ صدری وانت باب علی وان ولدک ولدی ولحمک لحمی ودمک دمی وان الحق علی لسانک وفی قلبک وین عینک والا یمان فخالط لحمک ودمک کما خالط لحمی ودمی وان امہ عز وجل اعرف ان یدبیرک انک وقرتک فی الجنة وعد لک فی النار لا یرد علی الخوض مبغض لک ولا یحبیبک بحسب اللہ تعالیٰ علی فخرت اللہ سبحانہ ساجدا وحمدا علی ما انعم بہ علی من الاسلام وقراءة القرآن راخرجه الخوازمی) جناب امیر علیہ السلام کہتے ہیں کہ جس نے میرے خیر کو فتح کیا مجھے جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ اگر میری بہت ترحق میں ایسی بات کہی جو نصیر

جناب یحییٰ بن مریم علیہ السلام کے حق میں کہتے ہیں تو البتہ میں ایک ایسی بات تیرے حق میں کہوں کہ نگذیرے
تو زندگان اہل اسلام پر کہ مگر تیرے پاؤں کی مٹی نہ اٹھائیں اور تیرے وضو کا پانی نہ لیں اور اس سے شفا کے
طلبگار نہ ہوں۔ لیکن تیرا حصہ یہی ہے کہ تو میرا ہے اور میں تیرا ہوں تو مجھ سے ورثہ پاسے اور میں تجھ سے ورثہ
پاؤں اور تو مجھ سے ایسا ہے جیسو کہ ہارون موسیٰ سے مگر میرے بعد نبی نہیں ہوگا تو میرے فرض کو ادا کرتے
والا ہے۔ اور میری سنت پر لوگوں سے لڑنے والا ہے۔ آخرت میں تو سب سے میرے نیا و مقرب ہوگا۔ کل
قیامت کے روز تو میرے حوض پر میرا خلیفہ ہوگا۔ تو منافقوں کو حوض سے ہٹا دے گا۔ اور تو سب کے اول و آخر
پر وارد ہوگا۔ تو میرے ساتھ سب میری امت و پہلے جنت میں داخل ہوگا۔ تیری لٹائی میری لٹائی تیری
صلو میری صلو ہے تیرا بید میرا بید تیرا اعلان میرا اعلان ہے تیرے دلکا بید میرے دل کا بید ہے
تو میرے علم کا وردانہ ہے۔ تیرا خون میرا خون ہے تیرا گوشت میرا گوشت تیرا بیٹے میرے بیٹے ہیں۔ سچ تیرے
ساتھ ہے اور سچ تیری زبان پر اور تیرے دل میں اور تیرے دونوں انگوٹوں کے درمیان ہے۔ ایمان تیرے
گوشت اور خون میں ملا ہوا ہے۔ خدا نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ میں بچھے بشارت دوں کہ تو اور تیری امت
جنت میں ہونگے۔ تیرا دشمن و فرخ میں ہوگا۔ حوض پر تیرا دشمن نہیں وارد ہو سکے گا۔ اور تیرا دوست
اس سے کہی غارت نہیں ہوگا۔ جناب علی کہتے ہیں میں یہ بشارت سن کر خدا کے سجدہ میں گر گیا اور اسلام
اور قرآن کی نعمت جو خدا نے مجھے عطا کی ہے اس کا شکر بجالانے لگا۔

جناب امیر کے دلو خدا نے ایمان کے ساتھ امتحان کیا ہوتا تھا

(۱) عن رجب بن قراش قال حدثنا علي بالرحبة قال لما كان يوم الحديبية خرج اليها ناس من المشركين
فيهم سهيل بن عمرو فقال يا رسول الله خرج اليك ناس من ابائنا و اخواتنا و قاربنا ليس فيهم فقه
في الدين فاردعهم اليك فقال رسول الله صلى الله عليه و آله يا معشر قريش انتم و اوليائكم و اوليائكم
من يضرب عنا قكم على الدين قد امتحن الله قلبه على الايمان قالوا من هو يا رسول الله قال هو
خاضف النعل و كان اعطى عليا نعله فحفظها قال فما التفت اليها علي فقال ان رسول الله صلى
عليه و آله لم قال من كذب على متعمدا فليتبوأ مقعده في النار (اخبره الترمذي) رجب بن قراش و سماعت
کہا ہے کہ جناب امیر نے جبہ میں سے بیان کیا کہ حدیبیہ کے روز قریش کے چند مشرک ہمارے پاس آئے سہیل
انہی ہی ان میں تھا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ہمارے لشکے اور ہمارے
اور غلام جنگو دین کی کچھ سوجھ بوجھ ہیں آپ ہمیں ہماری طرف واپس کر دیں حضرت

فرمانے لگے اے قریش کے لوگو تم اسے باز رہو نہ مدد تمہاری اسے شخص کو بھیجا جو دین پر پتھاری گردن کاٹے گا خدا نے ایمان کے ساتھ اسکے دل کا امتحان کر لیا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہے فرمایا جو تار سینے والا ہے حضرت نے اپنا جو تار علی کو سینے کے لیے دیا تھا۔ یہ جناب امیر ہمدانی طرف متوجہ ہو کر فرماؤں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص کہ مجھ پر دہشتہ جہوٹ پوٹے اس کو چاہیے کہ اپنا ہتھکا ماروزخ میں ڈھونڈ لے *

۲۔ عن علی قال جئنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم اناس من قریش فقالوا یا محمد انا حیرانک وحلفانک و ان اناس من عبیدنا قد اتواک لیس فیہم رغبۃ فی الدین ولا رغبۃ فی الفقہ انما فرموا من ضیاعنا و اموالنا فارددہم الینا فقال لا بی بکرماتقول فقال صدقوا انہم لحیرانک وحلفانک ثم قال لعمری اتقول فقال صدقوا انہم لحیرانک وحلفانک فتغیر وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال یا معشر قریش واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلا منکم قد امتحن اللہ قلبہ بالایمان فلیضربکم علی الدین قال ابو بکر انا هو یا رسول اللہ قال لا قال عمر انا هو یا رسول اللہ قال لا وکن هو الذی یخصف نعلی وکان اعطی علیا بغلہ یخصفہا راخرجہ النساء فی اللیلة ارض جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ کفار قریش کے جہاد آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے یا محمد ہم آپ کے ہمسا یہ اور ہم عہد میں جناب کی خدمت میں ہمارے غلام چلے آئے ہیں جنکو نہ دین کی رغبت ہو نہ فقہ کی خواہش ہے بجز اسکے نہیں کہ وہ ہماری کمیتی اور مال سے بہاگ کر آئیں میں آپ انکو ہمیں واپس دیدیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا تم اس میں کیا کہتے ہو وہ عرض کرنے لگے یہ لوگ سچ کہتے ہیں آپ کے ہمسا یہ اور ہم عہد میں ہیں حضرت نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تم اس میں کیا کہتے ہو وہ بھی عرض کرنے لگے یہ لوگ سچ کہتے ہیں۔ آپ کے ہمسا یہ اور ہم عہد میں ہیں حضرت کا چہرہ مبارک مسخ ہو گیا۔ فرمانے لگے اے قریش کی جماعت خدا کی قسم ہے اللہ تعالیٰ تمہاریسے شخص کو بھیجے گا جسکے دل کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ امتحان کر لیا ہے وہ دین پر تہیں قتل کرے گا ابو بکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ کیا وہ میں ہوں فرمایا نہیں عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں ہوں فرمایا نہیں ولیکن وہ شخص ہے جو جو تار سینا ہے اور حضرت نے علیؑ کو جو تار سینے کے لیے دیا ہوا تھا وہ حضرت کا جو تار سینا ہے تہے *

جناب امیر کے دل کو خدا تعالیٰ کا نہایت کرا اور زبان کو ثابت کنا

(۱) عن علی قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی النہد والناثبات وناثبات لسان فقلت یا رسول اللہ انت تبغی الی قوم یموتون بینہم أحداث وناثبات حدیث لسان قال ان اللہ سید من قلبک ووقت لسانک قال فما شککت فی قضاہ بن اثین راخرجہ احمد والنسائی جناب امیر علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں ابھی نوجوان چھوٹا عمر کا تھا کہ سورہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے میں کی طرف قاضی بنا کر روانہ فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ مجھے ایسی قوم میں بھیجتے ہیں ان میں واقعات پیدا ہونگے میں ابھی نوجوان کم عمر ہوں قضا کی باریکیوں کو نہیں جانتا حضرت نے فرمایا پورا دیکھو ہدایت کرے گا اور تیری زبان کو ثابت رکھے گا جناب انہیں کہتے ہیں۔ تب مجھ و آدمیوں کے قضیہ فیصل کرنے میں کبھی شک پیدا نہیں ہوا۔

(۲) عن علی بن النعمان صلی اللہ علیہ وسلم بعثہ ببراءۃ قال یا رسول اللہ انی لست بالسن ولا بالخطیب قال لا بد لی ان اذہب بها انا و تن ذہب بها انت قال فانک ان لا بد فا ذہب بها انا قال لا ینطق فان اللہ سید لسانک ویعک قلبک قال ثم وضع ید علی فہم راخرجہ احمد جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہو کہ جبکہ مجھے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سورہ برات دیکر بھیجے گئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ نہ میں زبان آور ہوں اور نہ خطیب حضرت نے فرمایا یا مجھے یہ سورہ لیکر جانا پڑے گا یا تمہیں اسکے سوا چارہ نہیں میں نے عرض کیا جبکہ ایسی ہی ناچاری ہے تو جانیے میں حاضر ہوں فرمایا جاؤ خدا تمہاری زبان کو درست کہے گا اور دلوں ہدایت کرے گا۔ پھر حضرت نے اپنا دست مبارک میرے مونہ پر رکھا

جناب امیر کا بہتر لکب کے ہونا

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی فی ہذا الکعبۃ کمثل الکعبۃ للخطیب الیہا عبادۃ والحدیث الیہا فریضۃ راخرجہ ابن الغازی فی المناقب) ابو ذر غفاری کہتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ علی مثل کعب کے ہے کہ اسکی طرف نگاہ کرنا عبادت ہے اور اسکا چھوڑنا ہے۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت بمنزلۃ الکعبۃ توقی ولا تاتی فان اتاک ہولاء القوم فسل علیہم ہذا الامر فاقبل منهم وازل علیہم فلو انک حق یا قوۃ راخرجہ الدیلمی فی غرر وح الاخبار واخرجہ ابن الاثیر عن علی فی اسد الغابہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تو بہتر لکب کے ہے چاہیے کہ لوگ تیرے پاس آئیں نہ کہ تو لوگوں کے پاس جاسے پس اگر یہ قوم تیرے پاس آکر مخالفت کو تیرے سپرد کریں تو تو ان سے قبول کر دیا اور اگر نہ آئیں تو تو ان کے پاس مت جاؤ یہاں تک کہ حدودہ تیرے پاس آئیں۔

جناب امیر کا مثل قل ہوا سہ کے ہونا

عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل علی فی الناس مثل قل ہوا اللہ فی القرآن (اخرجه الدیلمی) حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کی مثال لوگوں کے درمیان ایسی ہے جیسو کہ قل ہوا سہ قرآن میں *۔

جناب امیر کا لوگوں کے لیے بابِ خطہ ہونا

عن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی باب حطہ من دخلہ کان مؤمناً ومن یخرج کان کافراً (اخرجه الدارقطنی) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ علی بابِ خطہ ہے۔ جو شخص اس میں داخل ہوا وہ مؤمن ہے اور جو شخص اس سے نکل گیا وہ کافر ہے *۔

جناب امیر کی ایک ضرب کا تمام ارث کے اعمال پر فضل ہونا

(۱) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لمبارزۃ حلوا بین ابی طالب لعمر بن عبدالمطلب و یوم الخندق و یوم الفیل من عمل امتی الی یوم القیامۃ راخرجه الدیلمی فی فردوس الاخیار ابن سعد و زنی امیر نے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے روز عمرو بن عبدود کو ساتھ جناب امیرؓ کے مقابلہ کرنے کی نسبت فرمایا تمام ان اعمال کو کہ قیامت تک امیری ہست کی لوگ کرتے رہیں گے علی کی یہ ایک ضرب کا فضل ہے *۔

(۲) عن شہر بن حکیم عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم خندق لمبارزۃ علی لعمر بن عبدود افضل اعمال امتی الی یوم القیامۃ راخرجه الحاکم) شہر بن حکیم اپنے والد سے نقل ہیں کہ خندق کے روز جناب رسالتؐ تا اب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کا عمرو بن عبدود سے مقابلہ کرنا تمام ان اعمال کو کہ قیامت تک امیری ہست کے لوگ کریں گے۔ فضل ہے۔

جنگ میں جناب امیر کے چپے است میں جہرین کا میل کا ہونا

راہ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم خیبر لا یطین الرایۃ لعل

جناب امیر کا کسی جنگ سے بغیر فتح کے نہ پھرنا

عن الحسن انہ قال حین قتل علی قتلتم والله رجلاً فلیس لہ نزل فیہا القرآن وفیہا فخر عیسیٰ بن مریم وفیہا قتل یوشع بن نون فقی موسیٰ والله ما سبقہ احد کان قبلہ کان رسول الله صلی الله علیہ وسلم بیعتہ بالسریۃ وجابریل عن عیسیٰ بنہ ومیکائیل عن شمالہ لا ینصرف حتی یفتح علیہ (اخرجه الدلائل) جبکہ جناب امیر علیہ السلام شہادت پاگئے جناب امام حسن علیہ السلام نے لوگوں سے فرمایا واسطے تمہیں ایک ایسے آدمی کو ایسی بات میں قتل کیا ہے کہ جس بات میں قرآن شریف نازل ہوا ہے اور جس میں جناب عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور جس میں جناب موسیٰ علیہ السلام کا نوحوان یوشع بن نون مارا گیا ہے گویا سب پر بقت نہیں لے گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ فوج کے ساتھ بیٹھے تھے حیران تھے وہ اپنے طرف اور میکائیل اس کی بائیں طرف ہوا کرتے تھے وہ بغیر فتح کے نہیں واپس آتا تھا

جناب امیر کا دنیا و آخرت میں حضرت کا علم دار ہونا

(۱) عن علی قال کسرت ید علی یوم احد منقط اللواء من ین ید یہ فقال رسول الله صلی الله علیہ وسلم صنع فی یدک الیس فانه صاحب لوائی فی الدنیا والاخرۃ (اخرجه المحضری والخوارزمی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب احد کے روز علی کا ہاتھ زخمی ہو گیا اور علم انکے ہاتھ سے گر گیا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم اس کے بائیں ہاتھ میں پکڑا دو کیونکہ وہ دنیا و آخرت میں میرا علم دار ہے (۲) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم یا علی انت تغسل جثتی وتووی دینی وتوارینی فی حفرتی وتغی بذا متی وانت صاحب لوائی فی الدنیا والاخرۃ (اخرجه الدیلمی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تم ہمارے جسم اطہر کو غسل دو گے اور ہمارے قرص کو ادا کرو گے اور ہمارے قبر میں رکھو گے اور ہمارے ہمارے دوسرے ہمارے لگو پورا کرو گے اور تم دنیا و آخرت میں ہمارے علم دار ہو۔

خیر اشر کا کل غزوات میں توبہ کے سوا حضرت کا علم دار ہونا

(۱) عن ابن عباس قال لعلی ربع خصال لیسک لا غیر ہوا اول عرب وجمع صلی اللہ علیہ وسلم رسول الله صلی الله علیہ وسلم والذی کان لواءہ معنی کل زحف وهو الذی صبر معہ یوم فحہ حیر وهو الذی

غسلہ و داخلہ فی القبر را خیرہ الترمذی و ابن عبد البر فی الاستیعاب) ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب علی علیہ السلام میں چار صفتیں ایسی ہیں کہ انکے سوا کسی دوسرے کو حاصل نہیں وہ سب عرب اور عجم کے باشندوں سے پہلے شخص ہیں کہ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور وہ ایسے شخص ہیں کہ آنحضرت کا علم ہر ایک غزوہ میں انکے پاس تھا۔ اور وہ ایسے شخص ہیں کہ جس روز حضرت کے پاس ہر لوگ ہباگ گئے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبر کیے رہے اور وہ ایسے شخص ہیں کہ انہوں نے حضرت کو غسل دیا اور قبر میں اتارا۔

(۲) عن ثعلبہ بن ابی مالک قال کان سعد بن عبادۃ حاضراً فی رایت رسول اللہ ﷺ فی المواطن کلھا فاذا کان وقت القتال اخذنا علی را خیرہ بن الاتیہ الجزری فی اسد الغابہ) ثعلبہ بن مالک کہ روایت ہے کہ ہر ایک غزوہ میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علمدار تھے جب لڑائی کا وقت ہوتا تھا تو جناب علی علیہ السلام کو اٹھالیتے تھے۔

(۳) عن ابن عباس قال کان علی اخذ رایت رسول اللہ ﷺ یوم بدر والمشاہد کلھا (اخرجہ احمد فی المناقب) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر اور تمام دیگر مشاہد میں جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علمدار تھے۔

خیبر کے روز آنحضرت کا جناب امیر کو علم دینا

اخرج احمد و البخاری و المسلمون عن سهل بن سعد و احمد و النسائی و الزبیری عن ابن عباس و الطبرانی عن علی بن عمر و النسائی و ابو حاتم و عن ابی ہریرۃ و البخاری و المسلمون و ابو حاتم و عن سلمۃ ابن اکوع و النسائی و الطبرانی عن عمران بن حصین و ابی لیلی و احمد و النسائی عن ابن ہبیرۃ بن مریم و احمد و النسائی و الترمذی عن سعد و احمد عن ابی سعید الخدری و ابن اسحاق عن سلمۃ و النسائی عن عبد اللہ بن بریقہ باختلاف یشی ان رسول اللہ ﷺ علیہ السلام قال یوم خیبر لا عطا ین الرایتہ غذا و لا یفتی اللہ علیہ و یوہ فیات الناس یدو کون لیلۃ ما یوم یطماھا فلما اصبح فلما اصبح الناس خدا علی رسول اللہ ﷺ قال کلہم یرحان یطماھا فقال ابن علی بن ابی طالب فقال ہو یا رسول اللہ فیئتی عتہ ین قال فادسوا الیہ فاتی بہ فہدی فی عینیہ و دعا لہ خیرا حتی کان لم یکن بہ وجر فاعطاھا لبرایتہ ففتی اللہ علیہ و الامام احمد و البخاری و المسلمون نے رسول بن سعد سے، اور احمد و زبیری اور ابی ہریرہ سے

(۲) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا دفن الراۃ الیوم رجلاً عجباً وہ رسول اللہ عجبہ اللہ ورسولہ قتلوا ول القوم فقال ابن علی فقالوا یشکل عینیہ فذہا فہزی فی یدہ وسمی عجباً ابن علی ثم دفع الیہ الراۃ ففتحہ اللہ علیہ (اخرجه النسائی و ابو حاتم) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ ہم آج علم ایسے شخص کو دینگے جو اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اسے دوست رکھتے ہیں پس قوم نے ہاتھ بڑھائی حضرت نے فرمایا علی کہ ان میں لوگوں سے عرض کیا اکی آئیں وہ کہتی ہیں حضرت نے انکو بلوایا اپنی ہاتھوں پر لعاب دہن کو ملکر علی کی آنکھ کو لگا یا پھر انکو علم دیا اللہ نے انہیں فتح عطا کی ۔

(۳) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم خیر لا عطین ہذا الراۃ رجلاً عجباً وہ رسولہ و عجبہ اللہ و رسولہ یفتحہ اللہ علیہ قال عمر رضی اللہ عنہ فما احببت الامارۃ الا یومئذ فتارفت فلما حار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیاً فاعطاه ایاہا وقال امش ولا تلتفت فصار علی شیئاً ثم وقف ولم یلتفت فصرح برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال علی ما اقاتل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق بیعد ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ فاذا فعلوا فقد منعوا دملہم و اموالہم الا حساب علی اللہ عز وجل (اخرجه النسائی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر کے روز فرمایا کہ البتہ ہم علم ایسے شخص کو دینگے جو اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اسے دوست رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے فتح دیگا۔ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس موقع کے سوا میں نے کبھی امارت کی آرزو نہیں کی میں نے نگاہ نہ کر دیکھا پس حضرت نے علی کو بلوایا اور علم انکو دیا اور فرمایا جاو اور دست لوڑ۔ علی تھڑی دور جا کر شیر گئے مگر لوٹے نہیں حضرت کو باز بندہ کہنے لگے یا رسول اللہ میں کس بات پہان سے جنگ کرتا حضرت نے فرمایا ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پگوا ہی دین جب ان لوگوں نے ایسا کیا تو انہوں نے اپنا خون اور مال بچا لیا مگر خدا کو حساب دینا اپنی رہیگا ۔

(۴) عن سلمۃ بن اکیحہ قال خرجنا بحیہ وکان معی عامر بن قیس بالقوم و اللہ لولا اللہ ما اہتدینا + ولا تصدقنا ولا صلینا + ونحن من فضلک ما استغفینا + فثبت الاقدام اخلاقنا و اتزل سکینۃ علینا + فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ہذا فقالوا عامر فقال غفر اللہ لک یا عامر وہا استغفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لرجل خصہ الا استشهد قال عمر رضی اللہ عنہ ہا رب اللہ لو متعتنا بعامر۔ فلما قد منا خیر خیر من خیر یحضر لیسفہ و هو سلککم و هو یقول ہ قد علمت

خیرانی موجب + شاکی السلاح بطل مجرب + منزل عامر - فقال - قد علمت خیرانی عامر + شاکی السلاح
 بطل من عامر + فاختلعا ضربتین فوقہ سیف مرحب فی فرس عامر فذهب لیثقل له فوقہ سیفہ علی
 نفسہ فقطع کحل فکان فیما نفسہ واذا نقر من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقولون بطل
 عمل عامر قتل نفسہ فأتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا ابکی فقلت یا رسول اللہ ابطل عمل عامر
 فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال قلت ناس من اصحابک فقال بل لا اجر مرتین ثمار یسلتی من
 اللہ علی اللہ علیہ وسلم الم علیہ فالتفتہ - وهو ارمدا فقال لا عطاء لک الیوم رجلاً یحب اللہ ورسولہ
 ویحب اللہ ورسولہ فنجت بہ اقودہ وهو ارمدا حتی اتیت بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصق فی عینہ
 فبرہ واعطاه المارۃ وخرج مرحب فقال قد علمت خیرانی موجب - شاکی السلاح بطل مجرب + اذا
 اللیوث اقبلت تالہب + واجمعت عن صولتہ المہج + خلعت حای ابدلاً لا تقرب + اطمعن احیاناً
 وحیناً اضرب + ان غلب الدھر فانی اغلب والقرن عندی بالدماء محضب - فقال علی - انا انکما
 سمعتنی امی حیدر + کلیث غابات کربہ المنظر + ضرغام اجام ولیث ضرورہ + عبل الذرا حین فتد
 القصرہ + اکیلکم بالسیف کیل المسندہ + اضربکم ضرباً بین الفقر + واترك القرن بقلع خرد
 اضرب بالسیف رقاب الکفر + ضرب غلام ما جل خورده + من یترك الحق یقوم صغرم + اقتل
 منهم سبعة او عشرہ + فکلہم اهل فسوق فجزم + قال فضربہ فغلق راس مرحب فقتلہ وکان
 الفقہ علی یلے علی بن ابی طالب راخرجہ ابو حاتم - سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ہم
 خیر کو جانے لگے میرا چچا عامر قوم میں خبر کد رہا تھا - اگر ہم کو خدا ہدایت نہ کرتا - نہ ہم صدقہ دیتے اور نہ نماز
 پڑھتے - ہم تیرے فضل سے بے پرواہ نہیں - پس جب ہم دشمنوں کے گلیوں تو تو ہمارے قدم ثابت رکھ - او
 تو میری تسلی نازل کر - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کوئی لوگوں نے عرض کیا یہ عامر ہے حضرت سے
 فرمایا اسے عامر کہتے تھے بخشنے حضرت کہی کسی کو خصوصیت سے دعا نہیں دیتے تھے کہ وہ شہید نہیں ہو
 جاتا تھا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ عامر کے ساتھ ہیں ہی دعا میں شریک کہتے تو کیا اچھا
 ہوتا - جب ہم خیر میں ہیں پھر جب نیکو راہی تلوار اچالنے لگا وہ انکا بادشاہ تھا اور یہ رجب کد رہا
 تھا خیر جاتا ہے میں مرحب ہوں - تیز ہتھیاروں والا بادشاہ اور پھر یہ کار ہوں - عامر رضی اللہ عنہ اسکے
 مقابلہ پر تھے ہم یہ خبر کہنے لگے - خیر جاتا ہے میں عامر ہوں - تیز ہتھیاروں والا بادشاہ ہلاکت
 کی جگہ میں - بے اندیشہ کہنے والا ہوں - وہ دونوں نے وار کیے مرحب کی چوٹ عامر کے گٹھ کے کو لگی
 وہ ان کو گریا نے لگا انکی اپنی تلوار انکو لگ گئی جس سے انکی شاہ رگ کٹ گئی یہی ہمیں سانس باقی تھے

(۶) عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن ابیہ انہ قال لعلی وکانت یسیر معہ الزم الناس قد انکروا منک انک تخرج فی البرد فی البلاد وتخرج فی الحر فی الحبوب والخبث قال اولیٰ تکن معنا بخیر قال فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث ابابکر وعقدا الرایۃ فرجع فیما یمشی وحقدہ الرایۃ فرجع بالناس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا عطلین الرایۃ رجلاً یحب اللہ ورسولہ وحبہ اللہ ورسولہ کما لیس لہما وارسل الی وانا ارمد فقلت انی ارمد فقتل فی عینی وقال اللہم اکفہ اذی الحر والبرد فما وجدت حراً بعد ذلک ولا برداً راخرہ احمد والنسائی عبد الرحمن بن ابی لیلی اپنے والد سے نقل ہیں کہ وہ سفر میں جناب امیر علیہ السلام کے ہمراہ تھے جناب امیر کے کہنے لگے۔ لوگ آپ کی بات کو براہ جانتے ہیں۔ کہ آپ حارے میں باریک کپڑا اور گرمی میں بھرتی کا اور ٹھنڈا کپڑا پہنتے ہیں جناب امیر فرماتے تھے کیا تم خیبر میں ہمارے ساتھ نہیں تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور علم انکے ساتھ دیا اور وہ لوٹ آئے پھر عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور علم انکے ساتھ کیا وہ بھی لوگوں کے ساتھ واپس آئے پھر حضرت نے فرمایا البتہ ہم علم ایسے آدمی کو دینگے جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول اس سے محبت کرتے ہیں آپ نے مجھے آدمی بھیجا بلوایا میری آنکھیں دیکھ رہی تھیں میں نے عرض کیا مجھے آشوب ہے آپ نے میری آنکھوں میں اپنا لعاب دھن لگایا اور فرمایا اے پردہ گار گرمی اور سردی کی اینا سے اے بچا کیوں پس بچھا سکے بعد گرمی نے ستا یا نہ سردی نے ۔

(۷) عن ابی بردۃ قال حاصرنا خیبر اخذ اللواد ابو بکرۃ فلم یفتقر لہ فما اخذہ عمر من الغد فانصرف فلم یفتقر لہ واصاب الناس یومئذ شدۃ وجہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکمنا فی دفع لوائی غدا اللہ رجل یحب اللہ ورسولہ وحبہ اللہ ورسولہ لا یرجع حق یفتقر اللہ لو تدنا طیبۃ انفسنا از الفتح خدا تعالیٰ احب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلۃ الغداۃ ثم قام قائماً ودعا باللواد والناس علی صافم فاما انسان لہ منزلة عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا وهو یحوان یکون صاحب اللواد فلما علی بن ابی طالب وهو ارمد فقتل فی حنینہ وسمی عنہ ودفع الیہ اللواد فقسم اللہ علیہ قال انا فیمن تطاول لہا راخرہ احمد والنسائی والبیہاق بن جریر الطبری ابو بکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے خیبر کا محاصرہ کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے علم لیا اور فتح نہ ہوئی دو سرے روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے علم لیا اور فتح نہ ہوئی۔ اس روز لوگوں کو سخت تکلیف پیش آئی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم کل اپنا علم ایک ایسے شخص کو دینگے جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول اس سے محبت رکھتے ہیں وہ غیر فتح کے نہیں لوٹے گا۔ ہم رات کو خوشدل ہو کر سو گئے کہ کل فتح ہوگی جب صبح

انہوں نے اپنا علم سخت پھرنی زین بن علیؑ کو کچھ کاٹنے کا حکم دیا اور پھر سے ایک یہودی نے چڑھ کر کہا تو کون ہے جناب امیر
نے جواب دیا میں علی بن ابی طالب ہوں وہ کہنے لگا واسطہ تم غالب آؤ گے موسیٰ علیہ السلام پر جھوٹا نازل نہیں
ہوا سہلہ کہتے ہیں پس جناب امیر فتح کے ہونے تک واپس ہوئے ۔

(۱۲) عن علی ما رمدت عینی منذ مسر رسول الله صلى الله عليه وسلم وجعلت عيني يوم خيبر حين اعطاني
الراية (راخوہ احمد و ابو علی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خیبر کے روز جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے مجھے علم عطا کیا اور میرے مونہ پر ہاتھ پیرا اور میری آنکھوں میں اپنے دہن لعاب لگایا تب ہی میری
آنکھیں نہیں دکھیں ۔

(۱۳) عن عمر بن ميمون قال اني لجالس عند ابن عباس اذا جاء شعثه رهط فقالوا اما ان تقوم معنا
واما ان تخلون بهؤلاء وهو يومئذ حبيص قبل ان يبعثي قال انا اقوم معكم فخذوا ولا آدرى قالوا
فجاءني غصن ثوبه ويقول اف وقت يقعون في رجل له غر وقعوا في رجل قال لما انزعج صلي الله عليه
لاعطين الراية فذل رجل لا يخوي الله ابدا فاستشرت من استشرت فقال ابن علي قالوا هو
في الرجا فطعن قال وما كان احدكم يطعن من قبله فدعاه وهو ارمدا ما كان ان يبصر فنفث
في عينيه ثم هذا الراية ثلثا فدفعها اليه راخوہ احمد والناسي وابن جرير) عمر بن ميمون سے
مروی ہے میں ایک روز عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ چند آدمی آئے ابن عباس
سے کہنے لگے تمہارا جی چاہے ہمارے ساتھ چلو یا انکو تکلیف میں مبتلا کرنے کی اجازت آند لون ابن عباس سخت
تھے انکی آنکھیں نہیں گئی تھیں ابن عباس کہنے لگے میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں بعد اسکے انکے
ساتھ جا کے کچھ باتیں کریں ۔ میں نہیں جانتا کہ ان لوگوں نے کیا کیا حساب بن عباس پر کر آئے تو میں نے
دیکھا کہ وہ اپنے کپڑے جھاڑتے ہیں ۔ اور ان اور تع ان لوگوں پر کہتے ہیں کہ ایسے شخص کے پیچھے
بچے ہیں کہ جبکہ اللہ تعالیٰ نے عزت دی ہے اور ایسے شخص کو مہربان کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسکے باب میں فرمایا ہے میں اپنا علم ایسے شخص کو دے لگا جو اللہ کے رسول کو دوست
رکھتا ہے پس جیسے اسکی طرف جہانماتا تھا جہاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کہ
ہے لوگوں نے عرض کیا وہ چکی پس ہے میں ابن عباس کہتے ہیں کہ ان سے پیشتر کوئی چکی نہیں پیا
تھا پس حضرت نے انکو بلایا انکی آنکھوں میں آشوب تھا کہ وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے تھے حضرت نے اپنے
لعاب دہن انکی آنکھوں پر لگایا بعد اسکے علم کو تین دن بعد میں دیکر انکو دیدیا ۔

(۱۴) عن هبة بن ميمون قال خرج اليها الحسن بن علي عليه السلام وعليه عمامة سوداء حين قتل علي

[illegible]

کہتے تھے کہ جناب علی علیہ السلام کو ایسی تین باتیں دی گئی ہیں کہ اگر وہ مجھے دیجائیں تو میرے نزدیک سرخ پشم والے اونٹ کے ملنے سے بہتر تین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہسٹنگلی مسجد میں - خیر کبر فذہم کما دیا جاتا - اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی سے انکا نکاح کرنا +

(۱۸) عن ابی ہریرۃ انہ سمر بن الخطاب قال لقد اعطی علی ثلاث خصال کان یكون لی واحدة منهن احب الی من حمر النعم فستل ماہی قال زوجہ ابنتہ فاطمہ وسکناہ فی المسجد یجلی لہ ما لا یجلی لی والراۃ یوم خیبر (راخو جہ بن السمان) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہنے لگے جناب علی علیہ السلام کو ایسی تین باتیں دی گئی ہیں کہ اگر ان میں سے مجھے ایک بات بھی دی گئی ہوتی تو میرے لیے سرخ پشم والے اونٹ سے بھی بہتر تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی سے انکا نکاح کرنا اور انکو مسجد میں بائز دینا کہ انکے لیے وہ امر جائز ہے جو مجھ نہیں رہے جناب کی حالت میں مسجد کے اندھا جانا اور خیر کے روز کا علم دیا جانا +

(۱۹) عن ابن عمر قال کتا مقول خیر الناس ابو بکر ثم عمر ولقد اعطی علی بن ابی طالب ثلاث خصال لا یكون لی واحدة منهن احب الی من حمر النعم فزوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابنتہ وولدت لہ وشد الابواب الا بابہ واحطاء الراۃ یوم خیبر (راخو جہ احمد فی المناقب) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم اکثر کہا کرتے تھے کہ سب لوگوں سے بہتر ابو بکر ثم عمر رضی اللہ عنہ اور جناب علی علیہ السلام ایسی تین باتیں ملی ہیں کہ اگر ان میں سے مجھے ایک بھی ملجائی تو میرے نزدیک سرخ پشم والے اونٹ سے بھی بہتر ہوتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی سے انکا نکاح کرنا - اور انکے دروازہ کے سوا سب کے دروازہ بند کرنا اور خیر کے روز انکو علم دیا جانا +

(۲۰) عن حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ - وكان علی ارمد العين یتغی - دوار فلما لم یجد مداویا - ففاد رسول اللہ بنفلة - وبعوک مر قیا وبعوک راقیا + وقال ساعطی الراۃ الیوم فارسا - فذلک الحب للہول موانیا - یجل لہ والالہ حبہ - فیفتق ہاتلک الحسون التوالیا - فخص بھادوت البریۃ کلھا علیا وسماء الوعی المواخیا (رحیف شروح البخاری) حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے اشعار میں فرماتے ہیں کہ علی کو آشوب چشم تھا اور دو ملاش کرتے تھے پس جبکہ کوئی دوا کرنے والا نہ پا پا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اپنے لعاب دہن سے شفا دی - اور مبارک کلام فسون کیا گیا ہوا - اور مبارک تھا فسون کرنے والا - اور فرمایا میں ابھی آج کے دن علم اس شہسوار کو دینگا - جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھتا ہے اور موافقت کرنے والا ہے - وہ اللہ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اسے دوست رکھتا ہے پس +

فتح کرے گا بیان سب قلموں کو جو لگتا ہیں پس مخصوص کیا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام خلقت کے سوا علی کو۔ اور انکا نام وصی اور امیر رکھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امیر کو سورہ براءت کے ساتھ مکہ میں بھیجنا

(۱) عن سعد قال بعث رسول الله صلى الله عليه وآله ابابكر ببراءة حتى اذا كان ببعض الطريق ارسل علياً فاخذنا منته ثم سار بها فوجد ابو بكر في نفسه فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يؤدى عنى الا انا ورجل منى راخو به النساء عن سعد بن ابى وقاص رضى الله تعالى عنه كثرته بين جناب رسول الله صلى الله عليه وسلم ابوبكر رضى الله عنه سورہ براءت کے ساتھ مکہ کو روانہ کیا ابنی وہ تھوڑی دور نہیں گئے تھے کہ جناب علی علیہ السلام کو انکے پیچھے روانہ کیا وہ اپنے سورہ براءت لیکر مکہ کو چلی گئی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل میں طال گذر! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد کیا مجھے کسی دوسرا دامن کر سکتا ہیں آدمی جو میرا ہو۔

(۲) عن انس قال بعث النبي صلى الله عليه وآله براءة مع ابى بكر ثم دعاه فقال لا ينبغي ان يبلغ هذا الرجل من اهل فداء علياً واعطاه اياها راخو به النساء انس رضى الله عنه سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورہ براءت دیکر مکہ کو بھیجا پھر انکو بلالیا اور فرمایا میرے گھر کے آدمی کے سوا یہ جگہ کوئی نہیں پہنچ سکتا +

(۳) عن علي بن ابي طالب قال بعث رسول الله صلى الله عليه وآله براءة الى اهل مكة مع ابى بكر ثم اتبعه لعل فقال لاخذنا هذا الكتاب فامض يا اهل مكة فلحقته واخذت الكتاب منه قال فانصرف ابو بكر وهو مكتئب قال يا رسول الله انزل في شئ قال لا الا انى امرت ان ابغى انا ورجل من اهل بيتى راخو به النساء جناب امیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورہ براءت دیکر مکہ کی طرف روانہ کیا۔ پھر علی کو انکے پیچھے بھیجا اور فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کاغذ لے لیا وہ غمگین ہو کر لوٹ آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ کیا میرے حق میں کوئی بات نازل ہوئی ہے فرمایا نہیں مجھ پر حکم ہوا ہے کہ میں اس سورت کو خود پہنچاؤں یا میرے گھر کا کوئی آدمی پہنچائے۔

(۴) عن ابن عباس قال بعث رسول الله صلى الله عليه وآله ابابكر بسورة التوبة وبعث علياً خلفه فاخذها منه وقال لا يدين هذا رجل من اهل بيتى هو منى وانا منته راخو به احمد والنسائي ابن عباس رضى الله عنه کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تورات دیکر روانہ کیا انکے پیچھے

جناب علی کو روانہ کیا انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سورت کو لے لیا۔ حضرت نے فرمایا اس کو کوئی نہیں لے سکتا مگر وہ آدمی کہ میرے گھر کا ہوا اور وہ میرا ہوا زمین اسکا ہون۔

(۵) عن ابی سعید الخدری وابی ہریرۃ رضی اللہ عنہما قالوا بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابابکر رضی اللہ عنہ مع براءۃ فلما بلغہم جنان سمع بقاء ناقۃ علی فعرفہ فاناہ فقال ما شافی قال خیر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثنی ببراءۃ فلما رجعنا انطلق ابوبکر رضی اللہ عنہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ مالی قال خیر انت صاحبی فی الغار وانہ لا یبلغ غیرہ اور جل منی یعنی علیاً راخوجہ احمد والنسائی ابو سعید۔

اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سوا میت ہو کہ سورہ و جہان صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورہ برات دیکر مکہ کی طرف روانہ فرمایا جب وہ جنان تک پہنچے تو جناب علی رضی اللہ عنہ کے نام کی آواز کو سنا حضرت علی کو بھی پکارا مکہ قریب گئے اور پوچھا مجھے کیا ارشاد ہوا ہے۔ جناب امیر نے ارشاد کیا خیر ہے۔ حضرت نے سمجھ کر سورہ برات لیجانے کے واسطے حکم دیا ہے۔ اس پر چلے گئے اور سرکار کے حضور میں حاضر ہوئے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے لیے کیا کوئی حکم ہے؟ حضرت نے فرمایا تم میرے رفیق غار ہو۔ سو اس کے کوئی اور بات نہیں کہ میرے سوا یا میرے گھر کے آدمی کے سوا اسکو کوئی دوسرا نہیں پہنچا سکتا تھا۔

۶۱۔ عن علی قال لما نزلت عشر آیات من براءۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا ابابکر فبعثہ بھا لبقیمہ علی اہل مکۃ ثم دعا فی فقال لی ادرك ابابکر فخذت ما لقیته فخذت الکتاب فاذهب بہ الی اہل مکۃ فاقرا علیہم فلحقہ بالحقۃ فلخذت الکتاب منہ ورجع ابوبکر فقال یا رسول اللہ انزل فی شیء قال لا وکن جبریل جانی فقال لیودی عنک الا انت اور جل منک راخوجہ احمد والنسائی جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب سورہ برات کی دس آیتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو وہ سورت دیکر مکہ والوں کی طرف روانہ کیا۔ کہ وہ جا کر سورہ برات انکو سنائیں پھر حضرت مجھے ملو اگر ارشاد کیا جاوے ابوبکر جہان پر ہوں ان سے کاغذ لیکر مکہ والوں کو تم جا کر یہ سورت سنائو میرے ان سے جھڑپیں جا ملا اور ان سے خط لے لیا ابوبکر جب واپس آئے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ کیا میرے حق میں کوئی بات نازل ہوئی ہے آپ نے فرمایا نہیں لیکن جبریل علیہ السلام نے اگر مجھ سے کہا ہے کہ آپ کی جانب سے ہرگز کوئی دوسرا ادا نہیں کر سکتا مگر یا تو خود آپ یا کہ وہ آدمی جو آپ کا ہو۔

(۶) عن علی ز النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث ببراءۃ قال لانی لست باللسن ولا بالخطیب قال ما بدلی ان اذهب بھا انا او یدہ بھا انت قال فان کان ولا بد فاذهب انا قال انطلق فان اللہ لیسئلک ویہدی قلبک قال ثم وضع یدہ علی فیہ راخوجہ احمد جناب امیر علیہ السلام سے

روایت ہے جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو سورہ برات کو ساتھ روانہ کیا میں نے عرض کیا نہ تو میں زبان
آورد ہوں اور نہ مقرر فرمایا بجز اسکے چارہ نہیں اس حدیث کو یاسین لیجاؤن یا تم لیجاؤ علی نے عرض کیا جبکہ چارہ
نہیں تو میں ہی لیجاتا ہوں حضرت نے فرمایا جافا اللہ تعالیٰ تمہاری زبان کو سیدہ ہارونیکا اور تمہارے دلوں
میں کر دیکھا ہے حضرت نے اپنا ہاتھ لٹکے دینے پرے ٹھہر رکھا ۔

(شمسیہ) قال الزہری رحمۃ اللہ علیہ از امیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی ان یقرء بیدادۃ لا یعزلان عادت
العرب ان لا یعزلا العہود والمواثیق الا بسید القوم او زمیمہ او رجل من اہل بیتہ یقوم مقامہ کاخ
ادابن عم فاجراہم علی عادتہم رتد کرہ خواص الامہ و ریاض النضرہ) زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں
کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ برات دیکر اس لیے جناب انیر کو مکہ کی طرف بھیجا۔ کیونکہ
عرب کی عادت ہے کہ عہد اور مواثیق قبیلہ کے سردار یا اسکے شریک یا اسکے گھر کے آدمی کے سوا جوہر کا
قائم مقام ہو سکے مثل بہائی کو یا ابن عم کو نہیں تو پس حضرت نے ہی انہیں کی عادت کو موافق اپنے
ابن عم کو برات دیکر بھیجا ۔

حضرت فرمایا مجھ سے کوئی نہیں ادا کر سکتا مگر خود میں یا علیؑ

(۱) عن حبشی بن جنادۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا منہ ولا یؤدی حق الا
انا وعلی راخوہ احمد والترمذی والنسائی والبخاری وابن ابی عاصم وابن قاتم والاضیاء والباقر
والطبرانی وابن ماجہ وابن ابی قتیبۃ والحافظ الدمشقی حبشی بن جنادۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی میرا ہے اور میں علی کا مجھ سے کوئی نہیں ادا کر سکتا مگر خود میں
یا علی۔ علیہ السلام ۔

(۲) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی منی وانا منہ ولا یؤدی حق الا انا
او علی راخوہ الدلیلی) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا علی میرا ہے میں علی کا ہوں مجھ سے کوئی نہیں ادا کر سکتا مگر خود میں یا علی۔

جناب امیر کا حضرت کی طرف سوامتوں کا ادا کرنا

(۱) عن ابی داؤد فی حجة النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال وخلفہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی علیؑ بجزج الیہ
باہل وامرہ ان یؤدی عنہ امانتہ ووصایا من کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لہ وکان یؤتمن علیہ

من مالها فادى عليه ثمانته كلها واخرجه ابن الاثير في اسد الغابه (ابو رافع رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پسر مبارک کی نسبت روایت کرتے ہیں کہ حضرت انکو بیٹے علی کو اپنے پیچھے چھوڑ کر کہا کہ اپنے اہل کے ساتھ مدینہ کو آمین اور امر کیا کہ جن لوگوں نے اپنی امانتیں اور وصیتیں حضرت کے پاس رکھی ہوئی تھیں انکو انکے مالکوں کو سب ادا کر آئے ۔

جناب امیر کا حضرت کے قرضوں کو ادا کرنا

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی یقضى ديني (اخرجه الزوار) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی میرے قرض کو ادا کرے گا ۔

(۲) عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يا علي انت تغسل جثتي وتؤدى ديني وتواريني في حفرة وتغني بذا متي وانت صاحب لوائي في الدنيا والاخرة (اخرجه الدليلي) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تم میری غسل دو گے اور ہمارے قرض کو ادا کرو گے اور ہمیں قبر میں رکھو گے اور ہمارے ذمہ کو پورا کرو گے اور ہم دنیا و آخرت میں میرے علمدار ہو۔

(۳) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علي بنحو وعدتي ويقضى ديني (اخرجه الدليلي) ابن عمر سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی میرے وعدہ کو پورا کرے گا اور وہ میرے قرض کو ادا کرے گا ۔

جناب امیر کا حضرت کے وعدہ کو پورا کرنا

(۱) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علي بنحو وعدتي ويقضى ديني (اخرجه الدليلي) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے علی میرے وعدہ کو پورا کریگا اور میرے قرض کو ادا کریگا ۔

(۲) عن حشبي بن جنادة قال كنت جالسا عند ابي بكر فقال من كانت له عدة عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فليقوم فقام رجل فقال يا خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم وعدني بثلاث حثيات من تمر فقال ارسلاوا الى علي فقال يا ابا الحسن ان هذا يزعم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم وعدني بثلاث حثيات من تمر فاختها له فاختها له (اخرجه بن السمان) حشبي بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ وہ کہنے لگے جسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہو اسکو چاہیے کہ کثرا ہو کر بیان کرے ایک شخص نے عرض کیا یا خلیفہ رسول اللہ حضرت نے مجھ سے تین لب تہر کر کھجور دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ابوبکر کہنے لگے جناب علی کو بلا لاؤ حبیبہ تشریف لائے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا یا ابا الحسن یہ شخص خیال کرتا ہے۔ کہ جناب رسالت مکیہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین لب تہر کر کھجور کے دینے کا وعدہ کیا تھا آپ اس کو دیدین جناب امیر علیہ السلام نے اس کو یقین لب تہر کر دیدین *

جناب امیر کا منجانب سے حضرت کی تائید کے لیے مخصوص ہونا

(۱) عن ابی الجہل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری بی الی السماء نظرت الی ساقی العرش الایمن فرأیت کتاباً فہمتہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی ونصرتہ بہ راخرجہ الملائکۃ فی سیرتہ وقاضی عیاض فی الشفا ابو حمزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سورا بنیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا شب معراج میں جب آسمانوں پر چار آگندہ ہوا عرش مجید کی ذہنی ساق پر لکھا ہوا پایا جسکے معنی ہمیں سجدہ میں آنے کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں انکی تائید اور نصرت کے لیے علی پیدا کیے گئے ہیں۔

(۲) عن ابن عباس قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا بطائر فی فیہ موزۃ خضراء فالقاهما فی حجر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخذنا فقبلنا ثم کسرها فاذا فی جوفها دودۃ خضراء مکتوب فیہا بالاصفر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نصرتہ بعلی راخرجہ نغیم وسعائی وصاحب ترہہ المجالس ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھا ہوا تھا کہ ناگمان ایک طاٹر آیا اور اس کے موزہ میں ایک سبز بادام تھا اس طاٹر نے وہ بادام حضرت کی گود میں ڈال دیا حضرت نے اسکو لیکر چوبابہر اسکو تورا اسکے پیچ میں سے ایک سبز رنگ کا کپڑا نکلا جس پر درخط سے لکھا ہوا تھا نہیں ہے کوئی معبود مگر خدا تعالیٰ اور محمد اسکے رسول ہیں اور ہم نے انکی مدد علی کے ساتھ مخصوص کی ہے۔

(۳) عن ابی ہریرۃ فی قولہ تکاھوا الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکتوب علی العرش لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ محمد عبیدہ ورسولی ایدتہ بعلی بن ابی طالب الخ ابو نعیم فی الحلیۃ والمعانی والسیوطی فی اللہ المنقول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تفسیر میں قول اللہ کے کہ اس نے میری تائید کی اپنی نصرت اور مومنوں کے ساتھ منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرش پر لکھا ہوا ہے کہ نہیں معبود سوا اللہ کے دراتھا لیکہ وہ واحد ہے کوئی اسکا شریک نہیں محمد میرا بندہ

ہے اور میرا رسول جو سینے علی بن ابی طالب کے ساتھ ہلکی تائید کی ہے *

جناب امیر کا حضرت کی طرف سے صلح حدیبیہ کے روز کا تبصرہ

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال کان کاتب کتاب الصلح یوم الحدیبیۃ علی بن ابی طالب راخو جہلحد
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صلح حدیبیہ کے عہد نامہ کے کاتب جناب امیر علیہ السلام تھے
(۲) قال عبد المزیق قال معمر بنت النضر عن الزہری ففحوت وقال ہو علی ولوسالت فو لاد لقا لوا ہو عثمان
یعنی بنو امیہ (ریاض النضر) عبد الرزاق اپنی کتاب مصنف میں لکھتے ہیں کہ معمر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے
ہیں کہ سینے نبوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا صلح حدیبیہ کی کتابت کس نے کی ہے وہ منہس کر کہنے لگے جناب علی
علیہ السلام تھے اگر تم ان لوگوں سے پوچھو تو وہ یہی کہیں گے کہ حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ تھے *

(۳) عن علقمہ بن اسحاق قال قلت لعلی بنک و بیان کلمۃ الاکباذ حکما قال انی کنت کاتب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الحدیبیۃ فکتبت ہذا ما صالح علیہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ فقال سہیل
ابن عمرو لو حملنا اند رسول اللہ صلی اللہ علیہ ما قاتلنا۔ اعمہا فقلت ہو واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وان دغم انک لا واللہ لا اعموہا فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ ارفی مکانہا فاربتہ فحماہا وقال اما لک
مثلا مسنا یتہا مضطہلا (راخو جہا النساء) علقمہ بن اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سینے جناب امیر علیہ
السلام سے عرض کیا آپ اپنے اور حکم کہا نے علی کے بیٹے ریشے ہندہ اور معاویہ کہ جس نے جناب سید الشہداء حضرت
رضی اللہ عنہ کا حکم چاہا تھا کہ درمیان حکم مقرر کرتے ہیں جناب امیر نے ارشاد کیا کہ میں حدیبیہ کے روز جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے صلح نامہ کے لکھنے پر مامور ہوا جب سینے لکھا کہ یہ وہ امر ہے جس پر محمد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے صلح کی ہے سہیل بن عمرو کہنے لگا اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم ان سے لڑائی
نہ کرتے تم اے ثناء و سینے کہا خدا کی قسم ہے وہ یہ تحقیق اللہ کے رسول ہیں تیرے ناک پر پٹی ڈالوں گا اور واللہ
میں نہیں ہوں گا سورہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی ہمیں بتاؤ وہ کونسا مقام ہے جہاں حضرت کو وہ مقام
بتا دیا جان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک لکھا گیا تھا۔ حضرت نے اپنے دست مبارک سے اسے مٹا دیا
اور فرمایا معقر یہ تیرے لیے ہی الیاسی جو نبی اللہ ہے اور تو ہی مغلوب ہو کر الیاسی ہو گا۔

حضرت کا جناب امیر کو مسبقاً کہنا کہ یہ مخصوص فرمانا

عن جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ قال لما سال اهل قباء النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبني لهم سجدا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیقم بعضکم فیرکب الناقة فقام ابو بکر رضی اللہ عنہ فركبها فلم تنبعت فرجع فقام فقام عمر رضی اللہ عنہ فركبها فلم تنبعت فوجم فقام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صحابہ لیقم بعضکم فیرکب الناقة فقام علی فلم وضع رجله فی غرزلو کاب قنبت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارجع زمامها و ابنوا علی ملاحا فانها ماموره راخوجہ الطبرانی فی الکبیر خلاصۃ الوفا للہم ھودی وحذ بالقول استیعہ عبد الحق قد ثلث اللہ ھودی جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبا کے بنے والوں نے جناب سیدنا امیر صلی اللہ علیہ وسلم سے مسجد کی بنیاد ڈالنے کے لیے سہتہ عاکی آٹنے ارشاد کیا تم میں سے کوئی شخص اس ناقہ پر سوار ہو۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اٹھے اور ناقہ پر سوار ہوئے مگر اونٹنی نہ اٹھی۔ پس وہ واپس آکر بیٹھ گئے۔ بعدہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھ کر کھڑے ہوئے اور اونٹنی پر سوار ہوئے۔ اونٹنی نے حرکت نہ کی وہ بھی چلے آئے اور بیٹھ گئے۔ تب حضرت عائشہؓ نے یہ ارشاد فرمایا کہ تم میری اس ناقہ پر سوار ہو۔ اس مرتبہ جناب علی رضی اللہ عنہ اٹھے اور رکاب میں پاؤں ڈال دیے۔ کہ اونٹنی کو دیکھ کر کھڑی ہو گئی۔ حضرت نے فرمایا اس کی باگ چھوڑ دو یہ مامور ہے۔ یعنی جہاں تک کہ خدا کا حکم ہوگا اور جہاں تک کہ یہ دورہ کرے گی وہاں تک بنا کر دو۔

حضرت کا جناب امیر کو لوگوں کی تہدید کے لیے مخصوص فرمانا

(۱) عن المطالب بن عبد اللہ بن خطیب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو قد ثقیف حین جاردہ مسلمین تتبہون اولیاءکم رجلا مثل نفسی فلیضربن اعناقکم ولیمسینن ذلاریکم ولیاخذن اموالکم قال عمر فواللہ ما تمنیت الا ما رآہ الا یومئذ فجللی انصب صدری رجاء ان یقول ھو ھذا قال فالتفت الی علی فاخذن بیدہ وقال ھو ھذا راخوجہ عبد الرزاق وابو عیسیٰ۔ و ابن السمان) مطلب بن عبد اللہ بن خطیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حبشہ کی ثقیف کو قاصد پہنچا دیا کہ آپ نے ان سے فرمایا تم باز آ جاؤ ورنہ تمہارا ایک محبوب آدمی رہا گیجہ کیا جائیگا وہ تمہاری گردن کاٹ ڈالیگا اور تمہارے بچوں کو لڑائی اور غلام بنائیگا اور تمہارا مال لوٹ لیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں نے اس دن کے سوا کبھی امیر ہونے کی خواہش نہیں کی اس امیر پر حسد اپنا سینہ ابھارا کہ شاید حضرت فرما دیں کہ وہ یہ شخص ہے لیکن حضرت جناب علی رضی اللہ عنہ مستوج ہوئے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمانے لگے وہ یہ شخص ہے۔

(۲) عن نذیر بن نفع قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لا یبعثن الیکم رجلاً کتفی یمض فیہم امر یرقیل المقاتلة ویسبیل لذرتہ قال فقال ابو ذر فما را عنی الا بدکت عرفتہ حجرتی من خلفی فقال من تراه یعنی من تعنی۔ قال لا اعدیک ولكن خاصف النعل یعنی علیاً راجحہ احمد فی المناقب (زیر ابن نفع سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر ہے کہ بنو ولیدہ باز رہیں ورنہ میں انہیں ایک ایسا آدمی بھیج دوں گا جو میری جان کی مانند ہے ان میں میرا حکم جاری کرے گا اور ان کے بچوں کو نوڈی اور غلام بنائے گا اور جتنی امر عنہ کہتے تھے کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کی مروی انار بند کے پاس بھیجے محسوس ہوئی حضرت سے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ کس سے مراد رکھتے ہیں حضرت نے فرمایا ہماری مراد اُن سے نہیں بلکہ جو ماننے والے بیٹے علی علیہ السلام سے ہے۔

(۳) عن منصور بن ربحی بن فراس قال حدثنا علی بالرحبۃ قال لما کان یوم الحدیبیہ خرج لنا ناس من المشرکین منہم سہیل ابن عمرو فقالوا یا رسول اللہ خرج الیک ناس من ابناء ثنا و اخواننا و ارقابنا فاردہم الینا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا معشر قریش لتنبہن اولیبعثن اللہ علیکم رجلاً من بصرہ رقابکم بالسیف علی الدین قدامتھن اللہ قلبہ علی الایمان فقالوا من ہو یا رسول اللہ قال ہو خاصف النعل وکان اعطی علیاً نعلہ یخصفہا قال فالتفت الینا علی فقال او ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کذب علی متعمداً فلیتبوا أمقعد فی النار قال احمد اولجہ فی النار راجحہ احمد النسائی وقال الترمذی حسن صحیح منصور بن ربحی بن فراس سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے ہم سے حربین بیان کیا کہ حدیبیہ کے روز چند مشرک ہمارے پاس آئے ان میں سہیل بن عمرو بھی تھا وہ لوگ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے کہ یا رسول اللہ ہمارے بیٹوں اور غلاموں اور بہائیوں میں کچھ شہاں آپ کی خدمت میں چلے آئیں ہمیں آپ انہیں ہمارے پاس لوٹا دیں حضرت نے فرمایا اسے قریش کے لوگوں پر آؤ ورنہ خدا تمہارے تیرا کیا ایسے شخص کو بھیجے گا جو دین پر تنوار سے تمہاری گردن کا ٹیڑگا بہ تحقیق خدا تعالیٰ نے ایمان پر اس کے دل کا امتحان کر لیا ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہے حضرت نے فرمایا وہ جو تہ سینے والا ہے۔ اور حضرت علی کو جو تہ سینے کے لیے دیا ہوا تھا پہر چناب امیر ہمارے طرف متوجہ ہو کر بہنے لگے کیا سینے حضرت کو فرماتے ہو کہ نہیں سنا کہ جو شخص مجھ پر دہشتہ جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں ڈھونڈ لے۔ امام احمد سے روایت ہے کہ وہ دوزخ میں دھکیل جائیگا۔

(۴) عن علی قال جاءنا ناس من قریش فقالوا یا محمد انا جیرانک و حلقامک و ان ناساً من عیدنا قد اتوا لیس فیہم رغبۃ فی الدین انما فروا من ضیاعنا فاردہم الینا فقال لابی بکر ما تقول فقال

صدقوا انهم ليجيرانك وحلفاءك ثم قال لعمر ما تقول فاصدقوا انهم ليجيرانك وحلفاءك فتعير وجهه رسول
 الله صلى الله عليه وسلم ثم قال يا معشر قریش والله لیبغتن الله علیکم رجلاً قد اسحق الله قلبه بالایمان
 فلو ضربتکم علی الدین قال ابو بکر انما هو یا رسول الله قال لا قال عمر انما هو یا رسول الله قال لا قال
 وکن هو الذی یخسف النعل وکان اعطى علیاً نعلہ یخسفها راخرجه النساءى وابدواؤد) جناب
 امیر المومنین حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ چند لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لگے عرض کرنے لگے یا محمد
 ہم آپ کے ہم سایہ اور ہم عمر ہیں ہمارے غلام آپ کی خدمت میں آگئے ہیں جبکہ اسود دین میں کچھ ہی
 عزت نہیں وہ ہمارے کمیتوں سے بہاگے ہیں آپ ہمیں داپس لیں حضرت نے ابو بکر رضی اللہ عنہ
 سے فرمایا تم اس کی بابت کیا کہتے ہو وہ کہنے لگے یہ لوگ سچ کہتے ہیں یہ حضور کے ہم سایہ اور ہم عمر ہیں
 بہر حضرت نے جناب عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تم کیا کہتے ہو وہ بھی کہنے لگے یہ لوگ سچ کہتے ہیں یہ لوگ حضور
 کے ہم سایہ اور ہم عمر ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جبرہ اقدس غصہ کی وجہ سے متغیر ہو گیا پھر آپ نے
 فرمایا اے قریش کے لوگو تم باز آؤ اور تم پر خدا ایسے ایک آدمی کو بھیجے گا کہ جس کے دلوں کو خدا نے ایمان کو
 ساتھ امتحان کر لیا ہے وہ تمہیں دین کے لیے قتل کرے گا ابو بکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول
 اللہ کیا وہ شخص میں ہوں آپ نے فرمایا نہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کیا وہ شخص میں ہوں فرمایا نہیں
 لیکن وہ جو تاسینے والا ہے اور علی کو جوتا سینے کے لیے دیا جوتا تھا۔

(۵) عن ابی ذر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لتنبهن بنو وليعة اولى وكيعة اولي بعاش
 عليكم رجلاً كفى فيقتل المقاتلة ويسبى الذرية فمراعى الابد كفى عمر في حنق من خلف
 فقال من تعق قال فاصف النعل وعل يخسف نعل راخرجه احمد والنسائي) ابو ذر رضی اللہ عنہ
 سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاہیے کہ بنو ولیعہ یا بنو کیعہ باندہ میں وردہ انہر ایک
 ایسا آدمی بھیجا جائیگا کہ وہ میری جان جیسا ہے وہ ان سے لڑے گا اور ان کے بچوں کو نوٹسے غلام
 بنائیگا۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کی سوری پیچھے سے میرے ازار بند کے پاس پھونکا
 ہوئی وہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ کس سے مراد کہتے ہیں فرمایا جوتا سینے والی سے اور علیؓ
 جوتا ہی رہے تھے۔

جناب امیر المومنین کے نسبت پیشگوئی محمد عتیق میں

ایسیابی کی کتاب کے باب ۱۳- آیت ۲۰ میں ہے کہ بابل کا سچا بادشاہ شد و پشت در پشت

گا ہے سمور نخواستہ گردیدہ پندار محض عرب خیمہ بخوانہ زردینہ بابل کا شہر ایسا برباد و ویران ہو گا کہ عرب کے لوگ ہلاک خیمہ ہستادہ نہ رہیں گے۔

یہ پیشین گوئی جناب امیر علیہ السلام سے پوری ہوئی پھر روضۃ الصفا و دیگر کتب تواریخ میں لکھا ہے کہ خیمہ امیر علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ معاویہ کی لڑائی کے لیے صفین کو تشریف لے چلے تو حبشہ خلیفہ سے کوچ فرما کر بابل پہنچے اس وقت آپ کی فوج نے عرض کیا کہ نماز عصر قریب ہو اگر آپ فرما دیں تو ہم اپنے خیمہ بیان ہستادہ کریں حضرت نے فرمایا بیان خیمہ ہستادہ برت کر وہ خدا کا غضب نہ بھرتے اس جگہ پر روانہ ہو جاؤ۔

محمد خاندن روضۃ الصفا میں کہتے ہیں۔ روز چہارم طبل جیل کو فتنہ از تخنید کوچ کر دند و چون بیریالی مدینہ بابل رسیدند امیر المومنین علی فرمود کہ این شہر لیت کہ بکرات ثمرات سمور و مدروس گشتہ باید کہ چہار پایان را بتجلیل بنہاید کہ نماز دیگر برخارج این دیار بگذاریم و خلائی در سیر سرعت نمودہ چون از مدینہ بابل بیرون رفتند از مراکب فرود آمد و اقامت باہم المسلمین کردہ باداے صلوٰۃ عصر قیام نمودند انتہی کلام پس یہ بیان نبی کا نوشتہ جناب امیر علیہ السلام سے پورا ہوا کہ بابل میں عرب اپنا خیمہ ہستادہ نہ کریں گے چنانچہ اسی غرض کے لیے اس مقام پر جناب امیر علیہ السلام کے واسطے حضرت یوشع بن نون کی طرح سے روشنی ہوئی واقع ہوا چنانچہ مطالب رسول میں علامہ کمال الدین محمد بن طلحہ الشافعی علیہ الرحمۃ اور علامہ یوسف کنجی الشافعی کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں و بعد النبی حین اراد ان یعبی الفراتہ بابل داشتغل کثیر من اصحابہ بتعبید و ابھم و صلی علی مع طائفۃ من اصحابہ العصر وفاتت الحجۃ و فکلموا فی ذلک فلما سمع سال اللہ عزوجل فی ردھا ليجتم کافۃ اصحابہ علی الصلوۃ فاجابہ اللہ تعالیٰ و ردھا و کانت کما لھا وقت العصر فلما سلموا بقوم غایت و سمع لھا وجیب شدید ہال الناء و اکثروا التسیب و التقلیل و الاستغفار و انتہی کلاما) میں نے ایک دفعہ اور یہی روشنی سرور کا صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جناب امیر علیہ السلام کے لیے واقع ہوا جبکہ وہ فرات کو گنا گھٹھ بابل سے عبور کر رہے تھے ان کے اکثر دوست اپنی اپنی بار برداریوں کو فرات کی گھاٹوں میں مشغول تھے جناب امیر علیہ السلام نے عصر کی نماز اپنے وقت کی پڑھ لی۔ لیکن اکثر لوگ نماز سے رہ گئے۔ لوگوں نے اسکا چرچا کیا جب جناب امیر نے سنا خدا تعالیٰ سے دعا کی تاکہ سب لوگ عصر کی نماز اپنے وقت پہنچا دے اور اسکیین خدا تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول فرمایا و آفتاب کو لوٹا دیا اور شامیک عصر کا وقت ہو گیا جیسے کہ پہلے تھا۔ تمام قوم نے عصر کی نماز پڑھی جب انہوں نے سلام پیرا۔ آفتاب غروب ہو گیا اور اسکے غروب ہونے سے ایک سو گنت

آقا سنا گیا تمام لوگوں کے گلچے و بل گنواؤں سے بہرہ و تہنیل و بہتفقار کثرت سے ٹپے سننے لگے۔

جناب امیر کا حق امت محمدیہ پر

(۱) عن عمار بن یاسر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حق علي المصلين حق الوالد على الولد (راخو جہ الدائم) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مسلمانوں پر علی کا حق ایسا ہے جیسکہ باپ کا بیٹو پر۔

(۲) عن حابر بن عبد الله و أبي ايوب الانصاري رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال حق علي هذه الامة كحق الوالد على ولد (راخو جہ الدائم) حابر بن عبد اللہ اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی کا اس امت پر حق ایسا ہے جیسکہ والد کا بیٹے پر۔

خدا اور جبریل کا جناب امیر سے راضی ہونا

(۱) عن ابي رافع ان رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث علياً فبعثنا فلما قدم له رسول الله صلى الله عليه وسلم الله ورسوله وجبريل عنك راضون (راخو جہ الطبرانی فی المعجم الکبیر فی سانیہ ابو رافع) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو ایک فرج میں روانہ کیا جب وہ ان سے تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اور اس کا رسول اور جبریل تجھے راضی ہے۔ (۲) عن عمر بن الخطاب قال توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو علة راض (راخو جہ البخاری) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے وہ جناب امیر سے ہمیشہ خوش رہے۔

جناب امیر علیہ السلام کا محبوب خدا ہونا

(۱) عن سفينة قال اهدت امرأة من الانصاريين رسول الله صلى الله عليه وسلم طيرين مابين رغيفين فقدمت اليه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم استغني باحب خلقك اليك والي رسولك فاذا بالباب علي فادخل فاكل معه (راخو جہ احمد فی المناقب الطبرانی فی مجمع الکفر فی مسند سفينة) سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک انصاری عورت دو

مرغ و شیون پر کہر بلبور بچکے لائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار جو شخص کہ سب خلقت کے نیرے اور تیرے رسول کے نزدیک بہت پیارا ہے اس کے پاس یہ جیدے ناگمان دروازہ کہو لکہ جناب امیر و اہل ہوتے اور حضرت کے ساتھ کھانے میں شریک ہو۔

(۲) عن انس بن مالك ان النبي صلى الله عليه وسلم كان عند طائفة فقال اللهم انتني باحب خلقك اليك يا كل من هذا الطائر فجار ابو بكر فردة ثوب جاد عمر فردة ثوب جاد علي فاذن له راخرجه النساء في الخصائص الطبراني في الكبير في مسانيد انس بن مالك) انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرغ لپکا ہوا تھا حضرت نے فرمایا اے میرے رب جو شخص کہ سب خلقت سے تجھے زیادہ محبوب ہے اے میرے پاس یہ جیدے کہ وہ میرے ساتھ اس مرغ کے کھانے میں شریک ہو۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے حضرت نے انکو لوٹا دیا یہ عمر رضی اللہ عنہ آئے حضرت نے انکو بھی لوٹا دیا یہ جناب علی علیہ السلام تشریف لائے حضرت نے انہیں داخل ہونے کا اذن دیا۔

(۳) عن محمد بن عمرو بن علقم قال حدثني ابي عن جده علي قال احدثني رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله يقول يا كل من هذا الطائر فجار ابو بكر فردة ثوب جاد عمر فردة ثوب جاد علي فاذن له راخرجه النساء في الخصائص الطبراني في الكبير في مسانيد انس بن مالك) عجبہ فرقعہ النبوی صلی اللہ علیہ وسلم بیاہ الی اللہ فقال اللهم انتني باحب خلقك اليك يا كل من هذا الطائر قال انس فجار علي فا ستاذن فقال له انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم علي حاجة ثم اعد رسول الله صلى الله عليه وسلم الدعاء فجار علي فردة ثوب جاد عمر فردة ثوب جاد علي فا دخله فلما رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما جيتك يا علي قال هذه اخر قلت كرات يرد في انس انه يزعم انك علي حاجة قال يا انس ما حلك علي ما صنعت قال سمعت دعائك فاحسبت ان يكون في رجل من قومي فقال النبي صلى الله عليه وسلم ان الرجل قد يحب قومه فاكل معه ثم خرج علي فقال انس فقلت يا ابا الحسن استغفر لي فان لي اليك ذنب وان لي اليك بشارة فاخبرته بما كان من دعاء النبي صلى الله عليه وسلم فحمد الله واستغفر لي ورفعتني راخرجه ابو حاتم محمد بن عمر بن علي اپنے باپ کے اور وہ اسکے دادا سے ناقل ہے کہ کوئی شخص حضرت کے پاس ایک مرغ حبیبی لپکا کر بڈیر لایا حبیب حضور کے سامنے رکھا گیا حضرت نے ہاتھ اٹھا کر خدا سے دعا کی کہ پروردگار جو شخص کہ تجھے تمام خلقت سے محبوب ہو اسے میرے پاس یہ جیدے تاکہ میرے ساتھ کھانے میں شریک ہو۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ناگمان جناب علی تشریف لائے اور اندر آئیں کا اذن طلب کیا انس نے انکو لوٹا دیا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم صرف کارہین پر دو بارہ حضرت نے دعا کی اور علی تشریف لائے انس نے پڑا انکو واپس کہو یا حضرت نے پھر دعا کی اور علی تشریف لائے انس رضی اللہ عنہ نے انکو اندر جانے

انہوں میں لگا یا وہ بالکل اچھی ہو گئیں گو یا کہ مدت ہی نہیں بہر حضرت نے انکو علم دیا۔ علی نے عرض کیا یا رسول
 اللہ میں ان سے لڑوں تاکہ وہ ہمارے جیسے مسلمان ہو جائیں حضرت نے فرمایا سب سے پہلے جاؤ بیاتک کہ تم انکو
 میدان میں جاؤ پھر انکو سلام کی دعوت کرو اور جو کچھ کہ ان پر خدا کا حق و حبیب اس کے انکو اطلاع دے پس
 اسکا گریہ فریاد سے خدا ایک آدمی کو بھی ہدایت کرے تو تیرے لیے سرخ ریشم والے اونٹ سے بہتر ہے۔
 (تفسیر) پس احادیث صدر سے ثابت ہوا کہ جناب امیر محبوب خدا تعالیٰ تھے اور محبت میں عبادت پر کثرت
 فاب سے چنانچہ امام نووی علیہ الرحمۃ شرح منہاج میں لکھتے ہیں۔ و محبت اللہ تعالیٰ بہد ممکنہ من طابقت
 عصمتہ و توفیقہ و تیسیر الطافہ و ہدایہ و افاضہ برحمۃ علیہ ہلا مبادیہا و انما غایتہا فکشف الحجب عن
 قلبہ حتی یراہ ببصیرتہ فیکون کما قال فی الحدیث الصیبر لا یزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فان
 حبیبہ کنت سمع الذی یمعبہ و بصرہ الذی یبصرہ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ بندہ کے ساتھ
 خدا تعالیٰ کی محبت کرنے سے یہ مراد ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بند کو عبادت پر قادر کرتا ہے اور عصمت کی
 شریف سے مشرف فرماتا ہے اور امتثال امر کی توفیق دیتا ہے اور اپنے الطاف اس کے حق میں ہل کر دیتا
 ہے اور راہ ثواب کی ہدایت فرماتا ہے۔ اور اپنی رحمت کو اس پر افاضہ فرماتا ہے یہ تمام امور مبارکی محبت
 تھی ہیں اور اس محبت کی غایت یہ ہے کہ اس کے دل کے پردے کو ہل دیتا ہے بیاتک کہ وہ اپنی بصیرت
 سے اپنے معبود کو دیکھتا ہے چنانچہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ حبیب میرا بندہ نوافل سے میرا تقرب حاصل کرتا
 ہے تو میں اسکو دوست بناتا ہوں اور حبیب میں اسکو دوست بناتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں کہ وہ
 ن سے سنتا ہے اور سبکی انکس بن جاتا ہوں کہ وہ اس کو دیکھتا ہے۔

جناب امیر کا محبوب رسول اللہ صلی علیہ وسلم ہونا

(۱) عن جمیع بن عمر التیمی قال دخلت مع عمی علی ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فسالته
 الناس کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت من النساء فاحاطة ومن الرجال زوجہا راحلہ
 (ترمذی) جمیع بن عمر التیمی کہتے ہیں کہ میں اپنی بیوی کے ساتھ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی
 خدمت میں گیا سینے ان سے پوچھا لوگوں میں سے کون زیادہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب
 تھا کہنے لگے عورتوں میں سے فاطمہ اور مردوں میں انکا شوہر۔

(۲) عن عروۃ قال قلت لعائشۃ رضی اللہ عنہا من کان احب الناس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 قالت علی قلت ای فی کان سبب خروجک علیہ قالت لمرزوج ابوک امک قلت ذلک من قدام اللہ

قالت وكان ذلك من قبل الله راجح المتفق في كثر العمال (عروہ کہتے ہیں کہ سینہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بقیہ منہ)
 اور عنہا سے پوچھا کہ سب لوگوں سے کون حضرت کا پیارا تھا فرمایا علیؑ سینے کے ساتھ پر پر آپ کی چڑھائی کا کیا
 تھا فرمائیے مگر تیرے پاس سے کیون شادی کی تھی میں نے کہا یہ خدا کی تقدیر تھی نہ میری
 وہ بھی خدا کی تقدیر تھی +

(۳) عن مجمع قال حدثت مع ابي عبد الله بن محمد بن عمار عن ابي عبد الله رضي الله عنه عن ابي عبد الله يوم الجمل فقالت عائشة
 قد برأ من الله وسالتمنا عن علي بن ابي طالب عن ابي عبد الله رضي الله عنه عن ابي عبد الله عليه السلام ان رسول الله صلى الله عليه وآله
 الطهر في الرايض النضره يوم ضي "نعمه نازل ہے کہ میں اپنی والدہ کے ساتھ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا
 ضی ام عنہا کی خدمت میں گیا اور پتھر چل کر وہ پوچھیں فرمائیے مگر میں نے کہا اگر تقدیر تھی تو پتھر پر پڑتا
 جناب امیر کی نسبت پوچھا فرمائیے مگر میں نے کہا یہ ایسا شخص ہے کہ نسبت پوچھا ہے جو شہر تھے اس نے
 سلم کو سب لوگوں سے زیادہ پیارا تھا +

(۴) عن النعمان بن بشير قال قال ابو بكر رضي الله عنه عن عائشة رضي الله عنها عن ابي عبد الله عليه السلام ان رسول الله صلى الله عليه وآله
 عائشہ رضی اللہ عنہا عالمیادھی تقول والله لقد علمت ان عليا لعن ابيا من اهل بيته فاهي ابو بكر
 رضی اللہ عنہا بل علمها رة اليا برب: لانة ارك ترفعين صوتك على رسول الله صلى الله عليه وآله فامسك رسول الله صلى الله عليه وآله
 فامسك رسول الله صلى الله عليه وآله بلسانك وخرج ابو بكر رضي الله عنه من عند رسول الله صلى الله عليه وآله فامسك رسول الله صلى الله عليه وآله
 عليه السلام كيف رأيته انعدنا من الرجل فما استاذن ابو بكر رضي الله عنه بعد ذلك فقلت فقلت
 رسول الله صلى الله عليه وآله فقال ادخلاني في سلم لما امة لما في الحرف فقال رسول الله
 صلى الله عليه وسلم قد فعلت راجح الدنائي في انك ما تخرج النعمان بن بشير رضي الله عنه من
 ہے کہ ایک دفعہ جناب ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے اور حاضر ہو کر اجازت
 چاہی۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو چاہا کہ اسے سنا کہ حضرت سے کہیے یہ شخص حد کہ
 قسم ہے میں جانتی ہوں میرے باپ سے آپ کو علی سوا غریزہ میں حضرت ابو بکر نے بکر قصد کیا کہ انکو طمانچہ
 لکھائیں اور کہنے لگے اے فلاں کی بیٹی حضرت پر چلائی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر کو کہ
 بکر علی ابو بکر خفا ہو کر نکل گئے حضرت نے ام المومنین عائشہ سے فرمایا کیوں یہ کہتے ہیں اس پر میں نے
 بچھے کیا بچایا۔ ہر اسکے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر اجازت مانگی اور حضرت ام المومنین سے
 صلہ ہو چکی تھی ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اب آپ مجھ کو صلہ میں ہی شامل کریں جس طرح سے کہ میں
 آپ کے جگڑے میں دخیل ہوا تھا حضرت نے فرمایا میں نے آپ کو صلہ میں ہی شامل کر لیا ہے

جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کا وقت قریب آگیا حضرت نے فرمایا میرے دوست کو بلاؤ میں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو دیکھا اپنا سراقدس بالین پر رکھ دیا اور فرمایا میرے محبوب کو بلاؤ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو بھی دیکھا اور دیکھا کہ سراقدس بالین پر رکھ دیا اور فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ میں نے لوگوں سے کہا افسوس ہر تیر علی کو بلاؤ و اللہ حضرت ان کے سوا کسی دوسرے کو نہیں طلب کرتی جب حضرت نے انکو دیکھا اس کے کچھ بولے حضرت اور ہر جوتے اٹھا دیا اور جناب علی علیہ السلام کو اسکے اندر لے لیا حضرت کے انتقال فرمانے تک آپ انکو اپنے سینہ سے لگا کر ہوئے تھے۔

(۱۱) عن عکرمہ قال لما زوج رسول الله صلى الله عليه وآله فاطمة قال لها امرت ان لا اتكلم
 مع حب اهل الى راخو ج عبد الرزاق بن جاعه) عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حب انحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم نے جناب علی علیہ السلام سے حضرت فاطمہ علیہا السلام کا نکاح کیا تو ان سے فرمایا کہ مجھے
 حکم ہوا تھا تیرا نکاح اس سے کروں جو سب میرے اہل سے مجھے محبوب ہے۔

(۱۲) عن اسامة بن زيد عن ابي قال اجتمع علي وجعفر وزيد بن حارثة فقال جعفر انا احبكم الى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال علي انا احبكم الى رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال زيد انا احبكم الى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فانطلقوا بنا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فنسأله قال واستاذنوا على رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا عندك قال اخرج فامض من هؤلاء فخرجت قمم حيث نزلت فلما جفروا علي وزيد بن حارثة يستاذنون قال ايذن لهما فدخلوا فقالوا يا رسول الله جئناك نسالك من احب الناس اليك قال فاطمة قالوا انما نسالك عن الرجال قال اما انت يا جعفر فليشبه خلقك وخلقت خلقي واما انت يا زيد من شجرة واما انت علي فتحتني وابو ولدك واحبا لقوم الى (الخارجة الخوارزمي في المناقب) اسامة بن زيد بنه والدا جعفر رضي الله عنه سے ناقل ہیں کہ ایک مقام پر جناب علی اور زید بن حارثہ اور جعفر بن ابیطالب اور علی علیہ السلام مجتمع تھے جعفر رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں تم سب کے حضرت کو پیارا ہوں زید بن حارثہ کہنے لگے میں تم سب کے حضرت کو پیارا ہوں علی علیہ السلام کہنے لگے میں زیادہ عزیز ہوں۔ باہم یہ مشورہ نہیں کیا کہ چلو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں۔ دروازہ پہنچا اگر اذن طلب کیا میں ہر وقت حاضر خدمت تمام مجھ سے ارشاد ہوا باہر دیکھو کون لوگ ہیں میں نے عرض کیا جعفر اور زید اور علی ہیں اجازت چاہتے ہیں حضرت نے فرمایا آئے دو حسب وعدہ حاضر ہو گئے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو کون زیادہ پایا ہے فرمایا فاطمہ انہوں نے عرض کیا ہم جو حق کی نسبت

نہیں پوچھتے بلکہ مردوں کی نسبت عرض کرتے ہیں حضرت نے فرمایا اسے جعفر تیرا خلق اور خلقت میری مشابہ ہے اور اسے زید تو میرے شجرہ میں سے ہے اور اسے علی تو میرا داماد اور میرے بچپن کا باپ اور بہت سے زیادہ مجھے پیار ہے ۔

شب معراج میں جناب امیر کی آواز سے خدا پاک کا حضرت کے ساتھ کلمہ پڑنا

عن عبد اللہ بن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسئل بای لفت خاطبتك ربك لیلة المعراج فقال خاطبتنی ربی، بلغت علی فقلت یا رب خذ طبتی انت ام علی فقال یا احمد انا شیء لیس کلا شیء ولا انا قال بالناس ولا اوصف بالاشیاء مخلقتك من نوری وخلقت علیاً من نورك فاطلعت علی سر ائرت قلبك فلم اجد القلب احب من علی بن ابی طالب فخطبتك بلسانہ کما یطمان قلبك راخرجه الخوارزمی فی المناقب) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ لوگوں نے حضرت سے پوچھا یا رسول اللہ شب معراج میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے کس کی آواز کے ساتھ کلام کیا تھا فرمایا علی کی آواز کے ساتھ میں نے عرض کیا اے میرے پروردگار تو مجھ سے باتیں کر رہا ہے یا کہ علی فرمایا ہے احمد میں ایک ایسی چیز ہوں کہ کسی چیز کے ساتھ میرا قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اور میں لوگوں جیسا نہیں اور نہ کوئی شے میرے مشابہ ہے میں نے تجھے اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور علی کو تیرے نور سے پیدا کیا ہے میں تیرے دل کے بہید پر واقف ہوں کہ تیرے قلب میں علی سے زیادہ کسی کی محبت نہیں ہیں میں اسی کی آواز سے تیرے ساتھ ہم کلام ہوا تا کہ تیرے دل کو تسلی رہے ۔

(۲) عن علی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول وقد سئل بای لفت خاطبتك ربك لیلة المعراج قال خاطبتنی بلسان علی فقلت یا رب خذ طبتی انت ام علی فقال یا احمد انا شیء لیس کلا شیء ولا اوصف بالاشیاء خلقتك من نوری وخلقت علیاً من نورك اطلعت علی سر ائرت قلبك ولم اجد فی قلبك احب من علی فخطبتك بلسانہ کما تطمان قلبك راخرجه الخوارزمی فی المناقب) حضرت علی سے منقول ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا لوگوں نے حضرت سے پوچھا یا رسول اللہ شب معراج میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے کس کی آواز کے ساتھ کلام کیا تھا فرمایا علی کی آواز کے ساتھ میں نے عرض کیا اے میرے پروردگار تو مجھ سے باتیں کر رہا ہے یا کہ علی فرمایا احمد میں ایک ایسی چیز ہوں کہ کسی چیز کے ساتھ میرا قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اور میں لوگوں جیسا نہیں اور نہ کوئی شے میرے مشابہ ہے میں نے تجھے اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور علی کو تیرے نور سے پیدا کیا ہے میں تیرے دل کے بہید پر واقف ہوں کہ تیرے قلب میں علی سے زیادہ کسی کی محبت نہیں ہیں میں اسی کی آواز سے تیرے ساتھ ہم کلام ہوا تا کہ تیرے دل کو تسلی رہے ۔

جناب امیر کی ذات پر پور و گار کا سبب بات کرنا

(۱) عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وآله صفا المهاجرين والانصار صفين واخذ بيد علي فمربين الصفين فضحك فقال له رجل من ابي ثعلبة صحتك يا رسول الله فذلك ابو دحي قال هبط اوسر . بان الله باسنا بالمهاجرين والانصار على اهل السموت و باهي في وبت حلة الارش باعدن بقر
 بولف ميم في فعتائل العباس ابن عباس رضوا عنه سے روایت ہے کہ یہ تحقیق جناب سادات ۱۲ پہلی امیر علیہ وسلم نے مهاجرین اور انصار کی دو صفیں بنائیں اور علی کا ہاتھ پکڑا ان دونوں صفوں میں سے جو گزرتے اور تیسرے فرمایا ایک شخص نے عرض کیا میرے مان باپ آپ پر خدا بن آپ کس قسم سے شستہ ہیں جنس تھے فرمایا جب اہل باز بکریاں کیا سے کہ اللہ تعالیٰ مهاجرین اور انصار کی وجہ سے اہل آسمان پر مہابا بات کرتا ہے۔ اور اسے علی تیرے ساتھ سلطان عرش بھی سب بات بیٹھے فیکر کرتے ہیں۔

(۲) عن فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وعليه السلام التخرج رسول الله صلى الله عليه وآله من مكة بآية عرفه فقال ان الله عز وجل باهي بكم وغفر لكم عامه و اعلی خاصه و اوفی ذیول الله غیر عاب لقرا بتي از السعيد كل السعيد من احب عليا في حيوته وبعد مماته وان الشقو كل الشقو من ابغض عليا في حيوته وبعد مماته راخرجه الطبراني واحمد والديلي عن ابن عمر جناب سید لبنا فاطمة الزهراء علیہا التحية والتا فرماتی ہیں کہ محبوب با العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام عرفہ کی۔ ان کو باہر نکال کر فرمانے لگے کہ یہ تحقیق اللہ تعالیٰ تم پر نازل کرتا ہے اور تم کو عام طور پر بخش دیتا ہے اور علی کو خاص کر بخشا ہے میں خدا کا رسول ہوں میں اپنے قریبیوں کو وحشت ملا لیا لائیں بے شک نیک بخت اور پورا نیک بخت وہی ہے جو علی سے انکی زندگی میں اور انکے مرنے کے بعد ان کو محبت رکھتا ہے اور بد بخت اور پورا بد بخت وہی ہے جو علی سے انکی زندگی میں اور انکے مرنے کے بعد ان سے بغض رکھتا ہے۔

(۳) عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان الله عز وجل باهي بكم وغفر لكم عامه و اعلی خاصه و اوفی ذیول الله غیر عاب لقرا بتي از السعيد كل السعيد من احب عليا في حيوته وبعد مماته راخرجه الطبراني واحمد والديلي عن ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تحقیق اللہ تعالیٰ تم پر نازل کرتا ہے اور تم کو بخش دیتا ہے عام طور پر اور علی کو خاص طور سے میں خدا کا رسول ہوں میں اپنے قریبیوں کو وحشت دلائیوں لائیں یہ تحقیق پورا نیک بخت وہی ہے جو علی سے انکی زندگی میں اور انکی موت کے بعد ان کو محبت رکھتا ہے۔

(۴) عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا أيها الرجل من جلي يا أيها الرجل من جلي
والملائكة المقربين حق يقول بخبرك يا علي راخرجه الدليلي جابر بن عبد الله رضي الله عنه من مروي بت كجنا ب
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ عزوجل اور مقرب فرشتے علی پر ہر روز فخر کرتے ہیں حتیٰ کہ خدا تعالیٰ
فرماتا ہے شاباش علیؑ

(۵) نقل الامام حجة الاسلام ابو حامد محمد الغزالی رحمته الله عليه في كتابه احياء العلوم ان ليلة
بات علي رضي الله عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم اوحى اليه ان جبريل وميكائيل اني قد اخبت منكما
وجعلت عمر احدكما اطول فأيكما يؤثر صاحبه بالحقوق فاختار كل واحد منهما الحيوۃ فارحم الله الیہما
فلا کنتا مثل علی اخیتہ بینہ و بین محمد صلی اللہ علیہ وسلم و بات علی علی فرشتہ یقذفہ بنفسہ و یؤثر
بالحیوة فاهبطا الی الارض فاحفظا آدم من عدوہ فاتل جبریل عند رأسہ ومیکائیل عند رقبۃ یسار
بخبرک من مثلک یا علی یا علی اللہ بک الملائکۃ فانزل اللہ عزوجل من یشری نفسه بتغار مضاً
اللہ واللہ رؤف العباد حجة الاسلام امام ابو حامد محمد الغزالی رحمته الله عليه اپنی کتاب احیاء العلوم میں نقل
کرتے ہیں کہ جس شب کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر اقدس پر جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے
پروردگار عالم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر ارشاد کیا میں نے تم دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا ہے
اور ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ بنائی ہے پس تم دونوں میں کوئی ایسا ہو گا جو بھائی کو ایشیج سے کچھ
حصہ دیں۔ دونوں اپنی ہی طول حیات کے مستحق بن گئے۔ پروردگار نے فرمایا جاؤ تم علیؑ کی شہزادی پر
میں نے اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی بنا دیا ہے وہ اپنی زندگی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا کر
رہا ہے۔ تم زمین پر جا کر اسے اسکے دشمنوں سے بچاؤ۔ پس جبریل انکے سر پر اور میکائیل انکی پائنتی
آترے اور دیکارنے لگے شاباش ابو علیؑ تیرا مثل کوئی نہیں خدا اور فرشتے تجھ پر فخر کرتے ہیں پس علیؑ
صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی شب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ لوگوں میں سے وہ آدمی بھی ہے کہ اپنی بیوی کو خدا
کی رضا کے لیے بچتا ہے اور اسے جہان سے اپنے بند و نیر

(۶) نقل انه قال فی مجلسه العام۔ سلوفی نبل ان تفقدونی سلوفی من عمادون العرش فانی اعلیٰ
زقافا و ملکاً ملکاً فقال رجل من الحاضرين حیت ادعیت ذلک فاخبرنی ابن جبریل من الباعۃ
فقطس، قلیلاً وتفکر فی الاسرار ثم رفع رأسه قائلاً انی طفت السموت السبع فلم اجد جبریل و
اظنہ انت ایہا السائل فقال السائل بخبرک من مثلک یا بن ابی طالب وربک یا ہاشمی بلایہ و الملائکۃ
رکعتہم نقل جابر بن عبد الله رضي الله عنه في مجلس عام من فرأى بيتي محباً مني فوجدني قبلي اسك كتم محب

گم کرو۔ پوچھو مجھ سے عرش کے ستونوں کا حال کہ میں انکے تمام کوچوں سے واقف ہوں حاضرین میں سے ایک شخص نے لگا جبکہ آپ نے یہ دعوے کیا ہے تو آپ مجھے بتائیں جبریل اس وقت کہاں ہیں۔ جناب امیر علیہ السلام نے تہوڑی دیر تک سر جھکا کر اسرار میں غور کیا پھر سر اٹھا کر فرمایا۔ میں نے ساتوں آسمان کی سیر کی لیکن جبریل کو کہیں نہیں پایا میں گمان کرتا ہوں کہ اے سائل تو ہی جبریل ہے۔ سائل نے کہا شاہ شراے ابن امیاطالب تیرا مثل کوئی نہیں تیرا رب اور فرشتے تجھ پر سب بات کرتے ہیں۔

جناب امیر کی ہودت کا عبادت ہونا

(۱) عن ابی ذر الغفاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی باب علی ومبین لامتی ما ارسلت بہ من بعدی حبہ ایمان وبغضہ نفاق ومودتہ عبادۃ (اخر جبالدیلی) ابو ذر غفاری نے اللہ عزہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی میرے علم کا دروازہ ہے۔ اور اس بات کو کہ جس کے لیے میں بھیجا گیا ہوں میری ہمت پر ظاہر کرنے والا ہے اسکی محبت ایمان اور اسکا بغض نفاق اور اسکی دوستی عبادت ہے +

جناب امیر کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہونا

(تفسیر) (اخر جبالدیلی) والحقا کہ ما بن المغازلی عن ابن مسعود وعمران بن حصین) وابن عساکر عن ابی بکر الصدیق وعثمان بن عفان ومعاذ بن جبل وجابر بن عبد اللہ والنس و قویان وام المؤمنین (عزالی علی) واللہ اعلم ان ابی ہریرۃ والجنید وابن الساکع ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عبادۃ نزل الابرار میں علامہ بخشی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ طبرانی اور حاکم اور ابن المغازلی اور ابن مسعود اور عمران بن حصین سے اور ابن عساکر اور ابوبکر صدیق اور عثمان بن عفان اور معاذ بن جبل اور جابر بن عبد اللہ اور انس اور قویان اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ سے اور حاکم (ابن علی) سے اور دیمی اور ابو ہریرہ سے اور بخندی اور ابن السمان اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہے +

(۱) عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت رأیت ابا بکر یبکی النظر الی وجہ علی فقلت یا ابی انی رأیتک تکثر النظر الی وجہ علی فقال یا بنت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول النظر الی وجہ علی عبادۃ (اخر ابن السمان) جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ

جناب علی علیہ السلام کے چہرہ مبارک کی طرف کثرت سے دیکھا کرتے تھے مینے کہا اباجان میں دیکھتی ہوں کہ آپ جناب علی کے چہرہ مبارک کی طرف کثرت سے دیکھا کرتے ہیں فرمایا اے بیٹی مینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علی کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

(۲) عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کان اذا دخل علینا علی وابی عندنا لایمل النظر الیہ فقلت یا ابت انی رأیت قد تكثر النظرات الی علی فقال یا بنت سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول النظر الی علی عبادۃ (راخو جہ النجندی) جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب جناب علی علیہ السلام ہمارے پاس تشریف لاتے اور ہمارے پاس ہمارے والد ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی موجود ہوتے۔ تو وہ جناب علی کے چہرہ سے اپنی نگاہ نہ ہٹاتے۔ مینے ان کو کہا اے اباجان کیا وجہ ہے کہ میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ جناب علی کو کثرت سے دیکھا کرتے ہیں فرمایا اے میری بیٹی مینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی کی طرف نگاہ کرنا عبادت ہے۔

(۳) عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النظر الی وجہ علی عبادۃ (راخو جہ الطبرانی و ابو الحسن المغازی و حاکم اسنادہ حسن) عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سورتوں میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

(۴) عن معاذۃ الغفاریۃ قالت کان لی نس الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخرج معہ فی الاسفار واقوم علی المرضی وادوی الجرحی فدخلت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیت عائشہ وعلی خارج من عندہ فمعتہ یقول یا عائشہ ازہلنا احبا لرجال الی واکرمہم علی فاعرفی لہ حقہ واکرمی منواہ فلما ان جری بینہا و بین علی ماجرا رجعت عائشہ الی المدینۃ فدخلت علیہا فقلت لہا یا ام المؤمنین کیف قلبک الیوم بعد ما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لک ما قال قالت یا معاذۃ کیف یکون قلبی لرجل کان اذا دخل علینا وابی عندی لایمل من النظر الیہ فقلت یا ابت انک لتدین النظر الی علی فقال یا بنتی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول النظر الی وجہ علی عبادۃ (راخو جہ النجندی) معاذہ غفاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہایت پس ہتی میں اکثر سفر میں حضرت کے ساتھ رہا کرتی تھی اور مرضیوں کی تیمارداری اور زخمیوں کی سرہم ٹھی کیا کرتی تھی ایک دفعہ میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئی آپ جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رونق افروز تھے علی حضرت کے پاس اس وقت موجود نہیں تھے مینے سنا کہ حضرت بی بی عائشہ سے فرما رہے ہیں کہ یا عائشہ یہ شخص سب لوگوں سے مجھے پیارا ہے اور

زیادہ تر مکرم ہے اسکے حق کو پہچانیو۔ اور اسکی عزت کیجیو۔ حبیبِ بحرِایِ جبلِ مین جو کچھ جنابِ امیرِ اورام المؤمنین کے درمیان گزرتا تھا گزرتا تھا اور وہ مدینہ مین واپس آگئیں مین ان کی خدمت مین گئی اور مینے ان سے کہا یا ام المؤمنین آج آپ کے دل کی کیا حالت ہو بعد اسکے کہ آپ سن چکی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے جنابِ امیر کی نسبت کیا کچھ فرمایا تھا۔ ام المؤمنین فرمانے لگیں اے معاذہ میری دل کی حالت ایسے شخص کے لیے کیا ہوتی کہ حبیبِ کبھی وہ ہمارے پاس تشریف لاتے اور میرے والد ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے پاس ہوتے اور میرے والد انکے چہرے سے نگاہ نہ پھرتے مینے ان کو کہا کہ آپ ہمیشہ علی علیہ السلام کے چہرے کو دیکھتے رہتے ہیں اسکی کیا وجہ ہے فرمانے لگے مینے جنابِ رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہو۔

(۵) عن جابر بن عبد اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فأنه مر بفض فأتیت فأتاه علی وحدثه معاذ و ابو هريرة رضی اللہ عنہما فاقبل عمران یجد النظر الی علی فقال له معاذ لم تجد النظر الیہ یا عمران فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یقول النظر الی وجه علی عبادۃ قال معاذ انا سمعته من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال ابو هريرة انا سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ صاحب الطبری فی الریاض) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ عمران بن حصین بیمار ہیں جاؤ انکی بیماری پر پی کر و مین انکو پاس گیا پس انکے پاس جنابِ امیر علیہ السلام تشریف لائے عمران کے پاس معاذ بن جبل اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بھی بیٹھے ہوئے تھے عمران تو کچھ جنابِ امیر کی طرف تیز نگاہ سے دیکھنے لگے معاذ نے ان سے کہا تم کیوں انکی طرف تیز نگاہ سے دیکھتے ہو؟ ان کہنے لگے مینے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہے معاذ نے کہا مینے بھی جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ابو ہریرہ کہنے لگے مینے بھی حضرت سے سنا ہے۔

(۶) عن ابی بکر الصدیق انہ قیل لہ وقد اداہم النظر الی وجه علی مالک تقدم النظر الیہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول النظر الی وجه علی عبادۃ (اخرجہ الحاکم) جنابِ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ جنابِ علی علیہ السلام کی طرف اکثر دیکھتے رہتے ہیں اسکی کیا وجہ ہے وہ کہنے لگے مینے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علی کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے (۷) عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النظر الی وجه علی عبادۃ (اخرجہ الدیلمی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنابِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

کہ علی کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہو۔*

جس نے جناب امیر کو چوڑا اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چوڑا

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق علیاً فقد فارقنی ومن فارقنی فقد فارق اللہ عز وجل (اخرجه البخاری والدیلمی) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے علی کو چوڑا مجھ کو چوڑا جس نے مجھ کو چوڑا اسے خدا چوڑا (۲) عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق علیاً فقد فارقنی ومن فارقنی فقد فارق اللہ عز وجل (اخرجه احمد والدیلمی) ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے علی کو چوڑا اس نے مجھ کو چوڑا جس نے مجھ کو چوڑا اس نے خدا کو چوڑا۔*

جناب امیر سے دشمنی کرنے والے سے خدا دشمنی کرتا ہے

عن ابی ذر مولى لعائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند اللہ من عاد علیاً زلّٰہ ابن (ابو ذر جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا غلام) روایت کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ خدا دشمنی کرتا ہے اس شخص سے جو علی سے دشمنی کرتا ہے۔

جس نے جناب امیر کی شان گھٹائی اس نے حضرت کی شان گھٹائی

عن بريدة الاسلمی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ينقص علیاً فقد ينقصنی (اخرجه الديلمی فی فروع دین الاخبار) بريدة اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علی کی شان گھٹائی اس نے میری شان گھٹائی۔

جس نے جناب امیر کو حسد کیا اس نے حضرت کو حسد کیا

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حسد علیاً فقد حسدنی ومن حسدنی فقد کفر (اخرجه ابویکرم بن مردويه) انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول کاٹناٹا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علی سے حسد کیا مجھ سے حسد کیا جس نے مجھ سے حسد کیا وہ کافر ہوا۔*

عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن اطاع علیاً فقد اطاعنی ومن عصاه فقد عصانی راخرجہ الحاکم ابو ذر عن امیر من روایت ہر کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی جس نے علی کی اطاعت کی میری اطاعت کی اور جس نے انکی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

جس نے جناب امیر کی مدد کی اسے ہی مددگار ہے

عن عمر بن شراحیل رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصر من نصر علیا اللہم اکرم من اکرم علیا اللہم اخذل من خذل علیا واخرجہ الدلیلی (عمر بن شراحیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے پروردگار جو علی کو مدد دے اسے مدد دیجیو اور جو اسے بزرگی دے اسے بزرگی رکھیو اور جو علی کو چھوڑے اسے چھوڑ دیجیو)۔

جس نے جناب امیر کو جنگ کی اس نے حضرت کے جنگ کی

اخرج احمد الطبرانی والحاکم عن ابی ہریرۃ قال نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی علی والحسن و
الحسین وفاطمة انا حرب بن حارثک وسلم بن سالمک وعند الترمذی عن زید بن ارقم انا حرب
بن حارثک وسلم بن سالمک ومحب الطبری فی الریاض عن ابی الصدیق (رضی اللہ عنہ) امام احمد بن
حنبل اور طبرانی اور حاکم رحمۃ اللہ علیہم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے جناب امیر اور جناب حسنین اور جناب فاطمہ علیہم السلام کی طرف نظر کر کے ارشاد کیا کہ میں لڑنے والا
ہوں اس سے جو تم سے لڑے اور صلح کرنے والا ہوں اس سے جو تم سے صلح کرے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ
علیہ نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے اس طرح پر اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے میں
جنگ کرنے والا ہوں اس سے جو ان سے لڑے اور صلح کرنے والا ہوں اس سے جو ان سے صلح کرے۔
محب طبری نے سلیمان النضر فی فضائل العشرہ میں اس حدیث کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے۔

کہتے ہیں جب: بائیر نے فرمایا میں نے نبی ﷺ سے یہ حدیث سنا کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس سے کہتے ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس معلق وہ حدیث جو دہر کی راہ سے حائل نہ ہوتی ہو وہ کہنے لگو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے میں دہر کی راہ سے حائل نہ ہوتی ہوں اور میرے مان باپ کو بھی اس کی خبر نہیں ہے۔

(۱۱) عن ابی ذر الخدری رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی باب علی وهدیتی ومبین لامتی ما ارسلت من بعدی حباً ایماناً وبنیة تفیق والنظر الیہ عبادة (اخرجہ الدیلمی) ابو ذر غفاری نے فرمایا: میں نے روایت کی کہ: نبی ﷺ نے فرماتے تھے علی میرے علم کا دروازہ ہے اور میرا مخفی ہے اور جس کے لیے میں بھیجا گیا ہوں یہ ہے بعد اسے بیان کرنیوالا ہے اس کی محبت ایمان اور اس کا بغض نفاق ہے اور اس کی طرف نظر کرنا عبادت ہے۔

(تفسیر) علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ علیہ الاستیعاب فی معرفة الاصحاب میں کہتے ہیں وردت طائفة من الصحابة رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی لا یحبک الا من آمن ولا یبغضک الا منافق غیر صحابیہ میں سے ایک طاہف نے یہ حدیث کو روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے ارشاد فرمایا ہے کہ نہیں محبت کر دیکھا تجھ سے مگر مومن اور نہیں بغض کرکھا تجھ سے مگر منافق ہے۔

جس نے جناب امیر کو ایذا دی اس نے حشر کو ایذا دی

(۱۱) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما قال خرجت مع علی بن ابی طالب فخرجنا فی سفر فحدثت فی نفسی علی فلما ودعت اظهرت شکایتہ فی المسجد حتی بلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ناس من اصحابہ فلما اذانی قال یا عمر ما لک لعلی قد اذیتنی قلت اعوذ باللہ من ان اذیک یا رسول اللہ فقال بلی من اذی علیاً فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ راخرجه احمد وابن عبد البر فی الاستیعاب) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما جو اصحاب حدیبیہ میں سے تھے روایت کرتے ہیں کہ میں جناب امیر کی رکاب سعادت میں میں کو گیا مجھ کو سفر میں ان سے کچھ رنج ہو چکا جناب امیر مدینہ میں واپس آیا تو مسجد میں بیٹھ کر شکایت کر لے لگا اتنے میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم صاحب کے ساتھ شریف لائے مجھ کو دیکھ کر فرمایا اے عمر و امیر تو نے مجھ کو رنج دیا ہے مجھے عرض کیا یا رسول اللہ خدا کی پناہ ہے اگر میں آپ کو رنج دوں فرمایا ہاں جس نے علی کو ایذا دی مجھ کو ایذا دی

جس کو مجھے انیادہی اس خدا کو انیادہی ۛ

(۴) عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ادباً من ادب فی الزجر ابو یعلیٰ الذراری سعد بن ابی وقاص نے اس حدیث سے روایت کی کہ :
 فیربوا علی کبر ایداری شیخ ابی ہادی +

[illegible]

(۴) عن مصعب بن ابی وقاص قال كنت انا ورجلا من اهل مكة - اولاهما - سور الله ۲۵
الله عليه السلام غضبان اعرف في وجهي الغضب فقلنا بعد يا الله ما بيننا وبينك من الغضب يا الله ع
قال فقال لي ولكم من امي عليا فقد اذاني (اخرج به الزاوي) - في رواية -
انه من اهل مكة من اذاه في وجهه من الغضب -
اتنه من جناب رسول الله صلى الله عليه وسلم غصته في نشر ليلته اور غصته في آتاه به وادعائه في مشاهد
هو رہے تھے کہ خدا تعالیٰ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غصے سے بہین ابی پادہ میں رکھ
فرمایا مجھے بھی اور تمہیں بھی جس نے علی کو ایذا دی مجھے ایذا دی جس نے علی کو ایذا دی مجھے ایذا دی۔

(۵) والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغير ما اکتسبوا فقد اذعنوا بهمة اناسیاء عن مقال
این سلیمان قال انه نزلت فی علی و ذکر ان نفر من المرافقین یؤذونه و یکذبون علیه جو لوگ کہ اذیت
بین مومنین اور مومنات کو بغیر کسی قصود کے پس وہ لوگ اٹھاتے ہیں بہتان اور گناہ ظاہر۔ متقابل بن سلیمان
رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ چند آدمی منافقین میں
صحہ جناب اثیر کو اندھا دیا کرتے تھے اور انکو جہنم لایا کرتے تھے ۔

جس نے جناب امیر پر سب کی اس نے حضرت پر سب کی

(۱) عن ام المؤمنين ام سلمة قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من سب عليا فقد سبني
راخرجه احمد والحاكم صححه جناب ام المؤمنين ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے علی کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا۔

(۲) عن ابی عبد اللہ الجہلی قال دخلت علی ام الموءنین ام سلمة فقالت لی انت رسول الله جئت
الله علیہ السلام قلت معاذ الله قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم من سب عليا فقد سبني (راخرجه
احمد والنسائی والحاكم) ابو عبد اللہ الجہلی کہتا ہے کہ میں جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا
مجھے سے فرمایا کہ کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہا کرتا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ نہیں
فرماتے مگر میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس نے علی کو برا کہا مجھے برا کہا۔

(۳) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سب عليا فقد سبني
من سبني فقد سب الله ومن سب الله ادخله الله النار ولله عذاب مہین (راخرجه الدلیل) ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے علی کو برا کہا مجھے برا
کہا جس نے مجھے برا کہا خدا کو برا کہا جس نے خدا کو برا کہا خدا اس کو دوزخ میں ڈالے گا ایک ایسے سخت عذاب
والا عذاب ہے۔

(۴) عن ابی ہریرۃ وزید بن خالد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تدبوا عليا فان له مكانا محمدا
في ذات (راخرجه الدلیل) ابو ہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے علی کو برا مت کہو وہ خدا کی ذات میں دیوانہ ہے۔

(۵) عن جعفر بن ابی بکر بن خالد رأیت سعد بن مالك رضي الله عنه بالمدينة فقال ذكروني انكم
لتمسرون عليا فقلت قد فعلنا قال لعنت سبب رسول الله صلى الله عليه وسلم قلت معاذ الله قال
لا تدبوا عليا فلو وضع المنشار على عني ان اسب عليا ما اسبه بعد ما سمعت رسول الله صلى
الله عليه وسلم الترغيب في مولاه والترهيب عن معاداته (راخرجه النسائی) جعفر بن ابی بکر بن خالد کہتا
ہے کہ میں نے سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں دیکھا مجھے کہنے لگے کہ میرے پاس لوگوں نے ذکر کیا
ہے کہ تو جناب امیر علیہ السلام کو برا کہا کرتا ہے میں نے کہا ہاں میں نے برا کہا ہے پس وہ کہنے لگے تو نے توجہ نہ
کی ہے امیر علیہ وسلم کو برا کہا ہے میں نے کہا معاذ اللہ یہ فعل تو مجھ سے ہرگز نہیں ہوا۔ سعد کہنے لگے تو علی کو
برا مت کہنا اگر میرے سر پر رو چلایا جائے تاکہ میں جناب امیر علیہ السلام کو برا کہوں تو یہی میں ہرگز ان کو
برا نہ کہوں کہ تو نے مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی کی بابت ڈرانا کہ علی کی دوستی کی بات

قربت ولا ناسن ایسا ہے *

۱) عن سعد بن جبران عبد الله بن عباس من بعد ما حجب بصره بمجلس من مجالس قریش ثم لیبت علیاً فسمعهم فقال لسعد بن جبریر رد فی الیهم فرددوا حتی وقف علیهم فقال ایکم الساب الله فقالوا سبحان الله ما فینا احد سب الله تعالیٰ من سب الله فقد اشرك فقال ایکم الساب لرسول الله صلی الله علیه وسلم فقالوا سبحان الله ما فینا احد سب رسول الله صلی الله علیه وسلم فقد کفر فقال ایکم الساب لعلی فقالوا ما هذا فقد کان منه شیء فقال اشهد بالله سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من سب علیاً فقد سبنی ومن سبنی فقد سب الله ومن سب الله فقد کبه الله علی منخريه فی النار ثم ولی عنهم وقال یا بنی ما ذار ایتهم صنعوا قال فقلت له یا ایت ع نظر و الیک باعین محمده - نظر التیوس الی سفار الجارز - فقال زدنی ذلک ابوک فقلت ع حذر العیون ذاکر ابصارهم - نظر الذلیل الی الغریب القاهر - فقال زدنی ذلک ابوک فقلت لیس عندی مزید فقال عندی مزید ع احیاءهم عار علی موااتم - والمیتون مسبتلغا یروا حتی احمد فی المناقب) سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نابینا ہو کر کے بعد قریش کی ایک مجلس پر سے گزرے وہ لوگ جناب امیر علیہ السلام کو برا کہہ رہے تھے عبد اللہ بن عباس نے شکر سعید بن جبیر سے کہا مجھے لوٹا کر انکے پاس پہنچاؤ وہ ان کو اس مجلس میں لے گیا ابن عباس انکے سر پر کپڑے ہو کر فرمانے لگے تم کون ہو خدا تعالیٰ کو برا کہنے والے وہ کہنے لگے ہم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو کہ خدا تعالیٰ کو برا کہتا ہو جس نے خدا کو برا کہا اس نے شرک کیا۔ پس ابن عباس کہنے لگو تم کون ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہنے والے وہ لوگ کہنے لگے ہم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہتا ہو جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہا اس نے کفر کیا۔ پس ابن عباس کہنے لگے تم کون ہو علی کو برا کہنے والے وہ لوگ کہنے لگے یہ کیا بات ہے انہیں کا تو ذکر رہتا۔ ابن عباس کہنے لگے میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فراتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے علی کو برا کہا مجھے یا کہا جس نے مجھے برا کہا اس نے خدا تعالیٰ کو برا کہا جس نے خدا تعالیٰ کو برا کہا بے شک خدا تعالیٰ اس کو ناک کی تہنوں کے بل آگ میں اوندھا کر اٹھائے گا یہ لکھا ابن عباس سے لوٹ پڑے اور مجھ سے فرمانے لگے اے میرے بیٹے تو نے دیکھا ہو گا وہ کیا کر رہی تھے۔ میں نے کہا اباجان اور یہ شعر پڑھا وہ تیری طرف غصہ سے اٹھیں لال کر کے دیکھتے تھے جیسے پیڑ سے قصاب کی چھری کو دیکھتے ہیں۔ ابن عباس فرمانے لگے جو بڑا باب پنجہ پر قرآن ہو

کچھ اور بڑے سینے پر شعر پڑھا کہ انکھوں کے خوف سے انکی آنکھیں نیچے ہو گئیں جس طرح کئے کوئی ذلیل فوت
والے غالب کو دیکھ کر ہو جاتا ہے۔ پھر ابن عباس فرماتے لگے میں تیرے قربان کوئی اور شعر پڑھ سینے کہا کہ
اب میرے پاس اس سے زیادہ نہیں وہ فرماتے لگے تیرے پاس اس سے زیادہ ہے اور یہ شعر پڑھا کہ انکی
زندگی انکے مردن کی عمارتیں۔ اور انکے مرے ہوئے انچولپس ماندوں کو برباد کرنے والے ہیں *

جس نے جناب امیر پر غضب کیا اس پر حضرت پر غضب کیا

(۱) عن ام سلمة قالت اشهد اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من احب اليه اقبل احبني ومن
احبني فقد احب الله ومن اغضب عليا فقد اغضبني ومن اغضبني فقد اغضب الله عز وجل
راخرجه احمد وابو الطاهر محمد بن عبد الرحمن المخلص للذهبي في المخلصات والطبراني جناب
ام المؤمنين ام سلمة رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو سنا ہے کہ جس نے علی سے محبت کی مجھ سے محبت کی جس نے مجھ سے محبت کی خدا تعالیٰ سے
محبت کی جس نے علی پر غضب کیا اس نے مجھ پر غضب کیا جس نے مجھ پر غضب کیا اس نے اللہ تعالیٰ پر غضب کیا
واخرجه الامام الحافظ ابو الخیر احمد بن اسمعيل القزويني بالحاکمی فی الاربعین عن عمار بن یاسر و
ناد من تولاه فقد تولاني ومن تولاني فقد تولي الله عز وجل اس حدیث کو امام حافظ ابو الخیر احمد بن
اسمعيل القزويني بالحاکمی نے اربعین میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور یہ الفاظ زیادہ
روایت کیے ہیں کہ حضرت نے فرمایا جس نے علی سے دوستی کی مجھ سے دوستی کی جس نے مجھ سے دوستی کی اس
نے خدا سے دوستی کی *

جس نے جناب امیر کو بغض کیا اس نے حضرت کو بغض کیا

(۱) عن ابن عباس قال بغضني رسول الله صلى الله عليه وسلم الى علي فقال له انت سيد في الدنيا و
الاخرة من احبك فقد احبني وحببيك حبيب الله وعدوك عدو الله الويل لمن ابغضك راخرجه
احمد ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جناب امیر
علیہ السلام کے بلانے کو بھیجا جب وہ آئے آپ نے ان سے فرمایا یا علی تو دنیا و آخرت کا سردار ہے جس نے
کہ تجھ سے محبت کی مجھ سے محبت کی تیرا دوست خدا کا دشمن خدا کا دشمن ہے افسوس ہے
اس پر جو تجھ سے بغض رکھے *

۲۰ عن العباس بن عبد المطلب قال سمعت عمر بن الخطاب قد سمع رجلاً سب علياً وهو يقول له اني لا اظنك من المنافقين فقال كفوا عن ذكر علي الا لخير فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه يقول في علي ثلاث خصال وددت لو ان لي واحدة منهن احب الي مما طلعت عليه الشمس وذاك اني كنت انا وابوبكر و ابو عبدة بن الجراح وفقير من اصحاب رسول الله صلى الله عليه اذ ضرب النبي صلى الله عليه على كتف علي وقال يا علي انت اول المسلمين اسلاماً اول المؤمنين ايماناً وانت مني بمنزلة هارون من موسى كذب من زعم انه يبغي وهو يبغي عليك يا علي من احبك فقد احبني ومن احبني فقد احبه الله تعالى ومن احبه الله تعالى ادخله الجنة ومن ابغضك فقد ابغضني ومن ابغضني فقد ابغضه الله تعالى ومن ابغضه الله تعالى ادخله النار راجحة الخوارزمي جناب عباس بن عبد المطلب رضي الله عنه سے روایت ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ کسی کو انہوں نے جناب امیر کی شان میں برا کہتے ہوئے سن پایا تھا۔ اس آپ سے کہہ کر یہ ہے تھے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ تو منافقوں میں سے ہے ہر حضرت عمر کہنے لگے سو نیکی کے علی کا ذکر مت کیا کرو میں نے جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علی میں تین خصلتیں ہیں زمین آرزو کرتا ہوں کہ اگر ان میں سے مجھے ایک ہی حاصل ہوتی تو میرے نزدیک اس سے زیادہ عزیز فی کہ جیسے آفتاب طلوع کرتا ہے میں اور ابوبکر اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما اور دیگر چند صحابہ حاضر تھے کہ حضرت نے علی کے کندھے پر ہاتھ مار کر ارشاد کیا یا علی تم اسلام لانے کی وجہ سے مسلمانوں سے اول اور ایمان لانے میں سب مسلمانوں سے مقدم ہو۔ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہووے سے جو تھا ہے وہ شخص کہ گمان کرتا ہے میری محبت کا اور تم سے عداوت رکھتا ہے یا علی جو تم کو محبت رکھتا ہے مجھ سے محبت رکھتا ہے اور جو مجھ سے محبت رکھتا ہے خدا اس کو محبت رکھتا ہے اور جس کو خدا محبت رکھتا ہے اسے جنت میں داخل کرتا ہے اور جو مجھ سے بغض رکھتا ہے خدا اس سے بغض رکھتا ہے اور جو خدا سے بغض رکھتا ہے اسے دوزخ میں داخل کرتا ہے ۔

جناب امیر کے ساتھ بغض کہنے کی ترہیب

(۱) عن فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم وعليها السلام قالت خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم عتبة فقال انا لله عز وجل يا هي بكم وغفر لكم عامه وعلی خاصته انی رسول الله فیکم غیرہما اب لقرابتی از السعید کل السعید من احب علیاً فی حیوۃ وبعد موتہ وان الشقی کل

كل الشقي من ابغض عليا في حيوة وبعد موته اخبره احمد والطبراني والديلمي عن ابن عمر بن الخطاب سيرة
النسائي فاطمة الزهراء عليها التحية والثنا سے روایت ہے کہ عرفہ کی رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر شہر
لا کر فرمانے لگے کہ پردہ کا عالم تم پر سبابت اور فخر کرتا ہے اور تم کو عام طور سے بخشہ پایا ہے اور علی کو خاص طور
سے بخشا ہے بے شک تم میں میں خدا کا رسول ہوں میں اپنی قوم میں کو وحشت دلاسنے والا نہیں۔ تحقیق
نیک بخت وہی شخص ہے جو حضرت علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہے اس کی زندگی میں اور اسکے مرنے کے
بعد اور بے شک پورا بد بخت وہی شخص ہے جو علی کو دشمن رکھتا ہے اس کی زندگی میں اور مرنے کے بعد
(۲) عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أحب علي بن أبي طالب حسنة لا تضرم معها
سيرة وبغضه سيئة لا تنفع معها حسنة (اخرج الدليلي) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کی محبت ایک ایسی نیکی ہے کہ اسکے ہوتے ہوئے
کوئی برائی ضرر نہیں دیتی اور انکا بغض ایک ایسی برائی ہے جسکے ہوتے ہوئے کوئی نیکی نفع نہیں دیتی
(۳) عن عمار بن ياسر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي طوبى لمن احبك وصدق فيك الويل
لمن ابغضك وكذب فيك (اخرج الدليلي) عمار بن ياسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا خوشی ہوا اسکے لیے جو تجھے دوست رکھے اور تیری تسلیت
کرے اور افسوس ہوا اسکے لیے جو تجھ سے بغض رکھے اور تیری تکذیب کرے۔

(۴) عن معاوية بن جندب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم علي من مات وفي قلبه بغض علي فليمت
يهوديا او نصرانيا (اخرج الدليلي) معاوية بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور عالم صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مر گیا اور سکا دل بغض علی سے بھرا ہوا ہے وہ البتہ یہودی ہو کر یا نصرانی
ہو کر مرا۔

(۵) عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كذب من زعم انه امن بي وما جئت
به وهو يبغض عليا فهو كاذب ليس بمؤمن (اخرج البخاري) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہتا ہے کہ وہ مجھ پر ایمان لایا ہے
اور جو چیز کہ میں لایا ہوں اس پر یقین رکھتا ہے وہ کھالیکہ وہ علی سے بغض کرتا ہے وہ جوٹا ہے جو بن
نہیں ہے۔

(۶) عن جابر بن عبد الله عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
الله على من آخرهم النار (اخرج الدليلي) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے ارشاد کیا کہ یا علی اگر میری ہمت تجھ سے بغض رکھے گی تو اسے تعالیٰ اسے ناک کے تھنوں کے بل آگ میں داؤد ہڈی کی طرح کاٹ دے گا۔

(۷) عن سعید بن ذویقال قال قال علي في الرحبة انشدكم بالله من سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم غدير خم يقول الله وليي انا ولي المؤمنين ومن كنت وليه فهذا وليا اللهم وال من والاه وعاد من عاداه وانصر من نصره واغضن من اغضنه (اخرجہ النسائی) سعید بن ذویب سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے حرمین میں ان لوگوں کو قسم دیکر پوچھا کہ جنہوں نے غدير خم کے روز جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے پیسنما ہو تو بیان کرے کہ امیر اولی ہے اور میں مومنون کا ولی ہوں اسکا یہ (یعنی علی) وہی ہے اسے میر پروردگار دوست رکھنا سے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھنا سے جو اسے دشمن رکھے اور مدد دے اسے جو اسے مدد دے اور بغض رکھنا سے جو اس سے بغض رکھے۔

(۸) عن عبد الله بن بريدة قال حدثني ابي قال لم يكن من الناس يغض الى من على حتى احببت ربابا ولا احبته الا على بغض على فبعث ذلك الرجل على خيل فحصبته وما صحبته الا على بغض على فاضنا سيما فكتب الى النبي صلى الله عليه وسلم ان يبعث اليه من خمسة فبعث اليه عليا وفي السبي وصيفة فضل من السبي حين حصرته في الخمس ثم صارت في اهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم ثم صارت في آل علي فاتانا ورأسه يقطر قطرا ما هذا فقال اما تروا الوصيفة صارت في الخمس ثم صارت في اهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم ثم صارت في آل علي فوكت عليها فكتب بغض مضافا لكتابه الى النبي صلى الله عليه وسلم مصداقا لما قال في علي فلما اتيت النبي صلى الله عليه وسلم وقرأ كتابه فجلست اقول عليه صدق فامسك بيدي وقال اتبعني عليا فقلت نعم فقال لي لا تتغصه وان كنت تحبه فارد له حبا فوالذي نفسي بيده انصيبا ل علي في الخمس فضل من وصيفة فما كان احد بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم احبا لي من علي قال عبد الله هو ابن بريدة والله ما كان في الحديث بيني وبين النبي صلى الله عليه وسلم غير اب (اخرجہ النسائی) عبد الله بن بريدة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے لوگوں میں سے کسی کا اتنا بغض نہیں تھا جس قدر کہ جناب امیر کا۔ یہاں تک کہ میں ایک آدمی کو اس وجہ سے پکارتے کہ وہ جناب امیر سے بغض رکھتا تھا۔ وہ آدمی ایک دفعہ ایک گروہ پر پہنچا گیا۔ میں نے جناب امیر کے بغض کی وجہ سے اسکی رفاقت اختیار کی اس نے لڑکر اس گروہ کو اسیر کر لیا اور حضرت کی خدمت میں لکھ دیا کہ کوئی آدمی بھیجا کہ جس مال کا اسکے حوالہ کیا جائے حضرت نے جناب امیر کو جس لینے کو لیے ہمارے پاس بھیجا۔ قیدیوں میں ایک کثیر تھی جو سب قیدیوں میں افضل تھی حبیب باپخوان جس

چھانٹا گیا تو وہ کنیز خمس میں آگئی اور خمس سے اہل بیت نبوی کے حصہ میں آئی اور اہل بیت کے حصہ میں رسول علی کی آل کے حصہ میں آئی ایک دفعہ جناب علی ہمارے پاس تشریف لائے ان کے سر کے بالوں میں قطرہ نکلتا ہے تھے ہم نے پوچھا آپ کے غسل کرنے کی کیا وجہ ہے فرمانے لگے جتنے نہیں دیکھا کہ کنیز خمس میں آگئی اور خمس سے اہل بیت نبوی کے حصہ میں آئی اور اہل بیت کے حصہ سے علی کی آل کے حصہ میں آئی ہے۔ مہینے اس جو صحبت کی ہے پس اس شخص نے یہ تمام واقعہ لکھ کر مجھے تصدیق کے لیے حضرت کے پاس بھیجا جب حضرت کے پاس پہونچا اور خط حضور کو دیا۔ اور آپ نے اس خط کو پڑھا مینے اسکی تصدیق کی آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کیا تو علی سے بغض رکھتا ہو نیتے کہا ہاں فرمایا اسکا بغض مت رکھ بلکہ اگر تو اسکو دوست کہتا ہے تو اور بھی زیادہ دوست رکھ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ خمس میں علی کی آل کا حصہ کنیز سے بدرجہا افضل ہے بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اسکے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مجھے جناب امیر سے کوئی زیادہ تر عزیز نہیں تھا۔

عبداللہ بن بریدہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں سیرا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان بجز میرے والد بزرگوار کے اور کوئی دوسرا نہیں۔

جناب امیر کی تولا کے بغیر انسان جنت کی بو نہیں سونگھ سکتا

عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو ان عبد الله عز وجل مثل ما قوم نوح وكان له مثل احد ذهباً فانفقته في سبيل الله وسد في عسرة حتى يجر الف حج على قد ميه ثم قتل بين الصفا والمروة مظلوماً ثم لم يوالك يا علي لم شيم راحة الجنة ولم يدخلها راخوها الدليلي جناب امير عليہ السلام سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اگر کوئی خدا کا بندہ خدا کے عزوجل کی اتنی عبادت کرے کہ جس قدر نوح علیہ السلام نے اپنی قوم میں قیام فرما کر کرے اور احد پہاڑ کے برابر سونا خدا کی راہ میں خرچ کرے پھر اسکی عمر اس قدر ورنہ ہو کہ پاپیادہ ایک ہزار حج کرے۔ اور پھر صفا و مروہ کے درمیان مظلوم مہاجرتے۔ پھر اگر یا علی تجھے دوست نہ کہتا ہو تو وہ جنت کی بو نہیں سونگھ سکے گا۔ اور نہ اس میں داخل ہو سکے گا۔

جناب امیر علیہ السلام کی محبت کی فضیلت

(۱) عن ام المؤمنين ام سلمة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من احب علياً فقد احب الله ومن ابغض علياً فقد ابغض الله ومن ابغض علياً فقد ابغض الله ومن ابغض الله فقد ابغض الله راغب

الدلیلی) والطبرانی فی الکبیر عن ابی داود (جناب امام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ جناب سالت
تأب علی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسن نے علی سے محبت کی جو سے محبت کی اور حسن نے مجھ سے محبت کی خدا سے
محبت کی حسن نے علی سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے خدا
تعالیٰ سے بغض رکھا *۔

(۲) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حب علی بن ابی طالب یا کل الذنوب کما ناکل النار
المطہر (راخرجہ الدلیلی) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے کہ علی بن ابی طالب کی محبت گناہوں کو اس طرح سے کھا جاتی ہے جس طرح سے کھانے والے لکڑیوں کو کھا جاتی
ہے *۔

(۳) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حب علی بن ابی طالب یا کل الذنوب کما ناکل النار
ببیاض الی الفروضت محبت علی بن ابی طالب علی خلقی فبلغهم خلک حتی (راخرجہ الدلیلی) ابن عمر رضی
اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جبریل میرے پاس اس کے درخت کا ایک سبز تپا
لیکھ آئے اس پر سفیدی سے لکھا ہوا تھا میں نے جناب علی بن ابی طالب کی محبت کو اپنی خلقت پر فرض کر
دیا ہے یہ بات انکو پہونچا دو۔

(۴) عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حب علی بن ابی طالب حسنة لا یضر معاصیة
وبغضه سیئة لا تنفع معاصیة (راخرجہ الدلیلی) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی بن ابی طالب کی محبت ایک ایسی نیکی ہے جس کے ساتھ کوئی بائی ضرر نہیں پہونچا سکتی
اور اس کا بغض ایک ایسی بائی ہے جس کے ساتھ کوئی نیکی نفع نہیں پہونچا سکتی *۔

(۵) عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی طوبی لمن احبک وصدق فیک وویل
لمن ابغضک وکذب فیک (راخرجہ الدلیلی) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین علیہ الصلوٰۃ
والسلام فرماتے تھے یا علی خوشی ہو اسکے لیے جو تجھ سے محبت رکھو اور تیری تصدیق کرے۔ اور افسوس ہو اگر
جو تجھ سے بغض رکھے اور تیری تکذیب کرے *۔

(۶) عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان صحیفة المؤمن حب علی بن
ابی طالب (راخرجہ الدلیلی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ
مومن کے نامہ اعمال کا عنوان ان علی بن ابی طالب کی محبت ہے۔

(۷) عن ابی خنیس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی و میں کلمتی ما ارسلت بہ

من تہمک حبہ ایمان و بغض متفاق والنظر الیہ عبادة (اخرجہ الدیلمی) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی میرے علم کا دروازہ ہے اور جسکے لیے میں بھیجا گیا ہوں میرے بعد میری امت کو وہ بات بیان کرنے والا ہے جسکی محبت ایمان ہے اور اسکا بغض نفاق ہے اور اس کی پیروی ایمان ہے اور اس کا عیادت ہے ۔

(۸) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو اجتمع الناس على حب علي بن أبي طالب لما خلق الله عز وجل النار (بخبر الدلیلی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہے کیا اگر لوگ علی کی محبت پر مجتمع ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔

(۹) عن فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وآله وعليها السلام قالت خرج رسول الله عليه السلام عشية عرفة فقال انا لله عز وجل يا هي بكم وغفر لكم عامة ولعل خاصة واني رسول الله غير هاب لقومي ولا محاب لقرابي هذا جبريل اخبرني ان السعيد كل السعيد من احب عليا في حياته وبعد موته واز الشقي كل الشقي من ابغض عليا في حياته وبعد موته واخو جبريل احمد والطبراني والذيلعي عن ابن عمر (جناب فاطمة بنت رسوا) انه سئل انه عليه وسلم وعليها السلام من مروي به في عرفه في رات كوجنا ب رسول الله صلى الله عليه وسلم باهر لتتبريف لا كرفمانه لكة الله تعالى تمهارة سائنه مبايات كرتا به اور تمكو عام طوننه سنجشدا به - او - علي كونه خاص طور سے بخشا ہے - میں خدا کا رسول ہوں اپنی قوم کو ڈرائیوالا اور اپنے رشتہ داروں کو وحشت دلانے والا نہیں جبریل نے مجھے خبر دی ہے کہ پورا نیک وہی ہے جو علی سے انکی زندگی اور انکی موت کے بعد محبت رکھو اور پورا شقی وہی ہے جو انکی زندگی اور انکی موت کے بعد ان سے بغض رکھے۔

(۱۰) عن عمار بن ياسر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لعلي يا علي ان الله عز وجل قد زينك بزينة لم يزين العباد احب الله منها - الزهد في الدنيا لا تنال الدنيا فيك ثمن وذهب لك حب المساكين وضوابطك اما ما ورضيت لهم اتباعا فطوبى لمن احبك وصدق فيك وويل لمن ابغضك وكذب فيك فاما الذين احبوك وصدقوك فهم حبيبتك في دارك ورفقاءك في قصرك واما الذين ابغضوك وكذبوا عليك فمخوف على الله ان يوقعهم موقف النكذابين يوم القيمة راجع الطبراني في الكبير والحاكم والخطيب الدبلي في فردوس الاخبار وابن الجوزي في اسد الغابہ عمار بن ياسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب ابیہ علیہ السلام کو فرماتے تھے یا علی پروردگار نے تجھے ایسی زینت سے آراستہ کیا ہے کہ تمام بندوں کو اس سے بہتر زینت سے آراستہ نہیں کیا۔ وہ زہد فی الدنیا ہے۔ پس تجھے ایسا بتایا ہے کہ دنیا تو کبھی کسی باطن میں نہیں پہنچ سکیگی

اور مسکینوں کی محبت بھی عطا کی ہے وہ تجھے اپنا امام پاکر خوش ہو گئے ہیں اور تو انکو اپنا پیرو بنا کر خوش ہو گیا ہے اس شخص کو خوشی حاصل ہو جو تجھ سے محبت کرے اور تیری تصدیق کرے اور اس پر افسوس ہے جو تیرا بغض کرے لے تیری تکذیب کرے۔ پس وہ لوگ جو تجھ سے محبت رکھتے ہیں اور تیری تصدیق کرتے ہیں اور جنت میں تیرے ہمراہ اور تیرے قہر میں تیرے رفیق ہونگے۔ اور جو لوگ تجھ سے بغض رکھتے ہیں اور تیری تکذیب کرتے ہیں پس خدا تعالیٰ حق رکھتا ہے کہ انکو قیامت کے روز جو ٹون کی جگہ میں کھڑا کرے۔

(۱۱) عن زید بن ارقم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احب اليك بالقضيب لا حرام الا غرسه الله في الجنة عدن فليتمسك بحبل علي ابن ابي طالب راخرجه احمد في المناقب والديلي في فتاوى الاخبار زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس شاخ سرخ کو جسے خدا نے جنت عدن میں لگایا ہے اپنے ہاتھ میں لینے کی آرزو رکھتا ہو چاہیے کہ علیؑ کی محبت سے متمسک ہو۔

(۱۲) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احب اليك فان العبد لا ينال ولا الاحب علي بن ابي طالب راخرجه الديلي) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے ارشاد کیا کہ جو مجھے دوست رکھتا چاہتا ہو اس کو چاہیے کہ تجھے دوست رکھے کیونکہ کوئی بندہ میری دوستی تک نہیں پہنچ سکتا مگر علی بن ابی طالب علیہ السلام کی محبت سے۔

(۱۳) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي ات سيك الدنيا والاخرة من احبك فقد احبني وحببتك حبب الله طوبى لمن احبك ومن ابغضك فقد ابغضني وبغضك بغض الله الويل لمن ابغضك بغيرك راخرجه احمد) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے یا علیؑ تو دنیا و آخرت کا سرور ہے جس نے تجھ سے محبت کی مجھ سے محبت کی تیرا دوست رہا کا دوست ہو خوشی ہو اسکے لیے جو تجھے دوست رکھو اور جس نے تجھ سے بغض کیا اس نے مجھ سے بغض کیا تیرا بغض رکھنے والا خدا کے ساتھ بغض رکھنے والا ہے افسوس ہے اس پر جو میرے بعد تجھ سے بغض رکھے

(۱۴) عن ام المؤمنين ام سلمة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يحبكم الا مؤمن ولا يبغضكم الا منافق وكان علي يقول والذي فلق الحبة وبرء النعمة انما لعهد النبي الاخير صلى الله عليه وسلم الى ابن لا يحبني الا مؤمن ولا يبغضني الا منافق راخرجه احمد والمسلم والنسائي وقال الترمذي حسن صحيح) جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مجھے دوست رکھے وہ مؤمن ہے اور جو مجھے بغض کرے وہ منافق ہے۔

جناب امیر سے فرماتے تھے کہ نہیں دوست کہے گا تجھے مگر میں اور تجھے نہیں بخش کہے گا مگر منافق جناب امیر
 علیہ السلام فرمایا کرتے تھے قسم ہے اس نجات کی جو دے کہ باقر تاسیت اور انسان کو ظاہر تاسیت البتہ بہت
 بنیامی صلے امیر علیہ السلام نے عمد کیا تھا کہ مجھے نہیں دورت رکھو گا مگر میں اور مجھے سے نہیں بخش کہے گئے
 مگر منافق *

(۱۵) عن محمد بن الحنفیۃ رضی اللہ عنہ فی قولہ تعالیٰ ان الذین امنوا وعملوا الصالحات یجعل لہم
 الرحمن وذا انہ قال لا یبقی مومن الا فی قلبہ وداعلی بن ابی طالب (الخروج الثعب فی ذیہ و ذکر النقاش
 الہا نزلات فی علی) محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے شان نزول میں کہ رب شک وہ تو گواہا بیان
 لائے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں عنقریب اتھالے انکے ساتھ دوستی کر لیا، فرماتے ہیں کوئی مومن ایسا
 نہیں رہے گا جسکے دل میں جناب امیر علیہ السلام کی دوستی نہ ہو۔ نقاش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ آیت
 جناب امیر علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے *

(۱۶) عن عبد اللہ بن ظالم قال جاد رجل لیسعید بن زید فقال انی احببت علیا حباً لہ احب فیما
 قط قال نعم ما رأیت احببت جلا من اهل الجنة (الخروج احمد) عبد اللہ بن ظالم اقل میں کہ ایک شخص
 نے سعید بن زید سے اگر کہا کہ میں علی سے ایسی محبت رکھتا ہوں کہ کسی چیز سے مجھے ایسی محبت نہیں ہوئی
 سعید کہنے لگے کیا انجی بات تجھے سوچی ہے کہ تو جنت کے لوگوں میں ہے ایک آدمی سے محبت کرتا ہو
 (۱۷) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احببتی و احب ہذین را باہما و احما کان معی
 فی مدحی یوم القیمۃ (الخروج احمد والترمذی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھے اور ان دونوں یعنی حسین علیہما السلام کو اور ان دونوں کے والد
 اور والدہ کو دوست رکھیں گا وہ قیامت کے روز میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔

(۱۸) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احببتی و احب ہذین را باہما و احما کان معی
 فی مدحی یوم القیمۃ حتی یشاہد اللہ تعالیٰ الرجل عن عمر فیما افناہ و عن جده فیما ابلاہ
 و عن منہ ممرکسبہ فیم انفقہ و عن حبنا اهل البیت فقال لہ عمر ما ایتہ جکم فوضع یدہ
 علی راس علی و هو جالس المجانبہ و قال ایتہ جی حب ہذا من بعدک (الخروج الدلیلی) ابو ہریرہ رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھے ہوئے تھے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا قسم ہے اس نجات کی کہ جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ قیامت
 کے روز کوئی شخص قدم سے قدم نہیں اٹھا سکیگا جب تک کہ اس سے چار باتوں کی نسبت نہیں پوچھا

جائے گا اول اسکی عمر کے کاغذ کے کسبت میں موت کی بت پر اس کے جسم سے کہ کس امر میں اس نے ہسکو آزمایا ہے اور اس کے مال سے کس طرح سے اس نے اسے حاصل کیا اور کہاں پر اسکو خرچ کیا اور ہم اہل بیت کی محبت سے عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور کی محبت کی کیا نشانی ہے علی حضرت کے ایک طرف پر بیٹھے ہوئے تھے حضرت نے انکے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ہماری محبت کی نشانی اس کے ساتھ ہمارے بعد محبت رکھنا ہے *

(۱۹) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله لعلي بن ابي طالب قد حلف بالامن والايان ومن ابغضك امانته الله ميتة جاهلية (الخوارزمي) عبد الله بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے فرمایا جو شخص کہ تجھ سے محبت کرے لگاؤ وہ میں اور آپ کا میں گمراہ ہمارے گناہ اور جو شخص کہ تجھ سے بغض کرے لگاؤ اس کا اللہ تعالیٰ اسکو کفر کی دہشت سوار لگائے۔

(۲۰) عن ابن عباس قال لما نزلت هذه الآية قل لا ايسا لکم علیہ جبر الا المودة فی القربی قالوا یا رسول اللہ من هؤلاء الذین امرنا اللہ بمودتهم قال علی وفاطمة وابناهما (الخوارزمي) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ رکھو اسے یا محمد میں نہیں تم سے ناگتا ہوں اس تبلیغ رسالت پر کچھ اجرت مگر رشتہ والوں کی دوستی لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون میں جن کی مودہ کر لیے خدا نے اسکو امر فرمایا ہے حضرت سے فرمایا وہ علی وفاطمہ اور ان دونوں کے دونوں بیٹے ہیں *

(۲۱) عن مالك قال طلع علينا رسول الله صلى الله عليه وآله ذات يوم متبسما يضحك فقام اليه عبد الرحمن بن عوف فقال يا بني انت وامى يا رسول الله ما الذى اضحكك فقال بشارة اتيتني من عند الله فى ابن عمى اخى وابنتى ان الله تعالى لما زوج فاطمة اميرضوان فها شجرة طوبى فقلت رما فاطمة صكا صكا بعد عييتنا اهل البيت ثمان شاء من تحتها ملكة من نور فاخذ كل رقا فاذا استوت القيمة باهلها ناحت الملكة للخلائق فلا يلقون محباننا اهل البيت الا اعطوه رقا فيه بركات من النار فها اخى وابنتى فقال رقا ب الناس من النار (الخوارزمي) مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کثرت سے ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ کیوں ہنستے ہیں فرمایا میرے ابن عم اور بہائی اور بہن کی بشارت خدا کی طرف سے ہے۔ کہ جب پروردگار عالم نے فاطمہ کا نکاح کیا رضوان کو حکم دیا اس نے طوبی کے درخت کو لایا اس سے رقعے بننے نجات کے پر دے ہم اہل بیت کے محبوبان کی تعداد کو بڑھانے کے لئے ہر شے پیدا کیے۔ انہوں نے وہ رقعے لیے۔ جب بشارت

اپنے لوگوں کے ساتھ قائم ہوگی وہ فرشتے خلقت کو پکارینگے۔ اور ہم اہل بیت کے محبوبوں سے یوں ہی ملتیں گے۔
بلکہ وہ نجات کے پروانے ان کو دینگے جن میں دوزخ سے نجات پانے کی بارات دوج ہوگی پس میرا ابن عم اور بھائی
اگلے لوگوں کی گردن چترانے کا باعث ہوا ہے ۔

(۲۲) عن سلیمان قال له وجل ما اشد حبك اهلے قال سمعت رسول الله صلی الله علیہ وسلم يقول من احب علیا
فقد احبنی ومن ابغض علیا فقد ابغضنی (راخو جہ الخوارزمی) سلمان رضی اللہ عنہ کے کسی شخص نے کہا آپ
جناب امیر سے نہایت پیار کرتے ہیں کہنے لگے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے
تھے جس نے علی سے محبت کی اور جس نے علی سے بغض کیا وہ مجھ سے بغض رکھا ہے ۔

(۲۳) عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم خلق الله تعالیٰ من نور وجهه علی ابن ابی طالب
سبعین الف ملکا يستغفرون له ولحبیه الی یوم القیامة (راخو جہ الخوارزمی) انس رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے علی کے سونہ کے نور سے ستر ہزار فرشتے
پیدا کیے ہیں جو قیامت تک علی اور علی کے محبوبوں کے لیے استغفار کرتے رہیں گے ۔

(۲۴) عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم اول من اتخذ علیا الخامن اهل
السموات اسرافیل ثم میکائیل ثم جبرائیل واول من احبہ من اهل الجنة حملة العرش ثم الفضل
خازن الجنة ثم ملک الموت یترجم علی عجبی حلی کما یترجم علی الانبیاء (راخو جہ صاحب المواقیت)
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اہل آسمان کے
جس نے کہ اول علی کو بھائی بنایا ہے وہ اسرافیل ہیں پھر میکائیل پھر جبرائیل ہیں اور اہل جنت میں سے
جس نے اول ان سے محبت کی ہے وہ حاملان عرش ہیں پھر رضوان خازن جنت اور پھر ملک الموت علیؑ
کے محبوب پر وہ اس طرح سے ترجم کرتا ہے جس طرح سے کہ انبیاء پر ۔

(۲۵) عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم وقد رأیتہ فی النوم یا انس ما ملک
حلل لا تودی ما سمعت منی فی حلل حق ادرکتک العقوبة ولو لا استغفار علی لک ما شمت راحة
الجنة ابد او لکوا لثمت فی بقية عملک ان اولیاء علی وعبیدہم السابقون الاولون الی الجنة وہم حیران
الله واولیاء الله خیرہ وجعفر والحسن والحسین واما اهلہ فہو الصديق اکبر لا یفترق فی یوم القیامة
من احبه (راخو جہ الخوارزمی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب سرور کائنات صلی
اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے مجھ کو ارشاد کیا اسے انس نے تجھے کس بات نے بڑا گنجینہ کیا ہے کہ تو نے
جو مجھ سے علی کی نسبت سنا لوگوں کو نہیں سنا تا وقتیکہ تجھے عذاب الہی پہنچے اگر علی تیرے لیے

نہی دہ کرتے تو تو کہی جنت کی بوند نہ گنگتا۔ لیکن اب اپنی باقی عمر میں لوگوں کو بشارت بیان کرتا رہیو۔ کہ
 اے محبوب سب سے پہلے جنت میں جانے والے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی ہمسائیگی میں رہیں گے اور خدا کے
 بی حمزہ اور جعفر اور حسن اور حسین میں علی تو صدیق اکبر ہیں جو شخص کہ ان سے محبت رکھیں گا وہ قیامت کے
 عزیز بنیں خائف ہوگا۔

(۲۶) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أحب علياً قبل الله صلوة وصيامه و
 نيامه واستجاب دعاه الا من أحب علياً اعطاه الله بكل عرق بدنه مديته في الجنة الا من أحب آل
 محمد امن من حساب الميزان والصراط الا من مات على آل محمد فانا كفيله بالجنة مع
 الانبياء الا من ابغض آل محمد جاء يوم القيامة مكتوباً بين عينيه اثم من رحمة الله راحه
 الخوارزمي في المتأقب) ابن حجر رحمۃ اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے
 جس نے علیؑ سے محبت کی اللہ تعالیٰ اس سے نماز اور روزہ اور عبادت قبول کرتا ہے اور اس کی دعا مستجاب
 ہوتی ہے جس نے علیؑ سے محبت کی خدا اس کے بدن کے ہر ایک قطرہ کے عوض جنت میں اسے ایک غصہ
 عطا کرتا ہے جو شخص کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو دوست رکھتا ہے وہ حساب سے اور میزان سے
 اور صراط سے امن میں ہے جو شخص کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کی محبت پر گپا اسکا میں صنامن
 ہوں کہ انبیاء کے ساتھ جنت میں داخل ہوگا اور جو شخص کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے بغض رکھتا ہے
 وہ قیامت کو خدا اس طرح سے حاضر کیا جائیگا کہ اسکی پیشانی پر خدا کی رحمت سے ناامیدی کی آیت
 لکھی ہوگی ہوگی۔

(۲۷) عن عبد الله بن عباس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قل لمن أحب علياً
 تعيها لدخول الجنة راحه الدبلي) عبد الله بن عباس رحمۃ اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص علیؑ سے محبت رکھتا ہو اسے کہدو جنت میں داخل ہونیکے لیے آمادہ ہوگا
 (۲۸) عن أبي بزة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله عهد الى عهدي في علي فقلت يا
 رب يئنه لي فقال اسمع فقلت سمعت فقال ان علياً راية الهدى ومبارك الايمان وامام الاولياء و
 نور بين الطاهقين وهو كلمة التي اليها المتقين من احب فقد احبني ومن ابغضه فقد ابغضني
 (راخه يوسف الكنجي) ابو بزة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ
 تحقیق علیؑ کی نسبت خدا نے مجھ سے ایک عہد کیا میں نے عرض کیا یا رب وہ مجھ سے بیان فرما پروردگار نے
 فرمایا سن میں نے عرض کیا یا رب میں نے فرمایا علیؑ کی ہدایت کا علم اور ایمان کی نشانی اور ولیوں کا

امام ہے اور نو ہے اسکے لیے جو میری اطاعت کرتا ہے اور وہ ایک کلمہ ہے جسکو کہ متقیوں نے لازم گردان لیا ہے جس نے اس سے محبت کی محبہ سے محبت کی اور جس نے اس سے بغض کیا محبہ سے بغض کیا۔

(۲۹) عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرد علی المؤمنین رایۃ علی امیر المؤمنین و امام العصر المجملین فاقوم و اخذ بید فی بیعت وجہ و وجع احبابہ فاقول ما خلفونی فی الثقلین من بعدک فیقولون صدقنا اکبر و تعینا الا صغر و نصرنا۔ و قال لئنا فاقول رو و ارواء مرو و ابین فلیثربوت شریۃ لا یظاؤن بعدھا ابدا و وجہ امامہم کالشمس الطالعة و وجہہم کالقمر البدر او کاضواء نجم فی السماء راخرجہا بن یوسف الکنی الشافعی فی کفاۃ الطالب ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب جو شخص کوثر پر امیر المؤمنین امام العصر المجملین کا علم پہنچے گا میں اسکا ہاتھ پکڑ کر کٹرا ہو جاؤنگا اسکا چہرہ اور اس کے اصحاب کا چہرہ نور سے باقی ہوگا میں اسے پوچھوں گا تھے میرے بعد ان دو بہاری چیزوں کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے وہ کہیں گئے تھیں چیز کی ہنسنے تصدیق کی اور چھوٹی چیز کی بیروی کی اور اسکی مدد کی اور اس کے ساتھ ہو کر جہاد کیا۔ میں اسے کہوں گا جاؤ پیو اور پلاؤ وہ ایسا شربت ہیں کہ جسکے بعد انکو ہر پیاس نہیں لگے گی۔ انکے امام کا سونہ مثل سورج کے چمکتا ہوگا اور انکے موندہ چودہویں رات کے چاند کی طرح سے ہونگا یا آسمان نورانی ستاروں جیسے ہونگے۔

(۳۰) عن ابی سعید الخدری قال اقبلت ذات یوم فاصدا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لی یا ابا سعید فقلت لبیک یا رسول اللہ قال ان اللہ عموما تحت العرش یغنی لاهل الجنة کما دعی الشمس لاهل الدنیا لا ینالہ الا علی و محبوبہ راخرجہ ابو بکر بن مردویہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا قصد کر کے گیا حضرت نے مجھ کو فرمایا اے ابا سعید مینے عرض کیا یا رسول اللہ میں حاضر ہوں فرمایا عرش کے نیچے خدا ایک ستون ہے جو اہل جنت کے لوگوں پر اس طرح سے چمکتا ہے جس طرح سے آفتاب اہل دنیا پر اس کے قریب کوئی نہیں جاسکے گا مگر علی یا اسکے محب۔

(۳۱) عن ابی ہریرۃ قال صلی اللہ علیہ وسلم بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ من یأقون حبیب جبریل ثمر قال یا محمد ان اللہ غرس قضیباً فی الجنة ثلاثۃ من یأقون حمرا و ثلاثۃ من یجحد خضرا و ثلاثۃ من لؤلؤة رطبة ضرب علیہا طاقات جبل بین الطاقا غرقا و جبل فی کل غرقۃ شجرة و جبل حملہا الحور العین و اجری علیہن السلام ثما مسکفہ

جبل من القوم فقال يا رسول الله من ذلك القضيبي فقال من احب ان يستمسك بذلك القضيبي
 محمد بن ابی طالب (اخرجہ ابن المغازلی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ صبح کی نماز پڑھی اور نماز پڑھ کر ارشاد کیا آیا تم کو معلوم ہے کہ جبریل کیا خبر
 میرے پاس لائے ہیں بہر خود ہی ارشاد فرمایا کہ جبریل یہ خبر لائے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے شاخیں جنت میں
 لگائی ہیں تین تین سرخ یا قوت کی اور تین سبز زرد کی اور تین تازے موتی کی اور انہر طاق لگائے ہیں اور
 ہر ایک طاق میں غرنے بنائے ہیں اور ہر ایک عرفہ میں ایک درخت لگایا اور انکے پہل حور عین ہیں اور
 ان درختوں کو سلامتی کے پتھر کا پانی دیا ہے۔ یہ فرما کر حضرت خاموش ہو گئے۔ ایک شخص کو دپڑا اور
 عرض کرنے لگا وہ شاخ کس کے لیے ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس شاخ کو پکڑنا چاہتا ہے
 اسکو چاہیے کہ علی بن ابی طالب سے محبت کرے *

(۳۲) عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مررت ليلة اسرى الى السماء الرابعة فاذا
 انا بملك جالس على منبر من نور والملائكة تحلق به فقلت يا جبريل من هذا الملك قال اذن
 منه وسلم عليه فدعوت منه وسلمت عليه فاذا باخي وابن عمي علي فقلت يا جبريل سبقني عليا
 الى السماء الرابعة فقال لي يا محمد لا ولكن الملائكة شكت جهاً اعلی فخلق الله هذا الملك من
 نور على صورة علي فالملائكة تزور في كل ليلة جمعة ويوم جمعة سبعين مرة يسبحون ويقدسون
 الله ويهدون ثوابه لحيي علي (اخرجہ عبد اللہ بن يوسف البکینی الشافعی) انس رضی اللہ عنہ
 سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شب معراج میں جب ہم چوتھے آسمان پر
 تشریف لے گئے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک فرشتہ نور کے منبر پر بیٹھا ہوا ہے اور تمام فرشتے اس کے
 ارد گرد زنہین ہنسنے جبریل سے کہا یہ فرشتہ کون ہے جبریل کہنے لگے آپ اس کے پاس جا کر سلام
 لیں ہم اس کے پاس گئے اور سلام کیا کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ہمارا بھائی اور ابن عم علی ہے۔ ہم نے
 جبریل سے کہا کیا تم مجھے پہلے علی کو جو تھے آسمان پر لے آئے ہو جبریل کہنے لگے ہاں محمد بن
 فرشتوں نے علی کی محبت و خشاکت کی تھی پس خدا تعالیٰ نے نور سے اس فرشتہ کو علی کی صورت پر
 پیدا کیا پس ہر شب عجب اور روز عجب کو فرشتہ ستر دفعہ اس کی زیارت کرتے ہیں اور خدا کی تسبیح پڑھتے ہیں
 اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اسکا ثواب علی کے محبوب کو پہنچاتے ہیں

جناب امیر علیہ السلام کے شیعوں کے فضائل

(۱) عن جابر بن عبد الله قال كنا عند النبي صلى الله عليه وسلم فاقبل على فقال النبي صلى الله عليه وسلم والذى نفسى بيده ان هذا وشيعته فهم فائزون يوم القيامة وتزلت ان الذين امنوا وعملوا الصالحات اولئك هم خير البرية راخو به بن حساكر والخو اذى والسيوطى فى الدر المنثور) جابر بن عبد الله عن الامام ع من دعائى هو انهم جناب رسالت آب صلى الله عليه وسلم کے حضور میں حاضر تھے کہ جناب امیر علیہ السلام قسم لے کر لا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا قسم ہے اس فرشتہ کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہو یہ اور اسکے شیعہ ہیں وہی قیامت کے روز جنت کے رفیع درجوں تک پہنچنے والے ہیں اور اسی حالت میں یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ لوگ جو کہ ایمان لائے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں وہی لوگ سب خلقت سے بہتر ہیں *

(۲) عن ابن عباس قال لما نزلت هذه الآية ان الذين امنوا وعملوا الصالحات اولئك هم خير البرية قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعل هوانت وشيعتك يوم القيامة راضين مرضيين راخو به بن حساكر و ابو نعیم فى الحلیۃ والدلیلی فی فردوس الاخبار والسیوطی فی الدر المنثور) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دعائى ہو کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ تحقیق جو لوگ ایمان لائے ہیں اور کام کیے ہیں اچھے وہی لوگ سب خلقت سے بہتر ہیں جناب رسالت آب صلى الله عليه وسلم نے جناب علی سے ارشاد کیا کہ وہ لوگ قسم ہو اور تمہارے شیعہ ہیں قیامت کے روز خوش اور خوشنود کیے گئے *

(۳) عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انتم سمع قول الله تعالى ان الذين امنوا وعملوا الصالحات اولئك هم خير البرية انت وشيعتك وموعدكم وموعدكم كما لحوض اذا جئت الامة يوم القيامة تدعون خيرا لمجملين راخو به بن حردويه والخو اذى فى المناقب والسيوطى فى الدر المنثور) جناب امیر علیہ السلام سے روئے ہے کہ مجھ سے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی کیا تو نے خدا تعالیٰ کے فرمانے کو نہیں سنا ہے کہ تحقیق وہ لوگ ایمان لائے اور کام کیے ہیں اچھے وہی لوگ ہیں سب خلقت سے بہتر۔ وہ لوگ قسم اور تمہارے شیعہ ہیں۔ میرا اور تمہارا وعدہ گاہ حوض کوثر میں جب قیامت اور روز تمام گروہ حاضر ہونگے تو ہم سفید ہوندا اور نورانی ہاتھ اور پاؤں والے پکار رہے ہوں گے

(۴) عن عبد الله قال سينا انا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم وجميع المهاجرين والانصار الا ما كان فى السرية اذا قبل على عيسى وهو متغيب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اغضبني فقد اغضبني فلما جلس قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم ما لك يا علي قال اذا بنو حاتم قد يا علي اما ترى انك معى فى الجنة والحسن والحسين وذرياتنا خلفنا وانا ذواتنا خلفنا

ریاتنا و اشباحنا من ایماتنا و ثنائنا را خوجه احمد فی المناقب و ابو سعید ثروت النبوة و محب لطبری فی الرای من النضرة فی فضائل العشرة (عباسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ایک روز میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھا ہوا تھا تمام مہاجر و انصاری ہی موجود تھے سوا ان لوگوں کے جو لشکر میں تھے۔ اتنے میں جناب امیر پیادہ پا آتے ہوئے نظر آئے انکے چہرے غضب لے آئے نما یان تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص سے غضب دلا یا ہے اس شخص سے غضب لایا ہے جب جناب امیر اگر بیٹھ گئے حضرت نے ان سے پوچھا یا علی تمہیں کیا ہوا ہے جناب علی نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور کے نبی اعمام نے مجھے تکلیف دی ہے حضرت نے فرمایا یا علی کیا نور منی نہیں کہ تو میری سادہ جنت میں چلے اور حسنین اور ہماری ذریت ہمارے پس پشت اور ہمارے شیعہ ہمارے دلہنے بائیں ہوں +

(۵) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يدخل الجنة من هذه الامة سبعون الفا لحساب عليهم ثم التفت الى علي فقال هؤلاء شيعةك يا علي وانت امامهم را خوجه الشيعہ المحرم الحافظ محمد بن يوسف بن الحسن الرضدی المدینی الانصاری فی درر المعطین فی فضائل علی و البقول و الحسنین (عباسہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہو کہ جناب سرور انبیاء علیہ التحیة و الثناء نے ارشاد کیا کہ اس امت کو ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونگے پھر خیر امیر کی طرف متفت ہو کر فرماتے گئے وہ تیرے شیعہ ہیں اور تو انکے آگے ہوگا۔

(۶) عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي ان الله قد غفر لك ولذرتك ولوارك ولاهلك ولشيعةك ولحبي شيعةك فابشر وانك الانزع البطین را خوجه الدلیلی فی غررہ میں الاخبار جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ ! علی یہ تحقیق خدا تعالیٰ نے تجھے اور تیری ذریت کو اور تیری اولاد کو اور تیرے اہل کو اور تیرے شیعوں کو اور تیرے شیعوں کے دوستوں کو بخش دیا ہے پس تو خوش ہو کہ تو انزع او بطین ہے۔

(۷) عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي انت خلافي في الآخرة اقرب الخلق مني وانت علي الحسن خليفتي وان شيعةك علي منابر من نور مبيضه و جوہم مولی الشفع لهم و يكونون في الجنة جبارين را خوجه ابن المغازلی فی المناقب و الخوازمی عن علي و الملا فی وسیلة المتعبدين الی سابعة سید المرسلین و محمد بن یوسف الکجلی ثنائی فی کفایہ الطالب و ابراہیم بن عبد الله الوصابی الیمنی الثافعی فی الکفایہ فی فضائل الاربعہ

الخلفاء ابن اسیر و الاندلسی فی الشفا و ابو سعید عبد الملک بن محمد بن ابراہیم الحزکوئی فی شرح الذبیح جابر بن عبد البر عنی امیر عنہ سے روایت ہے کہ جناب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب امیر سے فرمایا کہ یا علی تم کل قیامت کو سب خلقت سے زیادہ میرے قریب اور حوض پر میرے خلیفہ ہو اور تمہاری شیعہ نور کے منبروں پر سفید موندہ والے میرے ارد گرد ہونگے مین انکی شفاعت کروں گا وہ جنت مین میرے ہم سایہ ہونگے ۔

(۸) عن ابی رافع قال از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت و شیعتک تروون علی الحوض رواہ مریدین مبیحۃ وجوہہم وان اعداءک یروون علی ظمأ مقحین راخرجه الطبرانی فی المعجم الکبیر فی مسانید ابی رافع ابراہیم ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بتحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر سے ارشاد کیا کہ تو اور تیرے شیعہ حوض کی سیراب ہونگے پورا سیراب ہونا تمہارا موندہ نورانی سفید ہونگے اور تمہاری دشمن پائیس کو سرائٹاٹے ہوئے ہوئے ہونگے ۔

(۹) عن ابی رافع از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی ان اول اربعۃ یدخلون الجنة انا و انت و الحسن و الحسین و ذریاتنا خلف ظہورنا و ازواجنا خلف ذریاتنا و شیعتنا عن ايماننا و شماننا راخرجه الطبرانی فی المعجم الکبیر ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بتحقیق بہرور دین پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب مرتضیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ جو چار شخص کہ سب سے اول جنت مین داخل ہونگے وہ مین اور تو اور حسن و حسین مین اور ہماری ذریت ہمارے پس پشت اور ہمارے ازواج انکے پس پشت اور ہمارے شیعہ ہمارے دینے بائین ہونگے ۔

(۱۰) عن ام سلمۃ قالت از فاطمۃ انت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و معها علی فرجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیہا لاسہ قال البتہ یا علی انت و شیعتک فی الجنة راخرجه فخر الاسلام نجف الدین ابو بکر محمد بن حسین السبکی المرنی فی مناقب الصحابہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ علیہا السلام جناب امیر کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین تشریف لائیں حضرت نے انکی طرف سراقدیں اٹھا کر ارشاد کیا یا علی خوش ہو تو اور تیرے شیعہ جنت مین ہونگے

تنبیہ

ان احادیث کے سوا اور بہت سی ایسی حدیثیں مین جن مین شیعہ گروہ کا ذکر آیا ہے ۔ امامیہ مذہب کے عالم مدعی مین کہ جس گروہ کے فضائل کے متعلق یہ حدیثیں وارد ہوئی ہیں وہ ہمارا ہی گروہ اکتاف عالم میں اس نام سے پکارا جاتا ہے ۔ اور علماء اہل سنت و جماعت دعویٰ یہ مین کہ وہ شیعہ اولی ہم مین چنانچہ

ما ظاہر بن محرم و حق محرم بن کتبہ میں و شیعة اہل البیت ہم اہل السنۃ و الجماعۃ لانہم الدین احبوا
 ہم کما امرہم اللہ و رسولہ و اما انہم فاعداہم فی الحقیقۃ یعنی اہل سنت و جماعت ہی خلیفہ اہل بیت
 میں کیونکہ یہی لوگ خدا اور اس کے رسول کے حکم کے موافق اہل بیت و محبت کہتے ہیں اور اہل سنت کو سوا
 دوسرے لوگ فی الحقیقت اہل بیت کہتے ہیں۔ شاہ عبد الغزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ بھی ایک
 رسالہ میں جو فرقہ امامیہ کے جواب میں لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں۔ اہل سنت میگویند مائیم شیعہ اولیٰ احادیث
 کہ در فضل شیعہ وارد اند محمد ان مائیم بروافض *

اب ہم کو دیکھنا چاہیے کہ جس شیعہ گروہ نے فضائل میں یہ حریفین وارد ہیں ان کا کیا عقیدہ تھا کیونکہ کتب
 سیر و تاریخ اور رجال کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ متقدمین میں جناب امیر علیہ السلام کی ذات یا
 برکات کی نسبت علی العموم لوگوں کے ساتھ نہایت بے شکے معتقدات میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔
 (۱) ایک گروہ جنگ نہروان کا بقیہ سیہ نگر و فراح بصرہ میں آباد تھا۔ وہ جناب امیر علیہ السلام کو معاف
 اللہ سلمان تک ہی نہیں جانتا تھا یہ گروہ ابتداء میں حوریہ کے نام سے مشہور تھا آخر میں خواجه
 اور مارقین کے نام سے معروف ہوا *

(۲) دوسرا گروہ شام کے نو مسلمانوں کا تھا جو امیر معاویہ اور آل مروان کا طرف دار تھا یہ گروہ جناب
 امیر علیہ السلام کو مسلمان تو سمجھتے تھے لیکن ان کا نشان اقدس میں برسر محراب و منبر سب و شتم کرتے
 تھے۔ آخر محققین اسلام نے انکو فواصیب کا خطاب دیا۔

(۳) تیسرا گروہ جناب امیر کو منجملہ صحابہ کے ایک صحابی سمجھتا تھا مگر جناب امیر کی کسی قسم کی تقدیم
 کا قائل نہیں تھا یہاں تک کہ انکو امیر معاویہ کے مساوی سمجھتا تھا۔ زمانہ نے اس گروہ کا جلد ترخانہ
 کر دیا کہ اسکا نام تک مشہور نہ ہوا *

(۴) چوتھا گروہ جناب امیر کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد دوسرا صاحب برکت و فضل جانتا تھا
 یہی گروہ اہل سنت و جماعت کے نام سے مشہور ہوا۔ اور اسی کو ابو ظلمتے دنیا برین فوفو
 پایا *

(۵) پانچواں گروہ جناب امیر کو فحشین رضی اللہ عنہما کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی
 فضل اعلیٰ سمجھتا تھا۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے قائل تھے اور ابداً امین امام ہکاشہ

لہ قال ابو عمر وقت جماعت فی علی و عثمان فلم یضلاوا واحدا منہما علی ما بہ منہما

بن النبی و عیہ بن سعید القائلان راستیاب

اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ کا یہی مسلک تھا اسی گروہ کے قریب قریب ایک اور گروہ تھا جو ان دونوں صاحبوں کا مخالفین میں متوقف تھا۔

۶) چنانچہ گروہ جناب امیر علیہ السلام کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب صحابہ سے افضل اور اعلیٰ سمجھتا تھا اور فضلم علیٰ تریب الخلاق کا قائل نہیں تھا۔ اور شیخین رضی اللہ عنہما کی یہی تعلیم کرتا تھا۔ اور حضرت عثمان شہید بے دیت رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی ہمدردی رکھتا تھا۔ یہ لوگ تفضیلیہ اور شیعہ اولیٰ کہلاتے جاتے تھے۔

۷) ساتواں گروہ شیخین کی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی تقیص کرتا تھا۔ چونکہ ابتدائی سے اہل سنت کی جماعت کثیر اطراف بلاد میں پھیلی ہوئی تھی اور یہ ساتویں قسم کا گروہ اقل قلیل دنیا میں آباد تھا۔ بوجہ مخالفانہ یہی کہ اہل سنت اس ساتویں گروہ کو انکے چرانے کے واسطے ائمہ و فضی کہنے لگ گئے۔

شیخ نزال الحق بن شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تیسرے القاری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں کہ ثناء شعبہ حدیثی ثابت قال سمعت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انصار کا بیچہ حلالا مومن، قسطلانی میگوریدی بن ثابت ثناء است قاضی شیعہ امام مسجد اہل بودہ و کوفہ و شعبہ کہ از شاخ کبار اہل حدیث است و اور امیر المومنین فی الحدیث گفتہ اند از دہی روایت حدیث ہارون از نیجا معلوم میشود کہ مذہب شیعہ و اعتقاد ہائے ایشان در زمان سابق باین خرابی و رسوائی کہ تا خود ہارون نبودہ است چنانچہ گفتہ اند کہ در آنوقت اعتقاد اینہا زیادہ برین نبودہ کہ امیر المومنین علیؑ ابیشتر دوست سید ہشتند نسبت بائمہ دیگر و افضلیت باین ترتیب را کہ اہل سنت مقرر کردہ اند معتقد نبودہ اند انتہی کلام۔ شیخ نزال الحق کا لکھنا بالکل مطابق واقع ہے کیونکہ علمائے اہل سنت بوجہ نفرت دہی کے شیخین کے سب کرنے والوں سے مطلق اخذ حدیث نہیں کرتے تھے بلکہ خوارج سے بوجہ انکی دیانت ظاہری کے روایت کا لینا پسند کرتے تھے چنانچہ حافظ جلال الدین السیوطی تدریب الراوی فی شرح تقریب النوادی میں لکھتے ہیں قال ابوہریرہ لیس فی اہل الاہواء احمہ حدیثا من الخوارج اور خطابیہ نے روافضی کی گواہی تک قبول نہیں کرتے تھے چنانچہ امام نووی منہاج شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں قال اما الشافعی رضی اللہ عنہ قبل منہاجۃ اہل العواد الا الخطابیۃ من الرافضۃ

پس ثابت ہوا کہ وہ چنانچہ گروہ جناب امیر علیہ السلام کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل الناس سمجھتا تھا وہی شیعہ اولیٰ کا گروہ تھا جن سے علمائے اہل سنت بھی اخذ حدیث میں مضائقہ نہیں کرتے تھے تمام محدثین علماء و غیرہ صاحب محدث دہلوی تحفہ ثناء عشرہ میں لکھتے ہیں و نیز باید دانست کہ شیعہ اولیٰ کہ فرقہ سنیہ و تفضیلیہ اند در زمان سابق بغیر طغیب بودند و چون علماء و روافضی و زیدیان و

اسماعیلیہ باین لقب خود را لقب کردند و مصدر قبا کم و شروا اعتقاد می و علمی گردیدند خوفاً عن التباس الحق عن الباطل فرقہ سنیہ و تفضیلیہ باین لقب را بر خود نہ پسندیدند و خود را باہل سنت و جماعت لقب کردند لیکن یہ کہنا کہ اہل سنت ابتدا میں شیعہ کے نام سے مشہور تھے محض ادعا ہے جبکہ کوئی ثبوت نہیں ملتا اگر اہل سنت ابتدا میں شیعہ مشہور ہوتے تو زید یہ فرقہ کے خروج سے جو اہل سنت کے پہلے گذر چکے ہیں ان میں سے کوئی نہ کوئی اس نام سے مشہور ہونا چاہیے تھا۔ حالانکہ وہی لوگ شیعہ کہلائے جاتے تھے جو جناب اشیر کے فضل الصاحب ہونے کے قائل تھے۔ ماسوا اسکے اگر اہل سنت ابتدا میں شیعہ مشہور ہوتے تو زید یہ و اسماعیلیہ بوجہ صورت کے کبھی اس نام کو اپنے لیے مطلق گوارا نہ کرتے کوئی اور نام پسند کرتے۔ علاوہ برین متاخرین اہل سنت ان شیعان اولی کو اعتقاد و تفضیل کے باعث ہمیشہ بدعتی کہتے چلے آئے ہیں اگر اہل سنت ہی اسی گروہ میں شامل ہوتے تو وہ بیچارے مبتدع کیوں قرار دیے جاتے۔ چنانچہ حافظ ذہبی میزان الاعتدال میں ترجمہ ابان بن تغلب کہتے ہیں ابان بن تغلب الکوفی شیعہ لکنہ صدق وقد وثقه احمد وابن معین وابو حاتم وقال کان غالباً وقال الجوزجانی زائغ مجاہد فلقاتل ان يقول کیف ساغر توثیق مبتدع وحد الثقة العدالة والافتان فكيف يكون

لہ جو زجانی خود نو متعصب خارجی میں لیکن ابان بن تغلب کی بوجہ شیعیت کے زائغ اور مجاہد ظہرائی میں لسان میزان میں علامہ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں ومن یبغی ان یتوقف فی قبول قولہ فی الجرح من کان بینہ و بین من جرح صدقاً سبباً الاختلاف فی الاعتقاد فان الحاذق اذا تأمل طلب الی اسحاق الجوزجانی لاهل الکوفۃ رای العجب ذلک لشدة الخرافۃ فی النصب وشعرہ ابلعاً بالتشیع فتراہ فی جرح من ذکرہ بلسان ذلق وعبارۃ طلق حتی انہ اخذ ملین مثل الاعشی وابن نعیم وعبادہ بن مویہ اساطین الحدیث وارکان الروایۃ الخ

میں نے پر ضرور ہے کہ جرح کرنے والے کی جرح کو جو اس نے کسی شخص کے حق میں اختلاف اعتقاد کی صداوت کی وجہ سے کی ہو قبول کرنے میں تامل کرنا چاہیے چنانچہ اگر کوئی دانا ابو اسحاق جو زجانی کی کلمہ چینی کو جو اس نے اہل کوفہ کے نسبت کی ہے تامل کرے۔ تو ایک عجیب عالم دیکھو گا۔ کہ کوفہ کے لوگوں میں سے اس نے جس کی سیکا ذکر کیا ہے اسکی جرح کرنے میں کس قدر زبان کے تیزی کو کلام میں لایا ہے یہاں تک کہ اعمش را و ابونعیم اور عبادہ بن مویہ جیسے اساطین حدیث اور ارکان روایت کو یہی نعم کڈا لایا ہے۔

عدا من هو حقا بدعة وجوابہ از البدعة علی ضربین صغریٰ کغلو والتشیع او کالتشیع بلا غلو فلا تخرق فخذ اکثر من التابعین وتابعیہم مع الدین والورع والصدق فلو ذهب حدیث ہذا لذلک جملہ من اثار النبوة وهذا مفسد بینة ثم بدعة الکبریٰ کالرفض الکامل والغلو فیہ والخطا علی ابی بکر وعمر والدعا الی خلک فهذا النوع لا یجیم بہ ولا کرامۃ فیہ یعنی ابان بن تغلب کوفہ کا باشندہ شیعہ تھا لیکن صادق تھا۔ ہم کہتے ہیں کہ اسکا صدق ہمارے لیے ہے اور اسکی بدعت اس کے لیے ہے۔ امام احمد ابن حنبل اور ابن معین اور ابو حاتم نے اسکو ثقہ مانا ہے اور کہا ہے کہ وہ تشیع میں غلو کرنے والا تھا۔ جو زبانی ناصبی کہتا ہے وہ حق ہو پراہوا۔ اور بدگو تھا۔ قائل کہہ سکتا ہے کہ بدعتی کی ثقاہت کیونکر مالی جاسکتی ہے۔ ثقہ کے لیے عدالت اور اتقان لازم ہے۔ پس جو شخص کہ بدعتی ہو کیونکر عادل ہو سکتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں ایک بدعت صغریٰ جیسے تشیع میں غلو کرنا یا شیعیت بلا غلو کے پس یہ ملامت نہیں ہے کیونکہ ایسی شیعیت تابعین اور تبع تابعین میں دین اور ورع اور صدق کے ساتھ کثرت پائی جاتی تھی اگر ان کی احادیث سے ہاتھ کہینچ لیا جائے۔ تو تمام آثار نبویہ ہاتھ سے جانی رہنے کا اندیشہ ہے جس سے ایک ظاہری فساد پیدا ہو جائے گا۔ دوسری بدعت کبریٰ ہے جیسے کہ پورا رفض اور اس میں غلو کرنا اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو ان کے مرتبہ سے گرانما ایسی قسم کی حاجت نہیں ہے اور نہ اس میں کوئی خرابی ہے۔

اس عبارت کو چند امور ہو دیا ہوتے ہیں۔

اول۔ اب کہ تشیع بلا غلو یعنی جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ نسبت دوسرے صحابہ کے زیادہ محبت رکھنا یا غلو تشیع یعنی جناب انیر کو شیخین رضی اللہ عنہما پر فضیلت دینا جسکی تصریح حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں کی ہے والتشیع محبة علی وتقديہ علی الصحابة فمن قدس علی ابی بکر وعمر وغیرہ (غالب فی التشیع) یہ دونو امر اہل سنت کے نزدیک بدعت صغریٰ ہیں۔

دوم۔ یہ کہ تشیع بلا غلو کثرت سے تابعین اور تبع تابعین میں پایا جاتا تھا۔

سوم۔ یہ کہ اگر ان شیعیان اولیٰ کی روایتوں سے دست کشی کی جائے تو آثار نبویہ کے ہاتھ سے جاتی رہنے کا احتمال ہے۔

چہارم۔ یہ کہ اہل سنت نے صحابان بدعت کبریٰ یعنی روافض سے اقد حدیث نہیں کیا اور نہ انکی روایات کو مستند مانا ہے۔

اب ہکو دیکھنا چاہیے کہ غلو تشیع یعنی شیخین پر جناب امیر کو فضیلت دینی حکومتا ظہر نے بدعت

حضرت اگر نہیں ہو سکتا نہ ہو ہمارا مطلب تو ثبوت فضیلت ہر سو وہ آپ کی تقریر سے ثابت ہو۔

صليح بن ممدى القليل علم شائع في اثار الحق على ابا المثنى الخمين كقته بين والعيب من المحدثين كلام
يجرحون بليل قول شريك القاضي وقد قيل هناك معاوية حلیم فقال ليس بعليم من سلفه الحق و
حارب عليا وقوله قد قيل له الا تزورا خاك فلانا فقال ليس باخ من ابناء علي وحوار و
تراهم يتكلمون لي وكهم واضرا بين تلك الدرجة الرفيعة دينا وورعا يقولون يتشيع وتشيعه
انما هو مبتل ذلك ما ذكرنا من غريك - فان كانت التشيع انما هو ذلك القدر - فلهي ما يسم
منصفا الخرم عنه واداء المحدثون وساثر من سمى نفسه بالسنة ودين حرم فابتدعوا في
الحان بالآخر ووضعوا ما رفع الله ورفعوا ما وضع انتهى كلامه بنى محمد بن سبويه

قاضی شریک کی بات پر یا اسکی سی باتوں پر چرچ کرنے لگے تو یہیں چنانچہ ایک دفعہ اسکے پاس فرمایا گیا کہ ہم معاویہ علیہ السلام ہیں۔ اس نے جواب دیا جو شخص کہ سچا ہے پر بیوقوف بن جائے اور علی کے ساتھ جنگ کر وہ علیہ السلام ہو سکتا۔ اسی طرح سے اور ایک دفعہ اس سے کہا گیا تو اپنے فلانے بھائی کی زیارت کو کیوں نہیں گیا۔ اس نے کہا جو شخص کہ علی اور عمار پر عیب ہے وہ ہرگز میرا بھائی نہیں ہے۔ کہی تو دیکھو گا کہ وہی محدثین ہیں کہ ہم اور اسکے امثال کو باوجود دین اور روح میں انکے ہر قدر رفیع الدرجات ہونیکے شیعہ کہنے لگتے ہیں۔ اور انکا شیعہ بن صرف اتنا ہی ہے جتنا کہ ہم نے قاضی شریک کا بیان کیا ہے اور اگر شیعہ بن سہی کا نام ہے جو کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔ تو مجھے اپنی جوابی کی قسم ہے۔ کہ ہر کوئی منصف مزاج اس سے نہیں بچ سکیگا اہل حدیث و نیز وہ لوگ جو اپنی جان کو اہل سنت کہلاتے ہیں ان لوگوں کو بدعتی شیرانے کا ارادہ کرتے ہیں اور خود دوسری طرف بدعت بن گرفتار ہو جاتے ہیں۔ اور جس بنیاد کو کہ خدا نے گرا پایا ہے اسکو بناتے ہیں اور جسکو بنایا ہے اس کو گراتے ہیں *

ان مباحث سے یہ تو ہم کو ثابت ہو گیا ہے کہ مذہب تفضیل کثرت سے طبقہ تابعین اور تبع تابعین میں رائج تھا اب ہم کو توڑی دیر کے لیے نگاہ اٹھا کر انکے اوپر کے طبقہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دیکھنا چاہیو کہ یہ غلو تشیع کوئی صاحب ان میں ہی رکھتا تھا یا نہیں اگر بعض صحابہ اسکے قابل نظر آئیں تو ایسا اعتقاد جو خیر القرون قرنی ثم الذین یلوئہم ثم الذین یلوئہم میں پایا جاتا ہے اسکو بدعت قرار دینا خود بدعت ٹھہرے گا۔ حافظ ابن عبد البر النمری القریبی المالکی رحمۃ اللہ علیہ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں بصدد ترجمہ جناب امیر علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں رضی عنہ سلمان وابی ذر والمقداد وخیاب وجابر وابی سعید وزید بن ارقم ان علی بن ابی طالب اول من اسلم وفضلہ واولادہ علی غیر بنی سلمان اور ابو ذر اور مقداد اور جابر اور جابر اور ابو سعید وغیری اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ علی بن ابی طالب وہ شخص ہیں جو سب سے پہلے اسلام لائے ہیں اور یہ بزرگوار انکو اپنے جناب امیر کو انکے غیر فضیلت دیا کرتے تھے۔ حافظ ابن عبد البر کے سوا حافظ ابی المہاجر یوسف بن الزکی بن عبد الرحمن بن یوسف النمری الکلبی الشافعی نے بھی احادیث کو کتاب تہذیب الکمال فی اسما الرجال میں نقل کیا ہے *

اسکے ماسوا عبد اللہ بن سلم بن قتیبہ نے کتاب المعارف میں جہان پشیمان علی کا ذکر کیا ہے۔ لکھا ہے وہ واسما الغالیۃ من الشیعۃ ابو الطفیل صاحب رایتہ المختار وکان اخر من رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ والمختار۔ وابو عبد اللہ الجہلی وزوارہ بن احین وجابر الجعفی یشیع من قلوکلو والوان کے یہ نام ہیں۔ ابو الطفیل مختار کا علم بردار جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب بکھنے والوں سے

پچھے فوت ہوا ہے اور مختار بن ابوصبیہ نقضی۔ اور ابوعبد اللہ الجہلی۔ اور زوارہ بن احنین۔ اور جابر الجعفی۔
 ابوالطفیل رضی اللہ عنہ مذہب کی نسبت علامہ ابن عبدالبر الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں لکھتے ہیں
 وكان ابو الطفيل عامر بن واثلة يتشيع في علي وفضلته وبنى على الشيخين ابي بكر وعمر رضي الله
 عنهما ويتحرم علي عثمان رضي الله عنه ربيعة ابو الطفيل عامر بن واثلة جناب اميركم في شأنه اعتقاد شيعيت
 رکھتے تھے اہل شیعین بیٹے حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی مدح اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید
 بحدیث کے ساتھ ہمدردی کیا کرتے تھے۔

ان صحابہ کبار کے سوا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مسلک ثابت ہوتا ہے چنانچہ حافظ خطیب نے رنجنبہ
 میں ترجمہ قاضی شریک لکھتے ہیں۔ دخل شريك على المصلح فقال له المصلح ما تقول في علي بن ابي
 طالب قال ما قال فيه جلاله العباس وعبد الله قال وما قال فيه قال اما العباس فمات وعليه
 افضل العصابة وقد كان يرى كبراء المهاجرين يبالون عما يزل عليهم من الخوافل وهو ما احتج
 الی احد حق الحق باہ عز وجل واما عبد الله فانه كان يضرب بين يديه بصفيين وكان في
 حروبه رأسا متبعا وقائدا مطاعا فلو كانت امة على جور كان اول من يقعد عنها ابوك لعلم
 مدین اللہ و فقہ فی احکام فہکذا المصلح ولعمري بعد هذا المجلس الاقليل حتى عزل شريك
 رحمہ اللہ علیہ یعنی قاضی شریک ایک دفعہ مدنی عباسی پاس کیا مدنی نے اسے کہا تو علی کے حقین کیا کہتا ہے شریک نے کہا جواباً
 میں کہتا ہوں کہ حضرت عباس اور علیہ بن عباس ان کو حق میں کہتے ہیں ان میں کتا ہوں مدنی بکے منہ لگا وہ کیا کہتے ہیں شریک
 نے کہا عباس کا منہ لگا ہی اعتقاد تھا کہ علیؑ سب صحابہ پر فضائل ہیں کیونکہ حضرت عباسؓ کی مائرتے تھے کہ اکابر باجریں کو جہالت میں
 کہہ چکے ہیں شریک نے کہا اب علیؑ سے پوچھا کرتے تھے اور جب بائیں کو اپنی وفات کی وقت تک کہی کیسی بات میں صحابہ سے پوچھنے کو
 حضرت نہیں پیش آئی لاہ عبد اللہ بن عباس تمام حروب میں میں جناب امیر کے تابع اور ان کی فوج کے سردار تھے اور جناب علیؑ کی امامت میں ہی
 سب پہلے عبد اللہ بن عباس ہی باجریں اور علم دین اور فقہی احکام کے اکی شریک ہوئے نہ کہش ہو جاؤ مدنی بے شک خاموش ہو گیا
 گفتگو نہایت ہی تھری ت گند زو بائی تھی کہ مدنی نے شریک کو قضا کے عہدہ سے معزول کر دیا۔

خدا کا شکر ہے کہ جس اعتقاد پر ہم کو متبع اور اہل لہو اقرار دیا جاتا ہے اس میں حضرت عباسؓ ہم رسول اللہ صا
 اللہ علیہ وسلم اور حضرت سلمان فارسی اور ابوہریرہ غفاری اور مقداد بن اسود اور جناب بن مالک اور عمار
 عبداللہ الانصاری اور ابوسعد خدی اور زید بن ارقم اور ابوالطفیل عامر بن واثلة انکسائی اللہ فی حقہ
 اللہ عنہم ورضوانہ ہمارے پیشوا ہیں باقی انت فامی لانعم ما قلت یا رسول اللہ اھلک کا لضم باہ
 اقلیم اھلک

ولنعمر ما قال أما منّا أبو عبد الله بن إدريس الشافعي لمطليبي رحمة الله عليه ۛ اذ انتخض فضلنا
 علياً فانتا ۛ روافض بالتفضيل عند ذوالجمل ۛ وفضل أبي بكر اذ ما ذكرته ۛ رميت
 نصب عند ذكر الفضل ۛ فلا زلت ذارض وفضيل كليهما ۛ بحبيهما حق اوسد في الرمل ۛ
 وايغاً قال ۛ ولو كان الرض حبال محمد ۛ فليشهدا لثقلان اتي روافض ۛ وقال البيهقي
 وانما قال الشافعي ذلك حين نسب الخوارج الى الرض حسدا وبغياً رصواعق محرقه علامان مجرم
 ما اچھا فرمایا ہے ہمارے امام عظیم سینا مولانا حضرت امام محمد بن ادريس الشافعي مطليبي رحمة الله عليه نے کہ جب ہم جناب
 علی علیہ السلام کو فضیلت دیتے ہیں کہ ہم بیوقوفوں کے نزدیک راضی تھے اسے جانتے ہیں اور جب ہم حضرت ابوبکر کفعلنا
 کو بیان کرتے ہیں تو ہم ناصبی قرار دیے جاتے ہیں۔ میں مرے ہمک ان دونوں صاحبوں کی محبت میں ہمیشہ راضی
 اور ناصبی ہوں۔ اگر آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت راضی ہے تو جن انس گواہ رہیں میں راضی ہوں یہ بھی
 رحمة الله عليه کہتے ہیں کہ جناب امام شافعی نے یہ شعار ہوق لتضیف کیے تھے جبکہ خوارج حسدا ورنہی سے انکو
 راضی کہا تھا ۛ

اب ہم ان شیعہ بزرگواروں کے نام کی ایک فہرست مختصر مدینہ ناظرین کرتے ہیں کہ جنکو ایک طرف سے تواتر
 قرار دیا جاتا ہے اور دوسری طرف سے ان سے اخذ حدیث کیا جاتا ہے۔ حافظ عبد الرحیم العراقي شرح الغنیۃ
 الحدیث میں لکھتے ہیں و کتابہ سلم ملان من شیعۃ یمنی صیحم سلم شریف شیعہ کی روایتوں سے مالا مال ہے
 سیوطی علیہ الرحمۃ تدریس الراوی فی شرح تقریب النوادی میں بخاری اور سلم کے راویوں کے بیان میں بکثر
 میں اردت ان اسرد اسماء من روی بالتشیع من اخرج لهم البخاری والمسلم وادخلهما۔ وہم اسماء
 ابن ابان۔ واسمعیل بن ذکریا الخلقانی۔ وجوین عبد الحمید۔ وابان بن تغلب الکوفی۔ و
 خالد بن مخلد القطوانی۔ وسعید بن فیروز۔ وابو الجحزی۔ وسعید بن عمرو بن اشعر۔ و
 سعید بن عمیر۔ وعلاء بن العوام۔ وعلاء بن یعقوب۔ وعبد الله بن عیسیٰ بن عبد الرحمن
 بن ابی ایلی۔ وعبد المہناق بن ہمام صاحب المصنف۔ وعبد الملك بن اعین۔ وعبد الله بن
 موسیٰ الجعفی۔ وعدی بن ثابت الانصاری۔ وعلی بن الجعد۔ وعلی بن الحاشم بن البرید
 وفضل بن دکن۔ وفضل بن مرزوق الکوفی۔ وفضل بن خلیفہ۔ ومحمد بن حجاج الکوفی۔ و
 محمد بن فضیل بن غزوان۔ ومالك بن اسمعیل۔ وابو خسان یحییٰ بن الجزار ہوا درموا
 بالتشیع انتہی ارادہ کرنا ہمیں کہ غلط کروں نام ان لوگوں کے جو کہ تشیع کے ساتھ منسوب ہو ہیں
 اور احادیث اخذ کیے ہیں ان سے امام بخاری اور سلم نے یا ایک نے ان دونوں میں سے اور وہ اسمعیل بن ابی

اور اسمعیل بن زکریا خلقانی۔ اور جریر بن عبد الحمید الحمیری۔
 عبد اللہ بن مسلم بن قتیبة الدینوری فی المعارف میں بھی ایک فہرست دی ہو ہو ہذا۔ الشیعة۔ الحرث الماحور۔
 وصعصع بن صوحان۔ والاصمیع بن بنانہ۔ وعطیة العوفی۔ وطاوس۔ والاعمش۔ والوہماق السبعی۔ ابو
 صادق۔ وسلم بن کسیر۔ والحکم بن عتیبہ۔ وسالم بن ابی الجعد۔ وابراہیم وحسبہ بن جوبن۔ وحسبہ بن ثابت
 ومفہور بن متمر۔ وسفیان الثوری۔ شعبہ بن الحجاج۔ وفطر بن خلیفہ۔ وحسن بن صالح بن حمی۔ وشریک قاضی
 وابو اسرئیل۔ ومحمد بن فضیل۔ وکیع۔ وحمید الرواسی۔ وزید بن الخطاب۔ والفضل بن وکین۔ ولمسعودی
 اصغر۔ وعبد اللہ بن موسیٰ۔ وجریر بن عبد الحمید۔ وعبد اللہ بن داؤد۔ وشہیم۔ وسلیمان التیمی۔ وعون
 الاعرابی۔ وخبیر الصبیعی۔ وکیع بن سعید القطان۔ وابن لہیعہ۔ وہشام بن عمارہ۔ والمنیر صاحب
 ابراہیم۔ ومعروف بن خریوذ۔ وعبدالرزاق۔ وممر۔ وعلی بن الجعد۔

انکے سوا اکثر اور بھی ایسے حدیث انہیں خبیثان علی کی قطار میں شمار کیے جاتے تھے۔ چنانچہ ابن خلکان
 وفیات الاعیان میں ترجمہ امام نسائی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ الامام ابو عبد الرحمن بن شعبہ النسائی
 خرج الی دمشق ودخل فسنن عن معاویہ وما روی من فضائلہ فقال ما اعرف له فضیلة الا
 لا اشیم الله بطنہ وكان یتشیع فما زالوا یدفعون فی خصیتیہ حتی خرجوا من المسجد یعنی امام ابو
 عبد الرحمن بن شعبہ النسائی صاحب سنن کبیر دمشق میں گئے لوگوں نے ان کو امیر معاویہ کے فضائل
 کے متعلق سوال کیا۔ امام نسائی نے جواب دیا کہ مجھے انکے فضائل کے متعلق کوئی حدیث سوا اس حدیث
 کے خدا اسکے پیٹ کو نہ بہرے۔ یاد نہیں ہے۔ دمشق کے لوگوں نے امام نسائی کے خصیوں پر لائن مار
 کر انکو مسجد سے نکال دیا کیونکہ وہ شیعہ بن بیان کر رہے تھے۔

حافظ وہبی تذکرۃ الحفاظ میں مصنف مستدرک علی الصحیحین ابو عبد الحاکم کے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔ قال
 ابن ظاہر ہالت ابنا اسمعیل الانصاری عن الحاکم فقال ثقہ فی الحدیث رافضی خبیث ثم قال ابن طاہر
 کان شادیدا لتعصب للشیعة فی الباطن وكان یظهر التسنن فی التقدير والخلافة وكان یخوفنا
 عن معاویہ والعتظا ہر ہذا ولا یعتقد منہ قلت اما الخرافة عن خصوم علی فظاہر واما امر
 الشیخین فمظہر لما بكل حال فهو شیعی۔ انصاری یعنی ابن طاہر ناقل ہیں کہ میں نے ابو اسمعیل انصاری
 سے حاکم کی نسبت سنا کہ وہ کہتے تھے حاکم حدیث میں ثقہ ہے رافضی خبیث ہے پھر ابن طاہر
 کہتا ہے کہ حاکم مخفیہ مذہب میں سخت متعصب تھا اور تقدیم اور خلافت میں اپنے آپ کو اہل
 التسنن ظاہر کرتا تھا معاویہ اگر اسکی اولاد سے مخوف تھا اور سبیکا اظہار کرتا تھا اور اس میں عذر نہیں

کرتا تھا۔ میں کتنا ہوں کہ دشمنان علی سے اسکا انحراف تو ظاہر ہے لیکن شیخین کی ہر حال میں تعظیم کرتا تھا اسلئے اسکو شیعوہ کتنا چاہیے نہ رضی *
 بعض اصحاب خیال کریں گے کہ مولف نے اپنا مذہب نہیں بتایا۔ کہ وہ حضرات اہل سنت کا نام لیوا ہے یا امامیہ صاحبان کی جناب سے وحدت رکھنے والا ہے۔ اسلئے یہ خاکسار جو اپنا مسلک کہتا ہے۔ ہدیہ ناظرین کرتا ہے *
 (۱) جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جناب امیر علیہ السلام سب صحابہ سے افضل اور اعلیٰ تھے۔
 (۲) جناب امیر علیہ السلام اور اہل بیت کے بعد بلاستہ حضرت شیخین تمام صحابہ سے افضل تھے۔
 (۳) عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک صاحب حق خلافت تھا۔ اگر استحقاق خلافت کی نسبت دیکھا جائے تو استحقاق خلافت میں حیث النبوۃ کسی کو بھی حاصل نہیں تھا۔ کیونکہ خلافت فی النبوۃ امر محال ہے باقی رہ گئی خلافت فی البقار اصلاح امت تو عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک کو اسکا استحقاق حاصل تھا جسکو حاصل ہو گئی وہی خلیفہ ہو گیا *
 خلافت امر مخصوص نہیں تھا۔ اگر ہوتا تو اس قدر جبکے کیون پیش آتے اور انصار مسلمان اسیر اور شکم کہ کیون کہتے آیا مہاجر ان نص کو نہ پیش کرتے *
 اب اسکے بعد یہ بحث پیش آتی ہے کہ پس خلافت کس کا حق تھا جسوقت کہ ہم یہ بحث کرنے لگیں پہلے ہم کو یہ فیصلہ کر لینا چاہیے کہ خلافت کے استحقاق کا فیصلہ کرنے کے واسطے قوانین کیا ہیں جو مختلف اصول استخلاف کے ہیں ان میں سے کون سا اصول کی بنا پر ہم یہ فیصلہ کر رہے ہیں آیا انتخاب کی بنا پر یا وراثت کے اصول پر *
 وراثت کا اصول عموماً ہمارے دلوں میں جاگزیں ہے اور اسکو نگاہ میں رکھ کر فیصلہ کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں۔ لیکن وراثت کے اصول کے لحاظ سے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیوی خلافت کا حق نہ حضرت ابوبکر کو حاصل تھا نہ حضرت امیر کو۔ سب سے پہلے حضرت امام حسن اور انکے بعد امام حسین کا حق تھا انکے بعد انکی اولاد کا۔
 بلاشبہ عرب کے لیے یہی سب سے بہتر اصول تھا اگر اسکو اختیار کیا جاتا۔ مگر اندرونی اور بیرونی چاقیوں نے جبکہ کہ ہم عقرب ذکر کرینگے کسی کو اسکی طرف ملتفت ہونے دیا۔ اسوال کے عرب میں اسوقت سیاست مدن کا جو طریقہ تھا وہ اس سوال کل مختلف تھا۔ نہ پورا جمہوری تھا نہ پورا شخصی۔ نہ پورا انتخابی نہ پورا موروثی *
 انتخابی نہ پورا موروثی *

حضرت ابوبکر کے انتخاب کی بنا جس واقعہ سے ہوئی اس میں خاص اصول انتخاب غیرہ کا سرعی نہیں رکھا گیا۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر بلال کو چند ساعتیں نہیں گزری تھیں اور صحابہ کبار تجنیز و تکفین کا فکر کر ہی رہے
تھے کہ انکے پاس خبر آئی کہ انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں اس غرض سے جمع ہوئے ہیں کہ اپنے میں سے ایک شخص کو
امیر اور خلیفہ بنالین۔ درحقیقت مدینہ میں منافقانہ بیچ جو پہلے سے عبداللہ بن ابی کے چالوں سے بویا ہوا تھا
نے ایک دفعہ قریش کے ہاتھ انصار کے ایک خفیہ سرکرار ہو جانے پر کہا تھا کہ یہ مصیبت تم کو آپ ہی عزیزوں کا
ہلا کر اور شہر میں بسا کر اپنی سرپرستی ہے۔ لائف اوف محمدؐ مولفہ سرولیم سیور صفحہ ۳۰۸ وہ ہوقت
قومی مساوات اور قیابہ حقوق کے پردہ میں بار آور ہوا اور اس نے انصار کو جلدی اس امر پر باگبخت کیا کہ
خلافت قریش کے ہاتھ میں نہ جاتی رہے چونکہ مدینہ طیبہ کے اصلی باشندہ ہی تھے انکو مہاجرین دینے لگاوا
کے زیر حکومت رہنا کسی قدر ناگوار معلوم ہوتا تھا اور انکو یہ خیال تھا کہ ان وطن سے بہا گئے ہوئے لوگوں
کو اپنے پاس رکھنا ہے اور انکی اعانت کی ہے ہمارے ان پر احسان میں یہ ہمارے زیر اطاعت ہوتے چاہے
نہ کہ ہم انکے تابع فرمان بن جائیں۔ وہ خدا کے رسول کی وفات باریکات ہی ایسی تھی جسکی غلامی ہم دل و جان سے
کرتے تھے اب انکی وفات کے بعد قریش کو ہم لوگوں پر حکمرانی کا کوئی استحقاق نہیں ہے نہایت الامر ہم
کو اپنے میں سے اپنا جہادگانہ امیر بنالین۔ چنانچہ سعد بن عبادہ کو جو بنی خزرج کا سرگروہ تھا انصار نے بیعت
لیے نامزد ہی کر لیا تھا۔ غرض کہ قبول سرولیم سیور وقت نہایت نازک ہو گیا تھا اور سلام کا آئندہ اتفاق
سہ من خط میں تہار دیکھو کتاب انلس اوف اری خلافت صفحہ ۲

حضرت ابوبکر اور عمرؓ پر سنکر سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف دوڑی حضرت ابو عبیدہؓ رہتے ہیں انکے ساتھ ہوئے
تینوں صحابہ انصار کے مجمع میں جا پہنچے اور وقت کے پیدا انکو اپنے ارادہ سے باز رکھنے میں کامیاب
ہوئے۔ انتخاب خلیفہ کی نسبت حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ حضرت عمرؓ یا ابو عبیدہؓ میں جو ہوقت حاضر ہیں ایک
کو منتخب کرو۔ حضرت عمرؓ نے عجلت کر کے کہ میا دا انصار میں سے کوئی برگشتہ نہ ہو جائے اور فتنہ برپا نہ ہو جائے
حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اور جناب نے بنی خزرج کو برگشتہ کرنے کی پہری کوشش کی مگر بنی اور
جو انصار میں سے دوسرا گروہ تھا بیعت کر لینے پر کامیاب نہ ہو سکا (دیکھو لائف اوف محمدؐ مولفہ سرولیم
صفحہ ۵۱۴) حضرت علیؓ السلام ہوقت موجود نہیں تھے۔ اور نہ ان سے رائے لینے کی ہمت ملی جس
حضرت ابوبکرؓ وہاں سے لوٹے نو سو در عالم صلی اللہ علیہ وسلم دفن ہو چکے تھے۔ اسلئے شرکت جنازہ سے محروم
رہے جبکہ قتل انکو ناعدت العمر باقی رہا۔

بحالت تو اندرونی سلام کی تھی۔ اب باہر کچا لٹ عرب میں جویش ارتداد والی حال پیدا ہوا تھا۔ ایک ط

عرب کے یہود و نصاریٰ مخالف اسلام ہو رہے تھے اور اس کی اشاعت کے ابتدائی ہی سے فراحم تھے۔ دوسری طرف صحابہ نبوت پر سرفراش تھے۔ چنانچہ جن کی تنبیہ کے لیے حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم بہر وادی اسامہ بن زید ایک لشکر مدینہ سے باہر نکال چکے تھے۔ خود مسلمانوں میں بھی بعض قبائل اسلام سے گشتہ ہو گئے تھے اور بعض ہوتے چلے جاتے تھے۔ بعض مولفۃ القلوب اور منافق تہذیب کے بہنور میں گرفتار تھے صرف وہی مسلمان اسلام کی محبت پر ثابت قدم تھے جو فتح مکہ سے پہلے خلعت اسلام سے مشرف ہو چکے تھے۔ اور جنکے دل پر خدا نے سکینہ اتار دیا تھا۔ انکی تعداد پندرہ سولہ سو سے زیادہ نہیں تھی۔ جن میں بعض مہاجر اور بعض انصار تھے۔ جبکہ ان تہذیب سے لوگوں میں بھی خلافت کی نسبت تکرار ہو رہا تھا۔ اگر عجلانہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت واقع نہ ہو جاتی اور مہاجر و انصار ایک خلیفہ پر اجماع نہ کر لیتے تو اول مہاجر اور انصار ہی میں تلوار چل جانے کا احتمال تھا جس سے اسلام کا آئندہ اتفاق ہی ہاتھ سے جاتا رہتا۔ اور اگر ایسے نازک وقت پر حضرت ابوبکر سقیفہ بنی ساعدہ میں نہ پہنچ جاتے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین کی انتظار میں بیٹھے رہتے۔ یا سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچ کر بیعت کو تہذیبی دیر کے لیے روکا جاتا تو عظیم تفرقہ اسٹن محمدیہ میں پیدا ہو جاتا۔ ہر جسکی صلاح اگر غیر ممکن نہ ہوتی تو دشوار ضروری ہو جاتی۔

اسکے ماسوا اگر ایسے شور و شناک وقت میں جناب امیر کے دست مبارک پر بیعت واقع ہو جاتی تو اکثر بنی امیہ جو ابتدا ہی سے جناب امیر سے جلتے رہتے تھے کیونکہ انکے ہاتھوں سے عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ولید حبشی اموی سردار غزوات میں مارے جا چکے تھے ضرور بگڑ جاتے اور اسلام میں تفرقہ ڈال دیتے۔ بہلا بنی امیہ کو اپنے خویش واقارب کے قاتل کے ہاتھ پر بیعت کر لینا کب گوارا ہو سکتا تھا۔

اگر اس نازک وقت میں اسلام میں کوئی گاندرونی جگڑا جمل اور صعین جیسا برپا ہو جاتا تو بیرونی دشمنان دین اور مردمان عرب اور مدعیان نبوت کا وضعیہ دور کنا۔ صحابہ کو خانہ جنگیوں سے دم بہر کی فرصت نہ ملتی یہی خاص مصلحت تھی جو صحابہ کو جناب امیر کی محبت سے مانع آئی۔

ان واقعات محققہ سے چشم پوشی کر کے جو کچھ جیسے جی میں آئے سو کہے۔ نہ وہ بزدل گوارا صحت ہے۔ اور نہ کسی کا حق چھیننا چاہتے تھے۔ جو کچھ انہوں نے کیا وہی مقتضای وقت تھا۔ انکی نیت بالکل نیک تھی۔ اسی نیک نیتی کے بدولت خدا نے انکو وعلاہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات لیسخلفنہم فی الارض کا صلہ عطا فرمایا تھا۔ چونکہ بعض مولفۃ القلوب اور منافقین کے خویش واقارب کے ذوالفقار حیدری ابھی تک خشک زمین میں ہی تھے اسی لیے نظر حفظاً تقدم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جناب امیر کو چوڑ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنا دیا اور اسی احتیاط کو مدنظر رکھ کر حضرت عمر نے اپنے بعد خلیفہ کے انتخاب کرنے کا کام مجلس شوریہ کے سپرد کیا۔

جبکہ تمام لوگ سیرت شیخین کے گردیدہ ہو چکے تھے اس لیے صحابہ شوری یہ چاہتے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام ہی تابع سیرت شیخین سے اصرار کر لیں تاکہ جناب امیر کی بیعت بالاجماع عمل میں آجائے اور کوئی فتنہ برپا نہ ہو چونکہ جناب امیر شیخین سے اصرار نہ کیا اور اکثر امور شریعت میں غلطی کرنے سے روکا کرتے تھے جو بتقاضا بشریت ان سے سرزد ہو جایا کرتی تھیں چنانچہ جنگی نسبت اکثر جناب عمر رضی اللہ عنہ لولا علی اہلک عمر اور اعوذ باللہ من مصیلة لیس فیہا ابوالحسن اور لا ابقا فی اللہ بعدک یا علی فرمایا کرتے تھے۔ اس لیے جناب امیر نے سیرت شیخین کے اتباع کا اقرار نہ کیا۔ اور بخوف وقوع فساد امر خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر منتقل ہو گیا۔

لیکن اس میں کسی طرح کا شک نہیں کہ حضرت امیرؓ اپنی خلافت کو خواتن نے تھا ورنہ انکی خواہش اس غرض ہوتی کہ انکو دنیوی سلطنت حاصل ہو جائے۔ بلکہ ان کی منشا یہ تھی کہ امور خلافت میں کوئی کوتاہی جو بتقاضا بشریت اکثر خلفائے ظہور میں آتی رہی ہے۔ احیاناً بھی وقوع میں نہ آئے۔

(۳) بے شک ترتیب خلافت اجماعی ہے۔ لیکن فضلم علی ترتیب الخلافة اجماعی نہیں چنانچہ حافظ ابن عبد البر شیعاب میں بذیل ترجمہ جناب امیر علیہ السلام لکھتے ہیں واختلف السلف ايضا فی تفضیل علی و ابی بکر یعنی سلف کا جناب امیر اور حضرت ابوبکر کی باہم فضیلت میں بھی اختلاف تھا۔

فضلم علی ترتیب الخلافة پر محدثین نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے وقت سے اتفاق کر لیا ہے چنانچہ حافظ موصوف اسی مقام کے نزدیک لکھتا ہے قال ابو عمرو وقف جماعة من اهل السنة فی حل عثمان فلم يفضلوا واحدا منها علی صاحبہ منهم مالک بن انس و یحیی بن سعید القطان و اما اختلاف فی السلف فی تفضیل علی و ابی بکر فقد ذکر بن خزيمة فی کتابہ من ذلك ما فی کفاية۔ و اهل السنة اليوم علی ما ذکرہم اللہ من تقدیم ابی بکر فی الفضل علی عمر و تقدیم عمر علی عثمان و تقدیم عثمان علی علی و علی هذا عامۃ اهل الحديث من زعم احمد بن حنبل الا خواص من اجابة الفقهاء و ائمة العلماء فانهم علی ما ذکرنا عن مالک و یحیی بن سعید القطان و ابن دینار۔ فضل ما بین اهل الفقه و الحديث فی هذه المسئلة و اما اختلاف سائر المسلمون فی ذلك فیتطول وقد جمع قوم (نہی) پس یہ اختلاف کا اختلاف ایک دلیل و ثبوت ہے کہ فضلم علی ترتیب الخلافة اجماعی نہیں ہے۔

(۴) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجتہد تھے مگر معصوم نہیں تھے اور بوجہ المجتہد قد خلی قد یہ زیبا ان سے فدک کے معاملہ میں خطابی الاجتہاد واقع ہو گیا ہے۔

(۵) حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلون سے قصاص طلب کیے گئے تھے لیکن جو جناب امیر رضی اللہ عنہ کے لشکر میں آچھے تھے حضرت امیر پر خروج ثابت ہے جس میں انکے اور حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما سے خطائی الاجتہاد سرزد ہوا ہے۔ لیکن جنگ جمل بن طلحہ و زبیر دونوں حسن شرک نہیں ہوئے کیونکہ وہ علیحدہ ہو گئے تھے اور ام المومنین بے اختیار معرکہ میں نہیں گئیں بہتین (۶) کل صحابہ مجتہد نہیں تھے بلکہ بعض افاضل صحابہ مجتہد تھے اور بعض عوام تھے اسکا ذکر ہم امیر معاویہ کی خطا کی بحث میں کریں گے۔

(۷) امیر معاویہ جناب امیر علیہ السلام سے حضرت عثمان کے قاتلون سے قصاص طلب کرنے کے لیے نہیں لڑے بلکہ خلافت کے لیے لڑے تھے۔ اس میں انہوں نے خطا منکر سرزد ہوئی ہے۔ لیکن وہ اس خطا کی وجہ سے حدیج سے خارج نہیں ہو گئے صحابہ معصوم نہیں تھے اکثر بعض سے بقا صناعے بشریت خطا برست کر وقوع میں آگیا ہے لیکن وہ اس خطا کی وجہ سے مورد لعن و لعن نہیں ہو سکتے۔

(۸) حراست حوزہ اسلام اور صلاح امت خیر الانام علیہ السلام کا نام خلافت ہے۔ اگر کل امور میں اتباع سنت و فروع قواعد شریعت ملحوظ خاطر خلیفہ ہے تو خلافت رشیدہ ہو ورنہ مملکت عضو ضعیف ہے۔

(۹) سلطنت نہ نبوت کے لیے امر لازم تھی نہ ولایت کے لیے جبکہ پچھلے نفوس انبیاء کے کوئی نبی سلطان وقت نہیں ہوا۔ ولی کا سلطان وقت ہونا گمان سر لازم سمجھا جاسکتا ہے۔ طاوت ملک صالح تھا۔ لیکن نبی نہیں تھا اس کے عہد میں سب سے بڑی تلبیع احکام کرتے رہے ہیں۔

(۱۰) ہمارے نزدیک سب سے بڑی ہمت اس شیعہ ہے۔ ہم اپنے امامیہ مذہب کے احباب کے ساتھ ہرگز اس میں تقاضا نہیں کر سکتے۔

اولاً تاریخی واقعات کو نہایت انصاف کی نظر سے ملاحظہ کرنا چاہیے۔ کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خوشی اور رضامندی سے خلافت حاصل کی۔ یا اس نازک موقع پر جبکہ خانہ جنگیوں کے چتر جانے کا احتمال تھا۔ اور حیر کے اسباب فراہم ہوتے چلے جاتے تھے مجبور ہو کر طوعاً و کرہاً اسکو منظور کیا تھا۔ اور جو خطرہ کہ سامنے نظر آ رہا تھا اسکو دفع کرنے سے اسلام پر احسان کیا۔

اسلامی خلافت میں ہر وقت آیا کچھ عیش و عشرت کے سامان موجود تھے جبکہ انکو طمع پیدا ہو گئی تھی یا کہ ایک ٹبی ہباری ذمہ داری کا کام تھا۔ کیا وہ سبھی سہری یا بھولوں سے بھی ہوئی سبھی تھی یا کہ کاشون کا بھونکا بچھاتا تھا۔

اب اسکی دست کو دیکھو کہ تمام عربین ایک سر سے دو سر سر سے تک ارتداد و الحاد اور بغاوت پھیل گئی تھی۔

جسکی نسبت بن خلد و بن بنی تارخ میں ملتا ہے انہی اہل عرب عامۃ و خاصۃ واجتمہ علی طلیحۃ عوام اسد و
 وایت غطفان و توقفت ہوا زن فامسکوا الصدقۃ وارتدوا من بنی سلیم وکذا ساثر الناس بکل
 مکان و وثب لاسود بالین و وثب سیلۃ بالیمۃ ثم وثب طلیحۃ بن خویلد فی بنی اسد یدعی کلہم
 النبوۃ ۱۲ و تنبأت سجاح بنت الحارث من بنی غطفان و اتبعھا العذیل بن عمران فی بنی تغلب
 عقبہ بن ہلال فی النمر و السلیل بن قیس شیبان و زیاد بن بلال و اقبلت من الجوزج فی ہذا المجموع
 قاصدۃ المدینۃ یعنی عرب کے قبیلے بعض پرے بعض ادھورے تہہ ہو گئے طلیحہ کی نبوت پر بنی طی اور بنی اسد
 اتفاق کر لیا۔ اور غطفان مرتد بن بیٹھے۔ ہوازن کے لوگوں نے زکوۃ دینا بند کر لیا۔ بنی سلیم سے بھی بعض مرتد
 ہو گئے تھے اسی طرح پر سب جگہ کے لوگ بگڑ بیٹھے تھے ۱۳ اور اسود غسانی میں بن اور سلیمیا میں اور طلیحہ بن
 خویلد بنی اسد میں نبوت کے دعویدار کھڑے ہو گئے تھے ۱۴ بنی غطفان کی عورت سجاح بنت الحارث نے بھی
 نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اور بنی تغلب سے ہذیل بن عمران اور قبیلہ نمر سے عقبہ بن ہلال اور شیبان کے لوگوں
 میں سر زیاد بن ہلال کے ساتھ ہو گئے تھے اور وہ عورت اس جمعیت کے ساتھ جزیرہ سے مدینہ کو چڑھ آئی
 تھی *

غرض کہ وہاں لوگ بھی بگڑنے کو طیار تھے جسکا تذکرہ ابن اثیر نے کامل التواریخ میں ہی کیا ہے۔ صرف ایک
 مدینہ منورہ باقی رہ گیا تھا *

جبکہ اسلام کے دشمنوں نے چاروں طرف سے گھیرا ہوا تھا۔ وہ بھی اندرونی فساد سے معرض خوف و
 خطر میں تھا پس ایسے وقت میں حضرت ابوبکرؓ کی زبردست تدبیروں نے نہ صرف اعراب کے بے چین اور پریش
 طباع کو قابو میں رکھا بلکہ شام اور مصر اور ایران جیسی بڑی سلطنتوں کو لانا نگاہ اسلام بنا دیا۔
 پس اگر حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ رضی اللہ عنہما پر کوئی الزام لگایا جاسکتا ہے تو صرف یہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے
 ایسے شورشناک وقت میں اسلام کو بغاوت سے اور فساد سے کیوں بچایا۔ اور کیوں وہ اسلامی سلطنت
 دنیا میں قائم کی کہ جسکی بدولت آج ہم مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور جن کے اخلاق حسنہ اور عمدہ چار
 چلن اور بے نظیر حیرت انگیز کارناموں کو کہیں اور کارلائل اور سر ولیم سورجیسی عیسائی مصنف مزاج مورخ
 باوجود تحالف مذہب کے نہایت عزت سے یاد کرتے ہیں *

ہذا بیت شرم کی بات ہے کہ ان بزرگان دین کی جناب میں گستاخانہ پیش آنے کو اور انکے حق میں کلمات
 سنیہ کے استعمال کرنے کو فرائض تو یہی کا ایک جزو اور باعث کمال سمجھا جاتا ہے۔

(خدا کا کلام پاک آواز بلند شہادت دیتا ہے کہ وہ سابق الا سلام تھے۔ مہاجر تھے۔ ہدی تھے

بیۃ الصنوان میں داخل تھے۔ ان جلیل القدر مسلمانوں نے جس کے پہلے بغیر کسی دنیاوی غرض کے خالص لوجہ اسلام قبول کیا تھا۔ اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے اپنے خویش و اقارب کو چھوڑ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جان و مال فدا کیا تھا۔ اور قوم کے ہاتھوں سے ظلم و ستم اٹھائے تھے۔ اللہ اسلام میں فقر و فاقہ کو گوارا کیا تھا۔

غرض کہ وہی لوگ کنتہ خیر امتہ اخرجت للناس (اور) محمد رسول اللہ وللذین معہ اشد علی الکفار رحمہم (اور) وصلی اللہ الذین امنوا منکم وعلی الصالحات لیستخلفنکم فی الارض (اور) السابقون الاولون من المهاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ (اور) لقد رضی اللہ المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجر (اور) والذین ہاجروا فی اللہ من بعد ما ظلموا لنبوئنہم فی الدنیا حسنۃ ولاجر الاخرہ اکبر (اور) والسابقون الاولون المقربون فی جنات النعیم (اور) الا تنصروه فقد نصرہ اللہ اذا اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنتین اذہما فی الغار (اور) وترعنا ما فی صدورہم من عل خوانک علی سرر متقابلین کے صدق تھے۔

پس قرآن مجید کے مخالف کو نا ایسا ثبوت قطعی پیش کیا جاتا ہے جس سے ان بزرگوں کے نقائص ثابت ہوتے ہیں آیات قرآنی نہیوں میں کچھ کو کوئی حجت باطل کر سکتی ہے۔

اساقیت فاحرہ کی تہدید کا بے بنیاد الزام (جس کا کہ سرولیم سورجیا مستصحب مخالف اسلام بھی قائل نہیں ہے) دیکھو لائف اوف محمد مصنفہ سرولیم سورجیا صفحہ ۵۱۸) ان بزرگوں کی طرہ قاید کر کے بدگمان ہو جانا نہایت عقل اور انصاف سے بعید ہے۔

آیات قرآنیہ یقینی اور ان کے احکام قطعی ہیں اخبار و آثار ظنیات کے درجہ ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکتے اگرچہ ان کے راوی ثقہ ہی کیوں نہ ہوں۔ پس جو شخص کہ نصوص میں کچھ کو چھوڑ کر روایات کا تتبع کرتا ہے وہ گمراہی کے گڑھے میں گر رہا ہے۔

جن آثار سے صحابہ کے مشاجرات یا شکر بخیان ثابت ہوتی ہیں وہ تو موضوع یا احاد ہیں کوئی اثر متواترات کی حد تک تو کیا صحت کے درجہ تک ہی نہیں پہنچتا۔ پس اگر ظنیات اور شکیات اور وہابیات کا تتبع کر کے انصاف قرآنیہ اور دلائل یقینیہ کو جن سے ان صحابہ کے فضائل و مناقب ثابت ہوتے ہیں چھوڑ دینا بالکل دیانت کے برخلاف ہے۔

ان قصص و آثار کا یہ حال ہے کہ ایک شخص ایک قصہ کو روایت کرتا ہے سنتے والا اسے ائمہ مذکور کے سنتا ہی

ہر اس اصل پر اپنی طرف سے حاشیہ چڑھا کر آگے پیچھے پاس نقل کرتا ہے۔ تیسرا اپنی طرف سے کچھ اور سپر لگا کر چتر کو سناتا ہے۔ یہاں تک کہ اس قصہ کی اصلی حقیقت پوشیدہ ہو جاتی ہے۔ اور اصل کے مخالف ایک نیا قصہ بناتا ہے اور بے سمجھاؤمی اسکو سنکر اور اس پر یقین کر کے صحابہ کس حق میں بدظن ہو جاتا ہے اور اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

(سوم) اگر افریقہ میں محال وہ حضرات ایسے ہی تھے جیسے ہمارے امامیہ احباب بیان کرتے ہیں۔ تو ہمارے خیال میں پیدا ہوتا ہے۔ کہ جناب امیر نے انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر۔ کیوں بیٹھنے دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدفن اطہر کے پہلو میں جو بدنہ من ریاض الجنۃ ہے کیوں دفن ہونے دیا۔ اگر یہ کہا جائے کہ جناب امیر علیہ السلام نے تقیہ کیا تھا۔ تو یہی ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ صحابہ جناب امیر جیسے انجیل عربیہ۔ مذکر حسین بن۔ خلافت غضب کر لیں۔ بیٹی حسین بن۔ گھر حلاوتین اور جناب امیر انکا موند دیکھنے کے دیکھتے رہ جاویں۔ کوئی بھی نبی ہاشم۔ یہ بغیر نہ آئے۔ اور قومی اور اسلامی دولت کو روار کئے جناب امام حسین علیہ السلام نے تو اپنا سراقہ میں کٹا دیا تھا پھر اپنا گھر حلاوتین لیا تھا۔ لیکن جناب امیر زندہ ہوں اور ان کے سامنے انکا گھر حلاوتین دیا جائے۔ نہایت تعجب کی بات ہے۔

چهارم۔ جہاں تک کہ سیم سچی روایات کا قبیح کرتے ہیں۔ ہمارے ائمہ ہدی علیہم السلام ان بزرگوں کو نہایت خیر سے یاد کرتے رہے ہیں چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام اکثر فخریہ ارشاد کیا کرتے تھے ولدی ابو بکر مرتین یعنی مجھے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے دو دفعہ جہا ہے۔ اسکی وجہ کو عبدالرؤف المناوی طبقات الکبریٰ میں اور ذہبی طبقات الحفاظ میں لکھتے ہیں کہ راسد فرقة بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق وام القاسم اسماء بنت عبدالرحمن بن ابی بکر لذلک کان یقول ولدی ابو بکر مرتین یعنی جناب جعفر صادق علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا نام فروہ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر تھا۔ اور قاسم کی والدہ کا نام اسماء بنت عبدالرحمان بن ابی بکر تھا۔ اسی لیے جناب صادق علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ابو بکر نے دو بار جہا ہے۔ ظاہر ہے نسب میں اس کے ساتھ فخر کیا جاسکتا ہے جو قابل فخر ہو۔

اسی طرح سے روایت ہو کہ کہیں حضرت صادق علیہ السلام سے عرض کیا یا بن رسول اللہ ما تقول فی ابی بکر و عمر آپ نے فرمایا ہا اما ان حاملان کانا علی الحق ومانا علی الحق یعنی وہ دونوں امام تھے اور حق پہنچے اور حق پرانکا انتقال ہوا حضرت سید محمد صاحب مجتہد العصر نے بھی کتاب اول النقیۃ فی اثبات تقیہ مطبوعہ لودیانہ مشرق میں اسکو فخر فرما کر اس کے معانی میں ایک طویل الذیل تاویل درج کی ہے

لیکن ایسی ہی تاویلین اگر ہر کلام میں پیدا کی جائیں تو شاید ہی کسی کلام کے مستقیم معنی پیدا ہو سکیں ۔
 بخاری الاثر میں ملا احمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں : روی العیاشی عن الباقر علیہ السلام ان رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم قال لا اؤتم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب بعمر ابن ہشام عاقلہ و ہبی کاشف من ہمار کے شیخ
 المشائخ اجمع بن عبد اللہ النکندی شہیدی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں ۔ ابوہریرہ بن عبد اللہ ابو حمزہ النکندی کان
 شیخہ و روی عنہ شریک القاضی انہ قال من سب بابا بکر و عمر احدث لا افتقر او قتل یفخا جلیج بن عبد اللہ ابوہریرہ
 النکندی شیعہ مذہب ہے شریک القاضی ان سے روایت کرتا ہے کہ اجماع کہا کرتے تھے کہ جس کیسے ابو بکر و عمر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر سب کی ہے وہ یا تو محتاج ہو گیا ہے یا مارا گیا ہے ۔ خیر اسکے تو ہم قائل نہیں کہ وہ محتاج
 ہو گیا ہے یا مارا گیا ہے ہماری عرض تو صرف اتنی ہے کہ ہمارے شیعیان اولی سب (یعنی دشنام) شیعیان کو بہت
 برا جانتے تھے ۔ اور ہمارا بھی یہی سبک سے خواہ ہو کو کوئی سنی کہے یا شیعہ کہے ۔
 ہمارے نزدیک وہ صدیق تھے اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غارتھے خدا کے خاص بندے تھے
 رضی اللہ عنہم و رضو عنہ ۔

جناب امیر کی محبت کا علامت ایمان ہونا

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لولاک یا علی ما عرف المؤمنون
 من بعدی (اخو حبه بن المغازلی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے یا علی اگر تم نہ ہوتے تو کچھ لوگ بھیچانے جاتے ۔

جناب امیر کا ولی المؤمنین ہونا

۱۱ عن عبد اللہ بن بسریدۃ عن ابیہ قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن یبشیر علی بن ابی
 علی بن ابی طالب علی الخ خلد بن ولید فقال اذا لقیتم فقل علی الناس وان افترقتم فکلوا احد
 منکم علی حیدہ قال فلقینا بنی زبید من اهل الیمن فاقتلنا فقتلنا المسلمون علی المشرکین فقتلنا القاتل
 وسبنا الذریر فاصطفی علی امرأۃ من السبی لنفسہ فکتب خالد بن الولید الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 و امر فی ان مال منہ قال فدفت الکتاب لہ و قلت من علی فقیر و جہہ فقلت هذا مکان العائد
 یشتی من رجل و امر فی ان مال منہ قال فدفت الکتاب لہ و قلت من علی فقیر و جہہ فقلت هذا مکان العائد
 فی علی فانه منی و انما منہ و هو ولیکم من بعدی راخو حبه احمد و الناس فی اسنادہما اجماع النکندی

وہو شیعی لکن ولقد ابن معین کما ذکر ابن حجر العسقلانی فی تقریبہ القلاب (عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد ماجد بریدہ رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے عین کی طرف دو فوجیں روانہ فرمائیں ایک فوج پر جناب علی علیہ السلام کو امیر فرمایا اور دوسرے پر خالد بن ولید کو۔ اور ارشاد کیا کہ اگر کہیں دو نو فوجیں جمع ہو جائیں یہ تو دونوں میں علی ہی امیر سمجھے جائیں اور اگر جدا جدا رہیں تو تم دونوں اپنے اپنے لشکر کے امیر سمجھے جائیں۔ ہم اہل عین کے قبیلہ بنی زبید پر جانے مسلمانوں نے باہم مدد کر کے مشرکوں کو مقابلہ کیا۔ اور بنی زبید کے جو رہنے گھر تار کر لیے علی علیہ السلام نے ان میں سے ایک کنیز کو منتخب کر لیا۔ خالد بن ولید نے یہ فقہ حضرت کی خدمت میں لکھ بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ خط لیکر بن حضرت کے حضور میں جاؤں تو نے خط حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا اور زبانی بھی جناب علی کی شکایت کی۔ حضرت کا چہرہ اقدس غصہ سے متغیر ہو گیا۔ مینے عرض کیا میں حضور کے غصہ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں حضور نے مجھے ایک شخص کے ماتحت کر کے بھیجا تھا۔ اور اس کی اطاعت کو مجھ پر لازم گردانا تھا جو کچھ اس نے کہا میں نے حضور میں عرض کر دیا اتنے فرمایا اسے بریدہ علی کے پیچھے دست پڑو میرا ہے اور میں ہکا ہون وہ میرے بعد تمہارا ولی ہے۔

(۲) عن بریدہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا بریدہ از علیا ولیکم بعدی فاحب علیا فانہ یفعل ما یؤمر (راخو جہ الدلیلی) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو تحقیق میرے بعد علی تمہارا ولی ہے پس تو علی کو دوست رکھ کیونکہ وہ ہی کچھ کرتا ہے جس کا کہ اس کو حکم ہوتا ہے۔

(۳) عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لبریدہ از علیا ولیکم بعدی فاحب علیا فانہ یفعل ما یؤمر (راخو جہ الدلیلی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جو تحقیق بریدہ رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ میرے بعد علی تمہارا ولی ہے تو اسے دوست رکھ کیونکہ وہ وہی کچھ کرتا ہے جس کا کہ اس کو حکم ہوتا ہے۔

(۴) عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لبریدہ از علیا ولیکم بعدی فاحب علیا فانہ یفعل ما یؤمر (راخو جہ الدلیلی) فی ذہب و سنن الاخیار جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد کیا کہ جو تحقیق علی علیہ السلام میرے بعد تمہارا ولی ہے تو اسے دوست رکھ کیونکہ وہ وہی کچھ کرتا ہے جس کا کہ اس کو حکم ہوتا ہے۔

(۵) اخبر احمد فی المستدرک الحدیث بالرفاق وصفان قال احد ثنا جعفر بن سلیمان قال

حدثني يزيد الرشك عن مطرف بن عبد الله عن عمران بن حصين قال بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم امرأته وأمهم علي بن أبي طالب فأصاب جارية فأنكر وأطاعها فتمتعها الأربعة من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ينكروا أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم قال عمران وكنا اذا قدمنا من سفر بدنا برسول الله صلى الله عليه وسلم فقلنا عليه قال فدخلوا عليه فقام رجل فقال يا رسول الله ان عليا قد فعل كذا وكذا فاعرض عنه ثم قام الثاني فقال يا رسول الله ان عليا فعل كذا وكذا فاعرض عنه ثم قام الثالث فقال يا رسول الله ان عليا فعل كذا وكذا فاعرض عنه ثم قام الرابع فقال يا رسول الله ان عليا فعل كذا وكذا فاقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم علي الرابع وقد تغير وجهه فقال دعوا عليا دعوا عليا ان عليا مني وانا منه وهو ولي كل مؤمن من بعدى (أخرج النسائي في الخصائص وأبو يعلى في مسنده وابن جرير في تهذيب الآثار وصححه وقال محبا لطبري في الرياض النضرة في فضائل العشرة قد أخرج الترمذي وقال حسن غريب وابن حبان في صحيحه وقال ابن عجب في أصابته في تمييز الصحابة قد أخرج الترمذي بأسناد قوي وقال الحاكم في المستدرک هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه وأخرج ابن عدي والطبراني وأبو نعيم في فضائل الصحابة وابن المغازلي في المناقب ابن الأثير في اسد الغابة في معرفة الصحابة وابن أسبوع الأندلسي في الشفاء والحافظ الذهبي في ميزان الاعتدال في نقد الرجال والسيوطي في جمع الجوامع وصححه وأخرج ملخصا أبو داود الطيالسي في مسنده وابن أبي سفيان في فوائد وأبراهيم بن عبد الله الوصابي في الأكتاف في فضائل الأربعة الخلفاء وقال السيوطي في القول الجلي في فضائل علي (أخرج ابن أبي شيبه وصححه وأتوا صحابي المتقى في كثر العمال عمران بن حصين بن خلفه عن عمنه من روايت هر كجناب رسول الله صلى الله عليه وسلم نے جناب اب اسیر کو ایک لشکر کا سربراہ بنا کر روانہ فرمایا وہ ایک کنیز اپنے تصرف میں لائے پس لوگوں کو یہ بات بری معلوم ہوئی آنحضرت صلی علیہ وسلم کے اصحاب میں سے چار صاحبوں نے باہم عہد کیا کہ ہم جناب اب اسیر کے اس فعل کا حضرت کے پاس تذکرہ کرینگے عمران بن حصین کہتے ہیں کہ جب ہم سفر سے واپس آیا کرتے تھے تو سب سے پہلے حضرت کی خدمت میں سلام کے لیے حاضر ہوا کرتے تھے۔ پس وہ لوگ حضرت کے حضور میں آئے ایک شخص اشکران میں سے کہنے لگا یا رسول اللہ جناب اسیر نے فعل کیا تھا حضرت نے اس سے اپنا مونہ پھیر لیا پھر وہ اشکران سے کہنے لگا یا رسول اللہ علی نے یہ کچھ کیا تھا حضرت نے اس سے بھی مونہ پھیر لیا۔ پھر تیسرے اور چہلے نے بھی یہی طرح سے عرض کیا۔ حضرت نے متوجہ ہو کر تین دفعہ فرمایا۔ تم علی کے پیچھے مت پیو۔ علی میرا ہے میں

علی کا ہونے سے میرے بعد ہر ایک مومن کا ولی ہے۔

اس حدیث کو امام نسائی نے فضائل میں اور ابویعلیٰ نے مسند میں اور امام ابن جریر طبری نے تہذیب الائمہ میں ہدایت کیا ہے اور محب طبری نے یا فضل النضر نے فضائل العشرہ میں لکھتے ہیں کہ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن اور غریب ہے اور ابن حبان نے اپنی جامع الصحیح میں اسکی تخریج کی۔ اصانبہ فی تہذیب الصحابہ میں ابن حجر بذیل ترجمہ جناب امیر سدی کی نسبت لکھتے ہیں کہ ترمذی نے اس حدیث کو سند اقویٰ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اور حاکم مستدرک میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی شرط پر صحیح ہے باوجودیکہ شیخین نے اسکو روایت نہیں کیا۔ ابن عدی اور طبرانی نے بھی اسکو روایت کیا ہے اور ابونعیم نے فضائل صحابہ میں اور فقیہ ابن ابی غازی نے مناقب میں اور ابن اثیر اسکے الغابہ فی معرفۃ الصحابہ اور ابن کثیر نے کتاب خفا میں اور حافظ ذہبی نے میزان الاعتدال فی نقد الرجال میں اسکو روایت کیا ہے اور جمع الجوامع میں سیوطی نے اسکے صحیح ہونیکے نسبت لکھا ہے ابوداؤد الطیالسی نے اپنی مسند اور ابی سفیان کتاب الفوائد میں اور ابی اسیم بن عبد اللہ الوصالی نے الکفای فی فضائل الاربعہ الخلفاء میں اس حدیث کے خلاصہ کو روایت کیا ہے۔ اور جلال الدین سیوطی کتاب قول الجلی فی فضائل علی بن ابی طالب لکھتے ہیں کہ ابن شیبہ نے اسکے صحیح ہونیکے بابت لکھا ہے۔ اور متقی نے بھی کنز العمال میں اسکو صحیح مانا ہے۔

عن یحییٰ بن مریم وسعید بن وہب حبۃ العرفی وزید بن ارقم رضی اللہ عنہما ان علیا فاشد الناس من سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت ولیہ فعلی ولیہ فقام بعشر فتمہدوا انہم سمعوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت ولیہ فعلی ولیہ راخوہ الطبرانی فی الکبیر) ہیر بن مریم وسعید بن وہب حبۃ العرفی وزید بن ارقم سے روایت ہے کہ جناب امیر نے لوگوں کو قسم دیکر کہا جس نے حضرت کو حدیث کو سنا ہو کہ جسکا میں ولی ہو پس اسکا علی ولی ہے وہ بیان کرے دس اوپر کتنے آدمیوں نے اشکریان کیا کہ مجھے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جسکا میں ولی ہوں اسکا علی ولی ہے۔

(۶) روی ابوداؤد الطیالسی حدثنا ابو عوانہ عن ابی بلجہ عن عمرو بن میمون عن ابی حسان ازید بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت ولی کل مؤمن من بعدک راخوہ الحافظ ابن عبد البر فی الاستیعاب فی معرفۃ الاحباب وقال قال ابی عمر هذا اسناد لا مطعن فیہ لاحد بصحتہ وثقتہ نقلتہ) وہکذا ذکرہ ابوالحجاج یوسف بن عبد اللہ المزنی فی تہذیب الکمال امام ابی داؤد الطیالسی اپنی مسند میں تخریر فرماتے ہیں کہ ہمسایہ ہمانہ نے اوسان سے ابوبلجہ نے اوسان سے عمرو بن

سمون نے روایت کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے تھے کہ یہ تحقیق جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم جناب علیؓ کو فرماتے تھے تو میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے۔

حافظ ابن عبد البر کتاب التبیان فی معرفۃ الاسماء میں محدث کو مع اسناد کے نقل کر کے لکھتے ہیں کہ امام ابو عمر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ یا ایہی اسناد میں ان کے صحیح ہونے اور ان کے ناقضین کے قطع ہونے کی وجہ سے کوئی شخص ان میں طعن نہیں کر سکتا ہے۔ اور حافظ ابوالحجاج یوسف بن عبد اللہ المرہی نے بھی تہذیب الکمال میں اسی طرح پر نقل کیا ہے۔

(۷) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالت اللہ یا علی فیک خمساً فمنعنی واحدة واعطانی اربعۃ سالت اللہ ان یجمع علیک امتی فابی علی فاعطانی فیک ان اول من تنشق عند الارض یوم القیامۃ انا وانت مع لواء الحمد وانت تحملہ ہین ندی تسبق بہ الاولین والآخرین واعطانی انک اخی فی الدنیا والاخرۃ واعطانی ان یتی مقابلاً بیتک فی الجنة واعطانی فی ترجمۃ عبد الکریم بن ہوازت را القسیر انک ولی المؤمنین من بعدی را خوجہ الراضی فی ترجمۃ ابراہیم بن محمد بن عبد اللہ ابواسحاق الرازی فی کتابہ تاریخ قرون المسی بالتدوین والخطیب فی تاریخ بغداد بسند صحیح والمتقی فی کنز العمال ومحمد صد عالم فی المعارج علیہما السلام علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے علیؓ پچھترے لینے خدا سے پانچ باتوں کا سوال کیا تھا پر دروگاہ نے ایک بات کو نامنظور کیا اور چار باتیں قبول کی ہیں میں نے خدا سے سوال کیا تھا کہ میری بہت کوتاہی است پر مجھے کر دے۔ پس خدا نے اسکو نامنظور فرمایا۔ پھر خدا سے میں نے تیرے لیے یہ دعا کی کہ قیامت کو مجھے اور تجھے سب سے پہلے قبر سے اٹھا لے میرے پاس ہوا رحمد ہوگا اور تو اسے میرے سامنے اٹھا کرے گا۔ اور تو سب پہلو اور تجھے لوگوں کو ساتھ لیکر جنت کی طرف تیرے گا خدا نے یہ بات مجھے عطا فرمائی۔ پھر میں نے خدا سے یہ عرض کیا کہ علیؓ دنیا و آخرت میں میرا بہائی ہو۔ خدا نے میری اس عرض کو بھی قبول کیا۔ پھر میں نے دعا کی جنت میں تیرا گھر میرے گھر کے سامنے ہو خدا نے اسکو بھی منظور کیا۔ پھر خدا سے میں نے مانگا کہ تو میرے بعد سب مومن کا ولی ہو خدا نے اسے بھی منظور کیا۔

(۸) عن وہب بن حمزہ قال قدم بریدۃ من الیمن فکان خوجہ مع ابن ابی طالب فرای منہ حقوفاً فآخذ ینذکر علیاً ویقص من حقہ فلیزمہ فذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ لا تقل ہذا فہو اولی الناس بکم بعدی را خوجہ الطبرانی فی الکبیر وابن مندہ وابو نعیم وابن جریر وابن الاثیر فی اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ والسیوطی فی جمیع الجوامع والمتقی فی کنز العمال) وہب بن حمزہ بنی

امیر غزنہ سے مروی ہے کہ بربیعہ رضی اللہ عنہ جناب امیر علیہ السلام کی محبت میں مہین کو لٹے ہوئے تھے دہان جناب امیر سے انکی شکر و بخی ہو گئی حبیب الہی آپ سے تو جناب امیر کی شکایت کرنے لگے یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو گئی حضرت نے اسے ارشاد کیا یہ بات مست کر علی میرے بعد تم سب کے ادا لے ہے (۹) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ بید علی وقال هذا ولی کل مومن وانا ولیہ راخرجه ابو النخیر الحاکمی) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ علی کا ہاتھ پکڑ کر فرما رہے تھے کہ یہ ہر ایک مومن کا ولی ہے اور میں اسکا ولی ہوں +

(۱۰) عن سمر بن جندب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کت نبیہ فعلی ولیہ راخرجه ابن کثیر سمر بن جندب نے امیر غزنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس کا میرا بنی ہوں پس علی اسکا ولی ہے +

جناب امیر سے تولا رکھنے کا ثواب

(۱) عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یحب ان یحیی حیوتی ویموت موتی ویسکن جنتہ الخلد التی وعدت فی ربی فان ربی غفر عن قضاہا بیدہ فلیتول علی بن ابی طالب فانہ لن یمخرک من ہدی ولن یدخلکم فی الضلالۃ راخرجه الطبرانی فی الکبیر فی مستد ابن ارقم والحاکم فی المستدرک وابو نعیم والدیلی) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جو شخص میرے جیسی زندگانی کرنا چاہتا ہو۔ اور میری موت سمرنے کی آرزو رکھتا ہو اور حنت میں رہائش کرنے کا طالب ہو جسکا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کیونکہ خدا نے اسکی شاخیں اپنے ہاتھ سے لگائی ہیں پس چاہیے کہ وہ علی بن ابی طالب سے تولا رکھے پس بہت خیر وہ تمہیں ہرگز ہدایت سے نہیں نکالے گا اور تمکو گمراہی میں نہیں ڈالے گا +

(۲) عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوحی لی من امن بی و بولایۃ علی ابن ابی طالب فموسی فی الجنة فمن تولاه فقد تولانی ومن تولانی فقد تولی اللہ راخرجه الدیلی) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے کسی ہے کہ جو شخص میرے پر اور علی کی ولایت پر ایمان لائے گا پس وہ میرے ساتھ حنت میں ہوگا جس نے اس سے تولا رکھی اس نے مجھ سے تولا رکھی اور جس نے مجھ سے تولا رکھی اس نے خدا سے تولا رکھی۔

(۳) عن ابی سعید الخدری عن ابی عباس قال فی تفسیر قولہ تعالیٰ وقفوا عنہم انہم سئلون یوم القیامۃ عن ولایۃ علی بن ابی طالب (راخرجه الواحد فی تفسیرہ الدلیلی) ابو سعید خدری اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہو کہ وقفوہم انہم سئلون جناب امیر کے حق میں وارد ہوئی ہے کہ کثرا کرو ان لوگوں کو ابھی ان سے پوچھنا ہے قیامت کے روز علی کی ولایت سے۔

(۴) قیل لما حضرت عبد اللہ بن عباس الوفاۃ قال اللہم انی اتقرب لیک بولایۃ علی بن ابی طالب (راخرجه احمد فی المناقب) کہتے ہیں کہ جب جناب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو وہ دعا مانگنے لگے اے پروردگار علی کی ولایت کے سب سے تیرا تقرب چاہتا ہوں۔

جناب امیر کے تولا کے بغیر کوئی صراط گزر نہیں سکتا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جمع اللہ الاولین والآخرین یوم القیامۃ ونصب الصراط علی جہنم ما جازھا احد حق کانت معہ براۃ بولایۃ علی بن ابی طالب (راخرجه الحاکمی جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب قیامت آئے گا اللہ سبحانہ و تعالیٰ سب انگلیں پھیل کر لوگوں کو جہنم کریگا اور جہنم پر صراط کو نصب کریگا کوئی اس سے علی بن ابی طالب کی ولایت کو پروانہ راہداری کے سوا نہیں گزر سکیگا۔

(۲) عن الحسن البصری مرفوعا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامۃ یقع علی بن ابی طالب علی الفردوس وهو جبل قد علی الجنۃ وفوقہ عرش رب العالمین وهو جالس علی کرسی من نور یجری من یدیه التقدیم لایحی۔ احد الصراط الا ومعہ براۃ بولایۃ علی بن ابی طالب وولایۃ اہل بیتہ یسرون علی الجنۃ فیدخل عجیب الجنۃ ومنضی النار (راخرجه الخوارزمی) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے روز علی بن ابی طالب جنت کے ایک پہاڑ فردوس نام پر جس پر خدا کا عرش نور کی کرسی پر رونق افروز ہوگا اسکے سامنے نہر تسنیم بتی ہوگی علی بن ابی طالب اور اسکی اہل بیت کی محبت کے راہداری کے پروانہ کے بغیر کوئی صراط پر نہیں گزر سکیگا وہ جنت میں نہاں کر دیے گا۔ اور اپنے دوستوں کو اس میں داخل کرے گا اور اپنے دشمنوں کو دوزخ میں دھکیلے گا۔

(۳) عن قیس بن حازم قال التقی ابو بکر الصدیق وعلی بن ابی طالب فتقبہم ابو بکر فی وجہ فقال لہ علی مالک تبسمت فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یجوز الصراط احد الا من کتب لہ علی الجواز (راخرجه بن السمان) قیس بن حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب ابو بکر الصدیق حضرت امیر علیہ

السلام علیہ وعلیٰ آہل بیتہ وسلم کہ حضرت امیر نے پوچھا آپ کیون ہنستے ہیں ابو بکر کہنے لگے میں نے سورگائیاں صلی اللہ علیہ وسلم کو فراتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کروڑوں علی کے پروردگار ہاری کے سوا کوئی شخص صراط سے نہیں گذر سکیگا۔

عن مجاہد عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابی طالب یوم القیامۃ علی الخوض لا یدخل الجنۃ یوم القیامۃ الا من جاء بجواز من علی بن ابی طالب (راخو جہا بن المغازی) مملوئے اربعہ سے کہا اس کے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن علی بن ابی طالب جو من پر ہونگے نہ داخل ہوگا جنت میں کوئی حبیب نہ کہ اس کے ذمہ میں پروردگار ہاری کا ہر حضرت بن ابی طالب کے۔

جناب امیر علیہ السلام کا مولای ہونے کا ثبوت

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاه فعلی مولاه۔ یہ حدیث بہت طرق کثیرہ سے روایت ہوئی کہ بعض محدثین نے ان کے جمع کرنے میں بڑی بڑی ضخیم جلدیں تحریر کی ہیں۔

(۱) سب سے اول امام ابو حنیفہ محمد بن جریر بن یزید الطبری المتوفی ۲۵۵ صاحب تاریخ الرسل والملوک نے حدیث کی نسبت حافظ سیوطی کتاب التبیان میں من بیثہ اللہ علی راس کل ما۔ کہتے ہیں قال ابن خریتمہ ما احمل علی الارض اعلم من جریر) احمدیث کو پچھتر طریقوں سے روایت کر کے ایک مستقل سال لکھا ہے اور اسکا نام کتاب الولائیہ رکھا ہے جسکی کثرت طرق کو دیکھ کر حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں بذیل ترجمہ من کنت مولاه فعلی مولاه فرماتے ہیں الف محمد بن جریر فیہ کتابا ووقف علیہ فاندہشت مکتبۃ طبرستان احمدیث کے متعلق محمد بن جریر طبری نے ایک رسالہ تالیف کیا ہے میں اس کے کثرت طرق کو دیکھ کر بیوش ہو گیا۔

(۲) ان کے بعد حافظ ابوالعباس احمد بن محمد بن سعید بن عبدالرحمن بن ابی اسیم بن زیاد بن عبداللہ بن علی بن العقیل الکوفی المعروف بابن عقدہ نے جس کے علم فضل کی شہادت حافظ طیب تاریخ بغداد میں بیان کرنے میں ۳۳۳ میں احمدیث کو متعلق ایک مبسوط رسالہ لکھا ہے اور اسکا نام حدیث الموالاۃ رکھا ہے اور ایک سوامٹا بیس طریقوں سے احمدیث کو روایت کیا ہے چنانچہ حافظ ابن حجر صواعق محرقہ میں کہتے ہیں حدیث من کنت مولاه فعلی مولاه اخو جہا النفاق والترمذی وکثیرا طرق جلا وقد استوعبها ابن عقدہ فی کتاب مفرغ وکثیر من اسانیدھا صحیحہ وحسان یعنی من کنت مولاه فعلی مولاه کی حدیث کو ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے اور اس کے بہت سے طریقے ہیں ابن عقدہ نے ایک کتاب میں اس کے طریقوں کو جمع کیا ہے جسکی سندیں اکثر صحیحہ اور حسن ہیں۔

- (۳۱) پر علامہ ابوالقاسم عبید اللہ بن عبد اللہ الحسکانی المتوفی سنہ ۳۸۵ھ نے اس حدیث کے سناؤ کو ایک بارہ خبر کے رسالہ میں جمع کر کے اسکا نام دعاء العداۃ الی ادا حق المولاة رکھا۔
- (۳۲) پر علامہ ابوسعید سعود بن ناصر بنجرانی البستانی المتوفی سنہ ۳۸۵ھ نے اس حدیث کو ایک سو میں صحابہ سے روایت کر کے سترہ خبر کا رسالہ لکھا اسکا نام درایہ حدیث الولایہ رکھا۔
- (۵) پر حافظ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد الزہری المتوفی سنہ ۳۸۵ھ نے ایک رسالہ میں اس حدیث کے طریقوں کو جمع کیا ہے چنانچہ مفتاح کنز الدقائق میں بذیل ترجمہ صحیح عبداللہ بن الحاکم لکھتے ہیں واما حدیث من کنت مولاه فعلی مولاه فله طریق جید وقد افردت ذاک ایضاً
- انکے ماسوا بعض ائمہ حدیث نے ان جزوی شیکر اس حدیث کے طریقوں کے جمع کرنے میں اہتمام کیا ہے چنانچہ ابن کثیر شامی ابوالعالی حوینی سے نقل کرتے ہیں انہ کان یجب بقول شاہدات مجلداً ببغداد فی ید حیات فی دعایات هذا الخدم مکتوباً علیہ المجلد الثامن والعشرون من طرق من کنت مولاه فعلی مولاه وتیلو المجلد التاسع والعشرون یعنی ابوالعالی حوینی تعجب کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ میں نے بغداد میں صحافوں کے پاس اس حدیث کی دعائیوں کے متعلق ایک ضخیم جلد دیکھی اوسپر لکھا ہوا تھا کہ من کنت مولاه فعلی مولاه کے طریقوں کے متعلق یہ دعائیوں جلد ہے اسکے بعد انیسویں جلد لکھی جائیگی۔

ان صحابہ کرام کے نام جن کی یہ حدیث روایت ہوئی ہے

- قال ابن القلاء فی کتاب الموالاة هذه اسما من روی عنهم حدیث يوم الغدير ۱۲ ابوبکر الصديق (۲) عمر بن الخطاب (۳) عثمان بن عفان (۴) علی بن ابی طالب (۵) طلحة بن عبید اللہ (۶) الزبیر بن العوام (۷) عبد الرحمن حوف (۸) سعد بن ابی وقاص (۹) العباس بن عبد المطلب (۱۰) الحسن بن علی بن ابی طالب (۱۱) الحسين بن علی بن ابی طالب (۱۲) عبد اللہ بن العباس (۱۳) عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب (۱۴) عبد اللہ مسعود (۱۵) عمار بن یاسر (۱۶) ابوذر جندب بن جنادہ (۱۷) سلمان الفارسی (۱۸) سعد بن زید بن زید الانصاری (۱۹) خزیمہ بن ثابت الانصاری (۲۰) ابویوب انصاری (۲۱) سهل بن حنیف الانصاری (۲۲) عثمان بن حنیف (۲۳) جندبہ بن الیمان (۲۴) عبد اللہ بن عمر (۲۵) البراء بن عازب الانصاری (۲۶) رفاعة بن رافع الانصاری (۲۷) سمع بن جندب (۲۸) سلمة بن اکوع الاسلمی (۲۹) زید بن ثابت الانصاری (۳۰) ابویعلی الانصاری (۳۱) ابو قتادہ الانصاری (۳۲) سهل بن سعد الانصاری (۳۳) عبد بن جندب (۳۴)

(٣٣) ثابت بن زيد بن جبر (٣٥) كعب بن عجة الانصاري (٣٦) ابو الهيثم بن اليتيم الانصاري
 (٣٧) هاشم بن عتبة بن ابي وقاص الزهري (٣٨) المقداد بن عمرو الكندي (٣٩) عمر بن ابي سلمة (٤٠)
 عبد الله بن ابي سيد الخزاعي (٤١) عمران بن حصين الخزاعي (٤٢) يزيد بن الحبيب الاسلمي (٤٣)
 ابو سعيد الخدري (٤٤) جابر بن عبد الله الانصاري (٤٥) جابر بن عبد الله البجلي (٤٦) زيد بن
 ارقم الانصاري (٤٧) حذيفة بن اسيد (٤٨) عمرو بن الحق الخزاعي (٤٩) زيد بن حارثة
 الانصاري (٥٠) مالك بن النخعي (٥١) ابو سليمان جابر بن سمرة السوائي (٥٢) عبد الله بن
 ثابت الانصاري (٥٣) حنيفة بن جادة السلولي (٥٤) ضهير الاسدي (٥٥) عبيد الله بن
 هازم الانصاري (٥٦) عمرو بن مرة (٥٧) عبد الله بن ابي اوفى الاسدي (٥٨) زيد بن شراحيل
 الانصاري (٥٩) عبيد الله بن بشر المازني (٦٠) النعمان بن عجلان الانصاري (٦١) عبد الرحمن
 بن نعيم الديلمي (٦٢) ابو الحسن خادم رسول الله صلى الله عليه وسلم (٦٣) ابو فضالة الانصاري
 (٦٤) عطية بن بشر المازني (٦٥) عامر بن ابي ليلى الغفاري (٦٦) ابو الطفيل عامر بن بوشلة
 الكتافي (٦٧) عبد الرحمن بن عبد رب الانصاري (٦٨) حسان بن ثابت الانصاري (٦٩)
 سعد بن جادة العوفي (٧٠) عامر بن عمير العوفي (٧١) عبد الله بن ياميل (٧٢) جبر بن جوير
 الحرلي (٧٣) عتبة بن عامر الجعفي (٧٤) ابو ذؤيب الشاعر (٧٥) ابو شريح الخزاعي (٧٦) ابو
 جحيفة وهب بن عبد الله السوائي (٧٧) ابو امامة الصدي بن عجلان الباهلي (٧٨) عامر بن
 ليل بن حمزة (٧٩) جذب بن سفيان العلقمي البجلي (٨٠) اسامة بن زيد بن حارثة الكلبي (٨١)
 وحش بن الحروب (٨٢) قيس بن ثابت بن شماس الانصاري (٨٣) عبد الرحمن بن ماذن (٨٤)
 حبيب بن بديل بن ورقاء الخزاعي (٨٥) اسن بن مالك الانصاري (٨٦) ابو هريرة الدوسي (٨٧)
 فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم (٨٨) عائشة بنت ابي بكر المومنين (٨٩) ام سلمة المومنين
 (٩٠) ام هانئ بنت ابي طالب (٩١) فاطمة بنت حمزة بن عبد المطلب (٩٢) اسماء بنت عميس الحبشية
 (٩٣) جلبة بن عمرو الانصاري (٩٤) ابو بزة فضل بن عبد الانصاري (٩٥) ابو رافع مولى
 رسول الله صلى الله عليه وسلم (٩٦) ابو عمرو بن عمرو بن حصن الانصاري (٩٧) ناجية بن عمر
 الخزاعي (٩٨) ابو زينب بن عوف الانصاري (٩٩) بجلي بن مرة ثقفى (١٠٠) سعيد بن سعد
 بن حبة الانصاري (١٠١) ابو سريجة الغفاري رضي الله عنهم ثم ذكر بن عقدة ثمانية عشر
 رجلا من الصحابة لم يذكرهم ولم يذكر اسمائهم في هذا الكتاب ولا في غيره من كتبنا

ان احادیث کے نام جنہوں نے اس حدیث کی تخریج کی ہے مع وفات

تفسیر اس حدیث کو بخاری اور مسلم اور واقدی اور ابو داؤد کے سوا ہر طبقہ کے محدثین کی ایک جماعت کثیر نے روایت کیا ہے جنکے اسماء سمجستہ وفات و درج ذیل ہیں :

ترتیب	اسما تخریجین حدیث قدیر	ترتیب	اسما تخریجین حدیث قدیر	ترتیب
۱	ابن شہاب الزہری	۱۲	علی بن محمد الطنافسی	۲۳۳
۲	محمد بن اسحاق صاحب السیرۃ رحمہ	۱۳	ہدیہ بن خالد البصری	۲۳۴
۳	سمر بن کوشہ ابو عرقہ الازدی	۱۴	عبد اللہ بن محمد بن ابی سفیہ العباسی	۲۳۵
۴	ابو اسحاق بن یونس بن ابی یوسف الکوفی	۱۵	عبید اللہ بن عمر القواریری	۲۳۵
۵	شریک بن عبد اللہ القاضی رحمہ	۱۶	اسحاق بن ابراہیم الحنفلی المعروف بابن راہویہ	۲۳۸
۶	محمد بن جعفر المدنی المعروف بفتحہ	۱۷	عثمان بن محمد بن ابی الحسن بن ابی شیبہ	۲۳۹
۷	الوکیع ابن الجراح بن یحییٰ الرضوی	۱۸	قتیبہ بن سعید البلخی	۲۴۰
۸	عبد اللہ بن نمیر النخعی	۱۹	امام احمد بن حنبل رحمہ	۲۴۲
۹	محمد بن عبد اللہ ابو احمد الزبیری الحمال	۲۰	مارون بن عبد اللہ ابو موسیٰ الحمال	۲۴۳
۱۰	یحییٰ بن آدم بن سلیمان الناسوی	۲۱	محمد بن ہشام العبیدی	۲۵۳
۱۱	امام محمد بن یونس الشافعی لمطلیبی	۲۲	محمد بن المنذر ابو موسیٰ النندی	۲۵۲
۱۲	اسود بن عامر بن شاذان الشامی	۲۳	الحسن بن عرقہ العبیدی	۲۵۴
۱۳	عبد الرزاق بن ہمام حسنی	۲۴	حجاج بن یوسف الشاعر البغدادی	۲۵۹
۱۴	حسین بن محمد المرقزی	۲۵	اسمعیل بن عبد اللہ الاصبہانی الملقب بسمی	۲۶۴
۱۵	فضل بن وکیل بن ابی نعیم الکوفی	۲۶	حسن بن علی بن عثمان العامری	۲۶۵
۱۶	عنان بن مسلم صفار	۲۷	محمد بن یحییٰ الذہلی	۲۶۹
۱۷	سعید بن منصور الخراسانی	۲۸	محمد بن یزید بن ماجہ القزونی صاحب السنن	۲۷۳
۱۸	ابو اسیم بن الحجاج	۲۹	احمد بن یحییٰ البلاذری	۲۷۹
۱۹	یحییٰ بن سعید الرضوی			

ردیف	اسمای مخبرین حدیث غدیر	ردیف	اسمای مخبرین حدیث غدیر
۳۰	عبدالله بن سلم الدینوری المعروف بابن قتیبه	۱۶	احمد بن جعفر الشطیعی
۳۱	محمد بن عیسی بن سورة الترمذی صاحب صحیح	۱۷	علی بن عمر الدارقطنی
۳۲	احمد بن عمرو الشیبانی المعروف بابن عامر	۱۸	عبدالله بن عبدالمعروف بن بطیم
۳۳	زکریا بن یحییٰ سجری الحنطی	۱۹	محمد بن عبدالرحمن المخلص الدیمی
۳۴	عبدالله بن امام احمد بن حنبل	۲۰	ابو عبدالله الحاکم صاحب مستدرک
۳۵	احمد بن عمرو بن عبدالحق الزرار	۱	عبدالملک بن محمد بن ابراهیم الخوگوشی
۱	محمد بن شعیب النسائی صاحب السنن	۲	احمد بن عبدالرحمن بن محمد الفاری
۲	حسن بن سنیان السنوی		الشیرازی
۳	احمد بن علی ابو یعلیٰ الموصلی	۳	احمد بن موسی بن مرویه الاصبهانی
۴	محمد بن حرب الطبری	۴	احمد بن محمد بن یعقوب ابو علی سکوتی
۵	عبدالله بن محمد ابو القاسم البغوی	۵	احمد بن محمد بن ابراهیم الثعلبی
۶	محمد بن علی بن حسین بن بشر ابو عبدالله	۶	احمد بن عبدالله الوغیم الاصبهانی
	الزاهد الحکیم الترمذی	۷	اسماعیل بن علی بن حسین بن زنجویه
۷	احمد بن محمد بن سلامه الطحاوی	۸	الرازی المعروف بابن اسمان
۸	احمد بن محمد بن عبدربه ابو عمر القرطبی	۹	احمد بن حسین بن علی البیہقی
۹	حسین بن اسماعیل الحاملی	۱۰	یوسف بن عبدالله المعروف بابن عکبک
۱۰	ابوالعباس احمد بن محمد بن سعید العروی		التمری القطری صاحب الاستیعاب
	بابن عقده	۱۱	احمد بن علی المعروف بالخطیب البغدادی
۱۱	یحییٰ بن عبدالله الغبری	۱۲	علی بن احمد ابو الحسن الواحدی
۱۲	دعلج بن احمد سجری	۱۳	سعود بن ناصر السجستانی
۱۳	محمد بن عبدالله الزرار الشافعی	۱۴	علی بن محمد الجلابی المعروف بابن الخلیف
۱۴	محمد بن حبان البستی	۱۵	عبدالله بن عبدالله ابو القاسم الحنطی
۱۵	سلیمان بن احمد الطبری		علی بن الحسن بن الحسین الحنطی

بازرابعه

بازرابعه

١٠٠	اسماء مخبرين حديث غدیر	١٠٠	اسماء مخبرين حديث غدیر
١	يوسف بن محمد ابو الحجاج الباقلي	١	امام محمد غزالي
٢	بابن الشيخ	٢	الحسين بن مسعود البغدادي
٣	يوسف بن قز علي سبط ابن الجوزي	٣	زبير بن معاوية العبدري
٤	محمد بن يوسف الكنجي الشافعي	٤	احمد بن محمد العاصمي
٥	عبد الرزاق بن منق العبد الرعني	٥	محمود بن عمر المخرشي صاحب الكشاف
٦	يحيى بن ترف النودي	٦	محمد بن علي بن ابراهيم المنظري
٧	احمد بن عبد الله محب الدين الطبري	٧	عبد الكريم بن محمد بن ابو سعد المروزي
٨	ابراهيم بن عبد الله الوصالي البغلي الشافعي	٨	سوف بن احمد ابو المؤيد المعروف بـ خطيب خوارزم
٩	محمد بن احمد الفرغاني	٩	عمر بن محمد بن خضر الاردي المعروف بالبذل
١٠	ابراهيم بن محمد الحموي	١٠	علي بن الحسن بن هبة الله المعروف بابن عساكر دمشق
١١	احمد بن محمد بن احمد علام الدولة السمرقاني	١١	محمد بن عمر بن احمد بن موسى المديني الاصبهاني
١٢	يوسف بن عبد الرحمن الرزي	١٢	فضل الله بن ابي سعيد بن النور شيتي
١٣	محمد بن احمد الذهبي	١٣	اسعد بن محمود بن خلف ابو الفتح العجلي
١٤	حسن بن حسين نظام الدين الاعرج	١٤	امام محمد بن عمر الملقب بفخر الدين الرازي
١٥	النبي يوري صاحب التفسير	١٥	صاحب تفسير كبير
١٦	محمد بن عبد الله ولي الدين الخطيب البغدادي	١٦	سبارك بن محمد بن محمد ابو اسحاق المعروف بابن الاثير الجيزي
١٧	عمر بن مظفر بن عمر ابو حفص المعري الحلبي	١٧	علي بن محمد بن محمد بن عبد الكريم الجيزي
١٨	ابراهيم بن الودي	١٨	ابو الحسن المعروف بابن الاثير
١٩	احمد بن عبد القادر بن مكتوم تاج الدين القيسي النخعي	١٩	محمد بن عبد الواحد المقدسي الحنبلي
٢٠	محمد بن يوسف الزندي	٢٠	محمد بن طلحة النخعي
٢١	محمد بن مسعود الكاندي	٢١	
٢٢	عبد الله بن احمد البغلي الباقلي	٢٢	

تاريخ

تاريخ

ردیف	اسمای مخبرین حدیث قدیر	ردیف	اسمای مخبرین حدیث قدیر	ردیف
۱۲	اسمعیل بن عمر الدمشقی المعروف بابن کثیر	۱	یکمال بالدين المحدث	—
۱۳	عمر بن الحسن ابو حفص المراءى	۲	عبد الوهاب بن محمد بن رفیع الدين	۹۳۲
۱۴	علی بن شهاب الدين الهمدانی	۵	احمد بن محمد بن علی بن احمد ابي المکی	۹۵۳
۱۵	محمد بن عبد الله بن احمد المقدسی	۶	علی بن حسام الدين التتقی صاحب	—
۱	محمد بن محمد المعروف بخواجه پارسا	۷	کنز العمال	۹۴۵
۲	محمد بن محمد بن شمس الدين الجزري صاحب	۸	محمد طاهر الفتی صاحب مجمع البحار	۹۹۱
۳	حسن حسینی	۹	میرزا محمد روم بن عبدالباقی	۹۹۵
۴	احمد بن علی بن عبد القادر المقریزی	۱۰	علی بن سلطان محمد الهروی المعروف	—
۵	شهاب الدين بن شمس الدين دولت آبادی	۱۱	بلا علی القاری	۱۰۱۴
۶	احمد بن علی بن محمد المعروف بابن حجر	۱۲	محمد بن عبد الرؤوف بن تاج العارفین	—
۷	العقلمانی	۱۳	المناوی	۱۰۳۱
۸	علی بن محمد بن احمد المعروف بابن بصير	۱۴	ابن شیخ عبد الله العیدروس البیضاوی	۱۰۴۱
۹	الماکی	۱۵	محمد بن محمد بن علی الشیخانی القادر	—
۱۰	محمد بن احمد البیضاوی الخفای خارج بخاری	۱۶	المدنی	—
۱۱	حسین بن سعید الدين الیزدی الشیخی	۱۷	علی بن ابراهیم بن احمد بن علی بن	—
۱۲	عبد الله بن عبد الرحمن الشیخی	۱۸	نور الدين الجلی	۱۰۴۲
۱۳	باصیل الدين محدث	۱۹	احمد بن الفضل بن محمد باکثیر المکی	۱۰۴۴
۱۴	فضل الله بن رفوف بنان بن فضل الله	۲۰	ابن شیخ عبد الحق محدث الدہلوی	۱۰۴۶
۱۵	النجفی الشیرازی	۲۱	محمد بن محمد المصري	—
۱۶	علی بن عبد الله نور الدين السهروردی	۲۲	محمد بن صفی الدين جعفر الملقب	—
۱۷	عبد الرحمن بن ابی بکر المعروف بجلال الدين	۲۳	محبوب العالم	—
۱۸	السیوطی	۲۴	صالح بن مهدی البقیلی	—
۱۹	عطاء الله بن فضل الله الشیرازی	۲۵	محمد بن عبد الرسول البرزنجی الکلی	—

مخبرین

مخبرین

۱۰۵۵

۱۰۵۵

بیاض	اسامی مخبرین حدیث غدیر	بیاض	اسامی مخبرین حدیث غدیر
۲	حسین الدین بن محمد بایزید سہارنپوری	۸	ابو سہیم بن ارمی بن عطیہ الشہرستانی
۳	سیراز محمد معتد خان البخشانی	۹	احمد بن بن عبد القادر العجلی
۴	محمد صدر عالم صاحب معارج	۱۰	مولانا رشید الدین خان الدہلوی
۵	مولانا شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم	۱۱	مولوی محمد حسین لکھنوی
	محدث الدہلوی	۱۲	محمد سالم البخاری الدہلوی
۶	محمد بن اسماعیل بن صلاح الامیر البیہقی	۱۳	مولوی ولی اللہ لکھنوی
	الصنعانی	۱۴	سوکھدیر علی فیض آبادی صاحب منتقى الكلام
۷	محمد بن علی الصبان		

حدیث غدیر کا صحیح بلکہ متواتر ہونا

(۱) قال مرنا محمد معتد خان فی نزل الابرار بعد ذکر حدیث الغدير۔ هذا حدیث صحیح مشہور لم یکن فی صفحہ الامتصاب جاہداً واعتباراً بقولہ رزا محمد معتد خان نزل الابرار من حدیث غدیر کے ذکر کرنے کو بعد لکھتے ہیں۔ یہ حدیث صحیح اور مشہور ہے اسکی صحت میں متعصب بنکر کے سوا کینے کلام نہیں کیا ہے اور ایسے شخص کی بات کا اعتبار نہیں ہے۔

(۲) قال نعم لدین محمد بن محمد الجزیری صاحب الحصن الحصین فی اسف المطالب فی ذکر حدیث الغدير۔ ولا ھرق بمن حاول تضعیفہ ممن لا اطلاع لہ فی هذا العلم ثمس لدین محمد بن محمد الجزیری صاحب حصن حصین اسنی المطالب میں بذیل ذکر حدیث غدیر لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی تضعیف کرنے والی کا اعتبار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اسکو اس علم حدیث میں کچھ بھی خبر نہیں ہے۔

(۳) قال الذہبی فی تذکرۃ الحفاظ واما حدیث من کنت مولاً فعلی مولاً۔ فلہ طریق جید وقد افرجت ذلک ایضاً حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں بذیل ترجمہ عبد الحاکم صاحب سندرک لکھتے ہیں کہ حدیث من کنت مولاً فعلی مولاً کے لیے بہت سے طریقے کہے ہیں میں نے ایک مستقل رسالہ میں اسکی تفویہ

(۴) قال الملا علی القاری فی المرقاة ان هذا حدیث صحیح لا مرۃ فیہ بل بعض الحفاظ متواترا ملا علی قاری مشکوٰۃ کی شرح مرقاة میں لکھتے ہیں بے شک یہ حدیث صحیح ہے جس میں کسی طرح ہ شبہ نہیں ہے

بلکہ بعض طاقان حدیث نے اسکو متواترات میں سے شمار کیا ہے +

(۵) قال جمال الدین عطاء اللہ بن فضل بن عبد الرحمن الشیرازی النیسابوری فی الاربعین هذا الحديث متواتر عن النبي صلى الله عليه وسلم رواه جمع كثير وجم غفير من الصحابة حافظ جمال الدين عطاء الله بن فضل بن عبد الرحمن شيرازي نيسابوري يكتفي من حديث آنحضرت صلى الله عليه وسلم متواتر رواية هوئي ہے ایک جماعت کثیر اور بڑے گروہ نے اسکو روایت کیا ہے +

(۶) قال العلامة ضياء الدين صالح بن المهدي المصلي في كتابه المسماة باجاث المسئلة في فتون المتعللة من شواهد ذلك ما ورد في حق علي في الجنة وهو على جلته متواتر معني واشتهر هذا حديث من كنت مولاه فعلي مولاه علام ضياء الدين صالح بن المهدي المصلي كتاب اجاث مسئلة مين يكتفي من اثنين احدهما کی قسم میں سے وہ حدیث جو جناب امیر کے قطعی جنتی ہونے کی نسبت وارد ہوئی ہے جو اپنی حد میں سے متواتر ہے۔ اور حدیث من كنت مولاه فعلي مولاه ان احادیث میں سے ہے جو معنی نہایت صحیح اور روشنی نہایت مشہور ہیں +

(۷) قال عبد الرؤف المناوي في التيسير من كنت مولاه فعل مولاه اخوجه احمد وغيره رجالا ثقات بل قال المؤلف حديث متواتر وهذا ذكره علي بن احمد بن نور الدين محمد بن ابراهيم الخليلي في سراج المنير عبد الرؤف المناوي تيسير شرح جامع صغير صنفه سيوطي من يكتفي من حديث من كنت مولاه فعلي مولاه کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین نے روایت کیا ہے۔ اور امام احمد کے تمام راوی ثقہ ہیں بلکہ مؤلف جامع صغیر کہتے ہیں کہ یہ حدیث متواتر ہے اور علی بن احمد بن نور الدین محمد بن ابراہیم الغزالی نے بھی سراج المنیر شرح جامع صغیر میں اسکا اسطرچ سے ذکر کیا ہے +

(۸) وهذا الحديث اخوجه السيوطي في القوائد المتكاثرة في الاخبار المتواترة وفي الاذهار المتناثرة في الاخبار المتواترة وعلى المتقى في مختصر قطف الاذهار الحديث کو حافظ جلال الدین سیوطی نے فوائد متکثرہ اور اذہار متناثرہ میں لکھا ہے اور علی متقی نے مختصر قطف الاذہار میں لکھا ہے اور ان کتابوں میں اندوہ صاحبوں نے احادیث متواترہ کے جمع کرنے کا التزام کیا ہے۔

(۹) قال حافظ نور الدين علي بن ابراهيم بن علي في كتابه المسماة باحسان العيون في سير الامين الميامين في سيرة وروايات سيدنا محمد وحسن كالاتقات بين قلدح في حجة كتابي داود وابي حاتم الرازي في حقه والذين نقلوا بن ابراهيم بن علي المجلسي انسان اعيون من يكتفي بهن کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اسانید صحاح اور حسان سے روایت ہوئی ہے ابو داؤد اور ابو حاتم ہذا

کے اقوال جنہوں نے احمد بن محمد بن قحس کی ہے التفات کے قابل نہیں ہیں *

(۱۰) قال احمد بن محمد العاصمي في زين الفقه هلا الحديث تعلقته الامة بالقبول وهو موافق للاصول
حافظ احمد بن محمد العاصمي زين الفقهين يكتتب من احمد بن محمد بن قحس في قبول كما هو في اور یہ حدیث اصول
کے بالکل مطابق ہے *

(۱۱) قال الحافظ محمود بن محمد بن علي الميخاني القادري المدني في الصراط السوك قال حافظ النجاشي
هذا حديث حسن اتفق على ما ذكرنا جمهور اهل السنة والجماعة حافظ محمود بن محمد بن علي الميخاني القادري
المدني صراط السوي يكتتب من احمد بن محمد بن قحس في قبول كما هو في اور یہ حدیث حسن ہے اور جیسے کہ مجھے ذکر کیا ہے
اس پر جمهور اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے *

(۱۲) قال الحافظ ابو القاسم الفضل بن محمد هذا حديث صحيح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد روى عنه نحو
مائة نفس منهم العشرة وهو ثابت لا اعرف له علة تفرد على رضى الله عنه بهذا الفضيلة لم يكثر كما حد
راخرجه الفقيه ابن المغازلي في المناقب حافظ ابو القاسم فضل بن محمد يكتتب من احمد بن محمد بن قحس في قبول
صحیح کو ساتھ روایت ہوئی ہے اور سوادھی نے احمد بن محمد بن قحس سے روایت کیا ہے میں کوئی سقم کی علت اس پر
نہیں پاتا جتا بل اس فضیلت میں کہ میں کوئی صحابی اس میں آپ کا شریک نہیں ہے ۔

(۱۳) قال الحافظ بن حجر حديث من كنت مولاه فعلي مولاه اخوجه الترمذي والنسائي وهو كثير الطرق جدا
وقد استوعبها ابن حنبل في كتاب مفرح وكثير من اسانيد صاحبنا وحسان (صواعق محرقة) خاتم المحققين
ابن حجر صواعق محرقة میں یکتب میں کہ من كنت مولاه فعلي مولاه کی حدیث کو ترمذی اور نسائی رحمہما اللہ نے روایت
کیا ہے اور احمد بن محمد کے طریقے کثرت سے ہیں ابن حنبل نے ایک مستقل کتاب انکو جمع کیا ہے اور اسکی اکثر سندیں
صحیح اور حسن ہیں *

(۱۴) قال الشيخ عبد الحق في المقاتل هذا حديث صحيح لا مرية فيه وقد اخوجه جماعة كالترمذي والنسائي
واحد وطرقه كثيرة جدا رواه ستة عشر صحابيا وفي رواية احمد انه سمعه من النبي صلى الله عليه وسلم ثلاثون
صحابيا وشهدوا به على لما نودع في باب خلافته وكثير من اسانيد صاحبنا وحسان ولا التفات لمن قدح
في حديثه شيخ عبد الحق محدث دہلوی لمعات شرح مشکوٰۃ میں یکتب میں یہ صحیح حدیث ہے اس میں کسی طرح کا شبہ
نہیں ہے اور محدثین کی ایک جماعت جیسے کہ ترمذی اور نسائی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم نے اسکو
تخریج کی ہے اور احمد بن محمد کے بہت سے طرق ہیں سوادھیوں نے اسکو روایت کیا ہے اور امام احمد بن
حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں ہے کہ اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تیس صحابیوں نے سنا ہے

اور جبکہ اپنے ایام خلافت میں جناب بائیں نے تنازع کیا تو ان لوگوں نے ہماری نسبت کو ابھی وہی ہی تھا اس کی سندیں اکثر صحیحہ و حسن ہیں اور جس شخص نے کہ اس کی صحت میں کلام کیا ہے اس کے قول کا اعتبار نہیں +

(۱۳) قال میز محمد بن میر عبد الباقی فی نواقض الروافض فان تسالنی عن حدیث الغدیر المتواتر ذکرت المخلص الذی ذکرہ مفیدہم میز محمد بن میر عبد الباقی نواقض الروافض میں لکھتے ہیں اگر تو مجھ سے حدیث غدیر متواتر کی نسبت سوال کرے تو میں تجھ سے اس کا مخلص بیان کرتا ہوں +

(۱۴) قال محمد بن اسمعیل بن صلاح الامیر الباقی الصنعانی فی کتابہ الرضا الندیہ و حدیث غدیر متواتر عند اکثر ائمة الحدیث محمد بن اسمعیل صلاح الاسیرینی الصنعانی کتاب روضۃ الندیہ میں تحریر کرتے ہیں کہ حدیث غدیر اکثر ائمہ کے نزدیک متواتر ہے +

(۱۵) قال محمد صدر عالم فی معارج العلی نے علم ان حدیث الموالاة متواتر عند السیوطی کما ذکر فی قطنا لا زہار فاردت ان اسوق طرقہ لیتضح التواتر فاقول اخرج احمد والحاکم عن ابن عباس و ابن ابی شیبہ واحمد عنہ وعن بريدة واحمد وابن ماجہ عن البراء والطبرانی وابن جریر وابونعیم عن حنبل والاضیاری وابن قانع عن حبشی بن جنادہ والترمذی عنہ وقال حسن غریب النسائی والطبرانی والاضیاری عن ابی الطفیل عن زید بن ارقم وحذیفہ بن اسید الغفاری وابن ابی شیبہ والطبرانی عن ابی ایوب وابن ابی شیبہ وابن ابی عاصم والاضیاری عن سعد بن ابی وقاص و الشیرازی فی القاب عن عمر الطبرانی عن مالک بن الحوریت وابونعیم فی فضائل الصحابة عن یحییٰ ابن جعدہ عن زید بن ارقم وابن حنفیہ فی کتاب الموالاة عن حبیب بن بدیل بن ورقاء وقیس بن ثابت وزید بن شراحیل الاضیاری واحمد عن علی وثلاثة عشر رجلا وابن ابی شیبہ عن جابر قالوا قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم من کنت مولاه فعلی مولاه مولانا محمد صدر عالم معارج العلی میں تحریر کرتے ہیں آگاہ ہو کہ حدیث مولاء حافظ سیوطی علیا رحمۃ کے نزدیک متواترات میں سے ہے جیسے کہ حافظ موصوفی قطف الارباب میں لکھتے ہیں اس حدیث کے طریقوں کو شمار کر کے دیکھتا ہوں تاکہ اس کا متواتر ہونا واضح ہو جائے پس میں کہتا ہوں کہ امام احمد اور حاکم ابن عباس سے اور ابن ابی شیبہ اور احمد ان سے اور بريدہ سے اور احمد اور ابن ماجہ برابر بن عازب سے اور طبرانی اور ابن جریر اور ابو نعیم حنبل والاضیاری سے اور ابن قانع حبشی ابن جنادہ سے اور ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث اقسام حسن اور غریب میں سے ہے۔ اور نسائی اور طبرانی اور ضیاء مقدسی ابو طفیل سے اور وہ زید بن ارقم اور حذیفہ بن اسید الغفاری سے اور ابن ابی شیبہ اور طبرانی ابو ایوب سے اور ابن ابی شیبہ اور ابن ابی عاصم اور ضیاء سعد بن ابی وقاص اور

شیرازی القاب میں جناب عمر بن الخطاب سے۔ اور طبرانی مالک بن الحویرث سے اور ابو نعیم فضائل الصحابة میں بھی
 بن حبیہ سے اور وہ زید بن ارقم سے اور ابن عقیقہ کتاب الموالاتہ میں حبیب بن بدیل بن ورقار اور قیس
 بن ثابت اور زید بن شراحیل بالانصاری سے اور احمد جناب امیر اور دیگر تیرہ صحابیوں سے اور ابن ابی
 نعیم جابر سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کا کہ میں مولا ہوں
 پس اس کا علی مولا ہے *

(۱۸) قاضی ثمار اللہ پانی پٹی سیف الملوک میں کہتے ہیں۔ این حدیث بدیعہ تواتر رسیدہ و از سی کسی از صحاب
 ازینہا علی و ایوب و زید بن ارقم و بار بن عازب و عمرو بن مرہ و ابو ہریرہ و ابن عباس و عمارہ بن ربیعہ و سعد
 بن ابی وقاص و ابن عمر و انس و جبرین عبد اللہ البجلی و مالک بن الحویرث و ابو سعید الخدری و طلحہ و ابو الطفیل
 و خدیجہ بن اسیدہ و غیرہ مروی گشتہ و جمہور محدثین این حدیث را در صحاح و سنن و مسانید روایت کرده اند

اگرچہ اس حدیث کے تمام طرق کا حصہ شکل ہو مگر تینا چند طریق پر قضا کیا جاتا ہے

(۱) عن بريدة رضي الله عنه قال غرقت مع علي باليمن فראيت منه جفوة فلما قدمت على رسول الله
 الله عليه السلام ذكرت علياً فتنقصته فראيت وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم يتغير فقال يا بريدة المستأوى
 بالمؤمنين من انفسهم قلت بلى يا رسول الله قال من كنت مولا فاعلى مولاة راخرجه احمد في المستند
 والمناقب والترمذي والنسائي والطبراني وابن جرير وابو نعيم وابن حبان والحاكم والخافظ
 ابى بشر اسمعيل بن عبد الله الاصبهاني المشهور بالسهمويه والفقيه بن المغازل والسيوطي في جامع
 الصغير والمتقى في كثر الحال بريدة رضي الله عنه سے روایت ہے کہ میں جناب امیرؓ کے ساتھ یمن میں غزا کرنے
 کو گیا ان سے مجھے شکر بخشی ہوگئی جب میں واپس آیا تو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انکی شکایت
 کرنے لگا مینے دیکھا کہ حضرت کا چہرہ اقدس متغیر ہو گیا ہے پھر اپنے ارشاد کیا اسے بريدہ کیا میں تمام
 سونوں کی جان سے اولی نہیں ہوں مینے عرض کیا بے شبہ حضور اوسے میں پھر فرمایا جس کا کہ میں مولا
 ہوں پس علی اسکا مولا ہے *

(۲) عن زید بن ارقم قال لما حج رسول الله صلى الله عليه وسلم حجة الوداع وحاد قاصداً المدينة قام بفداء
 خم وهو ما بين مكة والمدينة وذلك في اليوم الثالث عشر من ذي الحجة فقال ايها الناس اني مستول
 وانتم مستولون هل بلغت قالوا تشهد انتك قد بلغت وبخبت ثم قال ايها الناس اليس تشهدون
 ان لا اله الا الله واني رسول الله قالوا تشهد ان لا اله الا الله وانك رسول الله قال وانا اشهد مثل

ما شهدتم ثم قال ايها الناس قد خلقت فيكم ما انتم تعلمون به لا تصلوا بعد كتاب الله واهل بيته
الا وان اللطيف الخبير انهم ان يفتروا حتى يردوا على المحض و... محتوضي ما بين بصري و...
عدا انية عد الخوم الى الله لسا ائلكم كيف خلقتون في كتاب الله واهل بيته ثم قال ايها الناس
من اولي الناس بالمؤمنين من انفسهم قالوا الله ورسوله يقول ذلك ثلاث مرات ثم قال في الرابعة
واخذ بيد علي اللهم من كنت مولاه فعلى مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه يقولها
ثلاث مرات ثم قال الا فليبلغ الشاهد منكم الغائب راخرجه بن المشهاب النهرى واحمد في
المسند وابن جرير وابو نعيم والنسائي في الخصائص والفضائل المقدسي وابن ابى شيبة والسيوطي
في جامع الصغير باختلاف يسير زيد بن ارقم رضى الله عنه سے روایت ہو کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ
الوداع سے بعقد مدینہ منورہ والپرج ہوئے اور قدیر رحم پر مقام کیا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہیں ہے اس
رفد ذی الحجہ کی تیرہویں تاریخ تھی حضرت نے فرمایا اے لوگو مجھ سے پوچھا جائیگا۔ اور تم سے بھی پوچھا جائیگا
آیا میں نے تم کو خدا کا پیغام پہنچا دیا ہے۔ تمام لوگوں نے عرض کیا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے پوچھا دیا ہو
اور نصیحت کا حق ادا کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا میں ہی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے پوچھا دیا ہے اور نصیحت
کرنے کے حق کو ادا کر دیا ہے۔ پھر ارشاد کیا اے لوگو کیا تم گواہی نہیں دیتے ہو کہ سوا خدا کے کوئی معبود
برحق نہیں ہے اور میں خدا کا رسول ہوں تمام حاضرین نے عرض کیا ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک سوا
خدا کے کوئی معبود برحق نہیں ہے اور آپ خدا کے رسول ہیں۔ حضرت نے فرمایا میں ہی تمہاری گواہی
پر گواہی دیتا ہوں۔ پھر فرمایا اے لوگو میں تم میں اپنے پیچھے دو چیزیں چھوڑتا ہوں اگر تم نے
ان سے متک کیا تو میرے بعد تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔ وہ خدا کی کتاب اور میرے اہل بیت ہے۔ خدا
مہربان خبر دینے والے نے مجھے خبر دی ہے کہ جب تک وہ دو نوحوض پر وارڈ ہوں ہرگز ایک دوسرے
سے جدا نہیں ہوں گے میرے عرض کی وسعت ایسی ہے جس طرح سے کہ میری نگاہ کو نہ کا مقام اور صفا
یمن۔ اسکے پائے آسمان کے ستاروں کی گنتی کے موافق ہیں۔ یہ تحقیق خدا سے پوچھنے والا ہے کہ
تم میرے بعد خدا کی کتاب اور میرے اہل بیت کے ساتھ کیا رہناؤ کیا ہے۔ پھر فرمایا اے لوگو مؤمنین کی
جان سے کون زیادہ انکے لیے اولی بالتصوف ہے تمام حاضرین نے عرض کیا خدا اور ہمارے رسول۔ یہ بات
حضرت نے تین دفعہ فرما کر چوتھی دفعہ حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا اے میرے بعد وہاں جس کا
میں ہوں اس کا علی سوا ہے اسے میرے بعد وہاں دوست رکھو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن
رکھو اسے جو اسے دشمن رکھے میں ہر تہہ کنکر ارشاد کیا کہ تم حاضرین کو چاہیے کہ غائبین تک اس خبر کو

پہونچائیں *

رس عن عامر بن لیلی قال لما صدر رسول الله صلى الله عليه وسلم من حجة الوداع ولم يخرج غيرها اقبل حتى كان بالحفة نهى عن سمرات متقاربات بالبطحاء ان ينزل تحتها احد حتى اذا اخذ القوم منار لهم اقبل فقام ما تحتهم حتى اذا ثوب بالصلوة صلوة الظهر حمد اليهم وذلك يوم غد يرخم ثم بعد فراغه من الصلوة قال ايها الناس اني قد نبأني اللطيف الخبير انه لن يعمر بني الا نصف عمر النبي الذي كان قبله واني لا ظنه باني ادعى فاجيب واني مستول وانتم مستولون هل بلغت فما انتم قائلون قالوا نقول قد بلغت وجهدت ونصحت فجزاك الله خيرا قال تشهدون ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله وعبد وارضيت به حق وان نار حق والبعث بعد الموت حق قالوا بلى تشهد قال اللهم اشهد قال ايها الناس الا تسمعون الا فانه مولاي وانا اوليكم من انفسكم لا ومن كنت مولا فاعلم مولا واخذ بيد علي فرفعهم احتى نظره القوم ثم قال اللهم وال من والاه وعاد من عاداه اخو الطيران والمخافظ ابو الفتوح السعدي الشافعي عامر بن ليلى رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس ہوئے اور اسکے بعد پر اپنے حج نہیں کیا یہاں تک کہ حجۃ من پہونچے لوگوں کی کنکریلی زمین میں ببول کے درختوں کے جہنم کے نیچے فروکش ہونے سے منع فرمایا جب لوگ اپنے اپنے مقام پر جا اترے حضور نے ان درختوں کے نیچے جہاڑ دلائی اور نماز ظہر کے لیے اٹھے اور ان درختوں کے نیچے تشریف لائے اور یہ غدیر خم کا دن مشہور ہو گیا ہے پھر اپنے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا اے لوگو مجھے میری پروردگار نے اعلام کیا ہے کہ ہر ایک نبی اپنے پہلے نبی کی عمر سے نصف عمر پاتا چلا آیا ہے میں گمان کرتا ہوں کہ مجھے بلایا جائیگا اور میں خدا کی دعوت کی اجابت کرونگا میں بھی پوچھا جاؤنگا اور تم بھی پوچھے جاؤ گے کہ آیا میں نے خدا کا پیغام پہونچا دیا ہے پس تم کیا جواب دو گے لوگوں نے عرض کیا ہم کہیں گے کہ آپ خدا کا پیغام پہونچا دیا ہے اور نہایت کوشش کی ہے اور نصیحت کا حق ادا کیا ہے خدا آپ کو خیر صلا کرے پھر سرکار نے ارشاد کیا کہ کیا تم سب کو اسی دیتے ہو کہ خدا کے سوا کوئی وجود برحق نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکے رسول اور بندہ ہیں اور جنت اور دوزخ حق ہے اور کے بعد پر جیسا حق ہے۔ سب نے عرض کیا ہاں ہم لوگ گواہی دیتے ہیں۔ پھر حضرت نے فرمایا اے خدا لگوا رہو پھر ارشاد کیا اے لوگو کیا تم نہیں سننے کہ میرا مولا خدا ہے اور میں تم لوگوں کے لیے تمہاری جہاڑ کی اولی بنوں پس جیسا کہ میں مولا ہوں علی اسکا مولا ہے اور علی کا بایہ بیکڑ کہ بلند کیا یہاں تک کہ تمام قوم کے لوگوں نے انکو اچھی طرح سے دیکھا۔ پھر دعا کی اے میری پروردگار۔ دست رکھو اسے جو اسے دوست رکھو

اور دشمن رکھو اسے جو اسے دشمن رکھے ۴ .

(۴) عن حذیفۃ بن یرسید الغفاری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطب بعد یرخیم تحت شجرۃ فقال ایہا الناس انی قد نبأ فی اللطیف الخبیر انہ لم یعمرنبی الا نصف عمر الذی یشہد من قبلہ وانی قد یوشک ان ارحمی فانا اجیب وانی مستول وانکم مستولون فماذا انتم قائلون قالوا نشہد انک قد بلغت وجہات ونصحت فجزاک اللہ خیرا فقال الیس تشہدون ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا عبدا ورسولا وان جنتہ حق ونارہ حق وان الموت حق وان البعث بعد الموت حق وان الساعۃ ایتہ لا ریب فیہا وان اللہ یبعث من فی القبور قالوا بلی نشہد بذلک قال اللہم اشہد ثم قال ایہا الناس ارجو مولای وانا مولای المؤمنین وانا اولی بہم من انفسہم فمن کنت مولاه فعل مولاه اللہم وال من کلا وعاد من عاداہ ثم قال یا ایہا الناس انی فرطکم وانکم واردون علی الخوض حوض اعرض مما بین بصری المصنعا فیہ حد النجوم قد حان من فضة وانی سائلکم حین تردون علی عن الثقلید فانظروا کیف تخلفونی فیہما الثقل الاکبر کتاب اللہ عز وجل سبب طرفہ بید اللہ وطرفہ بایدیکم فاستمسکوا بہ لاتضلوا ولا تبدلوا وعترتنی اہل بیتی وانا قد نبأ فی اللطیف الخبیر انہما لن یتقضیا حتی یرد علی الخوض راخو جہ الحکیم المزمذی فی فواد الاصول والطبرانی کتبت ہجیرم خذیفہ ابن اسید الغفاری عنہ عنہ سے روایت ہو کہ بتحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم میں ایک درخت کے نیچے خطبہ پڑھا اور فرمایا اے لوگو مجھے پروردگار نے اعلام کیا ہے کہ کسی نبی نے عمر نہیں پائی مگر اپنے پہلے نبی کی عمر سے بقدر نصف کرا ب بتحقیق گمان کیا جاتا ہے کہ مجھے بلایا جائیگا اور میں خدا کی دعوت کو اجابت کروں گا مجھے پوچھا جائیگا اور تم سے بھی پوچھا جائیگا پس تم کیا کہو گے حاضرین نے عرض کیا ہم گواہی دینگے کہ آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا ہے اور کوشش کی ہے اور نصیحت ادا کی ہے ہر خدا آپ کو جہاں خیر عطا کرے یہ حضرت نے فرمایا کیا تم گواہی نہیں دیتے ہو کہ خدا کے سوا کوئی معبود جز نہیں ہے اور بتحقیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندہ اور رسول ہیں اور خدا کا بہشت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور مباح حق ہے اور مکرم حرامی اٹھا حق ہے اور بے شک قیامت آتی والی ہے اور ہمیں کوئی شبہ نہیں ہے اور بے شک خدا قبر کے لوگوں کو زندہ کرے والا ہے حاضرین نے کہا ہاں ہم ان امور کی گواہی دیتی ہیں سرکار نے فرمایا اے میرے پروردگار گواہ رہو میرا شاہد کیا اے گواہ میرا سوا ہے اور میں مومنوں کا سوا ہوں اور ان کے لیے ان کی جان سے اولے بالتصوف ہوں پس جسکا کہ میں سوا ہوں علی اسکا سوا ہے اسی میرے پروردگار دوست رکھو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھو اسے

جہاں سے دشمن رکے ہوا رخا دیکھا اسے لوگوں میں ہمارے آگے جانوالا ہوں اور تم میرے حوض پر چارہ ہونے لگے ہو وہ حوض اس کے زیادہ عزیز ہے جو میری نگاہ کے مقام سے صنعا میں تک ہر ستاروں کی تعداد کے موافق اس پر پالے چاندی کے رکھی ہوئے میں جب تم میرے پاس آؤ گے تو میں تم سے دو بھاری چیزوں کی نسبت پوچھنے والا ہوں دیکھو میرے بعد تم ان دونوں سے کیا سلوک کرو گے پہلی بڑی چیز خدا و تعالیٰ کی کتاب ہے جسکی رسی کا ایک سر اتمہارے خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سر اتمہارے ہاتھوں میں ہے تم اسکو مضبوط پکڑ لو تم گمراہ نہیں بنو گے اور تم نہیں بدلو گے اور میرے قریبی اہل بیت ہیں مجھے خدا نے مہربان خبر دینے والے نے خبر دی ہے کہ وہ دونوں جب تک کہ میرے پاس حوض پر وارد نہ ہوں ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہونگے ۔

(۵) عن البراء بن عازب قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فزلنا ببغداد یرحم و نودی فینا الصلوۃ جامعۃ و کثیر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین شجرتین فضلی لظہر و اخذ بید علی فقال الستم تعلقوا فی اولی المؤمنین من انفسہم قالوا بلی فاخذ بید علی فقال اللہم من کنت مولاه فغلی مولاه اللہم وال من واکلاہ و عادم من عاداہ فلقیہ عمر بن الخطاب بعد ذلک فقال ہنیئا لک یا بن ابیظار اصبحت مولاً کل مؤمن و مؤمنۃ و اخوہ احمد فی المناقب و الیہقی و ابویعلی الموصلی و ابن ماجہ فی سننہ و ابونعیم و التعلبی و الخلفاء الذہبی و ابوسعید و اجمیل و ابی شیبہ و المتقی فی کنز العمال و قال للحاکم ہذا حدیث صحیح علی شرط مسلم و لم یخرجاہ و زاد الطحاوی فی شرح مشکوٰۃ الآثار بعد قول عادم من عاداہ و احبہ و انفق من البغضہ و اعن من اعانہ و انصر من نصرہ و اخذہ من خذہ براۓ بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم سفر میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے رکاب سادات میں تھے پس ہم غدر خیم پر جا اترے ہم میں نماز جماعت کی منادی کرائی گئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے زمین پر چارہ رو دی گئی۔ پس حضرت نے ظہر کی نماز پڑھی اور علی کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا آیا تم نہیں جانتے ہو کہ میں سب مومنوں کی جان سے اولی ہوں سب سے عزیز کیا ہے شک آپ اولی ہیں پھر فرمایا اسے میرے پروردگار جسکا کہ میں مولی ہوں پس اسکا علی ہوا ہے۔ اسے پروردگار دوست رکھیو اسے جہاں سے دوست رکھے اور دشمن نہ کرے جہاں سے دشمن رکھے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جناب علی علیہ السلام سے ملکر کہتے تھے مبارک ہو تجھے اے ابن ابی طالب کہ تو ہر ایک مومن کو جو منہ کا مولی بن گیا ہے۔ امام احمد نے مناقب میں اور بیہقی نے اور ابویعلی موصلی نے اور ابن ماجہ نے سنن میں اور ابونعیم اور التعلبی نے اور مخلص الذہبی نے اور ابن ابی شیبہ نے اور متقی نے کنز العمال میں

اس حدیث کو روایت کیا ہے اور حاکم کہتا ہے کہ یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے اگرچہ مسلم اور بخاری نے اس کو روایت نہیں کیا ہے اور شرح مشکلات الآثار میں طحاوی نے عادمین عادامہ کے بعد یہ الفاظ اور روایت کیے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہیں کہ اس سے جواب سے محبوب رکھتا ہے جواب سے محبوب رکھے اور بغض کہ اس سے جواب سے بغض رکھے اور اعانت کر سکی جو اس کی اعانت کرے اور مدد دے اسے جواب سے مدد دے اور جوڑ دے اسے جواب سے جوڑ دے۔

(۶) عَنْ حَمْرَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ لَمَّا أَنْصَرَّتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُجَّةِ الْوُدَاعِ أَمَرَ بِشَجَرَاتِ فَتَنٍ
بِوَادِي خَيْمٍ وَهَجَرَ فَنَظَبِ النَّاسِ فَقَالَ أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ فَأَنِّي مُقْبِوْضٌ أَوْ مُتَّكَانٌ أَدْعِي فَأَجِيبُ
فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ قَالُوا لَنْ نَشْهَدَ أَنَّكَ قَدْ بَلَغْتَ وَنَفَحْتَ وَادَيْتَ قَالَ إِنِّي تَارِكٌ فَيْكُمْ مَتَانِ تَمْسِكْتُمْ
بِهِ لَنْ تَضِلُّوا كِتَابُ اللَّهِ وَاهْلُ بَيْتِي الْأَوَّلُ هَذَا لَنْ يَفْتَرِقَ أَحَدٌ يَرِدُ أَعْلَى الْحَوْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ تَخْلَفُونِ
فِيهِمَا رَاخِرُ حَبِ ابْنِ عَقْدَةَ فِي الْمَوَالَاةِ وَالْمُجُودِي فِي جَوَاهِرِ الْعَقْدِينَ) حمیر اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ حبیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس ہوئے وادی خیم میں درختوں کے نیچے جھاڑو
دینے کا حکم دیا حبیب آدھون ڈہل گیا تو حضرت نے لوگوں کو خطبہ ارشاد کیا اور فرمایا اے لوگو میں جانے
بجائے تسلیم کرنے والا ہوں لیکن کیا جاتا ہے کہ میں بلا یا جاؤں گا پس میں اجابت کرونگا۔ پس تم کیا کہو گے
حاضرین نے عرض کیا ہم گواہی دینگے کہ بے شک آپ نے رسالت کو پہنچا دیا ہے اور نصیحت کا حق ادا
کیا ہے اور خدا کے فرض کو پورا کیا ہے۔ پھر حضور نے فرمایا میں تم لوگوں میں وہ چیز چھوڑتا ہوں کہ اگر تم نے
اس سے تنک کیا تو تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے وہ خدا کی کتاب اور میرے قریبی اہل بیت ہیں بے شک وہ دونو
جب تک میرے پاس جو من پر نہ آتے ہیں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے دیکھو تم میرے بعد ان سے
کیا سلوک کرو گے۔

(۷) عن جابر بن عبد الله الانصاري قال كتبنا يا بحفزة بغدير خم وثمة ناس من جهمينة وفزيرة وغفار فخرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم من خيبر او فطارفا اشار بيده ثلثا فاخذ بيد علي لمقال من كنت مولاه فعلي مولاه راخرجه عثمان بن ابي شيبة في سننه والنسائي جابر بن عبد الله الانصاري في
 امة عنه سے روایت ہے کہ ہم حنفہ میں غدیر خم کے مقام پہنچے اور وہاں قبیلہ جہینہ اور فزیرہ اور غفار کے
 بہت سے لوگ موجود تھے پس جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ یا سراپہ وہ سے باہر نکلے پاس
 تشریف لائے اور زمین وقفہ اپنے ہاتھ کے ساتھ اشارہ کر کے علی کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا جب تک کہ میں ہوں
 مہلک پس علی کا مولا ہے

(۸) عن ابی بن سنیۃ الاودی عن ابيه قال دخل ابو هريره المسجد فاجتمع الناس اليه فقام اليه يشاك فقال
 انشدك يا الله اسمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من واه
 وعاد من عاداه قال نعم راخو بن المغازلي وابن الكثير وابن جرير (ابو هريره الاودي اپنے والد سے
 نقل ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخل ہوئے ایک آدمی نے اشکران سے کہا میں تمکو خدا کی
 قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ جبکہ کہ میں مولا ہوں پس اسکا علی مولا ہو
 اے میرے پروردگار دوست رکھیو اے جو اسے دوست رکھو اور دشمن نہ کیو اے جو اسے دشمن رکھے ابو ہریرہ
 جواب دیا کہ ہاں میں نے اس حدیث کو سنا ہے ۔

(۹) عن ابی عیسیٰ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من
 واه وعاد من عاداه واخذل من خذله وابغض من ابغضه (راخو بن عمرو وید) ابن عباس رضی اللہ عنہ
 سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے پروردگار جبکہ کہ میں مولا ہوں پس اسکا علی
 مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھا اے جو اسے دوست رکھے اور دشمن نہ رکھا اے جو اسے دشمن رکھے
 اور چوڑے اسے جو اسے چوڑے اور بغض نہ کرنا اے جو اس سے بغض نہ کرے ۔

(۱۰) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كنت مولاه فعلي مولاه
 راخو بن حنظل (ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا
 کہ جبکہ کہ میں مولا ہوں پس اسکا علی مولا ہے ۔

(۱۱) عن عبد الله بن يابل قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من كنت مولاه فعلي مولاه
 راخو بن حنظل (عبد اللہ بن یابل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے
 سنا ہے جبکہ کہ میں مولا ہوں پس اسکا علی مولا ہے ۔

(۱۲) عن ابی یوسف بن یزید قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كنت مولاه فعلي مولاه راخو بن
 النعمان والطبرانی فی الکبیر (ابو یوسف بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم ارشاد فرماتے تھے جبکہ کہ میں مولا ہوں پس اسکا علی مولا ہے ۔

(۱۳) عن مالك بن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كنت مولاه فعلي مولاه
 راخو بن ابی نعیم فی فضائل الصحابة وعبد اللہ بن احمد بن حنبل فی المسند (مالک بن انس بن حوریت رضی اللہ عنہ
 کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند ہو کر فرمایا جبکہ کہ میں مولا ہوں پس اسکا علی مولا ہے ۔

(۱۴) عن النبی بن مالک قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كنت مولاه فعلي مولاه راخو بن الطبرانی

فی الکبیر) الش بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے جسکا کہ میں
مولا ہوں پس اسکا علی مولا ہے۔

(۱۵) عن عمرو بن حمرہ از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد
من عاداه وانصر من نصره واغتر من اغتره (اخرجه الطبرانی فی الکبیر) عمرو بن حمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ یہ تحقیق سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جسکا کہ میں مولا ہوں پس اسکا علی مولا ہے اسے میرے
پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے۔ اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے اور مدد کر اسکی جو
اسکی مدد کرے اور اعانت دے اسے جو اسے اعانت دے۔

(۱۶) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من كنت مولاه فعلي مولاه (اخرجه ابو نزیل عن
ابن ابی شیبہ فی سننہ وابن ابی عاصم وسعيد بن منصور عن سعد بن ابی وقاص) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور دنیا و جہان صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا جسکا کہ میں مولا ہوں پس علی اسکا
مولا ہے۔

(۱۷) عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من كنت مولاه فعلي مولاه
اللهم وال من والاه وعاد من عاداه ولا تغفل من خذله وانصر من نصره اللهم انت شهيدى
عليهم قال عمرو كان في حبي شاب حسن الوجه طيب المريح فقال لي يا عمر لقد قد رسول الله صلي
عليه وسلم عقد لايحله الامنافق فاحذر ان تخلفه قال عمر فقلت يا رسول الله انت حيف قلت في
عقد كان في حبي شاب حسن الوجه طيب المريح قال كذا وكذا قال نعم يا عمر انطلق من ولد آدم
لكنه جبريل اراد ان يؤكده عليك وما قلت في علي (اخرجه علي بن شهاب الدين المحدث في كتابه
مودته القري) جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام
کو کھڑا کر کے ارشاد کیا جسکا کہ میں مولا ہوں پس اسکا علی مولا ہے۔ اسے میرے پروردگار دوست رکھا ہے
جو اسے دوست رکھے۔ اور دشمن رکھا ہے جو اسے دشمن رکھے اور چھوڑ دے اسے جو اسے چھوڑ دے
اور نصرت دے اسے جو اسے نصرت دے اکبر سے پروردگار تو میرا بڑا گواہ ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے
پہلو میں ایک نوجوان خوبصورت سونہری خوشبودار اکڑا تھا مجھے کہنے لگا اسے عمر البتہ سرور دین پناہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی لگ لگا علی ہے کہ منافق کے سوا کسی پہلو نہیں کہو لگایا پس تو اسے
کہو نے سے ڈرنا رہ عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پہرینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول
اللہ جبکہ حضور نے علی علیہ السلام کے حق میں ارشاد کیا تھا میرے پہلو میں ایک نوجوان خوبصورت سنہری

ہو والا موجود تھا اس نے مجھ سے ایسے لیے کہا حضرت نے فرمایا اے عمر وہ شخص آدم کی اولاد میں سے نہیں تھا وہ جبریل علیہ السلام تھا اور میرے کہنے کی تمکو تاکید کرنے کے لیے آئے تھے جو کچھ میں نے تم سے علی کی نسبت کہا تھا۔

(۱۸) عن سعد بن ابی وقاص قال فقال ابو بکر وعمر امسیت یا بن ابی طالب مولیٰ کل مؤمن ومؤمنة (اخرجہ الدارقطنی) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کہنے لگے اے ابن ابی طالب تمہیں ہر مرد اور عورت کا مولیٰ بن گیا ہے۔

(۱۹) عن البراء بن عازب قال عمر بن الخطاب ہنیئاً لک یا بن ابی طالب صحت مولیٰ کل مؤمن ومؤمنة (اخرجہ احمد بن حنبل) وابن ماجہ فی سننہ وابو نعیم والبیہقی) براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہنے لگے مبارک ہو تجھے اے ابن ابی طالب کہ تو ہر مؤمن اور مؤمنہ کا مولیٰ بن گیا ہے۔
 (۲۰) عن خثیمۃ بن عبد الرحمن قال سمعت سعد بن مالک قال لہ رجل از علیاً یقع فیک انک تخلفتہ عنہ فقال سعد والله انه لرای رأیتہ واخطا را ئی ان علیاً اعطی ثلثاً لان اکون اعطیت احدکم احب الی من الدنیا وما فیہا لقد قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غد یرحم بعد حمد اللہ الثناء علیہ هل تعلمون انی اولى بالمؤمنین من انفسہم صرقلنا بلی قال اللہم من کنت مولاه فہلے مکی اللہم وال من ولاءہ وعاد من عاداہ وجی بہ یوم خیر و ہوار مد ما یبصر فقال یا رسول اللہ انی ارمد قتل فی عینہ ودع الہ فلم یرمد حتی قتل وفتح علیہ خیبر واخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد العباس وغیرہ من المسجد فقال لہ العباس تخرجنا وغن حصبتک وعمومتک وبتکن علیاً فقال ما انا اخرجکم واسکنہ ولكن اللہ اخرجکم واسکنہ (اخرجہ الحاکم فی المستدرک) غنیمہ بن عبد الرحمن کہتا ہے کہ میں نے سنا کہ سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک شخص کہنے لگا کہ جناب امیر علیہ السلام تمہاری شکایت کرتے ہو کیونکہ تم نے انکی صحت سے تخلف کیا ہے سعد کہنے لگے وہ بھی ایک راہی تھی جو سینے سوچی تھی لیکن میری اسے خطا پڑی۔ علی کو تین ایسی باعین عطا ہوئی ہیں کہ اگر ان میں سے بچہ ایک ہی دی گئی ہو تو سب تکوید و نیا وافیما سے بہتر تھی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم کے روز خدا کی صفت و شرف کے بعد ارشاد کیا تھا جانتے ہو کہ میں سب مؤمنوں کی جان سے اولی ہوں مجھے عرض کیا ہے شکایت آپ اولی ہیں حضرت نے فرمایا اے میرے بھائی! وہاں جسکا کہ میں ہوں پس علی اسکا مولیٰ ہے اسے میرے بعد رکھ دو دست رکھ رکھ رکھو اور دشمن رکھ رکھ رکھو جو اسے دشمن رکھ رکھ رکھو وہ میرے دشمن کے دشمن ہوں۔

دیکھ سکتے تھے پس وہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ میں آشوب چشم رکھتا ہوں حضرت اپنا لباس پہننا انکی آنکھوں میں لگاؤ اور انکے لیے دعا کی وہ اچھے ہو گئے اور انکا آشوب چشم جاہل ہا یہاں تک کہ لڑائی ہو گئی اور خیر انکے ہاتھ سے فتح ہو گیا تیسری بات یہ ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباسؓ کو ہم دیگر تمام اصحاب کے مسجد سے نکال دیا۔ پس عباسؓ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ ہمیں مسجد سے نکالتے ہیں باوجودیکہ ہم آپ کے ساتھ رشتہ میں نسبت پیدی رکھتے ہیں اور آپ کے چچا ہیں اور آپ نے علیؓ کو مسجد میں رہنے کا حکم دیا ہے حضرت نے ارشاد کیا نہ سینے ٹکڑے نکالو نہ لاسو۔ اور نہ ہیکو رکھا ہے بلکہ خدا نے ٹکڑے نکالا ہے اور ہیکو رکھا ہے ۔

(۲۱) عن سعد بن ابی وقاص قال قدم معاویہ فی بعض جمعاتہ فدخل علیہ سعد فذکروا علیہا فمال منه فغضب سعد وقال تقول هذا الرجل سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من كنت مولاه فعلي مولاه وسمعتہ يقول انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انہ لا نبی بعدک وسمعتہ يقول لا یطین الراية الا یوم رجلا یجابه ورسوله راخرجہ النساء فی الخصاص و ابن ماجہ فی سننہ وابن کثیر فی تاریخہ) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جب معاویہ حج کرنے کو آیا سعد اسکے پاس گیا لوگ جناب امیر علیہ السلام کا براؤ کر کرنے لگے سعد رضی اللہ عنہ کو جب معلوم ہوا تو نہایت خفہ ہو کر کہنے لگے اے معاویہ تو ایسے شخص کے حق میں یہ باتیں کہہ رہا ہے جسکی شان میں سینے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب کا کہ میں مولا ہوں پس اسکا علی مولا ہے۔ و نیز سینے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد ہیں و نیز سینے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آج ہم اپنا علم ایسے شخص کو دینگے جو اللہ اس کے رسول کو وقت رکھتا ہے ۔

(۲۲) عن ابن مسعود قال کنا نقرأ علی عهد رسول الله صلى الله عليه وآله يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك ان عليا مولی المؤمنین فان لم تفعل فما بلغت رسالته راخرجہ ابو نعیم فی حلیۃ الاولیاء و عینی فی شرح البخاری و الرازی فی تفسیر الکبیر و الواحد فی تفسیر السیوطی فی اللام المتثور و النظام الاخرج فی غرر الحقائق و صاحب سیرۃ الحلبيہ و ابن مردويه عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد فرخ مسدود میں اس آیت کریمہ کو اس طرح پڑھتے تھے کہ اے رسول جو پہلو سے اس بات کو جبکہ تیری طرف تیرے رب کے اناری گئی ہے کہ علی مولا کا سوا ہے اسکا کرنے ایسا نہ کیا تو تو نے اسکی رسالت کو نہیں پہنچایا

(۲۳) عن ابی سعید الخدری قال ترات هذه الآية يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك علي

علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخبر خم فی فضل علی بن ابی طالب را خوجہ بن ابی حاتم و ابن مردویہ
 و ابن عساکر و ابو نعیم فی کتاب تبارک من القرآن فی علی و ابو الحسن الواحد فی کتابہ المجمعہ با سبب
 النزول و قال الحافظ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الکنتی الشافعی حکذا ذکرہ الشیخ محمد بن النوری
 و قال ابو بکر نقاش انہا تزلت فی بیان الولاية لعلی و قال الامام مخزالدین الرازی و هو قول ابن
 عباس و الدبر بن عازب محمد بن علی بن الحسن بن علی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت
 ہے کہ یہ آیت کہ اے رسول ہو پناہ دی اس بات کو جو تیری طرف سے گزرے گا نازل ہوئی ہے غدیر خم کے روز جناب
 علی بن ابی طالب کی فضیلت میں نازل ہوئی ہے۔ محدث کو ابو حاتم اور ابو بکر بن مردویہ اور ابن عساکر
 اور حافظ ابو نعیم نے کتاب نازل من القرآن علی بن علی بن ابی طالب و احدی نے اسباب النزول میں مذکور
 کیا ہے اور حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الکنتی الشافعی کفایت الطالب میں لکھتے ہیں کہ امام نووی
 شارح صحیح مسلم نے یہی سبب طرح پر ذکر کیا ہے اور ابو بکر نقاش کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر کی ولایت
 کی نسبت نازل ہوئی ہے اور امام مخزالدین رازی لکھتے ہیں کہ غدیر خم کے روز اس آیت کے شرف نزول
 کی نسبت عبد اللہ بن عباس اور برابر بن عازب اور جناب محمد بن علی بن الحسن بن علی کا قول ہے :-
 (۲۴) عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک قال نزلت فی علی امیر
 اللہ صلی اللہ علیہ ان يبلغ فیہ فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب و قال من کنت مولاه
 فعلی مولاه اللهم وال من والاه و عاد من عاداه را خوجہ الثعلبی فی تفسیرہ) عبد اللہ بن عباس
 رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت یعنی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک جناب امیر کے حق
 میں نازل ہوئی ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی تبلیغ کا حکم ہو پناہ دی حضرت نے جناب امیر
 کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا جبکہ کہ میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے اے میرے پیر و گار و دوست رکھو اے
 حوا سے دوست رکھو اور دشمن رکھو اے حوا سے دشمن رکھو۔
 (۲۵) عن الدبر بن عازب قال فی قولہ تعالیٰ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ای بلغ من
 فضائل علی نزلت فی غدیر خم فخطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من کنت مولاه فعلی
 مولاه فقال عمر بن الخطاب یا علی اصبت مولای و مولی کل مؤمن و مومنۃ را خوجہ ابو نعیم
 و الثعلبی برابر بن عازب سے روایت ہے کہ آیت کریمہ اے رسول ہو پناہ دی جو کہ نازل
 ہوا ہے تیری طرف سے اسکا میں نے علی کے فضائل کو پناہ دیے غدیر خم کے روز نازل ہوئی
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا جبکہ کہ میں مولا ہوں پس علی اسکا مولا ہے پس

جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امیر علیہ السلام سے کہنے لگے آفرین ہو تجھے اے ابن ابی بکر
کہ تو میرا اور ہر ایک مومن مرد اور مومن عورت کا آقا بن گیا ہے۔

(۲۶) عن ابی سعید الخدری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلي بن ابي طالب راخرجه ابو نعیم فیما نزل
الشجرة من شوك فقم ذلك يوم الخميس فلما حليا فاخذ بضبعيه فرنعا حتى نظر الناس بياض
ابطن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فقال من كنت مولاه فعلي مولاه ثم لم يفرقوا حتى نزلت هذه الآية
اليوم اكملت لکم دینکم وانتم علیکم فمقی فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کبر علی
اکمال الدین واتمام النعمة ورضاء المرجی سالتی وبالولاية لعلی بن ابی طالب راخرجه ابو نعیم فیما نزل
من القرآن فی حله والسیوطی فی الدر المنثور وابوبکر بن مردويه والدیلمی والحموی (ابو سعید خدری
رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ تحقیق جناب سالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم میں لوگوں کو بلایا اور حکم
دیا تاکہ درختوں کے نیچے جاؤ وہاں گیا اور کانٹے ٹوٹے گئے یہ چھیننے کا دن تھا پھر علی کو بلایا اور انکا بازو
پکڑ کر اٹھایا یہاں تک کہ لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبل کی سفیدی کو ملاحظہ کیا پھر فرمایا جسکا
کہ میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے پھر اسی لوگ متفرق نہیں ہونے پائے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ آج
میں نے تمہارا دین تمہاری لیے کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا ہے۔ پس حضرت نے فرمایا اللہ
اکبر دین کے کامل ہونے اور نعمت کے پورا ہونے پر اور میری رسالت اور علی کی ولایت پر خدا کے
خوشنود ہونے پر۔

(۲۷) عن ابی هريرة قال من صام ثمانية عشر من ذي الحجة كتب له صيام ستين شهرا وهو يوم
غدير لما اخذ النبي صلی اللہ علیہ وسلم بيد علي بن ابی طالب فقال المستأوف بالمؤمنين من انفسهم
قالوا بلى يا رسول الله قال من كنت مولاه فعلي مولاه فقال عمر بن الخطاب بنحو خبرك يا بن ابی
طالب أصبحت مولای ومولى كل مؤمن ومؤمنة فانزل الله تعالی اليوم اكملت لکم دینکم واتممت
علیکم نعمتی راخرجه فقیہ بن المغازلی فی المناقب ابراہیم النطنزی فی کتاب الخصائص و
شهاب الدین احمد فی توضیح الدلائل عن مجاهد قال نزلت هذه الآية بعد ختم و اخروجه
الصالحی (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب شخص کہ اٹھارہ روزہ کی الحجہ کو روزہ رکھے گا اس
کے بارہ اعمال میں ساٹھ مہینوں کے روزہ انکا ثواب لکھا جاوے گا وہ غدیر خم کا دن ہے جبکہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کیا میں مومنوں کے لیے اکی جان ہوں
نہیں ہوں حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ بیشک آپ ابو ہے میں ارشاد کیا جسکا کہ میں مولا ہوں

پس علی اسکا سولی سے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ افرین افرین اسے ابن ابی طالب تو میرا اور ہر ایک ہوسن اور سونہ کا آقا قرار دیا گیا ہے پس خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی آج کے دن سینے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمت کو تمہارے لیے لکھا ہے۔

(۲۸) نقل الامام ابو اسحاق الثعلبی رحمۃ اللہ علیہ فی تفسیرہ از سفیان بن عیینہ سئل عن قوله تسال سال بعباد واقع فونزلت فقال للسائل لقد سالتني عن مسئلة ما سالتني لحد منها قبلك حقتني ابو جعفر محمد بن ابياته عليه السلام ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لما كان بعد خم نادمي الناس فاجتمعوا فاخذ بيد علي وقال من كنت مولاه فعلي مولاه فتشاع ذلك فطار في البلاد بغير ذلك عمارث بن نعمان الفهري فاتي رسول الله صلى الله عليه وسلم فاقترله فاناخر راحته ونزل عنها وقال يا محمد امرتنا عن الله عز وجل ان نشهد ان لا اله الا الله وانك رسول الله فقبلنا منك وامرتنا ان نعطي خمسة قبلتنا منك وامرنا بالزكاة فقبلتنا منك وامرتنا ان نعصوم قبلتنا منك وامرنا بالحق فقبلتنا منك ثم لم ترض بهذا حتى رفعت بصنعي ابن عمك تفضل علينا فقلت من كنت مولاه فعلي مولاه فهذا شئ منك ام من الله عز وجل فقال النبي صلى الله عليه وسلم والذي لا اله الا هو اني من عند الله قولي عمارث يريد راحته وهو يقول اللهم انك انما يقول محمد حقا فامطر علينا حجارة من السماء وانكتنا بعباد اليم فما وصل راحته حتى رماه الله عز وجل بحجر سقط على حافته فخرج من دبره قتلته فانزل الله عز وجل سال سائل بعباد واقع للمكافرين ليس له واقم من الله ذوق المعارج راخر جيسيط بن الجوزي في تذكرة خواص الامم ومحمد بن يوسف الزيندي في معارج الوصول وملك العلماء شهاب الدين الدولت آبادي والسيد السهمودي في جواهر العقدين وجمال الدين المحدث صاحب حصة الاحباب في اربعينته وعبد الرزاق المناوي في فيض القدير ومحمد بن محمد القادري في صراط السوي والجلبي في انسان العيون واحمد بن الفضل بن محمد باكتير في وسيلة الامال ومحمد بن اسمعيل الاخير في روضة النديه والحافظ محمد بن يوسف الكنجي في كفاية الطالب) امام ابو اسحاق ثعلبي رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی شخص نے سوال کیا کہ آیت سال سائل بعباد واقع کس کے حق میں نازل ہوئی جو سفیان بن عیینہ سائل سے کہنے لگے تو مجھ سے ایک ایسا مسئلہ پوچھتا ہے کہ مجھ سے پہلے مجھ سے کسی نے نہیں پوچھا مجھ سے جناب امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام روایت اپنے تباری کرام سے بیان فرماتے تھے کہ جب حضرت علی علیہ السلام غدیر خم کے مقام پر پہنچے اور لوگوں کو جمع کر کے سب سے پہلے جناب امیر کا ہاتھ پکڑ کر

ارشاد فرمایا جس کلمہ میں مولا ہون پس اسکا علی مولا ہے اور یہ بات سب لوگوں میں اور تمام جگہ مشہور ہو گئی
 یہ خبر عمارت بن قحطان الغفیری کو معلوم ہوئی وہ اپنے ناقہ پر سوار ہو کر جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 حضور میں حاضر ہوا اور اپنے ناقہ کو ہٹا کر اس سواڑ کر اور خدمت میں پہنچ کر کہنے لگا یا رسول اللہ آپ
 نے ہم کو حکم دیا کہ ہم اس بات کی گواہی دیں کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ کے رسول
 ہیں ہم نے آپ کا یہ حکم مان لیا ہر آپ نے ہم کو پانچ وقت کی نماز کا حکم دیا وہ بھی ہم نے آپ کا حکم قبول
 کیا ہر آپ نے ہم کو زکوٰۃ دینے کے لیے ارشاد کیا وہ بھی ہم آپ کا حکم بجالائے ہر آپ نے ہم کو روزہ رکھنے
 کے واسطے کہا وہ بھی آپ کا فرمان ہم نے قبول کیا۔ ہر آپ نے ہم کو حج کرنے کا ارشاد کیا ہم اسکو بھی
 مان گئے اس پر ہی آپ رضی اللہ عنہ اس آیت نے ابن عمر کا بازو پکڑ کر اٹھایا اور انکو ہم پر فضیلت عطا کی اور
 فرمایا جس کلمہ میں مولا ہوں پس علی اسکا مولا ہے یہ بات حضور اپنی طرف سے فرماتے ہیں یا خدا کی طرف سے
 حضرت نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی کہ جسکے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے یہ بات خدا کی طرف سے ہے
 پس عمارت یہ کہتا ہوا اپنے ناقہ کی طرف لوٹ آیا۔ اے خدا اگر جو کچھ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے
 ہیں سچ ہے تو (سعاذ اللہ) ہم پر آسمان سے پھر رسیا یا ہمیں درد ناک پہنچا۔ جب وہ اپنے ناقہ کی طرف
 لوٹا ابی اس تک پہنچا ہی تھا کہ خدا تعالیٰ نے ہر ایک پھر بینکا جو اسکے سر پر لگا اور وہ بکی براہ
 سے نکل گیا پس خد تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ مانگا ایک مانگنے والے نے عذاب کو کافروں کے
 لیے ہونیوالا ہے۔ عذاب اسکی طرف سے ہے جو صاحب ہر شیر بہیون کا۔

(۲۹) عن ابی سعید الخدری قال لما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کت مولا فغلی مولا
 یوم غدیر خم قال حسان بن ثابت افاذن یا رسول اللہ ان اقول ابیاناً فقال رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم قل علی برکت اللہ فقل حسان یا معشر القریۃ اسمعوا شہادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم فقال ۛ ینادیہم یوم الغدیر یرہم ۛ یحکم واسمعوا للرسول منادیا ۛ وقال فمن مولا
 کہ وولیکم ۛ فقالوا الی سیدنا وانا لک معادیا ۛ الیک مولانا وانت ولینا ۛ ولین تجدن فی
 ذلک الیوم عاصیا ۛ فقال لہ قم یا علی فانتی ۛ رضیتک من بعدی اماماً ما وھدنا ۛ فقم
 کت مولا ۛ فھذا ولیہ ۛ فکونوا لہ انصاراً صدق موالیا ۛ ھناک دعا اللہم وال ولیہ ۛ
 وکن للذی عادی علیہ معادیا ۛ فخص بھادون البریت کلھا ۛ علیاً وسماہ والوزیرا المواخیا ۛ
 راخرجنا بولیکم مع رسولنا وبعثنا فیماتل من القرآن فی علی واخلط بھما زعم فی المناقب و
 سبط بن الجوزی فی تذکرہ خواص الامم والسیوطی فی کتابہ المسمی باز ۛ ہا زعمنا حقاً الشعلانی

من الاشعار ومحمد بن يوسف الكنجي الشافعي في كفاية الطالب والمحضر في فرائد السعطين والنظري
 في خصائص العلوية ابو سعيد خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حبیب انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ کے مقام
 پر ارشاد کیا کہ جسکا میں مولا ہوں پس اسکا علی مولا ہے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ
 مجھے چند اشعار پڑھنے کی اجازت ہوا آپ نے فرمایا خدا کی برکت سے بیان کر حسان کہنے لگے اے خدیجہ کے
 لوگو جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی گواہی کو سنو اور یہ اشعار بیان لیے سے خدیجہ کے
 روزانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو خدیجہ کے مقام پر پکارا۔ اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے کیا عمدہ مٹادی کی۔ فرمایا تمہارا کون مولا اور ولی ہے۔ ان لوگوں نے جو اس مقام میں سرکشی نہیں
 کرتے تھے عرض کیا۔ تیرا خدا ہمارا مولا ہے اور تو ہمارا ولی ہے۔ اس آج کو روز سو تو ہمیں مافران
 نہیں پائیگا۔ پس حضرت نے فرمایا اے علی اللہ کٹر اہو بے شبہ میں پوچھنے پر بعد امام اور ہادی پسند کیا
 ہے۔ پس جسکا کہ میں مولا ہوں اسکا یہ ولی ہے تم لوگ اسکے سچے مددگار بنجاؤ وہ میں آپ کے دعا کی کہ بار
 الہا علی کے دوست کو دوست رکھیو۔ اور علی کے دشمن کو دشمن رکھیو۔ پس تمام خلقت کو سوا علی کو اور
 خصوصیت کو ساتھ مخصوص کیا اور انکا نام وزیر اور ہائی رکھا۔

(۳۰) عن ابن عباس قال لما امر رسول الله صلى الله عليه وآله ان يقوم بعلي فقبل له ما قال فقال
 صلى الله عليه وآله يا رب انفعني حليثي واعمد بجاهلية ثم مضى بحجبه فلما أقبل راجعاً ونزل بغدير
 خم أتزل الله عليه يا ايها الرسول بلغ ما أنزل اليك من ربك فأنزلت فقبل فمابلغت رسالته والله
 بعصمك من الناس فاخذ بعضه على ثم خرج الى الناس فقال يا ايها الناس المست اولى بكم من
 انفسكم قالوا بلى يا رسول الله قال اللهم من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد
 من عاداه واخلف من خلفه وانصر من نصره واخبر من اخبره وانقض من انقضه قال ابن
 عباس فوجبت والله في رقاب لقوم وقال حسان بن ثابت يناديهم يوم الغدير يقيم الزمان
 ابوبكر بن مردويه ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو باری
 تعالیٰ عز و جہ کا حکم ہوا۔ کہ علی کو انکا لوگوں کے سامنے کر دین اور جو کچھ کہنا ہے کہہ دین حضرت نے
 بارگاہ مآلہ میں عرض کی اے میرے پیر و مددگار میری قوم ابھی جاہلیت سے نئے عہد سلام والی ہے
 ہے شاید اس امر کو نہ یاقین نہ پر آپ سچ کو تشریف لے گئے۔ جب آپ وہاں سے واپس ہو کر خدیجہ کے
 پہنچے خدا تعالیٰ نے جو آیت نازل فرمائی۔ اے رسول ہو پوچھا دے اس امر کو جو میری طرف تیرے
 رب سے نازل ہوا ہے اگر نہ دیکھا تو نہ دیکھو اسکی رسالت کو نہ پوچھا یا اے اللہ تعالیٰ لوگوں سے

ابو ہوسی المدینی نے یہ حدیث کو اپنی کتاب سلسل بالاسما میں روایت کیا ہے اور وہ کہتا ہے ایک جہ سے یہ حدیث
 یہی سلسل ہے کیونکہ ہر ایک فاطمہ نام رکھنے والی محدثہ یہ حدیث کو اپنی پہوپی سے روایت کیا ہے اور یہ پانچ
 ہستیوں کی روایت ہر ایک اپنی پہوپی سے روایت کرتی ہے اور محمد جزری صاحب حصن حصین شریف
 نے یہ حدیث کو اپنی المطالبین اور عبد اللہ بن احمد بن ابرہیم بن احمد المقدسی الصالحی الحنبلی نے بھی روایت کیا
 (۳۲) عن علی ز النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم فقال من کنت مولاه فعلی مولاه قال فزاد
 الناس بعد اللہم وال من ولایہ وعاد من عاداکم اخرجہ ابن راہویہ والمتقی فی کتالعمال وعبد اللہ
 ابن احمد فی المسند وابن المغازی فی المناقب والحاملی فی اسالیہ جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے
 کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا ہاتھ پکڑ کر غدیر خم کے روز ارشاد کیا جسکا کہ میں ہوں اسکا علی ہوں
 ہر لوگوں نے اس پر بڑا دیا کہ اسے ہمارے پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو
 حبلے دشمن رکھے +

(۳۳) عن رفاعہ بن ایاس الضبی عن ابيه عن جده قال کنت مع علی فی الجمل فبعث الی طلحة ان یلقی
 فلقیہ فقال انشدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاه فعلی مولاه اللہم
 وال من ولایہ وعاد من عاداکم قال نعم قال فلم تقا تلنی فانصرف طلحة عن قتالہ اخرجہ ابن عساکر
 فی تاریخہ والمتقی فی کتالعمال والحاکم فی المسند (۳۴) رفاعہ بن ایاس الضبی اپنے والد سے اور وہ اس کے
 دادا سے ناقل ہر کہ میں جمل کے روز جناب امیر علیہ السلام کی سمیت میں تھا جناب امیر نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلا
 بھیجا کہ مجھ سے ملاقات کریں طلحہ انکے پاس حاضر ہوئے جناب امیر نے فرمایا میں تمکو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں
 کہ کیا تم نے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جسکا کہ میں ہوں اسکا علی ہوں اسکا
 مولی ہے اور میرے پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھو اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن
 رکھے طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں نے سنا ہے جناب امیر نے فرمایا پس تم کمپن میرے ساتھ جنگ کرتے
 ہو طلحہ رضی اللہ عنہ جناب امیر کے ساتھ جنگ کرنے سے ٹوٹ پڑے +

(۳۴) عن جریر بن عبد اللہ الجلی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یکن اللہ ورسولہ مولاه
 فان هذا مولاه یعنی علیا اللہم وال من ولایہ وعاد من عاداکم اللہم من احبہ من الناس فکن لہ
 حبیباً ومن ابغضہ من الناس فکن لہ بیضاً اللہم انی لا اجد احداً استودعہ فی الارض بعد العبد
 الصالحین غریک فاقض فیما لخصنی (اخرجہ الطبرانی) قال بشر قلت من ہلک من العبدین الصالحین
 قال لا ادری (جریر بن عبد اللہ الجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا

جسکے لیے اللہ اور اس کا رسول مولا ہے لیکن تحقیق اسکے لیے یہ یعنی علیؑ ہے اسے خدا لوگوں میں سوجھو سہو
دست رکھے ہیں تو اسکا دوست بنجا۔ اور جو شخص کہ لوگوں میں سے اسکا دشمن بنے تو اسکا دشمن بنجا
اے میرے پروردگار میں زمین میں بعد دونیک بندوں کے تیرے سوا کسی کو نہیں پایا کہ میں اسے اسکو
سپر کروں نہیں تو ان میں نیکی کے ساتھ احکام جاری فرما۔

(۳۵) عن حبشی بن جنادۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنت مولاً فعلی مولاً اللہم
وال من واولاہ وحاد من عاداہ وانصر من نصرہ واعد من اعداہ راخرجه الطبرانی وابن قاتم حبشی
ابن جنادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جسکا کہ میں مولا ہوں اس پر
اسکا علیؑ مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھ اے جو اسے دوست رکھو اور دشمن نہ کر اے جو اسکی دشمن
کرے اور مدد کر اے جو اسکی مدد کرے۔

(۳۶) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وقد جاءہ اعرابیان یختصمان فقال لعلی اقص بینہما یا ابا
الحسن فقص علیہ بینہما فقال احدهما اھذا یحییٰ بیننا فوتب علیہم اخذ تلہیبہ وقال یحییٰ
اما تدیری من ہذا ہذا مولای ومولی کل مؤمن من ہذا یکن مولاً فلیس بمؤمن راخرجه ابن
السمان فی المواقف والخواندق فی المناقب والدارقطنی ومحب الطبری فی اللوایض النضرہ فی فضائل
العشرۃ جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس دو اعرابی جبکڑتے ہوئے آئے حضرت عمرؓ نے جناب
علیؑ علیہ السلام سے عرض کیا یا ابا الحسن آپ انکا فیصلہ کر دیں جناب علیؑ نے انکا فیصلہ کیا ایک شخص ان
دونوں میں سے کہنے لگا یہ کیا ہمارا فیصلہ کریں گے عمر رضی اللہ عنہ نے کوکر اسکا گریبان پڑ لیا اور کہنے لگا
افسوس جو تجربہ تو نہیں جانتا یہ کون ہے یہ میرا اور ہر ایک مومن کا مولیٰ ہے جس کا کہ یہ مولا نہیں وہ مومن نہیں

(۳۷) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وقد نازعہ رجل فی مسئلۃ فقال بینی و بینک ہذا
الجالس واشتدالی علی فقال الرجل لیس ہذا الا بطن فتعوض عمر واخذ تلہیبہ ختم شالہ بالاض
ثم قال اتدیری من منعت ہذا مولای ومولا کل مؤمن راخرجه ابن السمان ومحب الطبری جناب
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ایک شخص کسی مسئلہ پر تنازع کرنے لگا آپ نے فرمایا میرے اور تیرے درمیان
یہ بیٹیا ہوا شخص منصف ہو اور جناب علیؑ علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا وہ شخص کہنے لگا یہ شخص تو
توند کے سوا اور کچھ ہی نہیں ہے عمر رضی اللہ عنہ نے انکا اسکا گریبان پڑ لیا اور ہگو زمین پر سے مارا
اور پھر کہنے لگے کیا تو جانتا ہے کہ تو نے کس کی تحفیر کی ہے یہ تو میرا اور ہر ایک مومن کا مولا ہے۔

(۳۸) عن سالم قیل لہ عمر بن الخطاب انک تصنع علی شیتا ما تصنع باحد من اصحاب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم قال انہ مولای راخرجه بن السمان والخوارزمی والدارقطنی ومحب المطبری فی الریاض
ابن حجر فی الصواعق المحرقة وعبد المرفق المناوی فی فیض القدیر (سالم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے)
کہ جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ جو رعایت کہ جناب علی علیہ السلام کے ساتھ کرتے ہیں وہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے صحابہ کے ساتھ نہیں کرتے ہیں اسکی کیا وجہ ہے عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں
وہ میرا سولے ہے +

(۳۹) عن سعید بن وہب عبد خیر قال سمعنا علیاً یقول بالرحبة الکوفة انشأ اللہ من مع رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقام عداۃ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لم یشتدوا فھم معہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ذلک راخرجه الخافض عماد الدین اسماعیل
بن عمر الدمشقی الشہید بابین کثیر والنسائی فی الخصائص واحمد فی المسند سعید بن وہب
عبد خیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو کوفہ کی مسجد کھن میں فرماتے ہوئے سنا
کہ لوگوں کو قسم دیکر پوچھ رہے تھے کہ میں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے
ہوئے سنا ہو کہ جبکہ میں ہوں اسکا علی مولا ہے وہ اٹھ کر بیان کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند
صحابہ نے کثرت ہو کر گواہی دی کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے ۔

(۴۰) عن زاذان بن ابی عمر قال سمعت علیاً فی الرحبة وهو ینشد الناس من شہد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یوم خدیجہم وهو یقول ما قال فقام ثلثة عشر رجلاً فشدوا انھم معہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ راخرجه احمد فی المسند زاذان بن ابی عمر
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو کوفہ کی مسجد کھن میں لوگوں کو قسم دیکر پوچھتے ہوئے
سنا کہ خدیجہم کے سوا جو شخص کہ آنحضرت کے حضور میں موجود تھا وہ شخص بیان کرے جو کچھ کہ حضرت نے
فرمایا تھا۔ پس تیرہ آدمیوں نے کثرت ہو کر گواہی ادا کی کہ میں نے آنحضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جبکہ
میں ہوں اسکا علی مولا ہے +

(۴۱) عن زیاد بن ابی زیاد الاسلمی قال سمعت علیاً ینشد الناس فقال انشأ اللہ رجلاً
سم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقام اثنا عشر رجلاً فشدوا
راخرجه احمد فی المسند زیاد بن ابی زیاد اسلمی سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو لوگوں
کو قسم دیکر پوچھتے ہوئے سنا کہ میں ہر ایک مسلمان مرد سے جس نے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو
من کنت مولاہ فعلی مولاہ کا ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہو پوچھتا ہوں پس یہ صحابی جو شریک بدعت ہے

کثرے ہو کر اسکی گواہی دینے لگے *

(۲) عن سعید بن وہب بن زید بن بلیع قال نشد علی الناس فی الرجبة من مع رسول الله صلی الله علیہ وسلم
 يقول یوم غدیر خم قام مقام من قبل سعید مسته ومن قبل زید مسته فشهدوا انهم سمعوا رسول
 الله صلی الله علیہ وسلم يقول لعلي یوم غدیر خم الیس الله اولی بالمومنین قالوا بلی قال اللهم من كنت
 مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه راخرجه احمد والنسائی والبخاری
 وابن جریر) سعید بن وہب اور زید بن بلیع سے روایت ہو کہ جناب امیر لوگوں کو مسجد کعبہ میں قسم دیکر پوچھ
 رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غدیر خم کے روز جو کچھ کہ فرماتے ہوئے کسی نے سنا ہوا سکو چاہیے
 کہ وہ کثرا ہو کر بیان کرے پس سعید کی طرف چہ آدمی اور زید کی طرف سوچہ آدمی کثرے ہو گئے اور گواہی
 دینے لگے کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غدیر خم کے روز فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کیا خدا تعالیٰ مومنوں
 کے لیے اولیٰ بالتصرف نہیں ہے سب حاضرین نے عرض کیا بے شبہ خدا تعالیٰ تمام مومنوں کے لیے
 اولیٰ بالتصرف ہے۔ پس حضرت نے فرمایا اے میرے پروردگار جبکہ کہ میں ہوں اسکا علی ہوا ہے اے
 میرے پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھو اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے *
 (۳) عن عمر بن سعد انه سمع علیاً وهو یبشیر الناس فی الرجبة من مع رسول الله صلی الله علیہ وسلم
 وسلم يقول من كنت مولاه فعلي مولاه فقام بجنعة حشر فشهدوا راخرجه النسائی) عمر بن سعد
 سے روایت ہو کہ اس نے جناب امیر کو کوفہ کی مسجد کعبہ میں لوگوں کو قسم دیتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے ان
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہو کہ جبکہ کہ میں ہوں پس اسکا علی ہوا ہے، وہ بیان
 کرے۔ اس پر کہتے آدمیوں نے اسکی شہادت بیان کی *

(۴) عن عمر بن مرقہ قال شهدت علیاً فی الرجبة یبشیر اصحاب محمد صلی الله علیہ وسلم انکم سمع
 رسول الله صلی الله علیہ وسلم يقول یوم غدیر خم ما قال فقام اناس فشهدوا انهم سمعوا رسول الله
 صلی الله علیہ وسلم يقول من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه واجب
 من احبه وابتغى من ابغضه وانصر من نصره راخرجه النسائی فی الخصائص) عمرو بن مرقہ سے
 منقول ہے کہ میں نے جناب امیر کو کوفہ کی مسجد کعبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو قسم دیکر
 پوچھتے ہوئے پایا کہ تم میں سے غدیر خم کے روز جو کچھ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کسی نے سنا
 ہو تو بیان کرے چند لوگ کثرے ہو کر گواہی دینے لگے کہ انہوں نے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے
 کہ جبکہ کہ میں ہوں پس علی اسکا ہوا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھا اسے جو اسے دوست رکھو

اور دشمن رکھ کر اسے حواسے دشمن رکھے اور محبت کر اس سے جو اس سے محبت کرے اور بغض کرے کما سکا جو اس کا بغض رکھے اور مدد کرے اس کی مدد کرے ۔

(۴۴) عن حمیر بن سعد قال شهدت علیاً علی المنبر ینشد احباب محمد صلی اللہ علیہ وسلم من سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم الا قام فشهد فقام اثنا عشر رجلاً منهم ابو ہریرۃ و ابو سعید و انس بن مالک فشهدوا انہم سمعوا من کنت مولاه فعلی مولاه اللہم وال من وکلاء و عادی من عاداء راخو جہ بن کثیر فی تاریخہ و الطبرانی فی الاوسط و المتقی فی کنز العمال عمیر بن سعد بن مسعود یقول ہے کہ میں نے جناب امیر کو منبر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کبار کو قسم دیکر پوچھتے ہوئے پایا کہ جس کو اپنے غدیر خم کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو سنا ہو وہ انکار اس کی گواہی بیان کرے پس پانچ بھائی جن میں ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری اور انس بن مالک بھی تھے انکار بیان کرنے لگے کہ انہوں نے نہ حضرت کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جب کا میں مولا ہوں پس علی اس کا مولا ہے اسے میرے پروردگار دوست رکھ کر اسے جواب سے دوست رکھے اور دشمن رکھ کر اسے حواسے دشمن رکھے ۔

(۴۵) عن عبد الرحمن بن ابی لیل قال شهدت علیاً فی الرحبہ ینشد الناس انشد اللہ من سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یوم غدیر خم من کنت مولاه فعلی مولاه لما قام فشهد قال عبد الرحمن فقام اثنا عشر رجلاً کان فی النظر الی احدهم علیہ سراویل قالوا نشهد اننا سمعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یوم غدیر خم الست اولی بالمؤمنین من انفسہم و ازواجہ امہاتہم قلنا بلی یا رسول اللہ قال فمن کنت مولاه فعلی مولاه اللہم وال من وکلاء و عادی من عاداء راخو جہ احمد فی المناقب و ابو یعلی فی المسند و ابن کثیر فی تاریخہ و سعید بن منصور و الخطیب و المتقی فی کنز العمال و الدارقطنی و ابن جریر فی تاریخہ عبد الرحمن بن ابی لیل کہتا ہے کہ میں نے جناب امیر کو فسطاط مسجد کرمین میں لوگوں کو قسم دیکر پوچھتے ہوئے دیکھا کہ میں خدا کی قسم دیکر اس شخص سے پوچھتا ہوں جس نے کہ غدیر خم کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو من کنت مولاه فعلی مولاه فرماتے سنا ہے ۔ چاہیے کہ وہ شخص انکار بیان کرے عبد الرحمن کہتا ہے کہ بارہ بدی صحابی کثرت سے ہو گئے مجھے آج تک ان میں سے ایک کا لباس نگاہ میں کہ وہ سراویل پہنے ہوئے تھا ۔ پس وہ لوگ کہنے لگے ہم گواہی دیتے ہیں کہ میں نے حضرت کو غدیر خم کے روز فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کیا میں ہوں منوں کی جان سے اولی نہیں ہوں اور میری ازواج انکی ہائیں نہیں ہیں حاضرین نے عرض کیا بے شہادت آپ اولی ہیں اور آپ کے ازواج امہات ہوں میں نے حضرت کو فرمایا پس جس کا کہ میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے اسے خدا دوست رکھ کر اسے حواسے دوست رکھے اور

رضی اللہ عنہما کے جواب سے دشمن رکھے ۔

۴۴، عن ابی الطفیل ان علیاً قال: محمد بن عبد اللہ انشد بآلہ من شہد یوم غدیر خم الاقام ولا یقیم رجل یقول نبئت اوبلغنی الا وبل سمعت اذناہ ووعاہ قلبہ فقدم سبعة عشر رجلاً منهم خزیمہ بن ثابت وسہل بن سعد وعلی بن حاتم وعقیبہ بن عامر و ابو ایوب الانصاری وابو لیلیٰ والہیثم بن الہیثم وابو سعید الخدری وفریح الخزاعی وابو قدامۃ الانصاری ورجال من قریشی فقال علی ہا تو ما سمعتم فقالوا نشہد انا اقبلنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجة الوداع حتی اذا کان الظہر خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فام فی عجرات فشد بن والقاہلین ثوبہ ثم نادى بالصلوۃ فخرنا فضلینا ثم قال محمد بن واثنی علی ثم قال ایہا الناس ما انتم قائلون قالوا قد بلغت قال اللہ ثم قال ثلاث مرات فقال انی اوشک ان ادعی فاجیبہ انی مستول وانتم مستول ثم قال الا ان دما نکم واموالکم حرام کحرمتہ یوہ کہ هذا وحرمتہ شہرکم هذا اوصیکم بالنساء ووصیکم بالجار ووصیکم بالممالیک ووصیکم بالعدل والا حسان ثم قال ایہا الناس انی تبارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہل بیہ فانہما لن یفترقا فکونوا علی الخوض بنانی بذلك اللطیف الخیر خماخذہ علی فقال من کنت مولاً فلی مولاً فقال علی صدقتم وانا علی ذلک من الشاغل واخرجہ بن عقیقہ وابو حاتم محمد بن حبان البستی ومحب الدین الطبری فی دیان النضرہ وابن عساکر والسموکی فی جوامع العقائد ابو الطیلس ضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے خطبہ میں خدا کی حمد کے بعد فرمایا میں خدا کی قسم دیکھ اس شخص کو جو غدیر نہم کے روز حاضر ہوا ہے کٹرا ہونیکے لیے کستا ہوا اور وہ شخص ہرگز نہ لپٹے جو یہ کہے کہ مجھے خبر تھی ہے یا مجھے خبر تھی ہے بلکہ وہ شخص بیان کرے کہ جسکے کانوں نے سنا ہوا اور دل نے یاد رکھا ہوا پس سترہ آدمی کھڑے ہو گئے ان میں خزیمہ بن ثابت اور سہل بن سعد اور علی بن حاتم اور عقیبہ بن عامر اور ابو ایوب الانصاری اور ابو لیلیٰ اور ابو الہیثم اور ابو سعید الخدری اور فریح الخزاعی اور ابو قدامۃ الانصاری ضی اللہ عنہ: نیز قریشیوں اور آدمی بھی موجود تھے جناب امیر نے فرمایا بیان کر دیتے کیا سنا ہے وہ کہنے لگے ہم حج الوداع سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رکاب سعادت میں مکہ سے واپس آ رہے تھے کہ ظہر کے وقت حضرت باقر شریف لائے اور فرمود کہ کھاٹ جہانٹ کر نیکا حکم دیا اور انہیں کھڑا کر دیا گیا۔ پھر زمانہ کے ایسے سادہ بھائی گئی ہم سب لوگ اپنے خیموں میں سے نکل کر لیے باہر نکلے حضرت نے کھڑے ہو کر خطبہ میں خدا کی صفت و ثناء کے بعد بیان کیا ایسے لوگو تم کیا کہتے ہو حاضرین نے عرض کیا آپ نے خدا کا پیغام پوچھا دیا۔ بات کو میں دفعہ فرما کر

ان بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا کہ میں ہولا ہوں پس اس کا علی ہولا ہے اور پوروں کا دوست کہ اسے چاہیے دوست کہو اور دشمن کہ اسے چاہیے دشمن کہو اور بغضیل کہتا ہے کہ میں وہاں ہوں لکلا اور میرے دل میں درد ہے حدیث کی نسبت شک پیدا ہو گیا پس میں زید بن ارقم سے ملا اور میں نے ان کو کہا میں نے جناب امیر سے یہ کچھ سنا ہے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہنے لگے تحقیق میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات فرماتے ہوئے سنا ہے ابو نعیم کہتے ہیں کہ میں نے فطر سے جس نے کہ یہ روایت کی ہے پوچھا کہ جناب امیر کی وفات میں اور ان کے اس قول میں کتنے دنوں کی مدت تھی وہ بیان کرنے لگا پورے سو دن کی مدت تھی *

۱۵۰ عن رباح بن الحارث قال جاء رطل الحلي بالرجبة فقالوا السلام عليك يا مولانا فقال كيف اكلت مولانا وانتم قوم عرب قالوا سمعنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من كنت مولاه فعلي مولاه قال رباح فلما مضوا اتبعهم فالت من هؤلاء قالوا نفر من الانصار فيهم ابو ايوب الانصاري راخو جبه احمد في المسند وابن السمان وابن المغازي والمخلصون لذهي محب الطبري في الرياض النضرة في فضائل العشرة والملاح على القاري في المرقاة شرح المشكاة والطبراني في مسند ابى ايوب في المعجم الكبير رباح ابن الحارث ناقل ہیں کہ کوفہ کے مسلمان ہیں ایک گروہ نے جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا۔ السلام علیکم یا رسولنا جناب امیر نے فرمایا میں تمہارا مولانا کس طرح سے ہو سکتا ہوں حالانکہ تم قوم عرب ہو وہ کہنے لگے کہ میں نے جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب کا میں ہولا ہوں پس اس کا علی ہولا ہے رباح کہتا ہے جبکہ وہ لوگ وہاں تھے گئے تو میں ان کے پیچھے ہولیا اور پوچھا یہ کون لوگ تھے لوگوں نے کہا یہ انصار کا گروہ ہے اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہی انہیں میں ہیں *

۱۵۱ عن رباح قال بينما انا جالس اذا جاء رجل فدخل عليا اثر السفر فقال السلام عليك يا مولانا قال علي من هذا قالوا ابو ايوب الانصاري قال علي اخرجوا له نفر جواله فقال ابو ايوب سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من كنت مولاه فعلي مولاه راخو جبه احمد في المناقب والبغوى في معجمه وابن ابى شيبة واسماعيل بن حماد المعروف بابن كثير في تاريخه ومحب الطبري في الرياض النضرة والطبراني في مسند ابى ايوب في المعجم الكبير رباح بن حارث کہتے ہیں کہ ایک روز جناب امیر پیش رو ہوئے تھے کہ ناگاہ ایک شخص آجس پر سفر کے آثار نمایاں تھے اور اگر کہنے لگا السلام علیک یا رسولنا جناب امیر نے فرمایا یہ کون ہو لوگوں نے عرض کیا یہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہیں جناب امیر نے ارشاد کیا ان کے لیے جگہ چوڑی دو لوگ اس جگہ سوہٹ گئے پس ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں نے جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے جس کا کہ میں ہولا ہوں پس اس کا

علیؑ کا ہے ۔

۵۲۰) عن عبد الله بن سعد بن ذرارة عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كنت مولاه فعلي مولاه راخو بن عقدة وابو سعيد مسعود بن ناصر البجستانی فی کتاب اللوایۃ) عبد الله بن سعد بن ذرارة اپنے والد بن ذرارة سے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس کا کہ میں مولا ہوں پس علیؑ اس کا مولا ہے ۔

۵۲۱) عن ذر بن حنیث قال اخرج علی من القصر فاستقبله کما فی متقدم فی فیو علیہم العائم علی عہد بصر فقالوا السلام علیک یا مولانا فقال علیؑ بعد ما دعا السلام علیہم من ہنا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اثنا عشر رجلا منهم خالد بن زید وابو ایوب الانصاری وخرمیر بن ثابت ذو الشہادۃ ثانی وثابت بن قیس بن شماس وعمار بن یاسر وابو الہیثم بن الیہمان وهاشم بن عتبہ وسعد بن ابی وقاص وجبیب بن بدیل بن ورقاء فشہدوا انہم سمعوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غد یختم من کنت مولاه فعلي مولاه فقال علیؑ لاس بن مالک والبراء بن عازب ما منعكما ان ان تقوموا للشہد فقد سمعتما کما سمع القوم فقال اللہم انکمما ہما معاندان بلہما فاما البراء فہو فکان یسال عن منزله فیقول کیف یرشد من ادركته الدعوة واما ابنی فقد برصت قد ساء وقیل لہما استشہدا علی قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاه فعلي مولاه اعتلدا بالنیان فقال علیؑ اللہم ان کان کاذبا فاضربہ ببیاض او بوجع لا توارید العامة فبرص وجہ فسد بعد ذلک برقع علی وجہ راخو بن جمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ المحدث فی الاربعین) نزد جن حبش قتل میں کہ ایک روز جناب امیر علیہ السلام قصر سے برآمد ہوئے انکے سامنے عمار پوش تلوار میں لپکا ہوئے چند سوار آئے جبکہ چہرہ سے معلوم ہوتا تھا کہ ابی سفیر سے آئے ہیں انہوں نے جناب امیر سے کہا السلام علیک یا مولانا جناب امیر نے انکو جواب سلام دیکر فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سو کون شخص اس مقام پر موجود ہے بلکہ آدمی جن میں خالد بن زید اور ابو ایوب انصاری اور خرمیر بن ثابت ذوالشہادۃ ثانی وثابت بن قیس بن شماس اور عمار بن یاسر اور ابو الہیثم بن الیہمان اور ہاشم بن عتبہ اور سعد بن ابی وقاص اور جبیب بن بدیل بن ورقاء رضی اللہ عنہم ہی تھے انہوں کو اسی دینے لگے کہ ہم نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جس کا کہ میں مولا ہوں اس کا علیؑ مولا ہے جناب امیر نے انس بن مالک اور براء بن عازب کو کہ تمہیں یاد ہے کہ گواہی دینے سے کس نے بند کیا ہے تم نے ہی سنا تھا جو کچھ کان لوگوں نے سنا تھا پس جناب امیر نے دعا کی اے پروردگار اگر انہوں نے گواہی کو عناد کیو جب

چھاپا ہے تو انکو ناگہانی بلا میں مبتلا کر پس بلا بن عازب اندب ہو گئے یہاں تک کہ اپنے گھر کا ہستہ بچھا کر
تھے اور کہا کرتے تھے ہلا وہ شخص کیونکر رہ سکتا ہے جسکو بد دعا لگی ہو۔ اور انس بن مالک کا یہ حال تھا
کہ اٹھکے پاؤں پر جس پیدیا ہو گیا اور یہی ہوا بیت ہو کہ جب جناب امیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد
یعنی جب کامین ہوا ہوں پس انکا علی طلب ہے پر لوگوں سے گواہی طلب کی انس بن مالک نے نسیان کا عذر
پیش کیا جناب امیر نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار اگر یہ شخص جوڑا ہے تو اسے جس کی مرض
میں مبتلا کر دے کہ عمار سے نہ چپکے پس انس رضی اللہ عنہ اس اپنے موند کے برص کو برقع میں چھپا
رکھتے تھے ۔

(۴۷) عن طلحة بن عمار قال شهدت علياً المناب ناشداً أصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله
وفهم أبو سعيد و أبو هريرة و انس و هم حول المنبر و علي على المنبر و حول المنبر اثنا عشر رجلاً من الأنصار
و المهاجرين فقال علي لشد تكربا لله هل سمعتم رسول الله صلى الله عليه وآله يقول من كنت
فعلى مولا فقاموا كلهم و انس بن مالك في القوم لم يشهد فقال له يا أمير المؤمنين ما صنعت يا
انس ان تشهد و قلت نعمت ما سمعوا قال يا أمير المؤمنين كبرت و نسيت فقال أمير المؤمنين اللهم
ان كان كاذباً فاعزبه بياض او بوجع لا تقاربها العامة فقال طلحة بن عمار فاشهد بالله ان قد أتيت
ببعضاين عيدينه راخو حبه ابو نعيم وابن مردويه (طلحہ بن عمار کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام
کو منبر پر پایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو قسم دے رہے تھے ان میں ابو سعید خدری اور
ابو ہریرہ اور انس بن مالک ہی منبر کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے اور جناب امیر منبر پر تشریف رکھتے تھے
اور منبر کے ارد گرد مہاجرین و انصار سے بارہ بکی صحابی موجود تھے پس جناب امیر نے ان کو کہا
میں تمکو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ کھنت مولا فعلی ہوا کے ارشاد
کو سنا ہو پس جب لوگ کھڑے ہو گئے۔ انس بن مالک ہی لوگوں میں موجود تھے انہوں نے گواہی دی
جناب امیر المؤمنین نے انس بن مالک سے فرمایا تمکو شہادت دینے سے کس بات نے روکا ہے باوجودیکہ
تم نے ہی سنا تھا جو کچھ کہ ان لوگوں نے سنا تھا۔ انس نے کہنے لگے یا امیر المؤمنین میں بوڑھا ہو گیا ہوں
مجھے یہ بات بھول گئی ہے جناب امیر نے دعا کی اے میرے پروردگار اگر یہ جوڑا ہے تو اسے جس
کی مرض میں مبتلا کر دے کہ اسے یہ عمار سے نہ چپا سکے طلحہ بن عمار کہتا ہے کہ میں خدا کو گواہ کر کے
کہتا ہوں کہ میں نے انس بن مالک کی پیشانی پر وہ سفید دھبہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ۔

(۴۸) عن زيد بن ارقم قال قال علي انشد الله رجلاً سمع النبي صلى الله عليه وآله يقول من كنت

مولاء فعلی مولاء اللہم وال من زلالہ وعاد من عاداء قتام اثنی عشر بدیریا من جانب الایسر ومن بجانب
الایمن فتعدوا بذلك قال زید بن ارقم کنت فین مع فک فکفته فذهب الله بیه وکان یندم علی
ما فاتہ من الشہادۃ ولیتغفر راخرجہ ابو بکر بن مرزوق والفقیر ابن المغازلی واخرجہ الطبرانی فی
المعجم الکبیر فی مسند زید بن ارقم زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتہ میں کہ جناب امیر نے ان لوگوں کو قسم دیکر
بوجہ جنوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جسکا میں مولانا ہوں پس اسکا علی مولانا ہے اور
اسے میرے پروردگار دوست رکھیو اسے جواب دے دوست رکھو اور دشمن رکھیو اسے جواب دے دشمن رکھو پس
بارہ اصحاب بدر کثرتے ہو گئے چہرہ دہنی طرف سے اور چہرہ بائیں طرف سے اور انہوں نے گواہی ادا کی زید بن
ارقم کہتہ میں میں ہی نہیں میں سے تھا جن لوگوں نے یہ حدیث کو حضرت موسیٰ بن جابر نے سنا تھا
چہا یا خدا تعالیٰ میری بصارت کو لے گیا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اس شہادت کے دینے سے ناام
رہا کرتے تھے اور استغفار کیا کرتے تھے ۔

(۵۶) عن غیر بن سعد قال قال علی النبی انشد رجلا من رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یقول یوم غد یختم
من کنت مولاه فعلی مولاه اللہم وال من زلالہ وعاد من عاداء الاقام وشهد وتحت المنہا من بن
مالک والبراء بن عازب وجویر بن عبد الله البجلی فاما دعا فلم یجبه احد فقال اللہم من کتم هذا الکلمۃ
وهو یعرفها فلا تخرجه من الدنیا حتی تجل به آیتہ یعرف بها قال فیرض الشرفی البراء ورجل جریو اعراہ
بعد ہجرتہ فاتی الشراۃ فمات فی بیت امہ راخرجہ ابو الحسن احمد بن حبیہ البلاذری فی انساب الاشراف
عمیر بن سعد ناقل ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے منبر پر چڑھ کر لوگوں کو قسم دی کہ جس شخص نے غدیر خم کے روز آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے من کنت مولاه فعلی مولاه اللہم وال من زلالہ وعاد من عاداء کی حدیث کو سنا ہو وہ کترا ہو کہ
بیان کرے پس لوگوں نے گواہی ادا کی منبر کے نیچے انس بن مالک اور براء بن عازب اور جویر بن عبد الله البجلی
ہی بیٹھے ہوئے تھے جناب امیر نے مکرر اسکو فرمایا لیکن ان میں سے کسی نے کچھ نہ کہا جناب امیر نے فرمایا بار الہا
جس شخص نے اس شہادت کو چہا یا ہے باوجود اسکے کہ وہ اسکو جانتا ہے اس شخص کو ہر وقت تک نہ مارو جب
تاکہ تو اسکے لیے کوئی نشانی نہ مقرر کر دے کہ وہ اس کو دنیا ہی میں پہچانا جائے عمیر بن سعد کہتا ہے پس اس
سبب سے ہو گئے اور برابر اندھے ہو گئے اور جویر کو اس کرنے سے روک دیا اور اپنی والدہ ماجدہ کے گھر
میں دنیا سے انتقال کیا ۔

(۵۷) عن عبد الرحمن بن ابی لیلی قال خطب علی فقال انشدنا اللہ امر فشدت الاسلام مع رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم اخذ بید علی یقول الست بکم یا معشر المسلمین من انتم کرم قالوا بلی یا

رسول اللہ قال من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه وانصر من نصره واخذل من خذله الا قام قشعرا قام بضعة عن رجب لا قشعرا او كتم قوم فمافنا من الدنيا حتى عمواد برصوا راخو جہ الدار قطی وابن کثیر فی تاریخہ عبد الرحمن بن ابی لیلیہ سے مروی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے خطبہ ارشاد کیا اور فرمایا میں اس پر خدا کو کہ جس نے اسلام قبول کیا ہے قسم دیتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے کہ علی کا ہاتھ پکڑ کر غدری ختم کے روز کیا تھا پوچھتا ہوں کہ جس شخص نے حضرت سے من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه وانصر من نصره واخذل من خذله کی حدیث کو سنا ہو وہ اشکر اسکی شہادت بیان کرے پس اس پر کتنے آدمیوں نے کترے ہوئے گواہی دی اور ایک گروہ صحابہ نے اس شہادت کو چپا یا پس وہ لوگ تبتک دنیا سے عالم آخرت کو نہیں گئے جب تک کہ وہ اندھے اور مبصرین نہیں کیے گئے ۔

(۵۸) عن ابن اسحاق قال حدثني من لا احصى ان عليا نشد الناس في الرحبة من سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه فقام قفر قشعرا ثم قام بمواخلك من رسول الله صلى الله عليه وسلم وكتم قوم فما خرجوا من الدنيا حتى عمواد برصوا واصابتهم آفة منهم يزيد بن ود بقة وعبد الرحمن بن مدبر راخو جہ ابو موسی وابن الاثیر فی اسد الغابہ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ ناقل ہیں کہ مجھ سے بہت سے آدمیوں نے بیان کیا جنکا میں شمار نہیں کر سکتا کہ جناب امیر علیہ السلام نے رحبہ میں لوگوں کو قسم دیکر پوچھا کہ جس سے من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه کی حدیث کو سنا ہو بیان کرے پس چند آدمیوں نے کترے ہوئے گواہی دی کہ انہوں نے اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔ اور ایک گروہ نے اس حدیث کو چپا یا وہ جب تک کہ اندھے اور مبصرین کسی اور بلا میں مبتلا نہیں ہوئے دنیا سے آخرت کو نہیں سد ہارے چنانچہ یہ ابن ودیعہ اور عبد الرحمن بن مدبر ہی انہیں میں سے تھے ۔

(۵۹) عن عائشة بنت سعد سمعت اباها يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الحجة واخذ بيد علي فخطب ثم قال ايها الناس اني وليكم قالوا صدقت ففرغ يد علي فقال وليي والمودعي عنى وان الله موالي من والاه وسعاد من عاداه راخو جہ بن جرير وقال الذهبي هلا حديثي حسن فخر بن عائشة بنت سعد اپنے والد صاحب سے ناقل ہے کہ میرے والد کہتے تھے کہ میں نے حجہ کے روز جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ علی کا ہاتھ پکڑ کر آپ نے خطبہ ارشاد کیا اور فرمایا اے لوگو کیا میں تمہارا ولی ہوں حاضرین نے عرض کیا آپ بجا فرما رہے ہیں حضرت نے جناب امیر کا ہاتھ بلند کر کے فرمایا یہ میرا

قالی ہے اور میری جانب سوا کرنے والا ہے تحقیق خدا دوست رکھنے والا ہے اسکو جو اسکو دوست رکھو اور دشمن
رکھنے والا ہے اسکو جو اسکو دشمن رکھے ۔

(۴۰) قال السہودی وقول بعضهم ان زیادۃ اللہم وال من والہ الی اخرہ موضوعہ و قد
ورد ذلک من طرق صحیح الذہبی سید نور الدین السہودی جوابہ للعقدین میں لکھتے ہیں کہ بعض لوگوں کا منکر
ہے کہ حدیث میں یا الفاظ یعنی اللہم وال من والہ آخر تک موضوع ہیں ۔ یہ قول بالکل مردود ہے یا الفاظ بہت
سے طریقوں سے مروی ہوئے ہیں حافظ ذہبی نے جبکی تصحیح کی ہے ۔

(۶۰) عن ابی الحکم خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بعد ما کتب سنہ لواحد من رفقائہ لحدثہ
ما سمعت اذ نائی و رأت عینای اقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی دخل علی ام المؤمنین عائشہ
فقال لها ادعی لی سیدنا لہ رب فیبعثت الی ابی بکر فدخلت فاجاء حتی کان کراعی العین علم از غیارہ
دعی فخرج من عندها حتی دخل علی ام المؤمنین خضت فقال لها ادعی لی سیدنا لہ رب فیبعثت الی عمر
فاجاء حتی اذا صار کراعی العین علم ان غیری دعی فخرج من عندها حتی اذا دخل علی ام المؤمنین ام سلمہ و قال
ادعی لی سیدنا لہ رب فیبعثت الی علی ثم قال لی یا ابا الحکم ارح استنی بما رآہ من قریشی و ثمانین من العرب
و ستین من الموالی و اربعین من اولاد الحبشہ فلما اجتمع الناس قال استنی بحیثیۃ من ادیر فانیۃ
بہا فما قامہم مثل صفا الصلوۃ فقال معاشر المسلمین یا لیس اللہ اولی لی من نفسی یا مرفی و یجیب
مالی علی اللہ امرک لا نفی قالوا بلی یا رسول اللہ فقال است ان لی بکم من انفسکم امرکم انھا کم لیر
لکم علی امرک لا نفی قالوا بلی یا رسول اللہ قال من کان اللہ وانا مولاء فخذ علی مولاء یا مرفی
ینہا کم ما لکم علیہ امرک نفی اللہم وال من والہ و عادم عاداءہ و انصر من نصرہ و اخذ من خذ
اللہم انت شعیبائی علیہم انی قد بلغت و نضحت راخرجہ سید علی لہدانی فی مودۃ القریب
ابو الحکم و خلاصہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے ابو الحکم جبکہ بڑے ہو گئے اپنے ایک رفیق کو کہتے
ہوئے جو کچھ میرے کانوں نے سنا ہے یا میرے آنکھوں نے دیکھا ہے اس سے میں تجھے خبر دے گا ایک روز جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر میں تشریف لے گئے اور فرمانے لگے
کہ سردار کو بلاؤ انہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا جب وہ حضرت کے سامنے حاضر ہوئے آپ نے
انکو اس طرح سے دیکھا کہ گویا کسی غنیمت کو بلا بھیجا تھا ۔ پھر وہاں سے بآد ہو کر ام المؤمنین حضرت عائشہ
عظما کے گھر میں تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا عرب کے سردار کو بلاؤ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ
کو بلا بھیجا جب وہ حضرت کے سامنے حاضر ہوئے آپ نے انکو اس طرح سے دیکھا کہ گویا کسی غنیمت کو بلا بھیجا

تھا ہوا ان کو بآدم ہو کرام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لے گئے اور ان کو فرمایا جو کچھ
 سوار کو بلاؤ انہوں نے جناب علی علیہ السلام کو بلا بھیجا۔ پھر جناب رسالت اب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد
 کیا اسے ابو الحارث جابو اور ایک سو آدمی قریش کے اور اسی آدمی عرب کے اور ساٹھ آدمی معالی عرب کے اور جابو
 آدمی حبشہ کے بلا لاؤ۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے حضرت نے بکری کی کمال پر ایک عہد نامہ لکھا اور لوگوں کو
 مثل نماز کی صف کے استاد کر کے ارشاد کیا اسے مسلمانوں کے گروہ کیا خدا تعالیٰ مجھے سے اولیٰ نہیں
 ہے کہ مجھ کو حکم دیتا ہے اور ممانعت کرتا ہے خدا پر میرا کسی طرح کا حکم جاری نہیں ہے۔ حاضرین نے عرض
 کیا آپ بجا فرماتے ہیں پھر حضرت نے ارشاد کیا کیا میں تمہاری جان سے تمہارے لیے اولیٰ نہیں ہوں میں تم کو
 امر و نہی کرتا ہوں مجھ پر تم کسی طرح کا حکم جاری نہیں کر سکتے ہو۔ حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ دست
 ہے پھر آپ نے فرمایا جس کی سیکا اللہ تعالیٰ اور میں مولا ہوں پس اس کا یہ علی ہی ہوا ہے پھر یہ امر اور نہی کر
 سکتا ہے تمہیں اس پر کسی طرح کے حکم جاری کرنے کا اختیار نہیں ہے اسے سیر پروردگار دوست رکھو
 اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھو اسے جو اسے دشمن رکھے اور مدد کر سکی جو اسکی مدد کرے اور
 چوڑے اسے جو اسے چوڑے اسے سیر پروردگار تو گواہ رہے کہ میں نے انکو تیرا پیغام پہنچا دیا ہے
 اور نصیحت کا حق ادا کیا ہے *

(۶۱) قَالَ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ بِنِ عِبَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَاسْتَدْعَاهُ بِنِ يَدِي عَلَى الْقُلُوبِ
 قُلْتُ لِمَا بَنِي الْعَدُوِّ عَلَيْنَا حَسْبُنَا رِبَا وَنَعْمُ الْوَكِيلُ وَعَلَى أَمَانًا وَأَمَامَ لِسَانًا بِهَاتِي
 التَّنْزِيلَ يَوْمَ قَالَ النَّبِيُّ مِنْ كُنْتُمْ مَوْلَاهُ فَهَذَا مَوْلَاهُ خُطْبَ جَلِيلٍ إِنَّمَا قَالَ النَّبِيُّ عَلَى
 الْأَمَةِ خُفْمًا فِيهِ قَالَ وَقِيلَ رَاخُوجَهُ سَطَبُ الْجَوْزِيِّ فِي نَدَا كَوَهُ خَوَاصِ الْأَمَةِ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ
 ابْنِ عِبَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَعْنِي جَنَابَ سَيِّدِ الْعَالَمِينَ كَسَمِعْتُمْ مِنْ صَفِينِ كَسَمِعْتُمْ مِنْ صَفِينِ كَسَمِعْتُمْ مِنْ صَفِينِ
 يَهْ شَعَارِثُ يَهْ كَسَمِعْتُمْ مِنْ صَفِينِ كَسَمِعْتُمْ مِنْ صَفِينِ كَسَمِعْتُمْ مِنْ صَفِينِ كَسَمِعْتُمْ مِنْ صَفِينِ كَسَمِعْتُمْ مِنْ صَفِينِ
 اور یہی ہے اچھا سپردگی کا رکے لیے۔ علی ہمارا امام ہے اور ہمارا سوا سب کا امام ہے۔ اس بات کو
 لیے قرآن نازل ہوا ہے جس میں کہ جناب رسالت اب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جب کا میں مولا ہوں
 پس اس کا یہ مولا ہے اسی آپ نے ایک بزرگ خطاب فرمایا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے ہتھکے
 سنے اس ارشاد کو فرمایا تانا کہ جو کچھ کہ اس میں گفتگو ہے ختم ہو جاوے *

تجنیہ مولیٰ کا لفظ چند معنوں کے مقام پر استعمال ہوا ہے خیکا ثبوت آیات قرآنیہ اور لغت سے ملتا ہے	
(۱) جار یعنی ہمسایہ	(۱) جار یعنی ہمسایہ
(۲) صديق قال الله تبارك وتعالى لا تغفروا مولی من مولی	(۲) معنیق کبسترا - آزاد کنندہ
شیئا ای صديق من صديق	(۳) معنیق لغتہ النار - آزاد کردہ
(۹) ناصر قال الله تبارك وتعالى بان الله موالی للذین امنوا	(۴) حلیف یعنی ہم عہد
وان الکافرین لا مولی لهم ای لا ناصر لهم	(۵) ابن عم یعنی چچا زاد ہمسایہ
(۱۰) مالک قال الله تبارك وتعالى ضربا الله مثلا عبدا مملو	مہلابو عمناموالینا
لا یقدر علی شیء وهو کل علی مولاه	الموالی خستفوا علینا
(۱۱) السید وفي الصحاح وکل من ولی امر واحد فهو ولیہ	(۶) محصبہ قال الله تبارک وتعالى انی خفت الموالی من ورائی
(۱۲) اولی قال الله تبارک وتعالى فی حق المنافقین	مما ورائی قال الله تبارک وتعالى ولکل جعلنا موالی مما ترک
ما واکم النار - ہی مولا کم - ای اولی	الوالدان والاقربون - ای وژنہ
ابکم	

اس حدیث میں لفظ مولیٰ کے معنی متعین کرنے میں علما کا اختلاف ہے۔ لیکن۔

(۱) اس حدیث میں مولیٰ کے لفظ سے ہمسایہ کے معنی مطلق نہیں لیے جا سکتے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل مومنین کے ہمسایہ نہیں تھے۔

(۲) معنیق یعنی آزاد کنندہ کے معنی بھی اس حدیث کو مفہوم خارج ہیں۔ کیونکہ جس وقت جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کو ارشاد کیا تھا اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منتا کسی غلام کے آزاد کرنے کے متعلق نہیں تھی۔

(۳) معنیق یعنی آزاد کردہ کے معنی تو کسی نہج سے مراد ہو ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ جناب امیر علیہ السلام اور آزاد تھے۔

(۴) حلیف یعنی ہم عہد کے معنی بھی کسی طرح سے نہیں لیے جا سکتے۔ کیونکہ ان روایات میں مطلق کسی عہد و پیمان کا ذکر نہیں اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کسی عہد قائم کر رہے تھے کہ حلیف کے معنی مراد ہو سکیں۔

(۵) ابن عم کے معنی تو ہرگز چچا بن ہو ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ کل مومنین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم نہیں تھے۔

(۶) محصبہ کے معنی بھی ہرگز مراد نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل مومنین کے باکل مومنین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ نہیں تھے ۔

(۷) قرآن کے معنی تو لغو اے حدیث مخن ہشتر لا نبی الا نزل ولا نزل کسی جو سے چہاں ہو ہی نہیں سکتے
(۸) صدیق کے معنی لینا ہی ٹیکہ نہیں مین ۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ جس کی جناب سر صا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
دوست تھے جناب امیر ہی اسکے دوست تو او را اگر اس قنیه کا عکس کر کے یہ کہا جائے کہ شاید اس
حدیث کے یہ معنی ہوں کہ جو میرا دوست ہو وہ علی کا دوست ہے کیونکہ بعض اخص جناب رسالت مآب صلی
اللہ علیہ وسلم کے دوست تو تھے مگر جناب امیر سے تقارر رکھتے تھے حضرت نے انکی قنیه کے لیے
ایسا ارشاد کیا ہو ۔ گو با دی النظر میں یہ معنی سوجہ معلوم ہوتے ہیں ۔ لیکن یہ معنی ہرگز حدیث کو مضموم
میں نہ نہیں ہیں کیونکہ اس حدیث میں مولا کا لفظ مضاف و مرفوع ہوا ہے نہ مضاف الیہ یعنی جس کا میں
مولا ہوں اس کا علی مولا ہے نہ یہ کہ جو میرا مولا ہے وہ علی کا ہی مولا ہے ۔ اس لیے صدیق کے معنی
ہی نہیں لیے جاسکتے ۔

(۹) ناصر ۔ کے معنی ہی تھیک نہیں بیٹھے ۔ کیونکہ جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر طرح سے
تابع تھے جس کی نصرت حضرت فرماتے تھے اسکی نصرت جناب امیر علیہ السلام پر وہی تھی ۔ اس کے
اظہار کی کوئی ضرورت نہیں تھی ۔

(۱۰) مالک ۔ کے معنی ہی اس حدیث میں مراد نہیں ہیں ۔ کیونکہ ان روایات میں مطلق کسی قسم کی ملکیت
کا ذکر نہیں ہے ۔

(۱۱) البتہ اس حدیث میں مولا کے لفظ سے معنی اس کے مطاع کے لیے جاسکتے ہیں ۔

(یا)

(۱۲) اولے کے

مولا یعنی اولی کثرت مستعمل ہوا ہے جبکہ شواہد ہم چند تفاسیر اور کتب لغت سے نقل میں درج کرتے ہیں
(۱) ابن حبان تفسیر بحر محیط میں آیت کریمہ قل لیس فینا الا ما کتب اللہ لنا هو مولا نا وعلی اللہ فلینک
المؤمنون کے ترجمہ میں کہتے ہیں اے ناصر نا و ما قلنا قلنا الجہور وقال الکلبی اولی بنا من انفسنا و
الہوت والچہود وقل ما لکنا وسیدنا فلہذا یتصرف کیف یشاء فیہب الرضاد بما یصلنا من جنتہ
و قال ذلک بان اللہ مولا الذین امنوا وان الکافرین لا مولا لہم فہو مولا نا الذی یتولا نا و
یتولاہم ۔

(۲) امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں کہتے ہیں ما و کما لنا رہی مولا کہ وہ پیش المصیر فی لفظ

المولى ههنا اقوال (احدها) قال ابن عباس مولىكم اى صيركم و تحقيقا ان المولى موضع المولى و هو القريب فالمعنى ان النار هو موضعكم الذى تقربون منه وتصلون اليه (والثاني) قال اكلبي يعنى اولي بكم وهو قول النجاشي والفضاء وابي عبيدة -

(۳) امام ثعلبي تفسير كشف البيان من كنهته بين ما واكم النار هي مولىكم اى صاحبكم واولي بكم واصلح بان تكون سكننا لكم

(۴) امام ابو الحسن الواسطي تفسير وسط بين كنهته بين ما وكم النار هي مولىكم هي اولي بكم لما اسلفتم من الذنوب المعفو عنها هي التي تلي عليكم لانها قد ملكت امركم فهي بكم من كل شئ

(۵) امام غزوي تفسير عالم تشترط بين كنهته بين ما وكم النار هي مولاكم - صاحبكم واولي بكم لما اسلفتم من الذنوب

(۶) حميري صراح بين نزيل لغت ولي كنهته بين - واما قول لبيد - فقدت كلا الفرجين تحسبانه مولى الخافه خلفها واما مها - فيريد انه اولي موضع ان يكون فيه الخوف

(۷) علامه رندي سبوح سلفه كي كي طرح بين كنهته بين - فقدت كلا الفرجين تحسبانه + مولى الخافه خلفها واما مها + الفرج موضع الخافه والفرج ما بين قوائم الدواب فما بين اليدين فرج وما بين الرجلين فرج والجمع فرج وقال ثعلبي ان المولى في هذا البيت معني اولي بالشيء - كقولهم الى ما وكم النار هي مولاكم اى هي اولي بكم -

اسكے ماسواقرنے الستہ اولی بالیوسنین من نفس سگم ہی ہی معنی اولی ہی کا پلہ بباری معلوم ہوتا ہے ابجہاس واقعہ پر ایک تاریخی نظر قائم کر کے تلاشی کو کئے ہیں کہ اس حدیث کا ارشاد کیوں کیا تھا اور حضرت نے کیوں فرمایا تھا اس کی ایسی بات واقعہ ہوئی تھی کہ جسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ارشاد پر برا لگینے کی بات تھی اس پر اسباب و واقعات کے معلوم ہونے سے اس حدیث میں جو کچھ کہ لفظ مولى کے معنی مراد ہونگے ظاہر ہو جائیں گے +

یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے اس کے بعد حضرت نے حج نہیں کیا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت اسی یا توڑ و زرقید حیات رہے ہیں تمام اہل بیت متفق ہیں کہ اس واقعہ سے پہلے حضرت نے جناب امیر کو ایک لشکر کا سردار بنا کر یمن کی طرف روانہ کیا تھا ابوہریرہ بن ولید کو بھی دوسرے لشکر کے ساتھ یمن ہی کی طرف بھیجا تھا اور بوقت روانہ کرنے دونوں لشکروں کے حکم دیا تھا کہ اگر وہ دونوں لشکر متفرق ہو جائیں تو ہر ایک صاحب اپنے لشکر کا جدا جدا سر ہو گا۔ اور اگر وہ دونوں لشکر گھمیں جمے ہو جائیں تو دونوں لشکروں پر چھاب علی ہی کا سپر ہو جائے گا

اور خالد بن ولید آپ کے ماتحتی میں کارروائی کریں چنانچہ دونوں لشکر میں بنی زبید پر چلے اور بنی زبید سے لڑائی پیش آئی اور لشکر اسلام ظفریاب ہو گیا اور کفار کا زین و بچہ اسیری میں آگیا ان میں ایک نوٹھی نہایت خوبصورت تھی جناب امیر اسے اپنے تصرف میں لے آئے۔ یہاں بعض لوگوں کو خفا کی گندہ جب وہ دونوں لشکر حضرت کی خدمت میں پہنچے اور حجۃ الوداع میں مشرک ہو گئے۔ چند آدمیوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جناب امیر کی شکایت کی کہ جناب امیر نے ایسا کچھ کیا ہے حضرت نے بعض لوگوں کو ہی وقت جواب دیدیا کہ تم علی کے پیچھے نہ چلو علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں اور میرے بعد تمہارا ولی ہے۔ یہاں حضرت حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر مقام حجاز میں غدری خم پر پہنچے تو حضرت نے باقی لوگوں کے شکوک رفع کرنے کے لیے خطبہ میں جناب امیر کا اہم تذکرہ کرنا شروع کیا۔ جس کا کہ میں بولا ہوں پس اس کا علی بولا ہے۔ یعنی تم لوگ جو اس کنیز میں جناب علی کے تصرف کرنے کی نسبت شکایت کرتے ہو وہ تو میری طرح سے مومنوں کے ہر ایک امر میں اولیٰ بالتصرف ہے۔ کتب سیر و حال قناریخ و احادیث صحیحہ سے اس واقعہ کی ہشادوت ملتی ہے چنانچہ امام احمد بن حنبل و امام نسائی رحمۃ اللہ علیہما روایت کرتے ہیں ۷

عن عبد اللہ بن ہریرۃ الأسلمی قال بعثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع خالد بن الولید وبعث علیاً علی عیش الخرو قال ان التقیتما فلی علی الناس وان تقدرتما فکلوا احد منکمما علیحدۃ فلقینا بنی زبید من اهل البین وظهر المسلمون علی المشرکین فقاتلنا المقاتلۃ وسبینا الذریۃ فالتقنا علی وصیفة لنفسه فکتب بذلك خالد بن الولید الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان انال منه قال فنجئت فدفعت الکتب الیہ وقلت من علی فتغیر وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت هذا مکان العائد فبعثت مع الرجل والزمتنی بطاعته فبلغت ما ارسلت بہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تقعن یا ہریرۃ فی علی علی منی وانا منه وهو ولیکم بعدی رانحوۃ النساء فی الخصائص) و احمد فی المناقب) عبد اللہ بن ہریرۃ الأسلمی اپنے والد ماجد سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کے ساتھ ہکومین کی طرف روانہ کیا اور دو سر لشکر جناب امیر کو سردار مقرر کر کے ارسال کیا۔ اور فرمایا اگر دونوں لشکر باہم جمع ہو جائیں تو دونوں لشکروں پر جناب علی ہی امیر سمجھے جائیں اور اگر متفرق رہیں تو ہر ایک تم میں سے جداگانہ لشکر پر چاہا جائے۔ ہنگامہ ہم لوگ اہل بین کے قبیلہ بنی زبید پر چلے مسلمانوں نے باہم مدد کر کے مشرکوں کو مقابلہ کیا اور انکا نڈ بکھر دیا کر لیا جناب علی نے ان میں سے ایک کنیز اپنے لیے منتخب کر لی۔ خالد بن ولید کو جناب امیر کا یہ تصرف کرنا ناگوار معلوم ہوا۔ اور حضرت کے حضور میں ایک شکایتی عرضی لکھ کر بھیجی اور مجھے ملکر دیا

میں وہ عرضی امیر حاضر خدمت ہوا میں نے وہ خط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پیش کیا اور زبان ہی جناب امیر کی شکایت عرض کی حضرت کا چہرہ مبارک غصہ سرخ ہو گیا میں نے یہ دیکھ کر عرض کیا میں حضور کے غصہ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں حضور نے مجھے ایک شخص کی مانتی میں روانہ کیا تھا اور اس کی اطاعت مجہ پر لازم کر دینی تھی جو کچھ کہ اس نے مجھ سے کہا میں نے حضور میں عرض کر دیا حضرت نے فرمایا اسے بریدہ علی کے پیچھے مت بڑھو علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں وہ میرے بعد تمہارا ولی ہے ۔

علامہ ابن حجر نے بھی کتاب صواعق محرقہ میں اس حدیث کے ارشاد کی یہی وجہ بتائی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں منبث لك كما نقله الحافظ شمس الدين بن محمد الجوزي عن ابن اسحاق ان عليا نكلم فيه بعض من كان معه في اليمن فلما قضى صلى الله عليه وسلم خطبته ثبثا على قدره وردا على من نكلم فيه كبرية كما في البخاري ان كان ينبغي وسبب لك ما صححه الذهبي انه خرج معه اليهم فرأى منه جفقا فنقصه للنبي صلى الله عليه وسلم فجعل تغيا وجهه ويقول يا بريدة الست اوليا لثقتهم من انفسهم قال بلى يا رسول الله قال من كنت مولا ه فعلى مولا يعني اس حدیث کے ارشاد سے اس سبب یہ ہے جب کا ذکر حافظ شمس الدین بن محمد الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسنی المطالب میں سیر ابن اسحاق سے نقل کیا ہے کہ بعض لوگوں نے جو کہ جناب امیر کے ساتھ یمن میں گئے ہوئے تھے واپس آ کر جناب امیر کی شکایت بیان کی حیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حج سے فارغ ہو کر واپس ہوئے تو لوگوں کو جناب امیر علیہ السلام کی شان اور منزلت پر مطلع کرنے کے لیے اور جو لوگ کہ شکایت کرتے تھے مثل بربیدہ وغیرہ کے جب کا ذکر امام بخاری نے ہی کیا ہے کہ بربیدہ رضی اللہ عنہ ابتدا میں جناب امیر سے بغض رکھا کرتے تھے اور لوگوں کے رو کرنے کے لیے آپ نے خطبہ ارشاد کیا ۔ اور بعض کی وجہ یہ تھی جسکی صحت حافظ دہلی نے کی ہے کہ بربیدہ رضی اللہ عنہ جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ یمن کو گئے تھے ماہ میں باہم کچھ شکر رنجی ہو گئی تھی اس وجہ سے بربیدہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں جناب امیر علیہ السلام کی شکایت کرنے لگے ۔ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا اور آپ نے فرمایا اے بربیدہ کیا میں مومنوں کے لیے اکی جان سے اولی نہیں ہوں بربیدہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور بے شبہ اویں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے ۔

اب بصر بن خوجہ چشم بشارت کہو کہ بلا خطہ کر سکتے ہیں کہ اولی کے سوا اس حدیث میں مولی کے اور کیا معنی ہو سکتے ہیں ۔ بعض محدثین نے اس حدیث کا سبب ارشاد اس طرح پر بیان کیا ہے و قبل کان ۔

سبب لك از اسامة بن زيد قال لعل لست مولای انما مولائی رسول الله صلی الله علیه وسلم قال رسول
 الله صلی الله علیه وسلم من كنت مولاه فخلی مولاه ونقله شمس الدین مظفر الخلیفانی فی المقاتیب شرح
 المصابیح) لیتے کہا گیا ہے کہ اس ارشاد کا سبب یہ تھا کہ ایک فہرست میں زید رضی اللہ عنہ نے جناب امیر
 علیہ السلام سے کہا تھا کہ آپ میرے مولا نہیں ہیں۔ سوا جناب سالتاب صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی میرا
 - مولا نہیں ہو جبکہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوئی تو آپ نے ارشاد کیا جس کا کہ میں مولا
 ہوں پس اس کا علی ہی مولا ہے واللہ اعلم بحقیقة الحال *
 لیکر یہ سوا اُن زیادہ تر صحیح معلوم ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد دو دفعہ
 کیا ہو۔ ایک دفعہ اس ارشاد کے پھر اسامہ بن زید ہوئے ہوں۔ اور دوبارہ بریدہ سلمی رضی اللہ عنہ
 کی وجہ سے حضرت نے یہ ارشاد علی رسول اللہ و بیان فرمایا ہو۔ بہر حال یہ کہنا کہ جناب امیر حجۃ اللہ
 میں ہر ایک ہی نہیں تھے۔ یا یہ حدیث متواتر نہیں ہے۔ یا سوا کے معنی متعین کرنے میں چون
 وجہ اُردہ بالکل سفسطہ اور جنون ہے جو اکثر قصص کے بڑے جانے سے پیدا ہو جاتا ہے واللہ اعلم بحکم
 اُسے بعض میں لفظ اولی بغیر من کے استعمال ہوا ہے۔ ایسی تسویات سے لوگوں کو فریفتہ کر کے راہ
 حق ہی برباد نہ کرنا چاہیے *

حضرت کا جناب امیر کو غدیر خم کے روز عمامہ باندھنا

عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله عز وجل املأ فی يوم بدر و یوم خین بلاء
 متعمین هذه العتمة والعهدة حاجرة بین المسلمین والمشرکین قاله بعلی لما عمم یوم غدیر
 خم لعمامة سدل طرفا علی منکبہ را حوجہ الخطیب البغدادی والدیلی وصاحب کنز العمال
 وابوداؤد الطیالسی والمتقی فی کنز العمال وابن ابی شیبہ وعبد الطبری فی الریاض والسیوط
 وابن الصباغ المالکی جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے
 ارشاد فرمایا کہ رب العزت نے بدایہ و حسنین کے روز ہماری مدد لیے فرشتوں سے کی تھی جو عمامہ پوش تھے
 اور عمامہ پہن کر ان مشرکوں کے درمیان فرق کرنے والا ہے یہ حدیث حضرت نے مجھے غدیر خم کے
 روز ارشاد فرمائی تھی جبکہ میرے سر پر حضرت نے اپنے دست مبارک سے عمامہ باندھا تھا اور پکا شکر میرے
 سر پر کھڑے کر دیا تھا *

(۳) قال علی بن برهان الدین الشافعی وكان لرسول الله صلی الله علیه وسلم عمامة تسمى السحاب كساهما

علی بن ابیطالب نہ کان ربما طلع علیہ علی فیه قول صلے اللہ علیہ وسلم انا کرم علی فی السحاب یعنی عمامۃ النبی
 وعبادہ بڑوں لدین شافعی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کا ایک عمامہ مبارک تھا جس کا نام حضرت کے صحابہ کہا ہوا تھا حضرت نے
 وہ عمامہ جناب امیر کو بند نہ دیا تھا جب کہ یہی جناب امیر اس عمامہ کو باندھ رہے ہو حضرت کے حضور میں حاضر ہو تو دوسرے عالم صلعم شاد فرماتے
 کہ دیکھو علی سوائے میں
 جناب امیر کا حضرت کے بعد البیشر ہونا
 تمہارے پاس اس کے سوا کون ہے

(۱) عن عقبۃ بن سعد العوفی قال دخلنا علی جابر بن عبد اللہ الا نضاکوی وقد سقط حلقبہ علی عینہ فسالناہ عن علی فرفع حاجبہ فقال ذاک من خیر البشر اخوہ احمد فی المناقب (عقب بن سعد العوفی ناقل یہ کہ ہم جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ کے ملنے کو گئے انکے ابو و انکی یا نکلہوں پر ڈھکے ہوئے تھے ہم نے ان کے جناب امیر علیہ السلام کی نسبت پوچھا وہ کہنے لگے وہ سب لوگوں سے بہتر تھے۔

(۲) عن عطارد قال سألت ام المؤمنین عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا عن علی فقالت ذاک من خیر البشر ولا یشک فیہ الا کافر (اخر جہا ابو بکر بن مرد ویہ) عطارد رحمۃ اللہ علیہ ناقل ہیں کہ میں جناب امیر المؤمنین عائشہ سے امیر کی نسبت پوچھا وہ فرمائی کہ میں وہ تمام خلقت سے بہترین سوا کافر کے اس میں کوئی شخص شک نہیں لاسکتا۔

(۳) عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی خیر البشر من ابی فدا کفر (اخر جہا ابو بکر بن مرد ویہ) حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت یہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی تمام لوگوں سے بہتر ہیں جس نے کہ انکار کیا وہ کافر ہوا۔

(۴) عن حدیث یفہ رضی اللہ عنہ فقد سئل منہ عن علی فقال خیر هذه الامۃ بعد نبیہا علی ولا یشک فیہ الامنافق (اخرجه بن حمد وید) خدیجہ رضی اللہ عنہ سے جناب امیر کی نسبت پوچھا گیا وہ کہتے تھے علی بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس امت کے سب لوگوں سے بہتر تھے منافق کے سوا کوئی دشمن شک نہیں لاسکتا۔

(۵) عن ابی رافع قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ انت خیر امتی فی الدنیا والاخرۃ راجع
ابو بکر بن محمد ویہ ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب ابی رافع
سے ارشاد فرماتے تھے کہ تم دنیا و آخرت میں میری تمام امت سے بہتر ہو۔

۷۰ عن سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب خیر من
اخلاص عبدک را خرچہ ماہر ویدہا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ ان سب لوگوں سے جہنم میں اپنے پیچھے چوڑے جاتا ہوں علی علیہ السلام

سب سے بہترین *

(۷) عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله على خير البشر من ابى فقد كفر واخوجه الرازى فى الاربعين اعبد الله بن مسعود عنى العنه سے مروی ہے کہ جناب سرور انبیا علیہ التحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا ہے کہ علی سب لوگوں سے بہتر ہے جس نے انکار کیا وہ کافر ہے۔

(۸) عن ہدیہ رضی اللہ عنہما (النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمۃ ان زوجک خیر امتی اقلہم سلا واکثرہم حلما) (اخرجہ بن مردویہ) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب سیدہ علیہا السلام سے فرماتے تھے کہ یہ تحقیق تیرا خاوند میری سب امت کے لوگوں سے بہتر ہے صلح یزید ہائے مقدم اور علم میں سب سے زیادہ ہے *

(۹) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ عن سلمان رضی اللہ عنہ قال قلت یا رسول اللہ لکل نبی وصی فمن وصیک فنکت عنہ فلما کان الغدا قال یا سلمان فاسرعت الیہ وقلت لبیک قال هل تعلم من وصی ہوسی قلت نعم یوشع بن نون قال لم قلت لانه اعلمہم قال فان وصی مخرج سری وخیر من اترك بعدک ینجو حدقی وینقی دینی علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن مردویہ)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے سلمان رضی اللہ عنہ ذکر کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مینے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہر ایک نبی کا وصی ہوتا چلا آیا ہے حضور کا وصی کون ہے حضرت خاتونؑ ہے حبیب و سرار و زہا حضرت نے مجھے دیکھ کر پکارا امین وعدہ ماہوا خدمت اقدس میں گیا حضرت فرمانے لگے کیا تجھے معلوم ہے کہ ہوسی علیہ السلام کا وصی کون تھا مینے عرض کیا یوشع بن نون تھے فرمایا کیوں مینے کہا اس لیے کہ انکی تمام امت کے وہ زیادہ علم والے تھے پس حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ میرا وصی اور میرے ہمیدوں کا خزانہ اور ان سب کے جنگو میں اپنے پیچھے چوڑے جاہا ہوں بہتر اور میرے وعدوں کو پورا کرنے والا اور میرے قرضوں کو ادا کرنے والا علی بن ابی طالب ہے *

(۱۰) عن ابی الیور الانصاری قال دخلت علی ام المؤمنین عائشہ فقالت من قتل الخاریجۃ قال قلت قتلم علی قالت ما ینعی الذی فی نفسی علی ان اقول الحق سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یقتلہم خیامتی من بعدک وسمعتہ یقول الحق مر علی وعلی مر الحق راخوجہ ابو بکر بن مردویہ) ابی لیسہ الانصاری ناقل ہیں کہ ایک دفعہ میں جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا وہ فرمانے لگیں خاریجیوں کو کس نے قتل کیا ہے مینے عرض کیا امیر علیہ السلام نے فرمانے لگیں مجھے علی کے حق میں سیم کہنے سے کون روک سکتا ہے مینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم سے فرماتے ہوئے کُناہی کہ میری سب سے بہتر شخص کو قتل کرے گا اور میں نے یہ فرماتے ہوئے ہی کُناہی کہ علی حق کے ساتھ اور حق علی کے ساتھ ہے +

(۱۱) عن المسروق قال دخلت على ام المؤمنين عائشة فقالت لي من قتل الخوارج فقلت قتلهم علي قال انك قال فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول هم شر الخلق يقتلهم خير الخلق واعظمهم عند الله تعالى يوم القيامة وسيلة راحه ابو بكر بن مردويه: مسروق بن نقل ہے کہ میں جناب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا وہ مجھے پوچھنے لگیں کہ خراج کو کس نے قتل کیا ہے میں نے عرض کیا امیر علی السلام نے وہ خاموش ہو گئیں اور پھر فرماتے لگیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ لوگ بدترین مخلوق ہیں انکو بہترین مخلوق قتل کریگا۔ اور انکا قتل قیامت کو روز خدا کے نزدیک بڑا باری وسیلہ ہوگا +

(۱۲) عن المسروق قال قلت لأم المؤمنين عائشة رضي الله عنها يا مسروق انك من اكره بني علي واجهم الي فعل عندك علم من الخوارج قال قلت نعم قتله علي رضي الله عنه قال لا سفله تاملوا اهل النهروان بين اخافيق وطر فاقال فقالت اتقي معك من يشهد قال فأتينا سبعين رجلا فشهدوا عندنا ان عليا قتله علي رضي الله عنه قال لا سفله تاملوا اهل النهروان ان بين اخافيق وطرنا قالت قاتل الله عمرو ابن العاص فانه كتب لي انه قتلهم علي بن ابي طالب مصر قال قلت يا ام الخير بنتي اي شيء سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول فيهم قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول هم شر الخلق والخلق يقتلهم خير الخلق واقر بهم عند الله وسيلة يوم القيامة راحه بن مردويه: مسروق کُناہی کہ مجھ کو جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے مسروق تو سب بیٹوں سے مجھے زیادہ عزیز اور پیارا ہے تجھے مخدج (پسے بنتے) کی کچھ خبر ہے میں نے کہا ہاں مجھے خبر ہے کہ جناب امیر نے اسکو ایک نہر پیارا ہے جسکے نیچے کے ساحل کو تامل اور اوپر کے ساحل کو نہروان کہتے ہیں اور وہ اخافیق اور طرف کے درمیان واقع ہے۔ مجھ کو جناب ام المؤمنین فرماتے لگیں کسی آدمی کو میرے پاس بلا لا کہ وہ میری شہادت دی سکے میں ستر آدمی انکے پاس لے گیا اور انہوں نے ام المؤمنین کے پاس شہادت ادا کی کہ بے شک جناب امیر علی السلام نے اسکو ایک نہر کے کنارے پر قتل کیا ہے کہ اسکی نیچی طرف کو تامل اور اوپر کی طرف کو نہروان کہتے ہیں اور وہ مقام اخافیق اور طرف کے مابین واقع ہے۔ ام المؤمنین فرماتے لگیں خدا عز و جل العاص کو قتل کرے جس نے مجھے لکھا تھا کہ میں نے اسکو رد خیال کے کنارے قتل کیا ہے مسروق کُناہی کہ میں نے ام المؤمنین سے عرض کیا ہے اور وہ بیان مجھے اسکی حقیقت حال و خبر دے کہ سرور عالم

صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے اس امر میں کیا سنا ہے فرمائیے کہ میں نے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ لوگ
بدترین مخلوق ہیں اور انکو بدترین مخلوق قتل کر دینا اور انکا قتل کرنا قیامت کے روز اللہ عزوجل کے نزدیک ایک
بڑا بھاری و سبب ہوگا *

(۱۳) عن ابن عباس قال لما نزلت ان الذين امنوا وعملوا الصالحات اولئك هم خير البرية قال رسول
الله صلی اللہ علیہ وسلم لعلی هوانت راخو جہ الدیلی (ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حبیب
آیت کہ ربے شک وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں وہ تمام خلقت کے بدترین نازل ہوئی جناب
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ سے فرمایا یا علیؑ وہ تم ہو *

عن ابن جبر قال قلت لعلی بن الحسین علیہ السلام یا سیدی ان ابی حدث عن ابی حمیفة وھب الخیر
ان ابناک سعد المناب وقال خیر ھذا الامة بعد نبیہا ابوبکر و عمر فقال این ندھب بک یا حکیم
حدثنی سعید بن المسیب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انت منی بمنزلة ہارون من موسیٰ بن المومن
یھضم نفسہ راخو جہ الخطیبة تاریخہ (ابن جبر کہتا ہے کہ میں نے جناب علیؑ بن الحسینؑ سے عرض کیا یا سیدی
میرا باپ ابو حمیفة وہب بن الخیر سے روایت کرتا تھا کہ حضور کے جد امجد یعنی جناب امیر علیہ السلام منبر پر چڑھ کر فرمایا تھا
کہ اس امت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے بہتر ابوبکر اور عمرؓ ہیں جناب امامؑ نے فرمایا اسے حکیم
تھے کہ ان لیجان میں مجھ سے سعید بن المسیبؒ نے بیان کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا یا علیؑ تو مجھ سے بہتر لہذا
کے بے ہوشی سے شک ہوں اپنی کسب فرمایا کرتا ہے *

جناب امیر کا اور حضرت کا گوشت اور خون ایک ہونا

(۱۴) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ام سلمة ان علیا
لنجد لحمی ودمہ دمی وھو منی بمنزلة ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبوۃ بعدی ابن عباس رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے تھے کہ او
ام سلمہ تحقیق علیؑ کا گوشت اور خون میرا گوشت اور خون ہے اور مجھ سے بہتر لہذا ہارون کے موسیٰ سے
بہتر میرے بعد نبوت نہیں *

وہ جن علیؑ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ام سلمة ان علیا
لنجد لحمی ودمہ دمی راخو جہ الخواند می (جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس وقت میں نے
خیر کو فتح کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ تو میرے علم کا دروازہ ہے اور میرے

کہو لہذا جناب امیر علیہ السلام اندر شریف لے گئے حضرت نے فرمایا اے ام سلمہ تم پہچانتی ہو یہ کون ہے ام سلمہ نے عرض کیا یہ علی بن ابی طالب ہیں حضرت نے فرمایا تم نے سچ کہا ہے اسکا گوشت میرا گوشت ہو اور اسکا خون میرا خون ہے اور میری ملک کا مخزن ہے اے ام سلمہ سن رکھو اور گواہی دیجیو یہ میرے پیچھے ناکشیر اور قاسطین اور مارقین سے جنگ کرنیوالا ہے میرے دشمنوں کو توڑنیوالا ہے اگر کوئی بندہ ایک ہزار برس رکن و مقام سے درمیان خدا کی عبادت کری اور خدا کے سامنے انکا اور میری عزت کا بغض لیکر جائے خدا اسکو قیامت کے روز جہنم میں فرما دے اگر ایسا نہ ہو

جناب امیر کارازدار حضرت ہونا

(۱) عن سلمان الفارسی قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله علي بن ابي طالب صاحب سري (راخو جبال ديلي) سلمان فارسي مثنیٰ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علی بن ابی طالب میرا رازدار ہے۔

(۲) عن ام المؤمنين ام سلمة رضي الله عنها وكانت الطفت نسما النبي صلى الله عليه وسلم واشتد لهبا وكثر طلع قد رباها وكان لا يصلح صلق الا سب عليا فقالت يا ابت ما حملك على ان تسب عليا قال لا تقتل عثمان وشرك في دمها قالت اما انك لمو لاى وربتي وانك عندك بمنزلة والداك ما حدثتك بسر رسول الله صلى الله عليه وسلم ولكن اجلس حق احدك عن علي وما رأيته اقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان يومى وانما كان نصيبى في تسعة ايام يوم واحد فدخل النبي صلى الله عليه وسلم وهو مخمل اصابعه في اصابع علي فقال يا ام سلمة اخرجي من البيت واخلية لنا فخرجت واقبلت يتناجيان فاسمع الكلام ولا ادري ما يقولان حتى اذا قلت قد انتصفت النهار واقبلت فقلت السلام عليك يا رسول الله فقال لا تليجي وارجعي مكانك ثم تناجيا طويلا حتى قام الظهر فقلت قد ذهب يومى وشغله علي فاقبلت مثنى ووقفت على الباب فقلت السلام عليكما ليج فقال لا تليجي فخرجت وجلست مكانى حتى اذا قلت قد زالت الشمس الا ان يخرج الى الصلوة فذهب يومى ولم ارقط ا طول منه اقبلت امثلى حتى وقفت على الباب فقلت السلام عليكما ليج فقال نعم فدخلت وعلى واخضع يدى به على ركبتيه قد ادنا فاه اذن النبي صلى الله عليه وسلم فقال لا تليجي فخرجت وجلست مكانى حتى اذا قلت قد زالت الشمس فقلت السلام عليكما ليج فقال نعم فدخلت وعلى مثنى ووجه حق دخلت وخرج

فَاخَذَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقْتَدَنِي فِي حَجَرٍ فَالْتَزَمَنِي وَاصْنَابَنِي مَا يَصِيبُ الْمَحْزِلَ مِنْ أَهْلِ مَنْ لَطَفَ وَ
 الْاِعْتَدَلُ ثُمَّ قَالَ يَا أُمَّ سَلَمَةَ لَا تُلَوِّمِينِي فَاذْهَبِي إِلَى إِيَّائِي مِنْ عِنْدِكَ يَا مَرْزَاوِسِي بِهِ عَلَيَا مِنْ عَيْدِكَ وَكَتَبَ
 بَيْنَ خَيْرِيلَ وَعَلِيٍّ وَجَبْرِيلَ عَنْ يَمِينِي وَعَلِيٍّ عَنْ شِمَالِي فَأَمَرَ قَبِيلَ بَنِي إِسْرَءِيلَ بِمَا هُوَ كَائِنٌ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
 فَأَعْذَرَنِي وَلَا تُلَوِّمِينِي يَا اللَّهُ اخْتَلَوْكُلْ أُمَّتِي نَبِيًّا وَلِكُلِّ نَبِيٍّ صِبَاً وَإِنَّا بِنِي هَذِهِ الْاُمَّةِ وَحَلِّ عَصِيٍّ فِي عَرْقِي أَحَدٍ
 سِيتِي وَاسْقٍ مِنْ بَعْدِكَ فَهَذَا مَا شَهِدْتُ مِنْ عَلَى الْاَنِّ يَا ابْنَاهُ فَبِهِ اَوْفَدِهِ فَاَقْبِلْ أَبُوهَا يَا سَاحِي الْمَلِيقِ وَ
 الْهَارِ وَاللَّهُ خَفَرِي مَا جَعَلْتُ مِنْ أَحَدٍ عَلَى فَاَنِّ وَلِيٍّ عَلَى عَلِيٍّ وَعَلِيٍّ عَلَى عَلِيٍّ قَتَابَ الْمَوْلَى قَوِيَّةً نَدَى
 وَاقْبِلْ فَمَا بَقِيَ مِنْ دَهْرٍ بِدَعْوَةِ اللَّهِ مَعَا انْ يَغْفِرَ لِمَنْ رَاحَهُ الْخَوَافِ (جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام ازواج سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زیادہ محبت رکھتی تھیں وہ بتا
 کرتی ہیں کہ انکا ایک غلام تھا جس نے انکی پرورش کی ہوئی تھی۔ وہ ہر زمانہ کے بعد جناب امیر علیہ السلام کو برا کہا
 کرتا تھا جناب ام سلمہ ایک روز اس سے فرمائی کہ میں اسے ابا۔ تو علی کو کیوں کو سا کرتا ہے اس نے جواب دیا کہ علیؑ
 نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں شرکت کی ہے۔ جناب ام سلمہ نے فرمایا۔ اگر تو میرا مولا اور بچا ہے والد
 کے نہ ہوتا تو میں تجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز سے کبھی خبردار نہ کرتی۔ لیکن اب بشیرہ جابین تجھے
 حضرت کو ہبید سے واقف کرتی ہوں جسکو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ میری نوبت کہ حضرت
 میرے گھر میں علی کو ہمراہ لے ہوئے تشریف لائے علی کے پنجہ میں ٹپچہ ڈانے ہوئے تھے اور نوین دن میری
 نوبت آتی تھی جب گھر میں داخل ہوئے مجھ سے برا شکوہ کیا اور ام سلمہ تم کو تڑی خالی کر کے باہر علی جاؤ میں باہر
 ہو گئی اور دونوں صاحب سرگوشی کرتے ہوئے داخل ہوئے مجھے انکی آواز سنائی دیتی تھی لیکن پنجہ میں نہیں آتا
 تھا کہ باہم کیا باتیں کر رہے تھے یہاں تک کہ دوپہر ہو گئی میں نے بڑبکر السلام علیکم کے بعد عرض کیا مجھے داخل
 ہونیکلی اجازت ہے حضرت نے فرمایا اندر آئیو اور اپنی جگہ بیٹھی دوپہر حضرت ان سے درگوشی کرتے رہے
 یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ میرا آج کا دن یونہی جاتا رہا۔ علی علیہ السلام نے حضرت
 کو باتوں میں لگا رکھا ہے۔ میں نے بڑبکر اور دروازہ پر جا کر سلام علیک کیا اور اندر داخل ہونیکلی اجازت طلب کی
 حضرت نے فرمایا اندر آئیو میں پرست کر اپنے مقام پر بیٹھی۔ جب مغرب کا وقت ہوا ادا قصاب بٹو بٹے لگا دیو
 نٹا پنے دل میں کہا کہ اب حضرت نماز کیجیے باہر تشریف لیجائیں گے اور میرا دن یونہی نکل جائیگا میں نے اس وقت
 زیادہ طو لاتی کوئی دن نہیں دیکھا تھا میں نے بڑبکر سلام کیا اور داخل ہونیکلی اجازت مانگی حضرت نے فرمایا بہت
 اچھا اور میں مجھ رہی گئی جناب علی کو دیکھا کہ حضرت کے زانو پر تانہ رکھے ہوئے اور حضرت کے کان کے ساتھ ہونٹ
 لگائے ہوئے تھیں کہ یہی میں اور حضرت کا سفر حضرت علیؑ کے کان کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ اور علی کہہ رہے ہیں

میں سے علی جے کرونگا جیہ میں اندر گئی تو جناب علی ہند پیر کر باہر شریف لیگو حضرت نے بچا اپنے پہلو میں بٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیا اور جو کچھ مرد اپنی ہالہ سے کرتا ہے کیا۔ اور نہایت مہربانی سے فرمایا اے ام سلمہ تم ہنر نشتر نکر و پودہ گار کی طرف سے حیر لے آیا ہوتا اور یہ حکم لایا تا کہ میں علی کو اپنے پیچھے وصیت کر جاؤں میں علی اور حیرل کے درمیان اس طرح تھا حیرل میری دہڑی جانب اور علی میری بائیں جانب کو تنے جو کچھ مجھے حیرل کہتے تھے میں علی کو دے دیتا تھا کہ میرے بعد میں قیامت کے روز تک ہونیوالے ہیں آگاہ کر رہا تھا۔ یا ام سلمہ تم مجھے سفوف کو وضائے ہر ایک کیلئے لیے ایک بنی مقرر کیا ہے اور ہر ایک بنی کے لیے ایک دھڑی ہونا چاہیے آگاہ کیا ہے ہیں میری عزت اور میرا طبیعت سو میری است میں علی میرا دھڑی ہے +

ایک باعلان یہ امر علی کا ہے جس کی میں ہر وقت شہادت دیتی ہوں۔ اب تم اس پر خواہ سب کرو خواہ چھ روز۔ اس روز میں نے سب کو جوڑ دیا اور جناب ابھی میں شب روز دعا کرنے لگا کہ الہی مجھے معاف فرما۔ جو کچھ علی کے حق میں میں نے جہالت سے کہا ہے۔ خداوند اعلیٰ کا دوست میرا دوست ہو اور علی کا دشمن میرا دشمن ہو۔ پس اس غلام نے خدا کی جناب میں ہر غصہ و توبہ کی اور اپنی باقی زندگی میں استغفار کرتا رہا +

(۳) عن جابر بن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الطائف فان تجا۔ فقال الناس لقد طال بنوہ مع ابن عمہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم ان تجتہہ ولكن الله انتجاہ راخرجه الترمذی والنسائی والبیہقی فی الکبیر قال الترمذی معناه الله اخرجنا من الانجیہ وانتجی معہ جابر بنی اسعد کہتے ہیں کہ طائف کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو سرگوشی کے لیے بلایا لوگ کہنے لگے حضرت کی سرگوشی اپنے ابن عم سے بہت بڑھ گئی ہے حضرت نے فرمایا میں نے اس سے سرگوشی نہیں کی بلکہ خدا نے کی ہے +

(۴) عن انس قال دعا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم الطائف فان تجا۔ طویلہ فقال الناس لقد طال بنوہ مع ابن عمہ قال فذکر من حسد علیا فقد حسد فی ذہن مسک قد کفر بالخروج ابن عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف کے روز جناب علی کو بلا کر در تک سرگوشی فرمائی لوگ کہنے لگے آپ کی ابن عم سے گہری سرگوشی ہو رہی ہے جیسا کہ چار حضرت تک پہنچا فرمایا حسن نے علی سے حسد کیا مجھ سے حسد کیا جس نے مجھ سے حسد کیا وہ کافر ہوا۔

جناب امیر کا حضرت کے ساتھ اقرب ہونا

(۱) عن ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا قالت والدی جعلت بہ مکان علی اقرب الناس علی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد غلۃ یقول جلد علی حرارۃ
الطسکان بعتہ لحاجة فقام بعد فظندت ازلہ حاجة فخرجنا من البیت ففقدنا عند المیاب فکنت من
ادناهم الی المیاب فاکب علی علی بنخل یسارہ وینالجیہ ثم قبض من یومہ ذلک صلی اللہ علیہ وسلم فکان من اقرب
الناس بہ عهداً (راخرجه احمد) ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قسم ہے اس فطانت کی جسکی
تم کہانی جاتی ہے کہ جناب علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رسیک قریب العہد میں جناب ام سلمہ فرما
ہیں کہ ہم حضرت کی بیسیان حضرت کی عیاد کے چاہا یا کرتی تھیں حضرت نے کئی بار مرابا علی آئے میں حضرت
کا خیال تھا کہ حضرت نے انکو کسی ضرورت کے لئے کہیں بھیجا ہوا تھا اور اب وہ آگئے ہیں ہننے خیال کیا کہ حضرت
کو ان سے کوئی ضروری بات فرماتا ہے ہم حجرے سے نکلا کر بابہ بیٹھ گئیں میں ان سب میں سو دروازہ کے قریب
تھی پس علی حضرت پر جب کئے اور سرگوشی کرنے لگے پھر حضرت اسی روز رحلت فرما گئے پس وہ سب لوگوں
سے حضرت کے ساتھ قریب العہد تھے *

(۲) عن ابی الطفیل قال کنت علی المیاب یوم الشوک فارفعت الاصوات فسمعت علیاً یقول یا یایع الناس
لا بی بکروانا واللہ اولی بالامونہ واحق بہ فسمعت واطعت فخافۃ ازیرجم الناس کفاراً وفیکم
احد کان اخر عہدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لہما حین وضعہ فی حفرة غیرہ (راخرجه العقیلی) ابو الطفیل
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں شوک کے روز دروازہ پر تھا پس لوگوں میں شور برپا ہوا میں نے جناب علی علیہ السلام
کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں نے ابوبکر سے بیعت کی حالانکہ واللہ امر خلافت میں میں ان سے اولی اور احق تھا
پس میں نے سنا اور تسلیم کیا کہ مباد لوگ کا فر ہو جائیں کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو جبکہ بعد جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہوا ہو جس وقت کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں رکھا ہو سو امیر

حضرت کا جناب امیر کو وفات کے وقت اپنی ردائیں لینا

(۱) عن ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت لما حضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الموت قال
ادعوا الی جیبی فدعوت لہ ابابکر فظن الیہ ثم وضع رأسہ فقال ادعوا الی جیبی فدعوت لہ عمر
فظن الیہ ثم وضع رأسہ فقال ادعوا الی جیبی فقلت ویکما ادعوا الی علی بن ابی طالب فواللہ ما یجوز
غیر فلما دارا اخرجه النوب للذی کان علیہ ثم ادخلہ فیہ فلم یزل لیختصنہ حتی قبض وین علیہ النحر
الدارقطنی والرازی) جناب ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آگیا تو امیر سے جیب کو بلاؤ میں نے جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ کو

بلا ہیجا حبیب آئے تو حضرت نے سر اٹھا کر انکو دیکھا اور تکیہ پر کھدیا اور فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ میں نے جناب سر
رضی اللہ عنہ کو بلا ہیجا اپنے سر اٹھا کر انکو بھی دیکھا اور تکیہ پر کھدیا اور فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ میں نے انکو
لو کھدیا انھوں نے ہر تہ جناب علی کو بلاؤ حضرت انکے سوا اور کسی کو طلب نہیں فرماتے جب حضرت نے ان کو
دیکھا تو وہ کثیر جواب اڑ رہے ہوتے تھے اپنے اٹھا دیا اور علی کو اس میں لے لیا۔ اور علی حضرت کے بنگلہ پر
جب تک کہ حضرت کا انتقال ہو گیا۔

(۲) عن ابن عباس رضى الله عنه قال لما قتل لعائش وعنده عائشة وحفصة ورضى الله عنهما
اذ دخل على فلما راه رفع رأسه ثم قال ادت منى فاستند اليه فلم يزل عندا حتى توفي صلى الله عليه وسلم
راخو جبال الطبراني في المعجم الكبير) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری
سے صاحب فراش ہو گئے حضرت مجھے پاس لائے اور حفصہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں کہ ناگاہ جناب امیر
تشریف لا کر حضرت نے انہیں دیکھ کر اپنا سر اٹھا کر بالین سے اٹھایا اور فرمایا میرے قریب آؤ اور آپ انکے
سینہ سے تکیہ لگا کر رہے یہاں تک کہ وفات پا گئے ۔

جناب امیر کا حضرت کو غسل دینا

(۱) عن علي قال اوصاني رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يغسله خيري فانه لا يرى احد عورتي
الا طست عينا ر اخبرني محمد بن ادهم في ما ثبت بالسنه جناب امير علي السلام سرور وایت ہو
کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تیرے سوا کوئی مجھے غسل نہ دے ورنہ اسکی تکمیل
جاتی رہیں گی ۔

(۲) عن جعفر بن محمد قال كان الماء يجتمع في جفون النبي صلى الله عليه وسلم وكان علي يثريه رما
ثبت بالسنه جعفر بن محمد عليه السلام سرور وایت ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پلکوں میں
غسل پانی جمع ہو گیا جناب علی نے اسکو پی لیا ۔

(۳) سئل عن علي عن سبب فمه وخطه قال لما غسلت النبي صلى الله عليه وسلم اجتمع الماء في جفونه
فرمته بلساني فاخذته فادري فوق حفظي عنه (ما ثبت بالسنه جناب امير علي السلام سے انکے فم اور
حافظہ کا سبب پوچھا گیا فرمایا جب میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا تو آپ کے پلکوں میں پانی
اکٹھا ہو گیا میں نے اسے چوس لیا اس باعث سے کہ میں نے اپنے آپ میں اب حافظہ کی قوت کو زیادہ پامانہوں
(۴) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لعلی اذ به خصال ليست لاحد غير هو اذ لم يزل

صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے وہوالذی کان لواءہ معنی کل زحمت وہوالذی صبر معہ یوم فرعتہ غیریہ وہوالذی غسلہ وادخلہ قبرہ (اخرجہ احمد) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی علیہ السلام میں چار خصلتیں ایسی موجود ہیں کہ انکے سوا کسی دوسرے میں نہیں اور وہ سب عربی اور عجمی لوگوں سے پہلے ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور وہ وہ شخص ہیں کہ ہر سرکہ میں حضرت کا علم انکے ہاتھ میں رہا چلا اور وہ ہیں کہ جس روز سب لوگ حوض شریف کے پاس سو ہباگ گئے تو وہ جنگ میں حضرت کے پاس مصائب پر صبر کیے رہے اور وہ وہ ہیں کہ جس نے حضرت کو غسل دیا اور قبر میں رکھا ۔

(۵) عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت تفصل جنتی و تو دی دینی و تواریخی فی حفرتی و تقی بذر نبی و انت حمالوائی فی الدنیا و الاخرۃ (اخرجہ الدالی) ابو سعید رضی اللہ عنہ سترت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تم مجھے غسل دو گے اور میرے فرض کو ادا کرو گے اور مجھے قبر میں رکھو گے اور جو کچھ میرے ذمہ ہے اسے پورا کرو گے اور تم دنیا و آخرت میں میرے صاحب علم ہو

حضرت کا جناب ایئر پور قیامت کے روز بھیج کرنا

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت فی علی خمساً ہو
 الی من الدنیا وما فیہا۔ اما واحدة فوفوکان بین یدیکما اللہ عز وجل حق افترغ من الحنأ واما ثانیة فلول
 الحمد بیلہ والعم ومن وللا تحتہ واما الثالثہ فواقف علی عقر حوضی یبقی من عرفا من امتی۔ فاما
 الرابعہ فساتر عورتی ومسلمی الی ربی عز وجل۔ واما الخامسہ فلست اخشہ ان یرجع زانیاً بعد
 الحنأ ولا کافر ابداً یمان (اخرجه احمد) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ سرور عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی کو پانچ باتیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ وہ دنیا وما فیہا سے مجھے پیاری ہیں اول
 خدا کے سامنے جب میں حساب نیو کے لیے کھڑا ہوں گا۔ تو وہ میرا کیسہ ہونگے جتنا کہ میں جنگ فارغ ہو جاؤں دوم
 لواری الحمد انکے ہاتھ میں ہوگا آدم علیہ السلام اور انکی سب اولاد اسی علم کے نیچے ہوگی سوم وہ میرے حوض کے
 کنارے کھڑے ہوں گے اور جب کو میری ہمت سوختا خست کرینگے اسے بلائیں گے۔ چارم وہ مجھے کفن پہنا کر
 مجھے میرے رب کے سپرد کرنے والے میں۔ پنجم مجھے اسکا خوت نہیں کہ وہ باپ یا ہوئیے بعد پیرزنا کی طرف رجوع
 کریں یا مسلم ہوئیے بعد پیر کافر ہو جائیں۔

٢٠ عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يعترف الله يوم القيامة منكيا على بن ابي طالب راخرجه نجل الدين فخر الاسلام ابو بكر بن محمد بن الحسين السيلاني المزيدي في مناقب الاصفهاني

ابن عباس کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے روز خدا تعالیٰ مجھ کو اٹھائے گا اور ان
عالمیکہ میں علی بن ابیطالب پر تکیہ کیے ہوئے ہوں گا۔

القرآن مع علی

(۱) عن ام سلمة رضي الله عنها قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول علي مع القرآن والقرآن مع علي لا يفرقان حتى يردا على الحوض راخرجه الطبراني وابن مردويه والديلمي (ام المؤمنين) ام سلمة رضي الله عنها سے روایت کیا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی قرآن کے ساتھ ہو اور قرآن علی کے ساتھ اور دونوں جدا نہیں ہونگے جب تک کہ حوض پر وارد ہوں۔

(۲) عن شهر بن حوشبكت عند ام سلمة فسلم رجل فقيل من انت قال انا ابو ثابت مولاي ذوقا
محبابا ثابت ادخل فدخل فرجبت به وقالت ابن طار قلبك حين طارت القلوب طارها قال
مع علي قالت اصبت والذي نفسي ام سلمة بيده سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول علي مع
القرآن والقرآن مع علي لا يفرقان حتى يردا على الحوض ولقد بعثت ابني عمرو بن اسحق عبد الله
ابن اسمية وامرتهما ان يقاتلا مع علي من قاتله ان رسول الله صلى الله عليه وسلم امرنا ان نفر في
جبالنا وفي بيوتنا لخروج حتى اقف في صف علي راخرجه ابن مردويه شهر بن حوشب موقوف ہے
کہ میں جناب ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی نے اگر سلام کیا پوچھا گیا تم
کون ہو اس نے جواب دیا میں ابو ذر رضی اللہ عنہ کا غلام ابو ثابت ہوں جناب ام سلمہ نے اسے مجھ سے فرما کر داخل
ہوئی کی اجازت دی اور اچھی طرح سے بیٹھا یا اور ارشاد کیا اے ابو ثابت جبکہ لوگوں کے دل اپنی اپنی
ہواؤں میں پھولا کر رہے تھے تیرا دل کس کی طرف پرواز کر رہا تھا۔ اس نے عرض کیا جناب امیر کے ساتھ
میرا دل اڑ رہا تھا حضرت ام المؤمنین نے فرمایا تو صواب پا گیا۔ اس فرات کی قسم ہے جسکے قبضہ قدرت میں ام
سلمہ کی جان ہے میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی قرآن کے ساتھ
ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے یہ دونوں جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے
میں نے اپنے بیٹے عمر اور اپنے بھتیجے عبد اللہ بن اسیمہ کو حکم دیا تھا کہ جناب امیر کے ساتھ ہو کر انکے رشتے
والوں سے لڑیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم ستورات کو پردوں میں اور گروہ میں بیٹھنے کے
لیے حکم دیا ہوا ہے ورنہ میں خود نکھر کر علی کی صف میں جا کر بیٹھتا ہوں۔

(۳) عن ام سلمة رضي الله عنها قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم في عرضة الله بعض فيه

يقول وقد امتلأت الحجرة من اصحابه ايها الناس يوشك ان اقبض قبضاً سريعاً فينطلق وقد حدث
 اليكم القول معدة اليكم الا ان خلفت فيكم الثقلين كتاب الله عز وجل وعترتي اهل بيتي ثم اخذ
 علي خنجرها فقال هذا مع القرآن والقرآن مع ذلك لا يفترقان حتى يردا على الكوفين فاستلها ما
 خلفتم فيها راخرجه بن عقدة (ام المؤمنين ام سلمة رضي الله عنها) روايت يركه جناب محبوب باعلين
 صلى الله عليه وسلم اپنی مرض الموت میں ارشاد فرماتے تھے اور صحابہ کرام سے حجرہ مبارک ہوا تھا اسے لوگوں
 خیال کیا جاتا ہے کہ عنقریب میں اس دار فانی سے رحلت کر جاؤں میں پہلے تکو کہ چکا ہوں کہ میں دو
 بہاری چیزیں تم لوگوں میں چھوڑے جا رہا ہوں خدا کی کتاب اور میری عترت اہل بیت پر علی کا ہاتھ
 نیکر کر بلند کیا اور فرمایا یہ قرآن کے ساتھ ہے قرآن اس کے ساتھ ہو جیتا کہ حوض پر وارد نہ ہوں۔ یہ
 ہرگز ایک دوسرے جدا نہیں ہونگے میں ان دونوں سے پوچھوں گا کہ تم نے ان کے ساتھ میرے بعد کیا
 سلوک کیا ہے *

الحق مع علی

(۱) عن ابی سعید ار النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الحق مع علی راخرجه ابو یعلی والضیاء ابو سعید
 امہ عنہ سے روایت یوں کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق علی کے ساتھ ہے *

(۲) عن عبد الرحمن بن سعید قال کنا جلوساً عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی نفر من المهاجرین ورجل
 فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحق مع ذرا راخرجه بن مردویہ عبد الرحمن بن ابی سعید سے روایت
 ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چند مهاجرین کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کا
 جناب امیر گزرے حضرت نے فرمایا حق اس کے ساتھ ہے *

(۳) عن ابی ذر الغفاری عن ام سلمة قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان علیاً
 مع الحق والحق معہ لن یزولا حتی یردا علی الکوفین راخرجه بن مردویہ ابو ذر غفاری جناب ام سلمہ
 سے روایت کرتے ہیں کہ فرمائی تھیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ
 تحقیق علی حق کے ساتھ اور حق علی کے ساتھ ہے اور دونوں میں زائل ہونگے جب تک کہ حوض پر وارد نہ
 ہوں (۴) عن ام شیماء قالت کان علی علی الحق من اتبعنا تبع الحق ومن ترکہ ترک الحق عہداً معہ ودا قبل
 یومہ هذا راخرجه بن مردویہ جناب ام سلمہ سے منقول ہے کہ فرمائی تھیں جناب امیر حق پر تھے جس نے کہ انکی
 پیروی کی اس نے حق کا اتباع کیا اور جس نے انکو چھوڑا حق کو چھوڑا یہ آج کے دن سے پہلے خدا ہو چکا ہے

(۵) عن ام المؤمنين عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الحق مع علی یزدا، حیث ما زال اخوہ بن مردویہ (جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق علی کے ساتھ ہے پھر ہر جان علی پر ہے)

(۶) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان الحق معک وعلى لسانک وفي قلبک وبن عیینہ (اخرجہ الحواذی) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ یا علی حق تیرے ساتھ ہے اور تیری زبان پر حق ہے اور تیرے دل میں ہے اور تیری دو آنکھوں پر حق ہے (۷) عن ابی موسیٰ الاشعر قال ما شهدنا ان الحق مع علی ولكن ما لئنا الدنيا الى اهلها ولقد سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم يقول له یا علی انت مع الحق وانی معک (اخرجہ بن مردویہ) ابو موسیٰ الاشعری کہتے تھے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حق علی کے ساتھ ہے لیکن دنیا اپنے لوگوں کی طرف بہر گئی ہے شک میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب امیر سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یا علی تو حق کے ساتھ ہے اور حق میرے بعد تیرے ساتھ ہے۔

(۸) عن ابن حبان التیمی عزابیہ ز النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رحم اللہ علیا اللهم ادر الحق حیث دار (اخرجہ بن مردویہ) ابن حبان التیمی اپنے والد رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں کہ تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ رحم کرے علی پر اسے سیر پروردگار حق کو پیروں سے جان علی پر ہے۔

(۹) عن ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لما عقر جملها ودخلت دار البصرة فقال لها اخوها محمد انشدك الله انك كرين يوم حدثتني عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال الحق لن يزال مع علی وعلى مع الحق لن يفترقا فقالت نعم (اخرجہ ابو بکر بن مردویہ) جناب ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اونٹ کو حب پاؤں کٹ چکا اور وہ بصوک کے گھر میں تشریف لیگئیں انکے بھائی محمد نے انہیں خدا کی قسم دیکر پوچھا کہ آپ مجھے ہمدن کا ذکر سنائیں کہ اپنے مجھ سے بیان کیا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمیشہ حق علی کے ساتھ رہے گا اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہوں گے۔ فرماتے لیکن ہنیکے +

(۱۰) عن مسروق قال سالتني ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا عن اصحاب النضر وعن ذی الثدیہ فاخبرتها فقالت یا مسروق استطیع ان تاتیني با ناس من يشهد فانیتها من کل سبع برجل فشهدوا انهم رأوه فقالت یرحم اللہ علیا انه كان علی الحق ونکفی کنت امرأۃ من الاحماد (اخرجہ ابو بکر بن مردویہ) مسروق ناقل ہیں کہ جناب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا

نے مجھ پر نہ وان والوں اور ذوالشہیہ کی بات پوچھی مینے نہ کو جو کچھ کہ خبر تھی سنائی فرمانے لگین اے
سروق ہو سکتا ہے کہ چنڈا ایسے آدمی لائے جو اسکی گواہی دے سکین مین ہر ایک قبیلہ کلاکین آدمی انکی
خدمت مین لیگیا انہوں نے گواہی بیان کی کہ ذی الشہیہ کو انہوں نے دیکھا ہے جناب اہل المؤمنین
فرمانے لگین خدا علی پر رحم کرے وہ حق پر ہے مین ایک ایسی عورت تھی جو اپنے سسرال والوں کے
بس مین تھی *

(۱۱) قیل لما اصابہ فی یوم یثرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبہ رفق فوقف علیہ امیر
المؤمنین فقال رحمۃ اللہ بآزید فواللہ ما عرفتك الا تخفیف المعونة کثیر الموتہ فرقع الیہ رأسہ
فقال وانت فرح بآلہ اللہ فواللہ ما عرفتك الا بالآلہ عابا وبایاتہ عارفا واللہ ما قاتلت معک
من جہل ولکنی سمعت حدیثہ بن الیمان یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول علی امام
المردیہ قاتل الفجریۃ منصورہ من خذلہ الا وان الحق معہ ومتبعہ الا فنیلوا
بہم راخرجہ ابن مرد ویہ کہتے مین کہ بیت جمل کے روز زید بن صہبجان رحمی ہو گئے ابی ان مین رفق
باش تھی جنہا پر میرا تھے سر پر شریفیہ لگے گمراہ اور فرمانے لگے امیر خدا تھے پر رحم کرے ہم نے تجھے کونین
ذیہ مکرہ دیکھنے مین سبکی اور صلبی کرنے والا اور اہل خیال کے لفظ مین کفر کے رکھنے کی بدہشت کر دے
راہ زید نے یہ سنکر سہاڑا اڑا اور جناب دیا خدا آپ پر ہی رحم کرے ہم نے آپ کو نہیں دیکھا مگر اللہ کے
ساتھ زیادہ عظم والا اور زیادہ ایات کو زیادہ پہچاننے والا مینے آپ کی سعیت مین ماورافضیت سوچا
نہیں کی بلکہ خدائے بن الیمان رضی اللہ عنہ کو سناتا تھا کہ جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ علی تمکو کارون کے سردار اور بدکاروں کے قاتل مین خدا سے مدد پائی اس نے جس نے کہ انکی مدد کی
اور خوار ہوا وہ شخص جس نے انکو چوڑا بے شک حق انکے ساتھ ہے اور انکے تابع مین ہے تم نے
انہیں کہ شرف سبیل کرنا *

(۱۲) عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا اباہارۃ کیف است وقوم یقاتلون علیا وہو علی
الحق وہم علی الباطل یدعون حقاً فی اللہ جہادہم فمن لم یستطع جہادہم بید فیما ہدم بلسانہ
فمن لم یستطع بلسانہ فیما ہدم بقلبہ لیس ما ذلک شیء قال ادع علی ان ادعکتم ان یغنی و
یقوینی علی قتلہم فلما بایع الناس علی بن ابی طالب وخالفہ معاویۃ قلت ہولاء القوم الذین
قال فیہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فباہم ارضہ بخیر الخیر مع علی جمیع اہلہ وولداہ وکان معہ
حتما استشهد علی فرجع الی المدینۃ مع الحسن (راخرجہ بن مرد ویہ) ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے

منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد کیا کہ اے ابورافع تیرا کیا حال ہوگا جبکہ قوم علی کے ساتھ جنگ کی گئی اور علی حق پر اور یہ لوگ باطل پر ہونگے خدا کی راہ میں ان سے جہاد کرنا حق ہوگا جو شخص کہ ہاتھ سے جہاد کی استطاعت نہ رکھتا ہو اسکو چاہیے کہ زبان سے انکے ساتھ جہاد کرے۔ اور جو شخص کہ زبان سے بھی استطاعت نہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ دل ہی سے جہاد کرے اسکے سوا اور کوئی بات نہیں ہے اگر تو ان لوگوں کو پائے تو انکو میری طرف سے دعوت کیجیو کہ وہ میری مدد کریں اور مجھے نفیوت دیں۔ ابورافع کہتے ہیں کہ جب لوگوں نے جناب امیر سے بیعت کی اور معاویہ مخالف ہو گئے مینے کہا یہ وہی لوگ ہیں جنکا ذکر حضرت نے کیا تھا ابورافع اپنی خیبر کی زمین بیچ کر اور اپنے اہل و عیال کو ساتھ لیکر جناب امیر کے ہمراہ چلے اور جناب امیر کی شہادت تک انکے ساتھ رہے پھر جناب امام حسن کے ساتھ مدینہ کو واپس آئے۔

رس ۱۱، عن عبد الله بن عبد الله الكندي قال حج معاوية فأتى المدينة وأصحاب النبي صلى الله عليه وآله متوافرون فجلس في حلقة بين عبد الله بن عباس وعبد الله بن عمر الخليفة المقتول فصرخ بيد علي فخذ ابن عباس ثم قال أما كنت الحق وأولى بالامر من ابن عمك قال وبما قال لأن ابن عم الخليفة المقتول ظلماً قال هذا إذا يعني ابن عمر وأولى بالامر منك لأن أبا قد قتل قبل ابن عمك فأعز من ابن عباس وأقبل على سعد بن أبي وقاص وقال وانت يا سعد الذي لم يعرف حقنا من باطل غيظنا فيكون معنا أو علينا قال سعد اني لما رأيت الظلمة قد خفيت الأرض قلت لبعيكي فلتختد حتى اذا استقوت مصيبة قال والله لقد قرأت المصحف يوماً بين الدفتين وما وجدت فيه هج فقال أما اذا ثبت فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله يقول لعلي انت مع الحق والحق معك قال لتجئني بمن سمعه معك اولا فعلن قال ام سلمة قال فقام فقاموا معه حتى دخل على ام سلمة قال فبدا المعاورة في الكلام فقال يا ام المؤمنين ان الكذابة قد كثرت على رسول الله صلى الله عليه وآله فلا يزال قائل يقول قال رسول الله صلى الله عليه وآله ما لم يقل وان سعدا روى حديثاً روى عنك سمعته منه قالت ما هم قال نعم ان رسول الله صلى الله عليه وآله قال لعلي انت مع الحق والحق معك قالت صدق في بيقى قاله فاقبل على سعد فقال الان الوم ما كنت عليه والله لو سمعت هذا من رسول الله صلى الله عليه وآله لما زلت خادماً لعلي حتى اموت راخو بن عمرو بن عبد الله بن عبد الله الكندي منقول ہے کہ ایک دفعہ معاویہ حج کر کے مدینہ میں گیا اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

صحابہؓ میں پرکشت تھے وہ ایک مجلس میں گیا جہاں پر عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن عمرؓ بیٹھ ہوئے ہوتے
 معاویہ ابن عباسؓ کی زبان پر ہاتھ مار کر کہنے لگا کیا میں آپ کے ابن عم یعنی جناب امیرؓ سے خلافت میں
 زبرد تر ہوں؟ انہیں تھا ابن عباسؓ نے کہا کیوں کہنے لگا میں خلیفہ مقتول یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کا
 ابن عم ہوں ابن عباسؓ نے جواب دیا شاید شخص بیٹے عبداللہ بن عمرؓ سے زیادہ حق دار ہے کیونکہ اسکے والد
 تیرے ابن عم سے پہلے شہید ہوئے ہیں ابن عباسؓ ہونہ پیر کر سعد بن ابی وقاصؓ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا
 اے سعد تو وہی شخص ہو جس نے کہ ہمارے حق کو ہمارے عزیز کے باطل سے نہیں بچا یا اور ہمارا ساتھ نہیں
 دیا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا حرب بنہ ویکما کہ اندھیرا تمام زمین پر چھا گیا ہے سینے اپنے اونٹ کو کہا بیٹھ
 جا اور سینے اسکو بٹھا دیا۔ یہاں تک کہ مصیبت ٹھیر گئے معاویہؓ نے کہا تم سے خدا کی بیٹے دن بہ روز
 سے آخر تک قرآن شریف کو پڑھا ہے اس میں یہودہ بات نہیں پائی۔ سعد کہنے لگے جبکہ یہ بات سچ
 ہی ہو جائے مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب علیؓ سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تو حق کو ساتھ
 ہے اور حق تیرے ساتھ ہے معاویہؓ کہنے لگا میرے ساتھ چل تو نے کس کے مواجہ میں اس حدیث کو سنا
 ہے ورنہ میں ترے ساتھ کچھ کر بیٹھوں گا سعد نے کہا میں نے جناب ام المومنین ام شملہ کے سامنے اس
 حدیث کو سنا ہے معاویہؓ اٹھ کھڑا ہوا اور اسکے ساتھ اور لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور جناب ام شملہ کی
 خدمت میں گئے معاویہؓ نے کلام شروع کیا کہ یا ام المومنین جہوئیؓ باتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کی طرف بہت منسوب ہو گئی ہیں ہمیشہ کہنے والا یہی کہتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا ہے حالانکہ وہ بات حضرتؐ نے نہیں فرمائی ہوتی سعد نے ایک حدیث روایت کی ہے انکا خیال
 ہے کہ آپ نے ہی اسی حدیث کو سنا ہے۔ ام المومنین نے فرمایا وہ کیا ہے معاویہؓ کہنے لگا: زکا زعم ہے
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ سے فرمایا تھا کہ تو حق کے ساتھ ہے ام المومنین فرماتے لگین سچ
 کہتا ہے حضرتؐ اس حدیث کو میرے گھر میں ارشاد کیا تھا معاویہؓ سعد کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے اب
 میں ملائت کے قابل ہوں جس بات پر کہ میں تھا واللہ اگر یہ حدیث میرے حضرتؐ سے سنی ہوتی تو اپنے سر پر
 تک ہمیشہ میں جناب امیر علیہ السلام کا خادم بنا رہتا۔

جناب امیر کا قرآن کی تاویل پر لوگوں سے لڑنا

عن ابی سعید الخدریؓ رضی اللہ عنہ قال کنا جلوساً منتظرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخرج الینا قد
 انقطع شسم تملہ فرمى بها الى علی فقال ان منکم من یقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی

(۳) عن سعد بن جبارة عن علي قال امرت لبيات الناكثين والقاسطين والمارقين واما الناكثون فهم اهل
جبل واما القاسطون فاهل الشام والمارقون فاهل الهندوان راخرجه ابن عساكر سعيد بن جبارة جناب امير
روایت کرتے ہیں کہ مجھے تین گروہ یعنی ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنیکا حکم دیا گیا ہے پس ناکثین اور
جبل میں اور قاسطین اہل شام اور مارقین اہل ہندوان ۔

(۵) عن ابن مسعود ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اتى مشربا ام سہار فجاء على فقال رسول الله صلى الله
عليه وآله سلمة هذا قاتل الناكثين والقاسطين والمارقين من بعدك ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ام شمر کے گھر میں تشریف لائے تھے میں جناب امیر ہی تھے کہ حضرت نے
فرمایا اے ام سلمہ یہ میرے بعد ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے لڑنے والا ہے ۔

(۶) عن علقمة عن عبد الله قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم من بيت زينب بنت جحش واتي منزل
ام سلمة فجاء على فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ام سلمة هذا والله قاتل الناكثين والقاسطين و
المارقين من بعدك راخرجه ابن عساكر علقمة عن ام سہار ایت کرتا ہے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم ام
المومنین زینب بنت جحش رضوانہ عنہا کے گھر سے نکل کر ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف تشریف
لا رہے تھے کہ جناب امیر ہی حاضر ہو گئے حضرت نے فرمایا اے ام سلمہ وہ میرے بعد ناکثین اور قاسطین
اور مارقین کو لڑنے والا ہے ۔

(۷) عن عقاب بن ثعلبة قال حدثني ابو ايوب الانصاري في خلافة عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال
امرني رسول الله صلى الله عليه وسلم بقتال الناكثين والقاسطين والمارقين راخرجه ابن عساكر عقاب
بن ثعلبة سے روایت ہے کہ جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے مجھے
بیان کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنیکا حکم دیا تھا
(۸) عن مخنف بن سليم قال اتينا ابا ايوب الانصاري فقلنا قاتلت المشركين مع رسول الله صلى الله عليه وسلم
ثم جئت تقاتل المسلمين فقال امرني رسول الله صلى الله عليه وسلم بقتال الناكثين والقاسطين والمارقين
مع علي راخرجه ابن عساكر مخنف بن سليم کہتا ہے کہ ہم نے ابو ایوب انصاری سے جا کر کہا آپ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی وصیت میں مشرکوں کے ساتھ جنگ کرتے رہے ہیں اب آپ مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کو آئے ہیں
کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے علی کی وصیت میں ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ
کرنیکا حکم دیا ہے ۔

(۹) عن علقمة والاسود قال اتينا ابا ايوب الانصاري عند منصرفه من صفين فقلنا يا ابا ايوب

جنگ سے نزع خلافت کی تھی کو متاخرین انکے فعل کو کسی لفظوں سے تعبیر کریں مگر خطائے منکر ہی کا پلہ بہاری رہتا ہے
(۳) سرکہ نہروان میں کوی صحابی جناب امیر کا مخالف نہیں ہوا اس لیے اسکی بحث کرنے کی چہرہ ان ضرورت
نہیں واقعہ جمل کی بحث صنفین کے واقعہ بحث میں منشا ورج ہے۔ ہوا سطر اول صنفین کے اس فعل کی نسبت
مفصل ذیل بحث ورج کی جاتی ہے۔

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال اول من یختصم من ہذا الامة بین ینکد الرب علی معاویہ راجح
فخر الاسلام محمد الدین ابو بکر السیاق المہندی فی مناقب الصحابہ ابن عمر کہا کرتے تھے کہ اس امت کو
لوگوں میں سے قیامت کے روز سب سے پہلے خدا کے سامنے علی اور معاویہ باہم جھگڑنے کے لیے کھڑے ہوں گے
(مقتضیہ) یا صحیح ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف اعلیٰ درجہ تعلیم اور کثرت
نواب کا مجوز اور تزیینات کا موجب ہے۔ کوی شرف خواہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اسکی حد تک نہیں پہنچ
سکتا۔ لیکن ہم اہل سنت و جماعت کو نزدیک انبیاء کرام علیہم السلام کیسے سوا کوئی صاحب خواہ کتنا ہی
جلیل القدر کیوں نہ ہو معصوم نہیں۔ البتہ وہ عقیدہ شان اصحاب کبار جیسے فضائل و مناقب متواترات
کی حد تک پہنچ چکے ہیں۔ محفوظ عن الخطا سمجھ جاتے ہیں اور ان مذہبوں کی شان میں صدور صحبت
کا لگان کرنا سراسر ظن فاسد ہے۔

اس امر کے متعین کرنے میں کہ وہ افاضل صحابہ کون ہیں اور کتنے ہیں جیسے فضائل تو اتر کی حد کو پہنچے ہوئے ہیں
علماء کرام نے نہایت وقت نظر صرف کر کے یہ نتیجہ نکالی ہے کہ جو بزرگوار صلہ حدیث یہ تک سلام سے شرف
ہوئے ہیں وہ ہر طرح سے فضل اور اعلیٰ ہیں۔ اسکے بعد ہر کوی ایسا مشہد نہیں جو بعد فضل سمجھا جائے
کیونکہ بعد میں اکثر منافق ہی شریک اسلام ہو گئے تھے چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ
الرحمۃ اپنے رسالہ الجلیل میں کہتے ہیں اور بیان صولہ سبقت تقدم راہ موجب کالیتوی منکم من
انفق قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا اعتبارا بایک و ذریاکہ ہر
قدر تقدم و سبق بشیر وقت احتیاج اسلام و تقویت آن بشیر حین نخبہ حدیث قال قتد و قلتم کذبت و لا
بآن وار و پس ہا بن اعتبار کسانیکہ قتل از ہجرت باعمال اسلام قیام نمودہ اند و قتل باشند از من خود و مثل ان
و عمر و عثمان و علی و حمزہ و جعفر و عثمان بن مظعون و طلحہ و زبیر و صعب بن عقیل و عبدالرحمن بن عوف و عبداللہ بن
مسعود و سعید بن زید و زید بن حارثہ و ابوجہیدہ و بلال و سعد و عمار بن یاسر و ابو سلمہ بن عبدالاسد و عتبہ
بن جحش و غیر ہم من اقطار ہم عبداللہ بن ابی العقبہ بازاہل بدر عبداللہ بن ابی العقبہ بازاہل بدر عبداللہ بن ابی العقبہ
رسید ذریاکہ انزال سکینہ و صفائی قلوب ایشان منصوص عن قرآن است اما عبداللہ بن ابی العقبہ

مشہد سے قیمت کہ در فضل بران بود بزرگوار و درین مقدم جماعت منافقان بود مذکورہ تعالیٰ فَاِنَّ خُرُوجَكُمْ مِنْكُمْ لَكُمْ
 مُكَافَاةٌ وَمِنْ اَكْلِ الْمَالِ الْمُنْتَمِرَةِ مَرَدُّا عَلَیْهِ التَّوْفِیْقُ انتہی کلامہ رحمہ اللہ علیہ) جہاں تک قصہ صومق آئی تو دیکھا جاتا ہے
 تو وہ بھی انہیں بزرگوں کی علوشان کو مستحق پائے جاسم میں علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ لا استیجاب فی معرفۃ الاما
 من لکھتے ہیں قال اللہ تبارک تعالیٰ محمد رسول اللہ والذین معہ اشدا علی الکفار رحمہم بنہم ورحمہم زکما
 یجاد یتغون فضلا من ابہ ورضوا۔ سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود خلت مثلام فی التوراة و
 مثاہم فی الانجیل الخ فہذا صفتہ من بدرا فی تصدیقہ والا یماں بہ وازرہ وخصرہ ولسق بہ وحبہ
 ایس کذلک جمیع من راہ ولا جمیع من امن وسترى منازلہم من الدین والا یماں وفضائل ذوہ
 الفضل والتقدم منہم فاسہ تعالیٰ فضل بعض النبیین علی بعض وكذلك۔ اثر المسلمین قال اللہ تبارک
 و تعالیٰ السابقون الاولون من المهاجرین والانصاء والذین اتبعوہم باحسان رحمۃ اللہ علیہم رضوا عنہ
 یعنی پروردگار تعالیٰ شانہ فرماتا ہے محمد اللہ کا رسول ہو اور جو اسکے ساتھ ہیں زور آور ہیں کافروں پر نرم دل ہیں
 آپس میں تو دیکھئے انکو رکوع میں اور سجدہ میں ڈھرتے ہیں اللہ کا فضل اور اسکی خوشی نشانی انکے موندہ
 ہے سجدہ کے اثر سے یہ کہاوت ہو ان کی تورات میں اور یہ کہاوت ہو انکی انجیل میں۔ پس جن لوگوں نے حضرت
 کی تصدیق اور مدد میں مبادرت کی ہو اور آپ کی صحبت میں ہے ہیں انکی یہ صفت ہو جسکو خدا نے اپنی کلام
 پاک میں بیان فرمایا ہے اور ہر ایک شخص کہ جس نے حضرت کو دیکھا ہے ایسا نہیں ہو اور نہ ہر ایک شخص جو
 ایمان لایا ہے ایسا ہو سکتا ہے۔ عنقریب کہ دین و ایمان میں تو انکے درجن کو دیکھے گا۔ اور صاحبان
 فضل کی فضیلتیں اور انکے تقدم کو شناخت کریگا۔ پس خدا تعالیٰ نے بعض نبیوں کو بعض فضیلت
 دی ہے۔ اسی طرح سے تمام مسلمانوں کو ایک سر پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے جو
 لوگ قدیم ہیں پہلے وطن چھوڑنے والے اور مدد کرنے والے اور جو انکے پیچھے آئے نیکی سے اللہ ان سحرانی
 ہوا اور وہ اس کے راضی ہوئے۔

اس آیت کی تفسیر علامہ موصوف ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں السابقون الاولون من المهاجرین
 والانصاء الذین صلوا القبلتین یعنی سابقون الاولون ہو وہ لوگ مراد ہیں جن لوگوں نے دونوں قبلوں
 کی جانب نماز کی ہے۔

اور شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ الذین بايعوا بيعتا المنون یعنی سابقون الاولون سے وہ لوگ مراد
 ہیں جو سمیت رضوان سے مشرف ہو ہیں
 اما انکی قصدا کی نسبت علامہ ابن عبد البر لکھتے ہیں عن سالم بن ابی الجعد قال قال الشجاع بن عبد اللہ

[illegible]

گوئیظاہر ان دونوں حدثیوں میں تعداد کی نسبت فرق ہو لیکن کہا جاسکتا ہے کہ چودہ سے کم اور پندرہ سے زیادہ صحابی نہیں تھے +

پس جو صحاب کبار کہ ان مشاہدین حاضر ہوئے ہیں وہ بے شائبہ قطعی حتمی اور ناقاضل صحابہ ہیں۔ علامہ ابن عبد البر استیعاب میں کہتے ہیں۔ قال ابو عمر قال الله تعا رضی اللہ عن المؤمنین اذ یابعونک تحت الشجرة ومن رضی اللہ عنہ لم یخط علیہ لدا انشاء الله تعا فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ان یلج النار احد شہد بدرا والحدیث یہی نے ابو عمر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ پروردگار عالم جل جلالہ فرماتا ہے (خدا رضی ہو اوسوں سے جو جیکہ انہوں نے درخت کے نیچے تجھے سے بیعت کی، اور جس سے کہ خدا رضی ہو اس پر کبھی ناراض نہیں ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہرگز وہ شخص دوزخ میں نہیں ڈالا جائیگا جو بدد اور حدیبیہ میں حاضر ہوا ہے۔ ✽ غرض کہ یہ فضائل ان بزرگوں کے ہیں جو صلح حدیبیہ تک مشرف باسلام ہوئے ہیں اگرچہ بعد میں ہی جو صحاب کہ مشرف باسلام ہوئے ہیں انکے فضائل و مناقب ہی حصہ میں نہیں آسکتے خاص کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیار کا شرف اور صحبت کا ثواب ایسا ہے کہ جسکے سلسلے سب خوب بیان گرد ہیں۔ ✽

تاسم باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف صحبت کر کل صحابہ کا محظوظ عن الخطا سمجھنا بدیسیات اور عقیدات
سلف صالحین کے برخلاف ہے علامہ سعد الدین اہتقان زانی علیہ الرحمۃ شرح مقاصد میں لکھتے ہیں اذلیس کل
صحاب محصوما وکل من رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالتخیر موصوما یعنی جبکہ کل صحابی محصوم نہیں اور نہ ہر ایک
شخص کو جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے نیکی کا نشان کہنے والا ہے ۔

مسلم بن اثاثہ کا جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قذف میں شریک ہونا۔ اور عاصم بن ابی سلیم کا آنحضرت کے ساتھ افشاء کرنا۔ اور کفار مکہ کی طرف پوچھنا کہ یہ خط لکھ کر روانہ کرنا اور ولید بن عقبہ بن ابی معیط کا شرب خمر کرنا۔ اور ایک صحابی کا غزوہ خیبر میں خودکشی کرنا۔ اور ایک صحابی کا زنا کرنا۔ اور ایک صحابی کا منع زکوٰۃ کرنا۔ اور بعض عرب کے قبائل کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد مرتد ہو جانا جنکا ثبوت کئی

(پہلے) وہ حلیہ جس سے معاویہ اور ان کے متبعین کو معذور ٹھہرانے میں کوشش کی جاتی ہے صرف یہ ہے کہ یہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو قصاص کے طالب کہے۔ نہ خلیفہ وقت سے انتزاع خلافت کے۔ علامہ ابن حجر نے اسی بات پر زور ڈالا ہے کہ جناب امیر معاویہؓ سے امیر معاویہ کے معرکہ آرامی صرف قتلہ جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے طلب کرنے کے لیے تھی۔ چنانچہ وہ صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں ومن اعتقاد اهل السنة واجتماعه ان ماجری بین معاویہ وعلی بن ابی طالب فلم یکن المنازعة فی الخلافة الا جماع علی حقیقہ اھل بیتہ اہل سنت وجماعت کے اعتقاد میں ہے کہ جو قاریات امیر معاویہ اور جناب علی کے درمیان واقع ہوئے ہیں وہ خلافت کا جھگڑا نہیں تھا۔ بلکہ جناب علی کی خلافت کو حق ہونے پر اجماع ہو چکا تھا علامہ ابن حجر اور ایسے بعض ہم خیال بزرگوں کو ایسا یہ پس کیوں اختیار کرنا پڑا ہے تاکہ یہ خیال نہ بچا جائے کہ جس شخص کے لیے جناب صدیقہ اور طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم نے جناب امیرؓ پر بیعت کی تھی۔ اس بیعت میں امیر معاویہؓ بھی شریک تھے۔ چنانچہ جابن تہا کہ صحابہ جمل کی ہر بیعت پر جواز قائم رہ سکتے ہیں۔ ان کی ہر بات پر قائم ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ بالکل خلاف ائمہ اہل بیت ہے۔ انہیں چاہیئے کہ اس سے پہلے پائین سے کہیں۔

(اوگہ) اس امر پر تمام ائمہ اہل سنت وجماعت کا اتفاق نہیں ہے۔ نہ امیر معاویہؓ کی غرض اس قتال و جدال سے جناب عثمان کے قاتلان کا طلب کرنا تھا۔ بلکہ خلافت پر تنازع نہیں تھا۔ چنانچہ عبد اللہ بن مسعودؓ رحمۃ اللہ علیہ ائمہ سنیہ فی بیان التوہید میں لکھتے ہیں وقال اهل السنة واجتماعه بان معاویہ فی حال حیوۃ علی ومن تابعہ كانوا مخطئین فی دعوی انہ ماردۃ والبیعة باغیۃ۔ المقادیر مع علی۔ یعنی اہل سنت وجماعت کہتے ہیں کہ معاویہ اور ان کے پیروں نے جناب علیؓ کی زندگی میں امارت اور بیعت کے دعویٰ کرنے میں خطا و ارتباہ ہے اور جناب علیؓ کے ساتھ جنگ کرنے میں باغی تھے۔

بہیقی وقت قاضی ثار اللہ پانی پتی قدس سرہ سیف السلوان میں لکھتے ہیں بعض گویند کہ معاویہؓ ابتداً طلب قاتلان عثمان سیکر وود را آخر طلب خلافت ہم، تودہ بود و نصحت خلافت علی قابل بود میگفتند کہ بیعت او باخان باعلیٰ مستبر نیست و اہل حل و عقد از سعادت پیش طلب و زبیر و ثنیہ کہ بیعت کردہ بودند باکراہ کردہ بودند و لہذا تحت بیعت نمودند و معاویہ از پیرو خداصلی اللہ علیہ وسلم شنیدہ بود و اذا ملکک فارفق بھم از بیعتش اور اطلع خلافت ہم رسیدہ بود و از اہل شام بیعت گرفتہ بود۔

(دوم) اگر امیر معاویہؓ کا مقصود محض قصاص کا طلب کرنا تھا۔ تو لازم تھا کہ ان کی بیعت صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کے طلب کر ہی پر مصلو ہوئی اور اسی پر کفایہ کی تسخیر مال اور بیت المال میں دہانی نہ کرتے لوگوں سے اپنے نام کی بیعت نہ لیتے اور کبیر الروم کو مال کثیر دیکر صرف جناب امیرؓ کے ساتھ

جنگ کر نیکی کی طرح کرتے۔ مسعودی علیہ الرحمۃ مروج الذهب میں لکھتے ہیں قد کان معاویۃ صالحاً لجملة المذموم
مال بجله الیہ لشغلہ بقلے یعنی امیر معاویہ نے ملک الروم کو مال دیکر اس لیے صلح کر لی تھی تاکہ علی کے ساتھ جنگ
کرنے میں مشغول ہوں۔ اور اپنے عامل عمر بن العاص کو بھیج کر جناب ابوبکر کے عامل محمد بن ابی بکر سے مصر کو چھین
لیتے۔ اسد الغابہ فی معرفۃ اصحابہ میں علامہ ابن اثیر الخیر می بذیل ترجمہ عمرو بن العاص لکھتے ہیں۔ ثم
سیر معاویۃ الی مصر فاستنقذہا من محمد بن ابی بکر و هو عامل لعلی علیہا واستعملہ معاویۃ علیہا
یعنی پھر امیر معاویہ نے اسکو مصر کی طرف روانہ کیا اور اسنے مصر کو محمد بن ابی بکر کے ہاتھ سے چھین لیا۔ اور
وہ جناب علی کی طرف سے واسطہ پر عامل تھے پھر امیر معاویہ نے اسے عمرو بن العاص کو اپنا عامل مقرر کیا۔ یہ اور نیز
اسی قسم کے صد ہا دیگر واقعات ایسے موجود ہیں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ امیر معاویہ کو دراصل خلافت کی
طرح تھی۔

(سوم) جبکہ تحکیم ہو چکی تھی اور عمرو بن العاص نے ابوسوس کو مخالفہ دیکر محض امیر معاویہ فیصلہ کیا تھا
تو ضعیف سے ضعیف روایت ہی اسکی تائید نہیں کرتی۔ کہ امیر معاویہ اسی ناجائز تحکیم پر عمرو بن کو سرشار
کی ہو۔ پس اگر امیر معاویہ مدعی خلافت نہیں تھے تو ایسی ناجائز تحکیم پر کیوں راضی ہو گئے تھے۔
(چہارم) جب ایام حسن نے خلافت سے دستکش ہو کر امارت عامہ لے لے سیر دی۔ اور امیر معاویہ کو ان کے
حسب انتشار اقتدار کلی حاصل ہو گیا۔ تو آیا کسی ضعیف روایت سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ پھر کبھی امیر معاویہ
نے جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلون کی جستجو کی ہے۔ یا اس جماعت پر قصاص کے جاری کرنے کا
حکم شہر کیا ہے۔ باوجودیکہ حضرت عثمان کی شہادت سے امیر معاویہ کی امارت عامہ تک چھ سال سے
زیادہ کا زمانہ نہیں گزرا تھا اور ہمارے گز خیال میں نہیں آتا کہ اس قلیل مدت میں حضرت عثمان رضی
اللہ عنہ کے قاتل کلمہ رگراے عدم ہو گئے ہوں اور اس جماعت کثیرین سے ایک مقتس ہی زندہ
نہ رہا ہو جس سے قصاص طلب کیا جاتا۔

خیر بطریق تنزل ہم ہی تسلیم کر لیتے ہیں کہ امیر معاویہ کا مقصود اس مجاہدہ سے جناب عثمان رضی اللہ عنہ
کے قاتلون کو طلب کرنا تھا۔

اب ہم یہ پوچھتے ہیں کہ اگر اس جماعت میں امیر معاویہ کو معذور سمجھا جائے تو انکے مقلدین کو بھی معذور
خیال کرنا چاہیے پس بصورت ذیل۔

(الف) اگر کوئی شخص بادشاہ اسلام سے بہین وجہ بغاوت اختیار کرے کہ چونکہ یہ بادشاہ ظلم و جور
مسلمان کے قاتلون سے قصاص نہیں لیتا اس لیے میں اس کے ساتھ جنگ کرنا ہوں اور میں اس امر میں

میں میر معاویہ کا منقلد ہوں۔ تو آیا کوئی فقہی فریہ اسکی تائید کی لیے پیش کیا جاسکتا ہے یا کوئی عالم اس تعلیمہ میں اسکو معذور سمجھ سکتا ہے ؟

(ب) مقتول کے خون کے لیے عندہ شرع دعویٰ کرنا محض سیطرہ سبائز ہے کہ فاضل کی طرہ رجوع کیا جائے اور شہود پیش کر کے دعویٰ کو پایہ شکیک پہنچایا جائے اور پھر شریعت کے فیصلہ کو تسلیم کیا جائے۔ نہ یہ کہ بادشاہ وقت پٹنہ غریبکالی جائے اور اسکی مغزولی کے درپے ہوا جائے ؟

(ج) اگر اس بغاوت کو خطائی الاجتہاد دینے ایسا عمل کہ جسکے کرنے سے مجتہد کو باوجود خطا کو بھی ایک ثواب حاصل ہوتا ہے اور وہ عندہ معذور بلکہ ماحور ہوتا ہے تصور کیا جائے۔ تو بالضرر من اگر جناب امیر علیہ السلام اس موخر قتال میں مثل اپنے دیگر ہمراہی صحابیوں کو شہید ہو جاتے تو ضرور ہے کہ جناب امیر کا قتل ہی خطائی الاجتہاد ہوتا اور حضرت امیر کے قاتل اشقیٰ آخرین کو ہی عندہ معذور بلکہ ماحور سمجھا جاتا (نعوذ باللہ من ہذا الاعتقاد)

(د) اگر امیر معاویہ اس بغاوت میں محضی ماحور ہے تو اسے لشکر سے جسے کہ جناب علی بن یاسر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ہے اسکو ہی محضی ماحور کہنا پڑیگا۔ کیونکہ یہ فعل اس نے بغیر من اتباع امیر معاویہ کیا ہے ؟

(ه) و لو فرضنا اگر جناب امیر علیہ السلام سے جنگ کرنا خطائی الاجتہاد تھا۔ تو کیا جناب امیر کی شان اقدس میں برسر محراب منبر سبب و تم کرنا ہی خطائی الاجتہاد تھا۔ عن سعد بن معاویہ امرہ فقال لمینعک از تسبیح ابوتراب

فقال اما ذکرت ثلاثا قال نعم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض معازیہ فقال لا خلفتی من النساء و الصبیاء فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما ترغولن تکون منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ الا انہ لا یوق

بمک و سمعہ یقول یوم خیر لا عین الراءتہ غدا رجلا یحبہ و رسولہ فتطاولنا فقال ادعوا علیا فاتی بہ ارمہ فقص فی حینہ و دفع الیہ الیہ ففتحہ اللہ علیہ لما نزلت ہذہ الایۃ فقل تعالوا ندع ابنائنا و

ابنائکم و نسائنا و نسائکم و انفسنا و انفسکم دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ و حسن و حسینا فقال اللهم هؤلاء اہل بیتی راخرجہا حمد و المسلم و الترمذی و النساء و غیرہم سعد بنی امیر عنہ

روایت ہو کہ امیر معاویہ نے انکو جناب ابوتراب علیہ السلام پر سب کرنے کے لیے حکم کیا اور کہا تم اپنے سب کیوں نہیں کہتے سعد نے کہا کیا میں نے تم سے تین باتوں کا ذکر نہیں کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد کی ہیں حضرت علی کو بعض غزوات میں جبکہ اپنے عقب میں چھڑا۔ تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے عمر قون اور رکن کعبہ اس چھڑے جاتے ہیں حضرت نے ان سے فرمایا کیا تو راضی نہیں کہ تیری قتل

محبے ایسی ہو جیسے ہارون کی سو سے مگر نبوت میرے بعد نہیں ہے اور میں نے خیر کے بعد حضرت کو قتل کر دیا ہے سنا کہ ہم کل عالم ایسے شخص کو جنگے جو خدا اور خدا کے رسول سے پیار کرتا ہے نہیں ہم علم کی طرہ سے

اوس نے ارشاد کیا علی کہان ہین معانکی خدمت میں آشتوت پتیم ہی سوا حاضر ہوئے حضرت نو اپنا لعاب ہین انکی انکھوں میں لگا کر علم انکو دیا۔ اور اوس نے انکو فتحدی اور حبیبیایت نازل ہوئی۔ پس کہدو آؤ بلائین ہم اپنے بیٹوں کو اور تمہاری بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنی جانوں کو اور تمہاری جانوں کو حضرت نے علی غلطہ اور سنین کو بلا کر فرمایا اے سیر پروردگار یہ سیر اہل بیت ہین *

یہ حدیث توضیح کی جتنے پیش کی ہے اسی قسم کی صد ہا حدیثیں ہین جن سے کثرت ثابت ہوتا ہے امیر معاویہ نے اس بدعت کو خطبہ میں ایجاد کیا تھا۔ جو خلیفہ عمر بن عبدالغزیز کے عہد تک جاری رہی۔ اور اس سے پور خلیفہ نے اسکو منسوخ کیا یہ ایسے واقعات محقق ہین کہ جس سے کہنے انکار نہیں کیا پس کیا یہ اسوقبویہ اور بدعت سیر ہی خطائی بالاجتہاد ہو سکتے ہین۔ حاشا وکلا۔

اکثر لوگوں کو مفصل ذیل اوام میں سے ایک نہ ایک وہم نے اس محاربہ کو خطائی بالاجتہاد کہنے کی طرف مائل کیا ہے جبکی تفصیل ہم جوابات درج ذیل ہے *

(پہلا وہم) اگر اس محاربہ کو مصیبت قرار دیا جائے تو اس سے اہل شام کی تکفیر لازم آتی ہے اور یہ امر دور تک پہنچ جاتا ہے *

لیکن یہ وہم بالکل باور ہوا ہے۔ اور ادنی تامل سے رفع ہو سکتا ہے کیونکہ خلیفہ وقت سے محاربہ کرنا مصیبت ہے نہ کفر اور حدیث حربی کفر پر وال نہیں چنانچہ شاہ عبدالغزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفۃ اثنا عشریہ کے بارہویں باب میں شرح و بسط کو ساتھ اس پر بحث کی ہے۔

عوام صحابہ سے صدہ مصیبت کو گمان کرنے میں کسی قسم کا محذور شرعی لازم نہیں آتا۔ ولید بن عقیب بن معیط کا شارب خمر ہو کر حد شرعی کو پہنچنا کتب جلال ثوابت ہے عن ابی جعفر محمد بن علی قال جلد علی الولید بن عقیب فی الخمر اربعین جلدًا راستیعاب واسد الغابہ (اصحاب) یعنی امام ابو جعفر محمد بن علی زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے ولید بن عقیب کو شراب پینے پر چالٹیں نہ لگائے تھے سبط ج سے سلم بن اثامہ کا جناب صدیقہ رضی اللہ عنہما کے افک میں کوشش کرنا اور قذوف کی حد کو پہنچنا ہی انہیں کتابوں سے واضح ہے وکان من خاص فی الافک علی لعائشہ فجلدہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم راستہ الغابہ) یعنی سلم بن اثامہ ان لوگوں میں سے تھا جو جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نسبت بتان کھڑا کرنے میں کوشش کیا کرتا تھا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو دس لگوائے ان احمد سے نہ یہ لوگ درج صحابہیت سے ساقط ہو گئے اور نہ کافر ہو گئے۔ اگر ہے تو صرف اس قدر کہ خطا و قوم میں آئے اور صدہ مصیبت سے آدمی کافر نہیں ہو سکتا۔ صحابہیت کا شرف

ایسا ہے کہ کسی معصیت کے بغیر ارتداد اور اکل نہیں ہو سکتا۔
 (دوسرا وہم) چند صحابہ اس محاربہ میں امیر معاویہ کے شریک تھے، جب امیر معاویہ کے اس فعل کو خطا و منکرا اور معصیت قرار دیا جائے تو ان اصحاب کا امیر معاویہ کے ساتھ معصیت پر اتفاق کرنا لازم آئیگا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر ایسا لگانا فاسد زیبا نہیں ہے۔

یہ وہم اگر عدم تتبع کتب سیر اور احادیث کی وجہ سے ناشی ہوتا ہے۔ اگر نظر اسحاق کتب سیر اور رجال کو دیکھا جائے تو بجز عمرو بن عاص اور بشیر بن نعمان کے کوئی صحابی اس امر میں امیر معاویہ کا شریک نظر نہیں آئیگا۔ اور دو تین صاحب فاضل صحابہ میں سے شمار نہیں کیے جاتے حرب صغیر میں تمام انصار و مہاجرین اور بدینہ جناب امیر علیہ السلام کے رقبہ اطاعت میں دکھائی دیتے ہیں۔

اگرچہ بعض اصحاب مثل عبداللہ بن عمر اور سعد بن ابوقحاص رضی اللہ عنہما اس باہمی مقاتلہ سے کہ دین میں ایک امر جدید نہ تھا اور وہ کفار سے جہاد کرنے کے خوگر ہو چکے تھے۔ کنارہ گزین ہو گئے تھے۔ لیکن انکی کنارہ گزینی اسوجہ سے نہیں تھی کہ وہ جناب امیر کی خلافت میں شک و شبہ کہتے تھے۔ بلکہ انہیں بزرگواروں سے اس کنارہ گزینی کے متعلق انکی مذمت اور جناب امیر کے ساتھ شرکت نہ کرنے پر حسرت ثابت ہے اسدا الغابہ میں علامہ ابن اثیر الجزیری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں عن عبداللہ بن حبیب قال اخذت ابی قال قال ابن عمر حین حضرہ الموت ما اجد فی نفسی من الدنیا الا ما قاتل الفتنۃ المباحیۃ یعنی عبداللہ بن حبیب اپنے والد سے ناقل ہے کہ جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آگیا تو کہنے لگے میرے والد میں دنیا کی کوئی حسرت باقی نہیں رہی مگر یہ کہ میں باغی گروہ سے نہیں لڑا عن حبیب بن ابی ثابت عن ابن عمر انه قال ما انتی علی فی الا فی لما قاتل مع علی بن ابی طالب الفتنۃ المباحیۃ یعنی حبیب بن ابی ثابت کہتا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ مجھے کسی بات کی حسرت باقی نہیں رہی مگر یہ کہ جناب امیر کے ساتھ ہو کر میں باغیوں کے گروہ سے نہیں لڑا۔

عن بخیمۃ بن عبد الرحمن قال سمعت سعد بن مالک وقال له رجل ان علیاً یقع فیک انک تخلفت عنہ فقال سعد والله انه لم یر رأیتہ واخطارانی راخوجہ الحاکم فی المستدرک (بخیم بن عبد الرحمن کہتا ہوں کہ سعد بن مالک کو کسی نے کہا کہ جناب امیر تمکو اپہا نہیں کہتے کیونکہ تم نے انکی بیعت نہ کی اس لیے کہ سعد بن جبیر نے یہ بھی دیکھا اسی قسمی جوینے سوچی تھی لیکن میری رائے غلط نکلی۔)

اگرچہ بعض صحابہ بقاضا و بشریت ابتدائے میں جناب امیر سے کنارہ گزین تھے مگر عمار بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقع ہونے سے انکی مخالفت اور کنارہ گزینی جاتی رہی تھی قال الشقی مامات مسروق

حق تعالیٰ اللہ تعالیٰ مخالفہ عن القتال مع علی (علیہ السلام) یعنی شعیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے
 اہل عہد بنہین فوت ہو چکے تھے خدا کی جناب میں جناب اتر سے جنگ میں مخالفت کرنے سے توبہ نہیں کی
 (تیسرا وہم) امیر معاویہ کی نسبت خطا و منکر تجویز کرنے سے اصرار کلام عدول کا کلیہ ٹوٹا ہے جس سے اس
 دین میں ایک بڑا باری تزلزل پیدا ہو جاتا ہے اور روایات کا سلسلہ درہم و درہم بھج جاتا ہے۔
 لیکن اصرار کلام عدول سے محفوظین عن المعاصی کیسے مراد نہیں آیا۔ بلکہ عدل فی الروایۃ مراد لیا ہے
 چنانچہ علامہ تاج الدین اسبکی رحمۃ اللہ علیہ جمیع الجوامع میں لکھتے ہیں واکثر علی عدل الصحابہ وقیل
 کغیرہم وقیل بالقتل عثمان وقیل الا من قاتل عدیاً یعنی اکثر علماء اصحاب کی عدالت کے قائل ہیں۔
 بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ اصحاب بھی عدالت میں دوسروں جیسے ہیں بعض نے یہ کہا ہے کہ جناب عثمان رضی
 اللہ عنہ کے قتل تک سب اصحاب عدول تھے اور بعض کہتے ہیں کہ سب اصحاب عدول ہیں مگر وہ لوگ جو جناب
 اتر سے لڑے ہیں وہ عدول نہیں۔

اس عبارت سے صاف واضح ہوتا ہے اصرار کلام عدول سے صرف عدل فی الروایۃ مراد ہے اگرچہ اس میں بھی بعض
 ائمہ نے کلام کیا ہے۔

عبارت مندرجہ الصبر جمیع الجوامع کا متن ہے۔ علامہ جلال الدین المہملی رحمۃ اللہ علیہ صاحب نصف آخر فی
 جلالین نے جو اس کتاب پر شرح لکھی ہے جو شرح جمیع الجوامع کے نام سے مشہور بین العلماء ہے۔ اسکی
 عبارت کو ملاحظہ کیا جاوے۔ وہ لکھتے ہیں واکثر من العلماء السلف والخلف علی عدل الصحابہ فلا
 یجوز عنہا فی روایۃ ولا شہادۃ لانہم خیر الامۃ قال صلی اللہ علیہ وسلم خیر الامۃ قرنی رواہ الشیخانی
 عن طرالیہ منهم قادمہ کسرۃ او زناد عمل بمقتضاه وقیل ہم یمیزون فیجوز عن العدالۃ فیہم فی الدنیا
 والشہادۃ الا من یكون ظاہراً للعدالۃ او مقطوعاً بالشیخین وقیل ہم عدول الی حین یتلخ عثمان
 ویجوز عن عدالتہم قتلہ لوقوع الفتن بینہم من حیثین و فیہم ممسک عن خوضہا وقیل ہم
 عدول الا من قاتل علیاً فہم فساق بخروجہم علی الامام الحق رحمہ اکثر علماء سلف وخلف
 عدالت صحابہ کے قائل ہیں کہ روایت اور شہادت میں انکی عدالت ہو سکتی مگر ناچاہیے۔ کیونکہ وہ تمام امت
 سے بہتر ہیں انھیں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تمام امت سے بہتر میرا زمانہ ہے محدث کو شیخین یعنی
 بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔ اگر کسی صحابی سے کوئی فعل بد برزد ہوا ہو تو اس کے موافق عمل
 کیا جائے گا۔ لیکن علماء کہتے ہیں کہ اصحاب بھی روایت شہادت میں مثل دیگر اشخاص کے ہیں انکی
 عدالت سے بھی کچھ کی جائیگی مگر وہ اصحاب جنکی عدالت ظاہر ہو مثل شیخین ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما

کے اور بعض علماء کا قول ہے کہ تمام صحابی جناب عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تک عدول تھے اور ان کے نقل کو مبدل
میں فتنہ واقع ہو چکی دوسری انکی عدالت سے بحث کی جائیگی بعض خوض کرنے سے رکھ کر کہیں کہیں بعض علماء کا استدلال
ہے کہ تمام صحابی عدول ہیں مگر جن لوگوں نے جناب امیر سے جنگ کی ہے۔ پس یہ لوگ فاسق ہیں یا ہم برحق ہو
خروج کرنے کی وجہ سے *

علامہ شہاب الدین بن احمد بن قاسم العبادی حمۃ اللہ علیہ نے شرح تہذیب الجوامع پر ایک مبسوط حاشیہ لکھا ہے
اور اس کا نام آیات نبیات رکھا ہے اس فقرہ حسن نظر اذ قاض کی توضیح میں لکھتے ہیں نبیہ علی عدم
عصمت یعنی صاحب متن نے اس مقولہ سے صحابہ کی عدم عصمت کو آگاہ کیا ہے علامہ سعد الدین نقشبندی
شرح مقامہ میں لکھتے ہیں ما وقع بین الصحابة من الخاریات والمشاجرات علی الوجه المسطور فی کتاب
التواریخ والذکر علی السنۃ الثقات بدیل بظاہر علی زبہ صدم قد جاوز عن طریق الحق وبلغ حد
الظلم والفسق وكان الباعث علیہ المحقد والنسأ واللداد وطلب الملك والرياسة والمیل
الی اللذات والشهوات اذ ليس كل صحابي معصوما ولا كل من لقي النبي صلى الله عليه وسلم بالخير
موسوماً حصل تقریر علامہ سے ہے صحابہ پر زہد و ریاست اور دنیا غارت و زعم میں گئے وہ کتب تاریخ میں درج ہیں
اور فقہ لوگوں کی زبانوں پر یہ گورین انظام اس پر یہ حال ہے کہ بعض صحابہ بطریق حق سے تجاوز کرتے ہیں
فسق و ظلم کو پہنچ گئے اور باعث اسکا کینہ اور حسد اور شدت خصومت اور طلب ملک و رعیت
وشهوات نفسانی کی طرف میلان تھا۔ کیونکہ یہ صحابی معصوم اور ہر شخص کہ جس نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
سے ملاقات کی ہے نیکی کے ساتھ موسوم نہ تھا *

ان تمام مباحث ثابت ہوا کہ الصحابة عدول ہی عدل فی الروایہ مراد ہے نہ معصوم عن المعاصی۔ اور صحابہ
عدول نے الروایہ اسلیے تسلیم ہوئے ہیں کہ حبیب اللہ نے طبقات رجال میں قوافین حرج و تعدیل کو جاری
کیا ہے تو صرف بہ نسبت دیگر طبقات کے صرف صحابہ ہی کا گروہ وضع حدیث بچھا ہوا پایا ہے۔
چوتھا وہم اگر اس محاربہ کو مصیبت قرار دیا جائے تو اہل شام جن میں بعض صحابہ بھی شریک تھے
موجود و عبودتا۔ قصور کے جابتن گئے اور دعویٰ نارسا تسلیم کھر ہے۔ لیکن دعویٰ نارسا ہی مستلزم
کفر نہیں کیونکہ دوسرے معاصی مثل شرب خمر و زنا و سرقہ وغیرہ کی سزا بھی دوزخ ہے جو توبہ اور شفاعت
نہی اور عفو ازوی سے ٹل سکتا ہے ہیطرح سے اہل صفین کی خطا کی نسبت بھی خیال کیا جاسکتا
ہے کہ وہ توبہ سے یا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے یا عفو ماری تعالیٰ سے ٹل جائے
راہنجان وہم اگر جناب امیر علیہ السلام سے امیر معاویہ کے محاربہ کو مصیبت قرار دیا جائے تو جناب

حالتہ صدیقہ ام المومنین اور طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم کے محاربہ کی یہی مصیبت قرار دیا پڑ گیا ہے۔
 یہ ہم ہی عدم نتیجہ کتب سیر و تواریخ سے ناشی ہوتا ہے۔ ہر جواب بچہ وجہ دیا جاسکتا ہے۔
 (الف) اصحاب جبل کی غرض اسیر عادیہ کی غرض سرانکل منباین تھی جسکی تفصیل ہم پیشتر کرچکے ہیں۔
 اصحاب جبل میں سر کسی صاحب نے خلافت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اسلیے بعض علماء نے انکے باطنی قرار دینے میں تامل
 کیا ہے۔ اور اسیر عادیہ کو باطنی اول قرار دیا ہے شرح مقاصد میں علامہ سعد الدین القناری علیہ الرحمۃ لکھتے
 ہیں۔ وذهب اکثرہم الى ان اول من نبی فی الاسلام عادیۃ یعنی اکثر علماء کا یہ سنا ہے کہ نبی شخص نے
 کہ اسلام میں سب سے اول بغاوت کی ہے وہ معاویہ ہیں۔

(ب) تمام کتب سیر و تواریخ باواریہ نہ لکھا۔ یہ ہے کہ ۱۰۰ چھل میں سر کسی صاحب نے بالارادہ منبایا میر علیہ
 السلام کو جنگ نہیں کی بلکہ حب قاتلان عثمان رضی اللہ عنہ کی فتنہ پر داری سے رات کو لڑائی ہوئی ہو گئی تو
 باہر اصحاب جبل دفاع دینے عادیہ خود اختیار کی۔ کیلیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ قال العلامة سعد الدین والذین
 القناری فی شرح المقاصد والحقہ قدیر ابن الصغیر رحمہما علیہما الحریا بل کانت قتلۃ لا من قصد
 من الذین بل کانت قتلۃ یتار۔ ایضاً۔ تہ حین صدر واذ قتلین واختلطوا بالصکر
 واداموا لہم خرفا من النصر وقدما ناسنہ رضی اللہ عنہما لیکن اہل اعدائہم الطائفتین متکین
 الفتۃ فوقہما فی الحرب۔ یہی ہمارے مستحق اصحاب حمیم اللہ اس کے قائل ہیں کہ حرب جبل بلا قصد فریقین
 ناگہانی طور پر واقع ہو گیا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلون کی انگیز تھی کہ وہ لوگ دو گروہ بنکر دونوں
 لشکروں پہاڑ سے اور قصاب کے خوف سے فتنہ اٹھا دیا جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قصد
 دو گروہ میں صلح کرانے اور فتنہ کے فرو کرنے کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔ لیکن لڑائی میں پس گئیں۔

(ج) اسوا چھل سے کوئی صاحب غلبہ وقت سے انتزاع خلافت کا قصد نہیں ہوا۔ اور نہ کوئی جناب امیر کی
 مخالفت پر ہر ہو کر قتل ہوا ہے چنانچہ لڑائی کی رات کو جب ظلمت شب مرفیع ہو گئی اور صبح ہووا۔ ہوئی اور
 جناب طلحہ رضی اللہ عنہ پر حقیقت حال کا انکشاف ہو گیا۔ فوراً محاربہ سے کنارہ

کشی گئے اور مروان ابن الحکم کے ہاتھ سے تیر کھا کر شربت سہادت نوش کیا۔ علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ
 استیعاب میں تحریر فرماتے ہیں۔ قال اہل العلم ان علیا دعاہ فذکاہ اشیاء من سوا بقتہ وفضلہ فرجع
 طلحہ عن قتالہ علی ما صنع الزبیر واعتزل فی بعض الصفوف ورماء مروان ابن الحکم فقتلہ ولا
 یختلف العلماء النقات فی ان مروان قتل طلحہ یومئذ وفان فی حربہ یعنی اکثر اہل علم کہتے ہیں کہ جناب
 امیر نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر اپنے سابق اور فضل کو بیان کیا طلحہ رضی اللہ عنہ لڑائی سے وہیں ہو کر

زیر رضی العزہ کی طرح سے فوج کی صفوں میں علیحدہ ہو گئے مروان بن الحکم نے تیر مار کر اکاوشہید کیا۔ اور علماء و ثقات
 میں ہو گئے اس سے اختلاف نہیں کیا کہ جناب طلحہ کو اسید بن مروان نے قتل کیا ہے اور مروان حضرت طلحہ
 کو وہ بن سے تھا۔ عن یحییٰ بن سعید قال قال طلحہ یوم الجملۃ ندمت ندامۃ الکسوف لہ۔ نہایت
 رضی بنو حزم برعنی۔ اللہم خذ منی لعنۃ من ترضی۔ فرما مروان بن الحکم فی لکینہ راخرجہ ابو تمیم
 صاحب الاستیعاب ابن الاثیر فی اسد الغابہ وحب الطبرہ فی الریاض ملک جناب طلحہ کا صحابی بیت زبانی
 ثبت ہے چنانچہ شیخ عبد الحق محدث الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ درج: النبوة میں تحریر فرماتے ہیں۔ از قور بن حجر اند
 کہ گفت گذشت تم طلحہ بن عبد اللہ یوم الجملۃ و وفاتہ بود بر زمین و آخر مرگہ ایسے ہوا کہ ہم بر دی و بر دست سر
 خور او گفت بدستی ہر آئینہ سے پیچم روی مروی کہ گویا فرست بگو کہیستی گفت از ہجاب امیر المؤمنین علیؑ گفت
 فراخ کن دست خود را تا بجیت کنم ترا پس فراخ کردم دست خود را پس بجیت کرد و سپرد جان خود را پس آمد نزد
 علیؑ و خبر دادم اورا بقول طلحہ پس گفت امیر اکبر صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیا کہ خدا تعالیٰ کو دارد
 طلحہ را و بر پشت مگر آنکہ بیعت من در گردن او باشد۔ انتہی کلام۔

اور جناب زیر رضی العزہ کی نسبت تمام کتب تواریخ و ابواب بلند شہادت دیتی ہیں کہ جب محرکہ کارزار گرم ہو جائی
 امیر نے انکو بلا کر تنبیہ کیا و فوراً اصحاب حمل کا ساتھ چھوڑ کر مدینہ طیبہ کو چلے گئے اور وادی سباع میں پہنچ کر
 عمرو بن جرموز کے ہاتھ سے شہید ہو گئے۔ قال ابن عبد البر فی الاستیعاب ثم شهد المنہر یحمل فقتل فیہ
 ساعة فنادا اعلیٰ وانعز۔ بعد ذکرہ از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ وقد وجدہما یضحکان
 بعضہما الی بعض اما انک ستقاتل علیا وانت لہ ظالم فذکر ذلک للزبیر فانصرف عن القتال فادما
 مفارقا للجماعة التي خرج فیہا منصورا الی المدینة فاتبعہا بن جرموز فقتلہ بموضع یعرب بوادے
 السباع و جاد نبیہ الی علیؑ فقال بشر قاتل ابن صفیہ بالنار یعنی پرنیر رضی العزہ فوج سے باہر نکل کر
 حمل آور ہوئے اور تھوڑی دیر تک لڑتے رہے پھر جناب امیر نے انکو بلایا اور تنہائی میں لائے جناب یہاں تک پہنچا کہ
 اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یاد دلایا کہ تم نے ہم دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ہتھے ہوئے پا کر پوچھا تھا اور حضرت نے
 فرمایا تھا تم غریب علیؑ سے لڑو گے اور ہم نے ظلم کرو گے جب جناب امیر نے ان سے اسکا تذکرہ بیان کیا وہ لڑائی
 سے ناام ہو کر مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ ابن جرموز نے انکو بچھا کیا اور وادی سباع میں اکوشہید کیا
 اور انکی تلوار لیکر جناب امیر کے پاس حاضر ہوا جناب امیر نے فرمایا۔ ابن صفیہ کے قاتل کو دوزخ کی خوشخبری ہے۔
 (تفسیر) صفیہ ابن عبد المطلب جناب زبیر کی والدہ جناب امیر کی پہلی تہنیں اور جناب زیر آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم اور جناب امیر علیہ السلام کے درمیان باہمی تہنیں اسی لیے جناب امیر فرمایا کہ تم نے تمہارے اخوتانہ ہوتا یعنی ہمیں

ہمارے بہاؤوں کے بغاوت لی ہے *

اسی طرح سے جناب صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام و نام نہاں تمام کتب سیر اور رجال سے ظاہر ہے۔ ابوالبرکات عبد اللہ ابن احمد بن محمود لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے الاعتقاد میں لکھتے ہیں۔ وکذا عائشہ مدت علی ما فعلت و کانت تبکی حتی بل خمار ہار و شہر فقہا کبار الملاح علی القادی) نے اس طرح سے جناب صدیق رضی اللہ عنہا کے عہد اظہار مذہب فرمائی ہیں اور یہاں تک رو پاکرئی نہیں کہ انکے سر کی اوڑھنی تر ہو جاتی تھی +

عن جابر قال دخلت عائشہ تیوما و قلت لہا ما تقولین فی علی فاطرت رأسہا ثم دفعته و قالت ۵ اذا التبرحک علی المحک + تیان غشمہ من غیر شک + و فینا القش والذهب المصنف + علی نبینا مشہد المحک راخوجہ الشیخ الحافظ الرندی فی دد السطین) یا ایہ واقعات ہیں جن سے کہنے انکا منہیں کیا۔ پس کوئی کہہ جاسکتا ہے کہ امیر معاویہ کا حرب صفین جبکا ٹٹا ایک مدت مدید تک حبشی رہا اور جنگ جمل جبکا خاتمہ ایک ہی روز میں ہو گیا برابر ہے اور اس طرح سے امیر معاویہ مورد اعتراض ہیں اس طرح سے اصحاب جمل ہی ہیں جنکی برأت خود جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے۔ علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں قد روی عن علی قال والله لا رجوان اکون انا و عثمان و طلحہ و الزبیر ممن قال تبارک و تعالیٰ و نزعنا فی صد و رھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین یعنی جناب امیر سے منقول ہو کہ فرماتے تھے خدا کی قسم ہے میں امیر کرتا ہوں کہ میں او عثمان او طلحہ او زبیر ان میں سے ہونگے جنکی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اور نکال ڈالی سمجھنے جہانکے حیوں میں تھی خفگی بباہج لگی۔ تختوں پر بیٹھے آمنے سامنے یہ جلیل القدر صحابہ اخص انھما ہما جبر عشر مبشر میں سے ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری کہلاتے جاتے ہیں۔ انکے فضائل و مناقب متواتر آتے ہیں کہ ہر ایک پر جناب امیر کے مناقب کے ہم پلہ خیال کیے جاتے ہیں۔ اسکے ماسوا خود جناب امیر نے انکی برات کی نسبت شہادت دی ہو۔ باوجود ان حالات کے پس کوئی کہہ انکی ذوات مقدسہ و صدور مصحیت کا گمان کیا جاسکتا ہے۔ البتہ انکا جناب امیر پر خروج کرنا یا نکٹ بہیت کرنا تو ثابت ہے جسکو خطائی الاجتہاد سے بغیر کیا جاتا ہے چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوة میں لکھتے ہیں و بود طلحہ روز جمل با عائشہ رضی اللہ عنہا صحبت خطا و اجتہاد *

لیکن جس طرح سے کہ انکا خروج ثابت ہر اسی طرح سے انکی توبہ اور مذہب اور رجوع بھی ثابت ہے۔ برخلاف ان امور کے امیر معاویہ نے پانچ سال اور بعد چار سال تک جناب امیر سے جنگ کرتے رہے اور اپنی خطا پر صبر ہے۔ چنانچہ علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں فخر ب معاویہ علی خمس سنین

وفات ابو عمر صواب: اربع سنین یعنی جناب امیر علیہ السلام سے امیر معاویہ پانچ سال تک لڑتے رہے ابو عمر کہتے ہیں
شک بات یہ ہے کہ چار سال تک لڑے ہیں *

بکہ مخالفت ہی پر مصر نہیں رہے۔ شہر بناوا اور دعوی خلافت کو منظور نظر رکھا۔ امیر علیہ السلام کی دشمنی کی وجہ
سے کبیر الروم کو نذر دیکر صلح کر لی *

اگر امیر معاویہ کو اکثر ائمہ خلافت مد نظر نہیں تھا تو محمد بن ابی بکر جناب امیر کے عامل جو مصر کو یوں چھین لیا تھا *
بعض لوگ بمقابلہ جناب امیر علیہ السلام کے امیر معاویہ کے فضائل و مناقب بیان کرتے ہیں ائمہ ان کے مناقب
عماں جمل کے مناقب کے ہم پڑھیں گے۔ لیکن اصحاب جمل کے مناقب منقبتہ اور امیر معاویہ کے مناقب
غیر مثبتہ ہیں۔ میں دانتیمان کہ غرق ہے حضرت ام المومنین سے اسے ان کی عظمت پر قرآن ناطق ہے حضرت
طلحہ بن عوف رضی اللہ عنہما کے فضائل و مناقب سے مسلم اور مشہور ہیں۔ امیر معاویہ کے فضائل و مناقب کا یہ حال ہے
یہ شیخ عبدالحق محدث الدہلوی علیہ الرحمۃ دراج النبوة میں لکھتے ہیں: وگفتہ اند محمد ثمان ثابت لشدہ در
فضل معاویہ پیچہ حدیث امام ابو عبد الرحمن بن شعیب النسائی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ما اعرف له فضیلہ
لا لا اشیع الله بطنه یعنی میں امیر معاویہ کی فضیلت بجز اس کے نہیں جانتا کہ حضرت فرماتے ہیں خدا اس
کے پیٹ کو نہ بہرے۔ دوسرے مقام پر قولہ اما یرضی معاویہ ان یخرج رأسا برأس نہ پائے پر لائے ہیں یعنی
معاویہ اس پر راضی نہیں کہ سر سبز نجات پا جائے۔ قال محمد بن اسحاق الراصبہانی منعت منعا ثخنا بمصر
یقولون ان اباع عبد الرحمن النسائی فارق مصر فی اخر عمره وشرع ان مشی نسل عن معاویہ وما
روی من فضله فقال اما یرضی معاویہ ان یخرج رأسا برأس حق یقتل فی ذلک ما اعرف له
فضیلہ الا لا اشیع الله بطنه ووفیات الاعیان لابن خلکان وھذا الخزانة الامام عبد الله الی
محمد بن اسحاق الاصفہانی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے مشائخ کی زبان پر سنا ہے کہ امام ابو عبد الرحمن
النسائی علیہ الرحمۃ اپنی آخر عمر میں مصر کو چھڑ کر دمشق چلے گئے۔ وہاں کے لوگوں نے اسے امیر معاویہ کے
فضائل و مناقب کی نسبت پوچھا امام نسائی نے جواب دیا۔ کہا امیر معاویہ سنات پر راضی نہیں ہوتے کہ وہ
نجات ہی پا جائیں کہ ان کے فضائل کو بیان کیا جائے اور ایک روایت میں ہے کہ امام نسائی نے فرمایا مجھے
ان کی کوئی خفیہ معلوم نہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا اس کے پیٹ کو نہ پر کرے
عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا اس کے پیٹ کو نہ پر کرے
فقال صلی اللہ علیہ وسلم لا اشیع الله بطنه وراخوبہ ابوداؤد الطیالسی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ ایک دفعہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو معاویہ کے پانچ کے لیے بھیجا وہ اگر کفر

لگاؤہ کمانا گمار ہے ہیں حضرت نے ارشاد فرمایا خدا اسکے پیٹ کو پر نہ کرے *
 بعض اشخاص انکی فضیلت یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ کاتب الوحی تھے۔ خیال کرنا چاہیے کہ اگر کتابت وحی سے
 کسی قسم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے تو وہ مروان بن الحکم کے لیے بھی ثابت ہو سکتی ہے *
 لیکن امیر معاویہ کے کاتب الوحی ہونے میں ہی محدثین کا اختلاف ہے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث الدہلوی
 مدارج النبوة میں لکھتے ہیں واما معاویہ بن ابی سفیان کنیت کردہ میثود بانی عبدالرحمن یکے از الخلفاء
 است کہ مینوشت برای آنحضرت صلیا علیہ وسلم و بعضے گویند نوشت وحی۔ صاحب جامع الاصول میگوید
 کتابت نشد دست در معاویہ لہذا میگوید و مشہور است بکتابت وحی و بعضے گویند وحی مینوشت وحی
 را ملک مینوشت کتب و مناشیرا *

ماسوا اسکے جناب عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت زیادہ تر جامع القرآن ہونے کی وجہ سے ہے جس کا ثواب
 انکو تابدوز قیامت ہوتا رہیگا اور بقدر کہ دنیا میں لوگ قرآن شریف پڑھتے دے ہیں یا ہوتے چلے
 آئے ہیں یا ہوتے ہیں گے انکے پڑھنے پڑھانیکا ثواب حضرت عثمان جامع القرآن رضی اللہ عنہ کے
 نامہ اعمال میں ثبت ہو رہیگا *

رحمہم (اگر امیر معاویہ عاصی اور باغی ہوتے تو جناب امام حسن مجتبی علیہ التحیۃ والتنا کیوں خلافت انکی
 سپرد فرماتے) *

لیکن یہ وہم ہی بالکل بیجا ہے کیونکہ امارت عامہ کی تفویض ایسے شخص کے ہاتھ میں کرنے سے جو پیشتر باغی
 رہ چکا ہو۔ اور پھر تائب ہو کر کتاب و سنت اور سیرت شیعین کے اتباع کا عہد کرتا ہو۔ کوئی اعتراض
 جناب امام حسن علیہ السلام کے خدام کی طرف عائد نہیں ہو سکتا۔ جناب امام نے جو عہد کا امیر معاویہ
 تفویض امارت کے وقت لیا ہے وہ سابقہ اعمال سے بمنزلہ توبہ کے تصور کیا جاسکتا ہے *
 لیکن جناب امام کی امارت عامہ تفویض کرنے سے امیر معاویہ کا سابقہ امور میں محفوظ عن الخطا ہونا
 کسی طرح سے ثابت نہیں ہوتا *

اسکی شیک مثال یہ ہے کہ ایک گافن کے مالک نے غلہ کا انبار مساکین پر خیرات کرنے کے لیے جو
 کیا ہو۔ ایک رہزفون کا سردار اسے غارت کرنا چاہے مالک اسکی حفاظت کو واسطے اس سے جنگ
 کرے۔ پھر ایک مدت کے بعد مالک فوت ہو جائے۔ اور ہیکل میٹا ان رہزفون کے سردار سے یہ عہد لیکر
 وہ غلہ کا انبار اسکے سپرد کر دی۔ کہ یہ غلہ ہم اس شرط سے تمہارے سپرد کرتے ہیں کہ تم مساکین پر خیرات
 کیا کرو۔ اور اس میں خیانت نہ کرو۔ اور اس تفویض سے مستند و مشاد

فرو ہو جائے اور خون ریزی مٹ جائے۔ تو اس سونہ اس غلہ کے مالک کی نسبت جو ان غارت گروں سے حفاظت غلہ کے لیے جنگ کرتا تھا کوئی اعتراض وارد ہو سکتا ہے اور نہ اس مالک کے بیٹے پر جس نے یہ عہد لیکر غلان و ہزنون کے سپرد کر دیا ہے اور غلہ کی حفاظت سونہ اپنا ہی بھیا چڑھایا ہے۔ بلکہ ایک خلق خدا کو ناحق کے کشت و خون سے بچایا ہے۔

اور نہ ان ہزنون کا افسوس نہ مانہ تنگ کہ غلہ اسکی تفویض نہیں ہوا تھا اور وہ اس میں بجا تصرف کرنا چاہتا تھا۔ اعتراض ہے کہ چھوٹا ہے +

البتہ اگر اس عہد کے بعد وہ اپنے قول و فعل میں صادق نکلے اور غلہ کو عہد کے موافق مساکین پر صرف کرتا رہے تو خیال کیا جائیگا کہ اس نے اپنے اعمال سابقہ سے توبہ کی ہے اور اب اسکو غلہ میں تصرف کرنا جائز ہو گیا ہو اگر یہ وہ راہزن یا سبکدوشین عہد سے انحراف کر کے شرائط کو پورا کرے تو بہر حال ہی متصور ہوگا۔ اور اس کے ساتھ اس عہد گیر مذہب یا اسکے جانشین پر جہاد واجب ہو جائیگا۔

چنانچہ اسی بنا پر جناب امام حسین علیہ السلام نے امیر معاویہ کے جانشین زید یلید کو جبکہ وہ شرب خمر کرنے لگا اور حقوق الناس میں اور حدود امیر معاویہ کی شادی کی اور بہائی کی شادی کا مجدد تھیرنے لگا۔ تو متنبہ کرنا چاہا تھا۔ اور حضرت امام علیہ السلام اس خروج میں محقق تھے۔ کیونکہ خلافت دراصل انہیں کا حق تھا۔

رسالت ان وہم (جب جناب امام حسن علیہ السلام خلافت کو ترک کرنا چاہتے تھے۔ تو امیر معاویہ کو تفویض خلافت کے لیے کیوں انتخاب کیا تھا۔ اور خلافت کسی دوسرے کو کیوں سپرد نہیں فرمائی تھی۔ جناب امام کے اس انتخاب سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ امیر معاویہ اپنے عہد میں افضل صحابہ میں سے ہونگے جنکی وجہ سے جناب امام نے خلافت انکے سپرد فرمائی۔ ورنہ حضرت امام کسی دوسرے کو اس منصب کے لیے منتخب فرماتے۔

یہ وہم ہی عدم تتبع کتب سیر و تواریخ سے ناشی ہوتا ہے۔ کیونکہ جناب امام حسن علیہ السلام نے خلع خلافت کو وقت امیر معاویہ کو امارت عامہ سے سپرد فرمائی تھی اور دوسرے کو اس لیے منتخب نہیں کیا تھا کہ بغیر اسکے خون ریزی کا اندوہ محال تھا۔ اگر جناب امام عسکری اور صحابی کو امارت سپرد فرماتے تو ضرور امیر معاویہ ان سے ہی وہی معاملہ کرتے جو جناب امیر علیہ السلام سے کیا تھا۔

اسکے اسو اخلاق و رشد کا زمانہ منقنی ہو چکا تھا۔ اب مملکت حضور کے عہد کی صیغہ دار ہو نیوالی تھی۔ امیر معاویہ کے اور کوئی صحابی اسکو پسند نہیں کرتا تھا۔ لہذا اسے اعطایا تو اس نے امیر معاویہ ہی کو اس منصب کے لکھن چھا اور جسراہر کے لیے وہ برسوں کو کشت و خون کر رہا تھا۔ جسبہا انہیں کے سپرد کیا۔

ابن زبیر کہ امیر معاویہ تفویض کرتا کہ بعد ہی امام موسیٰ بن یونس کی نسبت اہل سنت و جماعت میں بہت خوشامد
 ہے فخر الاسلام بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: معاویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے
 والجماعۃ صداما و قال بعضهم لم یصر اماما انہ امریکہ افضل النبیاء بعد علی بن ابی طالب و انما
 یوشد هو افضل منہ بکثیر فی النسب العلم والتقوی والشجاعة و کان لدن من الصحابة لم یجدہ
 امام حق ولم یقلدہ عقدا لامامۃ ومعاویۃ ما کابر من جملة ساداتہ و لکن کان من جملة الملاح
 یعنی جناب امیر علیہ السلام کی وفات کے بعد ہی امیر معاویہ بنی امیہ کے امیر بنے۔ یہاں پر یہ بھی لکھا ہے کہ
 کہ امام ہو گئے تھے اور بعض کہتے ہیں نہیں ہوئے بلکہ ان کے قول کے ساتھ کہ ہوا جو کہ
 ہوئے یہ ہے کہ امیر معاویہ بنی امیر علیہ السلام کی وفات کے بعد اس وقت کہ چوتھوں نے اسے خلافت پر
 وقت اکثر ایسے صحابہ موجود تھے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
 اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھوں سے تھام لیا تھا اور ان میں سے کسی کو بھی
 کیا اور ان پر امامت کا عقد نہیں ہوا۔

اسی واسطے اہل علم امیر معاویہ کو خلفاء میں سے نہیں شمار کرتے بلکہ لوگوں میں سمجھتے ہیں کہ وہ
 علامہ حلال الدین اسمعیلی ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب صنف بہ تامل کر کے تیسریں ابن سعید بن جبہ
 قال قلت لشیخنا ان بنی امیہ یرحمون ان الخلافة منهم قال کذبوا بنوا الزرقاء بدلہم بلوک من
 اشد الملوک و اول الملوک معاویۃ یعنی سعید بن جبہ ان کہتے ہیں میں نے سفینہ رضی اللہ عنہ سے لکھا ہے
 کہ بنی امیہ اپنے آپ کو خلفاء جانتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ نبی عورت کے جنے جھوٹ کہتے ہیں یہ لوگ سخت
 ترین بادشاہوں میں سے ہیں اور ان میں سے پہلا بادشاہ معاویہ ہے۔

فخر الاسلام بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں معاویۃ ما کان من جملة الخلفاء و لکن کان من
 جملة الملوک علی ما روینا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال الخلافة بعدک ثلاثون سنة ثم بعدہ ملوک
 عضون قد تلاثون سنة علی راتہی کلامہ یعنی معاویہ خلفاء میں سے نہیں تھے بلکہ غلوں میں سے
 تھے دلیل اس حدیث کو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خلافت میری بعد تیس برس تک رہے
 گی نہراگے درندہ بادشاہی ہوگی۔ اور تیس برس جناب امیر علیہ السلام تک پورے ہو چکے تھے۔

آپس میں وہم و گم میں اس وقت جماعت تھی اس پر اتفاق کیا ہے کہ امیر معاویہ کی خطا خطائی اجتہاد
 ہے۔ اور وہ اس میں غلط ہے بلکہ باوجود اس کے اس کے مظالم مظالم کا قائل ہونا ان کو بخیر
 اور خاص نظر لگانا غلط ہے اور من شدن فی النار کے زمرہ میں داخل ہونا ہے۔

یہ ایک بڑی مہاسی دلیل ہے جو اہل صفین کی ہزارت پر پیش کی جاتی ہے لیکن اس میں بوجہ متعدد نظر ہے ۔
 (الف) اگر غور کیا جاوے تو وہی دلیل امیر معاویہ اور ان کے متبعین پر منقلب ہو جاتی ہے کیونکہ جناب امیر کی خلافت کا انعقاد اہل حل و عقد کے اتفاق سے ہوا ہے اور حضرت امیر نے اہل صفین کے مقابلہ میں اسی دلیل کو پیش ہی کیا تھا۔ امیر معاویہ کی شرکت میں چند صحابہ جن کی تعداد جمع قحط سے تجاوز نہیں کرتی اہل شام کے نو مسلمانوں کی جمعیت کو ساتھ (جنگ) سورین میں باہر ہونے کی نسبت سعودی علیہ الرحمۃ نے بروج الذہب میں ایک مضمون کی حکایت لکھی جو یہ ناظرین سے قال رجل من اخواننا من اهل العلم کنا فی دمشق الشام نجث عن معاویۃ وعلی وکان قوم من العامة یاقون فیستمعون منا فقال لی ذات یوم بعضهم وکان اطفالهم واکبرهم لخیۃ کہ تطنبون علی معاویۃ فقلت فما تقول فی ذلک قال من تردی قلت علی ما تقول فیہ قال الیس هو ابو فاطمة قلت ومن کانت الفاطمة قال امرأۃ النبی صلی اللہ علیہ بنت عائشۃ اخت معاویۃ قلت فما کانت قصۃ علی قال قتل غزاة خین مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم یعنی ہمارے اہل علم ہائیں ہیں سے ایک شخص فر کر رہا ہے کہ ہم دمشق الشام میں جناب امیر علیہ السلام اور امیر معاویہ کی نسبت بحث کیا کرتے تھے عوام الناس شامی ہماری گفتگو سن کر تھے ایک رفدان میں سے ایک لائبی ڈارہی والا جوان میں نہایت عقلمند سمجھا جاتا تھا اگر ہم سے کہنے لگا کہ ہم علی اور معاویہ کے جنگ سے کوٹھلے ہو گئے۔ مینے کہا تیری اس میں کیا رائے ہے۔ کہنے لگا تو کس کی نسبت پوچھتا ہے میں نے کہا علی کی نسبت لگا دہنی علی زوج فاطمہ کے باپ تھی مینے کہا فاطمہ کون تھیں کہنے لگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی معاویہ کی بہن۔ مینے کہا اچھا یہ تو بتا کہ علی کا قصہ کیا ہے وہ بولا غزوہ جہنم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کیا تھا اس سوادِ عظیم کے خارق تصور نہیں کیے جاتے کہ جس پر تمام افاضل صحابہ اور مہاجرین و انصار اہل حل و عقد کا اجماع ہو چکا تھا۔ پس وہ اہل سنت و جماعت کا گروہ جو امیر معاویہ کے خطا و منکر کے قائل ہیں کہہ کر سوادِ عظیم کے خارق تصور کیے جاسکتے ہیں ۔
 جبکہ اہل صفین کے وہن پر کبھی ہر کرام و اہل بیت عظام و انصار مدینہ کے سوادِ عظیم رکھتے ہیں اہل سنت و جماعت کو نزدیک اجماع و اصل انہیں کے اتفاق بار سے مراد ہے) کی مخالفت کو کسی قسم کا دہبہ نہیں لگتا پس اگر کوئی شخص بعض کتب شیعہ کے برخلاف اہل صفین کی مددوری کو تسلیم کرے اور قبول ہو لانا چاہے علیہ الرحمۃ سے اختلافی کہ دہشت با حیدر۔ در خلافت صحابی دیگر۔ حق در اٹھا بدست حیدر بود۔ جنگ با او خطای منکر بود۔ کا قائل ہو تو اس کو کیوں خارق اجماع کہنا جاسکتا ہے ۔
 (ب) یہ بحث خطا بیات کی قسم سے پر نہایت سے ایسے دلائل اقوال و بیانات پر آگیا کر لینا اتیان محبت

سے مخبر کی دلیل ہے اس کے مخالفین کی زبان طعن کشادہ ہوتی ہے اہل سنت و جماعت کو مخالف کہہ سکتے ہیں کہ حبیان کو گون نے ایسے دعویٰ سے دلیل امام خلافت بدیعہ پر اتفاق کر لیا ہے تو انکے دوسرے دلائل اور مقدمات مسلمہ بھی اسی قبیل ہی ہونگے ۔

(ج) اگر اتباع و سوا و عظم سے صرف اتباع کثرت ارا مراد ہے تو یہ بات ہرگز قابل تسلیم نہیں ورنہ حنبلیہ المذہب جنگی جماعت بمقابلہ احناف کو نہایت قلت کو ساتھ اسلامی دنیا میں آباد ہے۔ من فخذ شذنی النار کے مورد سمجھے جاتے ۔

سوا و عظم سے اجماع است مراد ہے اس بحث میں چند علماء کے اقوال نقل کرنے سے اجماع ثابت نہیں ہوتا بلکہ اگر تلاش کیا جائے تو صحابہ کی جماعت کے کسی صاحب کاتبہ نہیں ملتا کہ اس نے اہل صفین کی برائت پر کسی قسم کا اشارہ بھی کیا ہو۔ بلکہ جناب یاسر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سب صحابہ کرام کی شرکت اور اہل صفین کے مقاتلہ کرنے سے بھی متبادر ہوتا ہے کہ سب مذکور رضوان اللہ علیہم اجمعین خلیفہ وقت کو ساتھ انکی مخالفت کو بناوٹ و لہجہ و لہجہ کو حسیان سمجھتے تھے۔ اور انکے ساتھ جنگ کرنا واجب جانتے تھے ۔

ایکے ماسوا حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے انکو مخیر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا قتل یا عمار قتلک الفتنۃ الباغیۃ یا بدولایا تا جس سے وہ یقیناً اہل صفین کو۔ غاطی۔ باغی۔ عاصی سمجھتے تھے۔ اور ان کو ایسا سمجھنے میں بیت امام وقت انہوں نے اجماع کر لیا تھا۔ اور انکا اجماع قتلک الفتنۃ الباغیۃ سے مخصوص تھا ۔

احادیث متعلق شہاد عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

(۱) عن ام المؤمنین ام سلمۃ رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعمار قتلک الفتنۃ الباغیۃ راخرجه المسلم والترہدی والنسائی واحمد) ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہے کہ تجھے باغیوں کا گروہ قتل کرے گا۔

(۲) عن ام سلمۃ قالت لما کان یوم الخندق وهو یطیرم اللبن وقد اغری شجرة صدمۃ قال لہو اللہ مانسیت وهو یقول اللہم ان الخیر خیر الاخرۃ فاخیر الانصار والہاجرہ + وقالت خلد عمار فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتلک الفتنۃ الباغیۃ راخرجه النسائی) ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب خندق کا دن آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انیشین اٹھا اٹھا کر دیتے تھے اور آپ کے سینہ اقدس کے بال مبارک غبار آلودہ ہو گئے تھے جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں وہ اسے مجھ اب تک یاد ہے

بہشت فرما رہے تھے بچتین نیکی آخرت ہی کی ٹیکی ہے اس پر دو گنا تو انصار اور مہاجرین کو بخش دیا جسے میں عمار
آئے حضرت نے ان کو فرمایا بچے باجی گروہ قتل کریگا ۔

(۳) عن النبی بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ قاتل عمار وسائبہ فی النار و اخرجہ
الدیل (۱) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عمار
کا قاتل اور ان کو برا کہنے والا دوزخ میں ہوگا ۔

(۴) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال حدثنی من ہو خیر منی ابو قتادۃ رضی اللہ عنہ ان رسول
اللہ ﷺ علیہ السلام قال لعمار تقتلک الفتنۃ الباغیۃ (اخرجہ النسائی) ابو سعید رضی اللہ عنہ نقل ہیں کہ
مجھ سے اس نے بیان کیا ہے جو مجھ سے بہتر ہے یعنی ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہے کہ تجھے باجی گروہ قتل کریگا ۔

(۵) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال کنا نمر المسجد وکنا نحمل لبنۃ لبنۃ وعمار ولبنین لبنین
فراہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یفعل بنقض التراب عن راس عمار وھو یقول یا عمار لا تحمل کما یحملون
احملک قال انی اريد الاجرة من اللہ قال فجعل بنقض التراب عنہ وھو یقول یا عمار تقتلک الفتنۃ
الباغیۃ (اخرجہ الخوارزمی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم مسجد نبوی کی تعمیر کر رہے تھے
ہم ایک ایک اینٹ اٹا رہے تھے اور عمار رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں اٹاتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھ
دیکھا آپ عمار کے سر سے مٹی جھاڑنے لگو اور فرمایا تم کیوں اپنے دوستوں کی طرح سے ایک ایک اینٹ نہیں اٹا
عمار نے عرض کیا میں خدا سے اجرت چاہتا ہوں حضرت نے ان کے سر سے مٹی جھاڑ کر فرمایا اسے عمار تجھے باغی
کا گروہ قتل کرے گا ۔

(۶) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال امرنا رسول اللہ ﷺ بقتال الناکثین والقاسطین
والمارقین قتلنا یا رسول اللہ امرنا بقتال هؤلاء فممن قال مع علی ابن ابیطالب معہ یقتل عمار
ابن یاسر (اخرجہ بن عساکر فی تاریخہ) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے حکم دیا ہم نے عرض کیا
یا رسول اللہ حضور نے ہمیں ان لوگوں کے ساتھ لڑنے کے لیے تو حکم دیا ہے مگر کس کی سمیت میں فرمایا
علی بن ابیطالب کی سمیت میں اور اگر ساتھ عمار بن یاسر ہی قتل ہو گئے ۔

(۷) عن حبتہ العرفی قال قلت لحدیثہ بن الیمان رضی اللہ عنہ حدثنا فانما نخاف الفتنۃ فقال
علیکم بالفتنۃ البیضا ابن السمیۃ فان رسول اللہ ﷺ علیہ السلام قال تقتلہ الفتنۃ الباغیۃ

اخراجہ ابو بکر بن مردویہ (حب بن عربی) نائل بن کعب بن عبد بن النعمان رضی اللہ عنہ سے کہا ہمیں کچھ بتا دو گویا
مقتنون ہو کر تھے ہمیں وہ کہنے لگے تم کو لازم ہے کہ اس گروہ کے ساتھ رہو تب میں ابن سمیع نے عمار بن یاسر بن
یونکہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا ہے کہ تجھے باعنی گروہ قتل کر لگیا ۔

(۸) عن جند العرق قال شهد خزيمة في الجمل وهو لا يسل سيفه وشهد صفين وقال لا اسلي ابدا
تے بقتل عمار فانظر من يقتله فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يقتله الفئة الباغية قال فلما
قتل عمار قال خزيمة قد ظهرت لي الضلالة ثم اقترب فقاتل حتى قتل راخرجهما الخوارزمي (حب بن عربی) عمار بن
قتل کرتے ہیں کہ خزمیہ رضی اللہ عنہ حمل میں حاضر ہوئے لیکن انہوں نے پیام سے شمشیر نکالی اور پر صغیر
میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے میں کہی تلوار نیام سے باہر نہیں نکالوں گا جب تک کہ عمار شہید نہ ہو جائیں ہم
میں یہ کہو گے کہ کون انکو شہید کرتا ہے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہو تو سنو کہ انکو باغیوں
کا روئے قتل کر لگیا جب عمار شہید ہو کر خزمیہ کہنے لگے اب مجھ کو ابھی ظاہر ہو گئی ہے پہر بڑ بکر ٹرے اور شہید
ہو گئے ۔ انامہ و انما لہ احجون

(۹) عن محمد بن عمار بن خزيمة بن ثابت قال شهد خزيمة الجمل وهو لا يسل سيفه وشهد صفين
ولم يقاتل وقال لا اقاتل حتى يقتل عمار فانظر من يقتله فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول
تقتله الفئة الباغية فلما قتل عمار قال خزيمة قد ظهرت لي الضلالة ثم تقدم فقاتل حتى قتل راخرجهما
ابن الاثير في اسد الغابة واحد) عمار بن خزيمة بن ثابت الانصاري هو يقول هو کہ خزمیہ حمل میں حاضر تھے
لیکن انہوں نے اپنی تلوار نہ نکالی اور پر صغیر میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے میں نہیں روؤں گا جب تک
کہ عمار شہید نہ ہو جائیں میں دیکھ رہا ہوں کہ انکو کون شہید کرتا ہے کیونکہ میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عمار کو باعنی گروہ قتل کر لگیا جب عمار شہید ہو گئے خزمیہ رضی اللہ عنہ کہنے
لگے اب گمراہی کا مجھ پہا ظہار ہو گیا ہے ۔ پہر خزمیہ شہید ہوئے اور لڑائی کی اور قتل ہو گئے ۔

ابن جندب بن عبد بن جندب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي ستقاتك الفئة الباغية وانت على
الحق فيكون بينك وبينها حربا عساكر في تار يخبر عمار بن ياسر رضی اللہ عنہ سے دعوت ہو کہ
جو علی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی غم قریب تو باغیوں کے گروہ کو لگیا اور تو حق پر ہو گا جو خزمیہ
میں رہیں کر لگیا وہ مجھ پر ظہار ہو گیا ہے ۔

ابن جندب بن عبد بن جندب قال شهد باغية من علي فرائت عمار بن ياسر لا يقاتل في ناحية ولا واد
من اودية صفين الا ذات اصحاب النجاشي لا يستعنونك انهم لا يقاتلونهم راخرجهما الخوارزمي

فاسد الغابہ) ابو عبد الرحمن نائل بن کہین صفین میں حاضر تھا یہی وہ یکساں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ صفین کے کسی میدان کی طرف نہیں جاتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ان کے ساتھ ساتھ نہیں ہوتے تھے کو یا کہ وہ ان کے لیے ہنزلہ ایک نشان کرتے تھے۔

(۱۲) عن نبی البخاری قال قال عمار بن یاسر یوم صفین ائتونی فاقی بشری بن فہل فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انحر شریتہ تشریہا من لدنیہا شریتہ لبین وشریہا و قال ابو عبد الرحمن قال ہمار الیوم القی الاحبۃ ہجرا و حزیہ و قال لما قتل ادفنونی فی ثیابی فانی محاصم راسد الغابہ) ابی البختری سے منقول ہے کہ صفین کے روز عمار بن یاسر کہنے لگے مجھے کچھ پلاؤ پس ان کے پاس پانی ملا ہوا دو وہ لایا گیا عمار کہنے لگے بھتیجی جناب! ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہے کہ تیرا آخری شربت جو تو دنیا سے پیے گا دو وہ ہوگا۔ پس عمار نے پی لیا۔ اور ابو عبد الرحمن نائل نے کہ ہوقت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا آج عاشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے گروہ سے ملاقات کریں گے اس لیے وہ شہید ہونے کو تہہ کہنے لگے مجھے میرے پیروں ہی میں دفن کرنا تاکہ قیامت میں میں انہیں پیروں میں جگہ دے سکوں۔

تفسیر۔ قال ابن الاثیر کان عمرہ یوم ثلث اربع و تسعین سنۃ و قیل ثلاث و تسعون و قیل احدى و تسعون۔ ابن الاثیر اسد الغابہ میں لکھتے ہیں کہ ان کی عمر اس روز چوڑا نوین برس کی تھی اور بعض کہتے ہیں چوڑا نوین برس کی تھی۔

وقد اختلف فی قاتلہ فقیل قتلہ ابو الغدیریہ المزنی و قیل الجھنی طعنہ فسطط فلما وقع رکب علیہ یحضر فجزی رأسہ فاقبل اخیستہ کما یقول ما یقول انا قتلہ فقال عمر بن العاص ان یقتلہ ان لا یلے النار۔ و اسے لوقتہ انی مت قبل ہذا الیوم لعشرین سنۃ راسد الغابہ) اور ان کے قاتل میں اختلاف ہے کہتے ہیں کہ ابو الغدیریہ المزنی نے قتل کیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ جہنی نے انکو نیزہ مارا تھا جب وہ گر گئے تو دوسرے ایک شخص نے اپنے نیزہ بکرا انکا سر کاٹ لیا پس وہ دونوں جگہ تھے ہوئے آئے ہر ایک ان میں سے ہی دعوی کرتا تھا کہ میں نے انکو قتل کیا ہے عمر بن عاص کہنے لگا واسے یہ دونوں نہیں جگہ تھے مگر دوزخ میں گر نیچے گئے واسے میں اگر بیس برس اس سے پہلے رحمانا اچھا سمجھتا تھا

(۱۳) عن عبد اللہ بن الحارث قال انی لساثر مع عبد اللہ بن عمر بن العاص معاویۃ فقال عبد اللہ بن عمر سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ہمار تقتلہ القنۃ الباخیۃ قال عمر یا معاویۃ اتسمع ما یقول ہذا فجذبہ فقال یحیی قتلناہ انا قتلہ من جاء بہ راخر جہرا احد و النسانی) عبد اللہ بن الحارث کہتا ہے کہ میں عبد اللہ بن عمر بن العاص کے ساتھ سفر میں تھا عبد اللہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عمار کی نسبت فرمائی ہوئی سنا تھا کہ اسکو باغیوں کا گروہ قتل کریگا عمر بن العاص نے معاویہ سے کہا سننے ہو یا کیا کہ یہ ہے معاویہ نے اسے اپنی طرف کھینچ کر کہا مجھے قتل کیا ہے اس نے قتل کیا ہے جو اسے اپنے ساتھ لایا تھا۔

۱۴ عن عبد الله بن عمر بن الخطاب قال: يا حيان قتل عمار و قد قتل رسول الله صلى الله عليه وآله ما قال
قال عمر لعاديتنا اسم ما يقول عبد الله فقال: لا تقتله من جاء به وتتمعه اهل الشام فقالوا انما قتله من
جاء به فبلغت علياً فقال يكون النبي صلى الله عليه وآله قاتل حمزة لا نجانبه راخرجه الخوازمي) عبد الله
مروين العاص اپنے باپ کے کہنے لگا جیسا عمار رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ جو کوچہ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ما فرمایا ہے عمرو بن العاص عمار کے کئی لگا سکتے ہیں یہ کیا کردہ ہو ہے معاویہ کہنے لگا کیا پہننے عمار تو مارا ہے
میں شخص نے مارا۔ اچھا سو اپنے ہمراہ لایا تھا۔ یہ بات سن کر سیون نے سنی وہ بی بی سی کہنے لگ گئے کہ عمار کو اس نے
تل کیا جو اسے اپنا ساتر لایا تھا۔ جبکہ جہاں با میر نے یہ بات سنی فرمایا پس حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم شہید کیونکہ حضرت ہی انکو لڑائی کے لیے بھیگے تھے۔

۱۵ عن علقمة والاسود قال اتينا ابا ايوب الانصاري، رضي الله عنه عند منصوره عن صفين فقلنا
يا ابا ايوب، ان الله الرسلك بنزل محمد صلى الله عليه وآله وببيتك والبيحي ناقته تفضل الله واكرامك
حقه اناخت على بابك دون الناس فوجئت بسيفك على رقبتك تضرب اهل كاه الله فقال يا
هذان از رسول الله صلى الله عليه وآله امرنا بقتال ثلاث سم على الناكثين والناكثين والمارقين
نأما الناكثون فقد قاتلناهم اهل الجمل والقاسطون فها منصورنا من عندهم والمارقون فهم
اهل الطرقات والنجارات واهل النهر ان والله ما ادرى اين هم وكن لا بد من قتالهم ان شاء الله قال
وكان في بيتي رسول الله صلى الله عليه وآله وليس في البيت غير رسول الله صلى الله عليه وآله وعلى جالس
عن يمينه وانا غريباره وانس قائم بين يديه اذ تحرك الباب فقال صلى الله عليه وآله انظروا ان من في
الباب فخرج انس فقال هذا عمار بن ياسر فقال افتح لعمار الطيب المطيب ففتح انس ودخل عمار فسلم على
رسول الله صلى الله عليه وآله فرجبه رسول الله صلى الله عليه وآله وقال انه سيكون من بعدك فتنة فامتنع
حتى يختلف السيف فيما بينهم وحتى تقتل بعضهم بعضا فاذا رأيت يا عمار ذللا فليك بهذا
الاصلي وان سلك الناس الى واد فاسلك وامي على ان عليا لا يردك عن هك ولا يدالك على
ردي يا عمار طاعت علي طاعتني طاعت الله يا عمار من يقلد سيفاً عاد به عاي على
جمل قلل الله تعالى يوم القيمة وشاحين من درود من يقلد سيفاً اعان به على قاره الله يوم
القيامة وشاحين من نار راخرجه و ابن عساكر و زاد الخوازمي يا عمار تقتلك الفتنة الباغية وانت
على الحق والحق معك عافيه اور اسو و کہتے ہیں جیسا ابوبہ انصاری رضی اللہ عنہ صفین سے لڑے۔ ہم
انکے پہننے کو گئے پہننے ان کو کہا اور ابوبہ بیشک آپ کے گہر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرود کش ہو کر

سے پروردگار نے آپ پر ثواب کرم کیا اور دوسرے گھر کے و احضرت کی اونٹنی آپ کے دروازہ پر بیٹھ گئی یہ خدا کا خاص فضل تھا آپ کے لیے اب آپ کا کلمہ کہنے والوں کو قتل کے یو کندہ ہے پر تلوار رکھ کر آنے میں راہ دیا کہنے لگے جناب رسالت ﷺ نے ہم کو بعیت جناب امینہ کشتین اور قاسطین اور یارقین کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے فرمایا تھا پس کشتین اصحاب جمل ہیں۔ اور قاسطین یہ ہماری واپسی انکے پاس سے ہے اور یارقین اہل طرفہ اور خیل اور اہل نہروان ہیں و امینہ بنین معلوم کہ اس وقت وہ کنان میں۔ لیکن انشاء اللہ انکے ساتھ ہی جنگ کی ضروری ہے۔ پھر ابو ایوب کہنے لگے کہ میرے گھر میں حضرت رونق افروز تھے اور علی و ہنے طرف بیٹھے ہوئے تھے اور میں بائیں طرف تھا۔ انس سامنے کھڑے تھے تاکہ ان دروازہ ہمارا حضرت فرمایا احوال انس دیکھو دروازہ پر کون ہے انس باہر گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ عمار بن یاسر میں حضرت نے فرمایا عمار پاک اور پاکیزہ کرنے والے کے لیے دروازہ کھول دے۔ عمار نے حاضر ہو کر حضرت کو سلام عرض کیا حضرت فرمایا سلام اور مرحبا کہ فرمایا اے عمار عنقریب میری امت میں فتنہ ہوگا یہاں تک کہ لوگوں میں تلوار چل جائے گی اور ایک دوسرے کو قتل کریگا اے عمار جب تو لوگوں کو دیکھے کہ اپنا ہاتھ تلوار سے ہین بچھے لازم ہے کہ اس صلح یعنی جناب امیر کا ساتھ اختیار کرے۔ علی تجھے ہدایت سونپیں پھر لگا۔ اور برائی کی طرف رہنمائی نہیں کریگا۔ اے عمار علی کی اطاعت میری اطاعت ہو اور میری اطاعت خدا کی اطاعت ہو اے عمار اگر کوئی شمشیر اسیلے حامل کرے کہ اس سے علی کی اعانت کرے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے موتیوں کی حامل بنائے گا اور اگر کوئی اسیلے شمشیر حامل کرے کہ اس سے علی کے دشمنوں کی مدد کرے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ آگ کی حامل اسکی گردن میں ڈالے گا۔ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث میں یہ الفاظ اور زیادہ روایت کیے ہیں کہ اے عمار تجھے باغیوں کا گروہ قتل کریگا اور توحق کے ساتھ اور حق قیور ساتھ ہوگا (۱۶) عن عبد اللہ بن حبیب قال اخبرني ابي قال قال ابن عمر حين حضرو الموت ما وجد في نفسي من الدنيا الا اني لما قاتلت الفئة الباغية (راسد الغابة) عبد الله بن حبیب کہتا ہے کہ مجھے سے سیر باب نے بیان کیا ہے کہ حبیب بن عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا کہنے لگے مجھے دنیا کی کوئی حسرت باقی نہیں مگر یہ کہ میں باغی گروہ کے ساتھ نہیں لڑا۔

(۱۷) عن الاسود بن مسعود بن خطلة بن خويلد قال كنت عند معاوية فانا رجلا نختصمان في راس عمار يقول كل واحد منهما انا قتلته فقال عبد الله بن عمر لم يطلب احدكما نفسا اصلحه فافترعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لعمار تقتلك الفئة الباغية (باخرجه النسائي) مسعود بن مسعود بن خطلة بن خويلد نقل ہے کہ میں معاویہ کے پاس موجود تھا کہ وہ شجر عمار کے سر کے لیے جگہ لے رہے تھے ہر ایک

ان میں ہی کہتا تھا کہ میں نے انکو قتل کیا ہے عبداللہ بن عمر و کہنے لگا تم دونوں میں ہر ایک کو خون ہونا چاہیے دوسرے کی ذلت ہو کیونکہ میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو کافر مارے جے تھے کہ اسے عمار بچتے ہوئے کا گروہ قتل کر لیا ۔

قال الامام ابوالمعالی فی کتاب الارشاد حدیث تقتل الفتنۃ الباغیۃ هو من اثبت الاخبایا امام ابوالکمال کتاب ارشاد میں لکھتے ہیں کہ حدیث تقتل الفتنۃ الباغیۃ ثابت شدہ احادیث میں سے ہے ۔
قال العلامة بن عبد البر فی الاستیعاب و تواتر الاخبار عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال قتل عمار الفتنۃ الباغیۃ و هذا اخبار بالاضیف اعلام نبوتہ صلی اللہ علیہ وسلم و هو من اصحاب الاحادیث علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ شیخا میں لکھتے ہیں متواتر حدیثیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہوئی ہیں کہ حضرت نے فرمایا ہے عمار کو باغیوں کی گروہ قتل کر لیا ۔ اور یہ حضرت کی پیشگوئیوں میں سے ایک پیشگوئی ہے اور نہایت صحیح احادیث میں سے ہے (تفسیر) بعض متاخرین نے جو باغی کی ایک طویل دلیل تاویل کی ہے اس پر بھی آتی ہے صحابہ کرام کو ہرگز اسکا خیال تک ہی نہیں تھا ۔

ابن طلحۃ الشافعی رحمۃ اللہ علیہ طالب العلم میں لکھتے ہیں قبل معاویۃ کان من کتاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم و کان ذال المؤمنین فکف یحکم علیہ علی من معہ یكونهم یقتال علی بغاۃ فی صلہم جائز عن سنن الصواب یقصدہم قاصدین بما ارتکبوا من فہم الجبن فی ذمۃ الخارجین عن طاعة ربہم قلت لہم احکم علیہم بصفة البغی ولو ازمہا و صنعوا و افتراء و اختراعا بل حکمت بہا نقلا ق واتباعا فانہ روى الاثمة الاعیان من الحدیثین فی مسانیدہم الصحاح احادیث متعدۃ ترقم کل واحد منهم حدیثہ بسند الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یسرققتلک الفتنۃ الباغیۃ و هذا الاحادیث لا یخطئ فی اسنادہا ولا اضطراب فی متونہا تثبت بہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصف الفتنۃ القاتلۃ عمارا بکونہا باغیۃ و صفة البغی لا ینفک عنہا وھی لازمہا ۔ و البغی عیان عن الظلم و قصد الفساد فکل من کان باغیا کان ظالما جائزا و کان قاسطا خارجا عن طاعة ربہ فتكون الفتنۃ القاتلۃ عمارا متصفة بہذا الصفات بخلاف الصادق المصدق (انتق کلامہ) خلاصہ کلام فاضل ہے کہ اکثر یہ بات کسی جاتی ہے کہ امیر معاویہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب اور مسلمانوں کے مانوں تو تم اپنے اور ان کے متبعین پر علی علیہ السلام کے ساتھ جنگ کرنے میں کس طرح سے بغاوت کا حکم لگائے ہو کہ وہ اپنے فضل میں راہ صواب پر پیشے ہوئے اور قصد بغاوت کو ترک کیا اور خدا کی اطاعت سے خارج ہو نہ ان کے گروہ میں داخل ہو نہ والے تھے ۔ میں کہتا ہوں کہ میں نے اپنے بغاوت کی وصف

اور اسکے لوازمات کا حکم نباوٹ اور جھوٹ اور اپنی طرف سے گواہی نہ دینے بلکہ سینے پر حکم بوجہ نقل اور اتباع کے کیا ہے۔ جبکہ محدثین میں سر مشہور ائمہ نے اپنی صحیح سندوں میں متعدد حدیثوں کے ذمیان حدایت کیا ہے اور ہر ایک ان میں سے اپنی حدیث کی سند کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتا ہے کہ عمار سے فرمایا تھا تجھے باغیوں کا گروہ قتل کرے گا۔ یہ ایسی حدیثیں ہیں کہ جنگی اسناد میں کسی قسم کا خلل واقع نہیں ہے۔ اور ان احادیث کو مستون میں ہی کسی قسم کا اضطراب نہیں ہے۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قاتلون کے گروہ کا وصف باغی ہونیکے ساتھ قرار دیا ہے۔ اور یعنی کا وصف اس گروہ سے علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ اس گروہ کے لیے یہ وصف لازم ہے۔ اور بغاوت کے معنی ظلم اور کثرت فساد کے ہیں پس جو شخص کہ باغی ہے وہ ظالم اور جائز اور عدل سے تجاوز کرنے والا ہے اور خدا کی اطاعت سے خارج ہو نوالا ہے۔ پس عمار کے قتل کرنیوالوں کا گروہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق ان صفاتی کے ساتھ متصف ٹھہرا۔

بعض علما کا قول ہے کہ اہل صفین میں سے جو شخص خاص کہ وصف صحابیت کہتے تھے انکے ان افعال سے اغماض بہتر ہے کیونکہ وہ لوگ اگرچہ باطل پرست تھے لیکن اس فعل میں متادل تھے۔ یعنی انکو اپنے بطلان کا علم نہیں تھا۔ ورنہ وہ ہرگز ایسا ارتکاب نہ کرتے چنانچہ علامہ ربووی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں دکان علی الحق و معاویۃ علی الباطل الا انہ کان مشا ای خیرا لما بطلانہ فیما یفعل یعنی جناب امیر حق پرست تھے اور امیر معاویہ باطل پرست مگر اپنے فعل میں تاویل کرنے والا تھا یعنی اسکو اپنے بطلان کا علم نہیں تھا۔

لیکن یہ بات ہرگز صحیح نہیں آتی کہ جب جناب عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور امیر معاویہ کو معلوم ہوا کہ انکی شہادت ہمارے گروہ کے ہاتھوں سے واقع ہوئی ہے۔ اور انکے قاتلون کی نسبت حضرت نے فتنہ باغیہ کا حکم لگایا ہے جس کا بخود انکو ہی علم حاصل ہو گیا تھا۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ ہر کوئی ایسی تاویل تھی جو ان کو اس جنگ پر مجبور کر رہی تھی۔

اب اگر کوئی پیشہ کرے کہ شاید انکو جناب عمار کی شہادت کی خبر نہ ملی ہو یا اسکے متعلق حسب قدر کہ احادیث وارد ہوئی ہیں ان سے انکو علم نہ حاصل ہوا ہو۔

لیکن یہ امر بایہ غیبت کو پہنچ چکا ہے انکو ان احادیث کا بخوبی علم تھا۔ امام احمد بن حنبل اور امام نسائی رحمہما انکی حدیثوں سے واضح ہوتا ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص نے انکو اس حدیث سے مطلع کر دیا تھا۔

یہ امر ہی ظاہر ہے کہ جس فعل سے اغماض کیا جاتا ہے وہ سرگزمل خیر نہیں ہو سکتا کہ جس کا عامل خدا سے احب ہو سکتا ہے بعض علما اس محاربت اور مخالفت کو حرام جانتے رہے ہیں شرح مواقف میں یہ سید شریف علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں واللہ علیہ الجھن من ائمہ ہوان الخلی قتلہ عثمان و عاتبا علی لانہما اما مان فہم القتل والمخالفة قطعاً

الا ان بعضہم کالتفاضل بکرم ذہب الان هذا التخلية لا يلزم حد الفسق ومنهم من ذهب الى التفسير كما
 وكثير من اصحابنا يفتي جمهورا من اسباب يرتفق بين عثمان بن ابي العزہ کے قاتل و جناب امیر علیہ السلام کے
 ساتھ جنگ کرنیوالے خطا کا رہتے۔ کیونکہ وہ دونوں امام تھے۔ اور ان سے مخالفت کرنا اور لڑنا قطعی حرام تھا
 مگر بعض شخص مثل قاضی ابوبکر بن کی اس طرف گئے ہیں کہ خطا فسق کی حد تک نہیں پہنچتا اور بعض جیسے کہ
 شیخ اور ہم اہل سنت و جماعت میں سو بہت سے آدمی اسکے فسق ہونیکے ہی قائل ہیں *
 بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں جناب امیر سے جنگ کرنیوالوں نے آخر کار اپنی خطا سے رجوع کیا تھا *
 بعض کہتے ہیں کہ انکے خطا کی تاویل کرنا چاہیے *

بعض علما انکو اس جہت اور میں معذور بلکہ عند امیر ماحور سمجھتے رہے ہیں *
 پس ایسی صورت ان میں یہ کہنا کہ امیر معاویہ کے خطافی الاجتہاد پر اجماع ہو چکا ہے اور انکے خطا کو منکر کے
 قائل ہونیوالے کو خارق اجماع قرار دینا نفس الامر کے بالکل خلاف ہے۔ جو لوگ کہ خطافی الاجتہاد کے قائل
 ہوئے ہیں انکی کثرت صرف ہوجہ سے نظر آتی ہے کہ انکو مذکورہ الصدہ او امام میں سو کوئی نہ کوئی وہم لاحق
 ہوا ہے جسکی وجہ سے انکو یہ سہل اختیار کرنا پڑا ہے۔

دوسرے لوگوں نے انکو اقوال کو اسوجہ سے رد نہیں کیا کہ اول تو کوئی غرض دینی اس بحث کو متعلق نہیں
 تھی جن میں انکو کہ کرنا ضروری معلوم ہوتا۔ دوم اس دو قدر میں بعض لوگوں کے عیوب ظاہر کرنے پڑے
 تھے جنپر کہ صحابیت کو لفظ کا اطلاق ہوتا تھا اسلیے ان لوگوں نے خاموش رہنے کو بحث کرنے پر اختیار
 کیا۔ انکے بعد انکے اخلاف بغیر اسکے کہ اپنے اسلاف کے مرکز خاطر کو سمجھتا سی لکیر کو پٹیتے رہے۔
 اسکے سوا ہم لوگوں کی کتب میں اس قدر وسیع نہیں اور نہ متقدمین کی کل کتابیں ہمکو دستیاب ہو سکتے
 ہیں کہ طبقہ اولیٰ سے علماء سے متاخرین تک کے اقوال اس بحث کو متعلق ہماری نگاہوں سے گذرے ہو
 پس کس طرح سے بالجزم یہ کہا جاسکتا ہے کہ کثرت آراء امیر معاویہ کے خطافی الاجتہاد کی طرف ہے *
 مہذا اگر تلاش کیا جائے تو اکثر ایسے محدثین بھی نکلیں گے جنکی اسے خطافی الاجتہاد ہی کی طرف رجحان
 رکھتی ہے۔ چنانچہ حافظ محمد بن صلاح الامیر لیمانی الصنعانی کتاب روضۃ الندیہ شرح التہجد العلویہ میں
 لکھتے ہیں قال النواصب قد اخطأ معاویۃ فی الاجتہاد و اخطأ فی صاحبہ والعفو فی ذاک
 فرجوا فاعلہ وفي اعالي جنات الخلد راکبہ قلنا کذا بتم فلم قال النبی لنا فی النار قاتل
 عمار و سائبہ و اماد دعوی الاجتہاد لمعاویۃ فی قتالہ الا کہ دعوی ابن حزم ان ابن سلجم اشتق الامور
 مجتہد فی قتله لعل کما حکاہ عنہ الحافظ بن حجر فی تلخیصہ و اذا کان من ارتکب ہواہ و نفی

بالحلا یروج بہا یراہ اجتہاد المیق فی الدنیا صجل اذلا بات احد منکرا لا وقد اھل بخدرا
 اصبی لہ کر لوگ کہتے ہیں کہ امیر معاویہ کو دوست کے خلافی الاجتہاد سرزد ہوا ہے جو فاعل کے یہ خدا کو غفلت سے کیجا سکتی ہو اور وہ جنت خلد
 بعد جات عالی میں ہو گا ہم کہتے ہیں تم لگ جھٹکتے ہو اگر تمہارا قول سچ ہے تو پھر حضرت نے مجھے کیوں فرمایا تھا کہ عمار کا قاتل اور اس کی مقتول کو
 بعد اسکے متیار لیجیو الا جہنم میں ہو گا امیر معاویہ کے لیے لکھ جنگ کے بدی میں اجتہاد کا دعویٰ کرنا ایسا جیسے کہ ابن حزم باوجود اس قدر علم و فضل
 نے ابن ملجم شقی الاخرین کو جبا با میر کے قتل میں مجتہد قرار دیا چوتھا پانچواں جبر نے شخص میں ابن حزم سے سب کو قتل کیا چونکہ کوئی شخص اپنے
 ہوا ہوں کہ کٹورے پر سوار ہو کر دنیا میں دنیا شروع کرے تو جسکو چاہے اجتہاد کہے ایسی ایسی تاویلات سے دنیا میں
 وہی امر باطل نہیں رہیگا جسکے لیے عذر نہ گہرا لیا جائے۔

قال عمر بن مظفر الوردی فی فتح مآخذ البشرفیہا ای فی شئہ سبع وسبعین ومائۃ توفی
 الکوفۃ ابو عبد اللہ شریک بن عبد اللہ بن ابی شریک توفی القضا ايام المہدی ثم عثر لہ الہادی کما
 علما عادلا کثیرا لصواب خراجہ ذکر چندہ معاویۃ بالعلم فقال لیس بحلیم من سفہ الحق وقاتل
 علیا عمرو بن مظفر الوردی کتاب تہذیب المختصر فی اخبار البشر میں لکھا ہے کہ قاضی شریک کا مسئلہ میں یہ تھا کہ ہوا یہ وہ مہدی باس کی خات
 یزمانہ میں قاضی بغداد تہ نہایت ہی عالم منصف کثیر لصواب خراجہ تھا تو کسی شخص نے انکے پاس فرمایا کہ امیر معاویہ بڑی ہی
 حلیم تھے وہ کہتے تھے جو شخص کفر سے نادان نہ جائے اور حضرت علیہ السلام سے جنگ کرنے وہ ہرگز حلیم نہیں
 ہو سکتا۔

امیر معاویہ کو ہم ہی صحابی اور خال ہونے میں جانتے ہیں۔ خلا نہ پر رحم کرے۔ مانکے بعض افعال سے دل لرزتا ہے
 لیکن بجا ظن شریعت کے نہیں کہا جاسکتا۔ صرف اتنا ہی کہتے ہیں کہ انہی خطائے منکر مرزد ہوئی ہے۔
 اس کا بے کسوا ان سے بعض امور ایسے مرزد ہوئے ہیں کہ جنگ کے بیان کرنے سے دل کانپ اٹھتا ہے مثلاً
 جناب المؤمنین علیہ السلام جگر گوشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دلوانا جسکی نسبت علامہ ابن عبد البر نے
 استیعاب میں اور سعودی نے مروج الذهب میں لکھا ہے قال قتادۃ سم الحسن بن علی سمۃ امرأۃ الجعد
 بنت الاشعث وقالت لما نفع کان ذلک بتدسیس معاویۃ یعنی قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حسن بن علی
 علیہ وعلیہ السلام کو انکی زوجہ بنت الاشعث نے زہر دیا اور ایک طالع کامل ہے کہ یہ زہر دنیا سعادۃ
 کی لاگ ہوتا۔

علی ہذا حجرت عدی جیسے استجاب الدعوات صحابی کو جنگی نسبت علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں
 قال احمد قلت لجمی بن سلیمان ابلغك ان حجرا کان مستجابا لدعوی قال نعم وکان من افاضل اصحاب
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی احمد کہتے ہیں کہ سینے سے پوچھا گیا تمہیں معلوم ہے کہ حجر مستجاب الدعوات

تھے وہ کہنے لگے ہاں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضل اصحاب میں سوتھے لیکن وہ بوک سے اور پاس سے مروانا چٹانچہ علامہ جریر طبری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں عن ابی سعید الخدری عن معاویہ بن جراح عن علی عا ثتہ فاستاذن علیہا فاذنت لہ فلما قعد قالت لہ یا معاویہ اما خشیت اللہ فی قتل حجب ابن عدی و اصحابہ یعنی سعید بن مسریٰ روایت ہے کہ معاویہ نے جبکہ حج کیا جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں گیا اور ان سے اذن طلب کیا جناب ام المومنین نے اذن عطا فرمایا حبیبہ بیٹہ گیا فرمانے لگے ہاں سے معاویہ تجھے حجر بن عدی اور اسکے دوستوں کے قتل کرنے میں خدا کا خوف نہ آیا ۔

لکے سوائے بعض محدثات ایسے ہیں کہ جنکے سنو سے دل سخت بیقرار ہوتا ہے چنانچہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کو توڑنا جسکی نسبت علامہ جریر طبری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں عن سعید بن دینار قال قال معاویہ انی رأیت منبر رسول اللہ ﷺ وعصاء لایرکان بالمدينة وھم قتلہ عثمان واعدائہ فلما قدم طلب لعصا وھی عند سعد القرظ فنادا ابو ہریرۃ وجابر بن عبد اللہ فقالا لئلا نکرت اللہ غرۃ ان تفعل هذا فان هذا لا یصلح مخرج منبر رسول اللہ ﷺ من موضعه و مخرج عصا الی الشام فانقل السجد فاقصر وزاد فیہ نبت رجات فھو الیوم ثمانی درجات فاعتد رل الناس مصا صنع یسع سعید بن دینار ناقل ہے کہ امیر معاویہ نے کہا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور عصا کو مدینہ میں نہیں رکھنا چاہیے کیونکہ یہ لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل اور دشمن ہیں جب عصا کو کہ سعد بن قرظ رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھا سنگوایا ابو ہریرہ اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہہ رہے تھے ہم تجھے خدا کی قسم دیتے ہیں کہ اس امر کو مست کر۔ کیونکہ جس مقام پر حضرت نے اپنے منبر مبارک کو نصب فرمایا ہے اس مقام سے ہٹانا اور آپکے عصا مبارک کا شام میں لیجانا اچھا نہیں ہے۔ لیکن معاویہ نے منبر کو توڑ کر اسکے چودے اور ٹبر باویسے اب وہ خیل آٹھ سیر بیونکا ہے۔ ہر لوگوں کے پاس اپنے ہر ارتکاب کا عذر پیفر کیا ۔

اسی طرح سے لوگوں کا حضی کرنا ہی انہیں کے محدثات میں سے ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں وفي الاوائل للمسکری قال معاویہ اول من اتخذ الخصیان لخاص خدمتہ یعنی مسکری کتاب الاوائل میں لکھتے ہیں کہ پہلے اسلام میں جس نے کہ آلت کی حضی خواجہ سرا اپنی خدمت میں کے لیے مقرر کیے وہ امیر معاویہ ہیں ۔

علی بن ابی طالب سیرت بخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ وقصر کی سنت پر بخلاف محمد بن ابی بکر

علیہ السلام اپنے ناخلف زید پدید کو ولی عہد بنانا اور اس کے پچھ سمیت لینا ہی انہیں کے محدثات سے ہے ۔
 اخرج البخاری والنسائی وابن ابی حاتم فی تفسیرہ واللفظ لہ من طرق ان مروان خطیب بالمدينة وهو
 علی الحجاز من قبل معاویہ فقال ان امیر المؤمنین قد رای ان یتخلف علیک ولان زید سنتہ ابی بکر
 وعمر فقام عبد الرحمن بن ابی بکر فقال سنتہ کسری وقہران ابابکر وعمر لم یصل فی اولادہما ولا فی احد
 من اہل بیتہما امام بخاری اور نسائی اور ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں روایت کرتے ہیں اور لفظ اپنی بطریق کو مرقی
 ہیں کہ مروان نجد میں خطبہ پڑھا وہ اس وقت معاویہ کی طرف سو حجاز کا عامل تھا کہنے لگا امیر معاویہ سے مناسب
 سمجھا ہے کہ اپنے بیٹے زید کو اپنے بعد تمہارا خلیفہ بنائے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی سنت پر عبد الرحمن
 بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں بلکہ قہر و کسری کی سنت پر کیونکہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما اولاد نہیں ملا دیا انہوں نے
 میں سے نہیں ملا کر دی کیونکہ زید قہر و کسری سے برا کیوں نہ ہو ۔ لیکن امیر معاویہ کا زید کو اپنے بعد میں خلیفہ بنانا حضرت ابوبکر
 اور عمر رضی اللہ عنہما کی سیرت کو موافق تھا کیونکہ انہوں نے ہی اپنے بعد خلیفہ بنایا تھا
 البتہ استخلاف فی نفسہ برا نہیں مگر معاویہ حسب عہد نامہ زید کو اپنے بعد میں خلیفہ بنانیکے مجاز نہیں تھے کیونکہ
 عہد نامہ میں ایک شرط یہی تھی کہ امیر معاویہ کے بعد خلافت پر خاندان نبوت کی طرف عود کرے گی چنانچہ
 علامہ ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں و ذکر محمد بن قدامۃ فی کتابہ الخوارج بسند
 قوی الی ابی بصرہ انہ سمع الحسن بن علی یقول فی خطبہ عند معاویۃ اقلی شرطت علی معاویۃ لنفسہ
 الخلفۃ واخرج ابن ابی خثیمۃ من طریق عبد اللہ بن شاذب قال لما قتل علی سار الحسن بن علی فی
 اہل العراق ومعاویۃ فی اہل الشام فالتقوا فکثر الحسن القتال وبایع معاویۃ علی ان یصل الی لواء
 الحسن من بعد محمد بن قدامۃ کتاب الخوارج میں سند قوی کے ساتھ ابی بصرہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں
 نے جناب امام حسن علیہ السلام کو امیر معاویہ کے پاس خطبہ میں فرماتے ہوئے سنا تھا کہ مجھے معاویہ سے اپنی خلافت
 کے لیے شرط ملی ہے ۔ اور ابن ابی خثیمہ عبد اللہ بن شاذب کے طریق سے ناقل ہیں کہ جب جناب امیر معاویہ
 السلام شہید ہو گئے ۔ امام حسن علیہ السلام عراق کے لشکر کے ساتھ اور امیر معاویہ شام کے ساتھ روانہ ہوئے
 اور جب دونوں لشکر باہم اکٹھے ہوئے جناب امام حسن علیہ السلام نے جنگ کرنا مناسب سمجھا معاویہ سے اپنے بیٹے
 کے لیے عہد لیکر بیعت کر لی ۔

معلوم ہوتا ہے کہ امیر معاویہ نے اسی عہد کے خوف کی وجہ سے جناب امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوایا تھا کہ اگر امام
 حسن علیہ السلام میرے بعد زندہ تو حسب عہد نامہ خلیفہ بن جائیں گے اور میرا بیٹا زید خلافت سے محروم ہو جائیگا
 نماز عید کے پہلے خطبہ بر خلافت سنت نبوی پڑھنا ہی انہیں سے محدثات سے ہے قال الزہری اول من

حدث الخطبة قبل الصلوة في العيد معاوية بنی امام مالک حمزة بن عمار بنی استاذ زہری رحمۃ اللہ علیہ
 روتے ہیں کہ امیر معاویہ نے نماز عید کو پہلے خطبہ پڑھنا لگایا ہے ۔

لما راہ بن عبد البر نے ہتیاب بن کعب سے کہا انہ اول من جل ابنہ ولی عہد خلیفۃ بعدہ فی حقہ
 قال الزبیری ہون اتخذ دیوان الخاتمہ امر بہدا یا النیروز والمہرجان واول من قتل صبرا وجملا
 واول من اتخذ الخشیاء فی الاسلام واول من بلغ درجات المنبر خمسۃ عشر مرقاۃ خلاصہ تقریر علامہ
 ہے کہ امیر معاویہ وہ شخص ہیں جنہوں نے سب سے اول اپنے بیٹے کو ولیعہد خلیفہ اپنے پیچھے مقرر کیا ۔ انہی میں
 ہیں ۔ اندر زبیری کہتے ہیں کہ اول دفتر پر چہر لگانا ہی انہی کی ایجاد ہے ۔ اور سب سے اول اسلام میں نور خداؤ
 تھرا ان اعیاد و محوس کے لیے تحائف لینا اور دینا ہی انہی سے ہوا ہے ۔ اور امیر معاویہ ہی نے سب سے پہلے
 آدمی کو بھوکا پیاسا رکھ کر مارا ہے ۔ اور امیر معاویہ ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام میں
 لوگوں کو اپنی خدمت کے لیے خشی کر لیا ہے ۔ اور انہوں نے ہی منبر کی پندرہ سیر بیان زیادہ بڑھائی ہیں
 اب ہم پوچھتے ہیں کیا یہ سب امور محدثات جو انکی اولیات کے نام سے مشہور و معروف ہیں خطائے
 الاجتہاد تھے اور اگر خطائی الاجتہاد تھی تو کل محدث ضلالہ و شرالامور محدثات تھیں کون سے امور ہو
 سکتے ہیں ۔

جناب امیر علیہ السلام کا خوارج سے جنگ کرنا

(۱) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا علی انک مبتلی بالخوارج وانت اول
 من یقاتلہم فلا تتبع مدبرہا ولا تجھز ان علی جریح راخرجه البغوی والدیلی ابو ہریرہ رضی اللہ
 عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت اب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تو خوارج سے آزمایا جائیگا ۔ اور
 تو سب سے اول ان سے لڑیگا ۔ پس بہا کہتے کا چھوٹا نہ کریو اور زحمتی کو نہ مارو ۔

(۲) عن ابی سعید الخدری قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم یقسم قسما آتاء
 ذوالنویصرہ فقال یا رسول اللہ اعدل قال و یجاک ومن یعدل اذالم اعدل فقال عمر یا رسول اللہ
 ائذن لی حتی اضرب عنقہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فان لا احنا با یحقر احدکم و صلوتہ
 مع صلوتہم و صیامہ مع صیامہم یقرئ القرآن لا یجاء و ترا قبضہ عمر قون من الدین کما یرق
 السہم من الرمیۃ حتی ان احدکم ینظر الی نصلہ فلا یجد شیئا ثم ینظر الی رصافہ فلا یجد شیئا ثم
 ینظر الی نضیہ فلا یجد فیہ شیئا ثم ینظر الی قدرہ فلا یجد شیئا قد سبق الفرت والدم یخرجون

علی غیر فرقہ من الناس انہم رجل مخرج از حجر احدی ثدی المرحۃ او کالبضعتہ و یقال
 ابو سعید اشہد شہدت ہذا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اشہد انی کنت مع علی بن ابی طالب حین
 قاتلہم فارسل الی القتل فاق بہ علی نعمت الذی نعمت بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و لہذا الخ
 طرق کثیرہ اخرجہ الثیخان وغیرہما ابوداؤد الطیالسی والنسائی واحمد وابویعلی والحاکم
 الخطیب قد رواہ غیر ابی سعید جماعۃ من الصحابۃ مثل علی وعمر و عبد اللہ بن عمر و عبد اللہ بن مسعود
 و عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن الحباب بن الارت و عقبہ بن عامر و سعد و عمار بن یاسر رضی
 اللہ عنہم فالروایۃ الاولی اخرجہ احمد و البخاری و المسلم و النسائی و ابن جریر و الثانیۃ اخرجہ
 ابونصر السفیری صاحب الابانہ و الخطیب ابن عساکر و الثالثۃ اخرجہ احمد و الطبرانی و الرابعۃ اخرجہ
 الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول و الخامسۃ اخرجہ ابوداؤد الطیالسی و السادسۃ اخرجہ احمد
 و الطبرانی و الحاکم و ابونعیم فی الحلیۃ و السابعۃ اخرجہ الطبرانی و الثامنۃ اخرجہ احمد و ابن جریر
 و الطبرانی و التاسعۃ اخرجہ البخاری و العاشرة و الحادیۃ عشر اخرجہما الطبرانی و الثانیۃ عشر
 اخرجہ ابن ابی شیبہ و احمد و النسائی و الطبرانی و الحاکم و الثالثۃ عشر اخرجہ ابن جریر و الثالث
 عشر اخرجہ الحکیم فی نوادر الاصول و الطبرانی فی الکبیر و الخامسۃ عشر اخرجہ رواۃ سعید
 عمار معاً اخرجہ الطبرانی (قل الا برار) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ رواہ کہتے ہیں کہ ایک دن ہم جب
 رسالت ابی علیہ السلام کے حضور میں بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت غنیمت کا مال تقسیم کر رہے تھے۔ دو
 الخویصو آکر کہنے لگا یا رسول اللہ عدل کیجیے۔ آپ ارشاد فرمایا تجھ پر بلا کی ہو اگر میں عدل نہیں کروں گا تو پھر
 کون کر لینگا۔ عرضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ مجھے ہلکی گردن مارنے کی اجازت ہو۔ فرمایا چوڑو
 اسکے ساتھی ایکے ہیں تمہاری نماز تمکو انکی نماز کے مقابل اور تمہارے روزانے کے روزوں کے مقابل حقیر معلوم
 ہونگے وہ قرآن پڑھیں گے لیکن انکے گلو سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے ایسے بہاگین گئے جس
 طرح سے کہ تیر کمان سے بہاگتا ہے۔ یہاں تک کہ دیکھتے تم سب کوئی اپنے پیکان کی طرف۔ پس کوئی چیز
 اس میں نہیں پائے گا۔ پس نگاہ گردیگا اسکے سو فار کی طرف پس نہیں پائے گا اس میں کوئی شے پھر
 نگاہ کرے گا اسکے ہون کس طرف پس نہ پائے گا اس میں کوئی چیز۔ گند۔ اسے وہ تیر سرگین اور خلع میں۔ وہ ایک
 بہترین گروہ پر خروج کرے گی انکی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک مخرج سینے ناقص الخلقۃ سیاہ چشم آدمی ہوگا
 ایک دودھ ہکا عورت کے ہستان یا مثل گوشت کو ٹڑے کی حرکت کو پہچانے گا۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ
 کہتے ہیں کہ میں اس امر کی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ بات جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے

سنی ہے اور اسکی بی گواہی دیتا ہوں کہ میں علی بن ابی طالب کے ساتھ تھا جب کہ وہ اس گروہ کے ساتھ جنگ کر رہے تھے جناب امیر نے لوگوں کو مقتولوں کی طرف بھیجا اور وہ لوگ نذیر کو اٹھا لائے۔ جو نشانیاں کہ حضرت نے بیان فرمائی تھیں وہ سب باہمین موجود تھیں۔ حدیث گو شیخین اور شیخین کے سوا ابوداؤد و الطیالسی اور امام احمد بن حنبل۔ اور ابویعلیٰ اور ابن حبان اور حاکم اور خطیب رحمہم اللہ نے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے سوا اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت مثل جناب علی و عمر اور عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عباس اور عبد بن الخطاب بن اللات اور عبد اللہ بن مسعود اور عتبہ بن عامر اور سعد اور عماد بن یاسر نے بھی روایت کیا ہے۔

پس ان روایات میں سے پہلی روایت وہ ہے کہ جبکہ امام احمد بن حنبل اور امام بخاری اور مسلم اور نسائی اور ابن جریر طبری نے روایت کیا ہے۔ دوسری روایت وہ ہے جبکہ ابونضر سجری مصنف کتاب ابانہ اور خطیب بغداد اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے۔

اور تیسری وہ ہے جسے امام احمد اور طبرانی نے ذکر کیا اور دسویں { کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور چوتھی روایت کو حکیم ترمذی نے نو اور الاصول اور گیارہویں { کو طبرانی نے روایت کیا ہے میں لکھا ہے۔ اور پانچویں کو ابوداؤد و الطیالسی نے درج کیا ہے۔ اور چھٹی کو امام احمد اور طبرانی اور حاکم اور ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں مذکور کیا ہے۔ اور ساتویں کو طبرانی نے لکھا ہے۔ اور اٹھویں کو امام احمد اور ابن جریر نے بیان کیا ہے۔ پندرہویں۔ یعنی شہداء بن یاسر کی روایت کو طبرانی اور نوین کو امام بخاری نے لکھا ہے۔ نے بیان کیا ہے۔

(۳) عن حاصم بن کلیب عن ابیہ قال کنت عند علی جالسا اذ دخل رجل علیہ ثياب السفر وعلی یکلہ التنا ویکلمہ فقال یا امیر المؤمنین ان اذن لی ان اکلہ فلم یلتفت الیہ وشفلہ ما هو فی مجلس الی رجل فذالہ ما خبرک فقال کنت معتمرا فلقیت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت هؤلاء القوم الذین خرجوا فی ارضکم بما یمون حرد ورتہ قلت خرجوا الی موضع یمون حرد ورافضی بذلک فقالت سلونی عن شہد منکم یعنی هلکم ثم لوشا ما بن ابی طالب لا خبرکم خیرا فحبت

اسالہ عن خبرہم فلما فرغ علی قال این استادن فقص علیہ کما قص علینا۔ قال علی انی دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولین عندی غیر عائشۃ ام المؤمنین فقال لی کیف انت یا علی وقوم کذا وکذا قلت اللہ ورسولہ اعلم ثم اشار یدہ وقال قوم ینخرجون من المشرق یقرئون القرآن لا یجاوز تراقیم یمرقون من الدین کما یمرق السم من الرمیۃ فیہم رجل مخدج کانی لا یخفی انشدکم باللہ اخبرتکم بما قالوا نعم قال انشدکم باللہ اخبرتکم ما نہ فیہم قالوا نعم قال فاتیتمون واخبرتونی انہ لیس فیہم فخلعت لکم باللہ انہ فیہم فاتیتمون بہ فوجدتہم کہ انعت لکم قالوا نعم قال صدق اللہ ورسولہ (اخرجہ النسائی) عائشہ کلیمتہ بوالدہ قاتل ہر کہ من جناب امیر علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا ناگہان ایک شخص آ یا سفر کے کپڑے پہنے ہوئے تھا امیر علیہ السلام لوگوں کے باتیں کر رہے تھے۔ اس شخص نے عرض کیا یا امیر المؤمنین مجھے کچھ پوچھنے کا اذن عطا ہو جناب اسکی طرف ملتفت نہ ہوئے اور باتوں میں مشغول ہے۔ وہ شخص ایک آدمی کے پاس بیٹھ گیا۔ اس نے اس شخص سے پوچھا کیا بات ہے کہنے لگا میں بحالت عمرہ جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں گیا۔ مجھے فرمانے لگے یہ قوم کہ جس نے تمہاری ملک میں حرج کیا ہے۔ حروریہ کے نام سے کیوں پکاری جاتی ہے۔ میں نے عرض کیا جو کہ ان لوگوں نے حرور کے موضع سے خروج کیا ہے اسلئے حروریہ کہلائے جاتے ہیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا مبارک ہو اس شخص کے لیے جو تم میں سے انکے قتل کو نہیں شریک ہو۔ اگر ابن ابیطالب کی ہمتا ہو تو میں تمکو انکے حال سے خبردار کروں۔ میں اسلئے آیا ہوں کہ جناب امیر کو انکی نسبت پوچھوں۔ جناب امیر علیہ السلام لوگوں سے باتیں کر رہے تھے فرمایا وہ طالب اذن کہاں ہے۔ اس شخص نے وہی قصہ جو ہم سے بیان کیا تھا جناب امیر سے عرض کیا۔ آپ فرماؤ گے ایک دفعہ میں جناب رسالتہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گیا حضرت کے پاس اس وقت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ حضرت نے مجھ سے ارشاد کیا۔ یا علی تم کیا کرو گے جبکہ قوم کا حال ایسا دیکھا ہو یا یہاں میں نے عرض کیا اللہ اور اسکا رسول مجھ سے زیادہ واقف ہے۔ پھر ہاتھ کا اشارہ کر کے ارشاد کیا مشرق کی طرف سے ایک گروہ حرج کرے گا۔ اس جماعت کو لوگ قرآن پڑھتے ہوئے لیں۔ لیکن قرآن انکے حلق سے نیچے نہیں اترے گا دین سورہ اس طرح پر ہالکین گئے جس طرح سے کہ تیرکان سے بہاگتا ہے۔ ان میں ایک ناقص الخلق آدمی ہوگا۔ اسکا ایک ہاتھ پستان کی مانند ہوگا پھر جناب امیر نے لوگوں سے ارشاد فرمایا میں تمہیں خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ میں نے تمکو یہ خبر سنائی تھی سب نے عرض کیا ہاں اتنے فرمایا تھا۔ پھر ارشاد کیا کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ میں نے تمکو یہ بتا دیا تھا۔ کہ وہ انہیں لوگوں میں ہے۔ حاضرین نے کہانے بحقیقت جناب نے جسے ہکا ہونا انہیں لوگوں میں بیان کیا تھا پھر تم نے ہم سے کہا کہ وہ انہیں نہیں ہے اور میں قسم کھا کر کہہ رہا ہوں میں نے تمکو یہ خبر دے دی ہے اسلئے اسے اور تم کو یہ خبر دے دیا ہے کہ میں نے تم سے بیان کیا تھا سب نے عرض کیا کہ ہے پھر جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اللہ

فارسل سجا ہے *

۴۴ عن عبیدۃ السمانی قال ذکر علی الخوارج فقال فیہ رجل یخجل الید او یدون الید لولا ان
تجلوا لاکثرتکم بنا وعدا لله تعالیٰ علی لسان نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم لمن قتلہم قال فقلت لعلی سمعہ
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ای رب الکعبۃ ای ورب الکعبۃ ای ورب الکعبۃ (راخوجہ المسلم)
عبیدہ سلمان سے منقول ہے کہ جناب امیر نے خوارج کا تذکرہ کیا اور فرمایا انہیں ایک ناقص بات دے والا یا سو کہے ہاتھ والے
آدمی ہے اگر تم حیرت میں نہ آ جاؤ یا غرہ نہ ہو جاؤ تو میں تمہیں خبر دوں اس وعدہ سو کہ خدا تعالیٰ نے اپنے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی اس گروہ کے قاتل کی نسبت فرمایا ہے۔ عبیدہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر
سے سون کیا یا جناب امیر خود حضرت سوسنا ہے تین دفعہ رجب کی قسم کہا کہ فرمایا خود میں نے سنا ہے *

۴۵ عن عبید اللہ بن ابی رافع مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الحواریۃ لما خرجت علی بن ابی
طالب علیہ السلام فقالوا لا حکم الا للہ قال علی کلمۃ حق ارید بها الباطل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وصف انا سلا عرف صفہم فی ہؤلاء الذین بقولون الحق بالسنتہم لا یجوز هذا و اشار الی حلقہ
من انفق خلق اللہ الیہ منہم رجل سود احک ثدیہ کلین الشاة او حلمہ ثدیہ فلبا قاتلہم قال
انظروا فانظروا ولم یجدوا شیئا قال اجعوا واللہ ما کذبت ولا کذبت مرتین او ثلثا۔ ثم وجہہ فی
خوبۃ فاتوا بہ حتی وضعوہ بین ید یہ قال عبید اللہ انا حاضر ذلک من امرہم وقول علی فیہم
راخوجہ النساء و ابو حاتم جناب سالت ابی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ابو رافع رضی اللہ عنہ کا بیٹا
عبید اللہ ناقل ہے کہ جب حرور نے جناب امیر علیہ السلام پر خروج کیا اور کہنے لگو کہ سوا خدا کے کسی کا حکم ہانڑ کا لائق نہیں
ہے جناب امیر نے فرمایا سچی بات سے باطل ہر ادے رہی ہیں یہ تحقیق ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لوگوں
کے اوصاف بیان فرمائے تھے میں انکی وصف اس گروہ میں پاتا ہوں۔ حق انکی زبان پر ہے۔ اور جناب
امیر نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ مگر انکے اس سے نیچے نہیں اڑتا۔ بسبغ من قرین خلق اللہ میں
انہیں ایک کالی صورت کا آدمی ہے اسکا ایک پستان بکری کے پستان کے مشابہ ہے یا سر پستان کو مثل
ہے جب جناب امیر انکی لڑائی سے فارغ ہوئے ارشاد فرمایا۔ کہ اس آدمی کو تلاش کرو۔ لوگوں نے تلاش
کی مگر اسکا چہ نہ ملا۔ جناب امیر فرمائے لگے وہ مجھ سے جھوٹ نہیں کہا گیا اور نہ میں نے جھوٹ کہا ہے۔ وہ
دفعہ یا تین دفعہ یہی فرمایا اور کہا یہ جا کر تلاش کرو۔ لوگوں نے اسے ایک گڑبے میں سے نکالا۔ اور
جناب امیر کے سامنے لے آئے عبید اللہ کہتا ہے کہ میں جناب امیر کے فرمائے اور لوگوں کو اس شخص کے
اثمالا نے تک وہیں حاضر تھا *

(۶) عن سويد بن غفلة قال قال علي اذا حدثتكم عن رسول الله صلى الله عليه وآله فاما فوا انما اخر من السماء احبال من ان اكتب عليه في رواية من ان اقول عليه ما لم يقل واذا حدثتكم فيها بيني وبينكم فان الحرج خباثة وافي سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله يقول سمعنا قوم في اخر الزمان حد فاء الاسنان سفها والاحلام يقولون من خير البرية يقرئون القرآن لا يجاوز حناجرهم يموتون من الدين كما يموت السهم من الرمية فاما لقيتموهم فاقتلوهم فان في قتلهم اجرا لمن قتلهم عند الله يوم القيمة (اخرجه البخاري والنسائي) سويد بن غفلة روایت ہے کہ جناب امیر مفرمان تھے کہ حبیب میں تم سے جتنا سزا کا ثبات صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کروں تو وہ اسے آسمان پر ستر زمین پر گرنا میرے نزدیک حضرت پر جھوٹ بولنے سے بہتر ہے۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ میں دعوات کہوں جو آپ نے نہیں ارشاد کی۔ اور اگر میں تم سے وہ بات بیان کروں جو میرے اور تمہارے درمیان میں ہے پس لڑائی مکر کا نام ہے۔ یہ تحقیق مینے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ عنقریب اس آخر زمانہ میں ایک قوم نوجوان بے وقوفوں کی پیدا ہوگی خیر الوری صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کریں گے اور قرآن پڑھیں گے مگر قرآن انکے طلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ دین سو وہ ایسے بے باکین گے جیسے کہ تیرکان سو باگت ہے تم جہان کہیں کہ انکو پاؤ قتل کر ڈالو انکے ماریوالے کو قیامت کو روز خدا کے پاس سراج بلیگا *

(۷) عن انس بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال سيكون في امتي اختلاف وفرقة قوم يحسنون القتل ويسئون الفعل يقرئون القرآن لا يجاوز تراقيهم يموتون من الدين كما يموت السهم من الرمية هم شر الخلق طوبى لمن قتلهم يدعون الى كتاب الله وليسوا منه في شيء من قتلهم كان اولى بائس منهم (اخرجه ابوداود) انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ یہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عنقریب میری امت میں اختلاف اور جدائی واقع ہوگی ایک قوم قتل کو اچھا سمجھے گی اور برا کرے گی اور قرآن پڑھے گی اور قرآن اسکے طلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے ایسی بے باک گے جس طرح سے کہ تیرکان سو باگت ہے اس قوم کے لوگ بدترین مخلوق ہونگے۔ مبارک ہے وہ شخص جو انکو قتل کرے وہ خدا کی کتاب کی طرف بیکارنگو لیکن اس میں کوئی بات پر نہ ہونگے جو ان سے جنگ کرے گا وہ اس کے نزدیک اسے بہتر ہوگا *

(۸) عن طارق بن زياد قال خرجنا مع علي الى الخواجة فقتلهم تمام قال بالظواهر فان النبي صلى الله عليه وآله قال انه يخرج قوم يتكلمون بالحق لا يجاوز حناجرهم يخرجون من الحق كما يخرج السهم من الرمية سيما هم ان يهم وجلا يخرج اليد في يد شعرات ان كان هو فيهم فقد قتلتم شر الناس وان لم يكن هو فقد قتلتم خيرا الناس فبكينا قال اطلبوا فطلبنا فوجدنا الخدج فغزونا فبجوا وخرجوا فقتلنا ساجدا راجعا

الناس طارق بن یزید قتل ہوا جب ہم جناب امیر کے ساتھ غلامیوں کو قتل کرنا چکے اور وہ سب بڑے ڈالے گئے جناب امیر فرماتے تھے دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عنقریب ایک گروہ نکلا گا۔ پھر بولیں گے مگر سچ ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا وہ سچ سے ایسے باگینگر جیسے کہ تیرگیاں سوہاگتا ہے۔ انکا پتہ یہ ہے کہ ان میں ایک ناقص ہاتھ والا آدمی ہوگا اسکے ہاتھ پر بال ہونگے اگر وہ اس گروہ میں ہے تو تم نے بدترین خلائق کو قتل کیا ہے اور اگر نہیں ہو تو تم نے بدترین خلائق کو قتل کیا ہے ہم سب نے لکے جناب امیر نے فرمایا تم اسکی تلاش کرو۔ مجھے تلاش کی اور اسکو ڈھونڈ نکالا سمجھنے خدا کا سجدہ کیا اور جناب امیر بھی سجدہ میں گر گئے ۔

(۹) عن ابی سلیم البلیغی قال لعلی ابی انہ کان مع علی یوم النہر ان قال وکنت قبل ذلک اصادع رجلاً علی یدہ شیء نقلت ما شان یدک قال اکلها بعیر فلما کان یوم النہر ان و قتل علی الخواریج فخرج علی قتلہم حین لم یجئ ی لاندیہ فطاف حتی وجہ فی سافیہ فقال صد اللہ عز وجل وبلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال وفی منکیبہ ثلاث شعرات من حلة النبی ثواب ان قتلہم راخرجه الناس ابو سلیم البلیغی اپنے والد کو کہہ مروان کے روز جناب امیر کے ساتھ موجود تھا قتل کرتا ہے کہ میں مروان کے جنگ کے پہلے ایک شخص سے کشتی لڑا تھا اسکا ایک ہاتھ نہیں تھا میں نے اس سے پوچھا تیرے ہاتھ کو کیا ہوا ہے وہ کہنے لگا اونٹ نے چبا ڈالا ہے جب مروان کی لڑائی ہو چکی اور جناب امیر نے حروریکو قتل کر ڈالا جناب امیر انکے مقتولوں کو دیکھنے نکلے جبکہ ذی الشہداء انکو نہ ملا۔ اور اوپر ہر ہر نے ہوئے ایک زمین پست میں سو ڈھونڈ نکالا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا اور بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ابو سلیم کا والد کہتا ہے کہ اسکے کندہ پر چرچے کے پستان کا سرتا اور ہر نہیں بال گئے ہوئے تھے ۔

(۱۰) عن ذریعہ حبیش انہ سمع علیاً یقول انا قیاب عین القنہ لولا انا لما قتل اهل النہر ان لولا انی باخشی ان تارکوا العمل لاخبر تکرم بالذی قصی اللہ عز وجل علی لسان نبیکہ صلی اللہ علیہ وسلم فانہم مبعروا الصلاۃ ثم صاروا بالحد اللہ عز وجل علیہم الشہادۃ فخرج حبیش سے روایت ہو کہ اس نے جناب امیر کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ میں فتنہ کے چشمہ کا محافظ ہوں اگر میں نہ ہوتا تو نہروان رخ الے مار کر نہ جاتے اگر مجھ کو اسکا خوف نہ ہو کہ تم عمل سے ہاتھ کہیں چھوڑ گے تو میں تمکو البتہ اس بات سے مطلع کرتا جو خدا تعالیٰ نے تمہاری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر اسی شخص کے لیے کہ ان کی نمازوں کو دیکھ کر ان سے لڑا ہے اور اس بات کو جاننا ہے کہ حبیر ہم ہیں۔ جاری کیا ہے ۔

(۱۱) عن سلمۃ بن کھیل قال حدثنا زید بن وہب الجعفی انہ کان فی حبیش الدین کانوا مع علی الذی ساروا الی الخواریج فقال علی ایہا الناس انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یمخرج من

مقیم بقربن اللہ تعالیٰ فرما کر ان کو قتل نہ کرو اور صلواتیکم الیٰ صلواتیکم نبی و کلاسیا میکم الیٰ حبیبکم
 نبی و حبیبکم صلواتیکم لا یجوز صلواتیکم تراقیم یرقون من اللہ یرق السهم من الرمية لو
 یعلم البیتان الذین یحبونکم ما فعلی اللہ لہم علی لسان نبیکم علی اللہ علیہ السلام لا یحکمون العمل واپہ
 ذللا ان فوجم رجلا لعضدکس لعداء علی راس عندک حلیۃ للذی علیہ شعرات سین فتلہبنا
 الی معا ویتواہل الشام ویتکون ہذا لا یخلفونکم فی ذرا ریکروا موا لکم ہدایہ انی لا رجوان یکونون
 ہولاء القوم فانہم سفکوا اللہم الخرام واغاروا فی سرور الناس فسیروا علی اسم قال سلہ بن کعب
 فلما اتیوا علی الخوارج یومئذ عبد اللہ بن وہب الراسی فقال لہم القوا الرماح ولسوا سیوفکم
 من جنونہا فانی اخاذ انی نیا شد کما نیا شد کما یوم حور را فرجوا فوحشوا برما حہم ولسوا
 الذین وفجرہم الناس برما حہم فقتل بعضهم علی بعضی ونا اصاب من الناس یومئذ الا رجلا
 قال عوی بن مسعود الخدر فلم یجدہ فقام علی بنفسہ حق اتانا سا قتل بعضهم علی بعض قال عروہم فوجہ
 ما بلکہ رضی فکد علی ثمر قال صدق اللہ وبلغہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی استخلفنا ثلثا
 واللہ الذی لا الہ الاہو لسمعت ہذا الحدیث من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی استخلفنا ثلثا
 وهو یحلف لہ راخرجه المسلم والذی سئل بن کعب بن قیل اقل من کہ محبہ زید بن ابی جہنی بیان کرتے تھے
 خود اس لشکر میں موجود تھی جو جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ نواح سے لڑتے ہوئے نکلا تھا کہ جناب امیر فرماتے تھے
 لوگو میں نے جناب امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری ہمت میں ایک گزہ پیدا ہوگا وہ
 لوگ قرآن پڑھیں گے تہرا قرآن انکے قرآن کے سامنے اور تمہاری فمانا کی خانہ کے مقابل اور تمہاری روئے
 انکے معزین کے آگے کو حقیقت نہیں کہتے ہونگے وہ یہ سمجھیں گے کہ قرآن انکے لیے ہے مگر قرآن اپنے
 وابل ہوگا انکی نماز انکے گلے سے نیچے نہیں پڑے گی وہ دین سے ایسے بہاگین کہ جس طرح سے کتیرکان
 سے بہاگتے۔ اگر انکے آدمی یہ کہہ بان اٹھو انکے مارنے سے حاصل ہوگی کہ جبکا مذکور خدا تعالیٰ نے
 اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کیا ہے مسلم کر لین۔ تو عمل کو ترک نہیں کریں گے۔ اہل نشان یہ کہ
 ان میں ایک آدمی ہو کہ اسکا بازو تھک رہا ہو نہ میں سے اسکے کہہ ہی ہے ایک پستان حبیر گولت کا ٹکڑا
 ہے اسکا سپر سفید بال ہیں معلویہ اور اہل شام کی طرف جائیگا قصد کہتے ہو۔ اور ان لوگوں کو اپنے چہرے
 چوٹ سے جلاتے ہو کہ متاری فدیت اور مال کو خراب کرین خدا کی قسم ہے میں خیال کرتا ہوں یہ وہی
 قوم ہے کیونکہ ان لوگوں نے ناحق خون کیے ہیں اور یہاں لوگوں کا مل لگا ہے۔ پس تم خدا کا نام لیکر
 روانہ ہو چلو مسل بن کعب کہتے ہیں کہ جب جناب امیر خوارج کے سامنے جائزے ان دنوں عبد اللہ

بہار میں ہسپتال کی حاجیوں کا سردار تھا وہ خارجیوں کو کہنے لگا نیز من کو پینک دوا دے تو مارین کو پینک جنگ کر
 بن کرتا ہوں کہ ٹکڑے نہ دیں جیسے کہ حور کے دن تھیں دیتے تھے انہوں نے لوٹ کر نیزے پینک دے اور
 مارین کو پینچ لیں اس طرف لوٹ کر لوگ اپنے تیزوں سے ان کے ساتھ جنگ کرنے لگے اور انکو قتل کر کے ایک
 دوسرے پر ڈال دیا اور کٹر سے دوا دیو کے سوا کوئی نہ مارا گیا جناب امیر فرماتے تھے مخرج کو تلاش کرو لوگوں
 کی تلاش کی مگر وہ دستیاب نہ ہوا جناب امیر خود بدولت انکو قتلوں کے سر پہ گئے اور فرمایا انکو کھینچو اسکو
 میں پر دیا ہوا پایا جناب امیر نے دیکھ کر تکیہ کا فقرہ بلند کیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ کہا ہے اور اس کے رسول
 نے سچ جو نچایا ہے۔ عبیدہ اسلمانی نے انکو عرض کیا یا اسیر المؤمنین تم ہے اس شخص کی کہ جس کا کوئی خریک نہیں
 مینے احمدیث کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جناب امیر نے تین دفعہ اسے قسم دیکر پوچھا وہ حلقا بیان کر
 رہے +

(۱۲) عن زید بن وہب الجعفی قال خطبنا علی بقیع الدیر جان فقال انہ قد فکری خارجہ یخرج من قبل
 المشرق وفيه حذو الثدیہ فقال لهم فقال الحورریۃ بعضهم لبصلی لا تعلمتم تکلمهم فخرج کما رآکم يوم
 حروا فتبع بعضهم بضا بالرباح فقال رجل من اصحاب علی اقطعوا العوالی والعوالی الیما ح قداروا
 واستداروا وقتل من اصحاب علی اثنی عشر رجلا او ثلثه عشر فقال علی لتمسوا المخرج وذلك فی یوم ثمان
 فقالوا لا نقدر علیہ فکری علی بن ابی طالب علیہ السلام علی الشہداء فانی د حد من الارض فقال التمسوا فی
 هؤلا فخرج فقال ما کذب ولا کذب فقال علماؤہ لا تتکلموا لولا انی اخاف ان تتکلموا لاخبرتکم
 بما فی صدورکم علی لسانہ یعنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولقد شهدنا اناس من الیمن فقالوا کیف یا امیر المؤمنین
 قال کان هو اہم بخیۃ (اخرج بالناس) زید بن وہب الجعفی ہر روایت ہو کہ جناب امیر نے حور جان کے بلے
 ہم سے خطبہ میں فرمایا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ خارجی مشرق کی طرف سے نکلیں گے اور ان میں فوالثدیہ
 ہوگا۔ پس جناب امیر نے ان سے کہا کہ حور یہ ایک دوسرے کہنے لگے تو نہیں جانتا کہ ان سے باتیں کر رہا ہوں
 پس ٹکڑے پیر دینگے جیسے کہ حور کے دوز پیر دیا تھا۔ ان میں سے بعض تیزوں کے ساتھ لڑنے لگے جناب امیر کی
 فوج میں سے ایک شخص نے کہا نیز و نکو کاٹ ڈالو پس گمیل باندھا انہوں نے انکو خارج گمیل میں آگئے جناب امیر کے قتل
 میں سو بارہ یا تیرہ آدمی شہید ہوئے جناب امیر نے فرمایا مخرج کو تلاش کرو وہ باہر کا دن تھا لوگوں نے عرض کیا
 ہم سے نہیں سکتا۔ جناب امیر خود بدولت انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سفید چھڑ شہا پر سوار ہو کر بہت زمین کی
 طرف گئے اور فرمایا ان قتلوں کو تلاش کرو لوگوں نے اسے ڈھونڈ نکالا جناب امیر فرماتے تھے کلمہ کرو اور غر
 مت کرو۔ اگر مجھے تمہارے خوف نہ ہوتا تو میں تمکو وہ بات بتا دیتا جو خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی

اس روایت کی زبان پہ جباری کی ہے بن کے لہجہ بان پر حاضر تھے وہ کہنے لگے یا امیر المؤمنین یہ کیا بات ہے فرمایا
اسکی سخت ضرورت تھی ۔

(۱۳) عن ذی الجبہ عن علی قال لما کان یوم النہر ان لقی الخواجر فلم یدر حواجتہ فغیر وابلہ بالراح
فقتلوا جمیعاً قال فطلبوا الذیہ فطلبوا فلم یجدہ فقال علی ما کنیت ولا کنبت اطلبوا فوجدوا فودعوا
الارض حلین من القتل فاذا رجل علی لہ مثل سبلات السنون فکبر علی والناس اعجبہم واخرجه
النفاق) نہ دین و سپہ جناب امیر سے راوی ہر کہ جب نہروان کا روز آیا اور خوارج کا سامنا ہوا وہ نہ ٹلے نہ
تک کہ انہوں نے تیزوں سے جنگ کی پس سب مار گئے جناب امیر نے فرمایا ذوالثدیہ کو ڈھونڈو۔ لوگوں نے ڈھونڈا
پروہ ملا جناب امیر نے فرمایا والہ سینے جوٹ نہیں کہا اور نہ مجھ سے جوٹ کہا گیا ہے تم اسے ڈھونڈو۔ پس لوگوں
نے ایک گڑبے میں اسکو پایا اس پر ہتکے لاشیں پڑی ہوئی تھیں وہ ایک آدمی تھا کہ اس کے ہاتھ پیشانی بلی کی ہو چوڑ
کے بال تھے۔ پس جناب امیر نے تکبیر کا غرہ بلند کیا اور لوگ متعجب رہ گئے ۔

(۱۴) عن مسروق قال دخلت علی ثومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فقالت لی من قتل الخواجر قلت قتله
علی فسکت فقلت لہا یا ام المؤمنین انی انشدک باللہ و بحق نبیہ انکنت سمعت من رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فیما فلیخبرنیہ قال فقالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ہم شر الخلق والخلق
واخرجه ابو بکر بن مردویہ) وفی روایۃ قالت لی یا مسروق هل عندک علم من الخدج قال قل نعم قتله
علی فی نحر یمینہ قال لا سفلہ تا مروا علاہ النہر فان قتلت قتلت اللہ عمرو بن العاص فانہ کتب الی انہ
قتله علی بن ابی مرہ۔ مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہر کہ ایک روز میں جناب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی
خدمت میں گیا مجھ کے استفسار فرماتے تھیں خادجین کو کس نے قتل کیا ہے سینے عرض کیا جناب امیر علیہ السلام نے
ام المؤمنین غاموش ہو گئیں سینے عرض کیا یا ام المؤمنین میں آپ کو خدا ادا سکے نبی کی قسم دیکر پوچھتا ہوں
کی اگر آپ حضرت سے کوئی حدیث انکی نسبت سنی ہو تو مجھ سے بیان فرمائیں فرماتے تھیں سینے جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ بدترین ظالم ہیں انکو شکوہ قرین ظالم قتل کر بیگا۔ وہ سری جوش
میں کہ جناب ام المؤمنین نے فرمایا اسے مسروق تجھے عذر کا کچھ علم ہے سینے عرض کیا بان جناب امیر نے اسکو ایک
نہ کہ قریب جسکر تشبیہ طون کو تا سوا دینی ساحل کو نہروان کہتے ہیں مارا ہے فرماتے تھیں یا عمرو بن العاص کو
قتل کر کے کہیں مجھ لکھا تھا کہ سینے ہر کہ نیل صحر کے کنارو پایا ہے ۔

جناب امیر بن عباس رضی اللہ عنہ کا خوارج سے مناظرہ۔

عن عبد الله بن عباس قال لما خرجت الحور رتي واخترت لواقى دارو كانوا ستة آلاف فقلت لعلي يا امير المؤمنين
اثر بالصلاة على اكله هؤلاء القوم قال بلى يا اخي فقلت فلا فليست وتوجلت فدخلت عليهم في
الدار فصف للنهارهم يا كلتي فقالوا مرحبا لك يا بن عباس فما طيبك قلت احببت من عند الله
رسول الله صلى الله عليه واله المجرب والمهاجرين والانصار ومن عند بن عم رسول الله صلى الله عليه واله وصورة
الذي اتى فيهم القرآن وهو اعلم بنا وبيله منكم فليس فيكم رجل منهم لا يبلغكم ما يقولون والبلغهم
ما تقولون فانتحالي نفر منهم فقلت ها قول ما تقولون على اصحاب محمد صلى الله عليه واله وابن عمه قالوا
ثلاث قلت ما هن قالوا اما احدهن فانا نحكم الرجال في امر الله تعالى عز وجل - وقال الله تعالى ان الحكم
الا لله فاما الرجال والحكم هذه صفة قالوا وما الاية فانه قاتل ولم يسيء لم نعلم فانا كانوا كفارا فقتل سبيلهم وان
كانوا مؤمنين فما حل سبيلهم ولا قتالهم قلت هذا اثنتان فما الثالثة فقالوا واما الثالثة فانه محي
نفسه من امير المؤمنين فان لم يكن امير المؤمنين فهو امير الكافرين قلت هل عندكم شيء خير من هذا قالوا
حسبنا هذا فقلت لهم ارايت ان قرأت عليكم من كتاب الله عز وجل وستنبه الله عليه ما يرد قلوبكم
اوجهوا قالوا نعم قلت اما قولكم حكم الرجال في امر الله تعالى فاني اقر عليكم كتاب الله عز وجل انه قد
صير الله حكمة الى الرجال ثم ربيهم فامر الله عز وجل ان يحكموا في الرجال قال الله تعالى يا ايها الذين
امنوا لا تقتلوا الصيد ولا تهم حرم ومنه قوله انكم متعدون فجزاء مثل ما قتل من النعم يحكم به ذوا عدل
منكم الاية فكان من حكم الله تعالى ان صير الرجال يحكمون في لو شاء يحكم فيه فجاز في حكم الرجال
انشدكم بالله احكم الرجال في اصلاح ذات البين وحقن دماءهم افضل ام في ارب قالوا بل هذا
افضل وفي المرأة وزوجها وانفقت شقاق بينهما فابعثوا حكما من اهلها وحكما من اهلها ان
يريد اصلاحا يوفق الله بينهما الاية فنشدتكم بالله احكم الرجال في اصلاح ذات بينهم وحقن دماءهم
افضل من حكمهم في بضع امرأة - اخرجت من هذا قالوا نعم قلت واما قولكم قاتل ولم يسيء لم نعلم
افتشبهت امكها انشئت رضى الله تعالى عنها يستحلون منها ما يستحلون من غيرها وهي امك فان
قلتم اننا نستحل منها ما نستحل من غيرها فقد كفرتم وان قلتم ليست بامنا فقد كفرتم لان الله تعالى
يقول النبي اولي بالمؤمنين من انفسهم وازواجهم ما تم فاتهم بين الضاللتين فاقوا منها بخرج -
اخرجت من هذا قالوا نعم واما قولكم محي نفسه من امير المؤمنين فانا اتاكم من رضون به ففعل
النبي صلى الله عليه واله يوم الحديبية صالحا للمشركين فقال لعلي اكتب يا علي هذا ما صلح عليه محمد
رسول الله صلى الله عليه واله فلما كتب قالوا لو تعلم انك رسول الله لا طعن لك فاكتب محمد بن عبد الله

بنایا جاوے۔ اگر خدا چاہتا تو خدا اس میں حکم لگادیتا پس جائز ہوا لوگوں کو اس میں نصف شیر ذمین مکہ خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ دو فرق کی صلہ اور خون زیزی کے بند کرنے کے لیے لوگوں کو نصف شیر ذمین بہتر ہے یا ایک خرکوش کے لیے۔ وہ کہنے لگے دو فرق کی صلہ کے لیے فضل ہے و غیرت اسکے خاوند کو دینا خدا کا حکم ہے کہ اگر تم ان دونوں کی ناحتی سے ڈرتے ہو تو بیجا ایک معتبر مرد کے لوگوں میں امد ایک معتبر عورت کے لوگوں میں سے افضل کر دو ان میں سے دو نو کے درمیان میں۔ میں مکہ قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ لوگوں کا اصلاح ذات البین میں اور خون زیزی کے انسداد کے لیے نصف مقرر کرنا بہتر ہے یا عورت کے جماع کے لیے۔ آیا حکم مقرر کرنا اس آیت سے نکلتا ہے یا نہیں۔ وہ کہنے لگے ہاں نکلتا ہے پھر میں نے کہا اب تم جو یہ اعتراض کرتے ہو کہ جناب امیر نے جنگ کیا اور امیر نہیں بنایا۔ آیا تم اپنی ماں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وہی امر کرنا چاہتے ہو جو ان کے غیر سے کر سکتے ہو۔ وہ تو تمہاری ماں ہے اگر تم یہ کہو کہ ہم اس سے جائز سمجھتے ہیں اس امر کو جو ان کے غیر سے جائز سمجھتے ہیں۔ پس تم کافر نجباؤ کو اور اگر تم یہ کہو کہ وہ تمہاری ماں نہیں پھر یہی تم کافر نجباؤ گے کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نبی تمام مومنوں سے بہتر ہے اور اس کی بی بیان تمہاری ماں ہیں۔ پس تم دو گراہیوں میں ہوا اپنے نکلنے کا رستہ نکالو آیا اب اس پر بتانا اس سے نکلتا ہے یا نہیں وہ بولنے نکلتا ہے اب تم جو یہ کہتے ہو کہ جناب امیر نے اپنے تئیں امیر المومنین ہونے سے ہٹا دیا ہے پس شہادت میں میں ایسے شخص کو پیش کرتا ہوں کہ جس سے تم راضی ہو جاؤ گے۔ ہم اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے روز مشرکوں کو صلح کی جناب امیر سے حضرت نے ارشاد فرمایا یا علی کلمہ یہ وہ امر ہے جس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم صلح کرتے ہیں جب جناب امیر نے یہ تحریر کیا۔ مشرک کہنے لگے اگر ہم جانتے کہ آپ خدا کے رسول ہیں تو ہم آپ کی اطاعت کرتے۔ آپ محمد بن عبد اللہ مکہ میں بسچا اب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے فرمایا یا علی اس کو شادی۔ اور اسی پر رد کار تو جانتا ہے کہ میں تیرا رسول ہوں۔ یا علی شادی اور کلمہ یہ وہ امر ہے کہ جس پر محمد بن عبد اللہ صلح کرتے ہیں خدا کی قسم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علی سے فضل تھو اور حضرت نے اپنے نفس کو چھو کیا تھا لیکن اس شانے سے وہ ہرگز نبوت کے نہیں مٹے تھے۔ آیا یہ امر اس سے ثابت ہو گیا یا نہیں۔ وہ کہنے لگے ثابت ہو گیا۔ دو ہزار آدمی اس گروہ سے رجوع کر گئے اور باقی سب اپنی گمراہی پر مارے گئے و ماجرین اور انصار نے ان کو قتل کیا۔

احديث کی مؤید حدیث

عن علقمة بن اعناق قال قلت لعلی ابی جہل بنیہ بن ابی اکلہ الا کبأ حکما قال انی کنت کاتباً

ہم خبر میں تھے ہوئے ہی مدد حضرت نے جناب امیر کو مٹی میں انا ہوا پا کر یا ابتر ایک خطاب کے مخاطب فرما کر اور ارشاد کیا میں تمہیں دو بدترین ظلمات سے خبردار کروں نہایت عرض کیا یا رسول اللہ ارشاد ہو۔ فرمایا ایک تو احقر خود کی قوم کا ہے جس نے ضلالت میں میرے واسطے اسلام کی آوٹنی کے پاؤں کاٹے تھے اور ایک دوسرے کہ باعلی تیرے اسپرینے سر کے ایک طرف ضرب لگائیگا اور اسکے حلق بہہ بیٹھتا ہی ریش مبارک نہ ہوجائیگی۔

(۲) عن النبی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان هذا النبی ت حقی یلا غیظا ولن یوت الا مقتولا قالہ لعلی راخرجه بن عساکر) النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جناب سالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کے لیے ارشاد فرمایا کہ یہ گزند نہیں ہوگا جب تک کہ غصہ سر بہ زمین جا بیگا اور یہ نہیں ہوگا مگر مقتول۔

(۳) عن ابی الاسود عن علی قال اتانی عبد اللہ بن سلام ولقد ادخلت بچلے فی الغرقہ فقال لی ابن ابی قتیبۃ العرق فقال ما انت ان جنتک لیسبک بقاذیاب السیف قال علی وایما اللہ لقد سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوما ان هذا النبی ت حقی یلا غیظا ولن یوت الا مقتولا فقال ابوالاسود فما رأیت کالیوم قط محطوب یجربہ لاقن نفسه راخرجه البزار و ابو نعیم فی المعرفۃ) ابوالاسود والد علی روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر فرماتے تھے جب میں نے عراق کا سفر اختیار کیا اور کباب بن باقر کو کہہ دیا کہ میں سلام رضی اللہ عنہا کو مجھے کہنے لگے آپ کو کمان کا قصد کیا ہے میں نے کہا عراق کا وہ کہنے لگے آپ عراق میں اسی لیے جا رہے ہیں کہ آپ کو ہار تمہاری دہرا کر ختم لگے۔ جناب امیر نے ارشاد کیا اور میں نے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے پہلے ایک فقرہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کہ یہ گزند نہیں ہوگا جب تک کہ غصہ سر بہ زمین جا بیگا اور یہ نہیں ہوگا مگر مقتول۔

(۴) عن ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا قالت رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یلا غیظا و قبلہ وهو یقول بابی الوحید المنفید راخرجه ابو یعلی و ابن حجر فی المصواع) جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جناب امیر کو قتل میں لیے ہوئے جو جگہ میں جا رہے تھے میں میں لپ پڑا ہوا تھا کہ ہو۔ اکیلا شہید ہو گیا ہے۔

(۵) عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا ان الامة من بعدک وانت تعیش علی ملتی وتقتل علی سنتی من احبک لجنی من ابضک لجنی وان هذا یخصب عن هذا یعنی لمحیۃ و اسد راخرجه البزار

والحاکم و الخطیب جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تجھ کو میری امت سے تم سے عذر کر لگی اور تم میری امت پر زندہ ہو گے اور میری سنت پر مارا جائیگا جس نے تم سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے تم سے بغض کیا اس نے مجھ سے بغض کیا اور یاس سے سرخ ہوگی یعنی وارثی سر کے خون سے۔

(۶) عروابی رافضی رضی اللہ عنہما از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعل انت تقتل علی بن ابی طالب (خرجہ المقتدی فی کثر العما)
ابو رافع رضی اللہ عنہ سوسا رہے کہ تحقیق جناب رسالتا بصلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے ارشاد کیا کہ تم میری
سنت پر اس کو مارتے ہو۔

(۷) عن انس بن مالک قال مررت علی فدخلت علیہ عند ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما فجلست عندهما
فجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فنظر فی وجهی فقال ابو بکر وعمر قد تخوفنا علیہ یا رسول اللہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم
لا بأس علیہ ولا یجوز ان لا یموت حتی یلا غیظا ولا یموت الا مقتولا (خرجہ بن السمان والذہبی)
والحاکم ابن عساکر) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب امیر ہمارے ہوئے میں ان کے پاس
گیا ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہم ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے میں ان کے پاس بیٹھ گیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سلم تشریف لائے اور جناب امیر کے چہرہ کی طرف دیکھنے لگے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کہنے لگے یا رسول اللہ ہمیں
ان کی حالت سے خوف پیدا ہو گیا ہے حضرت نے فرمایا: کوئی خوف نہیں یہ ہر وقت نہیں مرینگے اور حجت تک غصہ
سے نہیں جائیں گے نہیں مرینگے اور نہیں مرینگے مگر مقتول۔

(۸) عن فضالة الانصاری قال خرجت مع ابی الی بنی بصری حادین لعل یمکان مرضیابھا فقال لہ ابی ما یسکنک
فی هذا المنزل ولو ملکک بہ لم یدفک الا اعراب جھینۃ فاحتمل الی المدینۃ فان اصابک عدو اللہ ولیہ
اصحابک وصلوا علیک وکان ابو فضالۃ من اهل بصری فقال لہ علی بن ابی طالب لست بمیت من وجی هذا ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لانی لا اموت حتی اضرب فی غیب ہذا یعنی لچلتی من ہذا یعنی ہا متی قضا
مقضیا وعمل معہم اقول ابو فضالۃ معہ صفین (خرجہ بن الطحاکی والذہبی والحارث وابو نعیم
فی اللکاتل ورجال الثقات) فضالہ انصاری سے منقول ہے کہ میں نے والد صاحب ابو فضالہ انصاری رضی اللہ عنہ کے
ساتھ بیچ میں جناب امیر علیہ السلام کی عیادت کر کے لیا وہ دین پر ہمارے ہوئے میرے باپ نے لے کر آپ کے
بیان میں لے ہوئے ہیں اگر آپ بیان فوت ہو گئے ہیں تو بگلی بدن کے بغیر آپ کو کوئی دفن نہیں کریگا۔ میں آپ
کو مدینہ میں لے جاتا ہوں اگر آپ وہاں انتقال فرما جائیں گے تو آپ کے دست آپ چھین کر لینگے اور آپ
پر چھینا جائے گا اور ابو فضالہ اصحاب بدین سے تھے جناب امیر نے ان کو کما میں اس کے ساتھ نہیں روٹھا
تحقیق جناب رسالتا بصلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ میں نہیں مروں گا جب تک کہ مارا نہ جائے
اور یہ میری دائی ہر سر کے خون سے رنگین نہ ہو جائے۔ بقضا جاری ہو چکی ہے اور عہدہ بندہ چکا ہے پیر
ابو فضالہ جناب امیر کے ساتھ صفین میں شہادت پا گئے۔

(۹) عن ابن عباس قال قال علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم انک انت قلت لی ہم احدین اخوف منی الشہادۃ

استشهد من استشهدا في الشهادة من ورائك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم فكيف صبرتم اذ خففت هذه من
ذلك بدم واحد هو بيد الرحمة ورأسه فقال علي بن رسول الله اما ان ثبت لي ما اثبت فليس لك من مواعظ البصير
لكن من مواعظ البشرى والكرامة راحيه ابن الاثير فيها كامل التواريخ) ابن عباس رضي الله عنهما رويت كثر
بين كعب بن ياسين في تضرع صلوات الله عليه وسلم عرض کیا کہ آپ نے احد کے روز میری شہادت کو تاخیر میں ڈال کر فرمایا
منا کہ تیرے لیے شہادت بہر ہوگی اور شہید ہونی والا شہید ہو گیا جناب سو لیا اصل علیہ السلام نے فرمایا جبکہ تیری
اسکے خلاف روز نگین ہو جائیگی تو تو کیونکر صبر کریگا اور اپنے اپنے دست مبارک سوانکی وار ہی اور سر کربلا
نثار دیکھا جانا یا میرے عمر میں کیا جبکہ ثابت ہو نیوالی بات میرے لیے ثابت ہو چکی ہے پس صبر کا مقام نہیں
بلکہ خوشی اور زندگی کا مقام ہے ۔

(۱۰) عن جابر بن عبد الله رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انك مومن مستخلف واناك مقتول
وهذا مختص بتي عن هذه يعني لحية من رأسه (اخرجها الطبراني في الكبير والدايلي) جابر بن عمرو رضى الله عنه
روايت هو کہ جناب سالماہ صلو اللہ علیہ وسلم نے جناب ابی میر سے فرمایا کہ تحقیق تو مومن ہے پیچھے رہنے والا اور
تحقیق تو مقتول ہوگا۔ اور تیری یا ست رنگین ہوگی یعنی وارث ہی سرگ خون ہوگا۔

جناب امیر کے قاتل کا اشقی آخرین ہونا

(۱) عن صہیب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلي من اشقى الاولين يا علي قال الذي عقر ناقة صالح فقال صدقت فمن اشقى الآخرين قال الله ورسوله اعلم قال اشقى الآخرين الذي يضربك على هذه وأشار الى بافوخه راخرج بالطين في وادويعلى والملا في سبته (وزاد وكان يقول وددت انه قد انبعث انتفا كما ففخصب هذه من هذه يعني كحيتة من دم رأسه راخرج ابن حجر في الصواعق وقا رجال الثقات) صہیب رضی اللہ عنہ سور وایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر سرخو لوگوں پر لوگوں میں زیادہ بوجہ تھا جناب امیر نے عرض کیا جس نے کہ صالح علیہ السلام کی اوٹنی کے پاؤں کاٹے تھے حضرت نے فرمایا تو سچ کہتا ہے پھر ارشاد کیا پچھلے لوگوں میں کون تھا بخت ہے عرض کیا امہ اور امہ کا رسول مجھ سے بہتر تھا والا ہے۔ فرمایا وہ شخص کہ تیری چاند پر ضرب لگائیگا اور ایک راوی نے یہ زیادہ روایت کیا ہے کہ جناب امیر فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں تمہارا بد بخت اٹھے اور اسکو اس سے رنگین کرے یعنی انکی ریش ملبہ کو سرافندس کھن سے ۔

(۳) عن علی قال قال رسول الله ﷺ يا حلی بن رمی من اشفی الاولین قلت الله ورسو اعلم قال حاتم

المنافقة ثم قال من اشقى الاخرين قلت الله ورسوله اعلم قال تلك راخو بن احمد جناب امير عليہ السلام منقولاً ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا اعلیٰ تو جانتا ہے کہ پہلے لوگوں میں کون زیادہ بد بخت تھا میں نے عرض کیا امیر اللہ کا رسول بہتر جانتا ہے فرمایا جس شخص کے اوٹنی کے پاؤں کاٹے تھے، پھر ارشاد کیا پہلے لوگوں میں کون زیادہ بد بخت ہے میں نے عرض کیا امیر اللہ کا رسول بہتر جانتا ہے۔ فرمایا تیرا قاتل *

(۳) عن ابی الاسود الدیلمی انہما علیا قال فقلت له قد تخوفنا علیک یا امیر المؤمنین فی سکوک ہذا فقال لا وکنی واسمہ ما تخوفت علی نفسی لانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انک ستخرب خیرکم ہہنا و اشار الی راسہ فیسبل ذنہا حق تعالیٰ یکتب لک حباً انشاھا کما کان عاقراً المناقۃ اشقاھا رقتہ الخوازمی) ابو الاسود الاثلی ترجمہ امیر علیہ سے روایت ہے کہ وہ جناب امیر کی عیادت کے لیے گئے اور عرض کرنے لگے یا امیر المؤمنین ہم آپ کی اس بیماری سے ڈرتے ہیں آپ نے فرمایا میں اپنی جان پر اس سو نہیں ڈرتا کیونکہ میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ بچہ بیان پر بیٹھے سر پر ایک چوٹ لگائی جائیگی اور اسکے خون کے جاری ہونے سے تیری دائرہ ہی زمین ہو جائیگی اس چوٹ کا لگانا یوں والا اس امت کا بد بخت ہوگا جس دن سے کہ اوٹنی کے پاؤں کاٹنے والا اگلی امت کا بد بخت تھا *

(۴) عمار بن ابی رقیل عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا احدکم باشقی الناس جلین احبیرتہما الذی عقر المناقۃ والذی یضربک یا اعلیٰ ہذا حق تعالیٰ یکتب لک حباً انشاھا کما کان عاقراً المناقۃ اشقاھا رقتہ الخوازمی) عمار بن ابی رقیل عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دو بخت بد بختوں کی خبر دوں ایک احبیرتہما اوٹنی کے پاؤں کاٹے تھے اور ایک وہ شخص کہ یا اعلیٰ تیرے اس مقام پر بیٹھے سر پر ضرب لگائیگا یہاں تک کہ اس سے یہ تر ہو جائیگی *

جناب امیر کا اپنی شہادت سے خبر دینا

(۱) عن زاذان قال کنت بین الناس ذی یوم عند علی فقالوا حد ثنا عن ذی القرنین قال رجل سئوہ اللہ الی قوم فاشترکوا برہم وابتدعوا فی دینہم واحادثوا علی انفسہم فہم الذین یجتہدون فی الباطل و یحسبون انہم علی الحق و یجتہدون فی الضلالۃ و یحسبون انہم علی صری فخریو اعلیٰ قرنہ الامین فمات ثم احیاه اللہ فخریو اعلیٰ قرنہ الامیر فمات ثم رفع صوته قال وما اهل النہر وان منہم بیعید لما خرجنا بن منیر) زاذان سے منقول ہے کہ ایک روز میں جناب امیر کی خدمت میں لوگوں کے ساتھ بیٹھا تھا۔ لوگوں نے جناب امیر سے عرض کیا آپ ہمیں ذوالقرنین کی خبر سناؤ میں جناب امیر نے فرمایا وہ ایک آدمی

تو حاجے خدا نے ایسی قوم کی طرف بھیجا تھا کہ وہ اپنے رب کے ساتھ شریک کرتے تھے اور اپنے دین میں بدعتیں بناتے تھے اور اپنی جانوں کے لیے نئی باتیں پیدا کرتے تھے۔ وہ ان میں سے تھے کہ باطل میں کوشش کریں اور سمجھیں کہ ہم حق پر ہیں اور اگر ایسی کوشش کریں اور سمجھیں کہ ہم ہدایت پر ہیں۔ پس ان لوگوں نے اس کے سر کے وہی طرف ضرب لگائی اور وہ مر گیا۔ پھر خدا نے اسے زندہ کیا پھر انوں نے اس کے سر کے بائیں طرف ضرب لگائی پس وہ مر گیا۔ پھر جناب امیر نے بلند آواز سے فرمایا: اہل نحر وان ان لو دن سے دور نہیں ہیں *

(۲) عن عبدیہ قال قال علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ انی سئمتهم وسمعتهم فاذبح منہم وارحم منی (راخر حبابین بعد) عبیدہ سے روایت ہے کہ جناب امیر فرماتے تھے اس اہل بیت کے بدعت کو کس چیز نے روک رکھا ہے کہ وہ اگر مجھے قتل کرے۔ اور میرے پروردگار مجھے ان سے ملال پیدا ہو گیا ہے اور یہ لوگ بھی مجھ سے ملال میں ہیں۔ پس مجھے ان سے راحت ہو چکی اور مجھ سے انکو راحت ہو۔ *

(۳) عن عبد اللہ بن سبغ قال سمعت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یقول ما ینتظر اشقاھا والذی اقلق الحجة وورد النسمۃ عهد الی ابی القاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لخصیۃ من ہذا من ہذا و اشار الی حیثہ وراسہ فقالوا اخبرنا یا امیر المؤمنین من ہو لنبیرفہ قال انشد کہ بابہ ان یقتل غیر قاتل (راخر حباب بن سعد الحب بن یوسف یان والحاملی وزاد احمد قالوا انکنت قد انت انک مقتول فابستخلف اذا قال لا وکن او کلکم الی بن وکلکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) عبیدہ بن جراح سے روایت ہے کہ میں نے جناب امیر کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس اہل بیت کا بدعت کیا انتظار کر رہا ہے قسم ہمارے ذات کی کہ حسینؑ وانی کو پہاڑا ہے اور آدمی کو ظاہر کیا ہے مجھ سے ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد کیا ہے کہ اگر کسی خون سے رنگین ہوگی اور جناب امیر نے اپنی دائرہ اور سر کی طرف اشارہ کیا لوگوں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین آپ ہم سے بیان فرمائیں کہ وہ کون ہے تاکہ ہم اس کو ہلاک کر ڈالیں۔ فرمایا میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ میرے قاتل کے بغیر کسی کو نہ مارنا۔ امام احمد بن حنبل سے اس حدیث میں: لفاظ زیادہ روایت کیے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا جیکہ آپ یہ جانتے ہیں کہ آپ شہید ہوئے ہیں تو آپ اپنے بعد کے لیے خلیفہ کیوں نہیں مقرر فرماتے فرماتے تھے نہیں میں تمہیں ایسے سپرد کرتا ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے سپرد کر دیا ہے *

(۴) قبل سئل علی وهو علی منہما لکوفۃ عن قولہما من المؤمنین رجال صدقوا ما عہدوا باللہ من انہم من قضاہم ومنہم من ینتظر فقال اللہم عفو ہذا الایۃ نزلت فی وفی عی حمزہ وفی ابن عباس عیہما ن الحارث بن عبد المطلب فانه قضی بحجۃ یوم بدر اما عی حمزہ فانه قضی بحجۃ یوم احد واما انا فانتہ

اشتقاقاً یخضب هذا من هذا وأشار الى الحية ورأسه عهد محمد بن الحنفی ابو القاسم رسول الله صلى الله عليه
 راخرجه ابو بكر بن مردويه وسبط بن الجوزي في تذكره خاص الامه وابن حجر في الصواعق جناب امير
 دفعه كوفه كمنبر بر بيشه موعى تھے لوگوں کے اس آیت کا شان نزول پوچھا جس کا ترجمہ یہ ہے مومنوں سے جس
 ایسے مومنین کے سپرد کیا یا انہوں نے اس بات کو جس پر اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا۔ پس اکیان میں سے وہ کہ اپنا وقت
 پورا کر چکا اور اکیان میں سے وہ ہے کا انتظار میں ہے جناب امیر فرمانے لگے اسے سیر کر بخفیہ یہ آیت تیرے اور میرے
 چچا حمزہ اور میرے چچا زاد بہائی عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ عبیدہ بن حارث بن
 کے روز اپنا وقت پورا کر گئے۔ اور میرے چچا حمزہ احد کے روز اپنا وقت پورا کر چکے اب میں اس امت کو بد بخت
 کی انتظار میں ہوں کہ اسکو اس سے رنگین کرے اور اپنی وارثی اور سر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا میرے پیارے
 ابو القاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اسکی نسبت بختہ عہد کیا ہے +

(۵) عن زید بن وہب قال قدم علی علی بن اہل البصرة من الخوارج فیہم رجل یقال له الجعد بن
 نجة قال اتق الله یا علی فانک میت قال علی بل مقتول تضرب علی هذا وتضرب هذا یعنی لحيته من
 رأسه عهد معروف وقضاء مفضی قد خاب من افتري راخرجه احمد في المناقب زید بن وہب سے روایت
 ہے کہ بصرہ کو خارجین میں سے ایک گروہ کے پاس جناب امیر تشریف لے گئے ان میں جعد بن نجا ایک شخص تھا
 جناب امیر سے کہنے لگا یا علی خدا سے خوف کر کیونکہ تو مر گیا ہے۔ جناب امیر نے ارشاد کیا ملک مارا جانے والا
 ہوں مجھے بیان پر ضرب لگائی جائیگی اور یہ رنگین ہو جائیگی اپنی وارثی اور سر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ عہد
 بندہ چکا ہے اور قضا جاری ہو چکی ہے اور نا اسید ہو اگھوٹ بولنے والا +

(۶) عن ابی الطفیل از علی اجمع الناس للبیعة فجاء عبد الرحمن بن ملجم المرادی فرداً مرتین ثم قال
 علی ما یحبس اشتقاقاً فواءه لیخضب من هذا وادعی الحیة ورأسه ثم مثل به اشد حیا زیک للقتل
 لان المات انتک + ولا تجز من القتل + اذا حل بوا دیک + راخرجه بن سعد وابو نعیم فی الحلیة
 وابن الاثیر فی الكامل ابو طفیل نقل کرتے ہیں کہ جناب امیر نے بیعت کر لیے لوگوں کو مجھے اور عبد الرحمن
 بن ملجم مرادی ہی بیعت کے لیے جناب امیر کی خدمت میں آیا آپ نے دو دفعہ اسکو لوٹا دیا یہ فرمایا اس پر اس کے
 بد بختی کیا چیزوں کے ہوئے ہے اور اپنی وارثی اور سر کی طرف اشارہ کیا + فرمایا کہ اسکو اس سے رنگین
 کرے پھر اس پر ایک مثل کسی سے اپنی چھاتی کو موت کے لیے تان۔ کیونکہ موت تیرے لیے آئی والی ہے قتل ہونے
 سے تو مت چلا۔ جیکوہ تیرے سامنے آجائے۔

(۷) عن عبیدہ قال کان علی اذا رای عبد الرحمن بن ملجم المرادی قال ۛ اری حیوتہ ویری قتلہ +

۱۸) عن عثمان بن المغيرة قال لما دخل شهر رمضان جعل على تعشي ليلة عند الحسن وليلة عند الحسين وليلة عند عبد الله بن جعفر لا يزيد على ثلاث لقم وقول ياقى امرأه وأحبنا خميس وانما هي ليلة اوليتان راجح ابن الاثير في تاريخه عثمان بن عثيرة كعبه بين كعبه رضان آيا حبابا سيرا كيا واما حسن كوا بس امروى رات امام حسين كوا بس اور قميسى رات عبد الله بن جعفر طيار كى پاس افطار كرنى كى اور مين لقمون سوزا يوه منين تناول كرتى تبه اور فرماتے تبه كى خدا كا حكم آنىوالا ہے مين چاہتا ہوں كى ميرى سيٹ دلا ہو اورا كيك دورات كا معاملہ ہے +

(٩) عن الحسن بن كثر عن ابيه قال خرج على صلاة الفجر فاستقبله الاوزاعي في وجهه قال فجلنا
نظرهم عنه فقال دعوهن فانهم نواحرهم فخرج فاصيب راخوه احمد في المناقب

وقال بن الاثیر هذا يدل على انه علم الستة والشهر الليلة التي قتل فيها ركن كل التواريخ حسن بز
كثير اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حبیب جناب امیر علیہ السلام صبح کی نماز کو گھر سے باہر تشریف لیجانے لگے
یطین انکے سامنے ہو کر چلانے لگے مین ہم انکو مٹانے لگے جناب امیر نے ارشاد کیا انکو چوڑ دو یہ زور کر رہی
ہیں۔ یہ فرما کر تشریف لے گئے اور شہید ہو گئے ۔

ابن اثیر جزیری رحمۃ اللہ علیہ کا مل التواریخ میں لکھتے ہیں کہ یہ امر اس پر حال ہے کہ جناب امیر اپنی شہادت کے برس اور مہینے اور اس ات سے کہ جس میں وہ شہید ہوئے واقف تھے ۔

(۱۰) عن ابی عبد الرحمن السلی قال قال حسین بن علی علیہ السلام فی منامی فقلت یا رسول اللہ ما لقیتم من امتک من اللداد والداد قال اذ علیہم قلت اللہم ابدلنی بم من هو خیر منهم وابدلهم بی من هو شر منی فخرج فضربہ الرجل راخرجه بن الاثیر فی کامل التواریح و اخبر ابو عمر ہذا الحدیث عن حسن البصری (ابو عبد الرحمن السلی سے منقول ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام جو یہ بیان فرماتے تھے کہ جناب پامیر علیہ السلام نے مجھے بیان کیا کہ آج رات خواب میں مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ہی پہنچنے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی ہمت کو مجھ کیا کیا حضوشتین اور جنگڑے میں اپنے میں حضرت نے ارشاد کیا تم انہر دعا کرو سینے کہا اب اسے سیکر پروردگار انگریزوں میں مجھوان سے بہتر لوگوں کی صحبت عطا کرو اور سیکر بے میں اسکو کسی بدترین کی صحبت میں رکھو۔ پس آپ تشریف لیکئے اعدائے آدمی نے

جناب امیر کی شہادت کا بیان

لکھنؤ اخبار
۱۲۸۵ھ

قال ابن سعد انتدب ثلثه نفر من الخوارج عبد الرحمن بن ملجم المرادي والبرك بن عبد الله التميمي وعمر بن بكير التميمي فاجتمعوا بمكة وتعاهدوا وتفاقدوا البقتل لهُولاء الثلاثة جعل معاوية وعمر بن العاص قتل
ابن ملجم انا انكم يعلى قال البرك انا انكم بمعوية وقال عمر بن بكير انا انكم بعمر بن العاص وتعاهدوا على ان
تلك يكون في ليلة واحدة ليلة حادي عشر اوليلة سابع عشر رمضان ثم توجه كل واحد منهم الى المصر
الذي فيه صاحبه فقدم ابن ملجم الكوفة فلقى اصحابه من الخوارج فكان لهم ما يريدون ليلة الجمعة
سابع عشر سنة اربعين فاستيقظ على سحر ا فقال لابنه الحسن رايت الليلة رسول الله صلى الله عليه وسلم
فقلت يا رسول الله ما لقيت من امتك من اللذاد واللذ فقال ادع الله عليهم فقلت اللهم ابدلني
بهم خيلا منهم وابدلهم في شرالهم - ودخل ابن النبايح الموفن على ذلك فقال الصلوة فخرج علي بن النبايح
ايها الناس الصلوة الصلوة فاعترضه بن ملجم فضربه بالسيف فاصاب جبهته الرقبة ووصل الى دماغه
فشد اليه الناس من كل جانب فامسك واوثق واقام على الجمعة والسبت وقوفي ليلة الاحد نقلت من تاريخ
الخلفاء للسيوطي ابن سعد طبقات من كتبه من كخارج مدين من عبد الرحمن بن ملجم المرادي اور برک بن عبد الله
التميمي اور عمر و ابن بكير التميمي تین آدمی خراج سے بچے ہوئے مکہ معظمہ میں جا آئے تھے اور باہم عہد
کیا کہ علی اور معاویہ اور عمر بن العاص تین شخصوں کو قتل کرنا چاہیے ابن ملجم کہنے لگا میں جناب علی کو شہید کرنے
کا ذمہ لیتا ہوں بکنے کے کام میں معاویہ کے مارنیکا ذمہ لیتا ہوں اور عمرو بن بکیر نے عمرو بن عاص کے ہلاک کرنے کا
ذمہ لیا اور تینوں نے یہ عہد کیا کہ یا سہرا یک ہی شب میں واقم ہو رمضان کی گلیا ہوں یا ستر ہوں کوہران
میں سہرا یک اس شہر کی طرف جس میں کہ ہکا مد نظر قیام پذیر تھا روانہ ہوا پس ابن ملجم کو مکہ میں پہنچا اور خاجو
میں اپنے دوستوں سے ملا پس وہ اپنی ہم کارادہ کرنے لگے - رمضان کی ستر ہوں مسئلہ چالیس کو جناب امیر
صہر کو بیدار ہوئے اور اپنے فرزند ارجمند حسن علیہ السلام سے فرمانے لگے میں نے آج رات خواب میں جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا میں نے حضرت سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی ہمت کبھی کیا یا حضرتین اور جنگی
پیش آئے ہیں حضرت نے ارشاد کیا کہ انکو جن میں دعا کرو میں دعا کی بار آتا انکے بدنوں میں مجھ لیتے خبر لگ
کی صحبت عطا کر اور میرے بدبے انکو کسی بدی صحت کرا تے میں ابن النبايح خوزن نے اگر الصلوة لصلوة کی
اقاز بلند کی جناب امیر ورو ذمہ سے باہر نکلتے اور ایسا الناس الصلوة الصلوة بکار نہ لگے ابن ملجم نے بیکر آپ کی

پیشانی سے اوپر سر کے ایک طرف تلوار ماری کہ دبانہ میں بیٹھ گئی پس ہر طرف سے لوگ وڈڑپے اور سکو پڑ گیا اور بانہ لیا جناب اب میری حجت اور ہفتہ کے دن تک نہ رہے اور اتوار کے روز رحلت فرما گئے +

(۲) قال الزہری بن بکار کان من بقی من الخوارج تعاقدوا علی قتل علی ومعاویہ وعمرو بن العاص فخرج لذلك ثلاثة فكان ابن ملجم هو الذي التزم لهم قتل علی فدخل الكوفة لذلك واشترى سيفاً لذلك بالثمن درهم وسقاء السم وكان في جلال ذلك يأتي علياً يسأله ويستصم له فحمله الى ان وقعت عينه على قطام امرأة راتقة جميلة كانت ترى راي الخوارج وكان علی قد قتل اباها واخوتها بالنهر ان فخطبها ابن ملجم فقالت له لا اتزوج الا علی مولا اريد سواہ فقال وما هو قالت ثلاثة آلاف دينار وقل علی قال ابن ملجم والله لقد قصرت لقتل علی وما اقامني هذا المصير غير ذاك فقالت ان قتلتہ و نجوت فهو الذي ردت فتبلغ شفاء نفسي ويهنيك العيش معي وان قتلت فاعند الله خير من الدنيا فقال لها لك ما اشترطت فقالت له سالتك من ليشد ظهرك فبعثت الى ابن عم لها فاجابها ولقي بن ملجم بنصيب ابن بجيرة الا شجى فقال يا شبيب هل لك في شرف الدنيا والاخرة قال وما هو قال تساعدني علی قتل علی قال تكلتك امك لقد جئت شيئاً اذاً - كيف تقدر علی ذلك قال انه رجل لا حرس له ولا يخرج الى المسجد الا منفرد ادون من يجرسه فتكمن لفي المسجد فاذا خرج الى الصلوة قتلناه فان نجونا نجونا فاذا قتلنا سعدنا بالذكر في الدنيا والاخرة فقال ويا ابا علياً ذوسابقة في الاسلام مع النبي صلى الله عليه وسلم فانشرح نفسي بقتله قال ويا ابا علياً انك انما تقاتل في دين الله عز وجل وقاتل اخواننا الصالحين فقتله بغيض من قتل ولا تشكن في دينك فلجابه واقتبله حتى دخل على قطام في معتكفة في المسجد الا عظم في قبة ضربت لنفسها فدعت لهم واخذوا سيوفهم وجلسوا قبالة السدة التي يخرج منها علی فخرج منها علی الى الصلوة الصبح فبدا الشبيب فضربه فاحطاه فضربه بن ملجم لعنة الله عليه على رأسه وقال الحكم لله لا لك ولا لاصحابك فقال علی لا يفوتكم الكلب فتد الناس عليه من كل جانب فاخذوه وهرب شبيب خائفاً من الباب فلما اخذ قال علی حسبو فان مت فاقبلوه ولا تقاتلوا وان لم امت فالامر لي في العفو والقصاص راخوجه ابو عبيد (وابن حميد البرقي الاستيعاب) زهير بن بكاء سے منقول ہے کہ خارجیوں نے جو لوگ کہ جنگ نہروان میں قتل ہوئے یہی ہم گئے تھے انہوں نے جناب امیر اور معاویہ اور عمرو بن العاص کے قتل کرنے پر مجاہد کیا اس امر کی انجام دہی کے لیے قین آدمی نکلتے ان میں سے عبد الرحمن بن ملجم مرادی وہ مارا شخص تھا جس نے کہ جناب امیر کے قتل کر نیکا ان سے وعدہ کیا تھا پس وہ کوفہ میں اس عرصہ کے لیے آجائے اور ہر درہم کما پاک تلوار ہمل لی اور سکو زہر کا بچھا دیا۔ اس میں بن جناب امیر کی خدمت

میں آجاتا رہا کہ جناب امیر اسے کوئی کام سپرد کریں اپنے اسے ایک خدمت سپرد کی ناگہ اسکی نگاہ قطار پر پڑی جتنا
 حسبتھی۔ اور غرضیوں کی رائی کو دیکھ رہی تھی جناب امیر نے نہروان کی لڑائی میں اس کے باپ کو اور بایوں کو قتل
 کیا ہوا تھا۔ ابن مجہم نے اس سے اپنے نکاح کی درخواست کی اس نے جواب دیا کہ میں ایسے مہر کے سوا کہ بچہ اس کے اور کو نہیں
 چاہتی۔ نکاح نہیں کر سکتی۔ ابن مجہم نے مہر کی شرح پوچھی قطار نے کہا تین ہزار دینار اور جناب امیر کا قتل ہے ابن
 مجہم نے کہا بخدا تو نے ایسی چیز کو طلب کیا ہے کہ جس کے لیے میں اس شخص سے مرین آیا ہوں وہ کہنے لگے اگر تو نے
 جناب امیر کو قتل کیا اور تو نجات پاگیا۔ پس یہی بات تجھے حاصل ہو جائیگی جو کہ تو چاہتا ہے۔ اور میری طرف سے
 ہی تجھے ہر مہر میں رعایت حاصل ہوگی۔ اور تجھ کو جو ہے ایک گوارہ پیش حاصل ہوگا اور اگر تو قتل ہوگا۔ تو پس جو
 کچھ اس کے پاس ہے وہ دنیا سے بہتر ہے ابن مجہم کہنے لگا تجھے چاہیے کہ تو اپنی شرط کو پورا کرے۔ قطار نے کہا
 میں تجھے ایسے شخص کو ملائی ہوں جو اس کام میں تیری مدد کرے گا۔ پس اس نے اپنے چار دہائی کو بلا بھیجا وہ اس کے
 پاس آیا اس کے بعد ابن مجہم شیب بن بکر الاسجسی سے ملا اور کہنے لگا امیر شیب کیا تجھے دنیا و آخرت کی شرف
 حاصل کرنے میں کچھ رعبت ہو شیب کہنے لگا وہ کیا ہے۔ ابن مجہم نے کہا وہ جناب امیر کا قتل کرنا ہے شیب نے
 کہا تیری مان کے بچے مرین۔ تو نے ایک عجیب بات کہی ہو۔ ہم کیونکر ان پر قابو پا سکتے ہیں۔ ابن مجہم کہنے لگا جتنا
 امیر کا کوئی نگہبان نہیں اور مسجد میں وہ تنہا جاتے ہیں کوئی ان کے ساتھ محافظ نہیں رہتا۔ ہم کین میں بیٹھو
 رہیں جب وہ صبح کو نماز کے لیے نکلیں تو ہم انکو شہید کر ڈالیں۔ پھر اگر ہم بچے بچائے اور اگر مارے گئے
 تو ہم دنیا و آخرت میں ذکر خیر جو ہمیں ملے شیب نے کہا اسے تو میرے جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
 صاحب بقت ہیں ان کے قتل کرنے سے بہلا سیرا دل کیونکر خوش ہو سکتا ہے۔ ابن مجہم کہنے لگا۔ تجھ پر سخت فہور
 ہے انہوں نے خدا کے دین میں لوگوں کو سبقت مقرر کیا ہے اور ہر دیندار بایوں کو قتل کیا ہے۔ ہم انکو
 ان قتل شدہ لوگوں کی عداوت سے قتل کرینگے تو اپنے دین میں کسی طرح سے شک اور شبہ اپنے دل میں نہ لائیں
 نے اسکی بات کو مان لیا۔ اور دونوں ملکر قطار کے پاس گئے اس نے مسجد اعظم میں اپنے تمکانات کے لیے ایک
 خیمہ کھڑا کیا ہوا تھا اور وہ اس میں بیٹھ گئے۔ اس نے اندرون کو اپنے پاس بلا لیا۔ وہ اپنی تلواروں کو
 لیکر اس روضہ کے پاس بیٹھ گئے۔ جہاں سے جناب امیر مسجد میں آیا کرتے تھے۔ پس جناب امیر صبح کی نماز کے
 لیے گھر سے باہر تشریف لائے۔ شیب نے بڑبکرتلوار ماری اسکا دار خالی گیا۔ ابن مجہم نے کہ خدا کی ہشکار اس
 پر ہے جناب امیر کے سراقہ میں تلوار لگائی اور کہنے لگا باعلی حکم خائن خدا کے لیے ہے نہ آپکا ہے نہ آپ کے
 دوستوں کا۔ جناب امیر نے لوگوں سے کہا دیکھو یہ کتنا تم سے کہیں بہاگ نہ جائے لوگ ہر طرف سے اس پر تلے
 اور اسکو گرفتار کر لیا۔ شیب روضہ کے باہر سے بہاگ گیا جب ابن مجہم گرفتار ہو گیا جناب امیر نے فرمایا اسکو

فید کو اگر میں مر گیا تو تم نے اس کو قتل کر دینا اور مثلہ نہ کرنا۔ اور اگر زندہ رہا تو بخش دینا اور قصاص لینا میری اختیار میں ہوگا۔

(۱۳) عن اللیث بن سعد ابن ملح بن خریز علیاً فی صلوة الصبح بیعت کان سمعہ یبسم ومات من یومہ دفن بالکوفة تلیلاً (راخرجہ البغوی) واحتلوا اهل خربة الصلوة وقبل الدخول فیها وهل استخلفه من اهل الصلوة او هو اتمها والا کثر علی انه استخلف جده بن هبیرة فمضى بهم تلك الصلوة (راخرجہ محب المطبری فی المناہج) لیث بن سعد سے منقول ہے کہ ابن بلجم نے جناب امیر کو صبح کی نماز میں زہر کی بجی تلوار ماری تھی اور یہی روز جناب امیر انتقال فرما گئے تھے۔

اور لوگوں کا اس میں اختلاف ہے کہ ابن بلجم نے آپ کو صبح کی نماز میں تلوار ماری تھی یا کہ نماز سے پہلے اور آیا جناب امیر نے نماز کے تمام کمرے کے لیے کسی کو اپنا خلیفہ کیا تھا یا کہ خود نماز کو پورا کیا تھا۔ اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ جناب امیر نے جبرہ بن ہبیرہ کو نماز کے لیے اپنا خلیفہ کیا تھا اور اس نے اس نماز کو پورا کیا تھا (۱۴) عن ہارون بن یحیی قال ان علیاً لما ضربہ ابن ملح بن خریز قال قوت بربنا لکعبہ (راخرجہ بن الاثیر فی کامل التواریخ) ہارون بن یحیی کہتے ہیں کہ حبیب بن بلجم ملعون نے جناب امیر علیہ السلام کو چوٹ لگائی تو جناب امیر نے چلاکے فرمایا رب کعبہ کی قسم ہے میں ہر شکار ہو گیا۔

جناب امیر کی اپنے قاتل کو ہمدردی

(۱۵) عن صفیم بن الفضل قال لما قتل بن ملح بن خریز علیاً قال للحسن والحسین عزمت علیکم لما حبستم الرجل فانتم فاقتلوه ولا تمثلو به فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول وایاکم امثلة ولو بالکلب العقور (راخرجہ الفضائل) صفیم بن فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کو ابن بلجم نے زخمی کیا آپ جنسین علیہما السلام سے وصیت فرمائی تھی میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جب کہ تم نے اس آدمی کو قتل کر لیا ہے اگر میں برطائن تو اس کو قتل کرنا اور مثلہ نہ کرنا کہو کہ میں نے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اگر تم مثلہ کرنے سو اگرچہ شکستہ کن ہی ہو۔

(۱۶) عن الحسن بن کثیر عن ابيه کان قد ادرك علیاً قال خرج علی الى الفج فاقبل الا ودمع فی وجهه فطرح دونه فقال معوهن فانهم نوابر فغریہ ابن ملح بن خریز قتل لہ یا امیر المؤمنین قل یبئنا وبنی ثی مراد فلا یقیم بهم تلغیہ ولا داعیہ ابدا قال لا وکن احبوا الرجل فاذا

انامت فاقتلوه فاذا اعش فالحجوج قصاص (اخرجہ احمد فی المناقب) حسین بن کثیر اپنے والد سے کہ اس نے جناب امیر کو دیکھا تھا روایت کرتا ہے کہ جناب امیر صبر گہر سے برآمد ہوئے بطین انکے سامنے ہو کر فریاد کرنے لگیں لوگ انکو ہٹانے لگے جناب امیر نے فرمایا انکو چوڑ دو یہ فوج کر رہی ہیں پس ابن عجم نے آپکو ضرب لگائی سینے عرض کیا یا امیر المؤمنین آپ بہار اور نبی مراد کے درمیان جنگ کی اجازت دیدین تاکہ ان میں اونٹ اور بکری باقی نہ چوڑا جائے فرمایا نہیں لیکن تم اس آدمی کو قید رکھو جب میں ہرجاؤں اسکو قتل کروں یا اور اگر میں زندہ رہوں تو صرف زخم کا بدلہ لیا جائیگا +

(۳) عن حسین بن کثیر قال قال علی النفس بالنفس ازہلکت فاقتلوه وان یقتل رأیت فیدائی یا بنی عبدالمطلب لا الفیکم بخوضون دماء المسلمین تقولون قد قتل امیر المؤمنین الا لا تقتلوا لا قاتلی انظر یا حسن ان انا مت من ضربتی هذا فاضربہ ضربۃ فلا تمثلن بالرجل فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ ایاکم المثلۃ ولوبا لکلب العقور (اخرجہ عبدالمطبری فی الریاض النضرۃ) حسین بن کثیر ناقل ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ جان کا بدلہ مانگے، اگر میں ہرجاؤں تو اسکو مار ڈالنا۔ اور اگر میں زندہ رہا تو اسکی نسبت میں اپنی رائے کو دیکھو لگا۔ امی بنی عبدالمطلب تمکو میں مسلمانوں کے خون کے پیچھے نہیں ڈالتا کہ تم یہ کہو امیر المؤمنین مار دی گئے ہیں۔ خبردار بخیر میرے قاتل کے اور کسی کو نہ مارنا۔ اے حسن نگاہ رکھو کہ اگر میں اس ضرب کے جو مجھے لگا ہے ہرجاؤں۔ تو تو نے ہی میرے قاتل کو ایک ہی ضرب لگانا۔ اور ٹکڑے ٹکڑے نہ کرنا یہ تحقیق سینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مثلہ کرنے سے بچو اگرچہ کھمکنا کتا ہی ہو +

(۴) عن الزبیر بن بکار قال قال علی حبسوا فان انا مت فاقتلوه ولا تمثلوا بہ فان انا مت فاما علی فی العفو والقصاص (اخرجہ ابو عمر) زبیر بکار کہتے ہیں کہ جناب امیر نے اپنے قاتل ملعون کی نسبت فرمایا اگر میں ہرجاؤں تو تم نے اسے ہی مار ڈالنا اور ٹکڑے ٹکڑے نہ کرنا اور اگر میں زندہ رہا تو مجھے اس کے بخشنے اور بدلہ لینے میں اختیار ہوگا +

(۵) عن التھری قال لما ضرب علی تلک الضرۃ قال ما فعل شاربی الطعم طعمی استقوا من شرابی فان عشت فانا اولی بحق وان مت فاضربوا ولا تزدوا علیہ (اخرجہ الخوارزمی) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ہستاد زہری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ جب جناب امیر کو وہ ضرب لگا فرمائے لگے میرا قاتل میرا کسانا اُسے کھلاؤ۔ اور میرا پانی اُسے پلاؤ اگر میں زندہ رہا تو میں اپنے حق کا زیادہ حصہ ہوں اور اگر میں مر گیا پس اسکو ایک ضرب لگانا اور سپر کسی قسم کی زیادتی نہ کرنا +

جناب امیر علیہ السلام کی وصیت

(۱) عن الزهري قال اوصى الحسن يا حسن لا تغال في كفى فاني سمعت رسول الله ﷺ يقول لا تغال في الكفن وامشوا بين المشيين فان كان خيرا عجلتموه وان كان شرا القيتوه عن اکتافکم راجعہ الخوارزمی) زہری رحمۃ اللہ علیہ نقل میں کہ جناب امیر نے حضرت حسن علیہ السلام سے وصیت فرمائی کہ اے حسن میرے کفن کو غالب نہ لگانا۔ کیونکہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ کفن میں غالب نہ لگاؤ۔ اور دو دفنوں کے درمیان ہو کر چلنا دیکھنے نہ دہشت ہو تو اور نہ زیادہ بہتہ کیونکہ اگر کوئی امریکہ پیش آنے والا ہوگا تو تمہارے میرے لیے اسکی تعجیل کی ہوگی۔ اور اگر ربائی پیش آئی ہوگی تو تمہارے اپنے کفن کا بوجہ ہلکا کیا ہوگا *

(۲) عن الحسن قال لما حضرت ابوالوفات قبل موته فقال هذا ما اوصى به علي بن ابي طالب اخو محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ و سلم وصاحبہ اول وصیتہ اشہد ان لا اله الا الله وان محمدا عبدا ورسولا و خیرہ بعلہ وارتضاہ لخلقہ واز الله باعث من فی القبور وسائل الناس عن اعمالهم عالم بما فی الصدق ثم ان اوصیک يا حسن وکفی بک وصیایا اوصانی رسول الله ﷺ فاذا کان ذلک فالزم بیتک وابتک علی خطیتک ولا تکن الدنیا اکبر همک و اوصیک یا بنی بالصدق عند قتها والزکوة فی اهلها عند محلها والصمت عند التشبه والاقتضا والعدل فی الرضاء والغضب بحسن الجوار واکرام الضیف ورحمة المجهول واصحاب البلاد وصلة الرحم وحلب المساکین ومجاہد المستهم والتواضع فانه من افضل العبادۃ وذكر الموت وزهد فی الدنیا فانک مرہن الموت وغرض بلاد وطریق سقم و اوصیک بحشیۃ الله تعا فی سرائرک وعلانیاتک وانهاک عن مخالفة الشرع بالقول والفعل واذ اعرض لک شی من امر الاخرة فابدأ به فاعرض لک امر من الدنیا فتأنته حتى تصیب شدک فیہ وایاک ووطن التهمة والمجلس المظنن به السوء فان قرین السوء یغیر جلیسہ وکن مع یا بنی عاملا وعن المجنی زجورا وبالمرء من المنکر ناهیا و اخ الاخوان فی الله واحبا للعالم بالصلاحد ودار الفاسق عن دینک وابتغہ لقلبک وذاکله باعمالک لتلاکون مثله وایاک والجلوس فی الطرقة وریغ المماراة ومجاہدۃ من لا حق له واقتصد یا بنی فی معیشتک واقصد فی عبادتک وعلیک فیہا بالمرالدائم الذی نطقہ والزم الصمت وبہ وتسلم وقد م لنفسک تقم وتعلم الخیر تعلم وکن ذا کرا لله تعا علی کل حال و احکم من اهلک الصغیر وقر الکبیر ولا تاكل طعاما حتى تصدق منه

قبل اكله وعليك بالصوم فانه زكوة البدن وخطة لاهله وجاهد نفسك واحذر جليتك واجتنب وكد
 عليك بحاسن الذكر واكثر من الدعاء فاني لعلك يا بنی نعماء و هذا افراق بينو وبينك و اوصيك باخيه محمد
 حنبلير فانه ابن ابيك وقد علم حقه له و اما اخوك الحسين فهو شقيقك وابن ابيك و الله الخليفة
 عليك و اياه اسال ان يجعلكم و ان يفتح الطغاة البغاة عنكم و اصل الصبر حتى تفقه الله هذا الامر و لا حول
 ولا قوة الا بالله (نور الابصار) جناب امام حسن عليه السلام سے روایت ہے کہ جب پیر والا صاحب علیہ السلام کی وفات کا
 وقت قریب آ گیا آپ وصیت فرماتے گئے کہ یہ وہ بات ہو کہ جسکی نسبت علی بن ابی طالب جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا
 اور انکا ابن عم اور انکا صاحب وصیت کرتا ہے سب سے پہلے میری وصیت یہ ہو کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ
 کوئی معبود سوا خدا کے نہیں اور محمد اس کے رسول اور برگزیدہ ہیں اس نے اپنے علم سے انکو رسالت کو ایسے امتیاز
 کیا اور اپنی خلق کی ہدایت کے لیے انکو پسند کیا۔ اور جو لوگ کہ قبروں میں ہیں انکو اللہ تعالیٰ زندہ کرے گا اور آدنیو
 سے انکو اعمال کی پرسش فرمائے گا۔ اور جو کچھ کہ لوگوں کے دلوں میں ہے اسکو وہ جانتا ہے۔ بعد اسکے جائے حسن
 میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں اور میری وصیت ادا کرنے کے لیے کافی ہے۔ یہ وہ چیز ہے کہ اسکے ساتھ رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو وصیت کی ہے۔ پس جبکہ ایسا ہو تو تو اپنے گھر میں رہا کر اور اپنے گناہوں پر روکا کر
 اور دنیا کے حاصل کو فہم میں اپنی ہمت کو مصروف کر۔ اور اسے میرے فرزند میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں کہ نماز کو اسکو
 وقت پر ادا کیا کر۔ اور جبے کو دینے کا محل ہو تو اسکے مستحق کو دیا کر اور جب کوئی امر مشتبہ ہو تو اس میں سکت
 رہا کر۔ اور خوشنودی اور غصہ میں میانہ روی اور عدالت اختیار کر اور اپنے ہمسایہ کو ساتھ نیکی کر۔ اور ممان کن
 مکریم کر۔ اور جو لوگ کہ عاجز ہوں اور مصیبت میں مبتلا ہوں انپر رحم کر اور صلہ رحمی بجالا اور مسکینوں سے محبت کر
 اور انکے پاس بیٹھا کر اور ان سے تواضع کیا کر اسلئے کہ یہ فضل عبادت ہے اور موت کو یاد کر۔ اور دنیا میں نہ ہلا
 کا اسلئے کہ موت سے چوٹ نہیں سکتا۔ اور دنیا بلا کے نازل ہونیکا مقام ہے اور بیاریوں میں مبتلا ہے
 اور نیز میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں اپنے ظاہر اور باطن میں اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اور ہر قول و فعل میں شریع
 شریف کی مخالفت سوئع کرتا ہوں اور جب کوئی چیز اسو آخرت میں سے تجھ کو پیش آئے تو اس میں جلدی کر اور
 حب کوئی اسو دنیا میں سے تجھ کو پیش آئے تو اس میں تامل کر یہاں تک کہ اپنے بیبودی کو اس میں تحقیق کرے
 اور ایسے مقامات میں کہ ہمیں ہمت کا شبہ ہو اور ایسی صحبتوں میں کہ جن میں رہائی کا گمان ہو نہ جایا کر اسو سہلو
 کہ جو شخص کہ خود با ہے وہ اپنی ہم صحبت کو بگاڑ دیتا ہے اے میرے فرزند تو اپنے عمل کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص
 اور خالص کر اور گناہ بگاڑ کہ تنہا اور اچھی بات کا حکم کر اور بری باتوں سے منع کیا کر اور بائیسوں سے خدا کی
 راہ میں دوستی کر اور صالح شخص سے کسب اسکی نیکی کے دوست رکھ اور فاسق سے بدایا کر اور دل میں سکھ

براسمہ اور اپنے اعمال میں اس سے علیحدہ رہنا کہ ایسا نہ ہو کہ تو بھی مثل اسکی ہو جائے اور بازاروں میں نہ بیٹھا کر اور بے وقوفوں سے محبت نہ کیا کر دانی ہمسائیگی اختیار کر اور اپنی معاش میں اور عبادت میں میانہ روی اختیار کر اور عیادت مسنونہ میں سوا کسی چیز کو اختیار کر کہ جسکے ادا کرنے کی تجھے طاقت ہو اور ہمیشہ سکون قائم رکھ سکے۔ اور سکوت کو اپنی اور پلازم کرے کہ اسکے سبب تو برا بیون سے بچ سکتا ہے اور نیکی کو اپنے نفس کے لیے مقدم کرنا کہ تجھے غنیمت حاصل ہو اور ہر حال میں خدا کو یاد کیا کر اور تیرے عزیز و اقارب میں جو شخص منیر الحسن ہو اس پر رحم کر اور جو کبیرا ہو اسکی زندگی کر اور حب تو کھانا کھانے لگے تو پہلے اس میں سو صدقہ دیدیا کر اور سچ کو روزہ رکھنا لازم ہے اسلیکے وہ بدن کی زکوٰۃ ہے اور روزہ دار کی سپر ہے اور اپنے نفس سے مجاہدہ کیا کر اور ہمیشہ میں سو ہشیار رہا کر اور اپنے دشمن سے پرہیز کیا کر۔ اور تو ہمیشہ ایسی مجلسوں میں بیٹھا کر کہ جس میں خدا کا ذکر ہوتا ہو اور اکثر دعا کیا کر۔ اسے فرزند مینے تجھے نصیحت کرنے میں کچھ کوتاہی نہیں کی ہے۔ اور اب میرے اور تیرے درمیان عداوت ہوتی ہے میں تیرے بہائی محمد حنفیہ کے باب میں تجھے نیکی کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ تیرے باب کا بیٹا ہے اور مجھے جو کچھ کہ اس سے محبت ہو تو اسکو جانتا ہے اور لیکن تیرا بہائی حسین پس تیرا ہم وطن بہائی ہو اور تیری ماں اور تیری باپ دونوں کا بیٹا ہے ادا اللہ تعالیٰ میرے بعد تمہارا گنہگار ہو اور میں اس سے سوال کرتا ہوں کہ تمہاری کاموں کی اصلاح کرے اور سرکشوں کے اور باغیوں کو شر کو تم سے دفع کرے اور تجھے صبر کرنا چاہیے۔

بیانشک کہ اس بات میں حکم کرے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ علیٰ اعظم

جناب امیر کے انتقال کا بیان

عن عمر بن ذی مرقلہ لما أصیب علی بالضرۃ دخلت علیہ وقد حبسہ أسہ قال قلت یا امیر المؤمنین ارنی خبرتک قال خلعت خلعت طبعی اثنی قال انی مفارقکم فبکت اہ کلثم من وراء الحجاب فقال لما استقی فلوقرب ما اری لما بکیت قال فقلت یا امیر المؤمنین ما ذاتی قال هذا الملائکة دفعه والنبیۃ وهذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقول یا علی الشرف ما نصیر الیہ خیر مما انت فیہ راخوجہ عن الانبیاء عمرو بن مہزیار روایت ہے کہ جب ان کے کو زخم لگا۔ میں انکی خدمت میں گیا وہ اپنے سر کو ہکا باندھے ہوئے تھے میں نے کہا یا امیر المؤمنین مجھے اپنا زخم دکھائیے انہوں نے ہکا کہولا اور مجھ پر زخم دکھایا میں نے کہا تو اس زخم پر اور کچھ بھی نہیں فرماتے تھے میں تم سے جدا ہوتا ہوں جناب ام کلثم پر دم کے اندر سو روئے تھیں جناب امیر نے فرمایا جب رہو جو کچھ کہ میں دیکھتا ہوں اگر تم ہی دیکھتے ہو تو ہرگز نہیں دیکھتے میں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین تم کیا دیکھتے ہیں کہنے لگے ہر شخص کے بغیر ادا نبی التشریف لای میں اور یہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے

قدم رنجہ فرمایا ہے اور کہہ رہے ہیں یا علی بشارت ہو جس حال میں کہ تو ایسا ہے اس کے عمدہ تیری حالت ہونیوالی
(۲) عن عبد الرحمن بن حذیفہ قال لما فرغ علی من وصیۃ قال اقر علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ثم لم
تکلم الا بلا الہ الا اللہ حتی قبضہ اللہ وغسلہ ابنہاہ وعبد اللہ بن جعفر وصلى عليه الحسن وکبر علیہ اربعاً
وکن فی ثلاثۃ اثواب لیس فیہا قبض من دفن فی السحر راخرجه بن الاثیر (عبد الرحمن بن حذیفہ کہتے ہیں
کہ جب جناب امیر وصیت فرما رہے ہوئے فرمایا میں تم کو سلام علیکم کہتا ہوں اور خدا کی رحمت اور اس کی برکت تم پر
ہو پھر اپنے بچہ لا الہ الا اللہ کے اور کوئی کلام نہ کیا یہاں تک کہ انتقال فرما گئے۔ ان کے دونوں بیٹوں اور عبد اللہ بن
جعفر نے ان کو غسل دیا اور حسن علیہ السلام نے ان کو جہانہ کی نماز پڑھی اور یزید بن کعبین اور تین کپڑوں میں کہ ان میں
مقیس نہیں تھا جو ہم کے قریب بخود دفن کیا۔

(۳) وقال النجاشی صلی علیہ وسلم علیہ اربع تکیات وقیل ستاً راخرجه محب الطبری فی الرایض (نجاشی
علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ جناب امیر ربہم حسن علیہ السلام نے جہانہ کی نماز پڑھی اور چار تکیہ بن کعبین بعض کہتے ہیں
نور تکیہ بن کعبین۔

(۴) روی ہارون بن سعید انہ کان عندہ مسکاً وھو۔ ان یخط بہ وقال فضل بن حنظل رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم راخرجه البغوی ہارون بن سعید روایت ہو کہ جناب امیر کے پاس تھوڑے مسکے تھے وصیت
فرمائی کہ اس سے میرے کفن کو مسٹر کیا جائے اور فرمایا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حنظل سے بچا ہوا ہے۔

وہ قدر لی آنا جو جناب امیر کی شہادت سے نمودار ہو

(۱) عن ابن شہاب الزہری قال قدمت دمشق وانا اریہ المراق فاتیہ عبد الملک بن مروان لا سلم علیہ
فوجدتہ فقیۃ فسلمت وجلست فقال یا بن شہاب اتعلم ما کان بیت المقدس صباہ قتل علی فقلت نعم
فلت واما الناس حتی اتیت خلف القبة وحول الی وجہ فقال ما کان فقلت لم یقع حجر من بیت المقدس
الا وجد تحتہم عبط فقال لا یعلم هذا احد غیری وغیرک فلا یسمو منہ۔ فاحذثت بہ احد الحقوق
راخرجه بن العثاک والنخوارزمی ابن شہاب زہری سے منقول ہو کہ میں دمشق میں گیا اور میرا عراق کی طرف
جائیکا ارادہ تھا۔ پس میں عبد الملک بن مروان کے پاس سلام کر نیو گیا وہ ایک خیمہ میں تھا میں نے سلام کیا اور
بیٹہ گیا عبد الملک مجھ سے کہنے لگا اے ابن شہاب تجھے معلوم ہے کہ جس روز جناب امیر علیہ السلام شہید ہوئے
تھے اس روز بیت المقدس میں کیا ہوا تھا میں نے کہا مجھے معلوم ہے عبد الملک کہنے لگا میرے پاس چلا آ۔
میں دو گرن کے پس پشت ہو کر خیمہ کی پشت کی طرف اسکے پاس گیا اور اس نے میرا طرف موندہ پیر کیا۔ اور کہنے لگا

کیا بات ہو بیٹھے کہا اس ذریت المقدس کی کوئی بہتر نہیں اٹھایا گیا تھا کہ اس کے نیچے تازہ خون نظر نہیں آتا تھا۔
عبدالملک کہنے لگا کہ سیر اور تیری سو اکوئی اس باز سے خبردار ہونا نہیں چاہیے اور تجھ سے کوئی اس بات کو نہ سنے
ابن شہاب کہتا ہے کہ عبدالملک کے سرخے تک مینو کا ذکر ہر کسی سے نہیں کیا

قتل الحافظ ابوبکر بن الحسین البیہقی قلت کذا روی فی ہاتین الروایتین دروئی باسناد صحیح عن النعمان
ان ذلک کان حین قتل الحسین واملہ وجہ عند قتلہما اجماعاً رتقہما الرندی فی درر السمطين (ملاحظہ)
ابوبکر بن حسین البیہقی کہتے ہیں کہ ان خطروا چون میں سے طرح کا بیان ہے اور زہری سے روایت ہے یہ عبدالملک
بہرون کے نیچے تازہ خون جما ہوا پایا تھا۔ اور اس روایت کی سند میں صحیح میں شاید کہ اسے دونوں صحابہ
کی شہادت کے وقت ایسا پایا ہو۔

(۲) عن ابی القاسم الحسن بن محمد المعروف بابن الوفا قل کنت فی مسجد الحرام فرایت الناس مجتمعین حول
مقام ابراہیم فقلت ما هذا قالوا راہب قد اسلم فہو یحدث بحدیث عجیب فاشرفت علیہ فاذا شیخ
کبیر علیہ جہتہ صوف فلنسوق صوف عظیم الجنة وهو قاعد عند مقام ابراہیم سمعته یقول کتھا قاعدا
فصومعق فی بعض الايام فاشرفت منها اشرافہ فاذا طائر کالسر الکبیر قد سقط علی صخرة علی
شا علی البحر فقاربا فری من فیہ ربع انسان ثم طار فغاب یسیرا ثم عاد فتقاربا ربعا اخر ثم طار وعلو
وتقاربا هكذا الى ان تقاربا اربعارباع الانسان ثم طار فذرت الارباع بعضها من بعض فالتامت مقام
منہا انسان کامل وانا اتعجب ما رایت فاذ بالطار قد انقض علی خلقہ سبعمائة ثم عاد فخطا اخر ثم طار وهكذا
الى ان اختطف جمیعہ فبقیت متفکرا الخسران لا کنت سألته من ہو ما قصته فلما کان فی الیوم الثالث
اذ بالطار قد قبل وفعل کفعلہ بالامس فلما التامت الارباع وصارت شخصا کاملا نزلت من صوفی
مبادرالیہ ودنوت منه وسألته من انت فنکت حق فقلت حق من خلقک من انت قال انا ابن بلجہ فقلت
وما فعلت قال قتلت علی بن ابیطالب فوکل فی هذا الطائر یقتل فی کل یوم قتلة۔ فهذا خیری فانقض
الطائر فاخذ ربعہ طار فسالته عن علی فقالوا ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسالته راخرجه
الخوادر (ملاحظہ) ابوالقاسم حسن بن محمد المعروف بابن الوفا سے منقول ہے کہ میں کہیں کہیں تھا۔ لوگوں کو دیکھا تھا
ابراہیم کے گرد مجتمع ہیں بیٹھے بچپایہ کیا بات ہے لوگوں نے کہا ایک رہب مسلمان ہو گیا ہے اور ایک شخص
بانہ بیان کرتا ہے۔ پس میں اس کے دیکھنے گیا دیکھا کہ ایک بڑا قوی خنجر آدمی ہے اور کھلی کا جبہ اور کھلی
کی ٹوپی پہنے ہوئے ہے اور وہ مقام ابراہیم کے پاس بیٹھا ہوا لوگوں سے باتیں کر رہا ہے اور سب لوگ
کان دیکھ رہے ہیں۔ اس نے بیان کیا کہ ایک دن میں اپنے صومعہ میں بیٹھا ہوا تھا ناگاہ سینے دیکھا

ایک طائر مثل بٹے چلے گیا کہ کنارے ایک بڑے پہر پر بیٹھ گیا اور بعد اسکے اس نے قے کی بائیں ہونڈ سے چوٹی
 آدمی کی نکل بعد اسکے اڑ گیا اور تھوڑی دیر غائب رہا بعد اسکے پہر آیا اور قے کی تو دو سزا چوٹیاں نکلا
 بعد اسکے اڑ گیا۔ اور پہر آگئے کی اور سطح چار ٹکڑے ایک آدمی کو اسکے ہونڈ سے نکلے بعد اسکے پہر اڑ گیا
 پس جبارون ٹکڑے آپس میں مل گئے اور ان سے پورا آدمی بن گیا مجھے اسکے دیکھنے سے نہایت تعجب ہوا تا کہ
 وہ طائر پہر آیا اور اس آدمی پر گرا اور چپٹا کر اسکا چوٹیاں اڑا لیا۔ سطح بعد اس آدمی کو اڑا اڑا لے
 گیا مجھے نہایت فکر ہوئی کہ کیا بات ادا فوس ہوا کہ میں نے اس آدمی سے اسکا حال دریافت نہ کیا۔ جب
 دوسرا دن ہوا وہ طائر پہر آیا اور گزرے ہوئے دن کی طرح سے کرمے لگا جب جبارون ٹکڑے مل گئے مگر وہ
 شخص بچ۔ آتش بن گیا میں اپنے صومعہ سے اڑ کر سطح و دوڑا اور اسکے نزدیک جا کر اس سے پوچھنے لگا تو کہن
 ہے وہ خاموش رہا۔ پہر سینے اے خدا کی قسم دیکر پوچھا کہ مجھ بتاؤ تو نہ ہے وہ خاموش ہو گیا۔ میں نے پہر کہا جو کو
 قسم ہے اہل جس نے تجھ کو پیدا کیا ہے مجھ سے بتاؤ تو نہ ہے وہ کہنے لگا میں ابن عجم ہوں میں نے اس سے پوچھا
 تیرا اس کا کیا ساتھ کیا قدر ہے۔ وہ بولا میں نے جناب علی علیہ السلام کو قتل کیا ہے اس لیے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے
 مجھ پر اس طائر کو مقرر کیا ہے کہ میرے ساتھ ہر ذریعہ قتل کرے جو توں دیکھا ہے بعد ازاں میں اپنے صومعہ
 باز نکلا پوچھا کہ علی بن ابی طالب کو ان میں معلوم ہوا کہ وہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی
 ہیں۔ پس میں سلام سے مشرف ہوا۔

جناب امیر علیہ السلام کی وفات پر جناب امام حسن علیہ السلام کا خطبہ

عزیز ابوبکر ؓ قال خطب الحمد لله على ما قتل على فقال يا اهل العراق لقد كان فيكم رجل باءد سرق قتل
 الليلة واصيد اليوم لم يبق الا اولون ولم يدرك الا اخرون كان النبي صلى الله عليه وآله اذا بعثه في سرية كان
 جبريل عن يمينه وميكائيل عن يساره فلا يرجع حتى يفتحه الله عليه (اخرجه بن جرير في المعجم واللد ولا ي) والطران في الكي
 عن هبيرة بن مريد بن ابی حمزة عن مروي بن حبيب بن باسیر علیہ السلام نہادت پانکے
 جناب امام حسن علیہ السلام نے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ اے اہل عراق کل تم میں ایک ایسا آدمی موجود تھا جو جہات
 کو قتل ہوا اور آج خدا کے پاس پہنچ گیا کہ جس سے پہلے لوگ سبقت نہیں لے گئے اور پچھلے اس تک نہیں
 پہنچ سکیں گے حبی بنی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو اپنی فرج کا سردار بنا کر بھیجا کرتے تھے تو جبریل انکے دہر
 طرف اور میکائیل انکے بائیں طرف ہوتے تھے۔ جب تک کہ خدا قائلے انکو فتم نہیں دیتا تھا وہ واپس
 نہیں ہوتے تھے

۲۰ عن الحسن انه لما قتل علي قام خطيباً فحمد الله واثنى عليه قال ما بعد الله لقد قتلته الليلة وجلا في ليلة
تزل فيها القرآن وفيها رفع علي بن مریم وفيها قتل يوشع بن نون فتی موسی را خوجہ ابن جویہ نے
تاریخہ) جناب امام حسن علیہ السلام سے روایت ہو چیکہ جناب امیر علیہ السلام شہادت پا گئے تو وہ خطبہ کے لیے کھڑے
ہوئے اور خدا کی صفت ثناء کے بعد فرمانے لگے اے لوگو خدا کی قسم ہے تم نے آج ایسی رات میں ایک آدمی کو
مارا ہے جس میں کہ قرآن اترا ہے اور جس رات میں عیسیٰ بن مریم آسمان پر اٹھائے گئے اور جس رات میں جناب
موسیٰ کے نوجوان یوشع بن نون قتل ہوئے ۔

(۳) عن عمر بن حبشہ قال خطبنا الحسن حين قتل علي لقد فارقكم رجل ان كان رسول الله صلى
الله عليه وسلم لا يصر حتى يفتر الله علينا ترك من صفراء ولا بيضاء ولا سبعة مائة درهم
كان يرصدها الخادم لاهله را خوجہ احمد) عمر بن حبشہ سے منقول ہو کہ جناب امیر کی وفات کو بعد جناب
امام حسن علیہ السلام نے ہمیں خطبہ میں ارشاد کیا کہ آج تم سے ایک ایسا آدمی جدا ہو گیا ہے کہ جب جناب
سالک اب صلے اللہ علیہ وسلم اے علم عطا فرماتے تو حجت خدا سے فقہ مذتیا وہ واپس ہوتا اس نے سونا چاندی
سوا سات سو درہم کے اور کچھ نہیں چوڑا۔ اپنے اہل کے لیے غلام اس سے لینا چاہتا تھا ۔

جناب امیر کی وفات پر لوگوں کی رائیں

(۱) عن ام المؤمنين عائشة رضي الله عنها قالت لما بلغها موت علي بن ابي طالب قصم العرب ما تشاء فغير
لها احد ينهار را خوجہ بن عبد البر فی الاستیعاب) جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت
ہے جیکہ انکو جناب امیر علیہ السلام کی وفات کا حال معلوم ہوا فرمانے لگیں اب عرب جو جاہل ہے سو کرے کوئی مأس کا
خضم نہیں رہا ۔

(۲) وكان معاوية يكتب فيما يزل به ليلال له علي بن ابي طالب عن ذلك فلما قتل علي قال ذهب الفقه
والحكم بموت ابن ابي طالب فقال حنيفة اخو لایممر هذا اهل الشام فقال دعني عنك را خوجہ بن عبد البر
فی الاستیعاب) امیر معاویہ کو جو اسور کہ دشوار پیش آیا کرتے تھے انکو ملکہ جناب امیر علیہ السلام سو بچا کر
تھا جب جناب امیر علیہ السلام شہید ہوئے امیر معاویہ کہنے لگے ابن ابی طالب کی موت کو فقہ اور حکمت جاتی رہی
مقتبسا کا بای کہنے لگا کہ میں یہ بات اہل شام سے سن رہا ہوں معاویہ نے کہا چوڑیجھے ۔

آنحضرت کا جنازہ میر فرمانا کہنا علی اپنا ہاتھ بٹا اور میر ساتھ حبشہ میں جہان

مین داخل ہون تو ہی داخل ہو

عن ابن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال لما طعن ابی امرأہ بالشیء دخلت علیہم للمؤمنین خصمہ رضی اللہ عنہما قالت یا ابت ان الناس یزعمون ان ہولاء الستہ لیسوا برضی علی قال استدلنی فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی مدید فی یوم القیامۃ حیث ادخل راخوجنا الطبرانی فی الکبیر و ابوبکر الشافعی و ابوالحسن بن بشیر فی فوائد و ابن ہشام الدلیلی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب سیکر والد ماجد جنی ہو گئے اور انہوں نے مشورت کر لیے حکم دیا ام المؤمنین حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہا انکے پاس جا کر کہنے لگیں اے ابابکر خیال گو تے ہیں کہ یہ چوں جناب علی ہوندار ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے مجھ کو کتیا لگا دو پھر بولے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی ہو فرماتے تھے کہ ابی علی اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے اور داخل ہو قیامت کے روز میرے ساتھ جہان کہ میں داخل ہوں *

جناب امیر کا آنحضرت کے ساتھ جنت میں ایک گھر بن ہونا

۱) عن زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت معی فی قصری فی الجنة مع فاطمة ابنتی وانت اخی ورفیق شریک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخوانا علی سرر متقابلین راخوجہ احمد فی المناقب) زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر سے فرماتے تھے کہ یا علی تم جنت میں میرے ساتھ میری بیٹی فاطمہ کے ساتھ میرے قصر میں ہوگی۔ اور تم میرے بہائی اور رفیق ہو پھر حضرت نے یہ آیت کریمہ پڑھی کہ بہائی برابر کے تختوں پر آنے سے ملے ہونگے *

۲) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انا وایاک وھذان فی مکان واحد یرید بہذا بن الحسن والحسین راخوجہ الدلیلی والطبرانی فی الکبیر) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہو کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا یا علی میں اور تو اور یہ دونوں جنت میں ایک مکان میں ہونگے اور ان دونوں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد حسن اور حسین سوتھی *

۳) عن علی قال دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا فی المنام فاستسقا الحسن قال فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقی شاة لنا بکی فخلیھا فلدوب فجاءہ الحسن ففہاء التبع صلی اللہ علیہ وسلم فقالت فاطمة یا رسول اللہ کناہما قال لا وکنہما یعنی الحسن استسقا قبلہ ثم قال افہ ایاک وھذین وھذا القل فی مکان واحد یعنی القیامۃ راخوجہ احمد فی المسند) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر یہ شب جناب رسول

فدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف لائے میں سونے کو تھا حسین علیہ السلام کو پیاس لگی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں تشریف لے گئے اور ایک تھوڑا دودھ والی بکری اپنے ساتھ لائے اور اس کو دو بکری بن میں دودھ ڈال دیا حسین علیہ السلام اس کو پینے لگے حضرت نے ان کو ہٹا دیا جناب فاطمہ علیہا السلام عرض کرنے لگیں شاید سن ان دونوں میں سے زیادہ پیاس کو میں آپ نے فرمایا نہیں۔ لیکن حسن اس سوچنے پر پیاسا ہوا ہے پھر حضرت نے فرمایا میں اور تو اور یہ دونوں اور یہ اونگھنے والا قیامت کو روز ایک مکان میں ہونگے۔

جناب امیر کا اہل جنت پر صبح کو ستر کی طرح چمکنا

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزہر باہل الجنة کما یزہر کوکب الصبح باہل الدنیا راخرجه الحاکم فی تاریخنا والبیہقی فی فضائل الصحابة والابی فی قوموس الاخبار) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اہل جنت لوگوں پر صبح کی طرح چمکیگا صبح و صبح کا ستارہ دنیا کے لوگوں پر چمکتا ہے۔

جناب امیر کا سب کے اہل جنت کو دروازہ کو کھٹکنا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی اتاہ اول من یقر باب الجنة فتدخل فیہا بغیر حد آید راخرجه الامام علی بن موسی النضا علیہ التحیة والثناء فی سند اہل البیت جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرماتے تھے کہ یا علی تو سب کے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکنا گا تا کہ بغیر حساب اس میں داخل ہوگا۔

جناب امیر کا قطعی مغفور ہونا

را عن ابی ایوب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان الله قد غفر لك ولولدك ولا ہلذہ ولحبیبك فابشر فاناء الانزع البطن راخرجه الامام علی بن ابی ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے فرمایا کہ یا علی تجھ کو اللہ تعالیٰ نے تجھ اور تیری اولاد کو اور تیرے اہل کو اور تیرے دوستوں کو بخش دیا ہے پس خوش ہو کہ تو ازعم اور مطمئن ہے۔

عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اعلیٰ کلمات اذا قلتم غفر لك مع انک مغفور تقول لا اله الا الله المحلیم الکریم لا اله الا الله العلی العظیم سبحان رب السموات السبع والارضین ورب العرش

العلیم والحمد لله العزیز العلیین را خوجہ احد فی المناقب والنسائی فی الخصائص، جناب امیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ نبی و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ ہم تجھ جیسے چند کلمات بتائیں کہ جب تو انکو پڑھے تو خدا تجھ کو باوجودیکہ تو غنیا سمجھا جاتا ہے تو یکساں نہین ہے کوئی مسکین نہیکہ ایک خدا جو علم والا اور رحم والا ہے اور نہین سب کوئی مسکین نہیکہ ایک خدا جو برتر اور عظمت والا ہے۔ پاک ہے وہ خدا جو ساتون زمینوں اور آسمانوں کا بانی ہے اور سب تعریف ہو خدا کے لیے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

جناب امیر کا سب سے اول خدا کے سامنے دعوے کی پڑاؤ

(۱) عن قیس بن عبادۃ عن علی قال انا اول من یشئ للنصف من بین یکل الرحمن یوم القیامۃ قال قیس فہم نزلت ہذا فی زمان اختصوا فیہم قال ہم الذین تبارکوا یوم بدر علی و خمرۃ و عبیدۃ الحارث و شیبۃ ابن ربیعۃ و عتبۃ بن ربیعۃ والولید بن عتبۃ را خوجہ البخاری) قیس بن عبادہ جناب امیر علیہ السلام سے نقل ہے کہ جناب امیر فرماتے تھے کہ میں قیامت کے روز کے پہلے خدا کے سامنے جگڑنے کے لیے اٹھایا جاؤنگا۔ قیس کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے بدر کے سفر باہم مبارزت کی تھی یعنی جناب حمزہ اور علی اور عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم اور کفار میں مکیغیبہ بن ربیعہ اور عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ پس انکے شان میں یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ دو مدعی جگڑے ہیں اپنے رب پر۔

جناب امیر کا سب سے اول جنت میں داخل ہونا

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال کنا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقتنا کو اصحاب الجنة فقال صلی اللہ علیہ وسلم انا اول اہل الجنة دخولا الباعلی بن ابی طالب را خوجہ بن مرد ویہ) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے اصحاب جنت کا تذکرہ کر رہے تھے حضرت نے فرمایا اہل جنت میں سے پہلے اس میں داخل ہونے والا علی بن ابی طالب ہے۔

(۲) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اول من یدخل الجنة انا و اہل بیتی و فاطمۃ و الحسن و الحسین قلت فہو بنی قال من ورائکم را خوجہ بن سعد و الحاکم) جناب امیر فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں سے پہلے اول جنت میں میں اور تو اور فاطمہ اور حسین و علی ہونگے میں عرض کیا یا رسول اللہ تمہارا بعد

جناب امیر کا سب سے اول جنت میں داخل ہونا

(۱) عن سلمان الفارسی عن محمد بن عبد الله بن عمار قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم على هذا اول من امن بي وهذا اول من بصرني يوم القيامة على الحوض راخو جہ الطیرانی والدیلی سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کے لیے فرمایا کہ یہ سب پہلے جو پر ایمان لایا ہے اور سب پہلے جو حوض پر قیامت کے روز حاضر ہو کرے گا ۔

(۲) عن علی بن ابی طالب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اول من يرد على الحوض اهل بيتي راخو جہ الدیلی جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حوض پر سب سے اول میرے اہل بیت وارد ہوں گے ۔

(۳) عن سلمان اول هذا الامة ورد على الحوض اولها اسلاما على بن ابي طالب راخو جہ بن عبد البر فی الاستیعاب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس امت کا سب سے پہلے حوض پر وارد ہونے والا اور سب سے پہلے ایمان لانیوالا علی بن ابی طالب ہے ۔

جناب امیر کا قیامت کے روز صاحب حوض ہونا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم على بن ابي طالب صاحب حوضي يوم القيمة فيه اكناب كعدد نجوم السماء وسعة حوضي ما بين جابية الى صنعاء راخو جہ الدیلی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ علی بن ابی طالب قیامت کے روز میرے حوض کے صاحب ہوں گے اس پر پائے آسمان کو ستاروں کی تعداد کے موافق ہونگے میرے حوض کی وسعت جابیہ سے صنعاء تک ہوگی ۔

جناب امیر کا حوض سے منافقوں کو ہٹکانا

(۱) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي معك يوم القيامة عصا من عصا الجنة تزدب بها المنافقين عن الحوض راخو جہ الطیرانی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے علی تیرے پاس قیامت کے روز جنت کی عصا ہے جس سے منافقوں کو اس کے ساتھ حوض سے ہٹائے گا ۔

(۲) عن علی بن ابی طالب قال لا ذودن بیدی ہاتین القصیرین عن حوض رسول الله صلى الله عليه وسلم را یا ابی طالبکما والمنافقین كما يذام الا بل الغریب عن حیاہا راخو جہ احمد فی المناقب جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے

ہے کہ البتہ میں ان دونوں سے نترنے ہاتھوں کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض سر کفار اور منافقوں علموں کو ہلکے فوٹنگ جسطح سے کہ پرا یا اونٹا اپنے حوض سر ہلکا جاتا ہے ۔

۳۲ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت اما می یوم القیمۃ فیدفع الی لواء النحل فلو فذ الیک وانت تذود الناس عن حوضی (کنز العمال) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم جناب ابیہر فرماتے تھے کہ قیامت کے دن میرے آگے آگے ہو گا پس مجھ کو اور الحمد و یا جائیگا میں وہ تجھے دید ونگا تو لوگوں کو میرے حوض سے ہٹا دیگا ۔

جناب ابیہر کا گھر حنت میں حضرت گھر کے مقابل ہونا

عن عبد اللہ بن ابی اوفی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب محمد لقدا را فی اللیلۃ منازککم من منزلی یا علی لا ترضی ان منزلک مقابل منزلی (بخاری الطبرانی فی الکبیر) عبد اللہ بن ابی اوفی کہتے ہیں کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اے میرے اصحاب معراج کی رات میں تم سب کے گھر دکھائے گئے کہ میرے گھر کے کس قدر فاصلہ رکھتے ہیں یا علی تو رضی نہیں ہوتا کہ تیرا گھر میرے گھر کے مقابل ہوگا ۔

جناب ابیہر کا گھر حضرت ابراہیم کے گھر کے پچھلے ہونا

(۱) عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامۃ ضرب لک قبة من یاقوتہ حمراء عن بین العرش وضرب لک براہیم قبة من یاقوتہ خضراء عن یسار العرش وضرب فیما بیننا علی قبة من لؤلؤ بیضاء فما ظنک بحبیب بن خلیل (بخاری الطبرانی فی الکبیر) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے روز میرے لیے نرخی باقوت کا خیمہ دینے طرف عرش کے گائے جائیگا اور میرے والد ابراہیم کے لیے سبز باقوت کا خیمہ بائیں طرف عرش کے گائے جائیگا اور علی کے لیے ہم دونوں کے پچھلے میں سفید موتی کا قبة کٹرا کیا جائیگا۔ پس تمہارا ایسے حبیب کی نسبت جو دو خلیوں کے درمیان میں ہے کیا خیال ہو ۔

(۲) عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اتخذ فی خلیل کما اتخذ ابراہیم خلیلا وان قصری فی الجنة وقصر ابراہیم فی الجنة متقابلان وقصر علی بن قصری وقصر ابراہیم فیما لہ من حبیب بن خلیل (بخاری الطبرانی فی الکبیر) حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جنت میں خلیل کا قصر ابراہیم کے قصر کے مقابل ہوگا اور

عن علیؑ قال مررت بالاسیر علیہ لما سری فی السجود اخذ جریثی بید و اقعنی علی درنوک
من درانیك الجنة و اوتنی سفرجله فکنت اقلیها فغلقت و خرجت حورا دلمارا حسن منها فقالت
السلام علیک یا محمد و غلقت و علیک السلام و من انت قالت انا الراضیة المرضیة خلقنی الجبارین
ثلاثة احناف اعلی من عنبر و وسطی من كافور و اسفل من مسك و عجنی بماء الحیوان و قال کون
فکنت خلقة نخی لاخیلا و ابن عمی علی بن ابی طالب راخرجه الامام علی بن موسی الرضا علیہ السجدة و الثنا
فی مسندہ جناب امیر غنیہ سلام سے روایت ہو کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ شب بمعراج
میں جب ہم آسمان پر پہنچے جبرائیلؑ نے ہمارا ہاتھ پکڑ کر ہمیں جنت کے دربات میں ہوا ایک درجہ میں بٹھایا۔ اور
ایک بھی ہاتھ میں زہری ہم اکوٹھ ہاتھ میں پیرا رہے تھے ناگاہ وہ شوق ہو گئی اور اس میں سے ایک خوب
صوت حر لکلی کہ ہم نے اس سے بہتر کبھی نہیں دیکھی تھی اس نے ہمیں سلام کیا ہم نے جواب سلام دیکر چپا
تو کون ہو اس نے کہا میں راضیہ المرضیہ ہوں خدا نے مجھے تین چیزوں سے پیدا کیا ہے میرا اوپر کا جسم عنبر
کلبہ اور درمیانی جسم کافور کا ہے اور نیچے کا دھڑرسک کا ہے اور میرے عنصر کو آبِ نیا کہ ہمیں کیا
اور فرمایا جناب میں بنگئی مجھ کو خدا نے آپ کے بہائی اور ابن عم علی بن ابی طالب علیہ السلام کے لیو پیدا کیا ہے

عن النضر بن حمران عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عليا لعلي يوم القيامة ناقة من فوق الجنة فتربها يا علي وركبتها مع ركبتي وفخذك مع فخذي حتى تدخل الجنة راخرجه احد في المناقب
النسب بن ابي حمزة الثمالی سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی کو قیامت کے روز جنت کی ان نیون بیت سے ایک اونٹنی ملے گی اور علی تم اس پر سوار ہو گے تمہارا گوشامیر سے گھٹنے کے ساتھ ہونا اور تھامری ان میری ان کے ساتھ ہوگی یہاں تک کہ تم جنت میں داخل ہو گے ۔

جناب امیر کی ملاقات کے لیے انبیا علیہم السلام کا مشتاق ہونا

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله ما ربت الا واهلها اشتاقوا الى علي بن ابي طالب ما في الجنة نبي الا وهو يشاق الى علي واهلها الملاقاة في سيرة) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہم شب عراج میں کسی آسمان پر سو ہو کر نہیں گذرے کہ اس فلک کے رہنے والے علیؑ نے منے کے مشتاق نہ دیکھے ہوں اور جنت میں کوئی نبی ایسا نہیں کہ علیؑ کا مشتاق نہ ہو۔

جناب امیر کو جنت میں سات باغوں کے ملنے کا وعدہ

عن ابن عباس خرجت انا والنبي صلى الله عليه وآله وحلي في جنان المدينة فمرنا بحديقة فقال علي ما احسن هذه الحديقة يا رسول الله فقال حدثتك في الجنة احسن منها ثم اوحى بيده الرأس والحيتة ثم بكاحتني على بكاؤه قبل ما يبكيك قال صغائن في صدور قوم لا يبذلون فقال حتى تفقدوني راخرجه الطبراني في الكبير في سند ابن عباس) ابن عباسؓ مروی ہو کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیرؓ کی صحبت میں مدینہ کے باغوں میں سو ہو کر گذرنا جناب امیرؓ نے کیا یہ باغ کیا ہیں اچھا ہے حضرتؐ فرمایا جنت میں تیرا باغ اس سے بھی بہتر ہے بہر حضرت جناب امیرؓ کی دائرہی اور سر کی طرف اشارہ فرما کر رونے لگے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز بلند ہو گئی۔ عرض کیا گیا۔ حضور کیوں روتے ہیں فرمایا ایک قوم کے دل میں کھوٹ بھرا ہوا ہے میرے بعد ظاہر ہونگے۔

عن علي قال بينما رسول الله صلى الله عليه وآله اخذ بيدي وخش فشي في بعض سكك المدينة اذ اتينا على حقة فقال قلت يا رسول الله ما احسنها من حديقة فقال ما احسنها ولك في الجنة احسن منها حتى مرنا بسبع حدائق وكل ذلك اقول له ما احسنها وهو يقول لك في الجنة احسن منها. فلما خلا له الطريق اعتقته ثم اجش باكيا فقلت يا رسول الله ما يبكيك قال صغائن لك في صدور اقوام لا يبذلون فقال لك الامن بعد موتي قال فقلت يا رسول الله في سلامة من ديني قال في سلامة من دينك راخرجه احمد في المسند المناقب) جناب امیر علیؓ السلام سے منقول ہو کہ ایک روز جناب رسالتؐ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑے ہو تھا اور ہم دونوں مدینہ کی گلیوں میں بہر رہے تھے کہ ناگاہ ہم ایک باغ میں پہنچے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیا اچھا باغ ہے فرمایا بہت اچھا ہے اچھا ہے یہ جنت میں اس سے بھی بہتر موجود ہے یہاں تک کہ ہم سات باغوں میں گئے جب میں یہ کہتا تھا کہ یہ باغ اچھا اور نفع ہے تو آپ فرماتے تھے یہ دوسرا بہت جنت میں اس سے بھی بہتر موجود ہے پھر عالی رشتہ میں پہنچے تو مجھ کو حضرتؐ نے لگے سے لگا یا بعد اسکے آپ رونے لگے میں نے عرض کیا رسول اللہ آپ کیوں روتے ہیں فرمایا تیرے لیے لوگوں کے دل نہیں کیڑ بھرا ہوا ہے کہ اسکو تیرے لیے سیر کرنے کے بعد ظاہر کرینگے میرے

مایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سلامتی میں یہ بات ہوگی فرمایا ہاں تیرے دین کی سلامتی میں ۔

جناب امیر کو حنت میں خزانہ ملنے کا وعدہ

ابن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله يا علي ازلك في الجنة كنتا وانك ذوقتها فلا تتبع النظر المتطرفا
ان الاولى وليست لك الاخرة الاولى لك والثاني عليك راخرجه المحدثي والحكيم الرضا والابو نعيم في المعركة
بناب امير عليه السلام سمعوا من رسول الله صلى الله عليه وسلم في حنت من خزانة
ورثوا سكا فدا القرنين ہے پس تمیکر دوبارہ دست دیکھ کیونکہ پہلا دیکھنا تو تیرے لیے ہے (بیتے قابل گرفت نہیں
یونکہ تو نے ناگمان طور پر دیکھا ہے اور دوسری دفعہ دیکھے ہوئے کو پھر دیکھنا تیرے لیے نہیں ہے (غیر جارئ نہیں

جناب امیر کو جو چیز کہ حنت میں عطا ہوگی

عن ابی سعید الخدری عن رسول الله صلى الله عليه وآله يا علي ازلك في الجنة ما لوقسم
علي اهل الارض اوسمهم راخرجه الطبري في الديان ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ جناب
سور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تیرے لیے حنت میں وہ چیز ہے کہ اگر تمام روز زمین کے لوگوں کو
تقسیم کیا جائے تو بچ رہے ۔

جناب امیر کا سب سے اول جگہ حنت پہننا

(۱) عن ابی سعید الخدری عن رسول الله صلى الله عليه وآله يا علي ازلك في الجنة ما لوقسم
علي اهل الارض اوسمهم راخرجه الطبري في الديان ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ جناب
سور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تیرے لیے حنت میں وہ چیز ہے کہ اگر تمام روز زمین کے لوگوں کو
تقسیم کیا جائے تو بچ رہے ۔

(۲) عن ابن عباس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله اول من يلقى يوم القيمة ابراهيم
تخلعه ثم انا الصفي ثم علي راخرجه الدبلي ابن عباس رضي الله عنه ناقل ہیں کہ جناب سرور دو جہان
صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ قیامت کے روز سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو یا عت انکے خلیل چوٹ
کے لباس پہنایا جائیگا پھر مجھے میری برکتیگی کی وجہ سے پیر علی کو

جناب امیر کا قیامت کے روز لووار الحمد اٹھانا

(۱) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله أنت أُمِّي يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَيُدْفَعُ إِلَيَّ لُؤْلُؤُ الْحَمْدِ فَادْفَعُ إِلَيْكَ وَأَنْتَ تَزِدُّ النَّاسَ عَنْ حَوْضِي رَاخِرُجَةُ الْمُتَّقَى فِي كُنْزِ الْعَمَالِ (ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ یا علی کہ تم قیامت کے روز پہلے آگے ہو گے مجھ کو لووار الحمد دیا جائیگا اور ہم تمہیں دینگے اور تم ہمارے حوض سے لوگوں کو شہادو گے۔

(۲) عن جابر بن سمرة رضي الله عنه قال قال يا رسول الله من يحمل أيتك يوم القيامة قال من يحسن أن يحملها إلا من حملها في الدنيا على بن أبي طالب رَاخِرُجَةُ نَظَامِ الْمَلِكِ فِي الْأَمَالِيَةِ وَالطَّبَرَانِي فِي الْكَبِيرِ جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَهُ يَقُولُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ يَحْمِلُ أَيْتَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ مَنْ يَحْسُنُ أَنْ يَحْمِلَهَا إِلَّا مَنْ حَمَلَهَا فِي الدُّنْيَا عَلَى بَنِي أَبِي تَالِبٍ رَاخِرُجَةُ نَظَامِ الْمَلِكِ فِي الْأَمَالِيَةِ وَالطَّبَرَانِي فِي الْكَبِيرِ جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَهُ يَقُولُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ يَحْمِلُ أَيْتَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ مَنْ يَحْسُنُ أَنْ يَحْمِلَهَا إِلَّا مَنْ حَمَلَهَا فِي الدُّنْيَا عَلَى بَنِي أَبِي تَالِبٍ رَاخِرُجَةُ نَظَامِ الْمَلِكِ فِي الْأَمَالِيَةِ وَالطَّبَرَانِي فِي الْكَبِيرِ

(۳) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله يا علي أنت تغسل جنتي وتودى ديني وتواريتني في حفرتي وتغني بذي متي وأنت صاحب لوائ في الدنيا والآخرة (ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے فرمایا کہ یا علی تم میرے جسم کو دھو گے اور میرے قرص کو ادا کرو گے اور مجھے قبر میں رکھو گے اور جو میرے ذمہ ہے اسے پورا کرو گے اور تم دنیا و آخرت میں میرے علمدار ہو گے۔

(۴) عن علي قال كسرت يد علي يوم أحد فسقط اللواء من بين يديه فقال رسول الله صلى الله عليه وآله ضموا في يد اليسرى فإنه صاحب لوائ في الدنيا والآخرة (ابن خوارزمی) جناب امیر سے روایت ہے کہ جب احد کے روز میرا ہاتھ زخمی ہو گیا اور میرے ہاتھ سے علم گر گیا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم اس کے بائیں ہاتھ میں رکھ دو کیونکہ وہ دنیا و آخرت میں میرا علمدار ہے۔

عن محمد وجرن زهلا الذهلي ان النبي صلى الله عليه وآله قال لعلي ما علمت يا علي انه اول من يدعى به يوم القيامة بي فاقوم عن يمين العرش في ظله فاكسى حلة خضراء من حلال الجنة ثم يدعها باليمين بعضهم على اثني عشر فيقومون سماطين على يمين العرش فتكسوت حلال خضراء من حلال الجنة الا واني اخبرك يا علي ان متى اول الامم يحاسبون يوم القيامة ثم البشرا اول من يدعوا بك لقرا بتك مني فيدفع اليك لوائ وهو لووار الحمد تسير به بين السماطين ادم و... خلق الله يستظلون بظل لوائ يوم القيامة وطول سيرة الفسنة سنانة يا قوته حراره وقبضه فضة بيضا وزججه دره خضراء لثلاث ذوات من غلام

ذوالبہ فی المشرق وذوالبہ فی المغرب والثالثہ فی فسطاط الدنیا مکتوب علیہ ثلاثۃ اسطر الاول بسم الرحمن الرحیم
والثانی الحمد لله رب العالمین الثالث لا الہ الا الله محمد رسول الله کل سطر الف سنۃ وعرش مسبق الف سنۃ
فقدیر بالوارد والحسن عریضہ عن یسارک حتی تقف بین سینی و بین ابراہیم فی ظل العرش ثم تکی حلة
من حلال الجنة ثم ینادی منادی نعم الاب ابوک ابراہیم ونعم الاخر اخوک علی (اخرجه احمد فی المناقب)
وفی رواية نقله الملا فی سیرہ - قبل یا رسول الله علی ان یحمل لواء الحمد فقال رسول الله صلی الله علیہ
کیف لا یطیع ذلک قد اعطی خضاعاً لا شتی حبراً کصبر یوسف وقوة کفوف جبریل مخرج بن
نیدالہ ہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا کہ یا علی تم
نہیں جانتے کہ قیامت میں سب کے اول محل کو بلا یا جائیگا اور میں عرش کے سایہ میں وہی طرف کٹر اہونگا اور مجھے
جنت کا سبز حلیہ پہنا یا جائیگا پھر دوسری ایک کے بعد دوسرا بلا یا جائیگا پھر دوسری بنی کے بعد دوسرا بلا یا جائیگا اور
وہ دو صفوں میں عرش کو اپنے جانب کٹری ہونگے اور انکو بھی جنت کو سبز لباس پہناے جائیں گے۔ اور یا علی
میں انکو خبر دیتا ہوں کہ قیامت کے روز سب استون ہو چکے میری ہمت کا حساب ہوگا۔ پھر بشارت دیتا ہوں کہ
سب پہلے تم یا علی میری قرابت کو بلائے جاؤ گے اور میں انکو انوار الحمد وونگا تم اسکو اٹھا کر دو صفوں
کے درمیان میں سیر کرتے ہو گے۔ اور قیامت کے روز آدم اور تمام خلق اللہ میرے علم کے سایہ میں ہوں گی اسکے سیر کی
جگہ کا طول ہزار برس کی۔ اور ہوگا اسکی ہمال سرخ یا قوت کی ہوگی اور قبضہ سفید جاذبی کا ہوگا۔ اور سبز موتیوں
کا ہوگا۔ اسکے تین گیسو ہونگے ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں اور ایک دنیا کے وسط میں۔ اس پر تین سطر
لکھی ہوئی ہوں گی پہلی سطر میں بسم اللہ الرحمن الرحیم اور دوسری میں الحمد لله رب العالمین اور تیسری میں لا الہ
الا الله محمد رسول الله لکھا ہوا ہوگا۔ ہر سطر ہزار سالہ راہ کے طول میں ہوگی۔ تم اس علم کو اٹھاے ہو سیر کرو گے
حسن ہمارے واسطے ہاتھ پر ہونگے اور حسین ہمارے بائیں ہاتھ کی طرف ہونگے یہاں تک کہ تم میرے اور ابراہیم
علیہ السلام کے درمیان میں آکر کھڑے ہو جاؤ گے پھر انکو جنت کا لباس پہنا یا جائیگا اور پکا نیوالا پکا رنگ
واہ کیا باب پھر تیسرا برہم اور وہ کیا بہائی ہے تیرا علی ۔

اور ملنے اپنی سیرت میں اس حدیث کو امام احمد بن حنبل سے اس طرح پر روایت کیا ہے کہ جناب سرور عالم صلی
اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ علی لواء الحمد کو کیونکر اٹھا سکیں گے فرمایا انکو متفرق بائیں عطا ہوئی
ہیں میرے صبر صبر اور یوسف کے حسن جیسا حسن اور جبریل کی قوت جیسی قوت ۔

جناب امیر کی شہادت کی تاریخ

۱۱) عن ابن الطفیل وزید بن وهب الشعمی رحمہما اللہ قتل علی ثمان عشر ليلة من رمضان وقيل اول ليلة من
العشر الاواخر اخرجہ بن عبد البر فی الاستیعاب ابو الطفیل اور زید بن وهب اور شعمی رحمہما اللہ علیہم سے روایت
ہے کہ جناب امیر رمضان کی اٹھارہویں تاریخ کو شہید ہوئے اور یہی کیا گیا ہے کہ رمضان کے عشرہ اخیر کی پہلی
تاریخ یعنی اکیسویں تاریخ کو شہید ہوئے ہیں *

۱۲) عن ابن عباس قال ضربہ ابن ملجم فی مسجد الکوفتیوم الجمعة لثلاث عشرة بقین من شهر رمضان وقيل
ليلة احد وعشرين منه فبقی الجمعة والسبت وقوفی ليلة الا وقيل يوم الاحد اخرجہ سبط ابن الجوزی
فی تذکرہ خواص الامم ابن عباس شہداء حضرت امیر کو ابن ملجم نے مسجد میں جمعہ کے روز سترہویں
تاریخ کو کہ رمضان کی ابھی تیرہ روز باقی تھیں زخمی کیا تھا اور بعض کے نزدیک اکیسویں تاریخ تھی جمعہ اور ہفتہ کے
دن زندہ رہے اور اتوار کی رات کو انتقال فرما گئے بعض کہتے ہیں کہ آپ نے اتوار کے روز انتقال فرمایا ہے
(۳) قال ابن سعد قتل علی ليلة الجمعة سابع عشر رمضان سنة اربعین وتاريخ الخلفاء ابن سعد رحمۃ
اللہ علیہ طبقات اور سبط بن الجوزی قدس سرہ الغرر النایخ الخلفاء میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر رمضان کی سترہویں تاریخ
جمعہ کی رات سنہ چالیس کو شہید ہوئے ہیں *

جناب امیر علیہ السلام کا مدفن شریف

۱) و اختلفوا فی موضع قبره علی قولین احدهما فی قصر الاما رت و علو موضعہ قال الواقدي والثانی
انهم جلاوه فی الصندق و حملوه علی یور اللمدینة فضل البعیر الذی کان علیہ فاحذتہ طی فطنو
ملا فلارا وادفنوه قالہ ابو نعیم والثالث انه فی قبلہ ذکرہ هشام بن محمد قال واخبرت ان حائط
القبلة اثق فی ایام الحجاج فخر و افوجوا شیخا بیضا الرأس واللحية وعلی ثیابہ اثر الدماء و اعلیہ للتراب
وقد حکاہ بن خبوة والرابع انه فی الکوفة عند مسجد الجامعة حکاہ بن سعد فی الطبقات عن الشعبي
والمخاض انہ علی الجحفة فی المكان المشہور یزار الان رتذکرہ خواص الامم فی احوال الائمة لسبط
ابن الجوزی) علامہ سبط بن الجوزی لکھتے ہیں کہ جناب امیر کی موضع قبر کے متعلق لوگوں کے دو قول ہیں ایک تو
یہ ہے کہ جسے واقعہ رحمتہ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ جناب امیر کو ف کے دارالامارہ میں دفن ہوئے اور سبط
کو لوگوں نے چھپا دیا۔ دوسرا یہ قول ہے کہ انکو ایک صندوق میں رکھ کر اونٹ پر سوار کیا تاکہ مدینہ منورہ کی
جائیں پس وہ اونٹ گم ہو گیا۔ اور نبی طلی میں جا پڑا انہوں نے اسکو اس خیال سے پکڑ لیا کہ شاید اس پر مال
حب انہوں نے حضرت کا جنازہ دیکھا تو دفن کر دیا۔ یہ حافظ ابو نعیم کا قول ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ وہ بیت

امیرین مدفون ہیں چنانچہ ہشام بن محمد نے اسکا ذکر کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے اسکی خبر ملی ہے کہ ایک فدا ایم حج میں قبلہ کی دیوار شق ہو گئی۔ لوگوں نے اسکو کھودا ایک قبر نکل آئی اس میں ایک بزرگ سفید ریش نظر آئے جسکے کپڑوں پر چمن کے دھبے تھے۔ لوگوں نے انہرٹی لوٹ دی۔ ابن شہر سے اس بات کو بیان کیا ہر چوتھا قول ہے کہ وہ کوفہ کی مسجد جامع میں مدفون ہیں ابن سعد نے طبقات میں اسکا ذکر کیا ہے۔ پانچواں قول ہے کہ وہ بخت مین دفن ہیں چنانچہ آجکل لوگ زیارت کرتے ہیں +

(۲) عن عبد الله بن جعفر قال صلى عليه الحسن ودفن بدار الامارة بالكوفة رتل الابرار عبد الله بن جعفر فرماتے ہیں کہ جناب امیر کوفہ کے دار الامارہ میں مدفون ہوئے ہیں +

عن سعيد بن عبد العزيز قال لما قتل علي حمله ليدفنوه مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فنيما هم في مسيرهم ليلا اذ نادى جمل الذي هو عليه فلم يرد ابن ذبيب ولم يقدروا عليه راخو جباب عساكر في تاريخه) سعيد بن عبد العزيز کہتے ہیں کہ جب جناب امیر شہید ہوئے لوگ انکو اٹھا کر لے چلے تاکہ آنحضرت کے پاس انکو دفن کریں اٹھا رہا وہ میں اونٹ پر سوار ہو گیا اور کسیکو معلوم نہ ہوا کہ کہاں چلا گیا (۴) قال ابو بكر بن عياش عمي قبر علي ثلاثين شه الخوارج وقال شريك فقله ابنه الحسن الى المدينة فقال المبر عن محمد بن خبيب اول من حول من قبر علي بر علي (تاريخ الخلفاء) ابو بكر بن عياش کہتے ہیں کہ جناب امیر کی قبر کو پوشیدہ کر دیا گیا تھا۔ تاکہ خوارج انکو نہ اکھاڑیں مگر یہ کہتے ہیں کہ جناب امام حسن علیہ السلام انکو مدینہ میں لے گئے مگر محمد بن حنفیہ کے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر وہ پہلے آنحضرت میں جابا یک قبر پر دوسری قبر میں تحلیل ہوئے +

(۵) واختلف في موضعه دفنه فقله في قصر الامارة بالكوفة وقيل دفن في رجة الكوفة وقيل دفن بجنف (استيعاب) علامہ ابن عبد البر لکھتے ہیں کہ امیر علیہ السلام کے مدفون میں اختلاف ہو بعض کہتے ہیں کہ کوفہ کے قصر الامارہ میں مدفون ہوئے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ کوفہ کے میدان میں اور بعض کہتے ہیں کہ بخت مین +

(۶) قال النجاشي انه مدفون من وراء المسجد غير الذي يوسم الناس اليوم (رياض النضر) حنفی رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام مسجد کے پیچھے دفن ہیں اور وہ جگہ مدینہ ہے کہ جس جگہ کا لوگ نشان دہا کرتے ہیں +

(۷) عن ابو جعفر محمد الباقر ان قبر علي جعل موضعه رياض النضر) جناب امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جناب امیر کی قبر کا مقام پوشیدہ کر دیا گیا ہے +

(۸) وفی سدفنه اختلاف کثیر والا حرم دفن بالعزیز الکوفة وهو الموضع الذی یزار الان رتل الاحرام جناب امیر علیہ السلام کہ دفن شریفین بہت بڑا اختلاف ہو زیادہ تر صحیح یہی ہے کہ وہ مقام غری یعنی نجف اشرف میں دفن ہو سکے میں جانبہ ارجح کل لوگ زیارت کرتے ہیں ۔

(۹) عن ابی عبد اللہ الحافظ ان سلفہ قال علی الحسن والحسین اذا مت انا فاحلانی علی شتر ثمراتیان العزیز وهو نجف الکوفة فانکما تریان صخرة تلم نوراً فاحتقرا فانکما تجدان فیہا ساحة فادفنا راخرجه الحاکم حافظ ابو عبد اللہ نے اپنے ہناد سے روایت کیا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام حسن و حسین علیہما السلام سو وصیت فرمائی کہ جب وقت میرا انتقال ہو جائے مجھ کو ایک تخت پر رکھنا اور عزیز یعنی نجف اشرف میں لیجانا وہاں تم دونوں ایک سفید پتھر کو دیکھو گے جس میں نور چمکتا ہوگا پس ہنگام پر زمین کو کھودنا اس میں ایک تختہ پاؤ گے اسی قبر میں مجھے دفن کرنا ۔

(۱۰) قال الرشید خرج مرثیہ الی الصید فانتہی بہ الطرد الی موضع قبر علی الان فارسل فہو علی صید فبعث الصید الی مکان قبرہ ووفقت الفہود عند موضع القبر الان ولم یقدم علی الصید فحجب الرشید من ذلک فجاء رجل من اهل الخبرة فقال یا امیر المؤمنین ارایت ان دللتک علی قبر ابن حمزہ علی ابن ابی طالب ما عندک قال اثر مکرمہ قال ہذا قبرہ فقال لہ الرشید بن ابن علیتہ قال کنت اسی مع ابی فیزوہ اخبرہ انہ کان یجئ مع جعفر الصادق فیزورہ ان جعفر کان یجئ مع ابیہ محمد الباقر وان محمد کان یجئ مع ابیہ علی بن الحسین وهو کان اعلمہم بالقبر فاما الرشید بان یجئ من عنہم فکان اول اساس اوقع فیہ ثم تزايدت الابنیۃ فیہ فی ایام السامانیہ ابی حمزہ وبقاصم فی ایام الدیلمی ایام بنی بویہ قال وعضد الد ولہ هو الذی اظهر قبر علی وعمر المشعل ہناک ووصی ان یدفن فیہ وللناس فی ہذا الامر اختلاف تباین حتی قیل انہ قبر المغیرۃ بن شعبۃ الثقفی واحسن ما قیل انہ علیہ السلام مدفون بقصر الامارة بالکوفة (حقیق الحیوان للدمیری الشافعی فی القصد) کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہارون رشید شکار کیلئے ہوا اس مقام پر آنکلا جہاں پر کہ آج کل جناب امیر علیہ السلام کی قبر مبارک ہے ہارون نے اپنے چیتوں کو ایک شکار پر چوڑا شکار دوڑ کر اس مقام پر بھیج دیا جہاں پر جناب امیر کا مرقہ اقدس ہے کہ جیتے ہی قبر مبارک سے دور ہٹ کر کھڑے ہو گئے ہارون رشید اس جگہ نہایت متحجب ہوا اتنے میں ایک شخص حکوہ کی لگا ہی تھی رشید کو اس آنکلا اور رشید نے کہنے لگا اگر میں تجھے میرا بن عم علی بن ابی طالب کا مرقہ اطر بتا دوں تو تو مجھے کیا انعام دیگا۔ ہارون نے کہنے لگا میں تجھے بزرگی کے ساتھ بہت کچھ انعام دوں گا وہ کہنے لگا یہی انکے مرقہ اطر کا مقام ہے ہارون نے کہہ دیا تجھے کیونکر معلوم ہے وہ بولا کہ میرا باپ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ اس مقام زیارت کے لیے آیا کرتا تھا اور وہ

بچے والد ماجد امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ شریف لایا کرتے تھے اور جناب باقر اپنے والد بزرگوار جناب امام زین العابدین علیہ السلام کی صحبت میں بیانیہ زیارت کرتے آیا کرتے تھے اور جناب امام زین العابدین کو اسکا پورا علم حاصل تھا۔
 بارون رشید نے حکم دیکر وہاں پر کچھ لگوا دیا یہ پہلی تعمیر تھی جو نجف القدر میں بنائی گئی وہ پہلا طہن ہا مانجہ کے عہد دولت میں بیان پر بہت سی عمارتیں بن گئیں مگر وہاں بیٹے آل بید کے عہد حکومت میں وہ بنائیں ویران ہو گئے سری سے اور عمارت بنائی گئیں بلکہ لوگ کہتے ہیں کہ عہد الدولہ دہلی ہی وہ شخص ہے جسکو جناب امیر کا مرتد سب سے اول معلوم ہوا ہے اور جناب امیر کا مشہد اس سے بنوا یا ہے اور اسی وصیت کی تھی کہ مجھ کو اس مقام میں دفن کیا جائے لوگوں کا اس میں بڑی اختلاف ہو بعض کہتے ہیں کہ یہ مغیوبن شعب کی قبر ہے لیکن شکیات تو یہی ہے کہ جناب امیر کا دفن اطر ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کی عمر مبارک

(۱) اختلافوا فی سنہ امیر المؤمنین علیہ السلام فی اقوال (احدھا) ثلاث وستون حکاکہ ابن جریر الطبر
 عن جعفر بن محمد علیہ السلام قال الواقدی وهو الثابت عندنا والثانی خمس ستون والثالث
 سبع وستون والرابع ثمان وستون وهو المشہور۔ (تذکرہ خواص الامہ) علامہ سبط ابن الجوزی تذکرہ
 خواص الامہ میں لکھتے کہ جناب امیر کے سن شریف میں اختلاف ہے (ایک) قول یہ ہے کہ آپ تریستہ برس کی عمر
 پائی چنانچہ ابن جریر طبری جناب امام جعفر صادق علیہ السلام روایت کرتا ہے اور واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں
 ہمارے نزدیک یہی ثابت ہے (دوسرا قول) کہ آپ کی عمر مبارک تریستہ برس کی تھی (تیسرا) قول ہے کہ تریستہ
 کی تھی (اور چوتھا قول ہے) کہ اترستہ برس کی تھی اور زیادہ تر مشہور یہی ہے۔

(۲) وكان له يوم التشهد ثلاث وستون سنة على الصحيح وقيل خمس وستون وقيل اربع وستون
 وقيل سبع وخمسون وقيل ثمان وخمسون (نزل الابرار) علامہ بخش نزل المبارک میں لکھتے ہیں کہ صحیح قول
 پر جناب امیر کا سنہ مبارک تریستہ برس کا تھا۔ اور لوگ چوتھ اور پینستہ برس کا بھی کہتے ہیں اور ستاون
 اور ثمانون کا بھی کہتے ہیں۔

(۳) قال محمد بن الحنفیہ کان سنہ يوم قتل ثلاثا وستين وقال الواقدي هذا ثبت عندنا كما
 التوازي (علامہ ابن اثیر الجزری کامل التوازیخ میں جناب محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے
 ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کا سنہ مبارک تریستہ برس کا تھا اور واقدی رحمۃ اللہ علیہ
 کہتے ہیں ہمارے نزدیک یہی ثابت ہے۔

جناب امیر کی مدت خلافت

۱. قال الواقدي وكانت خلافته خمس سنين الاثلاثه اشهر لانه ببيع له في ذي الحجة ثمان عشرين خلت منه سنة خمس وثلاثين واستشهد في رمضان سنة اربعين رتد كرم خواص الامه (واقدي جتہ امہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کی خلافت تین مہینے کم پانچ برس تھی کیونکہ بیستیس برس ذی الحجہ کی آثار ہونے کا تاریخ کو لوگوں نے ان سوجیت کی اور رمضان سنہ چالیس ہجری کو وہ شہید ہو گئے۔
۲. وكانت خلافته خمس سنين الاثلاثه اشهر وقيل ثلثة اشهر وقيل ثلثة ايام اخرجہ بن اثیر الجوزی فی کامل التواریخ (ابن اثیر کامل التواریخ میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کی خلافت تین مہینے کم پانچ برس تھی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ چار برس نو مہینے اور چھ روز اور بعض تین روز بتاتے ہیں۔

جناب امیر علیہ السلام کا ترکہ

۱. عن الحسن بن علی علیہ السلام ان امیر المؤمنین لم يدخر مالا ولم يترك الا سبع مائة لوستمائة درهم ادخلها خادما راجعا احمد في المناقب وابن الاثير في اسد الغابه جناب امام حسن علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے نہ مال جمع کیا اور نہ ترکہ چھوڑا سوا سات سو یا چھ سو درہم کہ ان سے خادم مول لینا چاہتے تھے +
۲. عن ابی نعیم قال سمعت سفیان یقول ما بنی علی اجرة علی اجرة ولا لبنۃ علی لبنۃ ولا قصبة علی قصبة وان كان لیؤتی مجبوحۃ من المدینۃ فی جراب (اسد الغابہ) حافظ ابو نعیم کہتے ہیں کہ میں نے سفیان رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے نہ اینٹ پر اینٹ رکھی اور نہ بانس پر بانس اگر وہ چاہتے تو مدینہ سے جراب تک آباد کر لیتے۔

جناب امیر علیہ السلام کے غلام

قتبہ و یحییٰ بن کثیر دی عنہ الاوزاعی رحمۃ اللہ علیہ وكان عالما فاضلا وابنه عبد الله بن يحيى كان عالما رتد كرم خواص الامه جناب امیر علیہ السلام کے دو غلام تھے ایک تو قنبر جو زیادہ تر مشہور ہیں۔ دوسرے یحییٰ بن کثیر جو امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ وایت کرتے ہیں اور وہ نہایت عالم اور فاضل تھے اور ان کے بیٹے عبد اللہ بن یحییٰ ہی بڑے عالم تھے +

جناب امیر علیہ السلام کے خا

وكان حاجبه في خلافته بشروكاه ثم بعد قنبر وولاه رقتل الا برار لله لامة بد خشي جناب امير
لي خلافت من ايك اعلام بشير حاجب تھا پرتنبر حمتہ علیہا

جناب امیر علیہ السلام کا کاتب

كان كاتبه عبد الله بن ابي سافم رضي الله عنه رقتل الا برار جناب امير علیہ السلام کے کاتب عبد الله بن
ابی رافع رضی اللہ عنہ ہے ۔

جناب امیر علیہ السلام کی انگشتی کا نقش

(۱) عن عمرو بن عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) كان نقش خاتم علي (الملاك) هو الواحد القهار ريتا
الخلفاء ونزل الا برار عمرو بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی انگشتی
کا نقش (الملاك) هو الواحد القهار تھا ۔

(۲) وقيل كان نقش خاتم (أسندت ظهري الى الله) وقيل (حسبي الله) (كفاية الطالب للعلامه بن
يوسف الكنجي) بعض لوگ روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر کی انگشتی کا نقش (أسندت ظهري الى الله) تھا
اور بعض کہتے ہیں (حسبي الله) تھا ۔

(۳) عن جعفر بن محمد عن ابيه عليه وعلى ابائه السلام ان خاتم علي كان من ورق نقشه (نعم
القادر الله) اخو جعفر بن عساكر جناب امام جعفر صادق ابن امام محمد باقر علیہ وعلی ابابره سلام روایت
کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کی انگشتی کا نقش (نعم القادر الله) تھا ۔

جناب امیر علیہ السلام کو انتقال پر ابوالاسود دلی علیہ الرحمۃ کا شعر

الاياعين وعجك اسعدينا + الاتبكي امير المؤمنين + وتبكي ام كلثوم عليه + بعير تقا وقد
رات اليقيننا + الاقل الخوارج حيث كانوا + فلا قرع عيون الحاسديننا + افي شهر الصيام
فختمونا + بجيد النايس طرا جمعينا + قتلتم خير من ركبنا لمطاييا + ووطئنا من ركبنا لسفيننا +
ومن لبسنا لثقال من خلاها + ومن قرأ الثاني والثيننا + وكل مناقب الخيرات فيه + وحسب سول

ربا لعالمینا + لقد علت قریش حیت کانوا + بانک خیر ہم حسبا و دنیا + اذا استقلبت ابی حسین + رایہ
 البدر داء الناصرینا + وکنا قبل مقتله مجیر + نری مولی رسول اللہ فینا + امیر میری آنکھ افسوس کے تجہ
 پر سعادت حاصل کر۔ تو امیر المؤمنین پر کیوں نہیں روتی۔ ۲۔ جناب ہم کلثوم اپنے آنسوؤں سے اپنے زونہی ہین اور (۳)
 خارجیوں کو وہ جہان کہیں ہوں کدو۔ ہمارے حاسدون کی آنکھیں بندھی نہ ہوں۔ (۴) کیا تھے ماہ صیام میں
 ہم کو درد مند کیا۔ ایسے شخص کے ساتھ جو سب سے بہتر تھا (۵) تھے ایسے شخص کو قتل کیا جو ان سب سے بہتر تھا جو اونٹوں
 پر سوار ہوتے ہین اور کشتیوں پر چڑھتے ہین (۶) اور جو فعلین پہنتے ہین اور جو نہیں پہنتے اور جو قرآن مجید
 کے مثانی اور سنین کو پڑھتے ہین (۷) اور سب نیکی کی وصف انہیں موجود تھے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے محبوب تھے۔ (۸) قریش جہان کہیں ہوں اس بات کو بخوبی جانتے ہین۔ کہ تو ان سب سے حساب اور نسب میں
 بہتر ہے (۹) حقیقت کہ حسین علیہ السلام کے باپ کے سامنے آیا تو گویا تو نے رات کو دھوپ میں جا نہ کو دیکھا جو دیکھنے
 والوں کو تعجب میں ڈالتا ہے (۱۰) ہم اکی شہادت سے بہتر بہت اچھے تھے گویا کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کو اپنے برابر پاتے تھے۔

جناب امیر علیہ السلام کے عامل

وکان عامداً البصرة عبد الله بن عباس وعلى بن عبد الله بن عباس وعلى الطائف ومكة
 ما انقل بذلك قثم بن عباس وعلى بن محمد بن ابی بکر وعلى المدينة ابو ايوب الانصاري وقيل
 بن حنيفة وعلى خراسان خلد بن قرة اليربوعي (اخرجه بن الاثر في كمال التواريخ) بصره جناب امیر
 علیہ السلام کا عامل عبد اللہ بن عباس تھے۔ اور یمن پر عبد اللہ بن عباس۔ اور طائف اور مکہ اور مصافات کہ پر قثم بن
 عباس اور مصر پر محمد بن ابی بکر۔ اور مدینہ پر ابو ایوب انصاری یا سہل بن حنيفة اور خراسان پر خلد بن قرة اليربوعي
 تھے *

جناب امیر کا ممالک غیر پر فوج بھیجا

باوجودیکہ جناب امیر علیہ السلام بتدار عمد خلافت سو خوار جنگیوں میں پہنچے رہے تاہم آپ نے اشاعہ و حلام
 میں اور کفار پر فوج کشی کرنے میں تساہل نہیں فرمایا علامہ ابن اثیر الجزری کا مل التواریخ میں لکھتے ہین و
 توجہ الحزم بن مرة العبدی الى بلاد السند غازيا مستولعا بامر امير المؤمنين علي بن ابي طالب و غنما ثم وسبها
 كثيرا وقسم فيهم واحدا لفراس وبقی غازيا الى ان قتل بارض القيقان هو ومن معه یعنی جناب امیر کے حکم

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی خطبہ خطبہا فی حجة الوداع لا تملن
العمالة فقال جابر بن عبد اللہ علیہ السلام او علی بن ابی طالب راخرجه سبط بن الجوزی فی تذکرہ خواص الامہ
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سر روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں ایک خطبہ کے
درمیان ارشاد فرمایا کہ میں عمقریب عمالقہ کو قتل کروں گا۔ جبریل علیہ السلام نے فرمایا یا علی بن ابی طالب قتل
کرین گے ۔

فاتفق الرواة منهم على سبعة واختلفوا في اثنين فاما السبعة اللاتي لم يختلفوا فيهن فالاولى
فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وآله وعليها السلام ولم يتزوج علي عليها حتى ماتت وذهب فريق من
العلماء الى انه كان حراما على اخوان رسول الله صلى الله عليه وآله ان يتزوجوا على بناته واما الثانية ام
البنين بنت حرام بن خالد - واما الثالثة اسماء بنت عميس العنقية وكانت تحت جعفر بن ابى طالب فاستشهد
جعفر تزوجها ابو بكر الصديق ولما توفي ابو بكر تزوجها علي ولها من كل واحد اولاد كعبد الله ومحمد
وعون ابن جعفر ومحمد بن ابي بكر وجيوع وعون ابن علي واما الرابعة اممة بنت العاص بن الربيع العنقية
وكان ابو العاص بن الربيع العنقية ابن اخت خديجة ام المؤمنين رضي الله عنها واما
ام اممة زينب بنت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم واكبر بناته وافضلهن بعد سيدة النساء فاطمة الزهراء
عليها السلام وماتت في حياة النبي صلى الله عليه وآله وتزوج علي اممة بعد فوت فاطمة بوصيتها وتزوجها
بعد فوت علي المغيرة بن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب كان امير المؤمنين اوصاه بذلك لانه خا
ان يخطبها معاوية وماتت اممة عند المغيرة سنة خمسين - واما الخامسة الخبابة بنت امرئ القيس
بن عكر الكلابية واما السادسة ام سعيد بنت عروة بن مسعود الثقفية واما السابعة ليلى بنت مسعود
بن خالد التميمية واما اللتان المختلفتان فيهما هل كانتا ملكية من السبايا المرتدين ام اعتقهما و

۱۲۰ وجہ سے ما فلحہ ما خولہ بنت جعفر بن قیس الخنفیۃ والاخری ام حبیبہ الصغیرۃ بنتہ ربيعة التغلبیۃ رزقہ کلہا
 جناب امیر المؤمنین کی نسبت سات پر تور اوین کا اتفاق ہو اور دو کی نسبت اختلاف ہو جن سات پر علم کیا
 اتفاق ہوا ان سوا اول جناب سیدہ نسارہ العالمین فاطمہ الزہراء بنت محمد بن ابی طالب علیہ السلام ہیں جناب امیر
 ہوتے ہوئے دوسری بی بی سے نکاح نہیں کیا جب تک کہ انکا انتقال نہیں ہو گیا علما میں سے ایک فرق کا یہ مذہب ہے
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کا نکاح اور پھر عورت سے نکاح کرنا حرام تھا۔ دوسری بی بی جناب امیر علیہ
 السلام کی ام البنین بنت حرام بن خالدہ تھیں۔ تیسری بی بی ام ایمنہ بنت حمیس الخثعمیۃ تھیں انکا نکاح پہلے جعفر طیار
 بن ابی طالب جناب امیر علیہ السلام کے حقیقی بھائی سے ہوا تھا جب وہ شہید ہو گئے تو انکا نکاح ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
 سے ہوا جب وہ بھی انتقال کر گئے تو جناب امیر کے نکاح میں آئیں۔ انکا نکاح تینوں صاحبوں سے اولاد ہوئی۔ عبد اللہ
 اور محمد اور عون جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے اور تکیہ اور عون جناب امیر جعفر
 بی بی ام ایمنہ بنت ابی العاص بن الربیع الخثعمیۃ تھیں۔ ابوالعاص بی بی ام ایمنہ کے والد حضرت صدیق اکبر علیہ السلام ہیں
 خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بھانجی تھیں اور بی بی ام ایمنہ کی مان زینب رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی
 تھیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب بیٹیوں سے جناب سیدہ کے بعد افضل اور اعلیٰ تھیں اور زینب حضرت کی
 حیات میں فوت ہو گئی تھیں۔ بی بی ام ایمنہ سے جناب امیر کی نسبت جناب سیدہ کا نکاح کیا تھا حضرت امیر کی شہادت
 کے بعد مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب سے انکا نکاح ہوا۔ جناب امیر نے خود اسکی نسبت انکو وصیت کی تھی تاکہ
 معاویہ نے اسے نکاح نہ کرے۔ اور بی بی ام ایمنہ سے معاویہ کے پاس کنہ کا پاس میں فوت ہوئیں۔ پانچویں بی بی مخابہ بنت
 امر القیس الکلابیۃ تھیں چوتھی بی بی ام سعیدہ بنت عوف بن سفود الخثعمیۃ تھیں ساتویں بی بی بنت مسعود بن خالد
 التیمیۃ تھیں اور وہ بیان کہ جن میں اختلاف ہو کہ آیا مملوکہ تھیں جو ہر تین کے قیدیوں میں تھیں۔ یا کہ جناب
 امیر نے انکو آنا ذکر کے لئے نکاح کیا تھا۔ انکا تین سے خوار بنت جعفر بن قیس الخنفیۃ تھیں دوسری ام حبیبہ الصغیرۃ
 بنت ربيعة التغلبیۃ تھیں *

جناب امیر علیہ السلام کی اولاد

واما اولاد امیر المؤمنین علیہ السلام فکثیرا لکن فی اختلاف کثیر الحسن والحسين مات صغیرا واما حمید واما کلثوم
 اموم فاطمہ علیہا السلام وحمولہ اکبر المکنی بابا القاسم الشہید بابن الخنفیۃ ام محمد بن جعفر وحمولہ ابی طالب
 ام امام حسنہ ابی العاص وحمولہ اصغر المکنی بابی یحیی وقیل انہما اثنان وحمید ام ابوہم ایلی بنت مسعود
 وحمولہ الخثعمیۃ امہما ام حبیب بنت جعفر وحمولہ العباس بن عثمان وحمید ام امام ام المومنین

ابن عم وکلواحد منکم راغبی صاحبہ قالت بل قال الیس یاک منک منہ فمنع عنک ولم یزوجہ بآء واختر
من جوارک لذلك قالت بل قال الیس خرجت لیلۃ لقضائ الحاجة فاختارک ووطئتک فحملت امرأۃ عن ابیک
واعلمت امرأۃ فلما کان الوضع اخرجک لیلۃ فوضعت ولدا فللقفتہ فی خرقۃ فالقیته من خارج الجدران
حیت قضائ الحوائج فاجعلک فی شجر فخشیت ان ینزل کله فرمیتہ بحجر فوقعت فی راسہ فشجته فعدت انت
وامک فسدت رأسہ بخرقۃ من جانب مرطھا ثم ترکتماہ ومضیتما ولم تعلما حالہ فسکت فقال بکلی عجبی
فقالت واللہ یا امیر المؤمنین انہذا الامر ما عدہ منی غیرہ فقال قد اطلع فی اللہ علیہ فاصبر بنو فلان
فرب فیہم الوان کبر قدم معہم الکوفۃ وخطبتک وهو ابیک ثم قال للفق اکشف عن رأسک فکشفنا
فوجدنا اثر الشجۃ فیہ فقال هذا ابیک قد حصہ اللہ ما حرمہ علیہ فخذی ولداک وانصر فی فلا تکلم بیکما
(مطالب السؤل) ابن شہر آشوب کہتے ہیں کہ جبنا بایر کوفہ میں تشریف لائے تو انکے ساتھ بہت سے لوگوں نے
اگر کوفہ میں بود باش اختیار کی۔ ان میں سے ایک نے ان جناب بایر کے غیوروں میں داخل ہو گیا اور جناب بایر کے ساتھ
ٹائیٹوں میں حاضر ہوا۔ اس نے کوفہ میں وطن اختیار کر لیا اور لوگوں میں اپنا نکاح ایک عورت سے کیا۔ ایک
روز جناب بایر صبح کی نماز کے بعد ایک آدمی سے فرمائے گئے۔ تو فلان محلہ میں جاوہان ایک مسجد ہے اس کے
قریب ایک مکان ہے۔ اس میں تجھے ایک عورت اور بچے باہم تکرار کرنے کی آواز سنائی دے گی تو ان دونوں کو
میرے پاس لے آؤ۔ وہ آدمی جا کر ان دونوں کو اپنے ساتھ جناب بایر کی خدمت میں لے آیا حضرت نے اسے پچھارات
پر تم کیوں تکرار کرتے رہے ہو۔ اس نے عرض کیا یا امیر المؤمنین میں نے اس عورت سے نکاح کیا ہے جب غلطی کا
وقت ہوا مجھ سے نفرت پیدا ہو گئی کہ میں محبت نہیں کر سکا۔ اگر مجھے استطاعت ہوتی تو میں ہی وقت رات کو
صبح کے پہلے اُس کو گھر سے نکال دیتا۔ میں اس عورت سے اسے بگڑ گیا۔ ہم دونوں اسی تکرار میں تھے کہ جناب کا
خادم ہمارے پاس پہنچا۔ اب ہم آپ کے حضور میں حاضر ہیں۔ جناب بایر نے حاضرین سے فرمایا اکثر ایسی باتیں ہوتی
ہیں کہ غیر کے سامنے بیان نہیں کی جاتیں۔ یہ کلام سن کر اس مرد اور عورت کے سوا سب ہنس مچ گئے جناب بایر
نے اس عورت سے فرمایا آیا تجھے علم ہے کہ یہ جوان کون ہے اس نے عرض کیا میں نہیں جانتی۔ فرمایا اگر ہم تجھے تیری
کسی پوشیدہ بات سے اطلاع دین تو تو انکار کرت کر یا اس نے عرض کیا میں ہرگز انکار نہیں کروں گی۔ آپ نے ارشاد
کیا کیا تو فلانی اور فلانی شخص کی بیٹی نہیں ہے۔ وہ کہنے لگی ہاں میں وہی ہوں پھر آپ نے فرمایا کیا تیرا چہل
بہائی نہیں تھا اور تم دونوں میں محبت نہیں تھی۔ اس نے عرض کیا سچا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کیا تیرا باپ تیرا گھر
اس کے نہیں کرتا چاہتا تھا اور تیرے شوہر کو اس کو نکال دیتا تھا اس عورت نے کہا ہاں بات بالکل سچ ہے۔
امیر المؤمنین نے فرمایا کہ پھر تو ایک سات کو قضا حاجت کے لیے گھر سے باہر نکلی اور اس نے جو سے مدد کی اور قضا

اس سے معاملہ ہو گئی اور تو اپنے محل کو اپنے باپ کے چسپا یا اور تیری مان کو یہ بات معلوم ہو گئی۔ وضع محل کو بوقت رات کہ وہ تجھے لیکر گھر سے باہر نکلی اور تجھے لڑکا پیدا ہوا اور تو نے کپڑے میں لپیٹ کر دیوار کے پر ہو بیٹھا۔ ایک کتا آیا اور اسے سونچنے لگا تجھے فوت پیدا ہوا کہ کتا اسے دکھا جائے اس لیے تو نے اس کتہ کو تیرا کہنیچہ مارا اور وہ تیرا سر لڑکے کے سر پر لگا گیا اور اس کا سر تیری مان نے لوٹ کر اس کے سر کو بال جھنڈے کی جگہ پر پٹی باندھ کر چھوڑ دیا اور دونوں گھر کو چلی آئیں۔ تیرا کتا اس کا حال نہیں معلوم ہوا۔ وہ عورت یہ سن کر خاموش رہ گئی۔ جناب امیر نے یہ فرمایا چچ بول وہ عرض کرنے لگی یا امیر المؤمنین چچ ہے میری مان کے سوا اس سے کوئی خبر دار نہیں اپنے فرمایا مجھے خدا نے اس سے مطلع کیا ہے ہر فلان قوم کے لوگ صبح کو اسے اٹھا کر لے گئے اور وہ ان لوگوں میں پرورش پا کر جوان ہوا۔ ادا کے ساتھ کوہ میں آیا۔ اور تیرے ساتھ نکاح کیا یہ لے وہ تیرا بیٹا بھی ہے ہر جوان سے اس کا رخا دیا اپنے سر کو کھول کر اس نے سر کھول دیا۔ اندر خیم کا اثر نظر آیا۔ جناب امیر نے فرمایا یہ تیرا بیٹا ہے۔ خدا نے اس سے جو کہ کیا سپر حرام کیا تھا۔ اس کو بچا یا ہے انچو بیٹے کو لے اور گھر کو لوٹ جا۔ تم دونوں کا نکاح نہیں ہے *

(۲) ومنها ما رواه الحسن بن ركذان الفارسي قال كنت مع امير المؤمنين وقد شكوا اليه الناس امر الفراء وانه قد اراد الماء ما احتمله ونخاف ان نقتل فزارعنا ونخب ان نسال الله ان ينقصه فقام دخل بيته والناس مجتمعون ينتظرون فخرج وقد لبس حجة رسول الله صلى الله عليه وسلم وعما مته ورداه وفي يده قضيبه فدعا بفرسه فركبه ومشى الى الناس وهو انما معهم رجلا حتى وقف على الفراء فترأى عن فرسه وصلى ركعتين خفيفتين ثم قام واخذ بالقضيب بيداً ومنى على الجسر وليس معه غير ذلك ولا ده الحبل الحية وانا فاهوى الى الماء بالقضيب فنقصت الفراء ذراعا فقال ايكنيكم فقالوا لا يا امير المؤمنين وادعى بالقضيب في اهوى به في الماء فنقصت الفراء ذراعا اخر وهكذا الى ان نقصت ثلثة اذرع فقالوا احسبنا يا امير المؤمنين فعاد وكنا في سعة من الماء الى منزله (مطالع السؤل) اور آپ کی کرامات میں سے ایک یہ ہے کہ جبکہ حسن بن ركذان الفارسي نے روایت کیا ہے کہ میں جناب امیر کی خدمت میں موجود تھا کہ لوگ فرات کی بلندیوں کی شکایت لیکر آئے اور کہنے لگے کہ فرات کا پانی اس قدر خشک ہے کہ گویا ہے کہ میں سے ہمارے کشتیوں کے تلف ہونے کا خوف ہماری ہستیا سے کیا ہے بلکہ میں میں وہاں فرات میں کہ فرات کا پانی کم ہو جائے۔ جناب امیر یہ سن کر گھر میں بیٹھ کر بیٹھے رہے جناب امیر نے حضرت علی علیہ السلام کا جیاد و عمامہ اور وہ ہنر اور ہنر میں مصالیحے ہوتے برآمد ہوئے اور سواری کا گوشا طلب کیا تمام لوگ رکاب سوار ہوئے اور پانی میں پانی پانی ہوا تھا باہر فرات پہنچ کر شیر گے اٹھائے گئے اور وہاں پہنچ کر ہنر

غازی پسرین ہر اسکرادھ صابا تہ میں ایک پل کی طرف تشریف لیکر جو جانشین کے سوا کوئی ہوا نہ تھا عرصہ کے ساتھ پانی کی طرف اشارہ کیا پانی بٹھرا ایک گز کے کم ہو گیا لوگوں کو فرمایا گیا اس قدر پانی نکلو کافی ہے لوگوں نے عرض کیا یہی زیادہ ہے پھر دوبارہ اشارہ کیا ایک گز اور یہی کم ہو گیا پھر لوگوں کو پوچھا کہ اب کافی ہے یا لوگوں نے کہا اب یہی زیادہ ہے پھر تیسری مرتبہ اشارہ کیا پانی ایک گز اور یہی کم ہو گیا لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنین اب اس قدر کافی ہے آپ وہاں سے گھر کو لوٹ آئے ۔

(۳) ومنها ما صد في قضية مقتله وتلخص لك ان هذا فرغ من قتل الخوارج عاد الى الكوفة في شهر رمضان قام المسجد فجلس ركعتين ثم بعد فخطب خطبة حسنة ثم التفت الى اخيه الحسن فقال يا ابا محمد كرم الله وجهه من شهرنا هذا قال قلت عشرة يا امير المؤمنين ثم التفت الى الحسين فقال يا ابا عبد الله كرم الله وجهه من شهرنا هذا قال سبع عشرة يا امير المؤمنين فصر ببيته الى الحسين وهو يومئذ بيضاء فقال الله اكبر والله ليخضبنها بدمها اذا انبت اشجارها ثم قال يا اريد حيا نه وريد قتله فخليل من غديري من مرادى + وابن الجهم المرادى يجمع فوقه في قلبه من ذلك شيء فجاء حتى وقف بين يديه فقال اعين بالله يا امير المؤمنين هذه يميني وشمالى بين يديك فاقطعوهما او فاقتلني قال فكيف اقتلك فلا ذنب لك الى لواء علم انك قاتل لما قتلك ولكن هل كانت لك حاصنة يهودية فقالت لك نبوا من الایام يا ابا شقيق عاقرنا فقه فموت قال قل كان ذلك يا امير المؤمنين فسكت عليه السلام فلما كانت ليلة ثلث وعشرين قام ليخرج من داره الى المسجد لصلوة الصبح وقال ان قلبي ليشهد اني لمقتول في هذا الحرم ففتح فعلق الباب بميرله فجعل يمشى به اشد حيا زيمك للموت - فان الموت لا قبك - ولا تخرج من القتل - اذا حل بواديك - فخرج فقتل (مطالب السؤل) اور ایک کرامت جہاں بابر نے اپنی شہادت کے متعلق کہ ہے : بکا خلاصہ یہ کہ سب آپ کو خوارج کے قتل سے فارغ ہو کر کوفہ میں تشریف لائے رہنماں کا سینا تھا مسجد میں نماز کے بعد معبر پر تشریف لے گئے ۔ اور ایک خطبہ ارشاد فرمایا : انا خطبہ میں جناب امام حسن کو استفسار کیا کہ یا ابا محمد ہمارے کہنے سے روکنا چاہیے یا نہیں اس پر فرمایا کہ تیرے روز ہر جناب امام حسین کو پوچھا یا ابا عبد اللہ ہمارا سینا اب کہنے روز بانی تر ہے عرض کیا یا امیر المومنین سترہ روزہ جہاں با میر نے اپنی ریش مبارک کو ہاتھ میں پکڑا وہ دن و نون بالکل سفید ہو چکی تھی اور فرمایا اللہ اکبر خدا کی قسم ہے اس امت کا بد بخت ہو گا جو خون سے رنگین کرے گا پھر آپ نے یہ شعر پڑھا : میں اسکی زندگی چاہتا ہوں وہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے ۔ میرا دوست مجھ سے غدر کرنے والا قبیلہ براہ کرم اور ابن الجهم مرادى نے جب کلام سنا اسکا دل کانپا تھا ۔ اور سامنے کھڑے ہو کر عرض کرنے لگا یا امیر المومنین میں خدا کا بیٹا ہوں میرے دونوں ہاتھ آپ کے سامنے موجود ہیں آپ انکو کاٹ ڈالیں یا مجھے مار ڈالیں آپ نے ارشاد فرمایا تیرا کیا گناہ ہے کہ میں تجھے مار ڈالوں ۔ اگر مجھے یہ علم ہی ہو کہ تیرا قاتل جو تو یہی ہے تجھ سے مار دے لیکن ایک ہودہ بن غبغب ہے

کیکہ کہتا تھا اور شقیق کہے با شیخ کی اذنی نہ کیا چون کاہٹ قال۔ ابن کیم کہنے لگا یا امیر المؤمنین یہ بات تو ضرور ہو چکی ہے
بچہ یا امیر علیہ السلام خاموش ہو گئے حبیب عثمان کی بیوی نے تائید ہوئی اسی طرح کی تائید لے کر اٹھا اور گھر سے مسجد کو اٹھ کر
آئے چلے فرمایا سید دل گواہی دیتا ہے کہ میں اسی مہینے میں شہید ہواؤں گا حبیب معاذہ کو لا آپکا شہد دروازہ سواں گ
گیا آپ نے یہ شعر پڑھا ہے تو موت کی ہر طرح اپنے سینہ کو ابھارے۔ کیونکہ موت تجھ سے ضرور ملاقات کرے گی۔ قتل ہونے سے فریاد
موت کر جبکہ تیرے سامنے آجائے۔ پس آپ کو گریہ نہ ہوئے اور شہید ہو گئے۔

(۴) من اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا قالت قالت لی فاطمة لیلة دخل علی صحت الارض فحل ثوبہ وجمہا
واصحت فاصبرت والدی علیہ علیہ سلم فھول سجدة طویلة ثم رفع رأسہ وقال یا فاطمة ابشری بطیب
النسل فان اللہ فضل بک علی سائر خلقہ واما الارض ان تحل ثوبہ بالخیار ہا و ما یجری علیہ وجہہا من
غرق الارض الی غیرہا (مطالع البستول للعلامة بن طلحة الشافعی) اسرار بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت
ہے کہ مجھ سے جناب فاطمہ علیہا السلام نے ذکر کیا کہ جس رات جب یا امیر مہر سے پاس تشریف لائے مہینے زمین کی آواز
کو سنا کہ ان سر بائین کر رہی تھی اور وہ زمین سے بائین کرتے تھے مہینے صبح کو اپنے والد صلی اللہ علیہ وسلم کو
اسکا کہہ کیا حضرت سجدہ میں گر گئے اور دیکھے بعد مہر اٹھا کر فرمایا اے فاطمہ تجھے بشارت ہو پاک نسل کو سنا
بے شک اللہ تعالیٰ نے تیرے شوہر کو تمام خلقت پر فضیلت عطا کی ہو اور زمین کو حکم دیا ہے کہ تمہارا خبر سو اور
جو کچھ کہ اس پر مونیوالا ہے مشرق و مغرب تک اسکو کہہ سنا ہے۔

(۵) قال الشیخ ابو عبد اللہ الخلیفہ الخوارزمی کل ان معاویة قال جلساءہ انی اریکم علم علی فاند لا
یقول الباطل فدعا ثانیہ رجال من ثقاتہ وقال لھم امضوا حتی تصیر لجمیعنا من الکوفۃ علی مرحلہ
ثم توالوا علی ان تنعونی بالکوفۃ ولکن حد یحکم واحد فی ذکر العلة والیوم والوقت وموضع القبر
ومن تولی لصاۃ علیہ وغیر ذلک حتی لا تختلفوا فی شئی ثم لیدخل الثانی فلیخبر بمثلہ ثم لیدخل
الثالث فلیخبر بمثل خیر صاحبہ وانظر۔ اما یقول علی فخرجوا کما امرہم معاویة ثم دخل احدہم وهو
راکب فقال لہ الناس بالکوفۃ فمن ابن جثت قال من الشام قالوا لہ ما الخبر قال ثم معاویة فانتم علیا
فقالوا رجل راکب من الشام یخبر بموت معاویة فلم یجمل علی بذلک ثم دخل اخر من الند فقال
لہ الناس ما الخبر فقال مات معاویة وخبر بمثل خیر صاحبہ فانواعلیا فقالوا رجل راکب الخ فخرج من موت
معاویة بمثل ما خیر صاحبہ ولم یختلف کلامہا فامسک علی ثم دخل الاخر فی الیوم الثالث فقال الناس
ما الخبر قال مات معاویة فسالوا عنک ما حد فلم یخالف قول صاحبہ فانواعلیا فقالوا یا امیر المؤمنین قد
حد الخبر هذا راکتک قد خیر بمثل خیر صاحبہ فلما کثر واعلیہ قال امیر المؤمنین کلا او تخضب حد من

کہتے ہیں میں ہی نہیں لوگوں میں رہتا جنہوں نے اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوا تھا پس میں اس کو
 پوشیدہ رکھا اس لیے خدا نے مجھ کو یاد کیا۔ زید بن عرقم اس گواہی کے نہیری پر تمام عمر مادم رہے اور توبہ کر کے
 (۷) عن ابن عمر ان سید المؤمنین قال علی المنبر انا عبد اللہ والحرار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورثت
 نبی الرحمة ونکحت سیدۃ النساء اهل الجنة وانا سید الوصیین واخو وصیاء البنین لا یدعی الی غیر الی الا
 اصابعہ بسوہ فقال رجل من ہبہ لا یحسن ان یقول ہذا انا عبد اللہ واخو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فلم یرج من مکانہ حتی تخطیہ الشیطان فجرب جلد الی باب المسجد فسالناہ قومہ هل تعرفون بہ عرفنا
 قبل ہذا قالوا اللہم لا راخو جہ بن مرد وہ (طلحہ بن عرقم سے منقول ہے کہ جبنا بامیر علیہ السلام ایک دفعہ منبر پر گئے
 لگے میرے ہاں اکا ہندہ اور اس کے رسول کا بہائی ہوں میں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ورثہ پایا ہے میں نے سیدہ فاطمہ
 اہل الجنة سے نکاح کیا ہے میں تمام وصیوں کا سرور ہوں میں تمام نبیوں کے وصیوں کا آخر و ہی ہوں۔ میرا
 کوئی اسکا دعویٰ نہیں کر سکتا اور اگر کرے گا تو خدا تعالیٰ اس کے ساتھ برائی سے پیش آئے گا۔ یہ سن کر قوم عہد کا ایک
 آدمی کہنے لگا۔ کیا بری بات ہے اپنے منہ سے یہ کہنا کہ میں خدا کا ہندہ اور اس کے رسول کا بہائی ہوں یا بی اس پر یہ کہتے
 کہتے ہوئے کچھ دیر نہیں گزری تھی کہ شیطان نے اس کو دیکھا نہ بنا دیا۔ اور لوگوں نے اسے ٹانگ کر پکڑ کر مسجد کے دروازہ
 سے باہر گھسیٹا۔ مہینے کی قوم سے پوچھا کہ یہی پیشہ میری اس کو یہ عارضہ ہوا تھا وہ خدا کی قسم کہا کرتے تھے ہرگز نہیں
 (۸) عن طلحہ بن عمر انہ قد لئنا من سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاً فعلی مولاً فشهدنا
 عشر رجلا من انصارہ انہ بن مالک فی القوم لہ شہاد فقال لہ امیر المؤمنین یا انس ما منعک ان تسمع
 وقد سمعت ما سمعوا قال یا امیر المؤمنین کبرت ومنیت فقال امیر المؤمنین اللہم ان کان کاذباً فاحرق
 بیما منی او بوضیح لا توارہ العماۃ قال طلحہ بن عمر فاشہد باللہ لقد رأیتہ بیضاً بین عینہ راحۃ
 ابن مرد وہ (طلحہ بن عرقم سے منقول ہے کہ ایک دفعہ جبنا بامیر علیہ السلام نے ان لوگوں کو قسم دیکر پوچھا جنہوں نے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے من کنت مولاً فعلی مولاً کی حدیث کو سنا تھا۔ انصار کو بارہ آدمیوں نے اس کی
 شہادت بیان کی انس بن مالک بھی لوگوں میں موجود تھے لیکن اسکی گواہی دینے سے سکت رہی تھا بامیر نے
 ان کو فرمایا اسے اس نیکو کس بات نے ایسے شہادت کو بیان کرنے سے روک دیا تھا۔ باوجودیکہ جو کچھ ان لوگوں نے سنا
 تھا۔ قسم نے ہی سنا تھا انس بن عرقم نے اور ان بیان کا مدد کرنے لگا۔ جبنا بامیر نے فرمایا اے میری پروردگار اگر یہ
 جھوٹ کہتے ہیں۔ تو انکی پیشانی پر جس کا ایسا داغ لگا دے کہ وہ عامرہ سے نہ چپکے طلحہ بن عمر کہتے ہیں کہ
 میں خدا کی قسم کہا کرتا ہوں کہ میں نے اس پر جس کے داغ کو انکی پیشانی پر دیکھا تھا۔

(۹) حکم ان عایا انہم رجلا یقال لہما اشرار برقم اشرارہ الی معاویۃ فانکف لک وجہ فقال امیر المؤمنین

تخلف بالله انك ما فعلت قال هل ان كنت كاذبا فاعمل الله بصرك فما دارت الجمجمة حتى عمل مطلقا
 (الستول) روایت ہو کہ جناب امیر نے غرار نامی ایک شخص پر جرم لگایا کہ وہ معاویہ کو انکی خبریں پہنچاتا تھا اس نے انکار کیا
 جناب امیر نے فرمایا تو قسم کھا سکتا ہو اس نے قسم کھا کر یہی انکار کیا جناب امیر نے فرمایا اگر تو نے جھوٹی قسم کھائی ہے
 تو خدا تیری بنیالی کو دودھ کر دیگا۔ اس پر ایک جمہور بھی گزرنے نہ پایا تھا کہ وہ اندھا ہو گیا۔

(۱۰) عن علی بن زاذان ان علیا حدث حدیثا فکذبہ جل قال حل ادعوا علیک انکنت صادقاً قال نعم فکذب
 علیہ فلم یضرب حتی ذهب بصره اخبرہ احمد فی المناقب والطبری فی الاوسط وابو نعیم فی الدلائل علی بن اوزان
 سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام ایک بات بیان فرما رہے تھے ایک شخص نے اسکی تکذیب کی جناب امیر نے فرمایا اگر تو سچا
 ہے تو میں تجھے پڑوا کر دن وہ کہنے لگا بہتر ہے جناب امیر نے دعا کی۔ ابھی وہ وہاں سے لوٹا ہی نہ تھا کہ اندھا ہو گیا

(۱۱) لما توجه علی الى صفین واحتاج اصحابه الى الماء والتسقي يمينا وشمالا فلم يجدوه فعدل بهم امير المؤمنين
 عن المجادة قليلا فلاح لهم ويرى البرية فساروا يسالون من فيه عن الماء فقال بينكم وبين الماء فرسحنا
 فسيرنا الى حيث اقول لكم لعلكم تدركون الماء فقال امير المؤمنين اسمعوا ما يقول الراهب فقالوا يا امرنا
 از نسیر الى حيثنا وعلی لیتنا لعلنا ندرك الماء لیس بنا قوة فقال علی لا حاجة بكم الى ذلك ولوی غنق بقلک

نحو القبلة و اشار الى مكان بهربا لدير فقال اكشفوا فكشفوا فظهرت لهم حفرة عظيمة فقالوا يا امير
 المؤمنين ههنا حفرة لا يعمل فيها فقال هذه الصخرة على الماء فاجتهدوا في قلعها فما زالت عن موضعها
 فاجتمع القوم وجعلوا في تحريكها فلم يجدوا الا ذلك سبيلا واستصعبت عليهم فلما رأى ذلك كعب

رجله عن سرجه ثم حصر عن ساعده ووضع اصابعه تحت جانب الصخرة فحركها وقلعها بيده فظهر لهم الماء
 فشربوا وكان اعذب بما هو شربوا في سفرهم و ابردة ثم جازوا الى الصخرة فتناولوها بيده ووضعها حيث
 كانت والراهب ينظر من فوق ديرة فتادى يا قوم فارتلوا فتوقف بين يدي امير المؤمنين فقال يا هذا انت
 نبی مرسل قال لا قال فملك مقرب قال لا قال فمن انت قال انا وصي رسول الله محمد بن عبد الله خاتم

النبیین صلی اللہ علیہ قال ابسط يدك اسلم علی يدك فبسط امير المؤمنين والراهب اسلم علی
 يدہ (مطالب الستول) روایت ہو کہ جناب امیر علیہ السلام صفین کو تشریف لیچے کہ ہتھ میں جناب امیر کے
 لشکر کے پاس پانی نہ رہا دہنے بائیں ڈھونڈ اکسین پانی کا پتہ نہ ملا جناب امیر نے انکو ایک پک ڈنڈی دکھا کر فرمایا
 اس طرف چلو۔ تھوڑی دیر جا کر میدان میں عیسائیوں کا ایک کلیسا ملا لوگوں نے اس کے پاس جا کر اس کے پادری

سے پانی کو بابت پوچھا۔ اس نے جواب دیا کہ پانی بیان سے دو فرسخ پر ہے جس طرف میں تمہیں بتاتا ہوں اس طرف
 چلے جاؤ۔ امید ہے کہ تمکو پانی مل جائیگا۔ امیر المؤمنین نے فرمایا سنو رہے کیا کہتا ہے لوگوں نے عرض کیا و

ہکو وہ فرسخ پر پانی کا پتہ بتایا ہے۔ لیکن وہ اتنا تک پہنچنے کی ہم میں طاقت باقی نہیں۔ جناب اب میرے فرمایا اس طرف جانکی تھو کہ ضرورت نہیں قبل کی طرف گھوڑا سونہ پیر کر اس دیر کے قریب اشارہ کیا اور فرمایا یہاں کوٹھ لوگ کہو نہ لگو۔ ایک بھاری چٹان نظر آئی۔ لوگوں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین اس چٹان میں اب کام نہیں ہو سکتا جناب اب میرے فرمایا یہ چٹان پانی کے سونہ پیر۔ لوگ اس کے اکھاڑ نہیں کوشش کرنے لگے ہکو جنبش تک نہ ہوئی۔ تمام لشکر نے متفق ہو کر نہ سہارا مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہلی جڑبٹ کر کے لوگ اس کے اکھاڑنے سے عاجز آ گئے جناب اب میرا بچہ گھوڑے سے اترے اور اپنی ہتھکڑیوں کو ٹھارہ اور اس چٹان کے نیچے انگلیاں گاڑ کر اسکو ہلایا اور اپنے ہاتھ سے اکھاڑ لیا اس کے نیچے نہایت پیشے پانی کا چشمہ نکل آیا۔ لوگ دوڑ کر اسکا پانی پیئے لگے انکو تمام سفر میں ایسا شندھا اور میٹھا پانی کہ میں نہیں ملا تھا۔ رہا بچہ دیر سے یہ تمام کیفیت دیکھ رہا تھا۔ لوگوں کو آواز دیکر کہنے لگا مجھے نیچے اتار دو جب ہکو چپکے نیچے اتارا جناب اب میرے سامنے دست بستہ کھڑے ہو کر کہنے لگا کیا آپ نبی سرل میں آئے فرمایا نہیں۔ پھر کہنے لگا کیا آپ مقرب فرشتہ ہیں جناب اب میرے فرمایا نہیں وہ عرض کرنے لگا پس آپ کون ہیں۔ فرمایا میں خدا کے رسول محمد بن عبد اللہ تمام نبیوں کے خاتم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہی ہوں درجئے کہا آپ ہاتھ بڑھائیں کہ میں آپکے ہاتھ پر حیت کروں اور اسلام لاؤں آپ نے ہاتھ بڑھایا اور یہ آپکے ہاتھ پر اسلام کے مشرف ہوا۔

(۱۲) عن البراء بن عازب یحییٰ امہ عنہ قال قال علیؑ یا براء یقتل ابی الحسن و انت حی فلا تنصرہ فلما قتل الحسن قال البراء صدق علیؑ قتل الحسن ولم انصرہ و اظہر الحسرة علی خلائک و الندم رمتک السلا) براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جناب اب میر علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد کیا اے براء انسو سے کہ میرا بیٹا حسین قتل ہوگا اور تو نہ ہوگا اور اسکی مدد نہیں کریگا جب جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے تو براء بن عازب کہنے لگو جناب اب میر نے سچ فرمایا تھا کہ حسین شہید ہو گئے اور میں نے انکی مدد نہ کی۔ تمام عمر براء بن عازب اظہار حسرت و ندامت کرتے رہے۔

(۱۳) عن عبد اللہ قال اتینا مع علیؑ فرسنا یوضع قبال الحسن فقال علیؑ ہونا مناخ رکابہم و ہونا موضع رکابہم و ہونا ملاقا دنا انکم فقیہ من آل محمد صلی اللہ علیہ علی آلہ و سلم یقتلنا ہذا المرحۃ تبکی علیہم السلام و الارض دریا حق لہنصرہ) عبد اللہ سے روایت ہو کہ ہم جناب اب میر علیہ السلام کے رکاب سوار تھے اب جگہ پر جہان کو جب با امام حسین علیہ السلام کا مرقہ مطہر واقع ہے گندہ جناب اب میر فرماتے لگے یہاں انکو نہایت شہیدین گئے بیان یہاں کیا ہوگا۔ بیان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے زوحانون کا خون بہیگا انہر اسلمن امند من و عین گئے۔

(۱۳) قیل ان الحجاج قال ذات یوم احب ان نصیب رجلا من اصحاب ابی تراب فاقربہ الی اللہ بدمہ فقیل لہ ما نعلم احدا اطول محبة لابی تراب من قبر مولاه فطلبہ فاتی بہ فقال انت قنبر قال نعم قال مولیٰ بن ابی طالب قال اللہ مولای امیر المؤمنین علی ولینعتی قال ابر من دینہ قال بنی علی دیننا افضل منہ قال انی اقتلک فاخترای قتلتک احب الیک قال صیر ذلک الیک قال لہ قال لا تقتلنی قتلتک الا قتلتک مثلاً ولقد اخبرنی امیر المؤمنین ان منیتی تتکون ذبحاً ظلماً بغیر حق فامر بہ فذبح رکفایہ الطالب کہتے ہیں کہ ایک فدحجاج کہنے لگا میری آرزو ہے کہ اگر کوئی جناب امیر کا دوست ملجائے تو میں اس کے قتل کرنے سے خدا کا قرب حاصل کروں، تو گون نے کہا کہ جناب امیر کی خدمت میں قبر سے زیادہ کوئی ہر وقت کا سہنے والا اب نظر نہیں آتا۔ اس نے قبر کو بلوایا جب قبر پر آیا کہنے لگا تو جناب امیر کا غلام ہے اور تیرا ہی نام قبر ہے قبر نے جو ابد یا خدا میرا سولا ہے اور امیر المؤمنین میرے ولی نعمت تھو۔ حجاج نے کہا تو انکے طریق پر تیرا کہہ۔ قبر نے کہا تو مجھے انکے طریق سے کوئی بہتر طریق دکھا دے کہ میں ایسا کروں۔ حجاج نے کہا میں تجھے مار ڈالوں گا تو جس طرح سے قتل ہونا پسند کرتا ہو بیان کر قبر نے کہا یہ امر میں تیرے سپرد کرتا ہوں حجاج نے کہا یہ کیوں قبر نے کہا کہ سوائے کہ مجھے جس بوت سے تو مجھے زہل پہنچا اسی بوت سے تجھے مار ڈالوں گا کیوں کہ جناب امیر نے مجھے فرمایا ہے تیری موت نہیں ہوگی مگر بلا وجہ از روی ظلم و بکر کیے جانے سے۔ حجاج نے انکو ذبح کر ڈالا ۛ

(۱۴) قیل ان الحجاج طلب کسیر بن نایاد فہربہ ففقط حطام قومہ فلما رای ذلک قال انا شیخ کبیر قد لقد عمری ولا ینبغی ان احرم قومی عطیاً ثم فخرہ الی الحجاج فقال قد کنت احب ان اجد علیک سبیلاً فقال لہ کسیر لا تصرف انیابک فما یجوز من عمری الا القلیل فاقض ما انت فان الموعد للہ وبعد القتل حساب ولقد اخبرنی امیر المؤمنین علی انک قاتلی نصر بن علفہ رکفایہ الطالب کہتے ہیں حجاج نے کسیر بن زیاد کو مار دیا علیہ کو بلا سبب وہ خوف سے بھاگ گئے حجاج نے انکی قوم کی تنخواہ بند کر دی جب کسیر کو معلوم ہوا کہ میری قوم کی تنخواہ بند کی گئی ہے۔ کہنے لگے میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری عمر گزر چکی ہے مجھ کو نہیں چاہیے کہ اپنی قوم کی تنخواہ بند کر اؤں اور جیتا رہوں۔ حجاج کے پاس خد چلے گئے۔ حجاج نے کہا میں تمہاری عینے کا رستہ ڈھونڈ رہا تھا۔ کسیر نے اس سے کہا تو اپنے دانتوں کو مجھ سے ست ہٹا میری عمر اب بہت تھوڑی رہ گئی ہے جو تیرا دل چاہے سو کر کل خدا کے وعدہ کا دن ہے اور قتل کے بعد طور حساب ہوگا۔ مجھ کو امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے پیشتر کہہ دیا تھا کہ تو میرا قاتل ہو۔ پس نہ حجاج نے انکے قتل کا حکم دیا اور وہ مار گئے ۛ

(۱۵) عن جندب بن عبد اللہ الاربعی قال شہدت مع الجبل الوضی وکلا الیک فی قتالہم حتی ظننا

النہر ان فل دخلی شک وقلت قلنا وخیارنا نقتلہم ازہذا الامر عظیم فخرجت غداً المشی سے ادا وکافی
 برزت عن الصفوف فکرت رجبی ووضعت ترسی واستترت من الشمس فانی لجالس اذا ورد امیر المؤمنین نقلاً
 یا اباخاکا فرم اسے کہ ظہور قلت نعم فنا ولدت الاداد ووقتہ فمضی جئے لہ ارہ واقبل وقد نظر فجلس فی ظل التری
 فاذا فارس یسال عنه فقلت هذا یا امیر المؤمنین فارس یریدک قال فاشار الیہ فجاء فقال یا امیر المؤمنین
 قد جبر القوم وقد قطعوا النہر فقال کلاماً عبراً اذا جاء اخر فقال یا امیر المؤمنین قد جبر القوم فقال یا
 عبراً فقال واسہ ماجئت حقیراً یت الرایات فی ذلک الجانب قال واسہ ما فعلوا وانما صرعم ومہراق
 دماؤہم ثم رفض ونهضت معہ فقلت فی نفسی الحمد لله الذی ابصر فی هذا الرجل وعرضتی امر
 هذا احد رجلین اما کذاب جبار وعلمی بینہ من ذمہ وعہد فی نفسی اللهم انی اعطیتک عہداً لک
 عنہ یوم القیمۃ ان انا وجئت القوم قد عبراً ان اکوت اول من یقاتلہ واول من یطعن بالرمح فی عینہ
 وان کانوا لم یعبروا لہ اتم علی المشاجرة والقتال قد فعنا الالصفوف فوجہنا الرایات والاثقال
 ہما لہا فاخذ بقفائی ودفعنی وقال یا اباخاکا زد ابین لک الامر قلت اجل یا امیر المؤمنین رملک
 المستول) جنڈ بن عبد اللہ الارزی سے منقول ہر کہ میں جبل اور صفین میں جناب امیر کی خدمت میں حاضر تھا
 مجھ اندونون لڑائیوں کی نسبت کسی قسم کا شبہ پیدا نہ ہوا جب ہم نہروان پر جا ترے سے میرے دل میں شبہ پیدا
 ہو گیا کہ ایسے نیک بندہ قرآن کے قاریوں کو مارنا پڑیگا یہ بات تو بڑی بہاری معلوم ہوتی ہے۔ دوسرے
 صف میں ٹھکتا ہوا صفوں سے دور نکل گیا وضو کا لوٹا میرے ہاتھ میں تھا۔ سینے اپنے نیزہ کو گاڑ دیا اور
 آفتاب کی تازت سے اپنی ڈھال کا سایہ کر کے بیٹھ گیا۔ ناگاہ جناب امیر ہی وہاں تشریف لے آئے۔ اور مجھ
 فرمایا اسے بہائی اندو کیا تیرے پاس کوئی لوٹا ہے میں نے لوٹا انکو دیدیا وہ لوٹا لیکر میری نظروں سے غائب
 ہو گئے اور طہارت کر کے چلے آئے اور ڈھال کی آڑ کر کے اسکے سایہ میں بیٹھ گئے اتنے میں ایک سوار
 انکو پوچھتا ہوا انکل سینے جا کر عرض کیا یا امیر المؤمنین یہ سوار آپکو پوچھتا ہے آپ نے اسے اشاری سے اپنی
 نزدیک بلا لیا وہ کہنے لگا یا امیر المؤمنین نہروانی دریا کے اسٹی ر چلے گئے ہیں جناب امیر فرمانے لگے وہ
 ہرگز اس پار نہیں گئے اتنے میں دوسرا سوار آکر کہنے لگا وہ لوگ دریا سے پار ہو گئے ہیں آپ نے فرمایا وہ پار نہیں
 ہوئے یہ سوار کہنے لگا بخدا میں نے جب تک دیکھ نہیں لیا کہ انکے علم دریا سے پار ہو گئے تب تک میں وہاں
 سے نہیں ٹلا جناب امیر نے فرمایا وہ دریا سے پار نہیں اترے دریا کا ہی کنارہ انکے لوٹ پوٹ ہونے
 کی جگہ ہے اسی جگہ انکا خون بہے گا یہ بات فرما کر اٹھ کھڑے ہوئے اپنے جی میں کہ خدا کا شکر ہے
 میں نے مجھ اس شخص کے امر کو دیکھا دیا ہے یا تو یہ جھوٹ بولتا ہے یا اسکے پاس کوئی دلیل موجود ہے

میں نے اپنے جی میں عہد کیا کہ اسی پروردگار میں عہد کرتا ہوں اور قیامت کے دن تو مجھ کو اس عہد پر باز پرس کروا کر
میں نے نہروانیوں کو دیکھا کہ دریائے پارا تر گئے ہیں تو سب پہلو اپنے نیزم کے ساتھ میں اس شخص کے بیٹے جناب امیر
کرونگا اور اگر نہ گزری ہو گئے تو میں انکی طرف سے لڑنے میں کوتاہی نہیں کرونگا اتنے میں جناب امیر رضی
عہد نے لشکر کو کوچ کر نیکا حکم دیا جب دریائے قریب پہنچے تو انکے علم دریائے گندری ہوئے نیا ٹو۔ اور
وہیں انکا سامان موجود پایا جہاں کہ جناب امیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا اتنے میں جناب امیر نے پیچھے جو
سیری گردن پڑ کر کہا اے اٹالا زدا ب تجھے اصل حقیقت معلوم ہو گئی میں نے عرض کیا بے شک یا امیر
المومنین ۔

(۱۶) عن جعفر بن محمد عن ابیہ علیہ علیہ السلام قال عرض لعلی رجلا فی خصم فجلس فی اصل جدار
فقال رجل یا امیر المومنین الجدار رقیع فقال له امعن بکفی بالله حلوا ففقی بین الرجلین فاقام سقطا الجدار (انظر ہجوم
فی الدلائل والسیوط فی تاریخ الخلفاء) جناب امام جعفر صادق علیہ علیہ السلام اپنے والد ماجد امام محمد
باقر علیہ التحیۃ والثناء سے روایت کرتے ہیں کہ دو شخصوں نے اپنا جھگڑا جناب امیر کے سامنے پیش کیا آپ ایک
دیوار کے نیچے تصفیہ کے لیے بیٹھ گئے۔ ایک شخص کہنے لگا یا امیر المومنین یہ دیوار گری ہی ہے آپ نے فرمایا
تو جلا جا خدائے مہربان ہے آپ انکا تصفیہ کر کے اٹھے اور وہ دیوار گر گئی ۔

(۱۷) عن الحارث قال كنت مع علی بصفین فرأيت بعیرا من اهل الشام حار وعلیہ اکبه وثقله فالقی
ما علیہ وجعل یخلل الصفون حتى انتهى الی علی فوضع رأسه ما بین رأس علی ومنکبه وجعل یحرق ثنائه
ینظر ان یختره فقال علی انہا لعلامة بینی و بین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رہا من النضر) حارث سوراہت ہر
کہ میں جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ صفین میں موجود تھا ناگاہ میں نے دیکھا کہ شامیوں کا ایک اونٹ اپنے
سوار اور بوجہ کو ہینک کر صفین چیرتا ہوا چلا آیا۔ اور جناب امیر علیہ السلام کے پاس آکر ٹھہر گیا اور اپنا
سہنہ جناب امیر کے کندھے پر رکھ کر اپنے ہوشوں کو ہانے لگا۔ گویا کہ اے کچھ خبر بیان کر رہا تھا جناب امیر
نے فرمایا و امیر یا ایک علامت ہر میرٹھیے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ۔

(۱۸) عن ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ عوا علیا فأتیت بیتہ
فنادیتہ فلم یجبنی فعدت فاخبرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لی عدالیہ ادعہ فانہ قد ایت
قال فعدت انادیہ فسمعہ جئت حتی رجا لطن فثارفت فاذا الرجا لطن ولیس معہا احد فنادیتہ
فخرج الی منشر حافلت لہ از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجاہد ثم لما ازل انظر الی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ھو یظن الی شئ فقال یا ابا ذر ما شانک فقلت یا رسول اللہ عجیب من العجیب آیت

حقاً لمن فی بیت علی وعلیہا فقال یا ابا ذر اللہ ملئکة سیاحین فی الارض وقد وکلوا
 بمحوئال محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا خیر الملائکة (ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ایک دفعہ سرور
 انبیاء علیہ التحیۃ والثناء نے مجھے علی علیہ السلام کے بلائیکو بھیجا سینے انکے گہر میں آواز دیا مجھ کو کہ جواب نہ ملا میں
 لوٹ کر حضرت کے حضور چلا آیا حضرت نے مجھ سے فرمایا تم پہر جاؤ علی گہری میں ہیں۔ سینے پہر اگر آواز دی اور چلی
 کے چلنے کی آواز سنی سینے جہاں کہ دیکھا کہ چلی خود بخود چلی رہی ہے کوئی اسکو جلا نہیں رہا سینے جہاں تاثیر کو
 بلایا وہ ہنستے ہوئے باہر تشریف لائے سینے ان کو کہا آپ کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم یا وفرا تم میں وہ میرے
 ساتھ تشریف لائے میں آنحضرت کو دیکھنے لگا حضرت ہی مجھ کو بار بار دیکھتے رہے پہر حضرت نے مجھ سے ارشاد کیا
 لے ابا ذر تیرا کیا حال ہے سینے عرض کیا یا رسول اللہ سینے ایک عجیب امر دیکھا ہے کہ علیؑ کے گہر میں خود بخود چلی چلتی
 تھی اسکو کوئی جلا تا نہیں تھا حضرت نے فرمایا لے ابا ذر خدا کے فرشتے سیر کرتے پہر تے میں اور وہ آل محمد صلی
 اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لیے مامور ہیں ۔

جناب امیر کے لیے آفتاب کا واپس ہونا

(۱) عن اسلم بنت عمیس و ام سلمة و جابر بن عبد اللہ الانصاری و ابی سعید الخدری و الحسن بن علی
 رضی اللہ عنہم ان النجوم صلی اللہ علیہ وسلم کان ذات یوم فی منزل علی بن یدیعہ اذا جلا جہیل ینالجیہ عن
 اللہ عز وجل فلما انقش الوحی توسد فخذلہ ولم یرفع حتی غابت الشمس فصلی العصر جالساً ایماً فلما افاق
 قال لعلی فانتک العصر قال صلیتہا قاعدا ایماً فقال ادع اللہ یرد علیک الشمس حتی تصلیہا قائماً فی وقتہا
 فانہ یحبک لطاعتک للہ و لرسولہ فقال اللہ فی ردہا قدرت علیہ حتی صارت فی موضعہا من السماء
 وقت العصر فصلیہا ثم غربت واللہ لقد سمعنا بها عند غروبہا کصیر یل المنشار راخرب اللہ و کابی و
 ابن شاہین و ابن منذر و ابن مرد دیم) اسما بنت عمیس ام المومنین ام سلمہ اور جابر بن عبد اللہ الانصاری
 اور ابو سعید خدری اور جناب امام حسینؑ سے روایت ہو کہ ایک دفعہ سرور کائنات اپنے دولہانہ
 میں تھے اور جناب امیر حضورؐ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے ناگهان جبریل علیہ السلام خدا کی طرف کچھ ازیں
 کر نیچے لیے تشریف لائے حضرت بیہوش ہو گئے اور جناب امیرؑ کے زانو پر ساق دس کھکڑیٹ گئے ادا قتل کے
 غروب ہونے تک آپ بیہوش رہے جناب امیرؑ نے عصر کی نماز کو بیٹھے بیٹھے اشاروں سے ادا کیا جب حضرت کو
 افاقہ ہوا تو علیؑ سے فرمایا شاید تمہاری عصر کی نماز فوت ہو گئی ہے عرض کیا سینے بیٹھے بیٹھے اشاروں
 سے ادا کی ہے حضرت نے فرمایا تم خدا ادا اسکے رسول کی اطاعت میں تھے تم دعا کرو خدا تمہارے

لیا آفتاب کو لوٹا دے تاکہ تم کثرت ہو کر نماز کو وقت پر پاؤ اور جناب امیر نے دعا کی آفتاب لوٹ آیا یا شک کہ آفتاب
پر عصر کے وقت کی جگہ قائم ہو گیا۔ اور جناب امیر علیہ السلام نے عصر کی نماز کو وقت پہنچا دیا۔ پھر آفتاب
غروب ہو گیا۔ اسمار بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں خدا کی قسم ہے ہم نے اس کے غروب ہونے
کے وقت ارہ کے چلنے کی سی آواز سنی۔

تفسیر۔ قال سبط بن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامم الخرج الطحاوی فی مشکلات الحدیث وابن عثام
وابن منذر کلہم عن اسماء بنت عمیس بن مردویہ عنہا وعن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان
یوحی الیہ وہ ابیہ فی حجر علی وهو لم یصل العصر حتی غابت الشمس فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصلیت
یا علی قال لا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان فی طاعتک وطلعت رسولک فاراد علیہ الشمس قالت فرأیتھا غرت
ثم رأیتھا طلعت بعد ما غربت ووقفت علی الجبل وذلك فی الصہبار فی خیبر وهذا الحدیث اردہ ابن الجوزی
فی الموضوعات وقال فی سندہ ضعفہ وقد سبقہ احمد وقال لا اصل لهذا الحدیث وتبعہما العادین الکثیرین و
الذہبی وغیرہما واجیب بان المجروحین فی سندہ قد وثقہم بعض العلماء وبان الحدیث صرح بتبعہما جماعۃ
من الائمة الحفاظ کا الطحاوی والقاضی حیاض وغیرہما وقال الطحاوی هذا الحدیث ثابت ذواتہ ثقات وحکی
عن احمد بن صالح المصری انہ کان یقول لا یجوز لاهل التخلع عن ثلث النماز لانہ من علامات النبوة و
احسنہما ایضا ابن الجوزی علی هذا بما صرح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الشمس لم تجس الا لیوشع بن نون لہما
سارا الی بیت المقدس وقیل فی جوابہ انما لقی صلی اللہ علیہ وسلم وقوفہا والحدیث فیہ الطلوع بعد المغیب فلا تضام
بینہما وبالجواب الطحاوی والمخالف بن حجر جواب آخر وهو ان المصر محمول علی ما مضی للانبیاء قبل
نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فلم یجس الا لیوشع بن نون ولیس فیہ فحہ حبسہا بعد ذلک لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم
وقال علامہ یوسف سبط بن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامم والجواب بان قول جک هذا تحت موضوع بلا
شک دعوی من غیر دلیل طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے مشکلات الحدیث میں اور ابن شامین اصحاب سندہ دونوں صاحبین
نے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے اور ابن مردویہ نے ابراہیم بن ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث کو روایت کیا ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ وحی نازل ہوئی اور حضور اپنا سر اقدس جناب امیر کی گود میں رکھ کر لیٹ گئے جناب
امیر نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی کہ آفتاب غروب ہو گیا حضرت نے اسے پوچھا یا علی تم نے نماز پڑھی ہے عرض کیا یا
رسول اللہ نہیں پڑھی حضرت نے جناب امیر کی ہنر دیکھی کہ اسے کیر پر دھار کر بیٹھ کر اور تیرے رسول کی فرمانبرداری
میں مصروف تھا اس لیے آفتاب کو لوٹا دے اسماء بنت عمیس روایت کرتی ہیں کہ میں نے دیکھا آفتاب غروب ہو چکا ہے
اور غروب ہونیکر بعد پھر پہاڑ پر کھڑا ہو گیا اور صبحا زخیر میں واقع ہوا۔

احديث کو علامہ ابن جوزی نے موضوعات میں لکھا کرنا ہے۔ کہ اسکی سند میں رادی ضعیف میں امام اس سہیل
امام احمد نے ہی لکھا ہے کہ احديث کی کچھ اصلیت نہیں ہو۔ عماد بن کثیر اور ذہبی وغیرہ نے ہی انہیں کی پیروی
کی ہے *

میں جواب دیتا ہوں کہ جن راویوں کو آپ مجروح قرار دیتے ہیں انہیں کو بعض علما نے ثقہ قرار دیا ہے۔ اور انہیں
کی ایک جماعت مثل طحاوی اور طحاوی عیاض رحمہما اللہ نے احديث کی سحت کے ساتھ تصریح کی ہے۔ طحاوی
رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث ثابت ہو۔ اور اسکے تمام راوی ثقہ ہیں احمد بن صالح مصری سے نقل ہے
کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اس اسرار والی حدیث کے برخلاف ہونا اہل علم کو جائز نہیں۔ کیونکہ یہ نبوت کا معجزہ ہے
ابن جوزی نے یہی اعتراض کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آفتاب سوا یوشع بن نون کے
اور کسی کے لیے نہیں روکا گیا۔ یا سارنبت عمیس سے اللہ عنہا کی حدیث کے معارض ہے *

اسکے جواب میں علماء حدیث نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آفتاب کے روکے جانیکے نفی فرمائی ہے نہ
آفتاب کے دوبارہ طلوع ہونیکے اور اسما بنت عمیس کی حدیث میں آفتاب کے غروب ہونیکے بعد ہر طلوع ہونے کا ذکر
ہے نہ آفتاب کے روکے ہونیکا۔ اسلئے دونہ حدیثیں ایک دوسری کے متضاد نہیں۔ چنانچہ طحاوی نے ہی یہی
جواب دیا ہے *

حافظ ابن حجر نے ایک دوسرا جواب دیا ہے کہ یوشع بن نون والی حدیث میں زمانہ گذشتہ کا حصر ہے کہ انبیاء و سلف میں
بجز یوشع بن نون کے اور کسی نبی کے لیے آفتاب غروب ہونے سے پہلے نہیں روکا گیا ہے۔ نہ یہ امر کہ بعد ہمار نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہی نہیں روکا جائیگا۔

علامہ یوسف سبط بن الجوزی تذکرہ خواص الامہ میں اپنے جد علامہ ابن جوزی کے قول کا جواب دیتے ہیں کہ
میرزا واداکا یہ کہنا کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ بیشک ایسا دعویٰ ہے کہ جسکے لیے کوئی دلیل نہیں *

جب حضرت نے اپنا لقا دہن لگایا پھر خنا میر کی گتھیں نہیں دیکھیں

۱) عن علی قال ما رمت منذ قتل النبی صلی اللہ علیہ فی عینی (اخرجه احمد) وابو یعلی وابو الخیر القزینی
جنا بپر علیہ السلام فرماتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا سو وقت
میرے آنکھیں نہیں دیکھیں *

حضرت نے جب دھلی رت کے جناب پیر سجاد نہیں ہوئے

عن علی قال قلت لعلی بن ابی طالب ما اقول الا ان کان اجل قد حضر فارضی وان کان
 متاخراً فارضی ان کان بلاء فصبر فقال علی بن ابی طالب کیف قلت فاعاد علیہ ما قال فضر به برجلہ و
 قال اللہ عز وجل واشعہ قال فما شکرت ورجع علی بن ابی طالب اخبر الترمذی جناب امیر علیہ السلام کہ روایت ہے کہ میر
 ایک تو بیمار تھا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں کہہ مارتھا۔ اے پروردگار اگر میری اجل قریب آگئی
 ہے تو مجھے آسائش دے اور اگر میرے سر نہمین ابھی تاخیر ہے تو مجھے اس مرض سے شفا دی اور اگر امتحان ہے
 تو مجھے صبر عطا کر حضرت نے مسک فرمایا تو یہ کیا کہہ رہا ہے میں نے کہا اے اللہ کیا آپ نے اپنے پاؤں سے مجھے ٹھکرا کر
 فرمایا ہے پھر وہ گاراسکو شفا دیو جناب امیر روایت کرتے ہیں کہ میں اس کے بعد کبھی بیمار نہیں ہوا۔

جب حضرت نے اپنا لعاب دین جناب امیر کے پاؤں کو لگا یا پیر انکو پاؤں نہیں دیکھے

عن ابی ارفع رضی اللہ عنہ قال خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیاً فی الحجۃ وامر ان یؤدی امانات وامر النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم ان یلحق بالمدينة فخرج فی طلبہ عیشی اللیل ویکمن النہا حتی قدم المدينة فلما بلغ النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم قدومه قال ادعوا علیاً قبل یارسول اللہ لا یقل ان عیشی فاتاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما راہ ما یقل
 من الوریم وكانما یقطران ما قتل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یدیه ومسح بجمہا رجلیہ وعاظما لعاظیۃ فلما لیسکما
 حق استشهد راسد الغابہ) ابورافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت
 فرماتے ہوئے جناب امیر کو امانات دینی واداکرنے کے لیے مکہ میں اپنے پیچھے چھوڑ دیا اور اس کو کیا کہ بعد میں
 ہم سے مکہ میں آئے جناب امیر تعمیل ارشاد کر کے حضرت کو ڈھونڈ رہے تھے مدینہ کو چلے رات کو چلا کرتے
 تھے اور دن ہوتے ہوئے چپ رہا کرتے تھے جب مدینہ میں پہنچے حضرت نے انکے پہنچنے کی خبر سنی تو گوز
 کو حکم دیا علی کو میرے پاس بلاؤ عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ چل نہیں سکتے حضرت خود بدولت انکو
 پاس تشریف لیگئے اور انکے پاؤں میں ورم اور خون ٹپکتا ہوا دیکھ کر حضرت نے اپنے بے لعاب دین مبارک
 کو ہاتھوں پر ملا اور انکے پاؤں پر مس کیا اور انکے لیے عافیت کی دعا مانگی انکے پاؤں بالکل اچھے ہو گئے
 پھر انکے شہید ہونے تک کبھی نہ دیکھے۔

جناب امیر کا گرمی اور سردی کی انڈا سے محفوظ رہنا

عن عبد الرحمن بن ابی لیلے قال کان علی یخرج فی الشتاء فی ازار ودرء خفین وفي الصيف فی القبا
 المحفوف والثوب الثقیل فقال الناس لعلی لو قلت لا بیات لانه لیس معہ فسات ابی فقلت ان الناس قد

براؤ امر منہ الثوبین شیئا استنکرہ قال وماذا قلت يخرج في الحر الشديد في القباء المحفوف
 والثوب الثقيل ولا يبال لك ويخرج في البرد الشديد في الثوبين الخفيفين ولا يبال لك فهل
 معتن من ذلك شيئا فقد امر في ان اسالك ان تساله اذا تيمر عنده فتمر عنده فقال يا امير المؤمنين
 الناس قد تفقدوا منك شيئا قال فما هو قال يخرج في الحر الشديد في القباء المحفوف والثوب
 الثقيل ويخرج في البرد الشديد في الثوبين الخفيفين وفي الملائين ولا يتأله ذلك ولا
 تقى برد اقال او ما كنت معنأيا ابا عبد الله فقال بل الله كنت معك قال فان رسول
 الله صلى الله عليه وسلم بعث ابا بكر وسائر المهاجرين فاخرجهم جميعا الى يثرب وبعث عمر فاخرجهم بالاناس حتى انتهى
 اليه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا عطين الراية رجلا يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله
 يفتح الله له ليس بفارس فارس الفدا عا لفا تيته وانا اريد لا اجز شيئا ثقيل في عيني
 قال اللهم اذهب عني الحر والبرد فما اذاني بعد حر ولا برد راخرج جاحدا والزار وابن
 جبر صححه باختلاف يسير عبد الرحمن بن ابي ليلى نقل كرتا ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام جاڑ کے پکے فوند
 میں صرف تہ بند اور چادر ہلکی ہلکی میں نکلا کرتے تھے اور گرمی کے دنوں میں ربوئی کی بہرتی کے کپڑے
 او سوٹے کپڑے پہنا کرتے تھے لوگوں نے مجھ کو کہا کہ اگر تو اپنے والد کو کہے کیونکہ وہ جناب امیر کو بائین
 بیان کرتے ہیں وہ ان سے پوچھیں میں نے اپنے والد کو کہا اکثر لوگوں نے جناب امیر سے ایک ایسی بات
 دیکھی ہے جو ان کی نگاہ میں انکو اجنبی نہیں لگتی وہ کہنے لگے وہ کیا بات ہے میں نے کہا جناب امیر سخت
 گرمی کے دنوں میں بہرتی کے موٹے کپڑے پہن کر نکلتے ہیں اور پروانہ میں کرتے اور سخت سردی کو
 دنوں میں نہایت ہلکے کپڑے پہنتے ہیں اور کچھ ہی پروانہ میں کرتے اور سردی سے انہیں ڈرتے
 لوگوں نے مجھ کو کہا ہے کہ آپ دوستان بیان کرنے ہوئے جناب امیر سے اسکا سبب پوچھیں پھر
 وہ جبکہ جناب امیر کو بائین سنانے لگے تو عرض کیا یا امیر المؤمنین لوگ آپ کی ایک بات کی ذکوہیز
 ہو بچتے جناب امیر نے فرمایا وہ کیا ہے میرا والد نے کہا آپ موسم گرما میں موٹے اور بہاری کپڑے پہنتے
 ہیں اور سردی میں ہلکے کپڑے پہنتے ہیں اور سردی کی پروانہ میں کرتے۔ فرمانے لگے
 اے ابا لیلے کیا خیبر میں تو بہار کو ساتھ نہیں تھا میرا باپ کہنے لگا میں آپ کے ساتھ موجود تھا جناب
 امیر نے فرمایا کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو علم دیکر خیبر کے فتح کرنے
 کے لیے بھیجا اور وہ شکست کھا کر واپس ہوا اے پھر عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور وہ بھی نہریت کھا کر
 لوٹ آئے حضرت نے فرمایا البتہ ہم یہ علم ایسے شخص کو دینگے جو امداد اور اسکے رسول کی محبت رکھتا ہو

اور امیر اور اسکا رسول سے پیار کرتے ہیں وہ بہانے والے نہیں ہیں حضرت مجھے بلوایا۔ میں حضرت کی خدمت میں ایسے حال میں پہنچا کہ میری آنکھیں دکھ رہی تھیں قریب تھا کہ مجھے کچھ نہ سوچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا۔ اور دعا فرمائی کہ اے میرے پروردگار اس سے گرمی اور سردی کی ابتلا سے ہٹا کر اس کے بعد مجھے گرمی اور سردی نے نہیں ستایا۔

جناب امیر کی دس خصوصیات

عن عمر بن مہمون قال انی لجالس الی ابن عباس فاتاہ لتعتر رھط فقالوا اما ان تقعم معنا واما ان تخلون بھولا وھو یومئذ مصحوب فیل ان یعمی قال انا اقوم معکم فتحد ثوا فلا ادری ما قالوا فجاء فھو ینفض ثوبہ ویقول اف وقت یقعون فی الرجل لہ عشر وتعو فی رجل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یعتن رجل بحیابہ ورسولہ وحیبا اللہ ورسولہ لا یخزیه اللہ ابدا فاشرف من استشرف فقال ابن علی ہو فی الرجا یطعن قال وما کان احدکم لیطعن من قبلہ فدعاہ وھو ارمدا ما کان یبصر ففتت فی عینہ شہر الرایۃ ثلاثا فدفعھا الیہ فجاء بصغیۃ بنت حمی وبعث ابا بکر بسورۃ التوبۃ وبعث علیا خلفہ فاخذھا منہ وقال لا ینہی عن الاصل من اھل بیتی ھو منی وانا منہ وھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والحسین علیا وفاطمة فمد علیہم ثوبا فقال اللھم ھولاء اھل بیتی وخاصتی فاذهب عنہم الرجس وطرھم طھرما وکان اول من اسلم من الناس بعد خلدیجۃ ولبس ثوب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحسبون انہ نبی اللہ فجاء ابو بکر فقال یا نبی اللہ فقال علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد ذھب نحو یرمہون فاتبعہ فدخل معہ للغار فکاذ المشرکون یرمون علیا حتی اصبر وخرج بالناس فی غزوة تبوک فقال علی اخرج معک فقال فکی فقال اما ترضی ان تکون منی بمنزلتہ ہارون من موس الا انک لست بنبی ثم قال انت ولی فی کل مؤمن من بعدک قال وسدا بواب المسجد غیر باب علی قال وکان یدخل المسجد وھو جنب وھو طریقہ ولبس لہ طریق غیرہ قال من کنت ولیہ فعلی ولیہ راخرجه احمد والنسائی وھو بالطبر و ابو یعلی والحاکم والخوارزمی وابن عساکر وابی یوسف الکنی فی کفایتہ الطالب حب الطبری فی الرایض النضرۃ والسیوط فی الجمع الجوامع) یحیی بن عروہ اور عمرو بن مہمون سے مروی ہے کہ میں ان کے ذہن میں ابن عباس سے اپنے آپ کو ہٹاتا کہ نواذی آئے اور ابن عباس سے کہنے لگے تمہارا جی چاہے گا ساتھ چلو اور چاہو ان لوگوں کی خدمت میں بیٹھو ان دنوں ابن عباس تندرست تھے انکی آنکھیں نہیں لگی تھیں انہ

نے کہا میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں بعد اسکے انکے ساتھ جا کر کچھ علیحدہ باتیں کیں مین نہیں جانتا کہ ان لوگوں
 نے کیا کیا کیا کیا بن عباس پر کے آئے تو سینے دیکھا کہ وہ اپنے کپڑے جھاڑتے ہیں اور ان اور ان لوگوں
 پر کرتے ہیں اور کہنے لگے یہ لوگ ایسے شخص کے پیچھے پڑے ہیں کہ جنکو اللہ تعالیٰ نے دس باتیں دی ہیں اور
 ایسے شخص کو بڑا کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے باب میں فرمایا ہے کہ میں ایسے شخص کو
 بیجو لگا کہ جو اللہ کو اور اسکے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول سب کو دوست رکھتا ہے
 اللہ کو سوا نہیں کرے گا پس لوگوں کو پکارتے ہیں کہ یہ علم کی طرف جانا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کہ ان میں سے
 لیا گیا وہ چکی پس ہو مین اور کوئی شخص اسے پیشتر چکی نہیں پیتا تھا۔ پس حضرت نے انکو بلوایا اور
 انکی آنکھوں میں آشوب تھا کہ وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے تھے حضرت نے اپنا لعاب دھن انکی آنکھوں میں
 لگایا اور مین ہر نبی علم کو جنبش دیکر علی کو دیدیا پس انہوں نے خیر کو فتح کیا۔ اور صفیہ بنت حبیبہ
 کو لے آئے اور ایک مرتبہ حضرت نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سورہ توبہ دیکر بھیجا اور بعد اسکے علی کو ان کے
 پیچھے روانہ فرمایا پس انہوں نے وہ سورت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے لے لی اور حضرت نے فرمایا اس سورت کو
 کوئی نہیں لے جاسکتا۔ سوا اس شخص کے جو میرے اہل بیت میں سے ہو اور وہ میرا ہوا اور میں اسکا ہوں اور
 ایک مرتبہ حضرت نے حسن بن علی اور فاطمہ کو بلا کر انکے اوپر کپڑا اڑا دیا اور فرمایا بارخدا یا یہ میرے اہل بیت
 اور میرے خاص ہیں تو ان کو نجاست دور کر اور انکو پاک کر جو حق پاک کر نیگا ہے اور حضرت علی جناب
 خدیجہ کے بعد سب سے اول اسلام لائے مین اور ہجرت کی رات کو حضرت کے کپڑے پہن کر انکے بچپونے پر سو
 رہے اور کفار یہ جانتے رہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں بعد ازاں ابو بکر رضی اللہ عنہ
 آئے اور حضرت کو پکارا جناب میرے جوابے یا نبی اللہ میرے بچپون کی طرف گئے مین تم ہی آپ کے پیچھے چلو
 جاؤ پس وہ حضرت کے ساتھ غار میں داخل ہو گئے اور مشرکین حضرت علی کو صبر تک چہرہ مارا کیے اور
 آنحضرت حب غزوہ تبوک میں لشکر لے چکے علی نے عرض کیا کہ میں بھی رکاب سعادت میں چلوں آگے فرمایا
 نہیں علی رونے لگے حضرت نے فرمایا کیا تم راہنی نہیں ہو کہ میرے لطیف سے تم ایسے مرتبہ پڑ ہو کہ جس
 مرتبہ پر بارون ہوسی کی طرف سے تھے فقط اتنا فرق ہے کہ تم نبی نہیں ہو پھر فرمایا تم سب مومنین میں سے
 بعد میرے خلیفہ ہو۔ اور حضرت کے حکم سے علی کے دروازہ کے سوا مسجد کے سب دروازے بند کیے گئے
 اور علی بحالت جنب مسجد میں داخل ہوتے تھے وہی انکار ہوتا تھا اسکے سوا انکا دوسرا راستہ
 نہیں تھا اور فرمایا حضرت نے جبکہ مین ولی ہوں ہکا علی ولی ہے ۔

جناب امیر حسن کے سب سے تین اہم خصوصیتیں تھیں جن کو حضرت صلعم علیہ السلام نے ہمیں بتایا

عزابی الحمد للہ عن رسول اللہ ﷺ قال لعل انتی ثلثا لم یوتھن احد ولا انا۔ او تبت صھرا مثلی ولم اوقر
انا مثله۔ او تبت ذو حبت مثلی مثل ابنتی ولم اوت مثلاً زوجة۔ او تبت الحسن والحسین من صلبک ولم
اوت من صلبہ مثلاً۔ وکنتم منی وانا منکم۔ راخرہ ابو سعید شریعت النبی واللہ یدی فی فہم وسمی الاخبار
والامام علی الرضا فی مسندہ) ابو الحسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب کو
تجھے تین ایسی باتیں دیکھیں ہیں کہ کسی ایک کو نہیں دی گئیں اور تجھ پر ہی نہیں دیکھیں۔ تجھے محبوبہ باخسر دیا گیا
ہے اور تجھے محبوبہ باخسر نہیں دیا گیا۔ تجھے میری بیٹی جیسی حدیقہ زوجہ ملی ہے اور تجھ پر جیسی زوجہ نہیں ملی۔ اور
حسن اور حسین جیسے بیٹے قیری پشت سے تجھے دیے گئے ہیں کہ میری پشت سے تجھے ایسے نہیں دیے گئے لیکن
تم میری ہو اور میں تمہارا ہوں۔

جناب امیر کی چار خصوصیتیں

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لعل اربع خصائص لیس لک احد غیرہ ہوا اول عری وعجی صلی اللہ مع النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وھو اللہ کان لواءہ معہ فکل زحف وھو اللہ صبر مع یوم فرعہ وغیرہ وھو اللہ غسلہ و
ادخلہ فی قبرہ (راخرہ احمد وابو عمر) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب امیر کی چار خصوصیتیں ایسی
ہیں کہ کسی کی نہیں ہیں وہ سب عربی اور عجمی لوگوں سے پہلے ہیں جنہوں نے حضرت کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور وہ
ہیں کہ حضرت کو تمام جہادوں میں حضرت کا علم انہیں کے ہاتھ میں رہا ہے اور وہ وہ ہیں کہ جو اس وز کے حضرت
کے پاس سے سب لوگ ہٹا گئے اور وہ حضرت کے ساتھ صبر کیے ہوئے احد کے مقام میں ڈٹے رہے اور وہ
ہیں کہ جنہوں نے حضرت کو غسل دیا اور قبر میں اتارا۔

جناب امیر کی پانچ خصوصیتیں

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ اعطیت فی علی خمساً ہوا احدی من اللہ
وما فیہا اما واحدة فھو تکائی بین یدیک اللہ عز وجل حتی افرغ من الحساب واما الثانية فلواد الحمد لیس
اسم من ولد نوحہ واما الثالثة فواقف علی عقر حوضی یتقی من امری واما الرابعة فساتر عورہ
ومسلی الی رب عز وجل واما الخامسة فلست اخشے ان یرجم زانیاً بعدا حقاً ولا کافراً بعد ایمان راخرہ

احمد) الامام عیسیٰ رضی اللہ عنہ و مروی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے علی کو پانچ باتیں عطا ہوئی ہیں کہ میری نزدیک وہ دنیا و مافیہا سے بہت محبوب ہیں اول کہ قیامت کے روز وہ میرا مکیہ ہوگا چہنگ کہ میں حساب و خارج ہو جاؤں۔ دوم لو ارالحمد اسکے ہاتھ میں ہوگا آدم اور اولاد آدم اسکے علم کے نچر ہونگے۔ سوم وہ میرے حوض کے اوپر کھڑا ہوگا جسکو میری امت سے پہچانیکا اسکے پانی کا۔ چہارم میرے مرنیکے بعد میرا پر و مدار ہوگا اور مجھے میرے پروردگار کے سپرد کر لیا۔ پنجم مجھے اسکی نسبت یہ خوف نہیں ہے کہ وہ پارسا ہونیکے بعد زنا کا مرتکب ہو اور ایمان لانیکے بعد یہ کافر ہو۔

آنحضرت کا جناب ابیہر سے ایسے متر عہد کرنے جو کسی سے نہیں کیے

عن ابن عباس قال کنا نحدث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی سبعین عہدا لم یجد الی غیر راجع ابو نعیم فی الحلیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم اکثر کہا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے متر عہد ایسے کیے ہیں جو انکے سوا دوسرے نہیں کیے

جناب امیر کی اٹھارہ منقبتیں ایسی تھیں جو اور کسی میں نہیں نہیں

عن ابن عباس قال کانت لعلی ثمان عشر منقبتا ما کانت لاحد من هذه الامة راخو حہ الطیرانی و ابن حجر فی الصواعق المحرقة ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر کی اٹھارہ منقبتیں ایسی ہیں کہ اس امت کے کسی ایک کی نہیں ہیں

خاتمہ

خداوند پر نیاز کا شکر ہے جس نے اپنے حقیر بندے کے ہاتھ سے اس عظیم الشان کام کو آج ایسے مبارک دن عطا کر دیا ہے میں انجام کو پہنچایا ہے کہ جس سعادت بہرے دن اور زمین و مین خدا تعالیٰ نے اپنی پاک کلام کو اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اور اپنے نبی مرسل ابن مریم رسول اللہ کو اپنی طرف اٹھالیا۔ یہ وہی مصداق المبارک کا مینا اور ستر مہین تہمیں ہے حسین جناب یوسف بن نون جوی ہوسی اور مبارک مولیٰ علی علیہ السلام نے شریعت شہادت نوش کیا ہے میں اپنے محیبا لدعات قاضی الحاجات رب الارباب کی جنابینہ ہودعا مانگتا ہوں کہ اس شائق کے وسیلہ سے وہ مجھ اور میرے اہل عیال کو دنیاوی و دینی شادمانی اور منظرہ قبر اور روزخ کی آنچ سے بچا کر اپنے دیار کی نعمت چکائی اور کسی اور کی شقاوت نصیب کیے اور ساقی کو خر کے ہاتھ سے شرب الہی پلاوے آمین ثم آمین